کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد اوّل و دوئم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

مترجم

سیّد المفسرین ادیبؒ اعظم

مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دوسوسترہ (۲۱۷) کتب)

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد ۲ کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

تعارف:

ھماری یہ کتاب ترجمہ ہے کتاب مستطاب مناقب آل ابی طالب کا۔ جس کے مصنف عالم ربانی والکامل صمدانی و محقق مدقق لاثانی نقیہ و محدث عابد و زاہد تقی و نقی۔ غواص بحار الاخبار ناشر اثار ائمہ اطہار فخر المحققین سند المدققین علامہ عصر فرید دہر محمد بن علی بن شہر آشوب مازندانی تغمدہ اللہ برحمتہ واسکنہ فسیح جنتہ ہیں۔ جس کو الحاج شیخ علی محلاتی حائری نے ۱۳۷۰ھ میں طبع کرا کے شائع کیا کتاب مذکور میں چہاردہ معصومین کے فضائل و مناقب علیحدٰہ علیحدٰہ ایک ایک جلد میں لکھے گئے ہیں۔

یوں تو فضائل و مناقب چہاردہ معصومین علیہم السّلام میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں مگر جو مقبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ فضائل اور حالات کا یہ ذخیرہ معتبر اور مستند ماخذوں سے جمع کیا گیا ہے یہ کتاب واعظوں ذاکروں اور مصنفوں کے لیے معلومات کا بڑا ذخیرہ ہے۔

میں نے لفظی ترجمہ نہیں کیا تاکہ لطف زبان اور حسن بیان باقی رہے۔ البتہ مفہوم کو صحیح ادا کرنے کی پوری کوشش کی ہے اشعار کا ترجمہ بھی نظر انداز کر دیا ہے تاکہ غیر ضروری طول نہ ہو جائے ہاں ضروری اشعار کے ترجمہ کو باقی رکھا ہے۔

میں نے توکلت علی اللہ کہہ کر ترجمہ تو شروع کر دیا ہے مگر بظاہر یہ امید نہیں کہ یہ ضخیم کتاب میری زندگی میں پوری پوری شائع ہو جائے یہ ترجمہ نور میں قسطاً قسطاً شائع ہوگا جس کے لیے ایک مدت درکار ہے اور میں ۷۳ سال کا ہو چکا ہوں یعنی چراغ سحری ہوں۔ موت مجھے اس خدمت کے لیے کچھ مدت چھوڑ دے تو یہ خدا کا فضل ہوگا ورنہ بظاہر تو زیادہ زندہ رہنے کی امید نہیں تو امضمحل ہو چکے ہیں مشین کے پرزے گھس چکے ہیں حوصلے کے قدم تھک چکے خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے بہت بڑا کام مجھ سے لیا، ایک سو اٹھاسی کتاب لکھ چکا ایک منبر پر ۴۳ سال لگاتار پڑھ چکا ابتدا پٹیالہ میں کی تھی اور اس کا سلسلہ گزشتہ سال تک خلیفہ لاج ایبٹ روڈ لاہور کی مجالس تک جاری رہا (اگست ۷۳ء) آئندہ سال پڑھنا نصیب ہوگا یا نہیں اس کو خدا جانے۔ جامعہ امامیہ جیسا ضروری ادارہ قائم کر چکا۔ اپنے سات لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلا چکا اب کوئی کام کرنے کی حسرت دل میں باقی نہیں مرنے کے لیے تیار بیٹھا ہوں۔

اگر حضرات مومنین یہ چاہتے ہیں کہ یہ کتاب جلد قسطاً نور میں شائع ہو جائے تو اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ہر ماہ بجائے ۴۰ صفحات کے ۸۰ صفحات شائع ہوا کریں چونکہ ادارہ نور اس دُہرے خرچ کو برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا اگر مخیر حضرات اپنے عطیات

سے سرفراز فرماتے رہیں گے تو ہم جلد اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ وما توفیق الا باللہ

دعاگو

احقرالزمن سید ظفر حسن نقوی

مترجم کتاب ہذا

ناشر .. .. ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ناظم آباد ۲ کراچی

مطبع .. .. قریشی آرٹ پریس ناظم آباد ۲ کراچی

کتابت .. .. سید شبیہ الحسن نقوی امروہوی

سال اشاعت .. .. دسمبر ۲۰۰۳ء بار سوم

ہدیہ .. .. (۲۱۰) دو سو دس روپے

کچھ اس ایڈیشن کے بارے میں

حضرت ادیب اعظم نے اس عظیم کام کو اپنی حیات میں مکمل فرمایا اور آپ کی زندگی میں شائع بھی ہوئی۔ لیکن ایک عرصہ کے بعد دوبارہ شائع ہو رہی ہے۔ اس مرتبہ ممبران ٹرسٹ کی خواہش پر اس کی کتابت ازسرنو کرائی گئی ہے اس کے علاوہ آیات قرآنی کے حوالہ جات بھی بمعہ سورہ اور آیت نمبر دیئے گئے ہیں۔ باوجود شدید مہنگائی کے طباعت اور کاغذ کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ اس کا معیار ٹرسٹ کی دوسری کتب کی طرح دیدہ زیب رہے اور اس کے ساتھ ہی اس امر کا خیال بھی رکھا گیا ہے کہ ہدیہ غیر معمولی زیادہ نہ ہو جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ مومنین مستفیذ ہوسکیں۔

سیّد شبیہ الحسن
ٹرسٹی

التماسِ دُعا

مترجم کتاب ھذا حضرتِ ادیب اعظم و مفسر قرآن مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ (مرحوم) ابن سیّد دلشاد علی صاحب مرحوم کی روح کے ایصالِ ثواب کے لیے مومنین سے سورہ فاتحہ کی درخواست ہے۔

ادارہ

فہرست مضامین

جلد اوّل

فہرست جلد دوم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد اوّل

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوب

مترجم

سیّد المفسّرین ادیب اعظم

مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

(مصنّف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد ۲ کراچی

جلد اوّل

حالات حضرت سرور کائنات

باب اوّل

فصل اوّل :۔ آنحضرت کے متعلق بشارتوں کا ذکر کتب سابقہ میں

توریت سفر اوّل میں حضرت موسیٰ کی بیان کردہ بشارتیں ہیں۔ سفر دوم میں پندرہ بشارتیں حضرت ابراہیمؑ کی بیان کردہ ہیں۔ سفر ۳۵ میں حضرت داؤد کی بشارتیں ہیں اور عوبنیاہ حیقوق، حزقیل، دانیال اور شعیا کی بھی بشارتیں ہیں۔

زبور میں ہے کہ داؤد نے کہا "خداوندا زمانہ فترت کے بعد سنّت کا ایک قائم کرنے والا بھیج۔ عیسیٰ نے انجیل میں کہا بارقلیطا میرے بعد آنے والا ہے وہ ہر شے کے کلمات کی تفسیر بیان کرے گا اور میری گواہی اس طرح دے گا جیسے میں اس کی گواہی دے رہا ہوں) میں امثال کو لایا ہوں اور تمہارے پاس وہ تاویل کو لائے گا۔

کعب بن لوی بن غالب کے پاس ہر جمعہ کو لوگ جمع ہوتے تھے اس دن کا نام اس زمانہ میں عروبہ تھا کعب نے جمعہ نام رکھا کعب اس روز لوگوں کے سامنے خطبہ بیان کرتے تھے اور اس میں آنحضرتؐ کی بنوت کی خبر دیتے تھے انہوں نے آخری خطبہ اصحاب فیل کے واقعہ سے ۵۲۰ برس پہلے دیا تھا۔

زید بن عمرو بن نفیل نے دین حنیف کی طلب میں بہت سے سفر کیے شام کے ایک راہب نے کہا میں ایک ایسے نبی کے ظہور کی

بشارت دیتا ہوں جو اس زمانہ میں ملت ابراہیم کا لانے والا ہے۔ یہ سن کر زید مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب ارض لخم میں پہنچے اور وہاں کے عیسائیوں سے یہ خبر بیان کی تو انہوں نے زید کو قتل کر دیا۔

تبع اوّل ان پانچ بادشاہوں میں ہے جو تمام دنیا کے بادشاہ کہے جاتے ہیں۔ یہ بادشاہ ہر شہر سے دس آدمی منتخب کر کے وہاں کی حکومت ان ہی کے سپرد کر دیتا تھا جب شہر مکہ میں پہنچا تو چار ہزار علماء اس کے ساتھ تھے اہل مکہ نے اس کی تعظیم نہ کی اسے غصہ آیا اپنے وزیر سے اس توہین کا ذکر کیا اس نے کہا یہ لوگ جاہل ہیں اپنے اس گھر پر مغرور ہیں۔ بادشاہ نے کہا کعبہ کو گرانے اور اہل مکہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ناگاہ درد سر کی بیماری میں مبتلا ہوا اور اس کی آنکھ کان ناک اور منہ سے گندہ پانی جانے لگا اطباء اس کے علاج سے عاجز آگئے مجبور ہو کر کہنے لگے یہ تو کوئی آسمانی بلا ہے۔ اس کا علاج ہم سے ممکن نہیں۔

ایک دن ایک عالم وزیر کے پاس آیا اور پوشیدہ طور سے کہا اگر امیر اپنی نیت درست کرے تو میں علاج کروں وزیر بادشاہ کے پاس لے آیا عالم نے کہا کعبہ کے گرانے کی جو نیت تو نے کی ہے اس سے توبہ کر تیرا دین اور دنیا میں بھلا ہوگا۔

اس نے صدق دل سے توبہ کی اسی روز وہ اچھا ہو گیا وہ اللہ پر اور ابراہیم خلیل اللہ پر ایمان لے آیا اور کعبہ پر سات غلاف چڑھائے یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔

اس کے بعد وہ مدینہ آیا یہاں اس کے ساتھ چار ہزار عالم جو آئے تھے ان میں سے چار سو عالم جدا ہو گئے تاکہ مدینہ میں سکونت کریں وزیر نے کہا یہاں رہنے میں کیا مصلحت ہے انہوں نے کہا بیت اللہ کا شرف اس ذات کی وجہ سے ہے جن کا نام محمدؐ ہوگا اور جن کا مولد مکہ ہوگا اور مقام ہجرت مدینہ۔ ہم اس امید میں یہاں ٹھہرے ہیں کہ شاید ان کو یہاں پالیں۔ جب بادشاہ نے سنا تو خود بھی ایک سال تک وہاں ٹھہرا رہا اور ان چار سو عالموں کے چار سو گھر بنوا دیئے۔

ابن بابویہ نے کتاب النبوہ میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تبع نے قبیلہ اوس و خزرج سے کہا کہ تم یہاں رہو جب تک نبی آخر الزماں کا ظہور ہو اگر میں نے ان کو پالیا تو میں ان کی خدمت کروں گا اور اس نے ایک تحریر حضرت کے نام لکھی جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا اور یہ خواہش کی کہ روز قیامت حضرت اس کی شفاعت کریں اور یہ تحریر ایک عالم کے سپرد کی اور وہاں سے چلا گیا۔ اور ہندوستان کے شہر غلسان میں جا کر مر گیا۔ اس کی موت آنحضرتؐ کی پیدائش سے ایک ہزار سال قبل تھی۔

جب حضرت مبعوث ہوئے اور اکثر اہل مدینہ ایمان لے آئے تو یہ تحریر بنی سلیم کے ایک شخص ابولیلیٰ کے پاس تھی جب وہ حضرت سے ملنے آیا تو آپ نے اس سے وہ تحریر طلب کی وہ حیران رہ گیا کہ حضرت کو اس کا پتہ کیسے چلا۔ غرض وہ تحریر اس نے حضرت کو دیدی آپ نے حضرت علی سے پڑھوا کر سنی اور فرمایا مرحبا میرے برادر صالح کے لیے۔

اکمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں محمد ابن فضال سے مروی ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام نے جناب سلمان سے ان کے اسلام لانے کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا میں شیراز کے ایک دہقان کا لڑکا ہوں میرے ماں باپ کا مجھ پر بہت پیار تھا

عید کے دن ایک راہب کے دیر میں پہنچا۔ وہاں ایک شخص کو کہتے سنا۔ أشهد أن لا إله إلا الله وأن عيسى روح الله وأن محمداً حبيب الله ۔ محمدؐ کا نام سنتے ہی ان کی محبت میرے رگ و ریشہ میں دوڑ گئی جب میں گھر واپس آیا تو میں نے چھت میں لٹکی ہوئی ایک تحریر دیکھی۔ میں نے والدہ سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا اس کو نہ چھونا ورنہ تیرا باپ تجھے مار ڈالے گا میں اس وقت تو چپ ہو رہا جب رات ہوئی تو میں نے وہ تحریر وہاں سے لے کر پڑھنا شروع کی۔ اس میں لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ عہد ہے اللہ کا آدم کے لیے میں اس کے صلب سے ایک نبی پیدا کرنے والا ہوں جس کا نام محمدؐ ہوگا وہ مکارم اخلاق کی تعلیم دے گا اور لوگوں کو بت پرستی سے روکے گا اے م ف ذ بہ (سلمان کا پہلا نام) تو عیسیٰ سے مل اور اس پر ایمان لا اور مجوسیت کو چھوڑ دے میں یہ پڑھ کر حیران رہ گیا۔

جب میرے ماں باپ کو اس ارادہ کا پتہ چلا کہ میں گھر سے جانے والا ہوں تو انہوں نے پہلے تو سختی کی پھر ایک کنوئیں میں مجھے قید کر کے کہا کہ اگر تو اپنے اس ارادہ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے جب مجھ پر یہ مصیبت آئی تو میں نے خدا سے دعا کی کہ بحق محمدؐ و وصی محمد مجھے اس بلا سے نکال۔ ناگاہ ایک شخص سفید پوش مجھے نظر آئے جس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں سے باہر نکال دیا۔

اور ایک راہب کی دیر میں لے گیا میں نے کہا أشهد أن لا إله إلا الله وأن عيسى روح الله وأن محمداً حبيب الله ۔ اس راہب نے کہا اے روزبہ تو میرے پاس رہ جا چنانچہ دو سال اس کے پاس رہا۔ جب مرنے لگا تو اس نے وصیت کی کہ میں انطاکیہ کے راہب کے پاس چلا جاؤں میں وہاں گیا اور دو سال اس کے پاس رہا جب وہ مرنے لگا تو اس نے وصیت کی کہ راہب اسکندریہ کے پاس چلا جاؤں اور وہ لوح جو ہر راہب دوسرے کے لیے دیا کرتا تھا اس کے سپرد کردوں میں پہنچا اور دو سال اس کی خدمت میں رہا جب وہ مرنے لگا تو میں نے پوچھا اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا اب ولادت محمد مصطفےٰ کا زمانہ قریب آگیا جب تو ان سے ملے تو میرا سلام کہہ دینا اور یہ لوح اس کو دیدینا۔

میں اس کے دفن کے بعد وہاں سے چل دیا راہ میں ایک منزل پر کچھ لوگ ملے انہوں نے بکری ذبح کر کے پکائی اور جب کھانے بیٹھے تو مجھ سے کہا تم بھی کھاؤ میں نے کہا میں مرد راہب ہوں گوشت نہیں کھاتا پھر انہوں نے شراب پیش کی میں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے مجھے خوب مارا میں نے اس خوف سے کہ مجھے قتل نہ کر دیں ان میں سے ایک کی غلامی قبول کر لی اس نے مجھے ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درہم میں فروخت کر دیا یہودی نے میرا قصہ پوچھا میں نے کہا سوائے محبت محمد میرا کوئی قصور نہیں۔ یہودی نے کہا میں تیرا بھی دشمن ہوں اور محمد کا بھی۔

صبح کو اس نے ریت کا ایک ڈھیر مجھے دکھا کر کہا شام تک یہ سب یہاں سے ہٹ جائے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا میں نے دن بھر اسے اٹھایا مگر ختم نہ ہوا میں نے خدا سے دعا کی ناگاہ ایک آندھی اٹھی اور اس بقیہ ریت کو اڑا کر لے گئی۔ صبح کو جب یہودی نے دیکھا تو کہنے لگا تو ساحر ہے میں تجھ سے خائف ہوں پس اس نے مجھے ایک عورت کے ہاتھ بیچ ڈالا اس کا ایک باغ تھا اس کی نگرانی میرے سپرد ہوئی۔ ایک دن سات آدمی وہاں آئے جن کے سروں پر ابر سایہ فگن تھا ایک حضرت محمد مصطفےٰؐ دوسرے علی مرتضیٰ

تیسرے ابوذر چوتھے مقداد پانچویں عقیل چھٹے حمزہ ساتویں زید میں نے خرموں کا ایک تھال ان کے سامنے رکھا اور کہا یہ صدقہ ہے اوروں نے کھالیا مگر حضرت رسولؐ خدا اور علی مرتضیٰ نے اسے چھوا تک نہیں۔ میں نے دوسرا تھال یہ کہہ کر پیش کیا کہ یہ ہدیہ ہے وہ انہوں نے بسم اللہ کہہ کر کھا لیے میں نے دل میں کہا نبی آخرالزماں کی تین علامتوں میں سے دو پالی گئیں دابر کی سایہ فگنی اور صدقہ حرام ہونا اب میں تیسری علامت کی جستجو میں حضرت کے پیچھے آیا آپ نے فرمایا اے روزبہ کیا مہر نبوت کی تلاش ہے یہ فرما کر آپ نے اپنے شانے کھول دیئے اور میں نے مہر نبوت کی زیارت کرلی۔ میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔

آپ نے فرمایا تم اپنی مالکہ سے کہو کہ محمد بن عبداللہ دریافت کرتے ہیں کہ تم اپنے اس غلام کو بیچنا چاہتی ہو اس نے کہا بیچتی ہوں قیمت چار سو درخت خرما ہے میں نے حضرت سے آکر بیان کیا فرمایا آسان ہے حضرت علیؑ کو حکم دیا چار سو گٹھلیاں جمع کرو اور ان کو بوکر پانی دو حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا درخت فوراً پھوٹ نکلے اور بڑھ کر لہلہانے لگے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اب جاکر اس سے کہو تیری خواہش پوری ہوئی اب ہماری چیز ہمارے حوالے کر۔ میں اس روز سے حضرت کی خدمت میں آگیا۔

سیف بن ذی یزن کی پیشنگوئی :۔

ثعلبی نے نزہتہ القلوب میں ابن عباس سے روایت کی ہے حضرت کی ولادت سے دو سال بعد جب سیف بن ذی یزن نے ملک حبش پر فتح پائی تو عرب کے وفود اس کے پاس آئے ان میں عبدالمطلب بھی تھے انہوں نے کہا اے بادشاہ اللہ نے تم کو مقام بلند عطا فرمایا ہے اور اپنی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے ہم لوگ حرم خدا کے باشندے ہیں اور اس کے گھر کے محافظ ہیں تہنیت دینے آئے ہیں۔ سیف نے آپ کا نام پوچھا۔ نام سن کر وہ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور کہا تم رشتہ میں ہمارے بھانجے ہو آپ لوگ میرے مہمان ہیں ایک ماہ قیام کیا ایک روز سیف نے خلوت میں حضرت عبدالمطلب کو بلایا اور کہا میں اپنے علمی اسرار میں سے ایک راز آپ سے بیان کرتا ہوں اس کو کسی پر ظاہر نہ کیجئے یہاں تک کہ وہ امر خود ظاہر ہو۔ حضرت نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا مکّہ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ساری قوم کا پیشوا ہوگا اور قیامت تک باعث فضل و شرف ہوگا اس کا نام احمد ہوگا اس کے ماں باپ زمانہ طفولیت میں مرجائیں گے اور اس کا دادا ان کی کفالت کرے گا حضرت عبدالمطلب نے کہا اگر کچھ توضیح آپ اور فرمادیں تو باعث اطمینان ہو اس نے کہا اے عبدالمطلب اس کے جد تم ہی ہو یہ سن کر حضرت عبدالمطلب نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

قصّہ عبدالمطلب و ذبح فرزند :۔

حضرت اسمٰعیل کے ذبح کے واقعے سے حضرت عبدالمطلب نے یہ نتیجہ نکالا کہ ذبح فرزند قربت الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے پس آپ نے یہ نذر کی کہ اگر خدا انہیں دس لڑکے عطا کرے گا تو وہ شکریہ میں ان میں سے ایک کو راہِ خدا میں ذبح کردیں گے جب

دس کی تعداد پوری ہوگئی تو لڑکوں سے کہا بتاؤ میری نذر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا آپ کو اختیار ہے ہم سب آپ کے سامنے ہیں۔ آپ نے کہا اچھا تم سب اپنے اپنے نام کا پانسہ ڈالو چنانچہ پانسہ ڈالا گیا اس میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ آپ نے چھری لی اور حضرت عبداللہ کو ذبح کے لیے لٹایا۔ حضرت ابوطالب نے باپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ابھی ٹھہریئے اور بنی سعد کی کاہنہ کے پاس چل کر اس کے متعلق پوچھیے اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا آپ کے نزدیک آدمی کی دیت کیا ہے انہوں نے کہا دس اونٹ اس نے کہا کہ یوں کیجئے اب کی بار دس اونٹ اور عبداللہ پر پانسہ ڈالیے اگر اونٹوں پر نکل آئے تو ان کو نحر کیجئے اور پھر عبداللہ پر نکلے تو پھر دس دس اونٹ کا اضافہ کرتے جائیے جب تک اونٹوں کے نام پر نکلے۔ ایسا ہی کیا گیا جب سو اونٹوں پر ڈالا گیا تو بجائے حضرت عبداللہ کے اونٹوں پر نکلا سب لوگ خوش ہوگئے اس وقت ایک ہاتف نے ندا دی فدیہ قبول ہوا اور سامان ہے ظہور محمد مصطفےٰ کا۔

بشارت عفکلان الحمیری

عفکلان حمیری نے جو عرب کا مشہور ترین کاہن تھا عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا میں ایسی خوشخبری سناتا ہوں جو تمہاری تجارت سے بہتر ہے۔ خدا نے تمہاری قوم میں ایک نبی کو بھیجا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے وہ بت پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہے تم اس کو ظاہر نہ کرنا اور جلد اس سفر سے واپس جاؤ جب عبدالرحمٰن آئے تو حضرت نے پوچھا جو بات تم سے کہی گئی ہے وہ بیان کرو۔ عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔

بشارت اوس بن حارث

حضرت کی بعثت سے تین سو سال قبل اوس بن حارث کاہن نے آپ کے متعلق خبر دی تھی۔

فصل دوم

خوابیں اور علامتیں

حضرت عبدالمطلب کا خواب:۔

خرگوشی نے شرف النبوت میں لکھا ہے کہ ابوطالب سے مروی ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک درخت ان کی پشت پر اُگا ہوا ہے جس کی چوٹی آسمان تک ہے اور اس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی روشنی ضیاء شمس سے

سات گنا زیادہ ہے اور عرب و عجم اسے سجدہ کر رہے ہیں اور قریش کا ایک گروہ اسے قطع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جب وہ لوگ قریب آئے تو ایک خوبصورت جوان نے انہیں پکڑ لیا اور ان کی کمریں توڑ دیں اور آنکھیں نکال لیں حضرت عبدالمطلب نے یہ خواب قریش کی کاہنہ سے بیان کیا اس نے کہا تعبیر یہ ہے کہ تمہارے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو شرق و غرب کا مالک ہوگا۔

عباس بن عبدالمطلب کا خواب

عباس بن عبدالمطلب نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں حضرت عبداللہ کو دیکھا کہ ان کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکلا وہ اڑتا ہوا مشرق سے مغرب تک چلا گیا اور پھر خانہ کعبہ پر آ بیٹھا۔ تمام قریش نے اس کو سجدہ کیا اسی وقت میں ما بین زمین و آسمان ایک نور پیدا ہوا جو شرق سے غرب تک پھیل گیا۔ بنی مخزوم کی کاہنہ سے تعبیر پوچھی اس نے کہا عبداللہ کے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق اور مغرب کے لوگوں کو اپنا تابع بنالے گا۔

عبدالمطلب کا دوسرا خواب

حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ ان کی پشت سے ایک سفید چمکتی زنجیر نکلی جس کی چار طرفین تھیں ایک کنارہ مشرق میں پہنچا دوسرا مغرب میں اور ایک سرا آسمان سے جا ملا اور دوسرا زمین کے اندر چلا گیا۔ پھر وہ نور سمٹ کر ایک درخت بن گیا جس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی تھیں اور مشرق و مغرب تک چھائی ہوئی تھیں اور ایک نور ان سے ساطع تھا۔ میں اس درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور میرے مقابل دو آدمی تھے یعنی نوح و ابراہیم جو اس درخت کے سائے میں تھے۔ یہ واقعہ کاہن سے بیان کیا گیا تو اس نے آنحضرتؐ کی ولادت کی بشارت دی۔

سطیح کی پیشنگوئی

کسریٰ نے نعمان بن منذر کو لکھا کہ کسی عالم کو بھیجے اس نے عبدالمسیح بن ثعلبۃ غاجی کو بھیجا۔ کسریٰ نے ایک خواب بیان کر کے اس سے تعبیر چاہی اس نے کہا ملک شام میں میرا ماموں سطیح کاہن ہے وہ بتا سکتا ہے اس نے کہا جا کر اسے لے آ۔ عبدالمسیح جب وہاں پہنچا تو سطیح پر نزع کا عالم طاری تھا جب آنکھ کھولی تو عبدالمسیح سے کہا تجھے بادشاہ نے ایک خواب کی تعبیر کے لیے بھیجا ہے جس میں اس نے دیکھا تھا کہ اس کے محل میں زلزلہ آیا ہے اور آتش خانوں کی آگ سرد پڑ گئی ہے۔ اے عبدالمسیح وہ وقت آ گیا ہے کہ ساوہ جھیل خشک ہو جائے اور آتش کدۂ فارس کی آگ بجھ جائے۔ یہ علامت ہے ظہور نبی آخرالزماں کی

زہری نے روایت کی ہے کہ اللہ کا ایک فرشتہ کسریٰ کے پاس آیا اور کہا اسلام قبول کر ورنہ اس عصائے سلطنت کو توڑ دے

اس نے کہا ٹھہر ٹھہر فرشتہ چلا گیا۔ اس نے اپنے دربانوں سے کہا اس شخص کو کیوں آنے دیا۔ انہوں نے کہا ہمیں تو خبر نہیں کہ کدھر سے آیا۔ اگلے سال فرشتہ پھر آیا اور وہی کہا تیسری بار پھر آیا اور وہی اس نے کہا۔ ٹھہر ٹھہر۔ فرشتے نے عصا توڑ دیا اور چلا گیا۔ چند روز بعد اس کے بیٹے نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

آپؐ نبی کی پیشانیوں میں نور نبوت کی جلوہ گری تھی۔ جب ابرہہ ہاتھیوں کو لے کر کعبہ کو گرانے آیا تو عبدالمطلب اس سے ملے اور ان کے جو اونٹ اس کی فوج نے پکڑ لیے تھے ان کی واگزاشت کے لیے کہا اس نے کہا تم اپنے اونٹ تو مانگ رہے ہو اور اس گھر کے متعلق کچھ نہ کہا جس کے ڈھانے کے لیے میں آیا ہوں فرمایا میں اونٹوں کا مالک ہوں اس گھر کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا ابرہہ نے اونٹ واپس کر دیئے حضرت عبدالمطلب قریش کے پاس آئے اور حال بیان کیا اور کعبہ کی زنجیر پکڑ کر خدا سے دعا مانگی اس وقت ایک نور ظاہر ہوا آپ نے قوم سے فرمایا اب اپنے گھروں کو جاؤ قسم خدا کی میری جبین سے یہ نور ظاہر ہوا ہے میں نے فتح پائی ہے اس وقت بھی وہی کیفیت ہے۔ آپ کو دیکھ کر ہاتھی نے سجدہ کیا فرمایا اے محمود ہاتھی نے سر ہلایا فرمایا تو جانتا ہے تجھے کیوں لائے ہیں ہاتھی نے سر ہلا کر کہا نہیں۔ فرمایا اس لیے لائے ہیں کہ تیرے رب کا گھر گرائیں کیا تو ایسا کرے گا اس نے سر ہلا کر کہا نہیں۔

عرب کی ایک خاتون فاطمہ بنت مرہ تھی ایک روز حضرت عبداللہ اس کی طرف سے گزرے اس نے کہا تم وہی ہو جن کے باپ نے فدیہ کے سو اونٹ دیئے تھے فرمایا ہاں اس نے کہا اگر ایک بار تم مجھ سے ہم بستر ہو تو میں سو اونٹ نذر کروں۔ حضرت عبداللہ یہ سن کر وہاں سے چلے گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے ان کی تزویج جناب آمنہ سے کر دی جب نور رسالت حضرت آمنہ کی طرف منتقل ہو گیا اور حضرت عبداللہ پھر اس عورت کی طرف سے گزرے تو اس نے توجہ نہ کی۔ آپ نے پوچھا اب تیری گرویدگی کیوں نہیں۔ اس نے کہا اب آپ کی پیشانی میں وہ نور نہیں جس کی خواہش تھی۔

فصل سوئم

حال ولادت باسعادت

جناب آمنہ فرماتی ہیں جب آنحضرتؐ کی ولادت قریب ہوئی تو میں نے دیکھا ایک طائر سفید نے میرے سینے پر اپنا پر ملا جس سے خوف و ہراس میرے دل سے دور ہو گیا میں پیاسی تھی میرے پاس سفید رنگ کا شربت لایا گیا میں نے پی لیا پھر ایک نور میرے

گردظاہر ہوا اور میں نے کچھ عورتوں کو دیکھا جو دراز قد تھیں وہ مجھ سے باتیں کرنے لگیں ان کا کلام انسانوں سے مشابہ تھا پھر میں نے دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان سفید ریشم سی کوئی شے بکھری ہوئی ہے اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے اسے سب سے زیادہ عزت والے انسان کے لیے لے لو۔ میں نے کچھ مرد دیکھے ہوا میں معلق جن کے ہاتھوں میں ابریق تھے اور میں نے مشارق و مغارب ارض کو دیکھا اور ایک ریشمی پھریرے کا علم دیکھا جس کی چھڑ یاقوت کی تھی اور جو مابین زمین و آسمان نصب تھا پشت کعبہ پر جب محمد پیدا ہوئے تو انہوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی۔ میں نے ایک سفید بادل کو آسمان سے اترتے دیکھا جس نے محمد کو ڈھانپ لیا اور کسی کو کہتے سُنا محمد کا طواف کرو، پھر وہ بادل کھل گیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ محمد کو سفید ریشم میں لپیٹا گیا ان کی مٹھی میں تین کنجیاں تھیں موتیوں سے بنی ہوئی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا محمد کے قبضے میں کلید نصرت و ربح و نبوت ہے پھر دوسرا بادل آیا اور میرے اور محمد کے اوپر چھا گیا کہنے والے نے کہا طواف کرو محمد کا مشرق و مغرب میں اور پیش کرو اس پر اطاعت کے لیے جن و انس، طیور و سباع کو اور عطا کرو اس کو صفوت آدم، رقت نوح، خلت ابراہیم، لسان اسمٰعیل، کمال یوسف بشارت یعقوب، لحن داؤد، زہد یحییٰ اور کرم عیسیٰ پھر وہ بادل ہٹ گیا میں نے دیکھا محمد کے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا لپٹا ہوا ہے جس کو وہ مٹھی میں دبائے ہوئے ہیں اور کہنے والا کہہ رہا ہے کہ محمد تمام دنیا پر قابض ہوئے۔

جن تین آدمیوں کو میں نے مابین زمین و آسمان دیکھا تھا ان کے چہرے سورج کی طرح چمک رہے تھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا ابریق تھا جس سے مشک کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد تھا جس کے کناروں پر موتی جڑے تھے اور کہنے والا کہہ رہا تھا اے حبیب خدا روئے زمین پر قابض ہو۔ تیسرے کے ہاتھ میں لپٹا ہوا سفید ریشم تھا اس کو کھولا تو اس میں سے ایک انگوٹھی نکلی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں اس کو ابریق کے پانی سے سات بار دھویا اور اسی انگوٹھی سے حضرت کے شانوں پر مہر لگائی اور یہ آواز آئی اللہ کی حفظ و امان میں خوشخبری ہو اس کے لیے جو تمہارا اتباع کرے اور ہلاکت ہو اس کے لیے جو تم سے روگردانی کرے یہ بشارت دینے والا رضوان تھا میں نے ایک نور کو سر محمد سے ساطع دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ آسمان سے بلند ہوا جس سے شام تک کے محلات نظر آنے لگے۔

عبدالمطلب کہتے ہیں جب نصف رات گزری تو میں نے بیت اللہ میں مقام ابراہیم پر سجدہ کیا خانہ کعبہ سے آواز آئی اللہ اکبر رب مصطفٰی اب خدا نے مجھ کو نجاست مشرکین اور کثافت کا فرین سے پاک کیا۔ کعبہ کے بت سرنگوں ہو کر گر پڑے۔ ناگاہ کچھ پرندے اڑتے ہوئے آئے اور ایک سفید بادل اٹھ کر کعبہ کی طرف آیا۔ میں نے دل میں کہا سو رہا ہوں یا جاگ رہا ہوں۔

جناب آمنہ فرماتی ہیں میں نے کسی کو کہتے سُنا تجھ سے پیدا ہوا سید الناس پس کہو میں نے اس کو خدا کی پناہ میں دیا اور اس کا نام محمد رکھا حضرت عبدالمطلب آئے اور اپنی آغوش میں لے لیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے تو اصنام سرنگوں ہو کر گر پڑے اور ایوان کسریٰ میں زلزلہ آ گیا اس کے محل کے ۱۴ کنگرے گر پڑے اور ساوہ جھیل سوکھ گئی اور فارس کے آتش کدہ کی آگ بجھ گئی جو ہزار برس سے نہیں بجھی تھی۔ اور عرب کے بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا اور ہر بادشاہ دن بھر کلام کرنے سے قاصر رہا۔ ساحروں کا سحر باطل ہوا عرب کی ہر کاہنہ اپنے شوہر سے پس پردہ ہوئی۔ علی بن ابراہیم ہاشم سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک یہودی تھا جس نے شب ولادت آنحضرتؐ ستارے ٹوٹتے دیکھے اس نے کہا میں نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ جب ختم الانبیاء پیدا ہوں گے تو شیاطین کو رجم کیا جائے گا اور وہ آسمان تک پہنچنے سے روکے جائیں گے۔ صبح ہوئی تو اس نے مولود کا تجسس کیا۔ لوگوں نے عبدالمطلب کے گھر کا پتہ دیا وہ وہاں آیا اس نے حضرت کی آنکھیں دیکھیں اور دونوں شانوں پر بال دیکھے غش کھا کر گر پڑا اور کہنے لگا اسرائیل کی نبوت ختم ہوئی۔ قریش کو اس کلام سے تعجب ہوا اور اس کا مذاق اڑایا اس نے کہا یہ تلوار سے تمہارے ٹکڑے کرے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے ابلیس ساتوں آسمانوں پر جاتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روکا گیا اور چار پر جاتا رہا جب آنحضرت پیدا ہوئے تو تمام آسمانوں سے روک دیا گیا اور شیاطین پر ستارے کو مارا جانے لگا۔ قریش نے کہا یہ وہی وقت ہے جس کا تذکرہ ہم سابقہ اہل کتب سے سنتے آئے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابلیس نے شیاطین کو جمع کر کے کہا کہ آج کی رات ایک ایسا امر حادث ہوا ہے جو اب تک نہیں ہوا تھا جب سے رفع عیسیٰ ہوا۔ انہوں نے کہا کیا ہوا اس نے کہا ستارے ٹوٹتے ہیں۔ وہاں سے وہ حرم میں آیا۔ دیکھا کہ حرم کی حفاظت ملائکہ کر رہے ہیں اس نے ان میں داخل ہونا چاہا۔ جبرئیل نے ڈانٹ کر کہا اب تیرا گزر نہیں ہوگا۔ اس نے کہا ایک بات بتا دو دنیا میں کیا امر حادث ہوا ہے۔ جبرئیل نے فرمایا محمدؐ پیدا ہو گئے۔ اس نے کہا کچھ میرا بھی حصہ ہے فرمایا ہرگز نہیں۔ اس نے کہا اور ان کی اُمت میں۔ کہا ہاں۔ اس نے کہا تو میں راضی ہوں۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ جب رسولؐ پیدا ہوئے تو کعبہ کے بُت گر پڑے اور مابین زمین و آسمان یہ ندا سنی گئی وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۱) اس رات کو تمام دنیا میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور ہر شے سے تسبیح کی آواز آنے لگی اور کہنے والے نے کہا شیطان نے شکست کھائی۔ خیرالخلق اور اعظم العالم پیدا ہو گئے۔

ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ بنت اسد ابو طالب کے پاس آئیں اور جو حالات ولادت آنحضرتؐ دیکھے تھے بیان کیے۔ ابو طالب نے فرمایا صبر کرو تمہارے بطن سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوگا جو سوائے نبوت اور سب کمالات کا حامل ہوگا۔

فصل سوئم

حالاتِ پرورش آنحضرتؐ

آنحضرت مختون پیدا ہوئے چونکہ آنحضرتؐ کی والدہ کا دودھ کم تھا اس لیے ایک روز حضرت ابو طالب نے اپنی چھاتی سے آنحضرتؐ کا منہ لگایا خدا نے اس سے دودھ جاری کر دیا۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں بدوی عربوں میں قحط پڑا اور ہم شہر میں اپنی معاش تلاش کرنے پر مجبور ہوئے۔

بنی سعد کی عورتیں مجھ سے پہلے مکہ میں پہنچ گئی تھیں اور مالداروں کے لڑکوں کو دودھ پلانے کے لیے لیا میں بعد میں پہنچی جستجو میں تھی کہ کوئی بچہ مل جائے کسی نے عبد المطلب کے گھر کا پتہ دیا میں وہاں آئی تو معلوم ہوا کہ بچہ یتیم ہے اور اس کا نام محمدؐ ہے میں نے بچے کو اٹھا لیا اس نے مجھے آنکھیں کھول کر دیکھا میں نے اس کے چہرہ سے ایک نور ساطع دیکھا، جس سے میرا دل اس کی طرف کھنچا۔ میں نے اپنا دودھ پلانا چاہا تو اس نے داہنی چھاتی سے میرا دودھ پیا اور بائیں کی طرف توجہ نہ کی اور عدالت کو مدنظر رکھا یعنی دوسری چھاتی میرے بچے کے لیے چھوڑ دی میرا بیٹا اس وقت تک دودھ نہ پیتا تھا جب تک محمدؐ نہ پی لیتے میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر محمدؐ کو اپنے ساتھ لے چلی۔ میرا گدھا بہت کمزور تھا لیکن اب وہ تمام گدھوں سے زیادہ قوی اور تیز رو تھا محمدؐ کی برکت سے میں نے بیماری سے شفا پائی۔ جب گھر آئی تو لوگ مجھے موٹا تازہ دیکھ کر تعجب کرنے لگے مجھے ایک آواز آئی اے حلیمہ کیا تو نہیں جانتی کہ سید الانبیاء والمرسلین اطیب الطیبین واطہر الطاہرین تیری تربیت میں ہے میں جدھر سے گزرتی تھی لوگ محمدؐ پر سلام کرتے تھے۔ میں نے محمدؐ کی شرمگاہ کبھی کھلی نہ دیکھی میں نے ان کو پانچ سال اور کچھ دن پالا۔

ایک دن مجھ سے پوچھا میرے بھائی روز کہاں جایا کرتے ہیں میں نے کہا بکریاں چرانے فرمایا آج میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا جب وہ لے گئے تو ایک فرشتے نے ان کو پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور وہاں نہلایا میرا بیٹا گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا محمدؐ کی خبر لو وہ ہم سے چھین لیے گئے ہیں وہاں پہنچی تو محمدؐ کو اپنی جگہ پر پایا۔ ایک نور ان سے ساطع تھا میں نے پیار کر کے پوچھا تم پر کیا گزری۔ فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے مجھے ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی محسوس ہو رہی تھی۔

محمدؐ جب تین ماہ کے تھے تو بیٹھنے لگے اور جب نو ماہ کے ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ کھیلنے لگے، دس ماہ کے ہوئے تو بکریاں چرانے لگے جب پندرہ ماہ کے ہوئے تو تیر اندازی میں سب لڑکوں سے بڑھ گئے تیس ماہ کے ہوئے تو لڑکوں سے کشتی لڑنے لگے۔

ایک بار ایک بوڑھے نے کعبے سے ندا دی کہ بدوی عورت حلیمہ کا لڑکا گم ہو گیا ہے جس کا نام محمدؐ ہے یہ سن کر عبد المطلب کو غصہ آیا لوگ ان کے غصہ سے بہت ڈرتے تھے آپ نے ندا دی اے بنی ہاشم اے آل غالب سوار ہو جاؤ محمدؐ گم ہو گئے ہیں

اور قسم کھائی جب تک محمد کو نہ پالیں گے سواری سے نہ اتریں گے اور اگر نہ پایا تو ایک ہزار بدوؤں کو قتل کردوں گا اور سو قریشیوں کو۔ کعبہ کے گرد چکر لگا رہے تھے کہ ایک آواز آئی خدا محمد کو ضائع نہ کرے گا پوچھا کہاں ہیں کہا فلاں وادی میں ایک درخت کے نیچے۔ ابن مسعود کہتے ہیں پس ہم وادی میں پہنچے محمدؐ کو دیکھا کہ رطب تازہ کھا رہے ہیں اور ان کے پاس دو جوان ہیں جب ہم قریب ہوئے تو وہ جوان چلے گئے وہ جبرئیل و میکائیل تھے۔ عبدالمطلب نے ان کو اٹھا کر اپنے شانوں پر بٹھا لیا اور کعبہ کا طواف کیا اور گھر لے آئے عورتیں اس مصیبت کو سن کر حضرت آمنہ کے پاس جمع ہوگئی تھیں۔

ایک بار عبدالمطلب نے آنحضرتؐ کو ایک اونٹ چرانے کے لیے بھیجا۔ جب واپسی میں دیر ہوئی تو آپ نے ہر وادی اور گھاٹی میں تلاش کیا پھر در کعبہ کی زنجیر پکڑ کر کہا اے رب اس کو اپنی حفاظت میں رکھ۔ اسی وقت حضرت مع اونٹ کے ظاہر ہوئے۔ عبدالمطلب نے گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا اب آئندہ نہ بھیجوں گا مبادا کوئی قتل کردے۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ کعبہ کے پاس عبدالمطلب کے لیے فرش بچھایا جاتا تھا اور ان کی جلالت قدر کی وجہ سے کوئی دوسرا اس پر نہیں بیٹھتا تھا صرف ان کی اولاد ان کے گرد ہوتی تھی۔ آنحضرتؐ اسی پر بیٹھتے تھے۔ ان کے چچا ان کے پیچھے بٹھانا چاہتے تھے عبدالمطلب نے فرمایا رہنے دو میرے بیٹے کو واللہ اس کے لیے شان عظیم ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ تم پر سردار ہو کر آرہا ہے۔ یہ فرما کر حضرت کو اپنے پاس بٹھا لیا شفقت سے ان کے پشت پر ہاتھ پھیرتے اور پیار کرتے اور ابوطالب کو ان کے متعلق وصیت کرتے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ بار ایک یہودی نے ملک شام میں حضرت ابوطالب سے بطور طنز کہا تم کو ایسی حالت میں فخر زیبا نہیں جب کہ مکہ میں تمہارا بھتیجا لوگوں سے سوال کرتا ہے یہ سن کر ابوطالب کو غصہ آیا۔ تجارت کو چھوڑ کر مکہ میں آئے (یہ وہ زمانہ تھا جب آنحضرتؐ تربیت حلیمہ میں تھے) آپ نے چند لڑکوں کے درمیان آنحضرتؐ کو دیکھا چونکہ بچپن میں جدا ہوگئے نہ پہچانا آپ نے آنحضرتؐ سے پوچھا اے لڑکے تو کون ہے آپ نے فرمایا میں یتیم عبداللہ ہوں۔ نہ میرے ماں ہے نہ باپ ابوطالب نے ان کو گود میں لے کر پیار کیا اور اپنے ساتھ لے آئے اور اپنی پرورش میں رکھا۔

اوزاعی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ آٹھ سال کی عمر تک عبدالمطلب کی تربیت میں رہے جب کہ ان کی عمر ۱۲۰ سال کی ہوئی تو اپنی اولاد جمع کی اور کہا محمدؐ یتیم ہے اس کو اپنی حفاظت میں رکھو اور اس کی مدد کرو اور یہ میری وصیت اس کے بارے میں یاد رکھو ابولہب نے کہا کفالت میں کروں گا فرمایا تم مشرک ہو۔ عباس نے کہا میں ایسا کروں گا فرمایا تم غصہ ور ہو شاید اسے اذیت دو ابوطالب نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا ہاں تم مناسب ہو اے محمدؐ تم اطاعت کرنا۔ حضرت نے فرمایا اے جد نامدار آپ غم نہ کریں میرا رب مجھے ضائع نہ ہونے دے گا پس اس وقت سے آپ ابوطالب کی حمایت میں آگئے۔ اور وہ آپ کو یہودیوں اور بت پرستوں کے شر سے بچاتے رہے۔

کتاب شرف المصطفیٰ میں ہے کہ جب عبد المطلب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے فرزند ابو طالب کو بلایا اور کہا تم کو معلوم ہے کہ مجھے محمدؐ سے کیسی شدید محبت ہے دیکھو ان کی اچھی طرح حفاظت کرنا ابو طالب نے کہا آپ اس بارے میں ذرا غم نہ کریں وہ میرا اور میرے بھائی کا بیٹا ہے عبد المطلب کی وفات کے بعد ابو طالب نے آنحضرتؐ کا پورا بار اپنے اوپر لیا۔ آپ حضرت کی شب و روز حفاظت کرتے تھے اور اس معاملہ میں اور کسی پر بھروسہ نہ کرتے تھے اور رات کو اپنے پاس سلاتے تھے۔ ابو طالب فرماتے ہیں جب میں رات کو سوتے وقت کہتا کہ بیٹا اپنے کپڑے اُتار ڈالو تو میں ان کے چہرے سے کراہت کے آثار محسوس کرتا مجھ سے کہتے آپ ذرا منہ پھیر لیجئے تاکہ میں اپنے کپڑے بدل ڈالوں اور اپنے بستر پر جاؤں کسی کے لیے زیبا نہیں کہ میرے جسم پر نظر کرے میں نے اس بات سے تعجب کیا اور اپنی نگاہ پھیر لی جب میں محمدؐ کے کپڑے سونگھتا تو اس میں سے مشک کی سی خوشبو آتی۔ اکثر میں ان کو سونگھا کرتا تھا۔

جب ابو طالب صبح و شام کا کھانا اپنی اولاد کو دیتے تو فرماتے ٹھہر جاؤ جب میرا بیٹا آئے تب کھانا لیں آنحضرتؐ کے ساتھ کھلاتے کھانا جوں کا توں بچ رہتا جب آنحضرتؐ کھانا شروع کرتے تو پہلے بسم اللہ الأحد کہتے اور جب فارغ ہوتے الحمد للہ کثیرا کہتے ابو طالب کہتے ہیں میں ان کے چہرے سے ایک نور ساطع دیکھتا تھا میں نے ان کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا اور نہ جاہلیت کی کوئی بات کرتے اور نہ ہنستے نہ بچوں کے ساتھ کھیلتے۔ تنہائی زیادہ پسند تھی اور تواضع عادت تھی۔

یہودہ کی شرارت

جب آپ ۱۲ سال کے تھے تو یہودیوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ محمدؐ کو ان کا رب حرام سے بچائے گا وہ اس کا تجربہ کریں انہوں نے ایک مرغی مار کر پکائی اور حضرت کے پاس لے کر آئے۔ قریش نے تو اس کو کھالیا مگر حضرت نے ہاتھ نہ بڑھایا جب انہوں نے سبب پوچھا تو فرمایا یہ حرام ہے میرے رب نے اس سے بچالیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حلال ہے ہم ضرور کھلائیں گے فرمایا اگر قدرت ہے تو ایسا کرو لیکن وہ اس پر قادر نہ ہوئے دوسرے روز انہوں نے اپنے پڑوسی کی مرغی چرا کر ذبح کر لی اور اسے پکا کر لائے جب حضرت نے کھانا چاہا تو لقمہ آپ کے ہاتھ سے گر پڑا۔ حضرت نے فرمایا خدا نے مجھے لقمہ حرام سے بچالیا۔ انہوں نے کہا ہم ضرور کھلائیں گے جونہی انہوں نے لقمہ اُٹھا کر آپ کے منہ میں دینا چاہا ان کے ہاتھ بے حس ہوگئے اور پھر کہنے لگے محمدؐ کی بڑی شان ہے۔

حضرتؐ کا معجزہ

فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنینؑ بیان کرتی ہیں کہ میرے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جو سوکھ گیا تھا آنحضرتؐ اس

درخت کے پاس آئے اور اسے مَس کیا اسی وقت وہ ہرا بھرا ہوگیا اور خرمے لے آیا میں ہر روز خرمے جمع کرتی تھی حضرت ان کو بنی ہاشم کے لڑکوں پر تقسیم کر دیتے تھے ایک روز جو مجھ سے خرمے مانگے تو میں نے کہا آج اس میں پھل تھے ہی نہیں یہ سن کر آپ اس درخت کے قریب آئے اور کچھ کلمات کہے میں نے دیکھا کہ درخت جھکا اور آپ نے تازہ رطب اس میں سے لے لیے وہ درخت پھر اوپر کو اُٹھ گیا۔ میں نے کہا خدا مجھے لڑکا دے جو محمدؐ کا بھائی ہو۔ اسی رات کو ابو طالب ہم بستر ہوئے اور میرے حمل قرار پایا انہوں نے کسی بُت کو سجدہ نہ کیا۔

بحیرا کی پیشنگوئی

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قریش کا ایک قافلہ تجارت کے لیے شام جانے والا تھا ابو طالب بھی جا رہے تھے حضرت کی عمر آٹھ سال کی تھی آپ نے ابوطالب کے ناقہ کی مہار پکڑ لی اور کہا اے چچا آپ مجھ یتیم کو کس پر چھوڑے جاتے ہیں حضرت ابوطالب کا دل بھر آیا اور کہا تم آزردہ نہ ہو میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلتا ہوں۔ چنانچہ اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اب یہ اونٹ سب سے آگے رہنے لگا اور ایک سفید بادل سر پر سایہ کیے رہتا تھا اور قسم قسم کے میوے اس سے برستے تھے راہ میں جا بجا پانی ملتا تھا اور زمین ہری بھری نظر آتی تھی جب یہ قافلہ شہر بصریٰ پہنچا تو ایک دیر میں ایک راہب ملا جب اس نے حضرت کو دیکھا تو کہا اگر اس قافلہ میں کوئی خاص آدمی ہو تو وہ تم ہو۔

ابو طالب کہتے ہیں ہم ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھے تھے جس میں شاخیں بہت کم تھیں اور پھل ندارد۔ محمدؐ کی برکت سے وہ ہرا بھرا ہوگیا اور ہر فصل کے میوے اس میں آگئے مجھ سے راہب نے پوچھا یہ لڑکا تمہارا کون ہے میں نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی ہے ورنہ میں بحیرا نہیں۔ پھر اس نے کھانا تیار کرایا میں نے محمدؐ سے کہا یہ تمہارے اکرام کو دوست رکھتا ہے پس تم اس کا کھانا کھاؤ فرمایا اور لوگ بھی تو ہیں۔ میں بغیر ان کے نہ کھاؤں گا۔ راہب نے کہا یہ تمہارے لیے ہے فرمایا میں بغیر ان کے نہیں کھا سکتا اس نے کہا میرے پاس اس سے زیادہ کھانا نہیں۔ فرمایا تم اجازت دیتے ہو کہ یہ سب میرے ساتھ کھائیں اس نے رضامندی ظاہر کی۔ حضرت نے ان سب سے کہا بسم اللہ کہہ کر کھاؤ ہم سب ۷۰ آدمی تھے۔ سب نے سیر ہوکر کھالیا اور بحیرا کھڑا تعجب سے دیکھتا رہا لوگوں نے کہا اتنا حیران کیوں ہے۔ اس نے کہا رب مسیح کی قسم یہ وہی ہے جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ یہاں دو لڑکا ہے کہ اگر تم اس کے متعلق وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو اس کو اپنے شانوں پر سوار کرتے اور اس طرح اپنے وطن کو لے جاتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک نور اس کے گرد آسمان سے زمین تک ہے اور میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جن کے ہاتھوں میں یاقوت اور زبرجد کے پنکھے ہیں جن کو ہلا رہے ہیں اور ہر قسم کے پھل نچھاور کر رہے ہیں اور یہ ابر ان سے جُدا نہیں ہوتا۔ میرا صومعہ ان کی طرف اس تیزی سے چلا ہے جیسے کوئی چوپایہ تیزی سے دوڑتا ہے۔ یہ درخت عرصے سے سوکھا پڑا تھا اب ہرا بھرا ہوگیا اور قسم قسم کے پھل گرانے لگا اور یہ حوضیں خشک ہونے کے بعد چھلک گئیں جو حواریین کے

زمانہ سے سوکھی پڑی تھیں۔

پھر اس نے کہا اے لڑکے میں لات و عزیٰ کی قسم دے کر تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا میرے نزدیک ان دونوں سے زیادہ کوئی دشمن نہیں پھر اس نے اللہ کی قسم دے کر حضرت کی نیند۔ خاتم نبوت اور روزانہ کے مشاغل کے متعلق پوچھا۔ حضرت کے جوابات سن کر اس نے آپ کے پیروں پر بوسہ دیا اور حضرت ابو طالب سے کہا ان کو اپنے شہر کی طرف واپس لے جائیے اور یہود کو ان کے متعلق ڈر لیئے اگر انہوں نے نہ پہچانا تو وہ قتل ہوں گے۔ تمہارے بھتیجے کی بڑی شان ہے۔

ابو المویہب الراہب نے سوال کیا عبد مناف بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ سے ملک شام میں کیا تمہارے ساتھ قریش سے کوئی آیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک جوان بنی ہاشم سے ہے جس کا نام محمدؐ ہے اس نے کہا میری مراد اسی سے ہے انہوں نے کہا کہ وہ یتیم ابو طالب اور اجیر خدیجہ ہے۔ اس نے کہا ہاں وہی ہے۔ اس نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت وہاں تشریف لے آئے۔ اس نے دیکھ کر کہا یہ وہی ہے پھر اس نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی آستین سے کوئی شے دینے کے لیے نکالی۔ آنحضرتؐ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب حضرت چلے گئے تو اس نے کہا یہی اس زمانے کے نبی ہیں عنقریب ظہور کریں گے پھر پوچھا ان کے چچا ابو طالب کا کوئی لڑکا علی ہے۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا وہ اسی سال پیدا ہوگا۔ اور وہ سب سے پہلے اس پر ایمان لائے گا۔ ہم نے بطور وصیت ان کی صفات کو ایک دوسرے سے پایا ہے جیسے کہ محمدؐ کی صفات کو پایا ہے۔

لیلی بن سبابہ سے مروی ہے کہ بیان کیا خالد بن السید بن ابی العاص اور طلیق بن ابو سفیان بن امیہ نے کہ ہم دونوں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے واللہ ہم نے شام کے تمام محلات ہلتے ہوئے دیکھے جب ہم شام میں پہنچے تو حضرت کو دیکھنے کے لیے بازاروں میں اتنا ہجوم تھا کہ گزرنا مشکل تھا۔ نسطور نامی ایک بڑا عالم آیا اور حضرت کو دیکھنے لگا۔ ابو طالب سے اس نے حضرت کا نام پوچھا۔ جب اس نے محمدؐ نام سنا تو اس کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر اس نے مہر نبوت دیکھنے کی خواہش کی جب اس کو دیکھا تو بوسہ دیا اور حضرت ابو طالب سے کہا جلد ان کو واپس لے جاؤ۔ یہاں ان کے دشمن بہت ہیں۔ وہ حضرت کے لیے ایک قمیص لایا۔ آپ نے لینے سے انکار کر دیا مگر ابو طالب نے اس خیال سے رکھ لی کہ مبادا اس کو رنج ہو۔

فصل چہارم

جناب خدیجہ سے عقد

ایک عید کے موقع پر قریش کی عورتیں بیت اللہ میں جمع تھیں کہ ایک یہودی ان کے پاس آکر کہنے لگا عنقریب تم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تم میں کون ہے جو اس کی زوجہ بنے۔ یہ بات جناب خدیجہ کے دل میں اثر کر گئی۔ آنحضرتؐ خدیجہ کے مال تجارت کے اجیر ان کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کو تجارت کرنے گئے تھے۔ جب واپس ہوئے تو آنحضرتؐ سے نسطور راہب ملا اس نے آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اور میسرہ سے کہا ان کی اطاعت کرنا یہ نبی ہیں جس درخت کے نیچے یہ بیٹھے ہیں عیسیٰ کے بعد سے کوئی نبی اب تک یہاں نہیں بیٹھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے متعلق بشارت دی ہے۔ ومبشراً برسول یأتي من بعدي اسمه احمد۔ وہ تمام روئے زمین کا مالک ہوگا۔

میسرہ کہتا ہے میں نے آنحضرتؐ سے کہا ہم نے آپ کی وجہ سے ایک رات میں اتنی گھاٹیاں پار کر لیں جو بہت دنوں میں طے ہوتیں اور اتنا فائدہ اس سفر میں ہوا جو چالیس سال میں نہ ہوتا۔

مکہ واپس آئے تو خدیجہ ایک ایسے مقام پر بیٹھی تھیں جہاں سے قافلہ نظر آتا تھا۔ انہوں نے حضرت کو اس شان سے آتے دیکھا کہ سر پر ابر کا سایہ ہے اور ایک فرشتہ تلوار کھینچے ہوئے ساتھ ہے اور ان کے گرد یاقوت احمر کا قبہ ہے انہوں نے سمجھا کہ یہ کوئی ملکی پیکر ہے جب قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ محمدؐ ہیں۔ جناب خدیجہ کہتی ہیں کہ انہوں نے مجھے منفعت کی بشارت دی میں نے پوچھا میسرہ کہاں ہے فرمایا میرے پیچھے آ رہا ہے میں نے کہا آپ واپس جائیں اور میسرہ کے ساتھ آئیں مقصد یہ تھا کہ میں ابر کی سایہ فگنی کا حال معلوم کروں میں نے دیکھا کہ بادل ان کے ساتھ چلا۔ جب میسرہ واپس ہو کر میرے پاس آیا تو آنحضرتؐ کے متعلق خبر دی کہ جب ہم ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سیر ہو جاتے اور کھانا بچ رہتا۔ میں نے امتحاناً ایک طبق خرموں کا منگایا اور کچھ لوگوں کو محمدؐ کے ساتھ کھانے کو بٹھایا سب نے سیر ہو کر وہ خرمے کھا لیے اور وہ طشت بدستور بھرا رہا۔

اس کے بعد جناب خدیجہ نے میسرہ اور اس کی اولاد کو آزاد کر دیا اور دس ہزار درہم اس کو بطور انعام دیئے۔

نسوی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ابو طالب نے خدیجہ کی مرضی پا کر نکاح کا پیغام دیا اور بعد منظوری ان کا نکاح کیا ان کے باپ خویلد بن اسد نے اور خطبہ پڑھا ابو طالب نے۔

خرکوشی نے شرف المصطفیٰ میں، زمخشری نے ربیع الابرار میں کشاف نے اپنی تفسیر میں ابن بطہ نے ابانہ میں ابو طالب کا یہ خطبہ نقل کیا ہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو ابراہیم خلیل کی نسل سے قرار دیا اور ہمارا مسکن اپنے گھر کو بنایا جو حرم امن دامان

ہے اور ہمیں اپنے گھر کا محافظ و پاسبان بنایا اور لوگوں پر ہم کو حکومت عطا کی۔ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ جس کا قریش میں کوئی ثانی نہیں کسی کا قیاس اس پر نہیں کیا جاسکتا اگرچہ وہ مال میں کم ہے لیکن دولت تو جانے والی چیز ہے اس کا عنداللہ بڑا مرتبہ ہے اس کی خواہش خدیجہ سے عقد کی ہے اور خدیجہ کو بھی اس سے رغبت ہے پس اس کی تزویج کر دو اور مہر جو مانگو گے دیا جائے گا۔ میں اپنے مال سے دوں گا عاجل اور آجل دونوں۔ خویلد نے کہا ہم راضی ہیں اور ہم نے تزویج کر دی۔

فصل پنجم

بعثتِ رسولؐ

آنحضرتؐ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اس کی چند صورتیں تھیں۔

(۱) رویائے صادقہ (۲) جبریل کی آواز بغیر ان کا وجود دیکھے تین سال تک یہی صورت رہی۔ جبریل ایک خبر کے بعد دوسری خبر آپ کو دیتے رہے۔ اس زمانہ میں قرآن کا نزول نہیں ہوا تھا۔ اس زمانہ میں آپ مبشر تھے مگر امت پر مبعوث نہ ہوئے تھے (۳) جناب خدیجہ کا ورقہ بن نوفل سے حضرت کا حال بیان کرنا اور اس کا یہ کہنا یہ علامات نبوت ہیں (۴) ذکر نبوت بغیر انذار أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورہ الضحیٰ ۹۳/۱۱) یعنی جو امر نبوت سے متعلق ہوا ہے اسے بیان کرو (۵) امر و نہی کے ساتھ نزول قرآن ہوا لیکن اعلان کا حکم نہ تھا جب يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (سورہ المدثر ۱/۷۴) کا نزول ہوا تو علی، خدیجہ، زید اور جعفر ایمان لائے (۶) جب آیہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (سورہ الحجر ۱۵/۹۴) نازل ہوئی تو انذار کا حکم ملا۔ یہ واقعہ بعثت کے تیسرے سال کا ہے جب آیہ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (سورہ الشعراء ۲۶/۲۱۴) نازل ہوئی تو آپ نے انذار کا کام شروع کیا (۷) جب تک آپ مکہ میں رہے سوائے طہارت و صلوٰۃ کے اور کوئی حکم شرع نازل نہ ہوا۔

معراج کے بعد پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی یہ نبوت کے نویں سال کا واقعہ ہے ہجرت کے بعد روزے فرض ہوئے ماہ شعبان ۲ھ میں پھر تحویل قبلہ کا حکم ہوا پھر زکوٰۃ فطرہ، نماز عیدا ور ظہر کے بدلے نماز جمعہ کا، پھر زکوٰۃ اموال کا اور حج و عمرہ کا پھر حلال و حرام مباح و مستحب و مکروہ بتلائے گئے، پھر جہاد فرض ہوا پھر ولایت امیرالمومنین اور نزول آیہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (سورہ المائدہ

فصل ششم

کیفیت نزول وحی

اس کی کئی صورتیں تھیں اوّل جرس کی سی آواز سنائی دیتی تھی اور جو کہا جاتا تھا حضرت اس کو یاد رکھتے تھے اور کبھی فرشتہ

بصورت انسان نظر آتا تھا اور حضرت سے کلام کرتا تھا۔ جب وحی آتی تھی تو حضرت کو ایسی آواز آتی تھی جیسے چھتے سے شہد کی مکھیوں کے اڑنے کی۔ اگر سردی کے زمانہ میں وحی آتی تھی تو حضرت پر اتنا زور پڑتا تھا کہ آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے، چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ سر جھک جاتا تھا اور اصحاب کے سر بھی جھک جاتے تھے جب نزول قرآن ہوتا تو آپ اپنی زبان اور ہونٹوں سے پڑھتے تھے جس سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی اور سر درد کرنے لگتا تھا تو یہ حکم ہوا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ (سورہ القیامہ ۱۶/۷۵) یہی مراد ہے إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا (سورہ المزمل ۵/۷۳) سے مشہور ہے کہ جبرئیل حضرت پر ساٹھ ہزار بار نازل ہوئے۔

علی بن ابراہیم قمی نے لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ ۳۷ سال کے ہوئے تو کسی کہنے والے نے کہا جبکہ آپ خواب میں تھے یا رسولؐ اللہ ایک دن آپ وادی میں ابو طالب کی بکریاں چرا رہے تھے تو ایک شخص کو کہتے سنا یا رسولؐ اللہ۔ پوچھا تو کون ہے کہا میں جبرئیل ہوں خدا نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ خبر دوں کہ اس نے تم کو اپنا رسول بنایا ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ واقعہ گھر آکر خدیجہ سے بیان کیا انہوں نے کہا مجھے امید ہے کہ آپ رسولؐ ہوں گے۔

پھر جبرئیل نازل ہوئے اور آسمان سے پانی برسا جبرئیل نے وضو رکوع و سجود کی تعلیم دی جب چالیس سال پورے ہو گئے تو ارکان نماز تعلیم کیے مگر اوقات کا تعین نہ ہوا پس آپ دو رکعت نماز ہر وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

ابو میسرہ اور بریدہ سے مروی ہے کہ جب حضرت چلتے تھے تو آواز آتی تھی یا محمد۔ جناب خدیجہ سے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری عقل میں کچھ فتور ہے جب تنہائی میں ہوتا ہوں تو ایک آواز سنتا ہوں اور ایک نور دیکھتا ہوں۔

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ سب سے پہلے وحی رویائے صادقہ کی صورت میں ہوئی۔ پھر خلوت گزینی آپ کو مرغوب ہوئی اور آپ غار حرا میں رہنے لگے ایک روز آواز آئی یا محمد۔ حضرت غش ہو گئے۔ دوسرے دن پھر ایسی ہی آواز سنی آپ کانپتے ہوئے گھر آئے اور جناب خدیجہ سے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ مجھے اپنے ہوش میں فتور معلوم ہوتا ہے انہوں نے کہا آپ پریشان نہ ہوں خدا آپ کو رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحم بجا لاتے ہیں اپنے نفس پر سختی کرتے ہیں اور غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور مہمان نواز بھی ہیں جناب خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، ورقہ نے حالات سن کر کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ میں نے تین رات خواب میں دیکھا ہے کہ خدا نے مکہ میں ایک رسولؐ کو بھیجا ہے جس کا نام محمد ہے اس کا وقت ظہور آگیا ہے اور میں لوگوں میں ان سے افضل کسی کو نہیں پاتا۔ یہ سن کر حضرت حرا کی طرف چلے گئے آپ نے وہاں یاقوت احمر کی ایک کرسی دیکھی اور موتیوں کی ایک سیڑھی۔

ورقہ نے جناب خدیجہ سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جب محمد ایسی حالت میں آئیں تو تم اپنا سر کھول دینا۔ اگر کوئی نکلے تو فرشتہ ہے اور اگر نہ نکلے تو شیطان ہے چنانچہ جناب خدیجہ نے جب اپنی اوڑھنی ہٹا دی آنے والا چلا گیا جب اوڑھ لی لوٹ آیا۔

جب ورقہ نے حضرت سے فرشتہ کے حالات پوچھے اور آپ نے بتائے تو اس نے کہا یہی وہ ناموس اکبر ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ

پر نازل ہوا تھا میں بشارت دیتا ہوں کہ تم نبی ہو جن کی بشارت موسیٰ اور عیسیٰ نے دی تھی تم نبی مرسل ہو تم کو جہاد کا حکم دیا جائے گا۔ ایک روز جبریل اس وقت نازل ہوئے جبکہ آنحضرتؐ علی و جعفر کے درمیان آرام فرما رہے تھے۔ جبریل آپ کے سرہانے تھے اور میکائیل پائینتی جب آپ بیدار ہوئے تو جبریل نے خدا کا پیغام آپ کو پہنچایا آپ نے پوچھا تم کون ہو کہا میں جبریل ہوں اس کے بعد جدھر جاتے تھے ہر درخت اور پتھر آپ کو سلام کرتا تھا اور تہنیت دیتا تھا اس کے بعد جب کبھی جبریل آتے تھے بغیر اذن داخل نہ ہوتے تھے۔

ایک روز جبریل آئے اور پہاڑ کے ایک پتھر کے اوپر نظر کی اس سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جبریل نے اس سے وضو کیا اور رسول نے بھی کیا پھر نماز ظہر پڑھی یہ پہلی نماز ظہر تھی جو رسول نے ادا کی۔ امیرالمومنینؑ نے آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی جب گھر میں آئے تو جناب خدیجہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جبریل نے ایک ریشم کا ٹکڑا نکالا اور کہا پڑھو اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (سورہ العلق ۹۶/۱) حضرت نے پڑھا۔ پھر جبریل و میکائیل کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آنے لگے وہ ایک کرسی لائے اس پر آپ کو بٹھایا اور سر پر تاج رکھا اور کہا اللہ کی حمد کرو۔ جب آپ گھر کی طرف چلے تو ہر شے آپ کو سجدہ کرتی تھی اور سلام کی آواز آتی تھی۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو سب گھر منور ہو گیا جناب خدیجہ نے پوچھا یہ کیسا نور ہے فرمایا یہ نور نبوت ہے کہو **لا إله إلا الله محمد رسول الله** جناب خدیجہ نے یہ کہا اور اسلام لے آئیں۔ حضرت نے فرمایا میں سردی محسوس کرتا ہوں انہوں نے لحاف اڑھا دیا آواز آئی یاأیها المدثر، حضرت اٹھے اور اپنے کانوں میں انگلی دے کر کہا الله أكبر الله أكبر جس نے سنا اس نے بھی یہی کہا۔

فصل ششم

دعوت ذوالعشیرہ

جب آیہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (سورہ الشعراء ۲۶/۲۱۴) نازل ہوئی تو حضرت کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور آپ نے قریش کو پکارا وہ جمع ہوئے اور پوچھا کیا معاملہ ہے فرمایا اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن آ رہا ہے تو تم اس کی تصدیق کرو گے انہوں نے کہا ہاں ہم آپ کو صادق جانتے ہیں فرمایا میں تم کو خدا کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں ابولہب نے کہا تیرا برا ہو۔ اس بات کے لیے ہم سب کو بلایا تھا۔ اس پر سورۂ تبت نازل ہوئی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں آگاہ کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں تمہاری طرف اللہ کا رسول

بن کر آیا ہوں تمہاری طرف خصوصاً اور تمام لوگوں کی طرف عموماً۔ تم مروگے جیسے کہ تم سوتے ہو اور پھر اٹھائے جاؤگے جیسے کہ تم جاگتے ہو پھر حساب ہوگا اس کا جو کچھ تم کرتے ہو۔ پھر احسان کا بدلہ احسان ہوگا اور برائی کا بدلہ برائی اور ابدی و دوامی جنت و نار ہے اور سب سے پہلے میں نے تم کو ڈرایا ہے۔

قوم جن پر تبلیغ

ابن جبیر سے مروی ہے کہ جب حضرت نے مدینہ کی طرف توجہ کی تو نصف شب کے وقت ایک درخت کے نیچے نماز پڑھنے لگے تو جن کا ادھر سے گزر ہوا اس نے حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور قرآن کو کان لگا کر سنا چونکہ حضرت کو قوم جن کے انذار کا بھی حکم دیا گیا ہے لہٰذا خدا نے ایک جن کو ارض نینوا سے بھیجا اور حضرت بھی وادی جن میں جو مدینہ سے ایک میل تھا تشریف لے گئے۔ حضرت نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رات کو جنوں پر کلام خدا کی تلاوت کروں تم میں سے کون میرے ساتھ چلے گا پس ابن مسعود ساتھ ہوئے جب جنوں کی گھاٹی میں داخل ہوئے اور قرآن پڑھنا شروع کیا تو جنوں کی ایک کثیر جماعت بادل کی طرح آکر جمع ہوئی اور صبح تک حضرت سے قرآن سنتی رہی حضرت نے مجھ سے کہا تم سمجھے یہ کون تھے میں نے کہا یقیناً وہ جن تھے ان میں سات جن نصیبین کے تھے جن کو ان کی قوم کی طرف آنحضرت نے رسول بنا کر بھیجا۔

فصل ہفتم

کفّار و مشرکین کی بدسلوکی

جب ابولہب نے اظہار دعوت پر اعتراض کیا تو حضرت ابوطالب نے اسے بہت جھڑکا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا لوگ کل موسم حج میں جمع ہوں گے اور چونکہ اس شخص کا معاملہ لوگوں میں مشہور ہوگیا ہے لہٰذا لوگ اس کے متعلق سوال کریں گے تو ان سے تم کیا کہوگے ابوجہل نے کہا ہم کہہ دیں گے کہ یہ مجنون ہے ابولہب نے کہا میں تو یہ کہوں گا کہ یہ شاعر ہے عقبہ ابن ابی معید نے کہا کہ میں کہہ دوں گا یہ کاہن ہے ولید نے کہا میں تو یہ کہوں گا یہ ساحر ہے زوجہ اور شوہر باپ اور بیٹے بھائی اور بھائی کے درمیان جدائی کراتا ہے اسی پر اللہ نے سورۂ نون والقلم نازل فرمایا۔

جب حضرت نے قرآن سنایا تو ابوسفیان ولید۔ عتبہ اور شیبہ نے نضر بن الحرث سے پوچھا محمد کیا کہتے ہیں اس نے کہا یہ

تو وہی پرانے قصے ہیں جو میں تم کو پچھلے زمانوں کے سنا یا کرتا ہوں اس کی بابت یہ آیت نازل ہوئی وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا (سورہ الانعام ۶/۲۵) نضر بن الحرث اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا اے محمدؐ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک ہمارے پاس خدا کی طرف سے ایسی کتاب نہ آئے جس کی گواہی چار فرشتے دیں کہ یہ اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے اور آپ اس کے رسول ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (سورہ الانعام ۶/۷)

قریش مکہ اور یہود مدینہ نے کہا یہ سرزمین ارض انبیا نہیں۔ ارض انبیا ملک شام ہے پس اب شام جائیے اس پر یہ آیت وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۷۶) نازل ہوئی اہل مکہ نے کہا آپ نے اپنی قوم کے مذہب کو چھوڑ دیا اور غالبًا اس پر تم کو تمہارے فقر نے آمادہ کیا ہے لہٰذا ہم تمہارے لیے اتنا مال جمع کر دیں گے کہ تمہارا شمار ہمارے اغنیا میں ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (سورہ الانعام ۶/۱۴) مشرکین سے جب پوچھا جاتا تھا کہ محمدؐ پر کیا نازل ہو رہا ہے تو وہ کہتے پرانے قصوں کے سوا اور کیا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے اس کی تعلیم ایک رومی بلعام دیتا ہے ضحاک نے کہا اس سے مراد انکی سلمان تھی اس پر یہ آیہ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ (سورہ النحل ۱۶/۱۰۳) اور وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا (سورہ الفرقان ۲۵/۴)

جب حضرت نے خانہ کعبہ میں نماز ادا کی تو ایک شخص نے داہنی طرف آکر سیٹی بجانی شروع کی اور دوسرا بائیں طرف تالیاں بجانے لگا۔ یہ دونوں بدر میں قتل ہوئے جب قریش معارضہ قرآن سے عاجز آئے تو لوگوں سے انہوں نے کہا اس قرآن کو مت سنو اور شور و غل مچاؤ تاکہ بے اثر ہو کر رہ جائے اور اس طرح تمہیں غلبہ حاصل ہو۔

ایک بار اہل مکہ نے حضرت سے آکر کہا کیا اللہ کو تمہارے سوا اور کوئی نبی ملا ہی نہیں جو کچھ تم کہتے ہو اس کی تصدیق تو کوئی بھی نہیں کرتا ہم نے یہود و نصاریٰ سے بھی پوچھا وہ کہتے ہیں ہماری کتابوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں پس ہمیں بتاؤ تمہارا گواہ کون ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً (سورہ الانعام ۶/۱۹) انہوں نے یہ بھی کہا تعجب ہے کہ خدا کو لوگوں کے پاس بھیجنے کے لیے سوائے یتیم ابوطالب اور کوئی نہ ملا اس پر یہ آیت نازل ہوئی أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِينٌ (سورہ یونس ۱۰/۲)

ولید بن مغیرہ نے کہا اگر نبوت حق ہوتی تو میں اس کے لیے زیادہ موزوں تھا کیونکہ میں تم سے بلحاظ سن اور سال زیادہ ہوں اور ایک جماعت نے کہا کہ اگر رسول بھیجنا ہی تھا تو خدا نے مکہ اور طائف کے دو بڑے آدمیوں ابوجہل اور عبد نایل کو کیوں نہ بنایا

اور ابوجہل نے کہا بنو عبد مناف نے شرف میں ہم سے مقابلہ کیا اور کہاکہ ہم میں نبی ہے جس پر وحی ہوتی ہے واللہ ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور اس وقت تک اس کا اتباع نہ کریں گے جب تک ہم پر بھی اسی طرح وحی نہ آئے جس طرح اس پر آتی ہے اور ہم پر بھی ایسی ہی آیت نازل نہ ہو جیسی اس پر ہوتی ہے ۔

حرث بن نوفل ابن عبد مناف نے کہا ہم جانتے ہیں کہ آپ کا قول حق ہے لیکن ہم اس لیے آپ کا اتباع نہیں کرتے کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ عرب ہمیں یہاں سے نکالدیں گے اور ہم میں اس مصیبت کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ۔

نہ جاج نے معانی میں ثعلبی نے الکشف میں، زمخشری نے الفائق میں واحدی نے اسباب نزول القرآن میں اور ثمالی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ عثمان نے ابن سلام سے کہاکہ نازل ہوئی محمد پر یہ آیت اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۔ (سورہ البقرہ ۲/۱۴۶) اس آیت کی کیا صورت ہے اس نے کہا نبی کو ان ہی صفات سے پہچانتے ہیں جو خدا نے بیان فرمائی ہیں جس طرح ہم بہت سے لڑکوں میں بے تکلف اپنے لڑکے کو پہچان لیتے ہیں قسم خدا کی اس سے زیادہ ہم کو معرفت محمد تھی کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں ان کی صفتیں پڑھی تھیں ۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ یہودی حضرت کی بعثت سے تیس سال قبل اوس و خزرج قبیلوں سے آنحضرتؐ کی نصرت کے متعلق بیان کرتے تھے مگر جب حضرت مبعوث ہوئے تو انہوں نے اس عداوت میں انکار کر دیا کہ وہ بنی اسرائیل میں کیوں نہ مبعوث ہوئے بشر بن معرور اور معاذ ابن جبل نے ان سے کہاکہ اللہ سے ڈرو اور اسلام لاؤ کیونکہ محمدؐ کی وجہ سے ہم پر فتح پائی جاتے تھے جبکہ ہم مشرک تھے اور حضرت کی بعثت کا ذکر کیا کرتے تھے ۔ سلام بن مسلم نے کہا یہ وہ نہیں ہیں جن کا ہم ذکر کیا کرتے تھے حالانکہ جب یہودی کفار و مشرکین سے پریشان ہوتے تھے تو کہا کرتے تھے خداوندا ہماری مدد کر نبی آخر الزماں کے ذریعے سے جن کی تعریف ہم نے توریت میں پڑھی ہے لیکن جب حضرت کا خروج قریب ہوا تو کہنے لگے اب زمانہ ظہور آ پہنچا ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے گی لیکن حضرت نے ظہور فرمایا تو منکر ہو گئے ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ علمائے یہود نے از راہ عداوت آنحضرتؐ کی صفات کو بدل دیا توریت میں اور بجائے فضائل کے اس میں معائب درج کر دیئے ۔ جب یہودیوں نے ان سے کہا تم تو بتایا کرتے تھے کہ آخر زمانہ میں ان صفات کا نبی آنے والا ہے تو وہ کہتے حاشا وکلا توریت میں یہ صفات نہیں ۔

عبداللہ بن سلام یہودی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ آپ میرے بارے میں یہودیوں سے پوچھیے تو وہ کہیں گے وہ ہم میں سب سے زیادہ عالم ہے جب وہ اقرار کر لیں گے تو میں ان سے کہوں گا کہ توریت آپ کی نبوت پر دال ہے اور آپ کی صفات اس میں واضح طور پر بیان کی ہوئی ہیں جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے ویسا ہی کہا اس وقت ابن سلام نے اپنے ایمان کو ظاہر کر دیا ۔ یہودیوں نے اس کی تکذیب کی ۔

تفسیر [illegible] نازل کیا اور مجوسیوں کے قصے [illegible] اور قریش [illegible] کہنے لگے [illegible] سے عاد و ثمود کے قصے بیان کرتے ہیں اور میں تم کو

رستم واسفندیار کے قصے سناتا ہوں پس لوگ اس کی کہانیاں سننے کے لیے تیار ہو گئے قرآن کا سننا چھوڑ دیا پس یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورہ لقمان ۳۱/۶)

ولید بن مغیرہ سے لوگوں نے کہا جو محمدؐ پڑھا کرتے ہیں یہ کیا ہے جادو ہے یا کہانت یا خطبہ وہ ان کو لے کر حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا میرے سامنے پڑھیئے حضرتؐ نے پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس نے کہا تم تو یمامہ کے ایک شخص کو جس کا نام الرحمٰن ہے پکار رہے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اللہ کو پکار رہا ہوں جس کا نام الرحمٰن الرحیم ہے پھر حضرتؐ نے حم السجدہ کی تلاوت فرمائی جب اس آیت پر پہنچے فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ (سورہ حم السجدہ ۴۱/۱۳) تو اس کا بدن کانپنے لگا اور جسم پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ لوگوں نے کہا کیا تم دین محمدؐ کی طرف راغب ہو گئے۔ اس نے کہا ایسا تو نہیں ہے لیکن میں نے ایسا سخت کلام سنا ہے جس سے جسم کانپ جاتا ہے انہوں نے کہا ضرور وہ جادو ہے جو لوگوں کے دلوں کو کھینچ لیتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا (سورہ المدثر ۷۴/۱۱)

عکرمہ سے مروی ہے جب ولید بن مغیرہ نے آنحضرتؐ سے یہ سنا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (سورہ النحل ۱۶/۹۰) تو کہنے لگا اس کلام میں حلاوت ہے اور یہ کلام بشر نہیں ہے۔

آیہ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً (سورہ الفرقان ۲۵/۳۲) کے متعلق مروی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ متفرق ہے اس لیے کہ تمہارا قلب اس سے مضبوط رہے اور اس کی صورت یہ کہ حضرتؐ پر ہر حادثہ کے متعلق وحی ہوتی تھی انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوتی تھیں وہ ان کو لکھتے تھے اور پڑھتے تھے اور قرآن نازل ہوا نبی امی پر اور اس لیے کہ اس میں ناسخ و منسوخ ہے اور اس میں جواب ہے امور کے متعلق سوال کرنے والوں کا اور حکایت ہے واقعات حال کی اور حضرتؐ برابر ان کو معجزات دکھاتے رہتے تھے اور غیب کی خبریں دیتے رہتے تھے اور خدا نے حکم دیا وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ (سورہ طہٰ ۲۰/۱۱۴) یعنی قرأت میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ اس کی تفسیر اپنے معین وقت پر تمہارے اوپر نازل ہو جائے۔

نضر بن الحارث نے آنحضرتؐ سے مناظرہ کیا آپ نے اسے خاموش کر دیا اور فرمایا تم اور جس چیز کی پوجا کرتے ہو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں حضرتؐ یہ فرما کر وہاں سے چلے آئے ابن زبعری نے کہا اگر میں وہاں ہوتا تو ضرور جھگڑا کرتا کوئی محمدؐ سے پوچھو کیا وہ سب جن کی عبادت خدا کے سوا کی جاتی ہے مع اپنے پجاریوں کے جہنمی ہیں تو ہم ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہودی عزیر کی اور نصاریٰ عیسیٰ کی تو کیا ان کو وہ جہنمی کہتے ہیں جب حضرتؐ کو معلوم ہوا تو فرمایا اس نے سمجھا ہی نہیں میں نے ماتعبدون کہا ہے اور لفظ ما غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے اور من ذوی العقول کے لیے یعنی ملائکہ اور عزیر اور عیسیٰ ذوی العقول ہیں لہٰذا ان کا تعلق ان سے نہیں۔

یہودیوں نے پوچھا کیا آپ ہمیشہ سے نبی ہیں فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو آپ نے گہوارہ میں اس طرح کیوں نہ کلام کیا جس

طرح عیسیٰ نے کیا تھا فرمایا خدا نے عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا تھا اگر وہ مہد میں کلام نہ کرتے تو مریم سے تہمت دفع نہ ہوتی اور میرے ماں باپ دونوں تھے لہٰذا مجھے مہد میں بولنے کی ضرورت نہ تھی۔ انہوں نے کہا آپ ہمیں کس امر کی طرف بلاتے ہیں فرمایا یہ گواہی دینے کے لیے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام معبودوں کی نفی کی طرف بلاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم تین سو ساٹھ خداؤں کو پوجتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم ایک خدا کو کیسے مان سکتے ہیں۔

ایک بار قریش کے کچھ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے معبودوں کا ذکر ترک کریں اور یہ کہہ دیں کہ یہ اپنے پجاریوں کی سفارش کریں گے ہم آپ سے اور آپ کے خدا سے تعرض نہ کریں گے۔ اس پر آیہ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (سورہ الفرقان ۲۵/۵۲) نازل ہوئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت پر مشرکین نے کثرت ازواج کے متعلق طعنہ زنی کی اور کہا اگر نبی ہوتے تو نبوت شغل تزوج سے روک دیتا اس پر آیہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (سورہ الرعد ۱۳/۲۸) نازل ہوئی۔

آنحضرتؐ مقام ابراہیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل وہاں آکر کہنے لگا کیا میں نے تم کو اس سے منع نہیں کیا پھر ڈرایا دھمکایا۔ آنحضرتؐ کو اس پر غصہ آیا اور جھڑکا اس نے کہا تم کس چیز سے مجھے ڈراتے ہو اس وادی میں ندا کرنے کے لیے میں سب سے بڑا ہوں پس یہ آیت نازل ہوئی اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (سورہ العلق ۹۶/۹ تا ۱۸)
ابن عباس نے کہا اگر وہ ندا کرتا تو آتش عذاب اس پر نازل ہوتی۔

قریش نے کہا اے محمدؐ تم نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا اور ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا اگر تمہیں مال کی خواہش ہے تو ہم تمہیں مال دیدیں اگر شرف کی خواہش ہے تو تمہیں اپنا سردار بنا لیں اور اگر کوئی بیماری ہے تو اس کا علاج کریں۔ حضرت نے فرمایا ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسولؐ بنا کر بھیجا ہے اور ایک کتاب نازل کی ہے اگر تم نے ان باتوں کو قبول کر لیا جو میں لایا ہوں تو دنیا و آخرت میں تمہارا بھلا ہوگا اور اگر تم نے رد کر دیا تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور میرے درمیان حکم کرے۔ انہوں نے کہا تو اپنے خدا سے کہیے کہ وہ ایک فرشتہ نازل کرے جو تمہاری تصدیق کرے اور تمہارے لیے خزانے، باغات اور محل سونے کے بنا دے یا ہمارے اوپر آسمان گرا دے جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔ عبداللہ بن مخزومی نے کہا ہم تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ایک سیڑھی آسمان تک بلند نہ لاؤ اور اس پر چڑھو نہیں اور ہم یہ تماشا دیکھیں۔ ابوجہل نے کہا یہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے اسلاف کو برا بھلا کہتا ہے میں نے عہد کیا ہے کہ جب یہ سجدہ میں ہوگا میں پتھر سے اس کا سر کچل دوں گا۔ حضرت یہ بدزبانیاں سن کر رنجیدہ لوٹے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا

مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا (سورہ بنی اسرائیل ۹۰/۱۷)

ایک بار قریش نے کہا اے محمدؐ ہمیں موسیٰ و عیسیٰ و عاد و ثمود کے متعلق بتاؤ اور کوئی ایسا معجزہ دکھاؤ کہ ہم تمہاری تصدیق کریں۔ حضرت نے فرمایا تم کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا کوہ صفا سونے کا ہو جائے اور ہمارے مردوں کو زندہ کیجئے تاکہ ہم آپ کے متعلق ان سے سوال کریں اور ملائکہ اور اللہ کو بلائیے تاکہ وہ آپ کی گواہی دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں ان میں سے کوئی چیز دکھا دوں تو ایمان لاؤ گے انہوں نے کہا ہم تصدیق کریں گے اور آپ کی پیروی کریں گے۔ حضرت نے دعا کی کہ کوہ صفا سونے کا ہو جائے جبریل امین نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور ان پر سخت عذاب نازل کروں گا آیا تم پسند کرتے ہو یا یہ کہ یہ لوگ بعد میں اپنے عقیدے سے توبہ کر لیں فرمایا بہ نسبت عذاب کے مجھے توبہ پسند ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ (سورہ فاطر ۴۲/۳۵)

اور روایت ہے کہ قریش یہود و نصاریٰ پر لعنت کیا کرتے تھے اس جرم پر کہ وہ انبیاء کی تکذیب کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اگر کوئی نبی آئے گا تو ہم اس کی مدد کریں گے لیکن جب حضرت مبعوث ہوئے تو ان کی تکذیب کی جیسا کہ قرآن نے خبر دی ہے۔ جب کوئی حضرت کے پاس آتا تھا تو ابولہب کو ساتھ لاتا تھا اور پوچھتا تھا تمہارے ابن عم کا کیا حال ہے وہ کہتا تھا جنون ہو گیا ہے۔

طارق محاربی کہتا ہے میں نے نبی کو بازار ذی المجاز میں دیکھا کہہ رہے تھے یاایها الناس قولوا لا إله إلا الله تفلحوا اور ابولہب ان کو پیچھے سے پتھر مارتا تھا حضرت کے ٹخنے زخمی ہو گئے وہ کہتا جاتا لوگوں اس کی اطاعت نہ کرنا یہ جھوٹا ہے۔

ابوایوب انصاری سے مروی ہے کہ حضرت بازار ذی المجاز میں کھڑے خدا کی طرف بلا رہے تھے اور عباس کھڑے تھے کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے اور ابولہب سے جا کر اس کا ذکر کیا دونوں پکار پکار کر یہ کہتے آئے کہ ہمارا بھتیجا بڑا جھوٹا ہے۔ یہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ نہ کر دے حضرت بادل گرفتہ ابوطالب کے پاس آئے اور شکایت کی وہ ابولہب اور عباس کے پاس آئے اور کہا تمہارے ہاتھ قطع ہوں تمہارا کیا ارادہ ہے خدا کی قسم وہ صادق ہے۔

ابوجہل نے ایک دن حضرت سے کہا اے محمدؐ تمہارا یہ راستہ ہے اور ہمارا وہ تم اپنے دین و مذہب کے مطابق کام کرو اور ہم اپنے دین و مذہب کے مطابق اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (سورہ حم السجدہ ۵/۴۱) حضرت ایک روز خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ عقبہ ابن ابی معیط نے اپنا عمامہ حضرت کی گردن میں ڈال کر کھینچا لوگوں نے اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔ ایک روز آپ کوہ صفا پر تھے کہ ابوجہل نے گالیاں دیں اور حضرت کے سر پر پتھر مارا۔

حضرت ابوطالب کی مدد

طبری اور بلاذری میں ہے کہ جب آیہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورہ الحجر ۱۵/۹۴) نازل ہوئی اور حضرت نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو حضرت کے خلاف بت پرستوں نے ایک محاذ قائم کرلیا۔ ابوطالب آنحضرتؐ کی پشت پناہ تھے۔ ایک روز عتبہ، ولید، ابوجہل اور عاص ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے دین کو عیب لگاتا ہے اور ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف سمجھتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے پس یا تو اس کو روکیے ورنہ ہمارے حوالے کیجئے۔ جناب ابوطالب نے نرم گرم باتیں کرکے ان کو ٹال دیا۔

حضرت بدستور اپنا کام انجام دیتے رہے۔ بعض لوگ اسلام لے آئے قریش پھر ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے بیشک آپ کے لیے شرف و منزلت ہے۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ آپ اپنے بھتیجے کو روکیں مگر وہ نہیں رکتا اور ہم اب اس حالت پر صبر نہیں کرسکتے کہ وہ ہمارے اسلاف کو گالیاں دے اور ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف بتائے اور ہمارے خداؤں کی مذمت کرے یہ سن کر ابوطالب نے آنحضرتؐ سے کہا قوم تمہاری شکایت کرتی ہے۔ حضرت نے کہا میں ان سے ایک ایسا کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں جس سے عرب و عجم ان کے قبضہ میں آجائے گا۔ ابوطالب نے کہا وہ کیا کلمہ ہے فرمایا لا إله إلا الله جب ابوطالب نے قریش سے یہ کہا تو وہ غصّہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیسی عجیب بات ہے کہ ہم بہت سے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی عبادت کرنے لگیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حضرت ابوطالب نے آنحضرتؐ سے فرمایا اے فرزند اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالو جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں حضرتؐ نے سمجھا کہ وہ آپ کی حمایت اور نصرت کو اپنے لیے بار سمجھ رہے ہیں۔ فرمایا اے چچا اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج رکھدیں اور بائیں پر چاند تب بھی میں یہ قول ترک نہ کروں گا چاہے قتل ہی ہوجاؤں یہ کہہ کر حضرت رونے لگے یہ حال دیکھ کر حضرت ابوطالب کا دل بھر آیا اور کہنے لگے اچھا اب تم اپنے کام کو جاری رکھو میں تم کو ذلیل و رسوا نہ ہونے دوں گا۔ مروی ہے کہ حضرت نے کہا کہ خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اس کے دین حنیف کی طرف لوگوں کو بلاؤں۔ ابوطالب نے ہر طرح نصرت و امداد کا وعدہ کیا۔

امام زین العابدین سے مروی ہے کہ قریش حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے برادرزادے اور ہمارے درمیان سمجھوتہ ہوجائے پوچھا کس طرح انہوں نے کہا نہ وہ ہمارے دین و مذہب کے بارے میں کچھ کہے نہ ہم اس کے بارے میں کچھ کہیں وہ ہم سے باز رہے ہم اس سے، اس کی دعوت الی اللہ نے ہمارے اور تمہارے دلوں میں فرق ڈال دیا ہے اور آپس میں عداوت پیدا کردی ہے۔ ابوطالب نے حضرتؐ سے کہا تم نے سنا یہ لوگ کیا کہہ رہے تھے فرمایا اگر میرے بنو عم صلہ رحم چاہتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ

میری دعوت لے اللہ قبول کریں اور میری نصیحت قبول کریں۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو اس کے دین کی طرف بلاؤں یہ وہی دین ہے جو ملتِ ابراہیم ہے جو قبول کرے گا خدا اس سے راضی ہو گا۔ اور جو نافرمانی کرے گا میں اس سے قتال کروں گا یہاں تک کہ اللہ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے انہوں نے ابو طالب سے کہا محمدؐ سے کہو کہ ہمارے معبودوں کو بُرا کہنا چھوڑ دے۔ اگر وہ اپنے کو سچا جانتا ہے تو بتائے ہم میں سے کون ایمان لائے گا اور کون کافر مرے گا۔ اگر ہم سچا پائیں گے تو ایمان لے آئیں گے۔ اگر محمدؐ نہ مانے تو پھر ہم بھی اس کو اور اس کے خدا کو گالیاں دیں گے کیا خدا نے ان کو خاص طور سے ہماری ہی طرف بھیجا ہے یا عام لوگوں کی طرف۔ حضرت نے فرمایا میں تو تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں کالے ہوں یا گورے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہوں یا سمندروں کی تہہ میں۔ میں ہر زبان میں تعلیم دوں گا۔ قریش اس پر بگڑ گئے اور کہنے لگے یہ اہل فارس اور روم کو معلوم ہو گیا تو وہ ہمارے ملک سے ہم کو نکال دیں گے اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

مطعم بن عدی نے ابو طالب سے کہا جو قوم نے خواہش کی ہے اسے پورا کر دو تاکہ تم مصیبت سے چھوٹ جاؤ ابو طالب نے کہا انہوں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ یہ لوگ میری رسوائی کے خواستگار ہیں اور میرے خلاف لوگوں کو اکسا رہے ہیں پس جو ان کا دل چاہے کریں۔

الغرض جب قریش کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر مسلمانوں کو ستانے اور آنحضرتؐ کا مذاق اڑانے پر آمادہ ہو گئے تب آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو حبش کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ کعبہ میں داخل ہوئے اور نماز شروع کی ابو جہل نے کہا کون ہے کہ اس کی نماز کو فاسد بنا دے یہ سن کر ابن زلعبری کھڑا ہو گیا اور نجاست و خون اٹھا کر حضرت پر ڈالا۔ ابو طالب اس وقت آ گئے اور اپنی تلوار کھینچ لی۔ ان کو دیکھ کر وہ بھاگے اگر ان میں سے کوئی ٹھہر جاتا تو ابو طالب اپنی تلوار سے اس کے ٹکڑے اڑا دیتے۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا بتاؤ تمہارے ساتھ یہ عمل کس نے کیا۔ فرمایا عبداللہ نے۔ ابو طالب نے وہ نجاست و خون اٹھا کر اس پر ڈالا پھر آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اس نجاست کو آپ کی پشت سے دھوئیں اور ان لوگوں کو پکڑیں لیکن وہ بھاگ گئے۔

بخاری کی روایت ہے کہ جناب فاطمہ جب نجاست کو دھو رہی تھیں تو وہ بدبخت ہنستے تھے جب حضورؐ نے ان ظالموں سے نجات پائی تو بارگاہ باری میں عرض کی خداوندا ابو جہل ابن ہشام، عتبہ ابن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ۔ عقبہ ابن ابی معیط اور امیہ بن خلف پر اپنا عذاب نازل کر۔ پس یہ لوگ جنگ بدر میں مارے گئے اور ان کی لاشوں کو کھینچ کر کنوئیں میں ڈال دیا گیا سوائے امیہ کے جس کو پتھروں سے مارا گیا آنحضرتؐ بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور فرمایا تم اپنے نبی کے لیے بدترین قبیلہ تھے تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگوں نے تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکالا اور دوسرے لوگوں نے پناہ دی تم نے قتال کی اور دوسروں نے میری نصرت کی۔ پھر فرمایا جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا نہیں پایا۔ میرے رب نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا وہ میں نے سچ پایا اور پھر فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ لوگ سن رہے ہیں۔

تاریخ طبری اور بلاذری میں ہے کہ جب قریش نے آنحضرتؐ کے ساتھ اپنی قوم کی ہمدردی اور ابو طالب کی حمایت دیکھی تو ان کے پاس آئے اور کہا ہم آپ کے پاس قریش کا حسین وجمیل لڑکا عمارہ بن ولید لے کر آئے ہیں آپ اس کو شوق سے پرورش کیجئے اور جو مال اس کا ہمارے پاس ہے وہ بھی لے لیجئے اور اس کے عوض اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیجئے جس نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور ہمارے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا ہے ہم اس کو قتل کر دینا چاہتے ہیں ابو طالب نے کہا کیا خوب تمہارے بیٹوں کو تو میں پالوں پوسوں اور اپنے بیٹے کو قتل کرنے کے لیے تمہارے حوالے کر دوں۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ کیا یہ تم کو معلوم نہیں کہ ناقہ جب اپنے بچہ کو کھو دیتا ہے تو وہ غیر کے بچّے کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ انہوں نے زبردستی حضرت کو لے جانا چاہا مگر حضرت ابو طالب نے باز رکھا۔

مقاتل میں ہے جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کی تبلیغ روبہ ترقی ہے تو کہنے لگے ہم محمدؐ میں کبر و غرور کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتے ضرور وہ یا ساحر ہے یا مجنون اور انہوں نے معاہدہ کیا کہ جب ابو طالب مر جائیں تو تمام قریش جمع ہوں اور سب مل کر محمدؐ کو قتل کر دیں جب یہ خبر ابو طالب کو پہنچی تو آپ نے بنی ہاشم کو جمع کر کے یہ وصیت کی کہ محمد کی طرف سے غافل نہ رہنا ہمارے آبا اور علماء نے خبر دی ہے کہ محمد نبی صادق اور امین ناطق ہیں ان کی شان بہت اعظم ہے اور ان کا مرتبہ پیش خدا بہت بلند ہے تم ان کی دعوت کو قبول کرو اور ان کی نصرت پر جمع ہو جاؤ ان کے دشمن کو دفع کرو تمہارے لیے یہ شرف باقی رہنے والا ہے ابداً لآباد تک اور حضرت حمزہ کو خصوصیت سے وصیت کی کہ ان کا اتباع کرو۔

ایک روز جناب حمزہ کمان لیے شکار سے لوٹ رہے تھے تو آنحضرتؐ کو اپنی بہن کے گھر روتا اور بہن کو گریاں پایا پوچھا کیا معاملہ ہے فرمایا اے چچا حمایت جاتی رہی جو مصیبت میرے اُوپر ابوالحکم بن ہشام کے ہاتھوں نازل ہوئی ہے اگر آپ پر آتی تو کیا آپ صبر کر سکتے تھے اس نے مجھے کعبہ میں بیٹھا پایا تو گالیاں دیں اور اذیت پہنچائی یہ سن کر جناب حمزہ غصّے میں بھرے ہوئے بیت میں آئے اور اپنی کمان کو ابو جہل کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اس کے رشتہ داروں نے حمزہ کو مارنا چاہا ابو جہل نے کہا حمزہ کو چھوڑ دو تاکہ یہ ہماری ضد میں مسلمان نہ ہو جائیں۔ پھر جناب حمزہ کے پاس آئے اور کہا اس نے جو تمہارے ساتھ کیا تھا اس کی سزا پائی مگر آنحضرتؐ خوش نہ ہوئے اور فرمایا اے چچا آپ بھی تو ان ہی میں سے ہیں۔ حضرت کی اس بات نے اثر کیا اور حمزہ ایمان لے آئے۔ جب قریش کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے حمزہ کو مسلمان کر لیا اور وہ ان کی طرفداری کریں گے۔ نیز یہ کہ اسلام قبائل میں شائع ہو رہا ہے تو انہوں نے جمع ہو کر آنحضرتؐ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا۔ دارالندوہ میں بنی ہاشم کے خلاف یہ معاہدہ ہوا کہ ان کا بائیکاٹ کر دیں اور جب تک وہ رسولؐ اللہ کو سپرد نہ کر دیں نہ ان سے کوئی کلام کرے نہ تزویج اور نہ خرید و فروخت کریں۔ اس معاہدہ پر چالیس آدمیوں نے مہر لگائی اور کعبہ میں ایک صندوق کے اندر رکھ دیا۔

یہ حال دیکھ کر ابو طالب نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو اپنے شعب میں جمع کیا اور یہ محصور چالیس آدمی تھے مومن اور کافر دونوں۔ ابولہب اور ابوسفیان علیحٰدہ رہے انہوں نے مخالفین رسولؐ سے اتحاد کیا ابو طالب نے قسم کھائی کہ اگر محمدؐ کے کانٹا

بھی چھپے گا تو اسے بنی ہاشم اس کا الزام تم پر عائد ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے شعب کو محفوظ کیا رات دن ابوطالب خود پہرہ دیتے تھے ابوجہل عاص بن وائل اور نضر بن الحرث بن کلدہ وعقبہ بن ابی معیط نے یہ طریقہ کار اختیار کیا کہ جب شعب کی طرف جانے والے راستوں پر بیٹھتے اور جسے دیکھتے کہ سامان بیچنے کی غرض سے شعب کی طرف جا رہا ہے تو اسے مارتے پیٹتے اور لوٹ لیتے جناب خدیجہ نے محصورین کی ضروریات میں اپنا مال کثیر صرف کیا۔

ابوطالب نے آنحضرتؐ کی نگہداشت غیر معمولی طور پر کی۔ جہاں حضرت اوّل شب میں سوتے کچھ رات گئے آپ وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ لٹاتے اور علی کو آپ کی جگہ سلاتے اور اس پر بھی آپ کی نگرانی کے لیے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو معین کرتے ایک دن حضرت علی نے کہا ممکن ہے کہ کسی روز میں قتل کر دیا جاؤں ابوطالب نے فرمایا بیٹا صبر سے کام لو صبر سب سے بہتر ہے۔

یہ محصورین امن و امان میں نہ تھے سوائے موسم عمرہ یعنی ماہ رجب اور موسم حج ذی الحجہ کے۔ اسی زمانہ میں خرید و فروخت کرتے تھے اور آنحضرت ہر موسم میں قبائل عرب کا دورہ کرتے تھے اور فرماتے تھے تم نے میرے لیے روک پیدا کر دی اور کلام خدا کے تلاوت کرنے کی مجھے اجازت نہ دی جس کا ثواب عنداللہ جنت ہے ابولہب پیچھے لگا رہتا تھا جہاں حضرت وعظ فرماتے وہ کہتا یہ میرا بھتیجا جھوٹا اور ساحر ہے

قریش نے ایک بار ابوطالب کو پیغام دیا کہ تم ہمیں محمدؐ کو قتل کرنے کے لیے دیدو ہم تمہیں اپنا سردار تسلیم کر لیں گے ابوطالب نے ان کو جھڑکا اور ایک پرزور قصیدہ آپ کی تعریف میں پڑھا جس کو سن کر وہ مایوس ہو گئے۔

ابوالعاص بن ربیع رات کو گیہوں اور کھجوریں پوشیدہ طور سے لے کر شعب کے دروازہ پر آتا تھا اور صبح تک وہیں رہتا تھا آنحضرتؐ نے اس فعل کی تعریف کی ہے۔ بنی ہاشم شعب میں چار سال تک محصور رہے اور ابن سیرین نے تین سال لکھے ہیں۔

شرف المصطفیٰ میں ہے کہ جو معاہدہ کا کاغذ کعبہ میں رکھا گیا تھا خدا کے حکم سے دیمک نے اسے چاٹ لیا جبرئیل نے آنحضرتؐ کو خبر دی اور آنحضرتؐ نے ابوطالب کو بتایا۔ ابوطالب قریش کے پاس خانہ کعبہ میں آئے قریش نے ان کی بڑی تعظیم کی اور کہا کیا آپ کا ہم سے ملنے کا ارادہ ہے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کرنے کا۔ فرمایا میں اس لیے نہیں آیا بلکہ میرے بھتیجے نے ایک خبر دی ہے اور اللہ نے اسے بتایا ہے کہ تمہاری دستاویز معاہدہ دیمک نے چاٹ لی۔ لہٰذا تم اس تحریر کو منگا کر دیکھو اگر میرے بھتیجے کی بات سچ ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے ظلم سے باز آؤ اور جو قطع رحم کیا ہے اس پر نادم ہو۔ اور اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو میں محمدؐ کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ انہوں نے وہ تحریر منگا کر مُہر کو توڑا دیکھا تو اس میں سوائے باسمك اللهم اور اسم محمد اور کچھ باقی نہ تھا۔ ابوطالب نے کہا اللہ سے ڈرو اور ظلم سے باز آؤ۔

یہ سن کر وہ خاموشی سے اُٹھ چلے گئے۔ آنحضرتؐ نے ابوطالب سے کہا اب شعب سے نکلیے۔ اس معاہدہ کو دیمک چاٹنے کے بعد قریش کے سات آدمی نقض عہد پر آمادہ ہوئے۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف۔ زہیر بن آمیہ مخزومی داماد ابوطالب شوہر عاتکہ اور ہشام بن عمرو بن لوی ابن غالب اور ابوالبختری بن ہشام و زمعہ بن اسود بن المطلب انہوں نے کہا کہ خدا نے اس تحریر کو برباد کیا پس اب اس کی پابندی لازم نہیں اور ارادہ کیا انہوں نے قطع تعلق کا منصور بن عکرمہ سے جس کو خدا نے مشلول کر دیا

کر دیا تھا۔ اس کے بعد حضرت نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔

وفات ابو طالب کے بعد قوم کا سلوک

ابو طالب کی وفات کے بعد کوئی آنحضرتؐ کا ناصر و مددگار نہ رہا۔ طرح طرح سے مشرکوں نے آنحضرتؐ کو ستانا شروع کیا حضرت کے سر پر مٹی ڈالتے تھے۔ پتھر برساتے تھے جب آیہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (سورۃ اللہب ۱۱۱) نازل ہوئی تو ام جمیل زوجہ ابولہب جو معاویہ کی پھوپھی تھی غصہ میں بھری ہوئی آئی ہم دین محمدؐ کے دشمن ہیں ہم اس کے امر رسالت کے خلاف ہیں۔ حضرت مسجد میں تشریف فرما تھے لوگوں نے کہا جمیل آ رہی ہے ہمیں خوف ہے کہ وہ آپ کو دیکھے تو برا بھلا کہے گی حضرت نے فرمایا وہ مجھے ہرگز نہ دیکھے گی وہ حرم کے دروازہ پر آ کر کھڑی ہوئی اور کہنے لگی مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے لوگوں نے کہا خدا کی قسم انہوں نے تیری ہجو نہیں کی اور یہ کہہ کر چل دی قریش نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا بیٹا سردار رہے۔

ابو طالب کی وفات کے بعد حضرت کے مصائب میں جب اضافہ ہوا تو آپ نے طائف کا قصد کیا اس امید میں کہ وہاں کے سردار عبدنایل مسعود و حبیب بنی عمرو ابن عمیر ثقفی مدد کریں گے مگر انہوں نے دعوت حق کو قبول نہ کیا اور ان کے احمق حضرت پر پتھر برسانے لگے جن سے حضرت زخمی ہو گئے۔ حضرت نے ان سے چھٹکارا حاصل کر کے ایک پہاڑ کے سایہ میں پناہ لی اور فرمایا خداوندا میں اپنی کمزوری اور بے بسی اور کمی نصرت کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اور اس توہین کی جو لوگوں نے کی ہے تو ارحم الراحمین ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ شیبہ نے اپنے غلام عداس کے ہاتھ ایک طبق انگوروں کا بھیجا یہ غلام نصرانی تھا حضرت نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا۔ غلام نے کہا کہ یہاں کے لوگ تو ایسا نہیں کہتے حضرت نے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا ہے اس نے کہا کہ نینوا کا فرمایا وہ شہر مرد صالح یونس بن متی کا ہے اس نے کہا کیا آپ ان کو جانتے ہیں۔ فرمایا میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ خدا نے مجھے یونس کے حال سے آگاہ کیا ہے یہ سن کر عداس سجدہ میں گر پڑا اور حضرت کے دونوں پیروں کو جو خون آلود تھے بوسہ دیا۔ عتبہ نے اپنے بھائی سے کہا تیرا غلام بدعقیدہ ہو گیا جب وہ وہاں سے لوٹا تو آنحضرتؐ کی گفتگو اس سے پوچھی اس نے کہا واللہ یہ صادق ہے وہ بولے یہ شخص معاذاللہ بڑا دھوکہ باز ہے کہیں ایسا نہ ہو تجھے نصرانیت سے برگشتہ کر دے۔ اگر محمدؐ نبی ہوتے تو نبوت ان کو عورتوں کی طرف توجہ سے روک دیتی اور معجزات پر اور اپنے اقارب کو موت سے بچانے پر قادر ہوتے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابوجہل نے مدینہ میں آنحضرتؐ کو ایک خط میں لکھا کہ تمہارے سر میں جو خیالات سمائے ہوئے ہیں انہوں نے تمہیں مکہ سے نکلوا کر مدینہ پہنچایا اور یہ جب تک رہیں گے لوگوں کو تم سے متنفر بنائے رکھیں گے حضرت نے جواب میں لکھا اے ابوجہل تو مجھے مصائب و آلام سے ڈراتا ہے حالانکہ رب العالمین نے مجھ سے نصرت و ظفر کا وعدہ کیا ہے اور اللہ

اللہ کی خبر سچ ہے اور اس کا قبول کرنا حق ہے کہ محمدؐ کو نقصان وہی پہنچائے جسے اس نے ذلیل کیا ہے اور اس پر خدا کا غضب ہے۔ خدا اپنے فضل و کرم سے میری مدد کرے گا۔ ابوجہل تو وہ کہہ رہا ہے جو شیطان نے تیرے دل میں ڈالا ہے اور میں یہ کہہ رہا ہوں جو رحمٰن نے میرے دل میں ڈالا ہے تیرے اور ہمارے درمیان حرب کافی ہے۔ انیس دن کے اندر میرے کمزور صحابیوں کے ہاتھوں اللہ تجھے قتل کر ڈالے گا۔ تو عتبہ شیبہ اور ولید اور فلاں فلاں قبیلہ قریش کے لوگ عنقریب بدر کے کنوئیں میں ڈالے جائیں گے اور تم میں سے ستر آدمی قتل ہوں گے اور ستر آدمی اسیر ہوں گے اور فدیہ دے کر چھوٹیں گے۔ پھر آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ ان میں سے ہر ایک کی جائے قتل دکھا دوں۔ آؤ بدر کی طرف میرے ساتھ چلو یہ ہی ان سے مقابلہ کی جگہ ہے پس سوائے حضرت علیؑ کے کوئی چلنے پر تیار نہ ہوا۔ پھر آپ نے یہود سے کہا کہ ایک قدم اُٹھاؤ اللہ تمہارے لیے طیّ ارض کر دے اور وہاں پہنچا دے گا اس قوم نے ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھایا تھا کہ چاہِ بدر کے پاس تھے۔ فرمایا یہ تڑپنے کی جگہ عتبہ کی ہے یہ شیبہ کی یہ ولید کی اسی طرح ستر کی جائے قتل بتا دی اور ایک ایک اسیر کا نام بتا دیا آخر میں فرمایا یہ جائے قتل ابوجہل کی ہے۔

مشرکین اور کید شیاطین سے حفاظت

جابر ابن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا ایک روز ایک درخت کے نیچے اپنی تلوار اس میں لٹکا کر سو رہے تھے ایک عرب آیا اور حضرت کی تلوار اپنے قبضہ میں کر کے سرہانے کھڑا ہو گیا جب حضور بیدار ہوئے کہنے لگا اے محمدؐ بتاؤ اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ فرمایا میرا اللہ۔ اس کے بعد آپ نے جھپٹ کر تلوار اس کے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا اب بتا تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک وقت تک اپنے مقام پر بیٹھے رہے۔ یہ شخص دعثور ابن الحارث تھا حضور نے تلوار اس سے چھین کر فرمایا اب بتا تجھے کون بچائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں۔ میں عہد کرتا ہوں کہ اب تمہیں کبھی قتل نہ کروں گا اور نہ آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ رسولؐ خدا نے اس کو چھوڑ دیا جب وہ پلٹا تو لوگوں نے اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا میں نے ایک طویل القد آدمی کو دیکھا جو سفید رنگ تھا اس نے میرے سینے پر چوٹ ماری میں سمجھتا ہوں وہ فرشتہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص اسلام لے آیا اور بعد میں اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دینے لگا۔

حذیفہ اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک روز جب آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اس ارادہ سے آیا کہ آپ کی گردن پر سوار ہو جائے لیکن وہ اُلٹے پاؤں پلٹا لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ میرے اور محمدؐ کے درمیان

ایک خندق ہے اور اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور پَر والے ملائکہ ہیں جن سے محمد کہہ رہے ہیں اگر یہ میرے پاس آئے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝ (سورۃ العلق ۹۶)

ابن عباس سے مروی ہے کہ کفار قریش حجر اسود کے پاس جمع ہوئے اور لات وعزیٰ کی قسم کھا کر یہ معاہدہ کیا کہ جب محمدؐ کو دیکھیں قتل کر ڈالیں جناب فاطمہ روتی ہوئی حضرت کے پاس آئیں اور ان کی گفتگو بیان کی آپ نے فرمایا بیٹی وضو کے لیے پانی لاؤ پس آپ نے وضو کیا اور کعبہ کی طرف چلے۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے وہ آرہا ہے پس ان کے سر جھک گئے اور ان کی ٹھوڑیاں سینہ میں گھس گئیں اور کسی کو حضرت کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا شاہت الوجوہ پس جس پر وہ مٹی پڑی وہ روز بدر قتل ہوا۔

محمد ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب حضرت ہجرت کر کے چلے تو سراقہ بن جعشم نے آپ کا تعاقب کیا جب آنحضرتؐ نے دیکھا تو بددعا کی اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے یہ دیکھ کر وہ فریاد کرنے لگا حضرت نے دعا کی گھوڑا باہر نکل آیا تین بار ایسا ہی ہوا۔ چوتھی بار اس نے اقرار کیا کہ اب تعاقب نہ کرے گا۔

ایک روز آنحضرتؐ مکہ میں جا رہے تھے ابوجہل نے ایک پتھر آپ کی طرف پھینکا جو سات دن اور رات معلق رہا انہوں نے کہا اسے کس نے فضا میں روکا۔ حضرت نے فرمایا جس نے آسمانوں کو بغیر ستون بلند کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں شیبہ بن عثمان نے حضرت پر داہنی طرف سے حملہ کیا۔ عباس نے روکا وہ بائیں طرف آیا یہاں ابوسفیان بن الحارث کو پایا پھر پیچھے کی طرف آیا تو آگ بھڑکتی دیکھی مجبور ہو کر لوٹ گیا۔ حضرت نے فرمایا اے شیبہ میرے قریب کیوں نہیں آتا۔ پھر فرمایا خداوندا اس سے شیطان کو دور کر چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ عامر بن طفیل نے اربد بن قیس سے کہا کس چیز نے تجھے چند بار قتل محمد سے روکا اس نے کہا میں نے دو بار ارادہ کیا پس ایک دیوار حائل ہوگئی لوہے کی۔ کلبی کی روایت ہے کہ اس نے تلوار کھینچی لیکن اسے اٹھانے اور چلانے پر قادر نہ ہوا۔ حضرت نے ان دونوں کے لیے بددعا کی پس یہ دونوں ہلاک ہوگئے۔

ابن عباس انس اور عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ مکہ کے اسّی آدمی کوہ تنعیم سے اترے صبح کے وقت سال حدیبیہ میں تاکہ ان کو قتل کریں آنحضرت ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے اور آپ کے سامنے علی صلحنامہ لکھ رہے تھے اور آنحضرتؐ دیکھ رہے تھے کہ تیس آدمی ارادۂ قتل سے آگے بڑھ رہے ہیں حضرت نے ان کے لیے بددعا کی وہ سب اندھے ہوگئے اور پھر ہم سے تعارض نہ کیا۔

آنحضرتؐ کا استہزا کرنے والی ایک جماعت تھی جیسے ولید بن مغیرہ۔ اسود بن عبدالغیوث ابوزمعہ اسود بن المطلب عاص بن وائل وغیرہ جو تقریباً اٹھارہ آدمی تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کیا انہوں نے حضرت سے کہا تھا ہم تم کو دوپہر تک کی مہلت دیتے ہیں اگر تم اپنے قول سے باز آگئے تو خیر ورنہ ہم تم کو قتل کر دیں گے۔ آنحضرتؐ اپنے گھر تشریف لائے اور دروازہ بند کر لیا جبرئیل امین آئے

اور کہا خدا علیہ السلام فرماتا ہے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورہ الحجر ۱۵/۹۴) (جو حکم دیا گیا ہے اسے بیان کرو میں تمہارے ساتھ ہوں) اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں جب حضرت کعبہ میں آئے تو اسود بن عبد المطلب نے آپ کے منہ پر ایک ہرا پتہ مارا حضرت نے دُعا کی خدا وندا اسے اندھا کر دے اور اس کو بیٹے کی موت میں غم میں مبتلا کر چنانچہ دُعا قبول ہوئی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا پس وہ اندھا ہو گیا۔ اپنا سر دیواروں سے پٹکتا تھا یہاں تک کہ اسی حالت میں مرگیا پھر اسود بن عبد یغوث کے بطن کی طرف اشارہ کیا اسے استسقا کی بیماری ہو گئی اور مرگیا ولید کے پیر میں تیر کا زخم تھا اس میں کانٹا چبھ گیا آخر اس کی پنڈلی بیکار ہو گئی اور وہ مرتے دم تک مریض ہی رہا عاص کا یہ حشر ہوا کہ نکلا تو لو نے اسے مار دیا۔ حرث مار گزیدہ ہو کر مرا، اسود بن الحرث نے مچھلی کھائی جس سے ایسی تشنگی بڑھی کہ پانی پیتے پیتے مرگیا۔ نیعلہ ابن عامر طائف جاتا تھا راستہ گم کر کے مرگیا۔ عیطلہ کو استسقیٰ ہو گیا اور آنکھ میں کانٹا چبھا جس سے آنکھ نکل پڑی۔

ابولہب کی یہ صورت ہوئی کہ اس نے ابوسفیان سے بدر کا قصہ پوچھا اس نے کہا جب ان سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے ہم کو قتل کیا اور قید کیا۔ ہم نے ایک سفید رنگ کے لوگوں کو دیکھا جو مابین آسمان و زمین ابلق گھوڑوں پر سوار تھے ابورافع نے ام الفضل بنت عباس سے کہا وہ ملائکہ تھے ابولہب نے یہ سن کر ابورافع کو مارا ام الفضل نے اس کے سر پر ایک چوب خیمہ کو مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا سات دن زندہ رہا اس کو تین دن اس کے بیٹوں نے بے دفن پڑا رکھا پھر اس کو ایک اونچی دیوار پر دفن کیا جس کو لوگ پتھر مارتے تھے یہاں تک کہ وہ چھپ گئی۔

ابوجہل کے متعلق یہ ہے کہ اس نے قسم کھائی تھی کہ محمد کو دیکھے گا تو ان کا سر پھاڑ ڈالے گا۔ حضرت حجر کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ آیا اور اس کے ہاتھ میں پتھر تھا تا کہ حضرت کے سر پر مارے جوں ہی اس نے ہاتھ اُٹھایا اس کی گردن سے جا لپٹا اور پتھر ہاتھ میں چپک گیا جب اپنے اصحاب کی طرف لوٹا تو ان سے یہ حال بیان کیا تب وہ اس کے ہاتھ سے گرا۔ بنی مخزوم کے ایک شخص نے کہا کہ میں اس پتھر سے محمد کو قتل کروں گا وہ وہاں سے کعبہ میں آیا حضرت نماز پڑھ رہے تھے جب اس نے پھینکنا چاہا تو اللہ نے اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا وہ آوازیں سنتا تھا مگر دیکھتا نہ تھا پس اپنے اصحاب کے پاس آیا تو وہ اسے دکھائی نہ دیے لوگوں نے کہا تو نے کیا کیا اس نے کہا میں ان کو دیکھتا نہ تھا صرف آواز سنتا تھا میرے اور ان کے درمیان سانڈ حائل تھا اگر میں قریب جاتا تو وہ مجھے کھا لیتا۔

ابن عباس نے آیہ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (سورہ یٰسین ۹/۳۶) کی شان نزول میں لکھا ہے کہ قریش نے یہ طے کیا کہ اگر محمد ادھر آئیں تو سب مل کر حملہ کر دو جب حضرت آئے تو ان کے اور حضرت کے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی جس سے وہ حضرت کو نہ دیکھ سکے حضرت جب نماز پڑھ کر نکلے تو ایک مشت خاک ان کے سروں پر ڈال دی جس سے وہ حضرت کو نہ دیکھ سکے۔ جب حضرت چلے گئے اور ان کی آنکھیں کھلیں تو کہنے لگے یہ جادو تھا۔

جنگ احزاب کے موقع پر ابوسفیان نے سات ہزار تیر اندازوں کو تیر اندازی کا حکم دیا۔ بکثرت تیر آنحضرتؐ کے اصحاب تک پہنچے لوگوں نے شکایت کی آپ نے تیروں کی طرف اپنی آستین سے اشارہ کیا اور کچھ دعائیں کیں فوراً ایک آندھی اٹھی اور وہ تیر پلٹ پلٹ کر مارنے والوں کے لگنے لگے۔ قدرت خدا سے وہ نیچے ہی تیروں سے زخمی ہوئے۔

ایک بار حضورؐ میسرہ کے ساتھ یہودیوں کے ایک قلعہ میں داخل ہوئے تاکہ روٹی اور سالن خریدیں ایک یہودی نے کہا آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیئے میں دونوں چیزیں آپ کو دوں گا۔ جب گھر میں پہنچے تو یہودی نے اپنی عورت سے کہا تو بالائے بام جاکر ایک بڑا پتھر اوپر سے محمدؐ پر گرادے۔ جب اس عورت نے پھینکا تو جبرئیل نے پَر مارا وہ پتھر دیوار پر لگا اور دیوار شق ہوگئی اور وہ پتھر بجلی کی طرح اڑنے لگا اور چکی کے پاٹ کی طرح اس یہودی کی گردن میں پڑ گیا اور وہ صرع والے کی مانند تڑپنے لگا۔ جب ذرا حواس ٹھکانے ہوئے تو رونے اور فریاد کرنے لگا۔ حضرت کو رحم آیا اور وہ پتھر اس کی گردن سے نکال دیا۔

جابر اور ابن عباس سے مروی ہے کہ قریش کے ایک شخص نے کہا میں ضرور محمد کو قتل کروں گا گھوڑا اس کو لے کر اچھلا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

معمر بن یزید ایک بڑا بہادر آدمی تھا اور بنی کنانہ کا سردار تھا اس نے قریش سے کہا میں محمدؐ سے بھگت لوں گا میرے پاس مدحج کے بیس ہزار سوار ہیں بنی ہاشم کی طاقت نہیں کہ میرا مقابلہ کرسکیں۔ اگر انہوں نے دیت کا سوال کیا تو ایک کیا میں دس دیتیں دیدوں گا اپنے مال سے وہ ایسی تلوار رکھتا تھا جس کا طول دس بالشت اور عرض ایک بالشت تھا یہ تلوار لے کر حضرت کی طرف بڑھا درآنحالیکہ آپ حرم میں بحالت سجدہ تھے جب حضرتؐ کے قریب پہنچا تو پاؤں پھسلا اور گر گیا کھڑا ہوا تو ایک پتھر سے اس کا چہرہ زخمی ہوگیا اور وہ تیزی سے دوڑنے لگا یہاں تک کہ مکہ پہنچا لوگ اس کے گرد جمع ہوئے اور اس کے چہرے سے خون دھویا اور پوچھا تجھ پر کیا گزری اس نے کہا جب میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ پر دو بہادروں نے حملہ کیا جو آگ کے شعلے میری طرف پھینک رہے تھے۔

واقدی نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ ایک ضرورت سے دوپہر کے وقت نکلے جب اسفل حجون میں پہنچے تو نضر بن الحرث نے پیچھا کیا چاہتا تھا کہ حضرت پر حملہ آور ہو لیکن قریب جاکر پلٹ آیا۔ ابوجہل نے پوچھا کہاں سے آرہا ہے اس نے کہا اس ارادے سے گیا تھا کہ محمدؐ پر حملہ کروں جب قریب پہنچا تو میں نے ان کے پاس شیروں کو دیکھا کہ منہ کھولے ان کو بچانے کو کھڑے ہیں۔ ابوجہل نے کہا یہ بھی جادو ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز خانہ کعبہ میں باآواز بلند قرآن پڑھ رہے تھے قریش کے کچھ لوگوں نے چاہا کہ حضرت کو پکڑ لیں پس ان کے ہاتھ گردن سے لپٹ گئے اور وہ سب اندھے ہوگئے۔ تب وہ فریاد کرنے لگے۔ حضرتؐ نے دعا کی تو ان کو اس مصیبت سے نجات ملی اسی بارے میں (یسٓ) الی قولہ (فہم لا یبصرون) نازل ہوئی ابوذرؓ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سجدہ میں تھے کہ ابولہب نے ایک پتھر اٹھا کر مارنا چاہا اس کے ہاتھ ہوا میں اُٹھ کر

رہ گئے۔ اس نے حضرت سے فریاد کی اور قسمیں کھائیں کہ اب نہ ستائے گا جب اس بلا سے نجات ملی تو کہنے لگا تو پکا ساحر ہے
اس پر سورۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝
سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝
نازل ہوا۔

استجابتِ دعائے آنحضرت ﷺ

آنحضرت ﷺ بنی ساجعہ کی طرف تشریف لے گئے اور اسلام کو ان پر پیش کیا انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور پانچ ہزار آدمیوں سے حضرت کا پیچھا کیا حضرت نے بد دعا کی ناگاہ ایک ہوا چلی اور اس نے سب کو ہلاک کر دیا۔

جب حضرت مثنع بن الھیسع سے قتال کے لیے چلے تو راستہ میں ایک بڑا پہاڑ آیا۔ جہاں اونٹ اور گھوڑے نہیں چل سکتے تھے مسلمانوں نے حضرت سے شکایت کی اور جو تکلیف اٹھائی تھی بیان کی حضرت نے دعا کی پس وہ پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

جنگ احزاب میں کفار دس ہزار تھے اور بنی قریظہ بھی ان کی مدد پر تھے۔ حضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی نازل کر سریع الحساب کتاب اور شکست دے ان گروہوں کو پس ایک تند و تیز ہوا چلی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور بحکم خدا ان کو شکست ہوئی اور یوم بدر آنحضرت ﷺ نے کفار کے چہروں کی طرف مٹی پھینکی تھی جس پر وہ پڑی یا قتل ہوا یا قید ہوا اسی کے متعلق نازل ہوا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (سورہ الانفال ۱۷/ ۸)

حضرت نے کسریٰ کو ایک خط لکھا من محمد رسول الله الى كسرى بن هرمز اما بعد اسلام قبول کر و سلامتی سے رہو گے ورنہ اللہ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ جب یہ خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے پھاڑ ڈالا اور حقارت سے کہا یہ کون ہے جو مجھے اپنے دین کی طرف بلا رہا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنا نام لکھتا ہے اور اس کے جواب میں حضرت کو مٹی بھیجی جب قاصد لوٹ کر آیا تو حضرت نے فرمایا اللہ نے اس کا ملک اسی طرح پارہ پارہ کر دیا جس طرح اس نے میرے خط کو چاک کیا۔ اس نے مجھے مٹی بھیجی انشاء اللہ عنقریب ہم اس کے ملک کے مالک ہوں گے۔ اعلام النبوۃ میں ہے کہ کسریٰ نے ابو مہران حامل یمن کو لکھا کہ اس شخص کو جو مدعی نبوت ہے اور جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے اور مجھے دعوت دیتا ہے ایسے دین کی جو میرے دین کے خلاف ہے اس نے فیروز دیلمی کو ایک جماعت کے ساتھ مع اپنے ایک خط کے جس میں کسریٰ کے خط کا حوالہ تھا۔ آنحضرت کے پاس بھیجا۔ فیروز بہمن بھی ساتھ آیا۔ اس نے حضرت سے کہا کسریٰ کا حکم ہے کہ میں اس کو آپ کے پاس لے جاؤں میں ایک رات کی مہلت

دیتا ہوں دوسرے دن جب فیروز آیا تو حضرت نے فرمایا میرے اللہ نے خبر دی ہے کہ کل رات وہ قتل کر دیا گیا۔ خدا نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کیا۔ ۲ بجے رات کے پس ٹھہر جا یہاں تک کہ تیرے پاس یہ خبر آئے یہ سُن کر فیروز ٹھہر گیا اور باذان کے پاس لوٹ گیا اور یہ خبر سنائی باذان نے پوچھا جب تو محمدؐ کے سامنے گیا تو اپنا کیا حال پایا اس نے کہا میں نے غیر معمولی ہیبت محسوس کی اسی رات کو کسریٰ کے قتل کی خبر ان کو مل گئی اور وہ دونوں اسلام لے آئے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اور ابن عباس سے مروی ہے جب وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى (سورہ النجم ۵۳/۱) نازل ہوا تو عتبہ ابن ابی لہب نے کہا میں نے انکار کیا وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى (سورہ النجم ۵۳/۱) اور ثم دنا فتدلی کا وہ حضرت کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ کی (پروردہ بیٹیؓ) کو طلاق دے دی اور حضرت کے روئے مبارک پر تھوکا اور کہا میں نے کفر کیا نجم اور رب نجم دونوں سے حضرت نے فرمایا خداوندا اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط کر جب وہ قریش کے ساتھ ملک شام کے سفر کو گیا اور راہ میں ایک دیر کے پاس اترے تو دیرانی نے ان کو شیروں سے ڈرایا۔ ابولہب نے کہا اے گروہ قریش آج کی رات میری مدد کر دو مجھے ڈر ہے کہ محمدؐ کی بد دعا کی بناء پر میرے لڑکے کی جان جائے پس لوگوں نے اسے اپنے بیچ میں لے لیا ایک شیر دھاڑتا ہوا آیا اور اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔

حکم بن العاص نے حضرت کی چال کی نقل کر کے مذاق اُڑایا حضرت نے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا۔ اس کے اعضاء میں رعشہ پیدا ہو گیا اور اسی مرض میں مر گیا۔

حضرت نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ اس کے باپ نے کہا کہ اس لڑکی کو برص ہے حالانکہ برص نہ تھا لیکن اس کے بعد وہ مبروص ہو کر مری اس کا نام ام شبیب بن البرصا شاعر تھا۔

آنحضرتؐ نے ایک شخص کو نماز میں داڑھی کے بال نوچنے سے منع کیا۔ ایک شخص نے اسے پھر ایسا کرتے دیکھا حضرت نے سنا تو فرمایا خدا تیرے بال کشادہ کر دے پس اس کی ساری چاند بالوں سے خالی ہو گئی۔

ایک شخص کو حضرت نے بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا فرمایا داہنے سے کھا اس نے کہا مجھے اس پر قدرت نہیں فرمایا ہے اس کے بعد وہ داہنے ہاتھ سے کھا ہی نہ سکا۔

آنحضرتؐ نے بنی حارثہ کو ایک خط لکھا اور دعوت اسلام دی انہوں نے اس تحریر کو دھو ڈالا اور کاغذ کو ڈول کے پیندے میں چپکا دیا جب حضرت نے سُنا تو فرمایا انہیں کیا ہو گیا کیا ان کی عقلیں ماری گئیں پس ان سب پر حماقت چھا گئی۔

جابر سے مروی ہے کہ ایک عورت حضرت کے پاس آئی اور کہا میں اپنے شوہر سے وہی چاہتی ہوں جو ایک مسلمان عورت چاہتی ہے حضرت نے فرمایا اپنے شوہر کو میرے پاس لا۔ پھر اس سے پوچھا گیا تو اس سے بغض رکھتی ہے اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق پر بھیجا ہے فرمایا اچھا تم دونوں اپنے سر قریب لاؤ پھر آپ نے عورت کی پیشانی مرد کے چہرہ پر رکھی اور فرمایا

خداوندا ان دونوں کے درمیان محبت قائم رکھ اور ان میں سے ایک دوسرے کو محبوب رکھے پس ان دونوں کے درمیان شدید محبت ہوگئی۔

جناب خدیجہ کے پاس ایک اندھی کنیز تھی حضرت کی دعا سے بینا ہوگئی۔

قیصر کے لیے دعا کی اور فرمایا جیسا اس کا ملک تھا ویسا ہی کر دے ایسا ہی ہوا۔

کسریٰ کے لیے بددعا کی اس کا ملک تباہ کر دے ایسا ہی ہوا۔

ابو طالب بیمار تھے دعا کی صحت پائی۔

جعفر بن نسطور سے مروی ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں حضرت کے ساتھ تھا آپ کے ہاتھ سے راہ میں کوڑا گر گیا میں اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کو اٹھا کر حضرت کو دیا۔ حضرت نے مجھے دیکھا اور فرمایا اے جعفر اللہ تمہاری عمر دراز کرے پس وہ ۴۰۰ سال زندہ رہا۔

نابغہ نے آپ کی مدح میں قصیدہ لکھا آپ نے فرمایا اللہ تیرے منہ کو بے دانت کا نہ رکھے یہ شخص ۱۲۰ سال زندہ رہا جب کوئی دانت گرتا تھا تو دوسرا اس سے بہتر اس کی جگہ نکل آتا تھا۔

عمرو بن الحمق نے حضرت کو دودھ کا ایک پیالہ پلایا حضرت نے فرمایا اللہ اسے شباب کا فائدہ پہنچا پس وہ اسی برس زندہ رہا اور اس کا ایک بال سفید نہ ہوا۔

ایک روز آنحضرت عبداللہ بن جعفر کی طرف سے گزرے وہ مٹی کا کوئی کھلونا بچوں کے لیے بنا رہے تھے حضرت نے فرمایا اس کا کیا کرو گے انہوں نے کہا اسے بیچوں گا پوچھا اس کی قیمت کا کیا کرو گے کہا خرمے خرید کر کے کھاؤں گا۔ حضرت نے دعا کی خداوندا ان کے ہاتھ کی صنعت میں برکت دے پس انہوں نے جب کوئی شے خریدی اللہ نے اس میں برکت دی یہاں تک کہ ان کا معاملہ بطور مثال بیان ہونے لگا۔

ابوہریرہ نے چند خرمے حضرت کو لا کر دیئے اور برکت کے لیے دعا چاہی حضرت نے دعا کی جو قبول ہوئی۔

ابن عباس کو دعا کی وہ بحر العلم اور حبر الامہ ہو گئے۔

جنگ خندق میں جو لوگ خندق کھود رہے تھے وہ شعر بھی پڑھتے جاتے تھے سوائے جناب سلمان کے حضرت نے دعا کی خداوندا سلمان کی طبع تیز کر دے اگرچہ وہ ہی شعر ہوں سلمان شعر کہنے لگے ہر قبیلہ کہتا تھا سلمان منا آنحضرت نے فرمایا سلمان منا اهل البیت

تائید نبوت میں غیبی آوازیں

مازن بن غضوبہ طائی کا بیان ہے عیترہ نے جب بت سامنے نحر کیا تو اس سے آواز آئی نبی مضر میں نبی مبعوث ہوگیا۔

قریش نے کوہ ابو قبیس سے یہ آواز سنی رات کے وقت جب اسلام لائیں گے دو سعد تو محمد مخالفوں کی مخالفت سے نہ ڈریں گے صبح کو ابو سفیان نے کہا اس سے مراد سعد بکر اور سعد تمیم ہے دوسری رات کو یہ آواز سنی اے سعد اوس اور اے سعد خزرج دعوت ہادی برحق قبول کرو خدا جنت الفردوس میں جگہ دے گا صبح کو ابو سفیان نے کہا اس سے مراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہے۔

تمیم الداری نے کہا شام کے سفر میں ایک رات وادی میں گذارنے کا اتفاق ہوا جب سونے کو لیٹا تو کسی کی آواز آئی خدا سے پناہ مانگ جن خدا کے کسی دشمن کو پناہ نہیں دیگا۔ امین میں خدا کا رسول ظاہر ہوگیا اور ہم نے حجون میں ان کے پیچھے نماز پڑھی شیاطین کا مکر ختم ہوا اور شہاب ان پر مارے گئے پس تو محمد رسول رب العالمین کے پاس جا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ سوید بن قارب نے کہا میں سراہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے نیچے سویا کوئی میرے پاس آیا اور ٹھوکر مار کر کہا اٹھ اے سواد بن قارب تیرے پاس لوی بن غالب کا رسول آگیا۔

بنی عذرہ کا ایک بت تھا حمام نامی جب حضرت مبعوث ہوئے تو اس کے اندر سے آواز آئی حق ظاہر ہوگیا حمام ہلاک ہوا اسلام نے شرک کو دفع کیا۔

عباس بن مرداس سلمی ایک بت کے پاس آیا جس کا نام ضمیر تھا اس کے آس پاس جھاڑو دی اور اسے بوسہ دیا ناگاہ ایک آواز آئی قبائل سلیم سے کہہ دے کہ ضمیر ہلاک ہوا اور کعبہ والے کامیاب ہوگئے پس تین سو آدمی اس قبیلے کے آنحضرت کے پاس آئے حضرت ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے عباس بن مرداس کیسے اسلام لائے اس نے قصہ بیان کیا فرمایا تو نے سچ کہا۔

تاریخ طبری میں زہری سے مروی ہے کہ جبیر ابن مطعم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک شہر میں گئے ناگاہ ایک صنم کے اندر سے آواز آئی۔ عجیب بات سنو وحی کا چرانا گیا اور شیطان پر شہاب کی مار پڑی۔ ایک نبی مکہ میں پیدا ہوا اور یثرب کو ہجرت کی۔

جمادات کا گویا ہونا

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں ہم رسول کے ساتھ کسی درخت کی طرف سے گزرتے تھے تو حجر و شجر دونوں سے آواز آتی تھی۔ السلام علیك یا رسول اللہ

علقمہ اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ہم نے کھانے سے تسبیح کی آواز سنی۔

مکرز عامری حضرت کی خدمت میں آیا اور کسی معجزہ کا سوال کیا حضرت نے سات کنکریاں اٹھالیں وہ حضرت کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگیں۔ ابوذر کہتے ہیں جب حضرت نے ہاتھ سے رکھدیں تو وہ خاموش ہوگئیں جب پھر اٹھالیا تو وہ پھر تسبیح کرنے لگیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضر موت کے سردار آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے پس سنگریزوں نے آپ کے ہاتھ پر تسبیح کرنا شروع کی اور اشهد أنه رسول الله کہا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا میں مکہ میں جس پتھر کی طرف سے گزرتا تھا السّلام علیک یا رسول اللّٰہ کی آواز آتی تھی۔

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہودی عبدہ نامی ایک عورت کے پاس آئے اور ایک بکری دے کر کہا اسے پکا اور زہر ملا کر محمدؐ کو کھلا دے وہ عورت رسول اللہؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ جانتے ہیں کہ پڑوسی کا کتنا حق ہے اَفسلاہ یہود کی میں نے دعوت کی ہے چاہتی ہوں آپ مع اصحاب میرے ساتھ کھانا کھائیں۔ حضرتؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ علی، ابودجانہ، ابوایوب سہل ابن حنیف، سلمان و مقداد، عمار و صہیب و ابوذر و بلال و براء ابن مغرور تھے جب یہ لوگ داخل ہوئے تو یہودیوں نے اپنی ناک پر کپڑا لگا لیا اور اپنے عصا ٹیک کر کھڑے ہوگئے آنحضرتؐ نے ان کو بیٹھ جانے کے لیے کہا انہوں نے کہا جب ہمارے پاس کوئی نبی آتا ہے تو ہم بیٹھتے نہیں اور اس امر کو بُرا سمجھتے ہیں کہ سانس اس تک پہنچیں جب بکری حضرت کے سامنے آئی تو اس کے شانے سے آواز آئی اے محمدؐ میرا گوشت نہ کھائیے اس میں زہر ہے رسول اللہؐ نے اس عورت سے کہا ایسا تو نے کیوں کیا اس نے کہا اس لیے کہ تم اگر نبی ہو تو یہ تم کو ضرر نہ پہنچائے گا اور اگر جھوٹے ہو تو میری قوم تم سے راحت پائے گی پس جبریل نازل ہوئے اور کہا خدا بعد سلام فرماتا ہے کہو بسم الله الذي يسميه به كل مؤمن وبه عز كل مؤمن وبنوره الذي أضاءت به السماوات والارض وبقدرته التي خضع لها كل جبار عنيد وانتكس كل شيطان مريد من شر السم والسحر واللمم بسم العلي الملك الفرد الذي لا إله إلا هو آیہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۲) حضرت نے پڑھ کر صحابہ کو پڑھایا اور فرمایا اب کھاؤ ایک روایت یہ ہے کہ براء ابن مغرور نے سب سے پہلے ایک لقمہ منہ میں رکھ لیا امیر المومنینؑ نے کہا جلدی نہ کر رسول اللہؐ ابھی وہ تیار رہے ہیں جو ان پر آیا ہے اور ہمیں ابھی کھانے کا حال معلوم نہیں اگر تو نے حکم رسول سے کھایا تو وہ تیری سلامتی کے ضامن ہوں گے اور بغیر اذن کھائے گا تو تیرا نفس ضامن ہوگا چونکہ حضرت کی اجازت کے بغیر کھایا تھا لہٰذا براء مر گیا۔ حضرت اس واقعہ کے تین سال بعد تک زندہ رہے مگر درد باقی رہا اسی میں وفات پائی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت شہید مرے۔

یہودیوں نے ایک بار حضرت سے کہا کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ ہمارے قلوب پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں اور ہم سے زیادہ خدا کے فرمانبردار ہیں تو ذرا ان پہاڑوں سے اپنی نبوت کی تصدیق تو کرا دیجئے پس حضرت نے ایک پہاڑ کو حکم دیا وہ حرکت میں آ

زلزلہ پیدا ہوا اور اس سے پانی بہنے لگا اور آواز آئی أشهد انك رسول رب العالمين و سيد الخلق أجمعين پھر حکم دیا دو ٹکڑے ہو جا نیچے کا حصہ اونچا ہوا اور اُوپر کا نیچا۔ پھر فرمایا اے پہاڑ بحق محمد و آل محمد کلام کر اس سے ایک گونج پیدا ہوئی انہوں نے کہا محمدؐ نے لوگوں کو پہاڑ کے اندر چھپا دیا ہے وہی بول رہے ہیں پس قریش نے محمد و علی کی طرف پتھر پھینکے انہوں نے دیکھا کہ ہر پتھر نے ان پر سلام کیا ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا یہ پتھر کیوں کلام کر رہے ہیں ضرور ادھر اُدھر کچھ لوگ زمین کے اندر چھپے ہوئے ہیں ایسا کہنے والوں کے سروں پر جو دس تھے پتھر برسے اور وہ مر گئے ان کے قبیلے والے روتے پیٹتے آئے کہ محمدؐ نے ہمارے عزیزوں کو جادو سے ہلاک کر دیا۔ خدا نے ان کے مُردوں کو گویا کیا اور انہوں نے کہا محمدؐ سچے ہیں اور تم جھوٹے ہو۔ ابوجہل نے کہا یہ بہت بڑا جادو ہے۔

مالک بن الصیف نے کہا اگر میرا فرش گواہی دے تو ایمان لے آؤں گا ابولبابہ بن عبداللہ نے کہا میرا کوزہ گواہی دے، کعب بن اشرف نے کہا میرا گدھا گواہی دے۔ خدا نے فرش کو ناطق کیا۔ اس نے شہادتین کو بیان کیا لوگوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے وہ فرش جس پر بیٹھے تھے بلند ہوا اور ان سب کو دے ٹپکا۔ پھر ابولبابہ کے کوزے نے ثبوت و امامت کی گواہی دی اور ابولبابہ کے ہاتھ سے لپٹ گیا اور وہ اوندھے منہ گرا حضرت نے فرمایا یہ ہمیشہ لپٹا ہی رہے گا۔ اسلام لا ورنہ قتل کر دیا جائے گا پس وہ مسلمان ہو گیا کعب اپنے گدھے پر سوار ہو کر آیا اور اس کو دے ٹپکا اور کہا تو بُرا بندہ ہے۔ معجزات دیکھتا ہے اور ایمان نہیں لاتا۔ حضرت نے فرمایا تیرا گدھا تجھ سے بہتر ہے یہ تجھے اپنے اُوپر کبھی سوار نہ ہونے دے گا آخر اس نے مجبور ہو کر ثابت قیس کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

حارث بن کلدہ نے کہا اس درخت کو بُلا کر دکھایئے۔ حضرت نے بلایا پس زمین ہلی اور اس کی جڑیں خالی ہوئیں اور وہ کلمہ پڑھتا سامنے آگیا۔

حیوانات کا کلام کرنا

ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک گوہ تھی کہنے لگا اے محمدؐ اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ اسلام نہ لائے گی حضرت نے اس سے کہا بتا تیرا رب کون ہے اس نے کہا وہ ہے آسمان میں جس کی حکومت ہے اور زمین میں جس کی سلطنت ہے بحر میں جس کے عجائب ہیں اور بر میں جس کے غرائب ہیں اور ارحام کے متعلق جس کو علم ہے۔ آپ نے گوہ سے فرمایا بتا میں کون ہوں اس نے کہا آپ رسول رب العالمین ہیں اور قیامت تک تمام لوگوں کی زینت اور ان کے قائد ہیں۔ جو آپ پر ایمان لایا اس نے فلاح پائی اور صاحب سعادت ہوا۔ اعرابی نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور پھر ہنس کر کہنے لگا آیا تھا آپ کا سب سے بڑا دشمن بن کر اور جاتا ہوں سب سے بڑا دوست بن کر جب یہ اعرابی اپنے گھر پہنچا تو اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے یہ قصہ سنایا وہ سب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے ان سب کا استقبال کیا اس اعرابی کا نام سعد بن معاذ سلمیٰ ہے آنحضرتؐ ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے۔

یہ روایت زید بن ارقم۔ انس بن مالک۔ ام سلمہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کا گزر ایک ہرنی کی طرف سے ہوا جس کو ایک یہودی نے خیمے کی رسی سے باندھ رکھا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ میں دو بچوں کی ماں ہوں جو بھوکے ہیں اور میرے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے پس آپ مجھے کھول دیجئے میں دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ حضرت نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ تو واپس نہ آئے۔ اس نے کہا خدا میرے اوپر عذاب نازل کرے اگر میں نہ لوٹوں۔ حضرت نے اس کی رسی کھول دی وہ چلی گئی اور اپنے بچوں سے یہ حال بیان کیا انہوں نے کہا ہم دودھ نہ پئیں گے درانحالیکہ تیرے ضامن رسول اللہ تیری وجہ سے پریشانی میں ہیں پس وہ اپنے بچوں کو لے کر حاضر ہوگئی اور حضرت کے قدموں پر گر پڑی اور دونوں بچے اپنے سر حضرت کے قدموں پر ملنے لگے یہودی رونے لگا اور اسلام لے آیا اور کہا میں نے رہا کیا اور وہاں ایک مسجد بنادی حضرت نے اس کے گلے میں ایک پٹہ ڈال دیا اور فرمایا تمہارا گوشت شکاریوں کے لیے حرام ہے۔ زید سے مروی ہے کہ میں نے اس ہرنی کو دیکھا کہ جنگل میں تسبیح الٰہی کرتی تھی اور کہتی تھی لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ۔

جابر انصاری اور عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ اہیب بن سماع کے باغ میں ایک سرکش اونٹ تھا جو کوئی باغ میں داخل ہونا چاہتا وہ اس پر حملہ کرتا پس حضرت باغ میں داخل ہوئے اور اسے بلایا وہ آیا اور اپنا ہونٹ زمین پر رکھا اور حضرت کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کی نکیل ڈالدی اور اپنے اصحاب کے حوالے کیا انہوں نے کہا بہائم تو آپ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور انسان انکار کر رہے ہیں فرمایا ہر شے میری نبوت کی عارف ہے سوائے ابوجہل اور قریش کے انہوں نے کہا ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ لائق ہیں فرمایا میں تو مرنے والا ہوں۔ تم اس ذات کو سجدہ کرو جو حی لایموت ہے پھر ایک اور اونٹ آپ کے پاس آیا اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔ حضرت نے فرمایا یہ چارہ کی کمی اور گرانی بار کی شکایت کر رہا ہے جابر تم اس کے ساتھ جا کر اس کے مالک کو لے آؤ انہوں نے کہا میں اس کے مالک کو نہیں جانتا فرمایا یہ خود تمہیں بتا دے گا۔ جابر گئے اور اسے لے آئے۔ حضرت نے فرمایا تیرے اونٹ نے شکایت کی ہے اس نے کہا اس نے نافرمانی کی ہے یہ اس کی سزا ہے۔ حضرت نے اونٹ سے فرمایا اپنے مالک کے ساتھ جا وہ سر جھکا کر ان کے ساتھ ہولیا انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہم نے اسے بلحاظ آپ کی حرمت کے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد وہ بازاروں میں پھرتا رہا اور لوگ کہتے تھے یہ آزاد کردہ رسولؐ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ ایک روز بیٹھے تھے کہ ایک اونٹ فریاد کرتا آیا۔ حضرت نے اصحاب سے فرمایا یہ کہتا ہے میں قبیلہ خزرج کا ہوں وہ مجھ سے کام لیتے رہے اب کہ میں بڈھا اور ضعیف ہوگیا ہوں تو وہ مجھے نحر کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؐ نے اسے ٹھہرا لیا جب لوگ اسے لینے آئے تو حضرت نے اونٹ کی شکایت بیان کی انہوں نے کہا پھر جو حکم حضورؐ کا ہو۔ فرمایا اسے چھوڑ دو تاکہ یہ جہاں چاہے چرے۔ یہ سن کر وہ اونٹ حضرت کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ اصحاب نے کہا یہ چوپایہ تو سجدہ کرے تو ہم کیوں نہ کریں۔ فرمایا سجدہ خدا کے سوا کسی کے لیے ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اس کے حق عظیم کے لحاظ سے۔

امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک اعرابی دوسرے اعرابی کو پکڑے ہوئے لایا کہ اس نے میرا اونٹ چرایا ہے اور اس کو

ہنکائے لیے جاتا ہے اور میرے پاس گواہ ہیں اونٹ نے کہا یہ شخص بری ہے اور گواہ جھوٹے ہیں مجھے فلاں یہودی نے چرایا تھا۔

عروہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ فتح خیبر میں حضرت کے حصہ میں چار ازواج بھاری اور چار ہلکی اور دس اوقیہ سونا اور چاندی اور ایک گدھا آیا۔ جب اس پر سوار ہوئے تو اس نے کہا یا رسول اللہ میں اس نسل سے ہوں جن میں سے ستر گدھے مرکب انبیاء رہے ہیں اب ہماری نسل منقطع ہو گئی میرے سوا کوئی باقی نہیں اور آپ کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا بشارت دی ہے آپ کی زکریا نبی نے۔ حضرت نے اسے اس کے مالک کے پاس بھیجا اس نے سر سے دروازہ کھٹکھٹایا جب اس کا مالک گھر سے نکلا تو اس نے حضرت کے سامنے لاکر اشارہ کیا کہ دعوت رسولؐ قبول کر مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے انتقال فرمایا تو اس نے اپنے کو ہلاک کر لیا اور اس کی قبر بنائی گئی۔

آنحضرتؐ نے یوم عرفہ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو صدقہ کی طرف توجہ دلائی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا اونٹ فقرا کے لیے حاضر ہے آنحضرتؐ نے اونٹ کو دیکھا اور فرمایا اسے میرے لیے خرید لو ایک رات وہ حجرۂ بنی عباس کے پاس آیا اور سلام کیا حضرت نے فرمایا۔ بارك الله فيك اس نے کہا میرا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز میں جنگل میں چر رہا تھا درندے میری طرف آئے اور آپس میں کہنے لگے۔ یہ محمدؐ کا ناقہ ہے حضرت نے اس کے مالک کا نام پوچھا اس نے کہا غضبا پس حضرت نے اس کا وہی نام رکھ دیا۔

حضرت عمر سے مروی ہے کہ حضرت کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے حضرت سے پوچھا آپ کے بعد میں کس کے پاس جاؤں۔ فرمایا میری بیٹی فاطمہؑ کے پاس جو سوار ہو گی تجھ پر دنیا و آخرت میں۔ جب حضرت نے وفات پائی تو وہ ایک رات ان کے پاس آیا اور کہا السلام عليك يابنت رسول الله میرا دنیا چھوڑنے کا وقت قریب آ گیا رسول اللہ کے بعد نہ مجھے کھانا اچھا لگتا ہے نہ پینا آنحضرتؐ کی وفات کے تین روز بعد وہ مر گیا۔

سفینہ غلام رسول سے مروی ہے کہ میں کشتی میں سفر کر رہا تھا ناگاہ کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختہ پر بیٹھ گیا اس نے مجھے ایک جنگل میں لا ڈالا جہاں شیر رہتا تھا میں نے اس سے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں اس نے اپنا سر جھکایا اور مجھے اشارہ کیا اپنی پشت پر سوار کرنے کا اور پھر وہ مجھے بٹھا کر ایک راستہ پر لے آیا۔

ابوذر سے مروی ہے کہ میں بطن مر میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑیا آیا اور بکری لے گیا میں نے غل مچایا اور بکری چھین لی اس نے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور میرے رزق کے درمیان حائل ہو گیا۔ میں نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات نہیں اس نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ رسول اللہ حرمین کے درمیان نخلات میں لوگوں کو ماضی اور مستقبل کے درمیان بتا رہے ہیں۔ اور تم اپنی بکری کا پیچھا کر رہے ہو میں نے کہا میرا قائم مقام کون ہے کہ میری جگہ بکری کو پکڑ لے اور میں وہاں جاؤں اور حضرت پر ایمان لاؤں بھیڑیئے نے کہا میں حفاظت کروں گا پس میں مکہ آیا میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ لوگوں کے حلقہ میں ہیں اور وہ آپ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں ناگاہ ابو طالب آ گئے ان کو دیکھ کر لوگوں نے کہا چپ رہو اس کا چچا آ گیا میں ابو طالب کے پاس گیا مجھ سے انہوں نے کہا تم کیسے آئے۔ میں نے کہا میں ان نبی سے ملنا چاہتا ہوں جو تم لوگوں میں مبعوث ہوئے ہیں پوچھا کس لیے میں نے کہا میں ان پر ایمان لاؤں گا اور ان کی تصدیق کروں گا اور ان کے حکم کی اطاعت کروں گا پس علیؑ مجھے اس گھر میں لے گئے جہاں رسولؐ تھے حضرت نے فرمایا تم

کیسے آئے میں نے کہا آپ پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے کے لیے فرمایا کہو اشهد أن لا إله إلا الله و أن محمداً رسول الله میں نے یہ کلمات زبان پر جاری کیے حضرت نے فرمایا اب تم اپنے شہر کو جاؤ بھائی تمہارا مر گیا ہے اس کا مال اپنے قبضے میں کر لو اور وہیں رہو جب تک اعلان رسالت کا حکم ہو اللہ دنیا و آخرت میں تمہاری مدد کرے گا جب میں وطن گیا تو جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابوذر نے کہا میری کچھ بکریاں ہیں اور آپ کا چھوڑنا مجھ پر شاق ہے فرمایا تم ان کی حفاظت کرو سات روز ابوذر پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی جبکہ میں نماز میں مشغول تھا بھیڑیا ایک بکری کے بچے کو اٹھا کر لے گیا ایک شیر نکلا اور اس بھیڑیئے کے دو ٹکڑے کر دیئے اور بچے کو اس سے چھڑا لیا اور مجھے ندا دی اے ابوذر اپنی نماز میں مشغول رہو اللہ نے مجھے تمہاری بکریوں کی حفاظت کے لیے معین کر دیا ہے جب تک تم نماز پڑھو۔ جب میں فارغ ہوا تو اس نے کہا محمد کے پاس جاؤ اور اس کی خبر دو۔

تفسیر امام حسن عسکری میں ہے کہ دو بھیڑیئے ایک جنگل میں تھے جب کوئی چرواہا آتا تو اس کو سلام کی ترغیب دیتے پس ایک روز حضرت کے پاس ایک چرواہا آیا اور ان بھیڑیوں کی بات بیان کی پس حضرت ایک گروہ کے ساتھ وہاں آئے اور ان سے کہا تم مجھے بیچ میں لے لو تاکہ بھیڑیا مجھے دیکھے نہیں پھر چرواہے سے کہا تم کہو محمد بلاتے ہیں دونوں بھیڑیئے تلاش کرتے آئے اور مجمع کے بیچ میں داخل ہو گئے اور آنحضرتؐ کے پاس آ کر کہا السلام عليك يا رسول رب العالمين و سيد الخلق أجمعين اور دونوں نے اپنے رخسارے خاک پر رکھ دیئے اور حضرت کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرنے لگے پھر حضرت نے فرمایا اب علی کو حلقہ میں لے لو اور آپ نے فرمایا اے بھیڑیو علی کو بتاؤ وہ لوگوں کے چہرے اور قدم دیکھتے حضرت علی کے پاس پہنچے اور خاک پر لوٹنے لگے اور اپنا منہ علیؑ کے قدموں پر رکھ کر کہنے لگے السلام عليك يا حليف الندى و معدن النهى و محل الحجى و عالماً بما في الصحف الاولى و وصي المصطفى۔ اس چرواہے کا نام عمیر الطائیؓ تھا وہ فخریہ کہا کرتا تھا میں وہ ہوں کہ بھیڑیئے نے کلام کیا۔

مشرکین کی ایک عورت حضرت کی طرف سے گزری جس کو حضرت سے سخت عداوت تھی اس کی گود میں دو ماہ کا بچہ تھا اس نے کہا السلام عليك يا رسول الله محمد بن عبد الله ۔ ماں کو بچہ کا یہ کلام برا ہوا حضرت نے بچے سے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں رسولؐ ہوں اس نے کہا مجھے رب العالمین اور روح الامین نے بتایا ہے پوچھا روح الامین کون ہے جبرئیل امین اور وہ آپ کے پاس کھڑے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا عبد العزیٰ مگر میں اس عزیٰ سے بیزار ہوں پھر ایک چیخ ماری اور مر گیا۔

شمر بن عطیہ حضرت کے پاس ایک لڑکے کو لایا جو گونگا تھا۔ حضرت کو دیکھ کر کہنے لگا۔ أنت رسول الله

عمرو بن المنتشر نے حضرت سے درخواست کی کہ ایک سانپ کے دفع کرنے کے لیے آپ وہاں تشریف لایئے، اژدہا اونٹ کی طرح بلبلاتا ہے اور بیل کی طرح ڈکارتا، حضرت کو دیکھتے ہی کھڑا ہوا اور سلام کیا اور چلا گیا۔

آب وطعام کی زیادتی

جنگ تبوک میں مسلمانوں پر بھوک کا غلبہ ہوا لوگوں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو ہم اونٹ نحر کر دیں۔ فرمایا فرش بچھاؤ پھر آپ نے دعا فرمائی ایک شخص مٹھی بھر کھجوریں لایا دوسرا کچھ اور لایا تیسرا مٹھی بھر دوسری غذا لایا اور یہ سب چیزیں فرش پر رکھ دیں۔ پھر حضرت نے دعا کی فرمایا اپنے اپنے برتن بھر لو پس لشکر کا کوئی آدمی ایسا باقی نہ رہا جس نے اپنا برتن پُر نہ کر لیا اور ہر ایک نے شکم سیر ہو کر کھا لیا حضرت نے فرمایا کہو اشہد ان لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله پھر فرمایا جو یہ کلمہ زبان پر جاری کرے آتشِ دوزخ اس پر حرام ہے عمرہ بنتِ رواحہ چند خرمے روز جنگ خندق لائی۔ حضرت نے فرمایا ان کو میرے ہاتھ پر رکھ پھر ان کو آپ نے دسترخوان پر رکھا پس تین ہزار آدمیوں نے ان کو کھایا۔

جابر انصاری سے مروی ہے کہ خندق کی کھدائی کے وقت میں نے آنحضرتؐ پر ضعف کا غلبہ دیکھا میں نے ایک بھیڑ کا بچہ اور ایک صاع آٹا پکایا اور حضرت سے کھانے کی درخواست کی حضرت نے فرمایا ابھی ہانڈی نہ اتارو اور تنور ٹھنڈا نہ کرو۔ پھر آپ نے تمام مسلمانوں سے فرمایا اٹھو اور جابر کے گھر چلو سات سو آدمی گئے بعض روایتوں میں آٹھ سو اور بعض میں ایک ہزار ہے بیٹھنے کی جگہ بھی تنگ تھی حضرت کی دعا سے کشادہ ہو گئی سب نے سیر ہو کر کھا لیا اور ہانڈی بدستور بھری رہی اور روٹیاں بھی جوں کی توں رہیں۔

انس سے مروی ہے کہ ابو طلحہ نے جب حضرت پر بھوک کا غلبہ دیکھا مجھے آپ کے پاس بھیجا حضرت نے مجھے دیکھ کر فرمایا ابو طلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں حضرت کے پاس اس وقت جو لوگ تھے ان سب کو لے کر چلے ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم آنحضرتؐ تو بہت سے لوگوں کو لا رہے ہیں ہمارے پاس ان سب کے لیے کھانا کہاں حضرت نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تیرے پاس ہے لے آ وہ جو کی چند روٹیاں لے آئیں اور روغن کے برتن سے تھوڑا سا روغن نکالا حضرت نے اس کو لے لیا اور ثرید پر (کھانا) اپنا ہاتھ رکھا اور دس دس کو بلا کر کھلانا شروع کیا یہاں تک کہ اسی آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھا لیا۔

ابو ہریرہ اصحاب صفہ میں تھے ان کے پاس ایک کاسہ میں غذا تھی آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا ان سب نے شکم سیر ہو کر کھا لیا اور وہ بدستور بھرا رہا۔

اُم شریک نے روغن کا ایک کُپا حضرت کو ہدیہ بھیجا حضرت نے خادم کو حکم دیا کہ وہ اسے خالی کر دے اور خالی ظرف اسے واپس کر دے ام شریک نے دیکھا کہ وہ بدستور بھرا ہوا ہے۔ ایک مدت تک وہ روغن اس میں سے نکالتی رہی مگر وہ خالی ہوتا ہی نہ تھا حضرت نے ایک بڑھیا کو ایک پیالہ دیا جس میں شہد تھا وہ روز کھاتی تھی مگر کم نہ ہوتا تھا ایک دن اس نے پیالہ کا شہد دوسرے برتن میں اوٹ

دیا پس وہ برکت جاتی رہی وہ حضرت کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا فرمایا پہلا اللہ کا فعل تھا دوسرا تیرا۔

ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور کچھ کھانا طلب کیا۔ حضرت نے اسے جو کے ستو دیدیئے پس وہ اس کی بی بی اور اس کے مہمان برابر کھاتے رہے اور وہ کم نہ ہوا۔ ایک دن اس نے تولا پس برکت جاتی رہی حضرت سے اس نے یہ بات بیان کی فرمایا اگر نہ تولتا تو ہمیشہ کھاتا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے میں آنحضرتؐ کے پاس کچھ کھجوریں لایا اور عرض کی خدا سے دعا کیجئے کہ مجھے اس میں برکت عطا فرمائے پس میں نے ان کو ایک تھیلے میں رکھ دیا میں روزمرّہ اس میں سے نکال نکال کر کھاتا رہا وہ کم نہ ہوتی تھیں جب عثمان قتل ہوئے تو وہ تھیلے میں سے گر گئیں اور برکت جاتی رہی۔

جابر انصاری سے منقول ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر سخت گرمی پڑ رہی تھی لوگوں نے حضرت سے شکایت کی کہ پانی نہیں رہا اور یہ وادی خشک ہے۔ حضرت نے پانی کا ایک ڈول منگایا پس آپ نے وضو کیا اور کلّی کر کے اس میں ڈالی اور فرمایا اسے کنوئیں میں ڈال دو۔ ڈالتے ہی پانی اس میں سے اُبل پڑا یہاں تک کہ بلند ہوا کہ ہم ہاتھ ڈال کر پانی لے لیتے تھے۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے براء بن عازب کو ایک تیر دیا کہ اس کو حدیبیہ کے کنوئیں میں گاڑ دے پس پانی اُبل پڑا جب قریش وہاں پہنچے اور کنوئیں میں پانی دیکھا تو کہنے لگے یہ محمدؐ کا جادو ہے جب حضرت وہاں سے چلنے لگے تو فرمایا یہ تیر نکال لو تیر نکالتے ہی پانی خشک ہو گیا۔

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں پانی نہ رہا آنحضرتؐ ایک تنور کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ رکھا پس پانی اُبل پڑا۔

انس سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں آپ کی انگلیوں سے پانی نکل پڑا جس سے سب سیراب ہو گئے۔

آنحضرتؐ کے معجزات

زجاج سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کے معجزات سے شہاب ثاقب ہیں حضرت کی ولادت سے پہلے یہ نہیں دیکھے جاتے تھے اور دلیل یہ ہے کہ شعراء نے تیزی کی مثال برق و سیل سے دی ہے ان کے اشعار میں ایک شعر بھی ایسا نہیں ملتا جس میں ٹوٹنے والے ستاروں کا ذکر ہو آنحضرتؐ کی ولادت کے بعد انہوں نے یہ لفظ استعمال کیا۔

ایک بار سخت قحط پڑا لوگوں نے حضرت سے کہا آپ صلہ رحم کرتے ہیں اور قوم بھوک سے ہلاک ہو رہی ہے آپ نے دعا کی تو قحط دُور ہو گیا زہیری اور شعبی سے مروی ہے کہ قیصر روم اور کسریٰ کے درمیان جنگ چھڑی مسلمانوں کی ہمدردی قیصر کے ساتھ تھی کیونکہ اوّل تو وہ صاحب کتاب و ملت تھا یعنی نصرانی تھا دوسرے اس نے حضرت کے خط کی تعظیم کی تھی اور اس کو آنکھوں سے لگایا تھا اور کسریٰ نے

حضرت کے خط کو پھاڑ ڈالا تھا اس سلسلہ میں مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان بہت کچھ گفتگو ہوئی آنحضرتؐ نے پیشن گوئی کی کہ وہ رومی اب تو مغلوب ہو جائیں گے مگر چند سال بعد غالب آ جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ اہل فارس کی حکومت چند عرصہ کے بعد ختم ہو جائے گی تو رومی قرنوں حکومت کریں گے۔

جابر ابن عبداللہ انصاری سے آیہ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ (سورہ آل عمران ۳/۱۹۹) نازل ہوئی ہے نجاشی کے بارے میں جب وہ مرا تو جبرئیل نے [illegible] کو دی آپ نے لوگوں کو بقیع میں جمع کیا اور مدینہ سے سرزمین حبش تک کے حجاب اٹھا دیئے گئے آپ نے تخت نجاشی کو دیکھ لیا اور غائبانہ اس پر نماز پڑھی منافقوں نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں لیکن اسی روز مرنے کی خبریں چاروں طرف سے آگئیں اور موت کا وہی وقت بتایا گیا جو حضرت نے بیان فرمایا تھا۔ ہرقل کو اس کی موت کا علم مدینہ کے تاجروں سے ہوا۔

کلبی سے مروی ہے کہ آیہ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ (سورہ محمد ۴۷/۴) عباس کے بارے میں نازل ہوئی جب وہ یوم بدر قید کیے گئے۔ حضرت نے فرمایا تم فدیہ دو اپنی اور اپنے بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن حجدر کی طرف سے کیونکہ تم مالدار ہو۔ انہوں نے کہا قوم نے مجھے ساتھ آنے پر مجبور کیا اور میرے پاس مال نہیں فرمایا وہ مال کہاں ہے جو تم مکہ میں ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہو جب وہاں سے چلے تھے اس وقت تم دونوں کے سوا کوئی نہ تھا اور تم نے کہا تھا اگر میں سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال فضل کے لیے اور عبداللہ کے لیے ہے اور اتنا قثم کے لیے۔ عباس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے تم کو نبی برحق بنایا ہے اس راز کو سوائے ام الفضل کے اور کوئی نہیں جانتا تھا اور میں جان گیا کہ آپ خدا کے رسول ہیں پھر سو اوقیہ فدیہ اپنا دیا اور سو سو سواروں کی طرف سے۔

جنگ تبوک کے موقعہ پر فرمایا آج نہایت تیز ہوا چلے گی اور تم اپنی جگہ پر نہ ٹھہر سکو گے پس ہوا چلی ایک شخص کھڑا تھا اسے اٹھا کر ایک پہاڑ کے پاس جا ڈالا اسی طرح آپ نے تبوک میں ایک منافق کے مرنے کی خبر دی جب واپس آئے تو اسے مرا ہوا پایا۔

اسود عنسی کذاب جس رات کو قتل ہوا آپ نے اس کی خبر دی اور اس کے قاتل کو بتایا اور ایک روز اپنے اصحاب سے کہا عرب کو عجم پر فتح ہو گی پس جنگ ذی القار میں عرب کی فتح کی خبر آئی۔

ایک روز اصحاب کو آپ نے خبر دی کہ جنگ ہونے لگی (جنگ موتہ) اور زید بن حارث علم لے کر چلے اور شہید ہو گئے پھر علم کو جعفر بن ابوطالب لے کر بڑھے وہ بھی شہید ہو گئے پھر توقف کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے علم لے کر مقابلہ کیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا۔ اب علم کو خالد بن ولید نے لیا ہے اور مسلمانوں سے دشمنوں کو دفع کیا پھر کچھ توقف کے بعد آپ خانہ جعفر میں داخل ہوئے اور ان کی شہادت کی خبر سنائی۔

سراقہ بن مالک کے پتلے پتلے ہاتھ دیکھ کر فرمایا ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ میرے بعد تیرے ان ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے چنانچہ ایران فتح ہوا تو عمر نے سراقہ کو بلایا اور کسریٰ کے کنگن اسے پہنائے۔

سلمان سے فرمایا تمہارے سر پر کسریٰ کا تاج رکھا جائے گا چنانچہ فتح ہونے پر ان کے سر پر تاج رکھا گیا۔

ابوذر سے فرمایا تم مدینہ سے جلا وطن کیے جاؤ گے۔

زید بن صوحان سے کہا تھا کہ تمہارا ایک عضو تم سے پہلے جنت میں جائے گا چنانچہ ان کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔

حضرت نے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ عنقریب تم مصر کو فتح کروگے جب ایسا ہو تو قبطیوں سے نیک برتاؤ کرنا کیونکہ ہمارا ان سے یہ تعلق ہے کہ میرے فرزند ابراہیم کی ماں قبطی ہیں (ماریہ قبطیہ)

جب خیبر میں زبیر یاسر سے لڑنے نکلے تو ان کی ماں صفیہ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا یاسر میرے بیٹے کو قتل کر دے گا۔ فرمایا نہیں بلکہ تمہارا بیٹا اس کو قتل کرے گا پس ایسا ہی ہوا۔

خرکوشی نے شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے طلحہ سے فرمایا تم علی سے لڑوگے اور تم ظالم قرار پاؤگے اور ایسا ہی زبیر سے کہا تھا اور ام المومنین عائشہ سے فرمایا تھا عنقریب تم پر حواب کے کتے بھونکیں گے اور جناب فاطمہ سے فرمایا تھا جنت میں میرے پاس سب سے پہلے تم پہنچوگی۔ حضرت علیؑ کے متعلق روز خیبر فرمایا تھا۔ لأعطين الراية غداً رجلا پس ایسے ہی ثابت ہوئے اور حضرت علیؑ سے فرمایا تھا تم الناکثين والقاسطين والمارقين سے لڑوگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آنحضرتؐ نے عمار و حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کے متعلق پیشن گوئی کی تھی کہ وہ شہید کیے جائیں گے وہ صحیح ثابت ہوئی۔

ایک روز حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا تمہارے پاس آج ایک شخص خاندان ربیعہ سے آئے گا جس کا کلام شیطانی ہوگا پس حطیم بن ہند داخل ہوا اور حضرت سے کہنے لگا آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں آپ نے بیان کیا اس نے کہا میں اس بارے میں مشورہ کروں گا پس یہ کہہ کر وہ چلا گیا حضرت نے فرمایا یہ کافر ہو کر آیا تھا اور غادر ہو کر نکلا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بنی امیہ کے جباروں میں سے ایک جبار میرے منبر پر کودے گا پس عمر بن سعید بن عاص نے ایسا کیا۔

آپ نے ایک عہد نامہ قبیلہ سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے لکھا۔ یہ تحریر محمد بن عبداللہ کی ہے جس کی درخواست کی ہے سلمان نے اپنے بھائی مہاد بن فروخ مہیار اور اس کے اقارب اور اہل بیت اور ان لوگوں کے لیے جو ان کی نسلوں سے ہوں اور اسلام لائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کہوں لا إله إلا الله وحده لاشريك له میں لوگوں کو اس کا حکم دیتا ہوں اور پورا امر اللہ کا ہے جس نے ان کو پیدا کیا ان کو مارے گا اور پھر جلائے گا اور اسی کی طرف بازگشت ہوگی اس کے بعد احترام سلمان کا ذکر فرمایا اور پھر تحریر فرمایا میں نے قوم سلمان سے جزیہ اٹھا لیا اور خمس اور دسواں اور تمام ٹیکس اگر یہ لوگ تم سے کچھ مانگیں تو اے مسلمانو تم ان کو دو اگر وہ چاہیں تو ان کی مدد کرو اور اگر پناہ چاہیں تو ان کو پناہ دو اگر کوئی خطا کریں تو بخش دو اور اگر کوئی ان پر حملہ کرے تو اس کو روکو اور بیت المال مسلمین سے ہر سال ان کو دو سو تھان کپڑے کے اور سو اوقیہ سونا دیا کرو کیوں کہ سلمان رسولؐ اللہ کی طرف سے ان رعایتوں کے مستحق ہیں پھر دعا کی ان لوگوں کے لیے جن کا عمل اس وصیت پر ہو اور بد دعا کی ان لوگوں کیلئے

جوان کو ایذا دیں اس عہد نامے کی کتابت علی علیہ السلام نے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو یہ علم تھا کہ قوم سلمان اسلام لے آئے گی۔ اسی طرح آپ نے اپنے چچا عباس کو حیرہ علاقہ کوفہ میں اور ملک شام میں میدان اور یمن میں تین دن مسافت کی زمین کا قبالہ لکھا تھا جب یہ ملک فتح ہوئے تو عباس نے عمر سے مطالبہ کیا انہوں نے کہا یہ تو مال کثیر ہے۔

آپ نے حج کے میقات پہلے سے بتا دیئے تھے کہ یہ عراق والوں کا ہے یہ شام والوں کا ہے حالانکہ یہ ملک اس وقت فتح نہ ہوئے تھے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میری امت کا ملک مشرق و مغرب میں پھیلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جنوب و شمال کی خبر نہ دی تھی لہٰذا ادھر توسیع نہ ہوئی۔

حضرت نے زوج صفیہ اور ربیع سے فرمایا تھا بتاؤ تمہارا وہ مال کہاں ہے جس کی بناء پر تم اہل مکہ کو عیب لگاتے تھے انہوں نے کہا ہم زمین میں ایک جگہ کے بعد دوسری جگہ دبا دیتے تھے اب یاد نہیں آخری بار کہاں دبایا آپ نے فرمایا چونکہ تم نے چھپایا ہے لہٰذا تمہارا اور تمہاری اولاد کا خون میں نے حلال کیا۔ پھر آپ نے انصار کے ایک شخص سے فرمایا کہ تم فلاں مقام پر جاؤ اور فلاں درختوں کے نیچے جو کچھ ہو مجھے لا کر دو پس وہ گیا اور کچھ برتن اور مال لا کر حضرت کو دیا آپ نے ان دونوں کی گردن مار دینے کا حکم دیا۔

جارود بن عمرو العبدوی وسلمہ ابن عباد نے حضرت سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو بتایئے ہم کیا کیا سوال لے کر آئے ہیں حضرت نے فرمایا اے جارود ماء جاہلیت کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے اور حلف اسلام اور صدقہ کے متعلق اس نے کہا ٹھیک ہے فرمایا دماء جاہلیت موضوع ہے اور اس کے حلف نے نہیں زیادہ کیا اسلام مگر شدت کو اور افضل صدقہ یہ ہے کہ اپنے بھائی کو چوپایہ پر سوار کرے اور اپنی بکری کا دودھ پلائے اور اے سلمہ بن عباد تو عبادت اوثان یوم سباسب اور عقل الہجین کے متعلق پوچھنے آیا ہے عبادت اوثان کے متعلق خدا فرماتا ہے اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (سورہ العنکبوت ۱۷/۲۹) اور یوم سباسب تو خدا نے ظاہر کیا شب قدر میں ایک لمحہ کو کہ سورج نکلا مگر شعاع نہ تھی۔ رہی عقل ہجین تو اہل اسلام بدلہ پائیں گے اپنے خونوں کا اور اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورہ الحجرات ۱۳/۴۹) یہ سن کر دونوں نے کلمہ شہادتین زبان پہ جاری کیا اور یہی ہمارے دل میں تھا۔

آنحضرتؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اور سب لوگ تو چلے گئے اور ایک انصاری اور ایک ثقفی باقی رہ گئے حضرت نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تمہاری کوئی حاجت ہے لہٰذا تمہارے بغیر کہے میں بتا دوں یا تم بیان کرنا چاہتے ہو انہوں نے کہا آپ ہی بتا دیں تاکہ ہمارا ایمان بڑھے فرمایا اے بھائی انصار تم اس قوم سے ہو جو اپنے نفسوں پر ایثار کرتے ہیں تو فردی ہے اور یہ بدوی ہے اسے شخص تو حج وعمرہ اور ان کے ثواب کے متعلق پوچھنے آیا ہے پس آپ نے مسائل بتا دیئے دوسرے سے فرمایا تو صوم وصلوٰت اور ان کے فائدے کے متعلق پوچھنے آیا ہے آپ نے اسے بھی بتایا۔

ایک سائل حضرت کی خدمت میں آیا اور کچھ مانگا فرمایا بیٹھ جا اسی وقت ایک اور شخص آیا اور اس نے ایک تھیلی آپ کے سامنے رکھ دی اور کہا یا رسول اللہ یہ چار سو درہم ہیں آپ کسی مستحق کو دیدیں آپ نے اس سائل سے فرمایا اے شخص یہ چار ہزار دینار

ہیں مال والے نے کہا یا رسول اللہ یہ دینار نہیں بلکہ درہم ہیں آپ نے فرمایا خدا نے میری تصدیق کی ہے وہ مجھے جھٹلائے گا نہیں یہ کہہ کر آپ نے اس تھیلی کو کھولا دیکھا اس میں دینار ہیں اس شخص کو تعجب ہوا اور قسم کھا کر کہا میں نے اس میں درہم ہی بھرے تھے فرمایا تو سچا ہے لیکن چونکہ میرے منہ سے دینار نکلے لہذا خدا نے درہموں کو دینار بنا دیا۔

ایک روز ابوذرؓ مع اپنے بھتیجے کے آنحضرت کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ عرب کا ایک گروہ حملہ آور ہو اور تمہارے بھتیجے کو قتل کر دے اور تم میرے پاس پریشان حال آؤ اور میرے سامنے میرے عصا پر تکیہ کر کے کھڑے ہو اور کہو میرا بھتیجا قتل ہو گیا اور اس کی زرہ لوٹ لی گئی، ابوذر یہ سن کر چلے گئے چند روز بعد عینہ بن حصن نے غارتگری کی اور ان کے بھتیجے کو قتل کیا اور زرہ کو لوٹ لیا گیا ابوذر اسی طرح پریشان حال آئے اور کہا خدا کے رسولؐ نے سچ کہا تھا وہی ہوا حضرت نے مسلمانوں کو زرہ کی تلاش کا حکم دیا اور انہوں نے لا دی۔

آنحضرتؐ نے ابن جلندی اور اہل عمان کو خط لکھا اور فرمایا وہ میرے خط کو قبول کریں گے اور میری تصدیق کریں گے اور ابن جلندی پوچھے گا رسول نے کوئی ہدیہ بھیجا ہے تم کہو گے نہیں وہ کہے گا اگر بھیجتے تو وہ مثل اس معاملے کے ہوتا جو بنی اسرائیل پر مسیح پر نازل ہوا تھا پس ایسا ہی ہوا۔

آنحضرتؐ کے فعلی معجزات

جناب جابر سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ میری عیادت کو آئے جبکہ میں سخت مریض تھا آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا میں فوراً اچھا ہو گیا۔

طفیل عامری نے اپنے جذام کی شکایت حضرت سے کی آپ نے پانی کا ایک ظرف منگایا اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر فرمایا اس سے غسل کر اس نے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا۔

حسان بن عمر خزاعی جو کہ مجذوم تھا حضرت کے پاس آیا اور مرض کی شکایت کی آپ نے اس سے کہا پانی لا اس میں لعاب دہن ڈال کر فرمایا اس سے غسل کر چنانچہ وہ اچھا ہو گیا قیس اللیجی مبتلائے برص تھا اسی طرح وہ بھی اچھا ہو گیا۔

ہر املاعب الاسنہ کو استسقا کی بیماری تھی عبید بن ربیعہ نے اس کو حضرت کے پاس بھیجا اور دو گھوڑے بطور ہدیہ بھیجے حضرت نے مشرک کا ہدیہ قبول نہ کیا اور تھوڑی سی مٹی لے کر اس میں اپنا لعاب ملایا اور فرمایا اسے پانی میں گھول کر پی لے پس وہ اچھا ہو گیا۔

محمد بن خاطب نے کہا کہ بچپن میں پکتی ہوئی ہانڈی میری کلائی پر گر گئی تھی میری ماں مجھے لے کر رسول اللہؐ کے پاس آئی حضرت نے میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور میری کلائی پر ہاتھ پھیرا اور یہ دعا پڑھی اذهب الباس رب الناس واشف أنت الشافي لاشافي إلا أنت شفاء لايغادر سقما ۔ پس شفا حاصل ہو گئی۔

آنحضرتؐ نے ایک لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مدت دراز تک زندہ رہ پس وہ سو برس تک زندہ رہا۔
ایک لڑکے کے سر کے بال گر گئے تھے آپ نے سر پر ہاتھ پھیرا بال اُگ آئے۔
ایک انصاری کا ہاتھ اُحد میں کٹ گیا تھا آپ نے اسے ملایا اور اس پر پھونک ماری پس وہ ٹھیک ہو گیا۔
آنحضرتؐ نے قتل عمارؓ اور قتل حسینؑ کی جو خبر دی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی اسی طرح حضرت نے اور بہت سے لوگوں کے مرنے کی خبر دی تھی جو پوری ہوئی۔ اکثر زخمیوں کو آپ نے ہاتھ پھیر کر اچھا کر دیا۔
لطائف القصص میں ہے کہ حضرت سے ایک قوم نے اپنے کنوئیں کے کھاری پانی ہونے کی شکایت کی آپ نے کنوئیں میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا پانی نہایت شیریں ہو گیا اور نسلاً بعد نسل وہ پانی میٹھا ہی رہا۔ ایسا ہی سوال لوگوں نے مسلمہ سے کیا تھا لیکن جب اس نے لعاب دہن پانی میں ڈالا تو وہ گدھے کے پیشاب کی طرح کھاری اور بد رنگ ہو گیا اور برسوں ایسا ہی رہا۔
ایک عورت بے شرم تھی ایک روز آنحضرتؐ کے پاس آئی آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے اس نے ایک لقمہ مانگا آپ نے دیدیا۔ اس کے کھاتے ہی وہ حیادار بن گئی۔
ایک روز ایک طبق میں آپ کے سامنے خرمے رکھے تھے ایک شخص آیا آپ نے اس سے کہا کھاؤ وہ بائیں ہاتھ سے کھانے لگا فرمایا داہنے ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میرا داہنا ہاتھ بیکار ہے آپ نے اس پر کچھ دم کیا فوراً اس کی شکایت دور ہو گئی۔
آپ نماز عشا کے بعد گھر کو آ رہے تھے کہ بجلی چمکی آپ نے قتادہ ابن نعمان کو دیکھا اس نے عرض کی یہ رات بارش کی ہے میں نے چاہا کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں اب تاریکی میں گھر جانا ہے آپ نے ایک کھجور کی شاخ دی اور فرمایا اس کی روشنی میں چلا جا۔
آنحضرتؐ نے امیر المومنین سے فرمایا یا علیؑ مجھے کچھ سنگریزے دو آپ نے اٹھا کر دیئے ان سے آواز آئی جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (سورہ بنی اسرائیل ۸۱/۱۷) جب حضرت نے یہ فرمایا تو بت خانوں کے بت گر پڑے اور مکہ والے کہنے لگے ہم نے محمدؐ سے زیادہ ساحر کسی کو نہیں پایا۔
ایک شخص نے حضرت کو ایک کمان ہدیہ دی جس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو غائب ہو گئی۔
حباب بن الارت نے نفقہ کے ختم ہونے کی حضرت سے شکایت کی حضرت نے فرمایا میرے پاس اپنی بکری لاؤ اس کے تھنوں پر آپ نے ہاتھ پھیرا فوراً ان میں دودھ بھر آیا اور سفر سے واپسی تک باقی رہا۔
ایک روز حضرت صبح کو بھوکے جناب سیدہ کے گھر آئے دیکھا کہ حسنؑ و حسینؑ بھوک سے رو رہے ہیں حضرت نے اپنا لعاب دہن کو چسایا دونوں سیر ہو گئے اور سو گئے آپ مع حضرت علی علیہ السلام کے ابوالہیثم کے گھر گئے اس نے کہا میرے لیے آپ کا اور آپ کے اصحاب کا آنا بڑی خوشی کا باعث ہوتا اگر میرے گھر میں کوئی شے کھانے کی ہوتی۔ جو کچھ میرے پاس تھا پردیسیوں کو دے چکا۔ حضرت نے اس کے گھر میں ایک درخت خرما دیکھا فرمایا اے ابوالہیثم اجازت ہے کہ میں اس درخت خرما سے کچھ لے لوں۔ اس نے کہا یہ تو نیا پودا ہے ابھی اس میں پھل نہیں آئے آئندہ آپ کو اختیار ہے آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا ایک پیالہ پانی کا لاؤ اس میں سے کچھ پیا اور باقی درخت پر

چھڑک دیا پس اس میں کچے پکے پھل لگ گئے۔ آپ نے فرمایا اپنے پڑوسیوں کو بلاؤ ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا۔ حضرت نے فرمایا اے علیؑ یہی وہ نعمت ہے جس کے لیے لوگ روز قیامت سوال کریں گے۔ اے علیؑ اس میں سے فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے لیے لو یہ درخت نخلہ انجیران کے نام سے باقی رہا۔ جنگ حرہ کے وقت یزیدیوں نے اسے کاٹ ڈالا۔

ہجرت کے وقت راہ میں آپ ام معبد الخزاعیہ کے گھر پہنچے۔ آپ نے معلوم کیا کوئی شے کھانے کی ہے کہ خریدی جائے لیکن وہاں کچھ نہ تھا بوڑھی بکری گھر کے گوشہ میں نظر آئی۔ آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا وہ دودھ بھر لائے حضرت نے ایک برتن مانگا اور اس میں دودھ دوھ کر خود بھی پیا اور دوسروں کو بھی پلایا یہ بکری زندگی بھر دودھ دیتی رہی۔

آنحضرتؐ ایک روز جب خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے پانی مانگا اور اپنے ہاتھ دھوئے اور کلی کا پانی ایک درخت پر ڈال دیا وہ فوراً پھل دار بن گیا اور گلاب کی سی سرخی اس کے پھلوں پر آگئی۔ اور عنبر کی سی خوشبو نکلنے لگی اور پھلوں کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا جس بھوکے نے ایک پھل کھالیا سیر ہو گیا اور جس پیاسے نے اس کا عرق پی لیا سیراب ہو گیا اور بیمار اچھا ہو گیا اور جس حیوان نے اس کے پتے کھالیے وہ دودھ والا بن گیا لوگ اس کے پتوں سے بیماریوں کا علاج کرتے تھے اور وہ کھانے اور پینے دونوں کے کام آتا تھا اور مال میں رکھ دینے سے برکت ہوتی تھی۔ یہ حالت اس کی برابر رہی۔ جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی تو اس کے پھل گر پڑے اور پتے چھوٹے ہو گئے اور اس کے پھلوں کے ذائقے میں فرق آگیا۔ تیس سال اسی حالت میں رہا جب امیر المومنین کی شہادت ہوئی تو پھر اس میں کوئی پھل ہی نہ لگا۔ کچھ مدت تک اسی حالت میں رہا جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو اس کے تنے سے تازہ خون اُبلنے لگا اور پتوں سے ایسا پانی ٹپکنے لگا۔ جیسے گوشت سے سرخی مائل نکلتا ہے۔

ایک بار لیلۃ البدر میں مشرکین آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہنے لگے اگر آپ اپنے دعوے نبوت میں صادق ہیں تو اس چاند کے دو ٹکڑے کر دیجیے فرمایا اگر میں نے ایسا کر دیا تو ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا ہاں پس حضرت نے انگلی سے اشارہ کیا چاند کے فوراً دو ٹکڑے ہو گئے بعض کے نزدیک کوہ ابو قبیس پر ایسا ہوا بعض کے نزدیک ایک ٹکڑا کوہ صفا پر نظر آیا اور دوسرا مروہ پر۔ حضرت نے فرمایا اب ایمان لے آؤ۔ انہوں نے کہا یہ تو جادو ہے اور یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے۔ عصر سے رات تک لوگ یہ حالت دیکھتے رہے اور یہ کہتے رہے یہ سحر مستمر ہے اطراف و جوانب سے جو لوگ آئے انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی۔

معجزات متعلق بذات آنحضرتؐ

قبل بعثت آنحضرتؐ بیس صفات سے موصوف تھے یہ وہ صفات تھیں جو انبیا علیہم السلام میں پائی جاتی تھیں یہ ایسی صفات ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی پائی جائے تو وہ اس کی جلالت شان کے لیے کافی ہے۔ آپ امینؐ۔ صادقؐ۔ حاذقؐ۔ اصیلؐ۔ نبیلؐ۔ فصیحؐ۔ بلیغؐ۔ عاقلؐ۔ فاضل

عابد۔ زاہد۔ سخی۔ کمی۔ قانع متواضع حلیم۔ رحیم۔ غیور۔ صبور۔ موافق۔ مرافق۔ آپ نہ کبھی کسی منجم کی صحبت میں رہے اور نہ کسی کاہن کی

قریش اس لیے آپ کو معاصر کہتے تھے جو کمالات آپ کی ذات میں دیکھتے تھے اس کی مثل دکھلانے سے قاصر تھے اور مجنون اس لیے کہتے تھے کہ ان سے اپنے کام کے انجام کے متعلق ڈرتے ہی نہ تھے اور کاہن اس لیے کہتے تھے کہ آپ غیب کی خبریں دیتے تھے اور معلم اس لیے کہتے تھے کہ جو باتیں وہ چھپاتے ان کو ظاہر کر دیتے تھے اور جس معاملہ میں آپ کو جھٹلانا چاہتے تھے اس میں آپ کا صدق ظاہر ہو جاتا تھا۔

آپ میں ضعفا کی وہ باتیں تھیں کہ ان میں سے ایک بھی آپ کو مقصد میں ناکام بنانے کے لیے کافی تھی مثلاً آپ یتیم تھے۔ فقیر تھے۔ ضعیف وحید غریب تھے ظاہری کوئی شان و شوکت نہ تھی دشمن بکثرت تھے مگر باوجود ان سب باتوں کے اللہ نے آپ کی شان کو بلند کیا اور یہ دلیل نبوت ہے۔

جلف البدوی نے حضرت کے چہرہ کو دیکھ کر کہا یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔

آنحضرتؐ شدائد میں ثابت قدم تھے اور مصائب و آلام میں صابر۔ دنیا کے معاملات میں زاہد۔ آخرت کی طرف راغب آپ کا ہر عضو بلحاظ نورانیت معجزہ تھا۔ جب شب تار میں چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا چودہویں کا چاند نکلا ہوا ہے۔

جناب عائشہ سے مروی ہے کہ ایک بار میری سوئی کھو گئی اور گھر میں چراغ نہ تھا حضورؐ گھر میں آئے تو میں نے آپ کے نور کی روشنی میں اپنی سوئی پالی۔

جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ جس راستے سے حضور گزرتے تھے دو دن تک اس میں خوشبو رہتی تھی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ام سلیم کے یہاں قیلولہ کرتے تھے وہ آپ کا پسینہ جمع کر کے اسے خوشبو میں استعمال کرتی تھی۔

عبدالجبار بن وائل نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آپ پانی منگا کر جس ظرف میں وضو کی کلی ڈالتے تھے وہ پانی مشک سے زیادہ خوشبودار بن جاتا تھا۔

حضرت کا سایہ زمین پر نہیں گرتا تھا کیونکہ یہ سایہ ظلمت ہے۔

جب حضورؐ دھوپ میں یا چاندنی میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا نور ان پر غالب آجاتا تھا۔

حضرت کے ساتھ جو لوگ چلتے تھے آپ کا سر ان سے اونچا نظر آتا تھا چاہے کوئی کتنا ہی طویل القامت ہو۔

سر پر ابر سایہ فگن رہتا تھا جب حضورؐ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب ٹھہر جاتے وہ بھی ٹھہر جاتا۔

کوئی طائر آپ کے سر پر سے اڑ کر نہ جاتا۔

آپ اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح آگے سے۔

آپ نے عمر بھر کوئی بدبودار چیز نہ سونگھی۔

آپ کے دہن اقدس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔

آپ کی زبان مصدر لغات کثیرہ تھی ۔

ریش مبارک میں سترہ تہیں نور کی تھیں جن کی چمک سے چہرۂ انور نورانی رہتا تھا ۔

آپ جس طرح بحالت بیداری میں سنتے تھے اسی طرح بحالت خواب سنتے تھے ۔ آپ لوگوں کے درمیان جبرئیل کا کلام سنتے تھے مگر دوسرے نہیں ۔ سینۂ اقدس مرکز علوم تھا آپ سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا ۔

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جس پر نور چھایا رہتا تھا اور اس پر لکھا تھا لا إله إلا الله وحده لا شريك له توجه حيث شئت فانت منصور ۔ جابر کہتے ہیں میں نے مہر نبوت کو دیکھا دونوں شانوں کے درمیان ایک غدود تھا کبوتر کے انڈے کی برابر ۔

خدری نے کہا وہ گوشت کا ٹکڑا تھا علیحدہ سے ابوزید انصاری نے کہا وہ بالوں کا گچھا تھا ۔

قلب اقدس خواب میں نہ سوتا تھا صرف آنکھیں سوتی تھیں ۔

حضرت کی انگلیوں پر پانی کا سوتا نکلا اور ہتھیلی پر سنگریزوں نے کلمہ پڑھا ۔

آپ مختون پیدا ہوئے اور خواب میں محتلم نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ عمل شیطان ہے اور حضرت کو شہوت چالیس نبیوں کے برابر تھی ۔

جناب عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرتؐ سے کہا جب آپ بیت الخلا سے نکلتے ہیں تو آپ کے بعد میں وہاں جاتی ہوں لیکن میں وہاں کوئی شے نہیں پاتی بلکہ مشک کی سی خوشبو آتی ہے فرمایا ہم معاشر انبیاء ہیں ہمارے اجسام نے جنّت کی ہواؤں سے نشو و نما پائی ہے پس جو شے ہمارے اندر سے نکلتی ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے ۔

ام ایمن سے مروی ہے کہ ایک صبح کو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میرا پیشاب کوزہ میں ہے اس کو گرا دو میں نے کہا وہ تو میں نے پی لیا میں تو پیاسی تھی یہ سن کر حضرت مسکرائے اور فرمایا اب تم کو پیٹ کی تکلیف نہ ہوگی ایسا ہی قصد کا واقعہ مشہور ہے ۔

جس چوپایہ پر حضرت سوار ہوتے تھے وہ بوڑھا اور لاغر نہ ہوتا تھا ۔

ایک کنوئیں کا پانی کھاری تھا حضرت نے اپنے پیر اس میں لٹکائے اس کا پانی میٹھا ہوگیا ۔

جسمانی قوت کا یہ حال تھا کہ رکانہ بن عبد قریش میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھا ایک روز وادی الصم میں آنحضرتؐ نے اس سے کہا اللہ سے ڈر اور میری دعوت کو قبول کر اس نے کہا اگر میں آپ کو حق پر جان لیتا تو ضرور کر لیتا حضرت نے فرمایا اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تب تو جانے گا کہ خدائی زور میرے اندر ہے وہ راضی ہوگیا ۔ حضرت نے اس کو دوبارہ پچھاڑا ۔ اس نے کہا میں سمجھ گیا کہ آپ دنیا میں سب سے بڑے جادوگر ہیں ۔ حضرت کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور نہ کوئی گزندہ کیڑا آپ کے پاس آتا تھا ۔

جب حضورؐ زمین نرم پر چلتے تھے تو قدم کا نشان ظاہر نہ ہوتا تھا مگر جب زمین سخت پر چلتے تو نشان بن جاتا ۔

صاحب ہیبت عظیم تھے جو لوگ آپ کی خدمت میں آنے جانے والے تھے ان پر بھی ہیبت طاری رہتی تھی کسریٰ کا وفد جو حاضر

خدمت ہوا تھا وہ بھی حضرت کو دیکھ کر کانپ گیا حالانکہ حضرت بڑے متواضع اور محبوب القلوب تھے۔

قبائل اسد وغطفان نے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن کچھ ایسا رعب ان پر چھایا کہ حملہ نہ کر سکے۔

جمیل بن معمر فہری کہا کرتا تھا میرے سینے میں دو دل ہیں میں محمدؐ سے زیادہ عقلمند ہوں قریش اس کو ذوقلبین کہا کرتے تھے یوم بدر ابوسفیان نے اسے دیکھا کہ ایک جوتی پیر میں ہے اور ایک ہاتھ میں پوچھا یہ کیا حال ہے اس نے کہا شکست ہوگئی اس نے کہا یہ ایک جوتا ہاتھ میں اور ایک پیر میں کیوں ہے اس نے کہا یہ سب ہیبت محمدؐ کا اثر ہے۔

اور واضح دلیل آپ کی نبوت کی یہ ہے کہ آپ لوگوں کے دل کی چھپی ہوئی باتوں کو بتا دیتے تھے اور جو لوگ آپ کی شریعت سے خارج تھے ان کے قتل ہونے مارے پیٹے جانے اور قید ہونے کی خبر دیتے تھے اور بعض اقارب کی بعض سے قطع محبت کی۔

آنحضرتؐ کا اعجاز

جب حضرت غار ثور میں پوشیدہ تھے تو ابوکرز خزاعی نشان قدم کو پہچانتا ہوا باب غار تک پہنچا اور کہنے لگا یہ یقیناً نشان قدم محمدؐ ہے اور یہ قدم کا نشان ابوقحافہ یا اس کے بیٹے کا ہے اس جگہ سے یہ لوگ آگے نہیں بڑھے یا آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں سما گئے۔ خدا نے ایک فرشتہ بصورت انسان وہاں بھیجا جو غار کے دروازہ پر کھڑا کہہ رہا تھا۔ یہاں تو ہیں نہیں آس پاس کی گھاٹیوں میں تلاش کرو۔ خدا نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے کہ جو تلاش کرنے والے وہاں آئے انہیں نشان قدم کا پتہ ہی نہ چلا۔ غار کا منہ تنگ تھا لیکن جب حضور داخل ہوئے تو کشادہ ہوگیا اور داخلہ کے بعد پھر تنگ ہوگیا۔

زید بن ارقم اور انس ابن مالک سے مروی ہے کہ غار کے دہانے پر ایک درخت پھوٹ نکلا اور مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتروں نے اپنا آشیانہ غار پر بنالیا تاکہ اندر جانے کا گمان ہی باقی نہ رہے۔

خطبۂ قاصعہ میں امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت نے ایک درخت سے فرمایا اگر تو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور مجھے خدا کا رسولؐ جانتا ہے تو اپنی جگہ سے اکھڑ آ اور باذن خدا میرے سامنے کھڑا ہو جا بس قسم اس خدا کی جس نے آنحضرت کو مبعوث برسالت کیا کہ وہ اپنی جگہ سے اکھڑا اور آنے میں ایک آواز پیدا ہوئی اور طائر کے دونوں بازوؤں کی طرح ان کی شاخیں دونو طرف پھیل گئیں یہاں تک کہ وہ حضرت کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اس کی بعض بلند شاخیں آنحضرتؐ کے سامنے جھک گئیں اور بعض میرے شانوں پر۔ جب قوم نے یہ دیکھا ازراہ تمردی کہنے لگے اسے حکم دیجئے کہ آدھا آپ کے پاس آئے حضرت نے حکم دیا وہ بیچ میں سے دو ہو کر آپ کے پاس چلا آیا پھر وہ کہنے لگے اس سے کہیے کہ اپنے بقیہ آدھے سے جا ملے چنانچہ یہ بھی ہوگیا تو انہوں نے کہا یہ شخص ساحر کذاب ہے۔

ابن عباس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے کہا کیا تم کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے فرمایا بے شک انہوں نے کہا اچھا تو اس درخت کو میرے پاس بلا دیجئے۔ حضرت نے بلایا تو آگیا اور آپ کے سامنے جھک گیا یہ دیکھ کر ابو طالب نے کہا میں گواہی

دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسولؐ ہیں اے علی تم اپنے ابن عم کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

ابوجہل کے ذمہ ایک شخص کا کچھ مال تھا وہ حضرت کے پاس آیا اور ابوجہل کی ہٹ دھرمی کی شکایت کی حضرت اسے لے کر ابوجہل کے پاس آئے اور فرمایا اے ابوجہل اس کا حق ادا کر۔ اسی روز سے اس کا نام ابوجہل ہوا ورنہ اصلی نام عمرو بن ہشام تھا پس وہ جلد سے اٹھا اور اس کا حق ادا کر دیا۔ اس کے اصحاب نے کہا کیا تو محمدؐ سے ڈر گیا۔ اس نے کہا جب وہ میرے پاس آئے تو میں نے دیکھا ان کے داہنی طرف کچھ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں چمکدار حربے ہیں اور بائیں طرف ایک اژدہا دانت نکالے ہوئے ہے اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اگر میں انکار کرتا تو وہ لوگ میرا پیٹ پھاڑ ڈالتے اور اژدھا مجھے نگل جاتا۔

جب آنحضرتؐ طائف میں پہنچے تو دیکھا کہ عتبہ و شیبہ تخت پر بیٹھے ہیں اور کہہ رہے ہیں محمدؐ ہمارے سامنے آ کر کھڑے ہوں گے جب حضرت ان کے قریب پہنچے تو تخت ٹوٹ گیا اور وہ دونوں اوندھے منہ گر پڑے پھر کہنے لگے جب اہل مکہ پر تمہارا جادو نہ چلا تو اب طائف آئے ہو۔

آنحضرتؐ دلوں کی خفیہ باتیں بتا دیا کرتے تھے اور منافق حضرت کے بارے میں جو مشورہ کیا کرتے تھے اللہ ان سے آگاہ کر دیا کرتا تھا وہ آپس میں جب بات کرتے تھے تو کہتے بھئی چپ رہو اگر محمدؐ کے پاس پتھر کے سوا کوئی نہ ہو گا تو وہ پتھر بھی بطحا کے پتھروں کے متعلق آگاہ کر دے گا۔

ابوسفیان اور ہند جب ہم بستر تھے تو اس نے ہند سے کہا خدا نے یتیم ابو طالب کو تو رسول بنایا مجھے نہ بنایا صبح کو حضرت نے یہ راز لوگوں سے کہا جب ابوسفیان کو پتہ چلا تو اس نے اپنی بی بی کو اس لیے سزا دی کہ اس نے یہ راز بیان کیا ہے اس سزا کا حال بھی آنحضرتؐ نے بیان کر دیا ابوسفیان حیران ہو کر رہ گیا۔

صفوان بن امیہ نے عمیر ابن وہب سے کہا جب تک تو زندہ رہے گا تیری اور تیرے عیال کی روزی میرے ذمہ ہے بشرطیکہ تو محمدؐ کو سوتے میں قتل کر دے اللہ نے اس ارادہ سے اپنے رسولؐ کو آگاہ کر دیا۔ جب وہ حضرت کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کس ارادے سے آیا۔ اس نے کہا میں رات کو آپ کے پاس بسر کروں گا۔ فرمایا یہ تلوار کیوں لایا ہے۔ اس نے کہا خدا آپ کا برا کرے کیا آپ ہر شے سے مجھے الگ کرنا چاہتے ہیں فرمایا کیا شرط کی ہے تو نے صفوان بن امیہ سے اس نے کہا میں نے تو کوئی شرط نہیں کی فرمایا کیا یہ شرط نہیں کی کہ اگر تو مجھے قتل کر دے تو عمر بھر تیرے اور تیرے عیال کے نفقہ کا ضامن ہو جائے گا۔ یہ سن کر وہ مسلمان ہو گیا اور وہ مکہ کو واپس گیا اور بشیر بھی اس کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ صفوان نے قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کرے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت کے سامنے گوشت کی قوت کا ذکر کیا گیا فرمایا میں نے نہیں چکھا۔ ایک شخص ایک بھیڑ کا گوشت لایا اور اس کو پکا کر رسول کے سامنے رکھا آپ نے لوگوں سے کہا گوشت کھاؤ ہڈی نہ توڑنا جب لوگ کھا چکے تو آپ نے ہڈیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا خدا کے اذن سے اٹھ کھڑی ہو پس وہ زندہ ہو کر اپنے مالک کے ساتھ چلنے لگی۔

جناب فاطمہ کی شادی میں ابوایوب ایک بکری لائے جبریل نے اس کے ذبح کرنے سے منع کیا یہ امر ابوایوب پر گراں گزرا دوروز

بعد آنحضرتؐ نے زید ابن جبیر انصاری کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دیا جب پک گئی تو فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ مگر اس کی ہڈی نہ توڑنا پھر بارگاہ باری میں دعا کی وہ بکری پھر زندہ ہو گئی اس کے دودھ میں شفائے امراض کی تاثیر پیدا ہو گئی اہل مدینہ نے اس کا نام المبعوثہ رکھ دیا۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہجرت کے وقت حضرت نے خانہ ابو ایوب میں نزول اجلال فرمایا تو ان کے یہاں سوائے ایک بکری اور ایک صاع جو کے اور کچھ نہ تھا۔ انہوں نے بکری کو ذبح کر کے پکوایا اور آٹے کی روٹیاں تیار کر کے حضرت کے سامنے لائے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا یہ ندا کر دو کہ جو کھانا چاہتا ہو وہ ابو ایوب کے گھر آ جائے۔ یہ ندا سنتے ہی لوگ سیلاب کی طرح اُمنڈ آئے ابو ایوب کا سارا گھر کھچا کھچ لوگوں سے بھر گیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا اور کھانا بدستور باقی رہا حضرت نے فرمایا گوشت جمع کر کے اس بکری کی کھال میں بھر دو۔ تھوڑی دیر بعد وہ بکری زندہ ہو کر چلنے پھرنے لگی۔

امیرالمومنین سے مروی ہے جب ہم نے جنگ خیبر فتح کی اور وہاں سے چلے یہود ان فدک ہمارے ساتھ تھے ہمارا گزر ایک وادی سے ہوا جہاں بہت گہرا پانی تھا لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے آگے آنحضرتؐ سواری سے اترے نماز پڑھ کر دعا کی اور فرمایا اللہ کا نام لے کر بڑھو پس سب مع اپنی سواریوں کے عبور کر گئے۔

ایک شخص نے کہا فلاں وادی میں میری لڑکی گم ہو گئی ہے آپ اس کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے اور اس کا نام لے کر پکارا وہ لبيك يارسول الله وسعديك کہتی نکل آئی۔

قریش نے ابولہب سے کہا ہمارے اور محمدؐ کے درمیان ابو طالب حائل ہیں اگر تو محمدؐ کو قتل کر دے گا تو ابو طالب بُرا نہ مانیں گے اور دیت ہم ادا کر دیں گے اس نے یہ کہا یہ کام میں کر دوں گا پس ابولہب اور اس کی بی بی ایک دیوار سے لگ کر کھڑے ہوئے جب حضرت ادھر سے گزرے تو ابو طالب نے زور سے کہا ٹھہرو حضرت نے اس کی طرف توجہ نہ کی وہ دونوں وہاں سے حرکت کرنے پر قادر نہ ہوئے اور رات بھر وہیں کھڑے رہے صبح کو جب حضرت نماز سے فارغ ہو کر چلے تو ابولہب نے فریاد کی اے محمدؐ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائیے فرمایا اس کا اقرار کرو کہ اب مجھے نہ ستاؤ گے انہوں نے اقرار کیا حضرت نے دعا کی تب وہ چلنے پر قادر ہو گئے۔

وہ امور جو حیوانات سے ظاہر ہوئے

سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ حضور میرے یہاں قیام فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میرے ناقہ کی مہار چھوڑ دو جہاں حکم خدا ہوگا وہ رک جائے گا چنانچہ وہ ابو ایوب کے گھر کے سامنے رُکا جو مدینہ میں سب سے زیادہ غریب آدمی تھے۔ یہ دیکھ کر آتشِ حسد سے لوگوں کے دل کباب ہو گئے ابو ایوب نے اپنی ماں کو پکارا دروازہ کھول،

سید البشر و اکرم ربیعہ و مضر محمد ن المصطفیٰ والرسول المجتبیٰ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں اس نے دروازہ کھولا چونکہ اندھی تھی لہذا ایک آہ سرد بھر کر کہنے لگی کاش میری آنکھیں ہوتیں تو خدا کے رسولؐ کی زیارت کرتی آپ نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرا وہ بینا ہوگئی۔ یہ پہلا معجزہ تھا جو مدینہ میں حضرت سے ظاہر ہوا۔

محمد بن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ کثیر بن عامر البطح سے سوار ہو کر چلا اور اس کے پیچھے ستر اونٹ ریشمی کپڑوں سے لدے ہوئے تھے اور ہر اونٹ پر ایک حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا وہ مکہ میں حضرت کو تلاش کر رہا تھا تاکہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق حضرت کی خدمت میں پیش کرے ابوالبختری نے ابوجہل کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ یہی ہیں جب وہ قریب پہنچا تو کہا تم وہ نہیں ہو۔ الغرض وہ تلاش کرتا حضورؐ تک پہنچا اور آپ کے ہاتھ اور پیر کو بوسہ دیا۔ حضرت نے فرمایا کیا تو ناجی بن منذر نہیں ہے اس نے کہا یا رسولؐ اللہ میں وہی ہوں فرمایا وہ ستر اونٹ کہاں ہیں جن پر سونا چاندی موتی جواہرات اور کپڑا بار ہے اس نے کہا یا رسولؐ اللہ سب موجود ہے فرمایا میرے سپرد کر میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ اس نے وہ چیزیں حضرت کے سپرد کر دیں ابوجہل نے کہا اے آل غالب اگر تم نے اس معاملہ میں انصاف نہ کیا تو میں اپنے سینے میں تلوار بھونک لوں گا۔ یہ سب مال کعبہ کا ہے وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور مکہ کے اطراف میں پروپیگنڈہ کیا ستر ہزار جنگجو اس کے ساتھ ہو گئے۔ ابو طالب نے بھی بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو جمع کیا اور ان سے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ ابوجہل نے کہا آپ کے بھتیجے نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں اور عرب کو اس بات پر آمادہ کیا جا رہا ہے کہ وہ خوں ریزی کریں۔ ابو طالب نے پوچھا آخر بات کیا ہے اس نے کہا محمدؐ نے فلاں شخص پر جادو کر کے اس سے مال لے لیا ہے۔ ابو طالب نے کہا ٹھہرو میں محمدؐ سے پوچھتا ہوں۔ حضرت سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ اونٹوں کو پکاریں اگر جواب دے دیں تو ان کے اور اگر مجھے جواب دیدیں تو میرے کل صبح ان کا امتحان ہو جائے۔ ابوجہل وہاں سے کعبہ میں آیا اور ہبل کو سجدہ کیا پھر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اگر اونٹ مجھ سے بولیں اور میں شماتت محمدؐ سے بچ جاؤں درانحالیکہ میں چالیس سال سے تیری عبادت کر رہا ہوں اور اب تک تجھ سے کوئی سوال نہیں کیا تو اس حاجت کے پورا ہونے پر میں تیرے لیے سفید موتیوں کا قبہ بنوا دوں گا اور سونے کے کنگن ہاتھوں میں اور چاندی کی جوتیاں پیروں میں پہناؤں گا اور جواہرات کا تاج سر پر رکھوں گا الغرض صبح کو جب آیا اور اونٹوں کو پکارا تو کسی نے جواب نہ دیا مگر جب حضرت نے پکارا تو ہر ناقہ نے سات بار آپ کی نبوت کی گواہی دی۔

لیلیٰ سیابہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ آپ کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی۔ آپ نے دو درختوں کو مل جانے کا حکم دیا وہ مل گئے بعد الفضائے حاجت علیحدہ ہونے کا حکم دیا وہ علیحدہ ہو گئے۔

غزوہ طائف میں حضرت ایک راستے سے گزرے جس میں کیلے اور بیری کے درخت بہت زیادہ تھے پس بیری کا ایک درخت بیچ میں سے شگافتہ ہو گیا اور گزر گئے اس کا نام سدرۃ النبی ہو گیا۔

ایک مچھلی پکڑی ہوئی آئی جس کے ایک طرف لکھا تھا لا إلہ إلا الله دوسری طرف محمد رسول الله

جب بلال اذان میں أشهد أن محمداً رسول الله کہتے تو ایک منافق کہتا خدا اس جھوٹے کو ہلاک کرے یعنی آنحضرتؐ

کو ایک رات وہ چراغ جلانے اٹھا اس کی انگلی میں آگ لگی ہر چند بجھانا چاہا نہ بجھی بلکہ اوسا وپر کو بڑھی یہاں تک کہ اس کا سارا بدن جل گیا۔

ایک مدیون حضرت کے پاس آیا در آنحالیکہ قرض خواہ اس کے ساتھ تھے اور اپنا قرضہ مانگ رہے تھے حضرت نے فرمایا جو کچھ خرمے تیرے پاس ہیں وہ لے آ وہ لے آیا۔ حضرت نے اس کو مس کر کے فرمایا اب ہر قرضخواہ کو دے سب کا قرضہ چک گیا اور وہ بدستور باقی رہے۔ آنحضرتؐ ایک سوکھے درخت پر سہارا دے کر بیٹھے وہ ہرا بھرا ہو گیا اور پھل لے آیا۔

جحفہ میں آنحضرتؐ ایک ایسے درخت کے نیچے بیٹھے جس کا سایہ کم تھا۔ اصحاب پر دھوپ تھی خدا نے اس درخت کو بڑا کر دیا اور اس کے سایہ کو پھیلا دیا اسی کے متعلق یہ آیت ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا (سورہ الفرقان ۲۵/۴۵)

ایک اعرابی نے کہا میں اور میرا بھائی اس پہاڑ کے پیچھے لکڑیاں چن رہے تھے ناگاہ دو گروہوں کو ہم نے برسرِ پیکار دیکھا میں نے اپنے بھائی سے کہا دیکھیں کس کو غلبہ ہوتا ہے خدا نے ہماری آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے ہم نے کچھ سواروں کو دیکھا جو آسمان سے زمین پر آ رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے جو مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے تھے یہ دیکھ کر میرے بھائی کا پتہ پھٹ گیا۔ اور وہ مر گیا لیکن میں سلامت رہا اور آپ کے پاس آیا ہوں کہ اسلام قبول کر دوں۔

حجۃ الوداع میں ایک شخص ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے ایک بچہ کو لایا آپ نے اس پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا بتا میں کون ہوں اس نے کہا آپ محمد اللہ کے رسولؐ ہیں فرمایا سے مبارک تو نے سچ کہا پس اس کا نام مبارک ہو گیا۔

یوم فتح مکہ عامر بن کریز جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی اپنے باپ عبداللہ بن عامر کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس آیا حضرت نے اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا جسے اس نے بڑے شوق سے چوسا۔ حضرت نے کہا یہ پیاسوں کو پانی پلانے والا ہو گا پس زمین کو وہ طے کرتا تھا وہاں پانی ظاہر ہو جاتا تھا اور اس کی سقائی مشہور ہے۔

ابن عباس اور ضحاک نے آیہ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (سورہ الفرقان ۲۵/۲۷) کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ عتبہ ابن ابی معیط اور ابی بن خلف کے بارے میں ہے۔ یہ دونوں آپس میں دوست تھے عتبہ جب سفر سے آیا تو اس نے اشراف کی ایک جماعت کو ولیمہ دیا جن میں آنحضرتؐ بھی شامل تھے آپ نے فرمایا جب تک تو لا إله إلا الله اور محمد رسول الله نہ کہے گا تیرا کھانا نہ کھاؤں گا۔ اس نے کہہ دیا آپ نے اس کا کھانا کھا لیا جب ابی کے پاس آیا تو اس نے ملامت کی اور کہا میں اس وقت تجھ سے راضی ہوں گا جب کہ تو محمدؐ کی تکذیب کرے وہ یہ سن کر حضورؐ کے پاس آیا اور پھر حضرت کے منہ پر تھوکا وہ تھوک اڑ کر اسی کے منہ پر آیا اور اس کے چہرے کو جلا دیا آنحضرتؐ نے فرمایا جب تک میں مکہ میں ہوں یہ زندہ رہے گا۔ اور جب میں یہاں سے چلا جاؤں گا تو یہ اپنی تلوار سے قتل کیا جائے گا چنانچہ روزِ بدر عتبہ بھی قتل ہوا اور حضرت کے ہاتھ سے ابی بھی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت نے مسح کے لیے اپنے موزے اتارے ایک عقاب ان کو اٹھا لے گیا اور ہوا میں ان کو گردش

دی پھر چھوڑ دیا وہ زمین پر گرے تو ان کے اندر سانپ تھا۔ حضرت نے فرمایا میں پناہ مانگتا ہوں شر سے اس کے جو پیٹ کے بل چلتا ہے اور اس سے جو پیروں پر چلتا ہے۔ پھر منع فرمایا کپڑے بغیر جھاڑے نہ پہننا۔

انس سے مروی ہے کہ حضرت نے پہاڑ کی چوٹی سے ایک آواز سنی خداوندا مجھے امت مرحومہ مغفورہ سے قرار دے حضرت وہاں آئے تو ایک بہت بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کا قد تین سو ہاتھ تھا۔ جب اس نے حضرت کو دیکھا تو اٹھ کر معانقہ کیا اور کہا میں سال بھر میں صرف ایک بار کھاتا ہوں آج میرے کھانے کا دن ہے ناگاہ آسمان سے ایک مائدہ نازل ہوا پس حضرت نے ان کے ساتھ کھانا کھایا یہ الیاس نبی تھے۔

ایک بار مدینہ میں قحط پڑا لوگ حضرت کے پاس آئے کہ آپ سے طلب آب کریں۔ حضرت نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے فوراً ابر آیا اور برسنے لگا۔ اور ہفتہ بھر برسا لوگوں کے دل بارش کی کثرت سے گھبرائے آپ نے فرمایا یہ ہمیں نقصان نہ دے گا آپ نے دعا کی پانی رک گیا اور سورج نکل آیا اور بارش کی برکات ظاہر ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا خدا جزا دے ابو طالب کو آج اگر زندہ ہوتے تو اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں امیر المومنین نے فرمایا حضرت کا یہ اشارہ تھا ابو طالب کے اس قصیدہ کی طرف وأبیض یستسقی الغمام بوجہہ

معجزات متفرقہ

حی ابن اخطب مدینہ میں آیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا تعجب ہے اس شخص پر جو آپ کے دین میں داخل ہو حالانکہ اس کی مدت کل ۷۱ سال ہے فرمایا یہ کیسے اس نے کہا الم کے عدد جوڑ لیجئے۔ الف کا ایک میم کے ۴۰ اور لام کے ۳۰ = ۷۱ فرمایا المص بھی تو ہے اس نے کہا چلو یہ بھی سہی ا = ۱۔ ل = ۳۰۔ م ۴۰ : ۹۰ یہ سب ۱۶۱ ہوئے پس اس کے علاوہ کچھ ہے فرمایا الر اس نے کہا یہ تو بہت طولانی ہے ا = ۱۔ ل = ۳۰۔ ر = ۲۰۰ کل ۲۳۱ پوچھا کچھ اور بھی ہے فرمایا ہاں المر کہیعص و حمعسق طسم اس نے کہا تمہارا معاملہ سمجھ سے باہر ہے۔

مامون نے حکیم اتر و خواص سے کہا جبکہ حضرت کے احکام صحیح ہیں تو تم آپ پر ایمان کیوں نہیں لائے درانحالیکہ تم صاحب علم و کیاست ہو اس نے کہا میں ان کا کذب جانتا ہوں اور نبی جھوٹا نہیں ہوتا مامون نے کہا ان کا جھوٹ کیسے ظاہر ہوا اس نے کہا وہ کہتے ہیں میں خاتم الانبیاء ہوں اور میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا اور میرے علم کی رو سے یہ غلط ہے کیونکہ جو بچہ بھی اس طالع میں پیدا ہوگا وہ ضروری نبی ہوگا پس یہ کہنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا غلط ہے ایسی صورت میں، میں کیونکر ایمان لاؤں مامون خجل ہوا اور فقہا حیرت میں رہ گئے۔ ایک عالم نے کہا وہ سچے ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا ستارہ مشتری عطارد

اور زہرہ اور مریخ ہے اس ساعت میں جو بچہ پیدا ہوگا وہ اسی گھڑی مرجائے گا اور اگر زندہ رہے گا تو سات دن سے زیادہ نہیں اور آنحضرت ۶۳ سال زندہ رہے پس ثابت ہوا کہ حضور خدا کی آیت خاص ہیں اور اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ آپ کو ایسے معجزات باہرہ دیئے گئے جو اور کسی کو نہیں دیئے گئے نہ قبل اور نہ بعد تو خواہ مان گیا اور مسلمان ہوگیا اس کا نام ماشاء الحکیم رکھا گیا۔

بلحاظ مشتری آپ کے لیے حلم و حکمت و فطنت اور سیاست و ریاست اور بنظر عطارد لطافت، ظرافت و ملاحت اور فصاحت و حلاوت تھی اور بنظر زہرہ صباحت و بشاشت دلبشاشت اور حسن و طیب و جمال و بہاء و غنج و دلال اور بنظر مریخ سیف و جلادت اور قتال و قہر و غلبہ اور محاربہ اللہ کے فضل سے یہ سب محامد آپ میں پائے جاتے ہیں۔

مروی ہے کہ مال غارت میں بلال کے حصہ میں جمانہ بنت زحاف اشجعی آئی جب لے کر چلے تو وادی لغام میں لوگوں نے آکر گھیر لیا اور بلال کو خوب مارا اور جمانہ وہ سب سونا چاندی لے کر جو اس سفر میں ساتھ تھا اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ چل دی اس کے باپ نے اس کی شادی شہاب ابن مازن سے جس کا لقب کوکب دری تھا کر دی۔ حضرت کو خبر ملی تو سلمان و صہیب کو بھیجا انہوں نے دیکھا کہ بلال زمین پر مردہ پڑے ہیں اور خون ان کے نیچے بہہ رہا ہے۔ دونوں نے آکر آنحضرتؐ کو خبر دی بلال کی میت ساتھ لائے تھے حضرت نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی پھر تھوڑا سا پانی بلال پر چھڑکا بلال اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت کے قدم کو بوسہ دیا۔ حضرت نے پوچھا یہ عمل کس نے کیا کہا جمانہ بنت زحاف نے جس کا میں عاشق ہوں فرمایا صبر کر مل جائے گی آپ نے امیرالمومنین سے فرمایا۔ مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ جمانہ نے بلال کو قتل کیا ہے اور شہاب مازن سے شادی کر لی ہے اور وہ لوگ ہم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پس تم مسلمانوں کو لے کر جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ حضرت علیؑ وہاں گئے اور شہاب وغیرہ کو پکڑ کر لے آئے وہ اور جمانہ وغیرہ مسلمان ہو گئے حضرت نے فرمایا اے بلال اب کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اگرچہ میں جمانہ کا عاشق ہوں لیکن اب شہاب مجھ سے زیادہ مستحق ہے یہ سن کر شہاب نے اپنی دو کنیزیں دو گھوڑے اور دو ناقے بلال کو ہبہ کر دیئے۔

وہ معجزات جو بعد وفات آنحضرتؐ ظاہر ہوئے

خزیم بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے سنا کہ یہ حیرہ سفید قلعہ ہمارے لیے بنا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ بھی آئے گی میں نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر حیرہ فتح ہوگا تو یہ عورت میرے حصہ میں آئے گی فرمایا ہاں چنانچہ جب حیرہ فتح ہوا تو ایسا ہی ہوا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر کے بعد قیصر نہ ہوگا اور قسم خدا کی تم ان دونوں کے خزانے راہِ خدا میں خرچ کرو گے۔

جبر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا دجلہ اور دجیل اور صراۃ اور قطربل کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا جس کے

ساکن جبابرۃ الارض ہوں گے۔

ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا میری اُمت ایک شہر میں جائے گی جس کا نام بصرہ ہوگا اور اس کے پاس دریا ہوگا جس کا نام دجلہ ہوگا اس پر ایک پل ہوگا اور اس کے باشندے کثرت سے ہوں گے اور یہ مہاجرین کا شہر ہوگا۔

فضالہ بن ابی فضالہ انصاری نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو خبر دی کہ بدبخت ترین وہ ہے جو تمہارے سر پر ضرب مارے گا۔

انس بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا کہ میرا بیٹا حسینؑ ارض عراق پر قتل کیا جائے گا پس جو اس کو پائے چاہیے کہ اس کی مدد کرے اور یہ انس بن الحارث کربلا میں شہید ہوئے۔

ام سلمہ کو ایک شیشہ میں مرقد حسینؑ کی خاک دی کہ یہ روز عاشورہ سُرخ ہو جائے گی۔

امام حسن کے متعلق خبر دی کہ یہ دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔

حدیث فاطمہ زہرا اور ان کا رونا اور ہنسنا وفات آنحضرتؐ کے وقت۔

حواب کے کتوں کے بھونکنے کی خبر جناب عائشہ کو دینا۔

عمار کے متعلق خبر دینا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے شریک ہونے کی خبر دینا۔

اویس قرنی کے غائبانہ ایمان لانے کی خبر دینا۔

ابوایوب انصاری کو خلیج قسطنطنیہ کے پاس دیکھا گیا کسی نے پوچھا آپ کی کیا حاجت ہے فرمایا تمہارے مال و متاع سے تو مجھے کوئی غرض نہیں البتہ تم سے یہ درخواست ہے کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو دشمن کی زمین میں دفن کرنا میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قسطنطنیہ کی شہر پناہ کے پاس میرے اصحاب میں سے ایک رجل صالح دفن ہوگا میں چاہتا ہوں وہ میں ہوں جب مر گئے تو لوگ مشغول جنگ تھے، اسی حالت میں جنازہ لے کر چلے قیصر نے معلوم کیا یہ کیا چاہتے ہیں انہوں نے کہا یہ ہمارے نبی کے صاحب ہیں ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے شہر میں دفن کر دیں اور وصیت کو پورا کر دیں انہوں نے کہا جب تم چلے جاؤ گے تو ہم قبر سے نکال کر کتوں کے حوالے کر دیں گے مسلمانوں نے کہا اگر ان کی قبر کھودی گئی تو ارض عرب پر کوئی نصرانی بغیر قتل ہوئے نہ رہے گا اور تمام گرجے گرا دیئے جائیں گے پس وہ خاموش ہو گئے اور قبر پر ایک قبہ بنا دیا جس میں آج تک روشنی ہوتی ہے اور اب تک لوگ زیارت کو آتے ہیں یہ قبر شہر پناہ قسطنطنیہ کے نیچے ہے۔

قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں جن سے پیشگوئیاں ظاہر ہوتی ہیں جو حضرت نے لڑائیوں کے متعلق کی تھیں۔

جب حضرت خیبر میں پہنچے تو آپ نے یہودیوں سے فرمایا اب تم اپنے قلعوں میں جا کر امان نہ پاسکو گے کیونکہ میں نے ان کو فتح کر لیا انہوں نے کہا وہ مقفل ہیں کوئی اندر جا نہیں سکتا اور ان کی کنجیاں ہمارے پاس فرمایا وہ ہمارے پاس آگئیں اور ان کو آپ نے نکال

کر دکھا دیا۔ ان لوگوں نے کلید برداروں پر غدر کی تہمت لگائی اور کہنے لگے یہ لوگ دینِ محمدؐ کی طرف مائل ہو گئے اور کنجیاں ان کو دیدیں کلید برداروں نے قسم کھائی کہ کنجیاں ان کے پاس ہیں وہ ایک مقفل مکان کے اندر ایک مقفل صندوق میں ہیں جب وہاں تلاش کیا تو موجود نہ پائیں کلید بردار نے کہا میں نے جب رکھی تھیں تو آیات توریت تلاوت کر دی تھیں کیونکہ مجھے محمدؐ کے جادو سے ڈر تھا۔ آگاہ ہو کہ محمد جادوگر نہیں ہیں بلکہ ان کا امر عظیم ہے پھر وہ حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کو یہ کنجیاں کس نے دیں۔ فرمایا اس خدا نے جس نے موسیٰ کو الواح دیں یعنی جبرئیل۔ کلید بردار نے گواہی دی پھر انہوں نے دروازہ کھول دیا اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا اور ان سے خمس لیا گیا۔ آیہ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۲۶) نازل ہوئی آپ نے فدک فاطمہؑ کو دے دیا اور ایک میراث تھی ان کی ماں خدیجہ اور ان کی بہن ہند بنت ابی ہالہ کی حضرت اس کو ان کے پاس لے گئے انہوں نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ حضرت نے آیت سنائی۔ عرض کی آپ زندہ ہیں آپ اس کے مستحق مجھ سے زیادہ ہیں حضرت نے فرمایا مجھے یہ خوف ہے کہ میرے بعد لوگ تمہیں نہ دیں۔ عرض کی پھر جو آپ کی مرضی۔ حضرت نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا یہ مال فاطمہؑ کا ہے۔ پس اس روز سے آپ کے قبضے میں رہا اور آنحضرتؐ کی وفات تک وہی آپ کا ذریعہ معاش تھا۔

اللہ نے جو خصوصیات آپ کو دیں

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بکثرت خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں جو دیگر انبیاء کے لیے نہیں۔

(۱) آپ خاتم النبین ہیں (۲) خدا نے آپ کو جوامع الکلم عطا فرمایا اعطیت جوامع الکلم (۳) تمام مخلوق کی طرف آپ کو بھیجا گیا (۴) آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (سورہ التوبہ ۹/۳۳) (۵) قرآن کی مثل کتاب لانے سے لوگ عاجز رہے (۶) آپ کو شعر کہنے اور نقل کرنے سے منع کیا گیا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ (سورہ یٰسین ۳۶/۶۹) (۷) آپ کی شریعت کا سہل ہونا هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (سورہ حج ۲۲/۷۸) (۸) عمل کا دس گناہ ثواب مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (سورہ الانعام ۶/۱۶۰) (۹) آپ کی رفع عذاب وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (سورہ الانفال ۸/۳۳) (۱۰) آپ کے اہل بیت کی محبت فرض کی گئی قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (سورہ الشوریٰ ۴۲/۲۳) (۱۱) آپ کی امت کو خیر امت بنایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (العمران ۳/۱۱۰) هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ (سورہ الحج ۲۲/۷۸) (۱۲) آپ کی امت کا اجتبا کیا انما المومنون (سورہ النور ۲۴/۶۲) الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) هُوَ اجْتَبَاكُمْ (سورہ الحج ۲۲/۷۸) (۱۳) آپ کی امت کے مومنوں کا ولی اللہ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا (سورہ البقرہ ۲/۲۵۷)

(۱۴) ملائکہ آپ کی امت کے مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔
وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔سورہ المومن ۴۰/۷
(۱۵) آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا حکم
(۱۶) وضو کا حکم۔
(۱۷) تیمم کا حکم۔
(۱۸) پتھر سے استنجا کا حکم۔
(۱۹) پانی سے نجاسات دور کرنے کی اجازت۔
(۲۰) آب کثیر میں نجاسات کے موثر نہ ہونے کا حکم۔
(۲۱) زمین پر ہر جگہ سجدہ کر لینے کی اجازت۔
(۲۲) مٹی کو منجملہ مطہرات قرار دینا۔
(۲۳) رسول کے سونے کے بعد بغیر وضو نماز کی اجازت۔
(۲۴) بحالت خواب حضرت کی آنکھوں کا نہ سونا
تنام عيني ولا ينام قلبي
(۲۵) حضرت پر مسواک کرنا فرض اور امت پر سنت قرار پانا۔
(۲۶) اذان کا حکم۔
(۲۷) اقامت کا حکم ہونا۔
(۲۸) نماز جمعہ کا حکم۔
(۲۹) نماز بجماعت ادا کرنے کا حکم۔
(۳۰) رکوع کا حکم۔
(۳۱) دو سجدوں کا حکم۔
(۳۲) تشہد کا حکم۔
(۳۳) سلام کا حکم۔
(۳۴) نماز شب کا حکم۔
(۳۵) نماز وتر کا حکم۔
(۳۶) نماز کسوف وخسوف کا حکم
(۳۷) نماز استسقا کا حکم۔
(۳۸) نماز عشاء آخرہ کا حکم۔
(۳۹) حضرت پر زکوٰۃ کو حرام قرار دیا گیا۔
(۴۰) صدقہ حرام کیا گیا۔
(۴۱) ہدیہ کا فر حرام قرار دیا گیا۔
(۴۲) خمس حلال کیا گیا۔
(۴۳) انفال کو حلال رکھا گیا۔
(۴۴) مال غنیمت کو جائز قرار دیا۔
(۴۵) ماہ صیام کے روزے فرض کیے گئے۔
(۴۶) شب قدر کی عبادت قرار دی گئی۔
(۴۷) عیدین کی نماز
(۴۸) ماہ صیام میں طلوع صبح سے پہلے تک کھانے پینے اور مجامعت کی اجازت دی گئی۔
(۴۹) صوم وصال حرام قرار دیا گیا۔
(۵۰) حضرت پر ذبیحہ واجب اور ہمارے لیے سنت قرار دیا گیا
(۵۱) فطرہ واجب کیا گیا۔
(۵۲) آپ پر مکہ میں داخل ہونا بغیر احرام جائز قرار دیا گیا۔
(۵۳) بحالت احرام عقد نکاح آپ کے لیے جائز ہوا۔
(۵۴) جہاد میں خدا نے آپ کی مدد کی۔
(۵۵) جب جنگ کو نکلتے تو واپس نہ آتے۔
(۵۶) دشمن سے جنگ میں شکست نہ کھاتے۔
(۵۷) آپ دنیا کے سب سے بڑے بہادر تھے۔
(۵۸) حرام تھا آپ پر نکاح کرنا لونڈیوں سے اور ذمی عورتوں سے
(۵۹) آپ کی ازواج سے نکاح دوسروں پر حرام تھا۔
(۶۰) آپ مخصوص تھے اسقاط مہر سے۔

(٦١) اور عقد بلفظ ہبہ سے

(٦٢) نو بیبیاں بیک وقت رکھ سکتے تھے۔

(٦٣) آپ کی طلاق امت سے نافذ تھی۔

(٦٤) آپ کی بیبیاں اگر مرتکب خواہش ہوتیں تو ان کے لئے دونا عذاب تھا۔

(٦٥) آپ کی امت پر احکام کو آسان کردیا گیا۔

(٦٦) اور قتل کے سوا اور امور میں توبہ کو آسان کردیا گیا۔

(٦٧) اور گناہ گار کی معصیت کو چھپایا گیا۔

(٦٨) اور خطا و نسیان پر درگزر۔

(٦٩) قصاص اور دیت کے درمیان اختیار

(٧٠) خطا و عمد میں فرق۔

(٧١) گناہ سے توبہ کی قبولیت

(٧٢) حائض عورتوں کے ساتھ مجامعت کی اجازت نہ ہونا

(٧٣) امت کو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت۔

(٧٤) آپ کو آنکھ سے اشارہ کی اجازت نہ تھی۔

(٧٥) ہاتھ سے بھی اشارہ کا حکم نہ تھا۔

(٧٦) لہسن کھانے کا حکم نہ تھا۔

(٧٧) جنت میں سب سے پہلے آپ کا داخلہ ہوگا۔

(٧٨) تمام انبیاء آپ کی نبوت کی گواہی دیں گے۔

(٧٩) آپ کو حق شفاعت حاصل ہوگا۔

(٨٠) لواء الحمد آپ کے پاس روز قیامت ہوگا۔

(٨١) حوض کوثر کے مالک ہوں گے۔

(٨٢) تمام انبیاء سے قیامت میں درجہ بلند ہوگا۔

(٨٣) اکثر انبیاء آپ کی امت میں ہوں گے۔

(٨٤) آپ کو اتنے معجزات دیئے گئے جو اور نبی کو نہیں ملے۔

(٨٥) آپ کو چار ہزار چار سو چالیس معجزات ملے جو مختلف صورتوں سے قبل ولادت وقت ولادت اور بحالت زندگی وقت موت اور بعد موت ظاہر ہوئے۔

(٨٦) قرآن قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ ہے اور انبیاء کو ان کے زمانہ کی حالت کے مطابق معجزات دیئے گئے جیسے موسیٰ کو عصا کا معجزہ اس زمانہ کے ساحروں کے لحاظ سے دیا گیا عیسیٰ کو احیاء اموات کا بلحاظ اس زمانہ کے طبیبوں کے لحاظ سے ملا اور آنحضرت کے زمانہ میں فصحا و بلغاء کا بڑا زور تھا اس کا زور توڑنے کے لیے قرآن کا معجزہ دیا گیا جو ابد تک باقی ہے۔

(٨٧) قرآن کا معجزہ ہونا تمام دنیا میں پھیلا اور قیامت تک بلاد و امصار میں جاری رہے گا۔

(٨٨) آپ کی شریعت ناسخ شرائع سابقہ ہے۔

(٨٩) آپ کا نور ہر نبی کے ساتھ رہا۔

(٩٠) آپ کا نور اول مخلوق ہے۔

(٩١) آپ کے نام پر درود بھیجا جاتا ہے۔

(٩٢) آپ نے مکارم اخلاق کی تکمیل کی۔

(٩٣) آپ پر اتمام نعمت ہوا۔

(٩٤) آپ پر دین کامل ہوا۔

(٩٥) دنیا کی ہر شئے آپ کی مطیع تھی۔

(٩٦) روز قیامت آپ تمام امتوں کے گواہ ہوں گے۔

(٩٧) آپ شب معراج وہاں گئے جہاں کوئی نبی نہ گیا۔

(٩٨) آپ کے آنے کی خبر ہر نبی نے دی۔

(٩٩) آپ کے اوصیا تمام انبیاء کے اوصیا سے بہتر ہیں۔

(١٠٠) آپ مقصد خلقت کائنات ہیں۔

❖ ❖ ❖

آنحضرتؐ کے آداب اور مزاج

آنحضرتؐ بلحاظ شان سب سے زیادہ جلیل القدر سب سے زیادہ شجاع سب سے زیادہ صاحب عدل اور سب سے زیادہ مہربان تھے آپ نے کبھی نامحرم عورت کے بدن کو مس نہیں کیا اور ایسے سخی کہ دینار و درہم اپنے پاس بچا کر رکھتے ہی نہ تھے اور اگر بچ رہتا اور کوئی لینے والا نہ ہوتا اور رات آجاتی تو حضرتؐ گھر میں نہ جاتے جب تک مستحق کو دے نہ دیتے اور اپنے لیے اس میں سوائے قوت لایموت اور کچھ نہ لیتے آپ کی غذا زیادہ تر جو اور خرمہ تھی باقی سب راہِ خدا میں دیدیتے جس چیز کا کوئی سوال کرتا دیدیتے اگر روزی مہیا نہ ہوتی تو فاقے سے نہ اکتاتے زمین پر بیٹھتے اور زمین ہی پر سوتے اور اسی پر بیٹھ کر کھاتے اور اپنے جوتے خود ٹانکتے اور کپڑوں میں خود پیوند لگاتے دروازہ خود کھولتے اور بکری کو خود دوہتے اور اونٹ کو باندھتے اور جب خادم تھک جاتا تو اس کے ساتھ آٹا پیستے۔ تکیہ لگا کر نہ بیٹھتے اور اپنے اہل کے کاموں میں مدد کرتے۔ گوشت کے ٹکڑے خود کرتے جب کھانے پر بیٹھتے تو بغیر غرور و تکبر کے اپنی اُنگلیاں چاٹتے اور حر اور آزاد کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ قبول کرتے چاہے ایک پیالہ دودھ ہی ہوتا۔ صدقہ نہ کھاتے اور کسی کے چہرے کو گھورتے نہ تھے اور کسی پر غصہ نہ کرتے بھوک میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے۔ جو ما حضر ہوتا اسے نوش فرماتے رد نہ کرتے جب نیا لباس پہنتے تو پُرانا کسی مسکین کو دیدیتے اُون کا یا موٹا روئی کا کپڑا پہنتے یا کتان کا اکثر آپ کے لباس کا رنگ سفید ہوتا عمامہ پر عمامہ باندھتے قمیص پہنتے جمعہ کا مخصوص لباس ہوتا جب کہیں جاتے تو عبا کو تہہ کرکے بطور فرش بچھالیتے۔ چاندی کی انگوٹھی داہنے ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں پہنتے۔ خربوزہ کو زیادہ پسند کرتے۔ بدبو سے کراہت کرتے۔ وضو کے وقت مسواک کرتے جو سواری ممکن ہوتی سوار ہوتے چاہے گھوڑا ہوتا یا خچر یا گدھا۔ گدھے پر بغیر زین کے سوار ہوتے پیادہ چلتے ننگے پیر بلا ردا و عمامہ چلتے جنازوں کی مشایعت کرتے مریضوں کی عیادت کرتے فقیروں کی صحبت میں بیٹھتے مسکینوں کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے اہل فضل کا اکرام کرتے اہل شرف سے نیکی کرکے تالیف قلب فرماتے رشتہ داروں سے صلہ رحم کرتے بغیر اس کے کہ غیروں پر انہیں ترجیح دیتے۔ مگر جس کا خدا حکم دیتا کسی پر ظلم نہ کرتے معذرت خواہوں کا عذر قبول کرتے تبسم فرماتے اگر کبھی ہنستے تو بغیر قہقہے کے۔ اپنے غلاموں اور کنیزوں پر کھانے اور پہننے میں اپنے لیے زیادہ نہ چاہتے کبھی کسی کو گالی نہ دیتے تھے اور نہ لعن کرتے تھے عورت یا خادم کو، اور کسی کو اس سے زیادہ ملامت نہ کرتے کہ اسے چھوڑ دو جب کوئی آزاد یا غلام یا کنیز آپ کے پاس کسی ضرورت سے آتے تو بغیر کسی درشتی اور بدخوئی کے ان کی حاجت کی طرف توجہ فرماتے اور اسی طرح اصحاب سے برتاؤ کرتے بازاروں میں برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہ دیتے بلکہ بخش دیتے یا درگزر کرتے جس سے ملتے سلام کی ابتدا کرتے جب کوئی حاجت بیان کرتا تو سنتے رہتے اور جب تک وہ خود نہ ہٹتا اس کی طرف سے منہ نہ پھیرتے جب کوئی مسلمان ملتا تو اس سے مصافحہ کرتے اور جب بیٹھتے یا اُٹھتے تو ذکر خدا کے ساتھ جب آپ کے پاس کوئی بیٹھا ہوتا اور آپ نماز پڑھتے تو نماز میں تخفیف کرتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تیری کیا حاجت ہے جب تک آپ کی صحبت سے لوگ فائدہ

پلتے آپ پیچھے رہتے اور ہمیشہ قبلہ رو ہوکر بیٹھتے اور جو ملنے آتا اس کا اکرام کرتے یہاں تک کہ اس کے لیے اپنا کپڑا بچھا دیتے اور خوشی ہو یا ناراضی سوائے حق بات کے نہ کہتے ککڑی کو کھجور یا نمک سے کھاتے میوؤں میں سب سے زیادہ مرغوب رطب، خربوزہ اور انگور تھا اور زیادہ چھوارا۔ دودھ کے ساتھ چھوارا کھاتے تھے اور ان دونوں کو اطیبن فرماتے تھے اور جب طعام لحم تھا ثرید اور گوشت تناول فرماتے تھے۔ شکار کا گوشت کھاتے تھے مگر شکار کرتے نہیں تھے اور روٹی اور روغن کھاتے تھے اور بکری کا شانہ اور دست زیادہ پسند فرماتے تھے اور سرکہ مرغوب تھا اور ترکاریوں میں ساگ اور بینگن۔

مزاح :- حضور مزاح بھی فرماتے تھے مگر ہمیشہ حق بات کہتے تھے۔

ایک حبشی غلام سفر میں آپ کے ساتھ تھا جو تھک جاتا اپنا کچھ بار اس پر لاد دیتا جب حضرت اس کی طرف سے گزرے تو فرمایا تو سفینہ ہے اور اسے آزاد کر دیا۔

ایک شخص کے پیچھے سے شانے پکڑ کر کہا اس عبد کو کون خریدتا ہے اور مراد آپ کی عبد سے عبد اللہ تھی۔

ایک شخص سے آپ نے کہا بھولنا مت اے دونوں کانوں والے۔

ایک عورت نے اپنے شوہر کا ذکر آپ سے کیا فرمایا وہی ہے جس کی دونوں آنکھوں میں سفیدی ہے اس نے کہا ایسا تو نہیں ہے جب اپنے شوہر سے ذکر کیا تو اس نے کہا سچ تو ہے کیا میری آنکھوں میں سیاہی سے زیادہ سفیدی نہیں۔

ایک اونٹ کو دیکھا اس پر گیہوں بار ہیں فرمایا ہریسہ جا رہا ہے (ہریسہ کھانا گیہوں سے تیار ہوتا ہے)

بلال کو دیکھا ان کا پیٹ آگے کو نکلا ہے فرمایا ام جنین۔

امام حسین علیہ السلام کی دونوں ہنسلیاں پکڑ کر فرمایا حبقة حبقة ترق عين بقه

کسی بی بی نے آپ کے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے آپ نے فرمایا اللہ کی حمد کر اور دلہنوں کی طرح دامن کھینچ کر چلو انصار کی ایک بوڑھی عورت نے کہا خدا سے میرے جنت میں جانے کے لیے دعا کیجئے۔ حضرت نے فرمایا بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی وہ رونے لگی آپ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (سورہ الواقعہ ۳۶/۵۶) یعنی وہاں جوان ہوکر جائے گی ایک اشجیعہ عورت سے آپ نے فرمایا عورت جنت میں نہ جائے گی وہ رونے لگی بلال نے اس کا حال حضرت سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اور کالا آدمی بھی جنت میں نہ جائے گا پس دونوں ایک جگہ بیٹھ کر رونے لگے عباس نے یہ حال آنحضرت سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اور بوڑھا بھی نہ جائے گا پھر ان سے فرمایا کہ بوڑھے جوان ہوکر اور کالے گورے بن کر جائیں گے۔

ایک سفر میں ایک شخص نے کہا حضور مجھے کوئی سواری دیجئے فرمایا ہم تمہیں اونٹنی کا ایک بچہ سواری کے لیے دیں گے اس نے کہا میں بچہ کیا کروں گا فرمایا اونٹ بھی اونٹنی کا ہی بچہ ہوتا ہے۔

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ قرب قیامت میں جب دجال لوگوں کے پاس ایسی حالت میں ثرید لائے گا جب کہ سب بھوک

سے ہلاک ہو رہے ہوں گے تو حضور اس وقت کیا ہوگا۔ کیا از روئے زہد و تعفف اس وقت بھی رکنا پڑے گا یہ سن کر حضرت ہنسے اور فرمایا۔ گھبرا مت جس چیز سے اللہ مومنین کو اس سے بے پروا بنائے گا تجھے بھی بنائے گا۔

خالد قسری کے دادا نے ایک عورت کا بوسہ لیا اس نے آنحضرتؐ سے شکایت کی آپ نے اس شخص کو بلایا اس نے اقرار کیا اور کہا کہ اگر وہ بدلہ لینا چاہتی ہے تو شوق سے لے حضرت مسکرائے اور پھر اس سے عہد لیا کہ آئندہ ایسا نہ کرے گا اور معاف کر دیا۔

صہیب کو آپ نے چھوارے کھاتے دیکھا فرمایا تمہاری آنکھیں دُکھ رہی ہیں اور چھوارے چاب رہے ہو انہوں نے کہا حضور جو آنکھ دُکھ رہی ہے میں ادھر سے نہیں چاب رہا۔

حضورؐ نے ابوہریرہ کو مزاحِ عرب سے منع کیا انہوں نے آنحضرتؐ کا جوتا چُرا لیا اور اس کو کھجوروں کے بدلہ میں رہن کر کے کھانے لگے۔ حضرت نے فرمایا اے ابوہریرہ کیا کھا رہے ہو۔ انہوں نے کہا نعلین رسولؐ۔

سویبط مہاجری نے نعیمان بدری سے کہا مجھے کھانا دو سفر میں اسی کے پاس توشہ تھا اس نے کہا اصحاب کو آجانے دو۔ جب وہ ایک قوم کی طرف سے گزرے تو سویبط نے ان سے کہا میں اپنا ایک غلام بیچنا چاہتا ہوں کیا تم خریدنا چاہتے ہو انہوں نے کہا ہاں سویبط نے کہا اس غلام کی عادت ہے کہ ہر کسی سے کہتا ہے میں آزاد ہوں اگر تم سے ایسا کہے تو مارنا اسے الغرض انہوں نے خرید لیا اور اس کے گلے میں رسی ڈال دی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگے۔ نعیمان نے کہا یہ تمہارے ساتھ مذاق کر رہا ہے میں آزاد ہوں انہوں نے کہا اس کے متعلق ہمیں پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے اور اسے کھینچنے لگے۔ لوگ دوڑ پڑے اور اسے آزاد کرایا جب حضرت نے سنا تو کچھ دیر ہنستے رہے۔

محرقہ بن نوفل اندھا تھا اس نے کہا مجھے پیشاب کی حاجت ہے کوئی پیشاب گاہ تک مجھے پہنچا دے نعیمان پکڑ کر اسے مسجد کے آخری حصہ میں لے گیا اور کہا یہی جگہ ہے اس نے پیشاب کیا لوگوں نے غل مچایا اس نے پوچھا مجھے یہاں کون لایا تھا کہا نعیمان اس نے کہا میں ضرور اپنی لاٹھی خدا کی قسم اسے ماروں گا جب نعیمان کو یہ معلوم ہوا تو اس کے پاس آکر کہنے لگا کیا تم کو نعیمان کی تلاش ہے اور میں بتادوں عثمان مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے وہ ان کے قریب لے کر پہنچا اور کہا جس کی تلاش ہے وہ یہ ہے اندھے نے دونوں ہاتھوں میں لاٹھی پکڑی زور سے ماری لوگوں نے کہا یہ تو امیر المومنین ہیں اس نے کہا مجھے کون لایا کہا نعیمان۔ اس نے کہا اب نعیمان سے کبھی مدد نہ لوں گا۔

نعیمان نے مکہ کے ایک اعرابی کے پاس شہد دیکھا اسے خرید لیا اور اعرابی کو ساتھ لیے حضرت عائشہؓ کے دروازہ پر آیا یہاں حضرت کی باری کا دن تھا آواز سے کہا شہد لے لیجئے حضرت نے سمجھا یہ ہدیہ ہے نعیمان وہاں سے چل دیا اعرابی کچھ دیر قیمت آنے کا انتظار کرتا رہا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے کہا اگر قیمت نہیں ہے تو شہد واپس کر دو۔ حضرت نے قیمت دیدی اور نعیمان کو بلا کر کہا تو نے ایسا کیوں کیا کہا میں جانتا ہوں کہ شہد آپ کو مرغوب ہے اور اعرابی کے پاس میں نے شہد دیکھا حضرت یہ سن کر ہنسے اور بُرا نہ مانا۔

آنحضرت صلعم کے اسمائے مبارکہ

قرآن مجید میں آپ کے حسب ذیل نام ہیں۔

العالم: وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (سورہ النساء ۱۱۳/۴)

الحاکم: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ (سورہ النساء ۶۵/۴)

الخاتم: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورہ الاحزاب ۴۰/۳۳)

العابد: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (سورہ الحجر ۹۹/۱۵)

الساجد: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (سورہ الحجر ۹۸/۱۵)

الشاہد: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ (سورہ الاحزاب ۴۵/۳۳)

المجاہد: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (سورہ التوبہ ۷۳/۹)

الطاہر: طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى (سورہ طٰہٰ ۱/۲۰)

الشاکر: شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ (سورہ النحل ۱۲۱/۱۶)

الصابر: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (سورہ احقاف ۳۵/۴۶)

الذاکر: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ (سورہ المزمل ۸/۷۳)

القاضی: اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ (سورہ الاحزاب ۳۶/۳۳)

الراضی: لَعَلَّكَ تَرْضٰى (سورہ طٰہٰ ۱۳۰/۲۰)

الداعی: وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (سورہ الاحزاب ۴۶/۳۳)

الہادی: وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (سورہ الاعراف ۴۳/۷)

القاری: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (سورہ العلق ۱/۹۶)

التالی: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (سورہ الجمعہ ۲/۶۲)

الناہی: وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورہ الحشر ۷/۵۹)

الصادع: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورہ الحجر ۹۴/۱۵)

الصادق: صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ (سورہ ص ۱/۳۸)

قانت: اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ (سورہ الزمر ۹/۳۹)

مکین: ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ (سورہ التکویر ۲۰/۸۱)

المبین: وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ (سورہ الحجر ۸۹/۱۵)

الحافظ: يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (سورہ الرعد ۱۱/۱۳)

الغالب: وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (سورہ الصافات ۱۷۳/۳۷)

العائل: وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (سورہ الضحیٰ ۸/۹۳)

الضال: وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (سورہ الضحیٰ ۷/۹۳)

الکریم: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (سورہ حاقہ ۴۰/۶۹)

الرحیم: اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ البقرہ ۱۴۳/۲)

العظیم: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (سورہ القلم ۴/۶۸)

الیتیم: اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (سورہ الضحیٰ ۶/۹۳)

المستقیم: فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ (سورہ ہود ۱۱۲/۱۱)

المعصوم: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ ۶۷/۵)

البشیر: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا (سورہ البقرہ ۱۱۹/۲)

النذیر: وَنَذِیْرًا (سورہ البقرہ ۲/۱۱۹)

العزیز: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ (سورہ التوبہ ۹/۱۲۸)

الشہید: وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (سورہ النساء ۴/۴۱)

الحریص: مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم (سورہ توبہ ۹/۱۲۸)

القریب: قٓ ۚ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ (سورہ ق ۵۰/۱)

الحبیب: وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي (سورہ طٰہٰ ۲۰/۳۹)

النبی: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۴۵)

القوی: ذِي قُوَّةٍ (سورہ التکویر ۸۱/۲۰)

الوحی: وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ (سورہ الشوریٰ ۴۲/۷)

الامی: النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ (سورہ الاعراف ۷/۱۵۷)

الامین: مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (سورہ التکویر ۸۱/۲۱)

العفو: عَفَا اللَّهُ عَنكَ (سورہ التوبہ ۹/۴۳)

الغفور: لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ (سورہ الفتح ۴۸/۲)

المذکر: فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ (سورہ الغاشیہ ۸۸/۲۱)

المبشر: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (سورہ الصف ۶۱/۶)

المنذر: إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ الرعد ۱۳/۷)

المستغفر: وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ (سورہ یوسف ۱۲/۲۹)

المسبح: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (سورہ الحجر ۱۵/۹۸)

المصلی: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورہ الکوثر ۱۰۸/۲)

المصدق: مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (سورہ البقرہ ۲/۴۱)

المبلغ: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ (سورہ المائدہ ۵/۶۷)

المحدث: وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورہ الضحیٰ ۹۳/۱۱)

المومن: آمَنَ الرَّسُولُ (سورہ البقرہ ۲/۲۸۵)

المتوکل: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ (سورہ الفرقان ۲۵/۵۸)

المزمل: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (سورہ المزمل ۷۳/۱)

المدثر: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (سورہ المدثر ۷۴/۱)

المتہجد: وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۷۹)

المنادی: رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا (سورہ آل عمران ۳/۱۹۳)

المہتدی: اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (سورہ النحل ۱۶/۱۲۱)

الحق: قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ (سورہ یونس ۱۰/۱۰۸)

الصدق: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ (سورہ الزمر ۳۹/۳۳)

الذکر: قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ (سورہ النساء ۴/۱۷۴)

الفضل: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ (سورہ یونس ۱۰/۵۸)

المرسل: وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ (سورہ البقرہ ۲/۲۵۲)

المبعوث: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ (سورہ الجمعہ ۶۲/۲)

المختار: وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ (سورہ القصص ۲۸/۶۸)

العبد: سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۱)

المجتبیٰ: وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ (سورہ آل عمران ۳/۱۷۹)

المقتدی: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (سورہ الانعام ۶/۹۰)

المرتضیٰ: إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ (سورہ الانبیاء ۲۱/۲۸)

المکفی: إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (سورہ الحجر ۱۵/۹۵)

المرفوع والرفیع: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۴)

المؤید: هُوَ الَّذِیٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ
(سورہ الانفال ۶۲/۸)

المنصور: وَّیَنْصُرَكَ اللّٰهُ (سورہ الفتح ۳/۴۸)

المطاع: مَكِیْنٍ ۝ مُّطَاعٍ (سورہ التکویر ۲۱/۸۱)

الحسنیٰ: وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی (سورہ اللیل ۶/۹۲)

الرسول: یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ (سورہ المائدہ ۶۷/۵)

رؤف: بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (سورہ التوبہ ۱۲۸/۹)

النعمہ: یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ (سورہ النحل ۸۳/۱۶)

الرحمہ: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
(سورہ الانبیاء ۱۰۷/۲۱)

النور: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝
(سورہ المائدہ ۱۵/۵)

الفجر: وَالْفَجْرِ ۝ وَلَیَالٍ عَشْرٍ (سورہ الفجر ۱/۸۹)

المصباح: اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ (سورہ النور ۳۵/۲۲)

السراج: سِرَاجًا مُّنِیْرًا (سورہ الاحزاب ۴۶/۳۳)

الضحیٰ: وَالضُّحٰی ۝ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی (سورہ الضحیٰ ۱/۹۳)

النجم: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (سورہ النجم ۱/۵۳)

الشمس: ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا
سورہ الفرقان ۴۵/۲۵)

الظل: اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ (سورہ الفرقان ۴۵/۲۵)

البشر: اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (سورہ الکہف ۱۱۰/۱۸)

الناس: اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ (سورہ النساء ۵۴/۴)

الانسان: خَلَقَ الْاِنْسَانَ (سورہ النحل ۴/۱۶)

الرجل: عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ (سورہ الاعراف ۶۳/۷)

الصاحب مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ (سورہ النجم ۲/۵۳)

الناشر والناصح ، والوفی ، والمطاع ، والنجي ، والمأمون ، والحنیف ، والحبیب ، والطیب والسید ، والمقترب ، والدافع ، والشافع ، والمشفع ، والحامد ، والمحمود ، والموجه والمتوکل ، والغیث .

المصطفی (الله یصطفي)

محمد (محمد رسول الله)

(کٓھٰیٰعٓصٓ) ، (یٰسٓ) (طٰهٰ) ، (حٰمٓعٓسٓقٓ)

ہر حرف آپ کا نام ہے۔

الکافي ، والهادي ، والعارف والسخي ، والطاہر

احادیث میں العاقب ھو الذي یعقب الأنبیاء (انبیاء کے بعد آئے۔

الماحی: یعنی کفر کو مٹانے والے اپنے تابعین کے گناہ مٹانے والے

الحاشر: یعنی لوگوں کا حشر آپ کے دونوں قدموں پر ہوگا۔

المقفیٰ: آپ کے پیچھے جماعت انبیا ہوگی۔

القثم: یعنی کامل وجامع فلک اوّل میں المجتبي دوم میں المرتضی سوم میں المزکی چہارم میں المصطفی پنجم میں المنتجب ششم میں المطہر، ہفتم میں المقرب والحبیب

رضوان کی زبان پر الأکبر ، جنت میں عبد الملك حوروں میں عبد العطاء غلمان میں عبد النجاة ساق عرش پر رسول الله کرسی پر نبي الله قمر پر قمر الأقمار شمس پر نور الأنوار شیاطین میں عبد الهیبة حساب میں الداعي مقام میں المحمود کوثر میں الساقي عرش پر المفضل میکائیل کے لیے عبد الوهاب اسرافیل کے لیے

عبد الفتاح برق میں عبد المنعم ۔ رعد میں عبد الوکیل احجار میں عبد الجلیل ۔ پہاڑوں میں عبد الرفیع بحر میں عبد المؤمن مچھلیوں میں عبد المهیمن ریح میں المهمت ترک میں صانجي عرب میں الامي ترقون میں یعنی المحمود ۔

زبور میں قايطا مثل أبي القاسم فاروق محيانا ۔ انجیل میں طاب طاب یعني طيب طيب أحمد کتاب شعیا میں نور الامم ، رکن المتواضعين ، رسول التوبة ، رسول البلاء ۔ صحف بلقيطا میں اور صحف شیث میں طاليشا ۔ صحف ادریس میں بهيائيل ۔ صحف ابراہیم میں مود مود آسمانی دنیا میں مجتبیٰ دوم میں مرتضیٰ سوم میں مزکی چہارم میں مصطفےٰ ۔ کروبیوں میں صادق ۔ روحانیوں میں الطاهر ، اولیا میں القاسم اہل جنت میں عبد الديان مالک کی زبان پر عبد المختار ۔ اہل دوزخ رطوبی پر صفي الله ۔ لواء الحمد پر صفوة الله ۔ باب جنت پر خيرة الله ۔ جنوں میں عبد الحميد موقف میں الداعي ۔ میزان میں الصاحب کرسی میں عبد الكريم ۔ قلم میں عبد الحق ؛ جبریل کے لیے عبد الجبار ، عزرائیل کے لیے عبد التواب ، سحاب میں عبد السلام ، ہوا میں عبد الأعلى ، تراب میں عبد العزيز ، طیور میں عبد القادر ، درندوں میں عبد العطاء اہل روم میں الحليم ، اہل مصر میں المختار ، اہل مکہ میں الأمين ، اہل مدینہ میں الميمون ، عجم میں أحمد

آنحضرت ؐ کے القاب

حبيب الله ، صفي الله ، نعمة الله ، عبد الله ، خيرة الله ، خلق الله ، سيد المرسلين إمام المتقين ، خاتم النبيين ، رسول الحمادين ، رحمة العالمين ، قائد الغر المحجلين خير البرية ، نبي الرحمة صاحب الملحمة ، محلل الطيبات ، محرم الخبائث ؛ مفتاح الجنة ، دعوة ابراهيم ، بشرى عيسى خليفة الله في الارض ، زين القيامة ونورها وتاجها ، صاحب اللواء يوم القيامة ، واضع الاصر والاغلال ، أفصح العرب ، سيد ولد آدم ابن العواتك ، ابن الفواطم ، ابن الذبيحين ، ابن بطحا ومكة ، العبد المؤيد ، والرسول المسدد ، والنبي المهذب ، والصفي المقرب ، والحبيب المنتجب ، والأمين المنتخب ، صاحب الحوض والكوثر ، والتاج والمغفر ، والخطبة والمنبر ، والركن والمشعر ، والوجه الانور ، والخد الاقمر ، والجبين الازهر ، والدين الاظهر ، والحسب الاطهر

والنسب الاشهر ، محمد خير البشر ، المختار للرسالة ، الموضح للدلالة ، المصطفى للوحي والنبوة ، المرتضى للعلم والفتوة والمعجزات والادلة . نور في الحرمين ، شمس بين القمرين ، شفيع من في الدارين ، نوره أشهر ، وقلبه أطهر ، وشرائعه أظهر ، وبرهانه ازهر ، وبيانه ابهر ، وامته أكثر ، صاحب الفضل والعطاء ، والجود والسخاء والتذكر والبكاء ، والخشوع والدعاء ، والانابة والصفاء ، والخوف والرجاء ، والنور والضياء ، والحوض واللواء ، والقضيب والرداء ، والناقة العضباء ، والبغلة الشهباء ، قائد الخلق يوم الجزاء ، سراج الاصفياء ، تاج الاولياء ، إمام الأتقياء ، خاتم الانبياء ، صاحب المنشور والكتاب ، والفرقان والخطاب والحق والصواب ، والدعوة والجواب ، وقائد الخلق يوم الحساب صاحب القضيب العجيب والفناء الرحيب ، والرأي المصيب ؛ المشفق على البعيد والقريب محمد الحبيب . صاحب القبلة اليمانية ، والملة الحنيفية ، والشريعة المرضية ، والأمة المهدية ، والعترة الحسنية والحسينية صاحب الدين والاسلام ، والبيت الحرام ، والركن والمقام ، والصلاة والصيام ، والشريعة والأحكام ، والحل والحرام . صاحب الحجة والبرهان ، والحكمة والفرقان ، والحق والبيان ، والفضل والاحسان ، والكرم والامتنان ، والمحبة والعرفان . صاحب الخلق الجلي والنور المضي ، والكتاب البهي ، والدين الرضي ، الرسول النبي الأمي صاحب الخلق العظيم والدين القويم ، والصراط المستقيم ، والذكر الحكيم ، والركن والحطيم صاحب الدين والطاعة والفصاحة والبراعة ، والكر والشجاعة ، والتوكل والقناعة ، والحوض والشفاعة . صاحب الدين الظاهر ، والحق الزاهر ، والزمان الباهر ، واللسان الذاكر ، والبدن الصابر ، والقلب الشاكر ، والاصل الطاهر ، والآباء الاخاير ، والامهات الطواهر . صاحب الضياء والنور ، والبركة والحبور ، واليمن والسرور ؛ واللسان الذكور ، والبدن الصبور ، والقلب الشكور والبيت المعمور .

آنحضرتؐ کی کنیت

أبو القاسم ، وأبو الطاهر ، وأبو الطيب ، وأبو المساكين ، وأبو الدرتين وأبو الريحانتين

توریت میں أبو الارامل . جبریل کے نزدیک ابوابراہیم ۔

آپ کی صفات راکب الجمل ، آکل الذراع . قابل الهدية ؛ محرم الميتة ، حامل المراوة خاتم النبوة .

آنحضرتؐ کا نسب اور حسب

آپ کا اسم مبارک محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے۔ عبد المطلب اس لیے کہتے ہیں کہ جب ہاشم مکہ میں داخل ہوتے تو یہ ان کے ردیف تھے۔ ان کا اصلی نام شیبۃ الحمد تھا یہ بیٹے تھے ہاشم کے اور ہاشم اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے زمانہ قحط میں لوگوں کے لیے کھانا تیار کرایا تھا اور حشم شرید کیا تھا۔ اصلی نام عمرو بن عبد مناف ہے اور عبد مناف کا اصلی مغیرہ بن قصی ہے اور قصی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے بچپن میں اپنے وطن سے مکہ سے بلاد ارد شوہ کی طرف منتقل کر دیئے گئے تھے ان کا لقب مجمع ہے کیونکہ انہوں نے قبائل قریش کو جو پہاڑوں اور گھاٹیوں میں منتشر تھے مکہ میں جمع کیا تھا اور ان کے لیے مکانات بنوائے تھے یہ بیٹے تھے کلاب بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر ملقب بہ قریش کے ان کے باپ خزیمہ بن مدرکہ بن الناس بن نزار بن معد بن عدنان ہیں حضرت نے فرمایا جب میرے نسب میں عدنان تک پہنچو تو رک جاؤ اور یہ بھی فرمایا کہ نسابین جھوٹ بولتے ہیں۔ قاضی عبد الجبار بن احمد نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ اتصال انساب غیر معلوم ہے پس دو باتوں سے خالی نہیں یہ کاذب ہیں یا حکم کاذب ہیں، ہیں آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابراہیم سے جا ملتا ہے۔ ام سلمہ کہتی ہیں میں نے آنحضرتؐ سے سنا عدنان کے باپ کا نام اُدد تھا وہ بیٹے تھے زید بن ترا بن عراق الثری کے اور عراق الثری اسماعیل بن ابراہیم ہیں اور نسابین اور مورخین نے یوں لکھا ہے عدنان بن ادد بن الیسع بن الھمیع بن سلامان بن نبت حمل بن قیدار بن اسمٰعیل، ابن بابویہ نے یہ یوں لکھا ہے عدنان بن ادد بن زید بن عدد بن لیقدم بن حمیسع بن نبت بن قیدار بن اسمٰعیل اسی طرح عدنان کے بعد ناموں میں اختلاف ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آدم تک آنحضرتؐ کا ۴۹ پشتوں کے بعد پہنچا ہے آنحضرت نے تہامی الشجی۔ یثربی مکی مدنی قرشی ہاشمی مطلبی ہیں باپ کی طرف سے ہاشمی اور ماں کی طرف سے زہری اور رضاعت کے اعتبار سے سعدی، ولادت کے اعتبار سے مکی اور شرقی کے اعتبار سے مدنی تھے۔

آنحضرتؐ کے عادات و خصائل و حلیہ

ترمذی نے شمائل میں طبری نے اپنی تاریخ میں زمخشری نے فائق میں قفال نے روضہ میں بروایت کثیرہ امیر المومنین، ابن عباس ابوہریرہ، جابر بن سمرہ اور ہند بن ابی ہالہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ لوگوں کی نگاہوں میں معظم اور قلوب میں مکرم تھے آپ کا چہرہ چاند کی طرح

چکتا تھا کھلتا ہوا رنگ تھا سُرخی لیے ہوئے کشادہ پیشانی میانہ قد اُونچی ناک بڑی آنکھ۔ جیسی بھویں۔ خوشنما رخسارے بھاری بازو کھلے ہاتھ۔ گھنی داڑھی خوبصورت دانت کشادہ چوڑا سینہ، گردن چاندی جیسی چمکدار زیادہ لمبے نہ زیادہ چھوٹے بطن و سینہ پر کم بال جب راضی اور مسرور ہوتے تو چہرہ آئینہ کی طرح چمکتا۔ تبسّم میں دل کشی چہرہ پر چمک صاحب خلق عظیم نرم طبیعت جب لوگ چہرہ مبارک دیکھتے تو یہ معلوم ہوتا کہ ایک روشن چراغ ہے آپ کے چہرہ کی رگیں موتیوں کی طرح تابدار اور آپ کا پسینہ مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی سر اقدس پر دو گیسو تھے جن کی ابتدا ہاشم سے ہوئی انس سے مروی ہے کہ آپ کے سر اور داڑھی میں، میں نے چودہ بال سفید گنے ابن عمر نے کہا میں نے حضرت کے بڑھاپے میں بیس سفید بال دیکھے۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت شجرۃ الانبیاء سے ہیں مشکاۃ میں سے انہیاؑ ہیں صاحب شان عظیم ہیں تو طن بطحی اور مصابیح ظلمت ہیں حکمت کے منبع ہیں خدا نے آپ کو فترت رسل کے زمانہ میں بھیجا۔ آپ سب رسولوں کے بعد آئے۔ وحی آپ پر ختم ہو گئی حضرت نے ان لوگوں سے جہاد کیا جو آپ سے روگردانی کرنے والے تھے۔ خدا نے ان کو ضیا کے ساتھ بھیجا اور اصطفا میں آپ کو مقدم کیا ان کی وجہ سے تاریکیوں کو کھول دیا اور مشکلات کو آسان کر دیا اور عنوں کو سہل بنا دیا۔ یہاں تک کہ گمراہی داہنے بائیں سے ہٹ گئی اور آپ کو خدا نے داعی الی الحق بنایا اور اپنی مخلوق پر گواہ۔ پس خدا کی رسالتیں بندوں تک پہنچیں بغیر کسی تقصیر کے اور حضور نے بغیر کسی سستی کے اپنے دشمنوں سے جہاد کیا جس نے تقویٰ اختیار کیا فلاح پائی جس نے ہدایت پائی وہ صاحب بصیرت ہوا۔ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں اور سب کے کمالات کے وارث ہیں اور خلق اللہ میں بہترین مولود ہیں انہوں نے غیر معبود کی طرف لوگوں کو دعوت دی وہ صاحب خلقِ عظیم ہیں۔ رحمت و ثواب کی بشارت دینے والے ہیں۔ عذاب سے ڈرانے والے ہیں ہر ملت و شریعت کے ناسخ ہیں اپنی اُمت کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لانے والے ہیں اور گرمی سے ہٹا کر سایہ میں جگہ دینے والے ہیں۔ حضرت کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ خدا نے آپ کو قمر منیر بنا کر بھیجا ہے۔

آنحضرتؐ کے اقربا اور خدّام

حضرت عبدالمطلب کے دس فرزند تھے حارث، زبیرؑ حجل (قیداق) ضرار (نوفل) ابولہب (عبدالعزیٰ) مقوم، عبداللہ۔ ابو طالب، حمزہ عباس عباس سب سے چھوٹے تھے اور یہ سب مختلف ماؤں سے تھے مگر عبداللہ اور ابو طالب ایک ماں سے تھے جن کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عاید تھا عبدالمطلب کے عقب میں چار لڑکے رہے ابو طالب، عباس حارث اور ابولہب اور حضرت کی پھوپھیاں چھ تھیں عاتکہ عمیمہ البیضا صفیہ اروی ردیدہ چچوں میں اسلام لائے ابو طالب حمزہ اور عباس اور پھوپھیوں میں صفیہ اروی اور عاتکہ اور اعمام میں سب سے آخر عباس مرے اور پھوپھیوں میں صفیہ اور دادی فاطمہ اور نانی برّہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار رضاعی بھائی

عبداللہ اور انیسہ اور خادموں میں اولاد حرث اور عہد جاہلیت میں آپ کا ایک بھائی تھا خلاص بن علقمہ اور آپ کے چچازاد بھائی وزیرو وصی اور داماد علی تھے اور ربیب تھے ہند بن ابی ہالہ اسدی خدیجہ کی طرف سے عمرو بن ابی سلمہ اور زینب سلمیٰ کی طرف سے۔

آنحضرتؐ کی ازواج

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے پندرہ عورتوں سے شادی کی اور تیرہ سے دخول کیا اور بیک وقت نو تھیں۔ ابو عبیدہ نے کہا تزوج کیا بیس سے اور اعلام الوریٰ۔ نزہتہ الابصار۔ امالی حاکم اور شرف المصطفیٰ میں ہے۔ کہ حضرت نے اکیس عورتوں سے تزویج کی، ابن جریرا اور ابن مہدی نے کہا اجماع اس پر ہے کہ گیارہ عورتوں سے مختلف اوقات میں تزویج کی۔

ترتیب یہ ہے مکہ میں سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد سے عقد کیا۔ پہلے وہ عتیق ابن عابد مخزومی کی زوجیت میں رہی تھیں۔ پھر ابو ہالہ زرارہ بن بناش اسدی کی زوجیت میں آئیں۔

احمد بلاذری اور ابوالقاسم کوفی نے اپنی کتابوں میں اور المرتضیٰ نے شافی میں اور ابوجعفر نے تلخیص میں لکھا ہے کہ جب حضور نے جناب خدیجہ سے نکاح کیا تو وہ باکرہ تھیں اور اس کی تائید ہوتی ہے اس بیان سے جو ذکر کیا گیا ہے کتاب الانوار اور البدع میں کہ رقیہ اور زینب بیٹیاں تھیں ہالہ خواہر خدیجہ کی۔

جناب خدیجہ کی وفات کے ایک سال بعد سودہ بنت زمعہ سے عقد کیا۔ یہ پہلے زوجیت میں تھیں سکران بن عمر کی جو حبشہ کے مہاجرین سے تھا وہیں انتقال کیا۔

عائشہ بنت ابی بکر ان کی عمر قبل ہجرت سات سال تھی اور بعض کے نزدیک چھ سال تھی۔ ماہ شوال میں جب کہ ان کی عمر نو سال تھی مدینہ میں زفاف واقع ہوا اور کہا جاتا ہے کہ ان کے علاوہ حضور کی باکرہ بی بی کوئی اور نہ تھی۔ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی معاویہ کی حکومت تک زندہ رہیں اور تقریباً ستر برس کی عمر ہوئی۔

مدینہ میں اُم سلمہ سے عقد کیا ان کا نام ہند بنت امیۃ المخزومیہ تھا اور یہ بیٹی تھیں آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کی ان کی پہلے شادی ہوئی تھی ابوسلمہ بن عبدالاسد سے ۲ھ ہجری میں۔

اسی سال عقد کیا حفصہ بنت عمر سے اس سے پہلے وہ خنیس بن عبداللہ بن خذافہ سہمی کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت علی کی خلافت کے آخر زمانہ تک زندہ رہیں اور مدینہ میں وفات پائی۔

پھر اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش اسدیہ سے شادی کی ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا ان کی شادی پہلے زید بن حارثہ سے ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ازواج رسول میں پہلے انہوں نے ہی وفات پائی حضرت عمر کے عہد خلافت میں۔

پھر جویریہ بنت الحارث سے شادی ہوئی ان کو حضرت نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ پھر عقد کیا ۵۰ھ میں انتقال کیا۔

ام حبیبہ بنت ابوسفیان ان کا نام رملہ تھا سنہ تک یہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور معاویہ کے عہد تک زندہ رہیں۔

صفیہ بنت حی بن اخطب پہلے سلام بن مسلم کے پاس رہیں پھر کنانہ بن ربیع کی زوجیت میں آئیں سنہ میں قید ہوکر آئی تھیں، میمونہ بنت الحرث الہلالیہ ابن عباس کی خالہ پہلے عمیر بن عمرو ثقفی کے عقد میں تھیں پھر زید بن عمرو عامری کی زوجیت میں پھر جعفر بن ابی طالب نے آنحضرتؐ کے لیے پیغام دیا ان کی تزویج و زفاف و موت و قبر شرف میں ہوئی جو مکہ سے دس میل ہے ان سے عقد سنہ میں ہوا اور یہ سنہ ۳۶ھ تک زندہ رہیں۔

مذکورہ بالا تمام ازواج سے آنحضرتؐ نے ہم بستری کی۔

مطلقات، یا جن سے ہم بستر نہیں ہوئے یا جن کو پیغام دیا اور عقد نہیں ہوا وہ یہ ہیں۔

فاطمہ بنت شریح اور بعض کے نزدیک بنت ضحاک اپنی ربیبہ کی بیٹی زینب کی وفات کے بعد آپ نے ان سے تزویج کی اور آیت تخییر نازل ہونے کے بعد آپ نے ان کو شادی کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا پس اس نے دنیا کو دین پر ترجیح دے کر مفارقت اختیار کی اس کے بعد اس کا یہ حال ہوا کہ اونٹ کی مینگنیاں چنتی تھی اور کہتی تھی میں بڑی بدبخت ہوں کہ دنیا کو ترجیح دی۔

زینب بنت حزیمہ بن الحرث ام المساکین یہ پہلے عبیدہ بن الحرث بن عبدالمطلب کی زوجیت میں تھیں اور اسماء بنت نعمان بن الاسود کندی جو اہل یمن سے تھیں۔ جب بعد عقد حضرت ان کے پاس خلوت میں گئے تو اس نے کہا أعوذ بالله منك حضرت نے فرمایا میں نے پناہ میں دیا۔ جا تو اپنے خاندان والوں کے پاس رہ۔ بعض ازواج نے اسماء کو یہ الٹا سبق پڑھایا تھا ان کو ڈر تھا چونکہ یہ حسین زیادہ ہے ایسا نہ ہو کہ حضرت اس کی طرف مائل ہو جائیں اس غریب کو یہ بتایا گیا کہ ایسا کہنے سے حضرت تیری طرف زیادہ مائل ہوں گے۔

قتیلہ خواہر اشعث بن قیس کندی ان کا انتقال زفاف سے پہلے ہی ہوگیا اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے ان کو طلاق دیدی اس کے بعد عکرمہ بن ابی جہل نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اور یہی صحیح ہے۔

ام شریک جن کا نام غزیہ بنت جابر تھا جو بنی نجار سے تھیں۔

شنبا جو بنی صلت سے تھیں جن کو خولہ بنت حکیم بھی کہتے ہیں ان کا انتقال زفاف سے پہلے ہی ہوگیا تھا۔

سرآف خواہر دحیہ کلبی ان سے بھی زفاف نہ ہوا۔

امامہ بنت نعمان الجونیہ۔ عالیہ بنت ظبیان الکلابیہ ملیکۃ اللیثیۃ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہ بھی شامل ازواج ہوئیں۔

عمرہ بنت یزید جب خلوت میں آئی تو حضرت نے دیکھا وہ مبروص ہے فرمایا مجھے دھوکہ دیا گیا اور اسے اس کے خاندان کی طرف واپس کیا۔ لیلیٰ بنت الحطیم الانصاریہ اس نے حضرت کی پشت پر ہاتھ مار کر کہا مجھے آزاد کر دو۔ حضرت نے آزاد کر دیا پس اسے بھیڑیے نے کھا لیا۔

عمرہ۔ اس کے باپ نے کہا کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوتی فرمایا عند اللہ اس میں بہتری نہیں۔

وہ نو بی بیاں جو آخر وقت تک حضرت کی زوجیت میں رہیں۔ ام سلمہ۔ زینب۔ میمونہ۔ ام حبیبہ۔ صفیہ۔ جویریہ۔ سودہ۔ عائشہ اور حفصہ تھیں اور حضرت سے پہلے جن کا انتقال ہوا وہ یہ ہیں خدیجہ، ام ہانی زینب بنت خزیمہ اور تمام ازواج میں افضل خدیجہ اور پھر ام سلمہ ہیں ان کے بعد میمونہ۔

مبسوط طوسی میں ہے کہ تین کنیزیں زوجیت میں آئیں جن میں دو عجمی تھیں اور ایک عربی۔ عربیہ کو آزاد کر دیا تھا۔

اور دو تحفے میں آئی تھیں ماریہ بنت شمعون القبطیہ و ریحانہ بنت زید القرضیہ ایک کو ان میں سے مقوقش صاحب اسکندریہ نے بھیجا تھا ماریہ کی ایک بہن سرین نامی کو حضرت نے حسان کو عطا فرمایا جس سے ان کے فرزند عبدالرحمٰن پیدا ہوئے اور آنحضرتؐ کی وفات کے پانچ سال بعد ماریہ کا انتقال ہوا۔ ایک روایت ہے کہ حضور نے ریحانہ کو آزاد کر دیا پھر اس سے تزویج کی تاج التراجم میں ہے کہ بنی قریظہ کے قیدیوں میں ایک کنیز نکانہ بنت عمر تھی وہ حضرت کی ملکیت میں تھی آپ کی وفات کے بعد عباس نے اس سے تزویج کی۔ آپ کی بی بیوں کا مہر بارہ اوقیہ ہوتا تھا۔

اولاد:۔ جناب خدیجہ سے دو لڑکے ہوئے قاسم اور عبداللہ جن کو طیب اور طاہر بھی کہتے ہیں اور بیٹیاں (بروایت اہل سنت) چار تھیں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہؑ اور بروایت شیعہ صرف حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ و سلام علیہا اور بطن ماریہ قبطیہ سے ایک صاحبزادے ابراہیم نامی تھے۔ یہ ۸ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور اسی سال دس ماہ کی عمر میں انتقال کیا ان کی قبر بقیع میں ہے کتاب الانوار۔ الکشف۔ ایلمع اور بلاذری میں ہے کہ زینب اور رقیہ دونوں حجش کی پروردہ تھیں قاسم و طیب صغر سنی میں رحلت کر گئے تھے قاسم صرف سات دن زندہ رہے (بروایت مجاہد)

زینب کی شادی ابوالعاص سے ہوئی تھی ان سے ایک لڑکی ام کلثوم پیدا ہوئی جس سے حضرت علی نے تزویج کی۔ ابوالعاص جنگ بدر میں پکڑ لیا گیا تھا رسول نے اس پر احسان کیا کہ بغیر فدیہ لیے رہا کر دیا۔ زینب مکہ چھوڑ کر پہلے طائف آئیں پھر آنحضرتؐ کے پاس مدینہ پہنچیں پھر ابوالعاص بھی مدینہ آیا اور مسلمان ہو گیا زینب ہجرت سے سات سال دو ماہ بعد مدینہ میں مر گئیں اور رقیہ کی شادی عتبہ سے ہوئی اور ام کلثوم کی عتیبہ سے یہ دونوں ابولہب کے لڑکے تھے ان دونوں نے طلاق دے دی اس کے بعد رقیہ عثمان کی زوجیت میں آئیں جن سے ایک لڑکا عبداللہ نامی پیدا ہوا جو صرف چھ سال زندہ رہا مرغ نے اس کی آنکھ میں ٹھونگ مار دی یہی سبب موت ہوا رقیہ کے مرنے پر ام کلثوم حضرت عثمان کی زوجیت میں آئیں آنحضرتؐ کے عقب میں سوائے اولاد فاطمہؑ اور کوئی نہ رہا۔

آنحضرتؐ کے رفقاء

حضرت علی، امام حسن، امام حسین، حمزہ۔ جعفر۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار۔ حذیفہ۔ ابن مسعود۔ بلال۔ ابوبکر اور عمر۔

آنحضرتؐ کے کُتّاب

وحی اور غیر وحی کی کتابت اکثر حضرت علیؑ کیا کرتے تھے آپ کے علاوہ ابی بن کعب اور زید بن ثابت بھی کتابت وحی کیا کرتے تھے اور زید اور ابن ارقم بادشاہوں کے نام خطوط لکھتے تھے اور علاء بن عقبہ اور عبداللہ بن ارقم قبالے لکھتے تھے زبیر بن العوام اور ابن الصلت صدقات لکھتے تھے اور حذیفہ چھواروں کے صدقات کا حساب لکھتے تھے اور کبھی کبھی عثمان خالد و اہان پسران سعید و عمرو عاص مغیرہ بن شعبہ حصین بن نمیر علاء بن حضرمی شرجیل بن حسنہ حنظلہ بن ربیع الاسدی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی کتابت کرتے عبداللہ بن ابی سرح کتابت میں خیانت کرتا تھا یہ مرتد ہوگیا تھا، رسولؐ نے اس پر لعنت کی ہے۔ آنحضرتؐ نے معاویہ کو بلانے کے لیے ابن عباس کو بھیجا تاکہ کتابت کرے انہوں نے واپس آکر کہا کھا رہا ہے پھر بھیجا یہی جواب ملا فرمایا خدا اس کے بطن کو سیر نہ کرے۔

آنحضرتؐ کے موّذن و منادی اور دربان

آپ کے حاجب انس بن مالک تھے اور موذن بلال اور وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اذان دی۔ عمرو بن ام کلثوم زیاد بن الحرث ابو محذورہ اوس بن مغیر صرف نماز فجر میں اذان دیتے تھے اور عبداللہ بن زیاد انصاری اور سعید القرضی نے مسجد قبا میں اذان دی منادی ابو طلحہ تھے اور جن کی موجودگی میں کفار کو قتل کیا جاتا تھا وہ علی و زبیر و محمد بن مسلمہ اور عاصم بن الافلح اور مقداد تھے آپ کے دربان و نگہبان سعد بن معاذ تھے جنہوں نے روز بدر عریش میں آپ کی حفاظت کی اور ذکوان بن عبداللہ نے احد میں اور محمد بن مسلمہ نے خندق میں زبیر نے خیبر میں سعد بن ابی وقاص ابو ایوب اور بلال نے فتح مکہ میں۔ کچھ اور لوگ بھی بطور باڈی گارڈ آپ کے ساتھ رہتے تھے جب آیہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) نازل ہوئی تو اس حراست کو ختم کر دیا گیا۔

آنحضرتؐ کے عُمّال

عمرو بن حزام انصاری نجران کا حاکم تھا زیاد بن اسید حضر موت کا خالد بن سعید بن العاص صنعا۔ ابو امیہ مخزومی کندہ کا صدف ابو موسیٰ اشعری زبید و زمعہ عدن و ساحل کا معاذ بن جبل جیلہ کا۔ نصاص یمن کا عمرو عاص اور ابو زید انصاری عمان کا یزید بن ابو سفیان نجران کا۔ حذیفہ دبا کا۔ بلال صدقات اثمار کا۔ عباد بن بشیر انصاری صدقات بنی المصطلق کا اقرع بن حابس صدقات بنی

وارم کا۔ زبرقان بن بدر صدقات عوف کا مالک بن نویرہ صدقات بنی یربوع کا۔ عدی بن حاتم صدقات بنی طے کا اسد و عیینہ بن حصن صدقات بنی فزارہ کا ابو عبیدہ جراح صدقات مزینہ و ہذیل و کنانہ کا۔

آنحضرتؐ کے پیغامبر

حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقش کے پاس بھیجا۔ شجاع بن وہب اسدی کو حارث بن شمر کے پاس۔ دحیہ کلبی کو قیصر کے پاس سلیط بن عمرو عامری کو ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس۔ عبداللہ حذافہ السہمی کو کسریٰ کے پاس۔ عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس اور حضرت سے مشابہت رکھنے والے جعفر طیار حسن بن علی قسثم بن عباس اور ابوسفیان بن الحرث بن عبدالمطلب و ہاشم بن عبدالمطلب اور مسلم بن معتب ابن لہب اور حسن بن علی اور جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی مکہ سے مدینہ کی طرف وہ ابوبکر عامر بن فہیرہ اور ان کا رہنما عبداللہ بن ارلقیط ہیں اور حضرت علی کو امانتیں ادا کرنے کے لیے چھوڑا جب ادا کر دیں تو آپ بھی حضرت سے قبا میں آملے۔

آنحضرتؐ کے خدامؓ

آپ کے خادم آزادوں میں سے انس۔ ہندہ اسما جو خارجہ اسلیہ کی بیٹیاں تھیں۔ ابوالحمرا۔ ابوخلف عیونہ خزاعی عبداللہؓ بن حذرو اور یوم حدیبیہ جس نے آنحضرتؐ کا حلق راس کیا وہ خراش ابن امیہ خزاعی تھا اور حج میں جس نے حجامت کی وہ معمر بن عبداللہ بن حارثہ بن نضر تھا اور پچھنے لگانے سے جو خون نکلا اس کو (احتراماً) پی جانے والا ابوطیبہ تھا اور ابوہند غلام فروہ بن عمرو البیاضی تھا جس کے متعلق نبی نے فرمایا ابوہند تم ہی میں سے ایک شخص ہے پس اس کا نکاح کردو۔ اور ابوموسیٰ اشعری۔

آنحضرتؐ کے شعراء

کعب ابن مالک، عبداللہ بن رواحہ، حسان بن ثابت، نابغہ جعدی، قیس بن صرمہ، ابن الزلعری، امیہ بن الصلت، العباس بن مرداس، طفیل الغنوی، کعب بن نمط، مالک بن عوف، قیس بن بحر الاشجعی، عبداللہ بن الحرب، ابوذہبی الجمحی، اور بجیر ابن ابی سلمہ تھے اور حضرت کی ہجو کرنے والے ابن زلعری السہمی، ہبیرہ ابن ابی وہب المخزومی، منافع بن عبدمناف۔ عمرو بن العاص، امیہ بن الصلت

اور ابوسفیان بن الحرب۔

آنحضرتؐ کا سرمایہ

چند گھوڑے اور خچر اور اونٹ آپ کا سرمایہ تھے جیسے الورد جس کو تمیم داری نے ہدیہ بھیجا تھا۔ یہ خوبصورت گھوڑا تھا۔ الظرب جس کا نام لبسوقہ رکھا تھا اس کو مقوقس نے ہدیہ بھیجا تھا۔ لحیف جس کو ربیعہ ابن برار نے ہدیہ بھیجا اور صحیح یہ ہے کہ نام الورد کا تھا جس کو تمیم داری نے بھیجا تھا۔ المرتجز جس کو حضرت نے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ السکب یہ سب سے پہلا گھوڑا تھا جس پر حضرت سوار ہوئے اور غزوہ احد میں کفار سے جنگ کی اور لعیوب، السبحہ، ذوالعقاب، ملاوح۔

اور خچروں میں دلدل تھا جسے مقوقس نے ہدیہ بھیجا تھا یہ سفید رنگ کا تھا یہ آپ نے حضرت علیؑ کو عطا فرمایا تھا پھر ان کے بعد امام حسنؑ کے پاس آیا ان کے بعد امام حسینؑ کے پاس رہا۔ یہ بوڑھا اور اندھا ہوگیا تھا یہ پہلا خچر تھا جس پر اسلام میں سواری ہوئی ایک نضہ نامی خچر تھا یہ بھی مقوقس نے بھیجا تھا۔

اونٹوں میں غضبا نامے تھا۔ دوسرا قصوی اس کو آنحضرتؐ نے ابوبکر سے چار سو درہم میں خریدا تھا اور اسی پر ہجرت کی تھی ایک اور صہبا نامی تھا۔ ان کے علاوہ چند اور بھی تھے۔ لغوم۔ نوق۔ مردہ اور دس دودھ دینے والی اونٹنیاں جن کو سات یسار دوھتا تھا۔

اور چند جاگیریں تھیں مہرہ سمرہ، عرلیس سعدیہ لغوم، میسرہ، بردہ ان کی آمدنی ازواج پر خرچ فرماتے تھے سات بکریاں تھیں جن کو ام ایمن چراتے تھے سو بھیڑیں تھیں بنی نظیر کا ایک شخص مخیریقؓ جو بہت بڑا عالم تھا مسلمان ہوگیا اور آنحضرتؐ کے ساتھ رہ کر اس نے قتال کی اور مرتے وقت اپنے مال کی وصیت رسول اللہؐ کے لیے کی اور وہ سات باغ تھے جن میں ایک کا نام مشربہ ام ابراہیم تھا اور کچھ علاقے تھے جن میں فدک بھی تھا جو آپ نے حضرت فاطمہؑ کو دیا اور حضرت کے لیے خمس تھا غنیمت میں اور قبل تقسیم بکریوں میں سے جو چاہتے تھے انتخاب کر لیتے تھے لیکن آپ کا حصہ ایک مسلمان کے برابر ہوتا اور انفال بھی آپ کا حصہ تھا آپ کو باپ سے ورثہ میں ام ایمن کو ملیں جنہیں آپ نے آزاد کر دیا تھا اور ورثہ میں ایک گلہ بکریوں کا۔ پانچ اونٹ اور ایک تلوار بھی ملی۔

آنحضرتؐ کے اسلحہ وغیرہ

آنحضرتؐ کو اپنے باپ سے ورثہ میں تین تلواریں ملیں۔ ذوالفقار، مخذم اور رسوب اور غضب نامے تلوار سعد بن عبادہ نے

دی تھی اور کچھ ہتھیار بھی قینقاع سے ملے تھے حضرت کا ایک نیزہ تھا جس کو مستوی کہتے تھے اور ایک چھتر تھا جو نجاشی نے بھیجی تھی جس کو بلال حضرت کے سامنے اُٹھائے رہتے تھے عید کے دن اور سفر میں آپ کے سامنے لگاتے تھے۔

آپ کی زرہوں میں ایک ذات الفضول تھی جسے سعد بن عبادہ نے دیا تھا اور ایک فضہ نامی تھی اور سعدیہ اور ذات الوشاح دو زرہیں بنی قینقاع نے دی تھیں ایک ڈھال دلوق نامی تھی اور دوسری پر بھیڑ کا سر بنا ہوا تھا خدا نے اس کو مٹا دیا ایک ترکش تھا جسے کافورہ کہتے تھے ایک خود تھا سبوغ نامی ایک جھنڈے کا نام عقاب تھا اور رنگ سفید تھا ایک تازیانہ تھا ممشوق نامی ایک چمڑے کا پٹکا تھا جس پر چاندی کے تین حلقے تھے ایک پیالہ تھا شیشہ کا ایک پتھر کا ایک نہانے کا برتن تھا ایک چادر ایک کانسا ایک انگوٹھی چاندی کی جس پر نقش تھا محمد رسول اللہ۔ نجاشی نے دو کالے موزے تحفے میں بھیجے تھے۔ فرش چمڑے کا تھا جس میں خرمے کی چھال بھری ہوئی تھی اور ایک صنعتی لحاف تھا زعفرانی۔ جمعہ کے روز برد احمر پہنتے تھے اور سحاب نامی عمامہ باندھتے تھے اور فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ باندھے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے ایک کیسہ میں کنگھی ہاتھی دانت کی ایک سرمہ دانی ایک قینچی اور ایک مسواک رہتی تھی۔

جس روز انتقال فرمایا دس کپڑے چھوڑے جن میں ایک ازار عمانی تھی دو ثوب صحاری ایک قمیص صحاری ایک سحولی ایک یمنی جبّہ ایک سفید چادر چند ٹوپیاں۔ ازار کا طول تین بالشت تھا۔ آپ کی موت یمنی موٹی ازار میں ہوئی اور ملیدہ نامی چادر میں اور آپ کو سریر اسعد بن زرارہ نے تحفہ میں دیا تھا اور آپ کا منبر تین سیڑھی کا تھا جس کو نجار میمون نے بنایا تھا۔ مسجد بلا مینار تھی۔ بلال موذن تھے اور اصحاب رسول کا شعار تھا یا منصور اُمت۔

آنحضرتؐ کے موالی

آنحضرتؐ کے خادم اور غلام حسب ذیل تھے۔

سلمان فارسی۔ زید بن حارثہ۔ اسامہ بن زید۔ ابورافع۔ عباس نے ان کو آنحضرتؐ کی غلامی میں دیا تھا حضرت نے ان کو آزاد کر دیا۔ ابورافع کی بی بی سلمٰی کے بطن سے عبید اللہ پیدا ہوئے۔ یہ امیر المومنین کے کاتب تھے۔ بلال حبشی۔ صہیب رومی۔ سفینہ یہ ام سلمٰی کے پاس تھے۔ حضرت نے ان کو آزاد کر دیا تھا ام سلمہ نے آنحضرتؐ کی خدمت کی شرط کر لی تھی۔ ثوبان حمیری نے ان کو آنحضرتؐ سے خرید کر آزاد کر دیا تھا مگر یہ زمانہ معاویہ تک آنحضرتؐ اور ان کی اولاد کی خدمت سے جُدا نہ ہوئے یسار بن النوبی یہ غزوہ بنی ثعلبہ میں قید ہوئے بعد کو حضور نے انہیں آزاد کر دیا ان کا نام صالح بن عدی الحبشی تھا۔ یہ غلام آپ کو اپنے باپ سے ورثہ میں ملا تھا یہ رے کے دہقانوں کی اولاد سے تھا۔ مدعم الحبشی یہ فردہ بنت عمرو الجذامی کا ہدایہ تھا۔ ابو کبشہ اس کا نام سلم تھا ارض دوس یا مکہ کا رہنے والا تھا۔ حضرت نے اسے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ہشام۔ ابوایمن جن کا نام رباح تھا یہ حبشی تھا ابو لبابہ قرضی جس کو آنحضرت نے خرید کر آزاد کیا تھا فضالہ انسۃ بن کردی عجمی بدر میں قتل ہوا۔ کرکرہ کسی نے یہ ہدیہ دیا تھا آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ ابوضمیرہ اس کو ام سلمہ

نے آنحضرتؐ کے لیے خریدا تھا۔ حضرت نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ ابو ثابت۔ ابو ہیرۂ۔ ابو سلمیٰ۔ ابو حیب۔ ابو رافع۔ ابو القیظ۔ ابو البشر
مہران، عبید، اقلح، رفیع، یسار الاکبر اور کنیزیں بعض حارثہ بنت سمعون جس کو بادشاہ حبشہ نے ہدیہ بھیجا تھا سلمہ۔ ام ایمن جن کا نام
برکہ تھا اسلمہ، آنسہ ایک غلام خصی تھا مابعد نامے۔

آنحضرتؐ کے حالات اور تواریخ

ایام تشریق میں جمرۃ العقبتا الوسطی کے نزدیک مکان عبداللہ بن عبدالمطلب میں آنحضرتؐ کی والدہ گرامی حاملہ ہوئیں اور حضرت مکہ میں روز جمعہ وقت طلوع فجر پیدا ہوئے ۱۷ ماہ ربیع الاول کو اصحاب فیل کے ہلاک ہونے کے ۵۵ دن بعد اور مورخین عامہ نے پیر کے دن پیدا ہونا لکھا ہے جبکہ سلطنت نوشیروان کے سات سال باقی تھے اور بعض کے نزدیک سلطنت ہرمز کے آٹھ سال تھے اور ۱۸ ماہ بادشاہ عرب عمرو بن ہید کو گزرے تھے۔

اور تاریخ طبریٰ میں ہے کہ نوشیرواں کی حکومت کے بیالیسویں سال پیدا ہوئے اور یہی صحیح ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ میں ملک عادل نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا اور کلبی نے کہا کہ شعب ابو طالب میں مکان محمد بن یوسف کے آخری گوشہ میں بائیں طرف ولادت ہوئی۔

اور طبریٰ نے لکھا ہے اس گھر کے حصّہ میں جواب دار یوسف کہلاتا ہے۔ یہ یوسف حجاج بن یوسف کا بھائی تھا اس مکان کو اس نے عقیل سے خریدا تھا اور اس گھر کو اپنے گھر میں شامل کر لیا تھا پھر اس کو خیزران نے نکال باہر کیا اور وہاں ایک مسجد بنالی جس میں بنی زہرہ نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ طرابلسی سے مروی ہے کہ جس گھر میں رسول اللہ پیدا ہوئے (دار محمد یوسف) ان کے والد نے اسی میں انتقال فرمایا، جبکہ حضرت دو ماہ کے تھے اور واقدی نے لکھا ہے سات ماہ کے تھے طبری لکھتا ہے حضرت کے والد نے وفات پائی مدینہ میں اور دفن ہوئے دار نابغہ میں اور ابو اسحٰق کہتا ہے کہ وفات پائی حضرت کے والد نے جبکہ آپ حالت حمل میں تھے اور والدہ کا انتقال ہوا جبکہ آپ چار سال کے تھے اور کلبی نے لکھا ہے کہ وہ اٹھارہ ماہ کے تھے محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ ان کی والدہ نے ابوا میں وفات پائی جبکہ وہ مکہ کو آرہی تھیں اور آنحضرتؐ چھ ماہ کے تھے اور پرورش کی آپ کی عبدالمطلب نے اور ان کا انتقال ہوا جبکہ آپ آٹھ سال ۲ ماہ اور دس دن کے تھے آپ نے ابو طالب کو وصیت کی اور پھر انہوں نے پرورش کی کتاب العروس اور تاریخ طبری میں ہے کہ دودھ پلایا آپ کو ثویبہ کنیز ابولہب نے اپنے بیٹے مسروح کا دودھ چند دن اور یہ مسلمان مری ۷ھ میں اس کا بیٹا اس سے پہلے مرا۔ پھر دودھ پلایا آپ کو حلیمہ نے آپ بنی اسعد میں حلیمہ کے ساتھ پانچ سال رہے اور اس نے اس سے پہلے حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔

نو سال کے سن میں آپ ابو طالب کے ساتھ تجارت کو گئے اور بعض نے ۱۲ سال کی عمر لکھی ہے اور ۲۵ سال کی عمر میں آپ خدیجہ

کی طرف سے بغرض تجارت شام کی طرف گئے اور چند ماہ بعد ان سے شادی کی یعقوب کلینی نے لکھا ہے کہ خدیجہ سے آپ نے شادی کی جبکہ آپ بیس سال چند ماہ کے تھے اور ۲۴ سال اور چند ماہ بعد آپ کے ساتھ زندگی بسر کی کعبہ کو بنایا اور قریش کے فیصلے پر راضی ہوئے جبکہ آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔

ابن عباس اور انس سے مروی ہے کہ سب سے پہلے وحی آپ پر روز دوشنبہ ۲۷ رجب کو ہوئی جبکہ آپ چالیس سال کے تھے اور ابن مسعود نے ۴۱ سال لکھے ہیں۔ ابن مسیب اور ابن عباس نے ۴۳ سال ۱۱ ماہ ربیع الاوّل کو اور بعض نے۔ اور ربیع الاوّل لکھا ہے۔ بعض نے کہا ہے ماہ رمضان میں مبعوث ہوئے جیسا کہ خدا فرماتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (سورہ البقرہ ۱۸۵/۲) یعنی ابتدا نزول قرآن کی ۱۷ یا ۱۸ رمضان کو ہوئی ابن عباس نے ۴۲ لکھی ہے۔

ابی الحلہ سے مروی ہے کہ جب حضرت دعوة اسلام کے لیے کھڑے ہوئے تو ابو طالب نے ان کی مدد کی پس خدیجہ اور علی اور زید یا سب سے پہلے اسلام لائے بعثت کے دو سال بعد اور بعض کے نزدیک ایک سال بعد طائف سے لوٹنے پر معراج ہوئی حلبی نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ پانچ سال تک حضرت نے بحالت خوف خفیہ دعوت دی علیؑ اور خدیجہ آپ کے شریک حال تھیں پھر خدا نے حکم دیا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورہ الحجر ۹۴/۱۵) یعنی علی الاعلان دعوت دو اس کے بعد حضرت نے ظاہر بظاہر دعوت دی اعلان نبوت کے ۹ سال ۸ ماہ بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور یہ شعب سے نکلنے کے دو ماہ بعد کا واقعہ ہے اور واقدی کا بیان ہے کہ تین سال قبل ہجرت شعب سے باہر نکلے اور اسی سال ابو طالب نے وفات پائی اور پھر چھ ماہ بعد جناب خدیجہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت کی عمر ۴۶ سال ۸ ماہ اور ۲۴ دن کی تھی اور بعض کے نزدیک ۴۷ سال چھ ماہ اور چند دن۔

بہ سند عبداللہ کتاب المعروف میں ہے کہ ابو طالب کی وفات سے تین دن بعد خدیجہ نے انتقال کیا۔ المحرت میں نوی سے مروی ہے کہ خدیجہ نے مکہ میں قبل ہجرت وفات پائی نماز میت فرض ہونے سے پہلے حضرت نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا اس کے بعد صرف تین ماہ حضرت مکہ میں رہے پہلے صحابہ کو ہجرت حبشہ کا حکم دیا پس اصحاب کی ایک جماعت مع اپنے اہل و عیال کے نکلی یہ واقعہ اعلان نبوت کے پانچ سال بعد کا ہے شعب میں محصوری کی مدت بعض نے چار بعض نے تین اور بعض نے ۲ سال لکھی ہے۔ وفات ابو طالب کے بعد آپ طائف تشریف لے گئے اور ایک ماہ وہاں قیام کیا۔ آپ کے ساتھ زید بن حارثہ تھے پھر مکہ واپس آگئے اور ایک سال چھ ماہ جوار مطعم بن عدی میں رہے۔ آپ موسم حج میں قبائل کو دعوت اسلام دیتے تھے بیعت عقبہ اولیٰ منیٰ میں تھی یہاں خفیہ طور پر بنی خزرج میں سے پانچ نے اور بنی اوس میں سے ایک نے بیعت کی۔ دوسری بیعت السنا تھی یہاں جابر بن عبداللہ قطبہ ابن عامر ابن حرام عوف بن الحرث حارثہ بن ثعلب۔ مرثد بن الاسد، ابو امامہ ثعلبہ بن عمرو اسود بن زرارہ۔ جب یہ لوگ مدینہ میں آئے اور لوگوں سے آنحضرتؐ کا حال بیان کیا اور قرآن پڑھا تو تصدیق کی اور اگلے سال یہ لوگ بھی مکہ آئے اور حضرت سے بیعت کی یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے

پھر بیعت کی ابو الہیثم بن تیہان نے عبادہ بن صامت نے ذکوان بن عبداللہ نافع ابن مالک۔ عباس بن عبادہ فضل یزید بن

ثعلبہ مسعود بن الحرث، عویم بن ساعدہ نے حضرت سے ان کے ساتھ اپنے چچا زاد بھائی مصعب بن ہاشم کو بھیجا انہوں نے اسعد بن زرارہ کے یہاں قیام کیا لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور اسلام لائے سوائے خاندان امیہ بن زید حطمہ۔ وائل اور واقف کے یہ لوگ بدر واحد وخندق کے بعد ایمان لائے۔

اگلے سال اوس اور خزرج کے ستر آدمی ایمان لائے ان میں سے بارہ آدمیوں کو حضرت نے انتخاب کر کے نقیب بنایا ان میں سے نو قبیلہ خزرج کے تھے اور تین قبیلہ اوس کے خزرج سے تھے اسعد، جابر برا بن معرور، عبداللہ بن خرام، سعد ابن عبادہ، منذر بن قمر، عبداللہ بن رواحہ، سعد بن ربیع اور قوافل سے عبادہ بن صامت اور اوس سے ابوالہیثم، اسید بن خضیر اور سعید بن خثیمہ۔ اور حضرت نے اپنے قاصد فتح مکہ اور اپنی وفات کے درمیانی زمانہ میں ادھر اُدھر بھیجے ان وفود میں بنی سلیم کی طرف بھیجے گئے۔ عباس بن مرواس اور بنو تمیم میں عطارد بن حاجب بن زرارہ بنو عامر بن طفیل واربد بن قیس اور بنو سعد بن بکر میں، سالم بن ثعلبہ عبدالقیس، جارہ بن عمرو، بنو حنیفہ میں مسیلمہ کذاب طے میں۔ زید الخیل اور عدی بن حاتم، بنی زبید میں سے عمرو بن سعدی۔ کرب بنی کندہ میں اشعث بن قیس۔ نجران میں سید و عاقب ابوالحارث اور ازد۔ بنی حارث کی طرف قیس بن الحصین کو بھیجا۔ جب مختلف قبائل اسلام لے آئے تو آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور صحابہ کو بھی ہجرت کا حکم دیا اس وقت حضرت کی عمر ۵۳ سال کی تھی۔ حضرت نے دوشنبہ کے دن ہجرت فرمائی تین دن غار میں رہے اور بعض کے نزدیک چھ روز رہے۔ مدینہ میں ۱۲ ربیع الاوّل روز دوشنبہ داخل ہوئے یہی سال ہجری ہے مگر تاریخ میں اس کا آغاز محرم سے ہوا جب حضرت قبا میں پہنچے تو دار کلثوم بن الہدم میں قیام فرمایا پھر خثیمہ اسی کے گھر تین روز رہے اور بعض کے نزدیک ۱۲ روز حضرت علیؑ کے پہنچنے تک اور اہل مدینہ ہر روز حضور کے استقبال کے لیے قبا جاتے تھے اور واپس آتے حضرت نے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی اور جمعہ کے روز مدینہ کو روانہ ہوئے اور بطن وادی کی مسجد میں نماز پڑھی اول نماز جو مدینہ میں پڑھی گئی نماز عصر تھی پھر آپ ابوایوب کے یہاں تشریف لائے اور جب ہجرت کو ایک مہینہ گزر گیا تو صلوٰۃ مستقیم پڑھی گئی اور حضرت نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی اور اذان کا طریقہ جاری کیا۔

جب ہجرت کو ایک سال دو ماہ اور ۲۲ دن گزر گئے تو حضرت نے جناب فاطمہؑ کی تزویج حضرت علیؑ سے کر دی اور ایک روایت میں ہے کہ مدینہ میں آنے کے ایک سال بعد شادی کی حسن سے روایت ہے کہ قرآن مکہ میں ۱۸ سال نازل ہوا اور مدینہ میں دس سال اور شعبی نے مدت نزول قرآن بیس سال لکھی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ تحویل قبلہ کا حکم کب ہوا فرمایا جنگ بدر سے لوٹنے کے بعد اور وہ صبح کی نماز کا رکوع تھا پس آپ نے رُخ پھیر لیا بخاری اور واحدی نے لکھا ہے کہ حضرت نے مدینہ میں آکر اٹھارہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ بخاری نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے قبل ہجرت جتنے حج کیے ان کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی لیکن بعد ہجرت صرف ایک حجۃ الوداع کیا جابر سے منقول ہے کہ دو حج کیے اور طبری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے چار عمرے کیے متفرق اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تین عمرے کیے۔

حضرتؐ کا قیام مدینہ میں دس سال رہا حجۃ الوداع کے بعد آپ نے یوم غدیر خم حضرت علیؑ کو اپنا جانشین بنایا اس کے بعد جب مدینہ واپس ہوئے تو آپ نے اسامہ بن زید کو حکم دیا کہ وہ ایک لشکر تیار کرکے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے روانہ ہو اور اس کی ماتحتی میں حضرت ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ کو بھی رکھا جب لشکر اسامہ مقام جرف میں پہنچا تو حضور اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں وفات پائیؐ آپ نے فرمایا لشکر اسامہ کو روانہ کرو اور یہ مکرر بیان فرمایا جب گیارہواں سال ہجرت کا شروع ہوا تو ماہ محرم سے آپ کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا اور ماہِ صفر میں روز دوشنبہ آپ نے رحلت فرمائیؐ اور بعض کے نزدیک روز جمعہ ۱۲ ربیع الاول کو آپ کی مدینہ میں تشریف آوری سے لے کر وفات تک کا زمانہ دس سال ہے غروب شمس سے پہلے آپ کا انتقال ۶۳ سال کی عمر میں ہوا حضرت کی وصیت کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نے غسل دیا اور ایک روایت (اہل سنت کی) یہ ہے کہ تین دن حضرت دفن نہ ہوئے لوگ آ آ کر نماز پڑھتے تھے ابو طلحہ اور زید بن سہل نے قبر کھودی اور حضرت علیؑ نے دفن کیا اور عباس و فضل اور اسامہ آپ کی مدد کرتے رہے۔

آنحضرتؐ کی معراج

معراج کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے خوارج اس سے انکار کرتے ہیں اور جہمیہ فرقہ کہتا ہے کہ معراج روحانی تھی نہ کہ جسمانی۔ بطریق خواب تھی اور امامیہ زیدیہ اور معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ روح و جسم دونوں سے بیت المقدس تک گئے جیسا خدا فرماتا ہے۔ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (سورہ اسرائیل ۱/۱۷) اور دوسرے لوگوں نے کہا آسمانوں پر مع روح و جسد دونوں گئے (صحیح عقیدہ یہی ہے) اور ابن عباس، ابن مسعود، جابر، حذیفہ و انس و عائشہ اور ام ہانی سے بھی یہی روایت ہے اور ہمارا عقیدہ ہے دلیل کے ساتھ۔

موسیٰ کی معراج طور تک تھی وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ (سورہ القصص ۴۶/۲۸) اور ابراہیم کی آسمان تک دنیا تک وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ (سورہ الانعام ۷۵/۶) اور عیسیٰ کی آسمان چہارم تک بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (سورہ النساء ۱۵۸/۴) اور ادریس کی جنت تک۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (سورہ مریم ۵۷/۱۹) اور آنحضرتؐ کی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (سورہ النجم ۹/۵۳) تک یہ آنحضرتؐ کے علو ہمت کے اسی لیے کہا گیا ہے المرء یطیر بہمتہ (آدمی بلحاظ ہمت ترقی کرتا ہے۔ خدا معراج کے متعلق فرماتا ہے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ (سورہ اسرائیل ۱/۱۷) اور نزول کی قسم کھاتا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (سورہ النجم ۱/۵۳) پس آنحضرتؐ کا عروج و نزول دو تاکیدوں کے ساتھ ہے۔ سدی اور واقدی نے کہا ہے کہ حضرت کی معراج مکہ میں ہجرت سے چھ ماہ قبل ۱۷ رمضان کی شب میں تھی دار ام ہانی بنت عبدالمطلب میں اور بعض کے نزدیک خانہ خدیجہ میں بعض کے نزدیک شعب ابو طالب میں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت کو معراج ۲ ربیع الاوّل کو اعلان نبوت کے دو سال بعد ہوئی۔ پہلی معراج عبادت سے اور دوسری معراج کرامت۔

حدیث صفت بُراق

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبریل آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا میرے رب نے آپ کے پاس مجھے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں تم کو لے جاؤں پس اُٹھیے اللہ آپ کو ایسی کرامت عطا فرمائے گا جو نہ کسی کو آپ سے پہلے ملی ہے نہ بعد۔ یہ سن کر حضرت کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پس آنحضرتؐ مع جبریل و میکائیل اور ستر ہزار ملائکہ کے روانہ ہوئے یہ فرشتے حضرت کے لیے ایک سواری لائے تھے جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی تھی اس کے رخسارے انسان کے رخساروں کی مانند تھے اور پیر اونٹ کے پیر کی طرح اور گردن کے بال بال فرس کی طرح اور دُم گائے کی دُم کی طرح۔ پیر ہاتھوں سے زیادہ لمبے تھے اور اس کے دو بازو تھے۔ حدنگاہ تک لمبے۔ اس کی لگام یاقوت سرخ کی تھی۔ جب حضرت نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے سرکشی کی جبریل نے کہا یہ محمدؐ ہیں پس اس نے اطاعت کی اور زمین سے اپنے کو ملا دیا۔ جبریل نے اس کی لگام پکڑی۔ اور میکائیل نے رکاب۔ حضرت سوار ہوئے جب اترا تھا تو اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے اور جب اُوپر کو اُٹھا تو اپنے پیر اٹھائے۔ جب حضرت بطن بلحا میں پہنچے تو آپ کو پیاس معلوم ہوئی پس ایک ظرف میں پانی لایا گیا۔ حضرت نے کچھ پیا باقی گرا دیا۔ اثنائے راہ میں داہنی طرف سے آواز آئی یا محمدؐ۔ پھر بائیں طرف سے آواز آئی یا محمدؐ۔ پھر ایک عورت سامنے آئی جو انتہا درجے کی حسین و جمیل تھی۔ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ داہنی طرف سے پکارنے والا یہودیوں کا داعی تھا۔ اگر تم جواب دیدیتے تو تمہاری تمام اُمت یہودی ہو جاتی اور بائیں طرف پکارنے والا نصرانیوں کا داعی تھا۔ اگر تم جواب دیدیتے تو تمام امت نصرانی ہو جاتی اور وہ حسین عورت دنیا تھی اگر تم اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تو تمہاری امت دین کو دنیا پر ترجیح دیتی۔ جبریل بیت المقدس آئے اور اسے اٹھا کر نیچے سے تین پیالے نکالے ایک دودھ کا ایک شہد کا ایک شراب کا حضرت نے دودھ اور شہد کا پیالہ تو پی لیا اور شراب کے پیالے کے متعلق فرمایا میں سیر ہو گیا جبریل نے کہا اگر آپ اسے پی لیتے تو آپ کی تمام امت گمراہ ہو جاتی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبریل کے ساتھ ایک فرشتہ اُترا تھا جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں آیا تھا اس کے پاس تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں تھیں اس نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اگر چاہو نبی عبد بنو اور چاہو نبی ملک بنو۔ فرمایا میں نبی عبد ہوں گا۔

جب حضرت کو لے کر بُراق اُوپر کو اُٹھا تو اس کا نچلا حصہ صخرۂ بیت المقدس پر تھا اور سر آسمان میں جب آنحضرتؐ آسمان پر پہنچے تو ایک درخت کے نیچے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کے گرد کچھ لڑکے تھے جبریل نے حضرت سے کہا یہ تمہارے باپ آدمؑ ہیں جب اپنی اولاد سے کسی کو داخل جنت ہوتے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب داخل دوزخ ہوتے دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں پھر ایک فرشتہ کو دیکھا ترش رو جس کے ہاتھ میں ایک تختی تھی جس میں نورانی خط بھی تھا اور ظلمانی بھی۔ جبریل نے کہا یہ ملک الموت ہے پھر ایک

فرشتہ کرسی پر بیٹھا دیکھا۔ جبریل نے کہا یہ مالک خازن نار ہے یہ کشادہ پیشانی تھا جب سے داروغہ جہنم ہوا۔ اس کے بعد پھر اس کو کسی نے ہنستے نہ دیکھا۔ حضرت نے فرمایا ذرا دوزخ کا معائنہ تو کراؤ پس دیکھا جو کچھ دیکھا۔ پھر جنت میں داخل ہوئے اور دیکھا اور یہ آواز سنی قَالُوٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ الاعراف ۷/۱۲۱) رضوان نے کہا یہ ساحران فرعون ہیں (جو رب موسیٰ و ہارون پر ایمان لائے تھے) پھر اللھم لبیک کی آواز سنی اس نے کہا یہ حاجی لوگ ہیں۔ پھر تکبیر کی آواز سنی اس نے کہا یہ غازی ہیں پھر تسبیح کی آواز سنی کہا یہ انبیاء ہیں پھر جب سدرہ پر پہنچے تو جبریل نے کہا یا رسول اللہ آپ آگے تشریف لے جائیے میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر ایک انگل آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا آنحضرتؐ نے جبریل کو وہیں چھوڑا انہوں نے کہا آپ کے سوا کوئی نبی اس مقام تک نہیں پہنچا۔

مروی ہے کہ دوسرے آسمان پر حضرت نے عیسیٰ اور یحییٰ سے ملاقات کی۔

تیسرے پر یوسف سے چوتھے پر ادریس سے پانچویں پر ہارون سے۔ چھٹے پر کروبیوں سے ساتویں پر خلفاءؑ اور ملائکہ سے اور بروایت ابوہریرہ چھٹے پر موسیٰ سے ساتویں پر ابراہیم سے۔

اور بروایت ابن عباس ملائکہ حجب کو دیکھا کہ وہ سورہ نور کی تلاوت کر رہے ہیں اور خزانِ کرسی آیۃ الکرسی پڑھ رہے ہیں اور حاملان عرش حٰم المومن۔

جب قاب قوسین پر پہنچے تو ہزار بار قریب ہونے کے لیے ندا دی گئی اور ہر مرتبہ حضرت کی ایک حاجت پوری کی گئی۔ پھر کہا مجھ سے مانگو میں دوں گا۔ عرض کی پروردگارا تو نے ابراہیم کو خلیل بنایا موسیٰ سے طور پر کلام کیا اور سلیمان کو ملک عظیم دیا پس مجھے تو نے کیا دیا فرمایا میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور تجھے حبیب۔ موسیٰ سے کلام کیا بساط طور پر اور تجھ سے کلام کیا بساط نور پہ سلیمان کو ملک فانی دیا اور تجھ کو ملک باقی جنت میں پس میں محمود ہوں تو محمد میں نے تیرا نام اپنے نام سے مشتق کیا جو تم سے تعلق رکھے گا میں بھی اس سے تعلق رکھوں گا اور جو تم سے قطع تعلق کرے گا میں بھی اس سے قطع تعلق کر دوں گا تم اتر کر میرے بندوں کے پاس جاؤ اور میری اس بخشش کا ذکر کرو جو میں نے تم پر کی۔ میں نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے لیے وزیر مقرر کیا ہے پس تم میرے رسول ہو اور علی تمہارے وزیر ہیں۔

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت ساتویں آسمان پر پہنچے تو ندا آئی اے محمد تم ایسی جگہ چل رہے ہو جہاں کوئی نبی نہیں پہنچا اور یوں خدا نے کلام کیا۔

پھر پوچھا تم نے اپنے بعد اپنی امت میں اپنا جانشین کس کو بنایا عرض کی خدا بہتر جاننے والا ہے۔ فرمایا علی ابن ابی طالب امیرالمومنین ہیں۔

مروی ہے کہ شب معراج چار چیزیں حضرت کو عطا ہوئیں۔ قاب قوسین تک رسائی۔ مناجات فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى سورہ النجم ۵۳/۱۰) سدرہ کا منظر اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى (سورہ النجم ۵۳/۱۶) امامت علی علیہ السلام۔ لوگوں نے کہا معراج میں پانچ حرف ہیں میم سے مراد مقام رسول خدا کے نزدیک۔ عین سے عزت اللہ کے نزدیک رے سے رفعت درجات الف سے انبساط

انعام الہیہ برحیم سے جاہ و منزلت ملکوت اعلیٰ ہیں۔

مروی ہے کہ جب شب معراج ابوطالب نے آنحضرتؐ کو ان کی جگہ پر نہ پایا تو تلاش کرنے لگے اور بنی ہاشم کو متوجہ کیا اور کہنے جاتے تھے کیسی بڑی مصیبت ہوگی اگر میں نے صبح تک رسول اللہ کو نہ دیکھا جبکہ وہ سی پریشانی میں تھے انہوں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آسمان سے اترنے کے بعد خانہ ام ہانی کے دروازہ پر کھڑے ہیں حضرت سے کہا میرے ساتھ چلو پس خانہ کعبہ میں داخل ہوئے بنو ہاشم بھی آگئے۔ ابوطالب نے حجر اسود کے پاس کھڑے ہوکر کہا اے بنی ہاشم یہاں سے نکل جاؤ یہ تمہارے ساتھی نہیں۔ پھر قریش سے فرمایا اگر میں محمد کو نہ پاتا تو میں تم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا پھر حضرت نے معراج کے واقعات لوگوں سے بیان کیے لوگوں نے پوچھا ہم سے بیت المقدس کا حال بیان کیجئے۔ حضرت نے کل حال بیان فرمایا پھر انہوں نے مختلف قسم کے سوالات کیے۔ حضرت نے جوابات دیئے مگر اس پر بھی بہت تھوڑے سے ایمان لائے۔

آنحضرتؐ کی ہجرت

آنحضرتؐ موسم حج میں قبائل عرب پر تبلیغ کیا کرتے تھے خزرج کے ایک گروہ نے حضرت سے ملاقات کی آپ نے ان کو بٹھا کر دعوت الی اللہ دی اور قرآن ان کو سنایا ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا واللہ یہ وہی نبی ہے جس کا وعدہ یہودی کرتے تھے پس انہوں نے دعوت حق قبول کی اور کہا ہم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہماری قوم کی طرح کسی قوم میں عداوت و شر نہیں شاید اللہ آپ کی وجہ سے ان میں محبت پیدا کر دے آپ آیئے اور دعوت دیجئے یہ چھ آدمی تھے۔ حضرت نے فرمایا جب تم مدینہ واپس جاؤ تو اپنی قوم سے یہ حال بیان کرنا اس کے بعد ہر حلقہ میں وہاں آنحضرتؐ کا بیان ہونے لگا۔ اگلے سال جب حج کا زمانہ آیا تو انصار سے آنحضرتؐ کو بارہ آدمی ملے اور بیعت کی اس بات پر کہ نہ شرک باللہ کریں گے اور نہ ایک دوسرے پر زیادتی کریں گے جب وہ واپس چلے تو حضرت نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا تاکہ وہ ان کو نماز پڑھائیں۔ وہ جب تک رہے مدینہ میں مقری کہلاتے رہے مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہوں سوائے وادا بہ و حطیمہ نے وائل خاندانوں کے۔ مصعب بہت سوں کو مسلمان بنا کر واپس آگئے۔

اگلے سال حاجیوں کے ساتھ موسم حج میں انصار پھر آئے اور عقبہ کے پاس شعب میں جمع ہوئے ایام تشریق میں رات کے وقت یہ ستر مرد اور عورت تھے۔ حضرت نے فرمایا میں تم سے اسلام پر بیعت لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اللہ کا حق ہم پر کیا ہے اور آپ کا کیا حق ہم پر ہے اور ہمارا حق اللہ پر کیا ہے۔ فرمایا اللہ کا حق یہ ہے کہ لوگ شرک باللہ نہ کریں اور میرا حق یہ ہے کہ تم میری مدد اسی طرح کرو جس طرح اپنے بی بی بچوں کی کرتے ہو چاہے تلوار چلانی پڑے یا تمہارے نیک لوگ قتل ہو جائیں انہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو خدا کی طرف سے ہم کو کیا ملے گا۔ فرمایا دنیا میں دشمن پر کامیابی اور آخرت میں خدا کی رضا اور جنت۔ یہ سن کر براء بن معرور نے بیعت کی اور کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے جو آپ کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے واللہ ہم پشتہا پشت سے اہل حروب اور صاحبان حلف ہیں۔ پھر ابوالہیثم نے کہا ہمارے اور ان لوگوں کے

درمیان پہاڑ حائل ہیں اگر ہم نے ان کو قطع کیا یا انہوں نے قطع کیا تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔ حضرت یہ سن کر مسکرائے میں بھی اس سے لڑوں گا جس سے تم لڑو گے۔ اور صلح کروں گا اس سے جو تم سے صلح کرے گا۔ پھر فرمایا تم اپنے میں بارہ آدمی انتخاب کرو جن کو میں اپنا نقیب بناؤں گا میں تم سے اسی طرح بیعت لوں گا جس طرح عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے لی تھی ضامن ہو کر قومی معاملات کے۔ میں رکوں گا اس سے جس سے تم رکو گے اور تمہاری عورتیں اور بچے رکیں گے۔ اس پر ان سب نے بیعت کر لی۔ شیطان نے کفار و مشرکین کے کانوں میں یہ خبر پھونک دی کہ محمد اور ان کے ساتھی تم سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے ہیں یہ سن کر لوگ دوڑے اور سعد کو پکڑ کر اس کی سواری پر باندھ دیا اور مکہ واپس لا کر خوب مارا جب یہ خبر جبیر بن مطعم اور حارث ابن حرب بن امیہ نے سنی تو وہاں آئے اور ان کو چھڑایا۔ حضرت نے سوائے صبر اور دعا کے اور کوئی حکم نہ دیا اور یہ ہدایت دی کہ جاہلوں سے درگزر کریں۔

الغرض جب قریش نے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا تو آپ نے ان کو ہجرت کا حکم دیا یہاں تک کہ جب حضرت علیؑ اور ابوبکرؓ کے سوا کوئی باقی نہ رہا تو قریش کو یہ اندیشہ ہوا کہ آنحضرتؐ بھی یوں ہی نکل جائیں گے اور یہ کہ یہ ایک جا جمع ہو کر ہم سے لڑیں گے تو وہ دارالندوہ میں جمع ہوئے اور وہ قصیٰ بن کلاب کا گھر تھا وہاں مشورہ کرنے لگے۔ شیطان وہاں ایک نجدی کی صورت میں آیا اور کہا میں ایک صائب رائے دینے کے لیے تمہارے معاملہ میں آیا ہوں۔ اب لوگوں نے اپنی رائے بیان کی کسی نے کہا ابھی کچھ دن انتظار کرو کسی نے کہا نکال باہر کرو کسی نے کہا قید کرو کسی نے نیزے مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کو کہا۔ ابوجہل نے کہا یہ سب غلط ہے میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے دس قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی چن لیں اور رات کو دسوں مل کر قتل کر دیں۔ ایسی صورت میں بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کس کس سے قصاص طلب کریں گے سب نے کہا اے ابوالحکم یہ رائے تیری سب سے بہتر ہے۔

جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا آج کی رات آپ وہاں نہ سوئیں جہاں سویا کرتے ہیں پس آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا۔ خدا نے وحی کی ہے کہ میں رات کو ہجرت کر کے غار ثور کی طرف جاؤں اور تم کو اپنی جگہ پر سلاؤں تاکہ دشمنوں کو تم پر میرا گمان ہو۔

حضرت علیؑ نے کہا میرے سونے سے آپ کی جان بچ جائے گی۔ فرمایا ہاں۔

یہ سن کر حضرت علی مسکرائے اور زمین پر سجدہ کیا اور اسلام میں سب سے پہلے سجدۂ شکر کرنے والے آپ تھے۔

سجدہ سے سر اٹھا کر عرض کی میری آنکھ کان اور دل آپ پر فدا ہوں آپ کو جہاں جانے کا حکم ہے شوق سے تشریف لے جائیے فرمایا اچھا تم میرے فرش پر سو جاؤ اور میری حضرمی چادر اوڑھ لو اے علیؑ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ امتحان لیتا ہے اپنے اولیاء کا بقدر ان کے ایمان و منازل کے ان کے دین میں پس مقام امتحان میں سب سے زیادہ امتحان انبیاء کا ہے پھر ثم الا مثل فالا مثل۔ پس اے ابن عم خدا نے تیرا امتحان لیا ہے اور میرا امتحان۔

تیرے بارے میں اسی طرح لیا ہے جس طرح ابراہیم خلیل کا ذبح اسمٰعیل کے بارے میں لیا تھا پس صبر کر صبر خدا کی رحمت احسان کرنے والوں سے قریب ہوتی ہے پھر اپنے سینے سے لگایا اور روانہ ہوئے ابوبکر آپ کے پیچھے چلے۔ اور ہند ابن ابی ہالہ اور عبداللہ بن فہیرہ

اور ان کا رہنما اریقط لیثی نے حکم دیا کہ فلاں مقام پر جائیں۔

مروی ہے کہ ان سب کی روانگی کے بعد آنحضرتؐ نے کچھ وصیتیں کیں پھر آپ رات کے اندھیرے میں گھر سے نکلے۔ قریش کے لوگ محاصرہ کئے ہوئے آدھی رات کے انتظار میں کھڑے تھے۔ حضرت اس آیت کی تلاوت کرتے نکلے۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا (سورہ یٰسین ۹ / ۳۶) آپ کے ہاتھ میں مٹی تھی جس کو آپ نے ان کے سروں پر پھینکا اور نکلے چلے گئے اور غار کی طرف رُخ کیا۔ ہند و عبداللہ دونوں کو واپس کردیا۔ حضرت کے جانے کے بعد کفّار نے علی علیہ السلام پر ہجوم کیا اور جب آنحضرتؐ کو نہ پایا تو آپ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت رسول خداؐ حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کر گئے تھے کہ میرے پاس جو امانتیں ہیں ان کو ادا کرکے مجھ سے آملنا۔ آنحضرتؐ کا قیام غار میں تین دن رہا۔ اور حضرت علیؑ آپ کے فرش پر پہلی رات میں سوئے۔ جب آپ سرزمین مدینہ پر پہنچے تو پہلے قبا میں قیام کیا اور بنی عمرو بن عوف کے یہاں مقیم ہوئے علی علیہ السلام کے انتظار میں اور آپ نے ابو واقد قریشی کے ذریعہ سے حضرت علیؑ کو اپنے یہاں قیام کی اطلاع کرادی تھی۔ حضرت علیؑ ادائے امانات کے بعد مع جناب فاطمہ اور دیگر ہاشمی خواتین اور ام ایمن کنیز رسولؐ وغیرہ کے مکہ سے چلے اور ابو واقد سواریوں کے آگے آگے تھا۔ اس نے کچھ تیزی سے چلانا شروع کیا کہ آپ نے فرمایا اے ابو واقد نرمی سے کام لے۔ یہ عورتیں ضعیف اور کمزور ہیں۔ اس نے کہا میں اس لیے تیز چلانا چاہ رہا ہوں تاکہ دشمن ہم تک پہنچ نہ جائے۔ حضرت نے فرمایا مجھے آنحضرتؐ نے خبر دی ہے کہ وہ ہم تک نہ پہنچیں گے۔ یہ سن کر اس نے اونٹوں کو آہستہ چلانا شروع کیا اور یہ رجز پڑھتا جاتا تھا۔ و لیس الا الله فارفع ظنکا یکفیك رب الناس ما اهمکا۔ جب وادی ضجنان میں پہنچے تو جاسوس آٹھ سوار وہاں پہنچ گئے حضرت علیؑ نے عورتوں کو اتار کر ایک طرف بٹھایا اور آپ تلوار لے کر ان کی طرف بڑھے وہ بھی یہ کہتے بڑھے کیا تم عورتوں کو صحیح سلامت نکال لے جاؤ گے۔ خدا تمہارا برا کرے مکہ کو واپس لوٹو۔ حضرت نے فرمایا اگر میں ایسا نہ کرونگا تو کیا عورتوں کے قریب تم جاسکتے ہو پس آپ ان کے اور عورتوں کے درمیان آگئے اور ان لوگوں پر اس طرح حملہ کیا جیسے شیر شکار پر حملہ کرتا ہے وہ دم دبا کر بھاگ گئے اور ضجنان کو چھوڑ کر فرار کیا حضرت نے ایک دن اور ایک رات وہاں قیام کیا اور نمازیں پڑھیں۔ اور آپ اور تمام خواتین قیام و قعود میں ذکر الٰہی کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو نماز فجر ادا کی پھر روانہ ہوکر مدینہ پہنچے۔ ان کے مدینہ پہنچنے سے پہلے حضرت کو بذریعہ وحی تمام حالات معلوم ہوچکے تھے جب یہ قافلہ قبا میں پہنچا تو حضرت بیحد خوش ہوئے اور حضرت علیؑ سے فرمایا تم اس امت میں از روئے ایمان اوّل ہو۔ اور خدا و رسولؐ کی طرف ہجرت کرنے میں اوّل ہو اور سب سے آخر ہو رسولؐ کے عہد پر قائم رہنے میں۔ خدا کی قسم نہیں محبت کرے گا تم سے مگر مومن جن کے قلب کا امتحان خدا نے کرلیا ہوگا اور نہیں بغض رکھے گا تم سے مگر منافق اور کافر۔ مروی ہے جب حضرت علیؑ پہنچے تو استقبال کیا ان کا اصحاب رسولؐ نے۔ دوپہر کے وقت آتے جاتے تھے اور احوال پُرسی کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے ہجرت کرنے کے بعد حضرت علیؑ کا مکہ میں قیام صرف تین روز تھا۔ آنحضرتؐ سے قبا میں کلثوم بن ہدم کے مکان میں ملے۔

آنحضرتؐ نے قبا میں پیر۔ منگل۔ بدھ۔ اور جمعرات چار روز قیام فرمایا اور ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور جمعہ کے روز اس میں نماز پڑھی۔ یہ مسجد بطن وادی رانونا میں ہے۔ یہ پہلی نماز جمعہ تھی جو سرزمین مدینہ میں پڑھی گئی۔ چوتھے روز غسان بن مالک اور

عباس بن عبادہ بن بنی سالم کے کچھ لوگوں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ آپ سب حضرات جب تک چاہیں ہمارے یہاں قیام کریں۔ ہم دشمنوں سے آپ کی نگہداشت کریں گے۔ پھر زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو آئے۔ اور انہوں نے بھی یہی خواہش ظاہر کی کہ آپ ہمارے قبیلہ بنی بیاضہ میں چل کر رہیں۔ پھر سعد بن عبادہ اور منذر بن عمر نے بنی سعد میں قیام کی خواہش کی پھر سعد بن ربیع اور خارجہ بن زید اور عبداللہ بن رواحہ نے بنی حرث نے چلنے پر زور دیا۔ حضرت نے سب کو یہی جواب دیا کہ مجھے حکم ہے کہ جس کے دروازے کے سامنے میرا ناقہ بیٹھ جائے میں وہیں قیام کروں۔ سب راضی ہو گئے۔

حضرت سوار ہو کر تشریف لے چلے جب آپ کا ناقہ دار مالک بن النجار میں پہنچا تو باب مسجد رسول کے سامنے بیٹھ گیا۔ یہ جگہ اس وقت بنی نجار کے دو یتیموں کی ملکیت تھی۔ ناقہ بیٹھ گیا اور حضرتؐ اترے نہیں۔ پھر وہ کچھ دور ہو گیا۔ رسول اللہؐ اس کی مہار چھوڑے ہوئے تھے۔ پھر پیچھے کی طرف چلا۔ پھر ایک جگہ بیٹھا۔ حضرتؐ اترے۔ یہ گھر ابوایوب کا تھا۔ پس حضرت نے ان کے یہاں قیام فرمایا پھر آپ نے دونوں یتیموں کو جن کے نام اسہل اور سہیل تھے اور جن کی زمین پر اونٹ پہلے بیٹھا تھا۔ بلا کر فروخت پر راضی کیا اور اس زمین کو خرید کر کے وہاں مسجد بنانے کا حکم دیا اور اس تعمیر میں رسول اللہؐ نے خود کام کیا۔ اور تمام مہاجر و انصار نے خوش ہو ہو کر اس میں شرکت کی۔ ابوایوب کے یہاں چند روز قیام کیا اس کے بعد پھر حضرت ان مکانوں میں منتقل ہو گئے جو آپ کے لیے بنائے گئے تھے۔ مسجد اور ان مکانوں کی تعمیر میں تقریباً ایک سال صرف ہوا۔

آنحضرتؐ کے غزوات

جب ہجرت کو سات ماہ گزر گئے تو حضرت کو جہاد بالسیف کا حکم ملا اور کہا گیا کہ اس قوم سے لڑو جب تک یہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں۔ ارباب تاریخ کا اس پر اجماع ہے کہ جن غزوات میں آنحضرتؐ خود شریک ہوئے ان کی تعداد ۲۶ ہے جن کے نام یہ ہیں۔ ابوا، بوا طا العشیرہ۔ بدر اولیٰ۔ بدر کبریٰ۔ احد۔ نجران۔ بنو سلیم۔ بنو نظیر۔ ذات الرقاع۔ بدر الاخرہ۔ دومۃ الجندل۔ خندق۔ بنو قریظہ۔ بنو لحیان۔ بنو قرد۔ بنو مصطلق، الحدیبیہ۔ خیبر۔ الفتح۔ حنین۔ طائف۔ تبوک۔ بنو قینقاع۔ سویق۔ بنو اسد ان میں سے کئی میں جنگ ہوئی۔ بدر۔ احد۔ خندق۔ بنی قریظہ۔ بنی مصطلق۔ بنی لحیان۔ خیبر۔ فتح۔ حنین۔ طائف۔ سرایا جن میں حضورؐ خود تشریف نہیں لے گئے وہ ۳۶ ہیں۔

اوّل سریہ حمزہ۔ سیف البحر میں ابوجہل سے تیس مہاجروں کا مقابلہ ہوا۔ ذی تعدہ میں سعد بن ابی وقاص کو قافلہ کی تلاش میں بھیجا۔ پھر سات دن بعد عبیدہ بن الحرث ساٹھ مہاجرین کو لے کر جھر کی طرف ابوسفیان سے مقابلے کے لیے گئے اور ربیع الآخر میں قریش اور بنی ضمرہ سے جنگ کی اور کرز ابن جابر فہری ابوا طالسنہ تک پہنچا۔ ۲ صفر کو ودان نے جنگ کی اور ابوا تک پہنچا۔

ربیع الاوّل میں غزوہ عشیرہ لبطن ینبع میں پیش آیا۔ کرز بن فہری نے چڑھائی کی۔ آپ نے زید بن حارثہ کو اپنی جگہ چھوڑ کر

وادی سفوان میں بدر اولیٰ پر چڑھائی کی۔ حامل لوا حضرت علیؑ تھے پھر آخر رجب میں عبداللہ بن جحش کو معہ اصحاب کے قریش کی نگرانی کے لیے بھیجا۔ واقد بن عبداللہ نے عمرو بن الحموح الحضرمی کو قتل کیا اور حکم بن کیسان وغیرہ بھاگ گئے اور باقی نے امن چاہی اور قافلہ کو ہنکا کر حضرت کے پاس لے آئے۔ حضرت نے فرمایا میں نے ماہ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ چونکہ یہ واقعہ درخت کے نیچے تھا۔ لہٰذا اس کا نام غزوہ نخیلہ ہوگیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (سورہ البقرہ ۲/۲۱۷) پس حضرت نے قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ پھر غزوہ بدر کبریٰ ہوا۔ بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ شعبی اور ثمانی نے لکھا ہے کہ یہ کنواں بدر غفاری کی طرف منسوب ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ وہ ایک گاؤں کا نام ہے۔ اس جنگ کے لیے حضرت ساتویں رمضان کو نکلے ، ۳۱۳ مجاہد موافق اصحاب طالوت آپ کے ہمراہ تھے۔ جن میں ستر یا اسّی سوار تھے۔ اور اسلحہ میں چھ زرہیں تھیں اور آٹھ تلواریں۔ ارادہ تھا حملہ کا ابوسفیان اور عتبہ بن ربیع پر جو چالیس یا ستّر قریش کے ہمراہ تھے۔ حضرت کو یہ خبر ملی کہ وہ راستہ کاٹ کر ساحل کی طرف نکل گئے اور ضمضم بن عمر غفاری کو بھیج کر اہلِ مکہ کو اس واقعہ کی خبر کرائی۔

عروہ سے مروی ہے کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب میں ایک سوار کو دیکھا کہ وہ مکہ میں کھڑا چیخ رہا ہے۔ اے آلِ غدی اپنی قتل گاہ کی طرف چلو۔ اس نے کعبہ پر یہ ندا دی پھر کوہ ابوقبیس پر چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان پھینکی مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں اس کا ٹکڑا جا کر نہ گرا ہو۔

ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ مشرکین مکہ جو بدر میں لڑنے کے لیے آئے تھے ان کی تعداد ۹۵۰ یا ایک ہزار تھی اور بعض نے تین ہزار لکھی ہے اور ان میں دو سو سوار تھے جو دنوں پر مسلمانوں کی ہجو گا رہے تھے۔ قریش کا کوئی گھرانا ایسا نہ تھا جس نے شرکت نہ کی تھی سوائے بنی زہرہ اور بنی عدی بن کعب کے آنحضرت نے ان سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ ابوبکر و عمر نے کچھ رائے دی۔ حضرت نے ان کو بٹھا دیا۔ مقداد اور سعد بن معاذ نے جو رائے دی حضرت اس سے خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر کی اور آیت نازل ہوئی۔ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (سورہ آلِ عمران ۳/۱۵۱) حضرت نے کفار کے پاس پیغام بھیجا اے گروہ قریش میں اس کو برا سمجھتا ہوں کہ تم پر حملہ کروں پس تم میرے اور عرب کے معاملہ میں حائل نہ ہو۔ اور واپس چلے جاؤ۔ عتبہ نے کہا بہتر یہی ہے کہ ہم اس رائے پر عمل کریں۔ ابوجہل نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بزدلی تجھ پر غالب آگئی اور محمد کا جادو تجھ پر چل گیا۔ یہ سن کر عتبہ کو جوش آگیا اور اس نے اپنی زرہ پہن لی وہ اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید لڑنے کو نکلے اور نعرہ مارا کہ اے محمد ہم سے لڑنے کو قریش سے جو ہمارے کفو ہوں بھیجو ادھر سے انصار نے مقابلہ کو نکلنا چاہا۔ حضرت نے ان کو روک دیا اور علی و حمزہ اور عبیدہ بن حرث بن عبدالمطلب کو حکم دیا کہ جاؤ ان سے حق پر قتال کرو جس کے لیے خدا نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یہ لوگ باطل پرست ہیں اس لیے آئے ہیں کہ نورِ خدا کو بجھا دیں۔ جب کفار نے ان تینوں کو اپنے مقابل آتا دیکھا تو کہا ہاں یہ کفو کریم ہیں۔ پس مقابلہ ہوا تو حضرت علیؑ نے ولید کو قتل کیا۔ اور حمزہ نے عتبہ کو۔ البتہ عبیدہ کی ران میں ایسا زخم لگا کہ وہ گر پڑے۔ حضرت علیؑ اور حمزہ ان کو اٹھا کر حضرت کے پاس لائے۔ عبیدہ نے کہا یا رسول اللہ کیا میں شہید نہیں ہوں فرمایا بے شک تم اوّل شہید ہو میرے اہل بیت میں۔

کلبی، ابوجعفر اور ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابلیس مشرکین کی صف میں تھا۔ اس نے حرث ابن ہشام کا ہاتھ پکڑا اور اسے اوندھے منہ گرا دیا۔ اس سے حارث نے کہا اے سراقہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔

اس نے کہا میں تو یثرب کے کچھ لوگ دیکھتا ہوں اس نے حرث کے سینہ پر مکا مارا اور چل دیا۔ جب بدر میں مشرکین کو شکست ہوئی اور وہ مکہ میں آئے تو کہنے لگے ہم لوگوں کو شکست سراقہ نے دی جب سراقہ نے یہ سنا تو اس نے کہا میں تو تمہارے ساتھ گیا ہی نہ تھا مجھے تو تمہاری شکست کی خبر یہاں ملی ہے۔ انہوں نے کہا تو وہاں ضرور موجود تھا اس نے قسم کھائی جب وہ لوگ مسلمان ہوئے تب یہ جانا کہ وہ شیطان تھا۔

جب حضرت روز بدر عریش میں تھے تو آپ نے خدا سے دعا کی خداوندا آج اس گروہ کو ہلاک کر۔ خدا نے آپ کی مدد پانچ ہزار ملائکہ سے کی مشرکین کی نظر میں مسلمان بہت زیادہ نظر آئے اور مسلمانوں کو مشرکین بہت ہی کم نظر آئے حضرت اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ملائکہ کے سروں پر سفید عمامے تھے جن کے چھور کندھوں پر پڑے ہوئے تھے اور عروہ سے مروی ہے کہ وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور سروں پر سفید عمامے تھے اور قتادہ سے مروی ہے کہ وہ پہچانے گئے گھوڑوں کی پیشانی اور دم کے بالوں سے۔ بخاری نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا یوم بدر یہ جبریل ہیں انہوں نے حضرت کے گھوڑے کا سر پکڑ لیا تھا اور ان کے جسم پر ہتھیار تھے۔ ایک شخص نے کہا یا رسولؐ اللہ میں نے ابوجہل کے بدن پر زخموں کا جال دیکھا۔ فرمایا وہ ملائکہ کے مارنے کا نشان تھا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ملائکہ نے صرف بدر میں جنگ کی۔ اور باقی لڑائیوں میں صرف مدد رہی ثعلبی وغیرہ نے آیہ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ (سورہ الانفال ۸/۱۷) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ایک مٹھی سنگریزے مجھے دو ان کو حضرت نے دشمنوں کی طرف پھینکا جس پر لگا اس کی آنکھوں میں مٹھی بھر گئی۔

بعض روایات میں ہے کہ منہ اور نتھنوں میں بھر گئی۔ انس سے مروی ہے کہ حضرت نے داہنے بائیں اور قلب لشکر کی طرف تین کنکریاں پھینکیں۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے خلف کو قتل کیا اور حمزہ نے عتبہ بن ربیعہ اور اسود بن الاسود مخزومی کو اور طلیبہ بن سعید بن عامر کو اور عمار نے امیہ بن خلف کو اور مجروح کیا معاذ بن عمرو کو۔ الجموح انصاری نے ابوجہل کو اور اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کا داہنا ہاتھ کاٹا مگر وہ زندہ رہے زمانۂ خلافت عثمان تک۔

جنگ بدر میں ستر مشرک قید ہوئے بعض نے ۴۴ لکھے ہیں جن میں عباس عقیل اور عتبہ بن ابی جد بھی تھے ان کا فدیہ عباس نے دیا اور بعد میں یہ اسلام لے آئے۔ عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث کو حضور نے قتل کرا دیا۔

مسلمانوں میں سے کوئی قید نہ ہوا۔ البتہ ۱۴ مسلمان شہید ہوئے۔ ہر مشرک سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا اور عباس سے سو۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ چار ہزار درہم سے زائد رقم لی گئی۔ اس پر آنحضرتؐ پر وحی ہوئی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى (سورہ الانفال ۸/۶۷) یہ جنگ ۱۷ رمضان کو ہوئی اس جنگ میں صاحب لوا مصعب بن عمیر تھے اور صاحب رایت علی علیہ السلام۔ انصار کا علم سعد بن عبادہ کے پاس تھا۔

جنگ بدر کے سات دن بعد بنی سلیم سے مقابلہ ہوا اور ماہ ذی الحجہ میں غزوہ سویق پیش آیا۔ اس کو بدر صغریٰ بھی کہتے ہیں۔ یہ بنی کنانہ کے موضع سوق پر ہوا زمانہ جاہلیت میں لوگ یہاں جمع ہوتے تھے۔ ہر سال ۸ دن میلہ لگتا تھا اور بعض کے نزدیک غزوہ سویق کی وجہ یہ ہے کہ جنگ بدر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ وہ بغیر محمد سے لڑے نہ رہے گا وہ سو سواروں کے ساتھ رات کو بنی نضیر کے پاس پہنچا لیکن ان کے سردار حی ابن اخطب نے اس کی بات نہ پوچھی پھر وہ سلام بن مسلم اور عریض وغیرہ کے پاس آیا اور اسی سلسلہ میں اس نے چند انصاری قتل کر دیئے جب حضرت کو خبر لگی تو اس کا پیچھا کیا اور آپ قرقرۃ الکدر پہنچے ابوسفیان گھبرا گیا اور اپنا زاد راہ جو سویق یعنی ستو تھے چھوڑ کر بھاگا اسی لیے اس کو غزوہ سویق کہتے ہیں۔

ستہ میں غزوہ غطفان پیش آیا حضرت کو یہ خبر ملی کہ دعثور بن حرب ۴۵۰ سوار اور پیادوں کے ساتھ مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضرت مع لشکر ان کی سرکوبی کے لیے مقام ذی امر میں پہنچے اتفاقاً بارش ہونے لگی حضرت کے کپڑے بھیگ گئے آپ نے ان کو سکھانے کے لیے اتارا۔ دعثور اپنی تلوار لے کر حضرت کی طرف بڑھا۔ (مصنف نے اس واقعہ کو یہیں تک لکھ کر ناتمام چھوڑ دیا ہے)

اس کے بعد سریہ زید بن حارثہ پیش آیا جس کو غزوہ القردہ کہتے ہیں۔ یہ ایک چشمہ ہے نجد کے چشموں میں سے ابوسفیان قریش کے قافلہ کے ساتھ بغرض تجارت عراق کی طرف جا رہا تھا زید نے اس کا پیچھا کیا وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔ اسی واقعہ میں کعب بن اشرف قتل ہوا۔ پھر غزوہ بنی قینقاع روز شنبہ ۱۵ شوال کو دو ماہ بعد ہوا۔ نواحی مدینہ میں یہ ایک بازار ہے جب آنحضرتؐ ان کے مقابل آئے تو آپ نے یہودیوں سے کہا کہ اللہ سے ڈرو ایسا نہ ہو کہ جو بلا قریش پر آئی ہے وہ تم پر بھی آ جائے پس اسلام لاؤ تم نے اپنی کتاب میں میری صفتیں پڑھی ہیں اور مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو انہوں نے اس بارے میں جھگڑا کیا حضرت نے چھ روز تک ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ حضرت کا حکم ماننے پر تیار ہوئے آپ نے عبداللہ بن سلول کی سفارش پر چھوڑ دیا عبداللہ دنبی خزرج کے کچھ لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ (سورہ المائدہ ۵/۵۱)

غزوۂ اُحُد

یہ غزوہ ماہ شوال ۳ھ میں واقع ہوا۔ ابن مسعود اور صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابوسفیان تین ہزار قریشی جوانوں کو لے کر حضرت سے لڑنے کے لیے نکلا اور بعض کے نزدیک دو ہزار تھے ان میں دو سو گھڑ سوار تھے اور باقی اونٹ سواریوں پر ان کے پاس سات سو زرہیں تھیں اور ان کے ساتھ ابوسفیان کی بی بی ہندہ دف پر یہ اشعار گاتی تھی۔

نحن بنات طارق	نمشي على النمارق	والمسك في المفارق والدر في المخانق
ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں	ریشمی فرش پر چلنے والی	مشک ہماری مانگوں میں بھرا ہے اور موتی ہمارے ہاروں میں

حضرت کی رائے یہ تھی کہ مرد شہر کے اندر گلی کوچوں میں رہ کر لڑیں اور بوڑھوں اور عورتوں کو مکانوں کی چھتوں پر جگہ دی

جائے لوگوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور مدینہ سے باہر لڑنا چاہا جب شہر سے نکلے تو کہنے لگے ہم تو واپس جاتے ہیں حضرت نے فرمایا نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب کسی قوم کی طرف قصد کرے تو بے نیل مرام واپس آئے۔ بہر حال ایک ہزار مجاہد چلے اور بعض روایات میں سات سو ہے عبداللہ بن ابی مع تین آدمیوں کے مجاہدوں سے علیحدہ ہو گیا اس کے بعد بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے رجوع کا ارادہ کیا اس جنگ میں مہاجرین کا علم علی علیہ السلام کے پاس تھا اور انصار کا سعد بن عبادہ کے پاس اور درّہ پر عبداللہ بن جبیر کو انصار کے پاس پچاس تیر اندازوں کے ساتھ معین کیا اور فرمایا تم ہرگز اس جگہ کو نہ چھوڑنا اگرچہ ہمارا ایک ایک آدمی قتل ہو جائے۔ قریش کا علم بردار طلحہ بن ابی طلحہ تھا۔ جب جنگ کا آغاز ہوا تو حضرت علیؑ نے اسے مار گرایا۔ فتح کی صورت دیکھ کر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے، درّے کے محافظ بھی اپنے سردار کو بارہ آدمیوں کے ساتھ چھوڑ کر لوٹنے کو چل کھڑے ہوئے۔ موقع پا کر خالد نے حملہ کر دیا اور عبداللہؓ کو قتل کر کے حضرت کی پشت کی طرف آیا اور سب نے مل کر حضرت پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے راہ فرار اختیار کی۔ حضرت ان کو پکار پکار کر کہہ رہے تھے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں خدا نے مجھ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے پس کہاں بھاگے جا رہے ہو حضرت تیر مارتے تھے اور کہتے جاتے تھے اللہم اھد قومي فانهم لا يعلمون ابن قمئہ نے حضرت کے ایک تیر مارا جس سے آپ کا ہاتھ زخمی ہو گیا دوسرا تیر عبداللہ بن شہاب نے مارا جس سے آپ کی کہنی زخمی ہو گئی اور عتبہ بن ابی وقاص سعد کے بھائی نے سر مبارک پر ضرب لگائی جس سے سر شگافتہ ہو گیا حضرت گھوڑے سے اتر پڑے ابن قمئہ نے حملہ کر کے حضرت کے پہلو پر ضرب لگائی ابلیس نے کوہ احد پر سے غل مچایا کہ محمد قتل ہو گئے یہ سن کر جناب فاطمہؑ گھبرا گئیں اور اپنا سر پیٹ لیا اور ہاشمی اور قریشی عورتوں کے ساتھ روتی پیٹتی نکلیں۔ القصہ جب علی علیہ السلام آپ کو اٹھا کر احد کی طرف لائے تو عباس نے ندا کی اور بہ بلند آواز کہا اے اصحاب سورۃ البقرہ کہاں بھاگے جا رہے ہو دوزخ کی طرف بھاگ رہے ہو۔ وحشی غلام جبیرہ سے ہندہ نے کہا کہ مجھ سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں میرے چچا کو علی نے قتل کیا تھا پس اگر تو محمدؐ، حمزہ یا علیؑ کو قتل کر دے تو تُو آزاد ہے اور مغازی واقدی میں ہے کہ ہندہ نے وحشی حبشی کو اپنے سامنے دوڑتا ہوا دیکھا تو کہا تجھ کو مجھ پر تابو حاصل ہو گا اگر تو میرے باپ بھائی اور چچا کا بدلہ محمدؐ، حمزہ اور علیؑ سے لے اس نے کہا محمدؐ کے قتل کی خواہش تو نہیں کر سکتا ان کی شوکت اور جلالت قدر کی وجہ سے۔ رہے علیؑ وہ بے مثل بہادر ہیں البتہ حمزہ کا قتل ممکن ہے ہندہ نے کہا اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو میں سمجھوں گی بدلہ پا لیا۔ وحشی نے حبشہ میں فن تیر اندازی حاصل کیا تھا حمزہ شیرانہ حملہ کر کے اپنے مقام کی طرف لوٹ رہے تھے وحشی گھات میں تھا اس نے سینہ پر وار کیا جس سے حضرت حمزہ گر گئے لوگوں نے ان کو قتل کر دیا۔ وحشی نے ان کا کلیجہ نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا اس نے منہ میں رکھ کر چبانا چاہا مگر وہ پتھر جیسا سخت ہو گیا چابتے نہ بنی مجبور ہو کر منہ سے نکال دیا۔ ابو سفیان نے جناب حمزہ کی باچھوں پر نیزہ کی انیاں ماریں اور کہنے لگا کر لوگو دیکھو یہ اپنے کو سید قریش سمجھتا تھا (اشارہ آنحضرتؐ کی طرف) اب کیا کرے گا۔ اپنے چچا کے ساتھ جو گوشت کا لوتھڑا بن گیا ہے اور حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر کہتا تھا اے سرکش سرکشی کا مزا چکھ۔ ہندہ آئی اور اس نے ناک اور کان جناب حمزہ کے کاٹ کر اس کا ہار بنایا اور مدت تک گلے میں ڈالے پھری۔ اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ جناب حمزہ کو جب آنحضرتؐ نے مثلہ دیکھا تو فرمایا اس کے عوض میں ستر قریش کو مثلہ کر دوں گا پس یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا (سورہ النحل ۱۲۶/۱۶) آنحضرتؐ نے فرمایا میں صبر کروں گا۔ طلحہ نے جس طرح

حضرت پر حملہ کیا تھا اس کا ہاتھ شل ہوگیا۔

غزوۂ حمرا

جنگ اُحد کے دوسرے دن مسلمانوں کو جہاد کے لیے پکارا گیا۔ ستر آدمی حضرت علیؑ کی قیادت میں حمراء الاسد کو روانہ ہوئے۔ یہ ایک بازار ہے مدینہ سے تین میل دور۔ لیکن جنگ نہ ہوئی اور مدینہ واپس آگئے۔ ابو سفیان مکہ سے پھر نکلا اور مقام روحا میں پہنچا۔ اس نے عبدالقیس نامی ایک شخص کو آنحضرتؐ کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اے محمدؐ میں نے تمہارے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا ہے اب میں تمہارے استیصال کے لیے آتا ہوں حضرت نے فرمایا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ابورافع سے مروی ہے کہ یہ کلمہ حضرت علیؑ نے کہا اور ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ (سورہ آل عمران ۳/۱۷۳)

اس کے بعد غزوۃ الرجیع پیش آیا۔ حضرت کی خدمت میں کچھ لوگ بنی عضل اور الدیش کے حاضر ہوئے اور عرض کی ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجئے جو ہمیں قرآن کی تعلیم دے اور مسائل فقہ بتائے۔ حضرت نے ان کے ساتھ مرثد ابن ابی مرثد کو بھیجا چھ آدمیوں کے ساتھ جن کے نام یہ ہیں۔ خالد بن بکر۔ عاصم بن ثابت۔ جنیب بن عدی۔ زید بن دثنہ۔ عبداللہ بن طارق وغیرہ۔ جب یہ بطن الرجیع میں پہنچے تو اس قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا انہوں نے کہا یہ کیا؟ تم تو اللہ سے ہمارے قتل نہ کرنے کا عہد و پیمان کر چکے ہو۔ وہ نہ مانے مرثد و خالد و عاصم ان سے لڑے۔ زید و جنیب و عبداللہ یہ ان کے ہاتھوں سے رہا ہو کر مکہ پہنچے اور وہاں قتل کر دیئے گئے۔ جنیب کے متعلق ہے کہ جب لوگوں نے ان کو قتل کرنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو انہوں نے اجازت دی تو انہوں نے نماز پڑھی اس روز سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ مظلوم قتل سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

غزوۂ بئر معونہ

محمد بن اسحٰق لکھتا ہے کہ ابو براء عامر بن مالک ابن جعفر ملاعب الاسنہ جو سردار بنی عامر تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور ہدیہ پیش کیا آپ نے فرمایا میں مشرک کا ہدیہ قبول نہ کروں گا اس نے کہا اگر آپ اہل نجد کے پاس اپنے کچھ لوگ بھیج دیں تو آپ کی دعوت حق قبول کر لیں گے فرمایا مجھے ان کی طرف سے خوف ہے اس نے کہا میں ان کا پڑوسی ہوں وہ کچھ نہ کریں گے۔ آپ شوق سے بھیجئے تاکہ وہ لوگوں کو آپ کے امر کی طرف دعوت دیں۔ حضرت نے منذر بن عمرو کے ساتھ ستر خیار مسلمین کو بھیجا جن میں حرث بن الصمہ حرام بن ملحان اور عروہ بن اسماء السلمی۔ نافع بن بدیل ورقا۔ الخزاعی۔ عامر بن فہیرہ اور منذر بن عمرو ساعدی تھے۔ حرام کو آنحضرتؐ نے اپنا ایک خط عامر بن طفیل کے نام دیا۔ اس نے اس کو پڑھا ہی نہیں۔ حرام نے کہا۔ اے اہل بیئر میں خدا کے رسولؐ کا قاصد ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں اشہد ان

لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ یہ سن کر ایک شخص نے اس کے نیزہ مارا۔ پھر عامر بن فیل مسلمانوں پر چیخ پڑا۔ انہوں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے اتنا کہا کہ براء نے ہم سے معاہدہ کیا ہے ہم اس پر قائم ہیں۔

آخر بنی سلیم نے ان کو قتل کر دیا کعب بن زید میں رمق جان باقی تھی وہ کسی طرح بچ گئے۔ خندق کے روز قتل ہوئے۔ عمرو بن اُمیہ قید ہو گئے۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ وہ بنی مضر سے ہیں تو بن طفیل نے رہا کر دیا۔ عمرو رہا ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور واقعہ کی اطلاع دی۔ فرمایا یہ کام ابوبراؤ کا ہے۔ جب ابوبراؤ کو خبر ہوئی تو اس نے عامر بن طفیل کو قتل کر دیا۔ اسی غزوہ کے شہداء کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا (سورہ آل عمران ۱۶۹/۳)

غزوۂ بنی نضیر

جب حضرت مدینہ میں آئے تو بنی نضیر کے یہودیوں نے یہ کہہ کر صلح کر لی تھی کہ ہم نہ آپ کو فائدہ پہنچائیں گے نہ نقصان جب بدر میں فتح نصیب ہوئی تو کہنے لگے یہی وہ نبی ہیں جن کا ذکر ہم نے توریت میں پڑھا جب اُحد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو شک میں پڑ گئے اور عہد کو توڑ دیا۔ کعب بن اشرف اور ابوسفیان نے مع اپنے ساتھیوں کے کعبہ کا پردہ پکڑ کر معاہدہ کیا۔ جبریل سورہ حشر لے کر آئے۔ اور اس معاہدہ کی خبر دی۔ حضرت نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اب حضرت نے ان پر چڑھائی کی اور ان کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک خیمہ نصب کیا۔ رات کو ایک تیر اس پر آ کر لگا پس خیمہ کو وہاں سے منتقل کیا اور صحابہ نے اس کے گرد گھیرا ڈالا۔ رات کو سب غائب ہو گئے۔ لوگوں نے اس کی خبر آنحضرتؐ کو دی۔ فرمایا اس میں تمہارے لیے بہتری ہوگی تھوڑی دیر بعد ان میں ایک تیر پھینکنے والے یہودی کا سر لایا کچھ دیر بعد نو سر اور لائے۔ یہ محاصرہ بیس روز کے قریب جاری رہا کعب بن الشرف قتل ہوا، ان کے باغات کو کاٹنے کا حکم دیا گیا۔ اور اس کی زمینوں پر قبضہ کیا۔ وہ یہودی وہاں سے مواضعات اریحا۔ خیبر وغیرہ کی طرف نکل بھاگے اور تین تین آدمیوں کو جانے کے لیے ایک ایک اونٹ ملا۔ اور ان کا منتخب مال مہاجرین اوّلین میں تقسیم ہوا۔ اور وہ تین تھے ابودجانہ سہل بن حنیف اور حارث بن صمہ اور حکم دیا علیؑ کو جمع کرنے کا اس مال کے جو رسولؐ کا حصہ تھا یہ صدقہ قرار پایا جو زندگی بھر حضرت کے قبضہ میں رہا اور بعد آپ کے حضرت علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کے پاس رہا۔

غزوۂ بنی لحیان

ماہ جمادی الاوّل میں یہ غزوہ ہوا۔ دونوں طرف سے پتھروں کی بارش ہوئی۔ اس غزوہ میں نماز خوف پڑھی گئی۔ اس معرکہ

میں چھ آدمی اصحاب صفہ میں سے بھی تھے جو برہنہ پا تھے۔ اور جنہوں نے راہ کی سختی سے پیروں پر چیتھڑے لپیٹے تھے۔ اور یہ بھی پھٹ کر گر جاتے تھے۔ یہ معرکہ بنی نضیر کے بعد پیش آیا یعنی دو ماہ بعد۔ بخاری نے لکھا ہے کہ بعد خیبر ہوا۔ لڑائی نہیں ہوئی۔

غزوۂ خندق

اس کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں۔ ابوسفیان نے اس جنگ میں حسب ذیل قبائل کو اپنے ساتھ لیا۔ حارث بن عوف سردار بنی مرہ، وبرہ۔ ابن طریف، مسعود بن جبلہ بنی اشجع میں طلیحہ بن خویلد۔ بنی اسد میں غیبہ بن حصین الفزاری بنی غطفان میں سے ابواعور سلمی بنی سلیم میں سے اور یہودیوں میں حی ابن اخطب اور کنانہ بن ربیع سلام ابن ابی الحقیق۔ ہودہ بن قیس۔ یہ سب سردار مع اپنی جماعتوں کے ابوسفیان کے ساتھی ہو گئے۔ قریش اور یہ سب مل کر اٹھارہ ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ اور مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار۔

جب حضرت نے ان کے اجتماع کا حال سنا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو سب نے مدینہ کے قریب ایک مقام تجویز کیا جناب سلمان نے خندق بنانے کا مشورہ دیا۔ تقریباً بیس روز تک حرب کا موقعہ نہ آیا۔ صرف تیراندازی ہوتی رہی۔ جب حضورؐ نے اپنی قوم کی کمزوری محسوس کی تو آپ نے مصالحت چاہی مگر فریق مخالف راضی نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا خدا اپنے نبی کو ذلیل نہ کرے گا اور جو وعدہ اس نے کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا۔ اس کے بعد حضرتؐ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا اور نصرت کا وعدہ فرمایا۔ کفار شراب اور غنا میں مشغول تھے اور اپنی کثرت پر نازاں۔ مسلمانوں پر ایسا رعب چھایا ہوا تھا اور ایسے خاموش بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ حضورؐ نے دونوں ہاتھ بارگاہِ باری میں بلند کیے ہوئے دعا فرما رہے تھے کہ خداوندا اس مصیبت کو دور فرما۔

مبارزطلبی کی گئی دشمن کی طرف سے برسرِ خندق آ کھڑے ہو کر عمرو بن عبدود۔ عکرمہ بن ابی جہل ضرار بن ابی خطاب اور مرداس مری اور بروایت واقدی نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ نکلے اور کہنے لگے یہ سب فریب ہی فریب ہے۔ عمرو بن عبدود گھوڑے کو ایڑھ لگا کر خندق کے اس پار آ گیا۔

حضرت علی علیہ السلام مقابلے کو نکلے اور اسے قتل کر دیا۔ مشرکین نے پیغام بھیجا کہ ایک ہزار دینار دیں اور عمرو کی لاش ہمیں دیدیں حضرت نے فرمایا اٹھا کر لے جاؤ ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔

اس معرکہ میں چھ مسلمان اور تین مشرک کام آئے کہ رات ہو گئی حضرت نے حذیفہ کو خبر لانے کے لیے بھیجا وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ان لوگوں نے جو آگ روشن کی تھی وہ بجھی پڑی ہے اور خدا کا عظیم الشان لشکر آندھی کی صورت میں ان پر آ پڑا جس نے آگ کو بجھا دیا اور خیموں کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور سر اڑ اڑ کر ان کو لگنے لگے سنگریزوں کی وہ مار پڑی کہ ڈھالوں سے منہ چھپانے لگے۔ میں نے ان سے سنا نجات نجات۔ آخر کار وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

غزوۂ بنی قریظہ

بنی قریظہ اور آنحضرتؐ کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا وہ انہوں نے توڑ دیا۔ جنگِ خندق سے واپسی پر جب حضرت گھر میں آئے تو جناب فاطمہ نے سر دھلایا اس وقت جبرئیل نے آکر کہا اللہ نے آپ پر رحم کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے لیکن ملائکہ اس وقت تک نہ رکھیں گے جب تک آپ روحا تک نہ پہنچیں پس آنحضرتؐ نے مسلمانوں سے فرمایا عصر کی نماز ہم کو بنی قریظہ میں پڑھنی ہے اور لوگوں سے پوچھا کیا تمہاری طرف سے ابھی کوئی سوار گزرا ہے انہوں نے کہا دحیہ کلبی سفید خچر پر ادھر سے گزرے ان کے پاس ایک ریشمی چادر تھی۔

حضرت نے فرمایا وہ دحیہ نہ تھے بلکہ جبرئیل تھے جو بنی قریظہ کی طرف بھیجے گئے تھے تاکہ ان کے دلوں میں رعب پیدا کردیں۔ جب علیؑ آپ کی خدمت میں آئے تو فرمایا اے علیؑ خدا کا نام لے کر جاؤ۔ خدا نے ان کی زمین دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ان کے ساتھ مہاجرین کے علاوہ بنو نجار بنو اشہل بھی تھے۔ جب لوگوں نے علی علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگے تمہاری طرف قاتل عمرو آرہا ہے حضرت علیؑ نے یہ سنا تو فرمایا حمد ہے اس خدا کی جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور شرک کا قلع قمع کیا۔ آنحضرتؐ نے ۲۵ روز تک محاصرہ کیا۔

کعب ابن اسعد نے ان سے کہا اے گروہِ یہود تم اس شخص (آنحضرتؐ) کی بیعت کرلو۔ کیونکہ یہ ظاہر ہوگیا کہ یہ نبی مرسل ہے انہوں نے کہا کہ ہم نہیں مانتے۔ اس نے کہا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے بچے اور عورتیں قتل ہوجائیں گے اور ہم اس کے سامنے ذلت کے ساتھ پیش ہوں گے۔ انہوں نے کہا ہم نہ مانیں گے آخر بہت سی گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ سعد بن معاذ کو حکم بنا دیا جائے۔ سعد نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کردیا جائے اور عورتوں کو قیدی بنایا جائے۔ اور ان کا مال سب میں تقسیم کردیا جائے اور ان کی زمینیں صرف مہاجرین کو دی جائیں حضرت نے فرمایا تم نے حکم خدا کے مطابق فیصلہ کیا۔

پس ان میں سے چار سو پچاس آدمی قتل کردیئے گئے اور ان کا مال تقسیم کردیا گیا اور قیدیوں کو بنی نجار کے گھروں میں سے ایک گھر میں قید کردیا گیا۔ اس کے بعد حضرت اس مقام پر آئے جو سوق الیوم تھا۔ وہاں خندق کھودے گئے اور قیدیوں کو لایا گیا ان میں سے دس کو علی علیہ السلام نے قتل کیا۔ اور دس کو زبیر نے۔ باقی ہر ایک صحابی نے ایک ایک دو دو کو مسلمانوں میں سوائے خلال کے اور کوئی نہ مارا گیا۔

اس کے بعد عبداللہ بن عقیل کو خیبر کی طرف بھیجا۔ جب وہ زمانے تو ماہ شعبان میں علی علیہ السلام نے ان سے جنگ کی ان کا سردار حرث بن ابی ضرار تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کردیا۔ اور آنحضرتؐ کے سامنے بہت سے قیدی لائے گئے ان میں جویریہ بنت الحرث بن ضرار تھی حضرت نے اس کو اپنے لیے انتخاب کیا۔ اس کا باپ اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آنحضرتؐ کے پاس آیا حضرت نے دریافت کیا اس سے ان دو اونٹوں کے متعلق جن کو اس نے اپنے شعب میں چھپا رکھا تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ خدا کی قسم میرے سوا اس بات کو کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔ پھر اس نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ میری بیٹی کو قیدی نہ بنایئے

یہ زن کریمہ ہے۔ آپ نے فرمایا جا میں نے اس کو اختیار دیا۔ اس نے کہا آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی بیٹی کے پاس آیا اور کہا چل میرے ساتھ اور اپنی قوم کو رسوا نہ کر۔ اس نے کہا میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو اختیار کر لیا۔ باپ نے یہ سن کر بد دعا کی۔ حضرت نے اس کو آزاد کر کے پھر اس کو اپنی ازواج میں داخل کر لیا۔ جب اس کی قوم نے یہ سنا تو بنی مصطلق کا جو مال ان کے پاس تھا اس کو بھیج دیا کوئی عورت اپنی قوم میں ان سے زیادہ مبارک نہیں سُنی گئی۔ ان ہی غزوات میں آیۂ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (سورہ النور ۱۱/۲۴) نازل ہوئی۔

سریہ زید بن حارثہ و بنی قرد

زید بن حارثہ کو حضرت نے جموم کی طرف جو ارض سیم سے ہے بھیجا پندرہ آدمی بنی ثعلبہ کی سرکوبی کو پہنچے۔ وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ان کے بیس اونٹ ہانکھ لگے۔ غزوہ زید جمادی الاولیٰ میں تھا، اور غزوہ بنی قرد کی صورت یہ ہوئی کہ کچھ اعراب نے مسلمانوں کے اونٹ ہنکا لیے۔ آنحضرتؐ نے ان پر چڑھائی کی۔ ابو قتادہ انصاری نے اونٹ ان سے واپس لے لیے آنحضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو ہوازن کے ایک گروہ کی طرف بھیجا وہ لوگ مسلمانوں کی گھات میں لگے اور محمد کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھیوں کو قید کر دیا۔ یہ جنگ ذات السلاسل کہلاتی ہے۔

ایک بار آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بنی عبداللہ بن سعد سے جو اہلِ فدک تھے لڑنے کے لیے بھیجا۔ حضرت کو یہ خبر ملی کہ کچھ لوگ یہودیوں کی مدد کرنا چاہتے تھے ایک سریہ عبدالرحمٰن بن عوف ہے جو شعبان میں ہوا دوسرا سریہ عرنیین ہے۔ ان لوگوں نے داعی رسول کو قتل کر دیا تھا اور اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے تھے۔ وہ بیس سوار تھے۔ اس میں ابو العاص الربیع کا مال لوٹا گیا۔ یہ اموال قریش کے ساتھ تجارت کرنے شام کو جا رہا تھا۔ سریہ رسول نے اس کو راہ میں جا لیا اور مال غنیمت اور ان کے اونٹ لے آئے۔

اسی طرح کا ایک غزوہ غابہ ہے۔ پھر حضرت نے ایک ہزار کچھ لوگوں اور ستر اونٹوں کے ساتھ عمرہ حدیبیہ کا دورہ کیا۔ قریش نے روکنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے حضرت کے پاس بکر بن حفص اور خالد بن ولید کو بھیجا۔ ہدی کو اپنے مقام تک پہنچنے سے روک دیا۔ آنحضرتؐ نے حضرت عثمان کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو بتائیں کہ آنحضرتؐ کا ارادہ عمرہ کرنے کا ہے۔ جب ان کے لوٹنے میں دیر ہوئی تو درخت سمرہ کے نیچے لوگوں سے بیعت لی اس امر پر کہ بھاگیں گے نہیں۔ زہری نے لکھا ہے کہ جب حضرت ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ نے ہدی کے اونٹوں پر قلادہ ڈالا اور عمرہ کا ارادہ کیا اور احرام باندھا اور مقام غدیر شطاط میں عسفان کے نزدیک پہنچے تو عیینہ خزاعی آپ

کے پاس آیا اور کہنے لگا کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے بہت سے لوگوں کو جمع کیا ہے وہ آپ سے لڑیں گے اور خانہ کعبہ تک پہنچنے سے روکیں گے۔ حضرت نے فرمایا دیکھا جائے گا راستہ میں آپ نے فرمایا خالد بن ولید مقام عمیم میں مقدمۃ الجیش کے ساتھ ہے ۔ اسے داہنی طرف جاکر روکو۔

جب حضرت مقام شینہ میں پہنچے تو آپ کا ناقہ بیٹھ گیا۔ فرمایا نہیں رکا میرے نلتے کو مگر اس نے جو حابس انصار ہے اس کے بعد آپ زمین حدیبیہ پر پہنچے تو بدیل بن ورقہ خزاعی چند آدمیوں کے ساتھ آئے اور حضرت کو سمجھانے لگے حضرت نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے کے لیے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں۔ بدیل نے کہا ہم یہ بات قریش سے جاکر کہتے ہیں چنانچہ وہ قریش کے پاس آئے اور کہا محمدؐ ایسا کہتے ہیں۔ عروہ بن مسعود نے کہا یہ بات ان کی مان لو۔ انہوں نے کہا تو جا اور روک تھام کر وہ حضرت کے پاس آیا اور بات چیت کی۔ حضرت نے وہی فرمایا جو بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے صحابہ کو حضرت کی انتہائی تعظیم کرتے دیکھا جب پلٹ کر گیا تو ان سے کہا اے قوم میں وفد میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو یہ تعظیم کرتے نہیں دیکھا جو تعظیم اصحاب محمدؐ، محمدؐ کی کرتے ہیں وہ ان کے اشارہ پر قتل ہو جانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کے ہر حکم کو بجالانے میں سبقت کرتے ہیں اپنی آوازوں کو ان کے سامنے بلند نہیں کرتے اور ان کی تعلیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیز نظر سے ان کی طرف دیکھتے نہیں انہوں نے ایک معقول بات پیش کی ہے اسے مان لو۔ کنانہ کے ایک شخص نے کہا میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ جب حضرت کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے یہ اس قوم سے ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں کچھ بات کر کے حضرت نے فرمایا اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ ہمیں کعبہ میں جانے سے روکتے ہیں وہ واپس گیا۔ اس کے بعد مکرم بن حفص آیا اور حضرت سے بات چیت کی پھر سہیل بن عمرو آیا حضرت نے فرمایا اب اس سے بات چیت کرنی آسان ہوگی۔ اس نے عاجزانہ طور پر صلح کے متعلق گفتگو کی۔ وحی نازل ہوئی اور حضرت کو قبول کرنے کا حکم ہوا۔

صُلحَنامہ حُدیبیہ

یہ صلحنامہ لکھنے کے لیے آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم ، من محمد رسول اللہ کفار نے بسم اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ پر اعتراض کیا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو جھگڑا ہی کیا تھا آخر یوں لکھا گیا باسمک اللھم من محمد بن عبداللہ سات سال تک لڑائی بند ہونے کا معاہدہ ہوا تاکہ لوگ امن سے زندگی بسر کریں۔ جو شخص دین محمدؐ میں داخل ہونا چاہے وہ بے روک ٹوک داخل ہوا اور جو دین قریش میں رہے یا ان سے معاہدہ کرے اس سے بھی تعرض نہ کیا جائے اور یہ کہ مکہ میں اللہ کی عبادت علانیہ کی جائے اور یہ کہ آنحضرتؐ قربانی کریں اس کے مقام پر اور اگلے آنے والے تین دن میں بیت اللہ کو آنحضرتؐ کے لیے خالی کر دیں اور یہ کہ مسلمان ہتھیاروں سمیت مکہ میں آئیں اور یہ کہ سوائے ایک شخص کے قریش میں سے کوئی مکہ میں نہ رہے اور

یہ کہ قریش کا آدمی اگر ادھر آجائے تو حضرت واپس کر دیں اور اگر مسلمان اُدھر ہو تو قریش واپس نہ دیں۔ اس پر مسلمان دل گرفتہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا جو ہم میں سے ان کے پاس جائے گا اللہ اس کو دور رکھے گا اور جو ان میں سے ہمارے پاس آئے ہم اس کو ان کی طرف رد کر دیں گے جس کے قلبی اسلام کو خدا جانے گا تو اس کے نکلنے کا راستہ بھی پیدا کر دے گا۔

ابو جندل بن سہیل جو قریش کی نگرانی میں تھے بھاگ کر حضرت کے پاس آگئے۔ ان کے باپ نے کہا صلحنامہ کی بموجب ان کو واپس دیجئے۔ مسلمان اس پر راضی نہ ہوئے۔ لیکن حضرت نے فرمایا میں معاہدہ کے خلاف نہ کروں گا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا جب سے میں اسلام لایا ہوں مجھے ایسا شک کبھی نہیں ہوا۔ اسی موقع پر سورہ اِنَّا فَتَحْنَا (سورہ الفتح ۴۸/۱) نازل ہوئی۔ حضرت نے مکّہ میں جاکر قربانی کی اور حلق راس کیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اہل اسلام کو اہل مکّہ پر غلبہ حاصل ہوا۔

حدیبیہ کے بعد جب حضرت مدینہ واپس آئے تو ابو بصیر ابن سید بن حارث ثقفی مشرکین کی گرفت سے نکل بھاگے انہوں نے دو آدمی پیچھے دوڑائے۔ ابو بصیر نے ان میں سے ایک کو تو قتل کر دیا اور مسلم مہاجر کی شان سے خدمت رسول میں آئے۔ حضرت نے فرمایا یہ خلاف معاہدہ بات ہوگی اگر میں تم کو روکوں۔ بس جہاں تمہارا دل چاہے چلے جاؤ۔ مجبوراً ابو بصیر اور پانچ آدمی اور عیص اور ذی مرہ کے درمیان جو علاقہ جہینہ ہے چلے گئے۔ اس راستے سے قریش کے قافلے گزرا کرتے تھے ابو جندل مع ستر سواروں کے جو اسلام لے آئے تھے قریش کے پنجے سے نکل کر ابو بصیر سے آملے ان کے ساتھ کچھ لوگ غفار واسلم جہینہ کے بھی مل گئے اور ان کی تعداد تین سو ہو گئی۔ اب جو قافلہ قریش کا ادھر سے گزرتا تو یہ لوگ ان کو لوٹ لیتے اور اہل قافلہ کو قتل کر ڈالتے۔ ایک قافلہ میں ابوالعاص شوہر زینب ربیبۂ رسولؐ بھی تھا۔ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا۔

قریش نے ابو سفیان کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اور وہ نہایت عاجزانہ طریقے سے کہنے لگا آپ ان کو بلا لیجئے۔ آئندہ ہم میں سے جو کوئی آپ کے پاس آئے آپ اس کو شوق سے روک لیجئے۔

فتح خیبر

۷ھ میں خیبر کا واقعہ پیش آیا۔ جب اہل خیبر نے جنگ میں حضرت علیؑ کی بہادری دیکھی تو ابن ابی الحقیق نے آنحضرتؐ سے کہا میں آپ سے صلح کی بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا بہتر ہے الغرض گفتگو کے بعد طے پایا کہ جو لوگ قلعوں میں محصور ہیں ان کی جاں بخشی کی جائے اور وہ لوگ تن پر کپڑے لے کر یہاں سے نکل جائیں۔

جب اہل فدک نے ان کا قصہ سنا تو محیصہ ابن مسعود کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جب وہ آئے تو انہوں نے حضرت سے کہا کہ آپ نصف مال ہمارا لے لیں۔ اور جاں بخشی کریں۔ حضرت راضی ہوگئے اور صلح کر لی۔

اسی سلسلہ کی کڑی غزوہ بنی خزیمہ ہے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کا لوٹا ہوا مال واپس دیا گیا۔ اور ان کے

مقتولوں کا خون بہا ادا کیا۔

اسی میں غزوہ قتل سجد ہے عبداللہ بن رواحہ کو تیس سواروں کے ساتھ بشیر ابن نارم یہودی کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا اور غالب بن عبداللہ کلبی کو ارض بنی مرہ کی طرف اور عینہ بن حصین البدری کو بنی عنبر کی طرف۔

ذی قعدہ میں حضرت نے عمرہ قضیہ ادا کیا۔ آپ مکّہ میں داخل ہوئے اور اپنے اونٹ پر خانہ کعبہ کا طواف کیا مجمع اور عبداللہ بن رواحہ آپ کے ناقے کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔ تین دن آپ نے مکہ میں قیام کیا۔

شہادت جعفر طیّار

(جنگِ موتہ)

۸ھ میں جنگ موتہ کا واقعہ پیش آیا۔ اس میں علم دار جعفر تھے۔ دوسرے زید بن حارثہ اور تیسرے عبداللہ بن رواحہ جب مسلمانوں کا لشکر جو تین ہزار تھا مقام معان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہرقل چشمۂ رب پر آترا ہوا ہے۔ اور اس کے لشکر میں ایک لاکھ رومی ہیں مسلمانوں میں اس بارے میں اختلاف ہوا کہ جب دشمن کی یہ کثرت ہے تو لڑنا چاہیے یا نہیں۔ ابن رواحہ نے کہا ہم لوگوں سے قتال نہیں کرتے کثرت وقلت کے لحاظ سے ہم تو دین کے لیے لڑتے ہیں۔ الغرض مقامِ موتہ میں پہنچ کر جنگ ہوئی۔ بخاری میں ہے کہ حضرت نے موت کی خبر سُنائی۔ جعفر و زید و ابن رواحہ کی ان کے مرنے کی خبر آنے سے پہلے حضرت کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ فضیل بن یسار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب جعفر کے پچاس زخم لگے تھے ان میں سے ۲۵ صرف چہرے پر تھے محمد بن جریر نے لکھا ہے جب علم گرا تو گاؤں کے ایک شخص نے اس کو سنبھال لیا۔ پھر اس سے خالد بن ولید نے لے لیا۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ آنحضرتؐ کے پاس شہادت جعفر کی خبر لے کر آیا تھا۔

محمد بن اسحاق نے لکھا ہے جب مسلمانوں کا لشکر موتہ سے واپس آیا اور آنحضرتؐ سے ملا تو صحابہ نے ان کے چہروں پر خاک ڈالی اور کہنے لگے۔ اے فراریو تم اللہ کی راہ سے بھاگ رہے ہو۔ حضرت نے فرمایا یہ فرار نہیں ہیں کرار ہیں۔

فتح مکہ

فتح مکہ کے ارادے سے آنحضرتؐ دس ہزار پیادہ اور چار ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے تاکہ مسجد الحرام میں داخل ہوں اسی موقعہ پر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ (سورہ النصر ۱/۱۱۰) اور اِنَّا فَتَحْنَا (سورہ الفتح ۱/۴۸) کا نزول ہوا۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی

تو وہ اس وقت شام میں تھا گھبرایا ہوا مدینہ آیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عاجزانہ کلام کیا۔ حضرت نے فرمایا تو نے غدر کیا ہے قابل معافی نہیں پھر وہ شیخین کے پاس گیا انہوں نے بھی حمایت نہ کی۔ پھر اپنی بیٹی ام حبیبہ زوجہ رسول کے پاس آیا۔ اور فرش رسولؐ پر بیٹھنا چاہا۔ ام حبیبہ نے حضرت کے بستر کو لپیٹ دیا۔ اس نے کہا بیٹی کیا یہ فرش مجھ سے زیادہ عزیز ہے۔ انہوں نے کہا یہ رسولؐ اللہ کا فرش ہے تو اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں تو نجس مشرک ہے۔ پھر اس نے حضرت فاطمہؑ اور حسنینؑ سے مدد چاہی انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب اس نے حضرت علیؑ کی طرف رُخ کیا اور کہا آپ اس قوم میں سب سے زیادہ رحم دل ہیں۔ مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا تو شیخ قوم ہے لوگوں سے مشورہ کر پھر اپنی قوم کے پاس جا۔ اس نے کہا یہ میرے لیے مفید ہوگا۔ فرمایا یہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ مکہ کو روانہ ہوا اور قریش کو بلا کر صورتِ حال بیان کی۔ انہوں نے پوچھا کیا محمدؐ نے علیؑ کو گفتگو کی اجازت دی تھی۔ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو اس شخص نے تجھ سے مذاق کیا ہے۔

حضرت نے مدینہ سے روانہ ہو کر منزل مرالظہران پر نزول اجلال فرمایا۔ اسی رات کو ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا خبر معلوم کرنے کے لیے نکلے۔ عباس مع ابوسفیان اور عبداللہ بن اُمیّہ کے حضرت کی خدمت میں آئے حضرت ایک خیمہ میں تھے عباس اس کے اندر داخل ہوئے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ابوسفیان آپ کا ابن عم ہے۔ یہ تائب ہو کر آیا ہے اور یہ عبداللہ ابن امیہ کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ حضرت نے فرمایا میرا ان سے کوئی تعلق نہیں اس ابن عم نے میری ہتک کی اور یہ پھوپھی زادہ ہے جس نے کہا تھا ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک زمین سے ہمارے لیے ایک چشمہ نہ نکال دو۔

ابوسفیان نے کہا۔ ہمارے ساتھ وہ برتاؤ کیجئے جو عبد صالح (یوسف) نے کہا تھا قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (سورہ یوسف ۱۲/۹۲) حضرت نے دونوں کو معاف کر دیا اور ان کی توبہ قبول کر لی۔ عباس نے کہا واللہ اگر یہ سرکشی کرتا تو تمام قوم قریش ہلاک ہو جاتی۔ دوسری روایت ہے کہ حضرت سوار ہو کر ایسے شخص کی تلاش میں نکلے جو قریش سے کہے کہ وہ حضرت کی خدمت میں آکر طالب امان ہوں۔ ابوسفیان نے جب حضرت کے لشکر کی آگ روشن دیکھی تو حکیم اور بدیل سے کہا یہ آگ کیسی ہے انہوں نے کہا خزاعہ قبیلہ کی معلوم ہوتی ہے۔ اس نے کہا وہ تو تھوڑے سے لوگ ہیں۔ اتنی آگ ان کی نہیں ہو سکتی شاید یہ تمیم و ربیعہ کی ہو۔ عباس نے ابوسفیان کی آواز کو پہچان لیا اور اسے بتایا کہ یہ آگ محمدؐ کے لشکر کی ہے۔ اس نے کہا پھر اب کیا کیا جائے۔ یہ تو بہت بڑا لشکر ہے۔ عباس نے کہا اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب امان ہو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب جو وہ چلا تو لشکری آگ کی روشنی بڑی دور تک نظر آئی۔ جب حضرتؐ کے خیمہ تک پہنچا تو وہ عباس اور ابوسفیان کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے اور کہا یہ ابوسفیان ہے۔ خدا نے آپ کو اس پر بغیر کسی معاہدہ کے قدرت دی ہے پس حکم ہو تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ عباس نے کہا یا رسولؐ اللہ میں نے اس کو پناہ دی ہے۔ حضرت نے فرمایا اچھا اسے میرے پاس لاؤ۔ وہ حضرت کے سامنے آکر کھڑا ہوا فرمایا وائے ہو تجھ پر اے ابوسفیان کیا تو یہ گواہی نہ دے گا لا إله إلا الله محمد رسول الله یہ سن کر اس کی زبان لڑکھڑائی۔ حضرت علیؑ نے تلوار سونت کر اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ اور آنحضرتؐ علیؑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان تیری گردن ابھی ماری

جائے گی ورنہ کلمہ شہادتین زبان پر جاری کر۔ اس نے مضطر ہو کر کلمہ شہادتین جاری کیا۔ حضرت نے پوچھا تو رات کو کس کے پاس رہے گا کہا ابوالفضل کے پاس۔ پس آپ نے ان کے سپرد کر دیا۔ جب صبح کو بلال نے اذان دی تو اس نے پوچھا یہ آواز کیسی ہے اور آنحضرتؐ کو وضو کرتے دیکھا اور مسلمانوں کے ہاتھ ریش مبارک نیچے لگے ہوئے تھے اور پانی کے قطرات سے اپنے امراض کی شفا چاہتے تھے۔ اس نے کہا واللہ یہ عظمت تو میں نے قیصر و کسریٰ کی بھی نہیں دیکھی۔ جب حضرت نے نماز پڑھی تو اس نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی قوم کے پاس چلا جاؤں اور ان کو ڈراؤں اور دعوت دوں۔ حضرت سے عباس نے کہا کہ ابوسفیان فخر کا حریص ہے لہٰذا آپ اس پر کوئی احسان کریں۔

حضرت نے فرمایا۔ اچھا اعلان کر دو کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کے لیے امان ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرے گا اس کے لیے بھی امان ہے جب ابوسفیان چلا گیا تو آنحضرتؐ نے عباس سے کہا اس کو اپنے ساتھ لے کر وادی مکہ کے کسی ایسے مقام پر کھڑے ہو جہاں سے یہ لشکر خدا کو گزرتا ہوا دیکھ لے۔ پس اس نے دیکھا کہ خالد بن ولید کا گروہ پہلے مقدمۃ الجیش کے طور پر اس کے سامنے سے گزرا۔ پھر زبیر قبیلہ جہینہ اور اشجع کو لے کر نکلے۔ پھر ابو عبیدہ اسلم اور مزینہ کے ساتھ آئے اور آنحضرتؐ گروہ انصار کے ساتھ تھے اور سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں رایت النبی تھا اور وہ کہہ رہے تھے آج دن ہے جنگ کرنے کا، آج دن ہے خونوں کے بہانے کا۔ آج دن ہے احد کے بدلہ لینے کا۔ یہ سن کر عباس آنحضرتؐ کے پاس آئے اور سعد کی اس گفتگو کی خبر دی۔ حضرت نے فرمایا میں نے سعد سے کچھ نہیں کہا تھا۔

پھر حضرت علیؑ سے فرمایا سعد سے رایت لے لو۔ اور لشکر کو نرمی کے ساتھ داخل مکہ کرو۔ جب حضرت علیؑ نے سعد سے رایت کو لیا تو سعد نے کہا اگر تم نہ ہوتے تو رایت کو مجھ سے نہ لیا جاتا۔ ابوسفیان نے عباس سے کہا اے ابوالفضل تمہارا بھتیجا تو بڑے ملک کا مالک بن گیا۔ انہوں نے کہا کم بخت یہ بادشاہت نہیں نبوت ہے۔ ابوسفیان جب بلندی سے اتر کر نیچے آیا تو قریش نے اس سے مل کر پوچھا یہ تیرے پیچھے غبار کیسا ہے اس نے کہا یہ محمدؐ کا لشکر ہے اور پھر آواز بلند کہا اے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ جو میرے گھر میں داخل ہوگا وہ امان میں رہے گا۔ جب ہندہ کو پتہ چلا تو اس نے لوگوں کو بہکانا شروع کیا اور کہتی جاتی تھی اس شیخ کو قتل کر دو۔ یہ سردار قوم ہو کر ایسی باتیں کرتا ہے۔ اس نے کہا میں نے بڑے بڑے بادشاہوں اور سرداروں کی شان دیکھی ہے لیکن ان کو محمدؐ سے کوئی نسبت نہیں۔ چپ رہو حق آگیا اور بلا دور ہوئی۔

حضرت نے یہ عہد کیا تھا کہ ان کو قتل نہ کریں۔ سوائے ان دس آدمیوں کے جنہوں نے مسلمانوں سے مقابلہ کیا ہے۔ پس حویرث بن نفیل مقیس بن ضبابہ اور قریبۃ المعینہ کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

عبداللہ بن حنظل کو عمار نے اور صفوان بن امیہ جدہ کو بھاگ گیا۔ اس کو عبداللہ بن وہب نے پناہ دی وہ اس کے پاس آنحضرتؐ کا عمامہ لے گیا تھا۔

اور عکرمہ بن ابی جہل یمن کو بھاگ گئے اور عبداللہ بن ابی سرح اور اسلم کے متعلقین امیرالمومنین کو معلوم ہوا کہ وہ دار عثمان

میں ہیں۔

عثمان ان کی سفارش سے کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور حضرت اس کے قتل کے متعلق فرما چکے تھے۔ سعد بن عبادہ نے کہا کہ اگر حضورؐ ارشاد فرما دیتے تو میں قتل کر دیتا فرمایا رمز واشارہ انبیاء کے لیے زیبا نہیں۔ ہند نے اس کو دار ابوسفیان میں داخل کر لیا۔

ابوسفیان نے عورتوں کی بیعت کے بارے میں بات کی ام الفضل نے اس کی تائید کی حضرت نے عورتوں سے بیعت لی۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے قریش کے شریر لوگوں کو قتل کا حکم دیا تھا پس ہم نے ان میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض نے شکست کھائی تین مسلمان شہید ہوئے یہ لوگ مکہ کے زیریں حصہ میں داخل ہوئے تو راستہ بھول گئے ان کو لبشیر النبال نے قتل کر دیا۔ حضرت نے پوچھا کعبہ کی کنجیاں کس کے پاس ہیں۔ لوگوں نے کہا ام شیبہ کے پاس، حضرت نے شیبہ کو بلا کر کہا اپنی ماں کے پاس جا اور اس سے کہو کہ کنجیاں بھیج دے اس نے کہا کیا خوب تم نے ہمارے سرداروں کو قتل کیا اب چاہتے ہو کہ ہماری حکومت کو لے لینا چاہتے ہو آپ نے فرمایا اگر نہ بھیجے گی تو قتل کر دی جائے گی۔ پس اس نے کنجیاں لڑکے کو دیں وہ حضرت کے پاس لایا۔ آپ نے عمرؓ کو بلا کر کہا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ پھر حضرتؐ اٹھے اور کعبہ کا دروازہ کھولا۔ اور اس پر پردہ ڈالا۔ اس دن سے اس کا رواج ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اس لڑکے کو بلا کر کنجیاں اس کے حوالے کیں اور فرمایا اپنی ماں کے پاس لے جا۔ آپ نے دروازے کے بازو پکڑ کے فرمایا لا إله إلا الله وہ وہ ہے جس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور اس کے لشکر کو عزت دی اور تمام گروہوں کو مغلوب کیا۔

قریش کے تمام سرداروں کا گمان تھا کہ اب مسلمانوں کی تلواریں ہوں گی اور ان کی گردنیں لیکن جب ایسا نہوا تو وہ حیران ہو گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا ہر خون و مال و ماثر جو جاہلیت میں تھے وہ اسی زمانہ کے لیے تھے اب کعبہ پر میرا قبضہ ہے اس کی خدمت اور سقایت ان ہی لوگوں سے متعلق ہو گی جو اس کے اہل ہوں گے۔ آگاہ ہو کہ مکہ تحریم الٰہی مقام حرمت ہے اور یہ حرمت اس کی تا قیامت باقی رہے گی۔ یہاں کا کوئی درخت کاٹا نہ جائے گا اور یہاں کسی جانور کا شکار نہ کیا جائے گا پھر فرمایا (اے مکہ والو تم اپنے نبی کے برے پڑوسی ہو تم نے مجھ کو جھٹلایا۔ تم نے مجھ کو جلا وطن کیا اور تم مجھ سے راضی نہ ہوئے جب تک تم میرے سامنے نہ آئے پس جاؤ تم آزاد ہو) یہ رحم وکرم دیکھ کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور اس کے بعد بلال نے کعبہ میں اذان دی اور عکرمہ نے اس کو برا کہا۔ خالد ابن اسید نے کہا الحمد للہ کہ اس نے ابو عتاب کو آج مکرم کیا۔

سہیل بن عمرو نے بھی ایسا ہی کلام کیا۔ حرث بن ہشام نے کہا کیا محمدؐ کو موذن بنانے کے لیے اس کالے کوے (بلال) کے سوا اور کوئی نہ ملا۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں کہتا واللہ اگر میں کچھ کہوں گا تو میرا گمان یہ ہے کہ دیواریں محمدؐ کو خبر دیں گی۔ حضرت کو یہ بات بھی معلوم ہو گئی اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی خبر ان کو پہنچا دی پس عتاب اور اسلم مسلمان ہو گئے۔ آنحضرتؐ

نے ان دونوں کو مکہ کا حاکم بنا دیا۔

خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے بعض کو ایک دوسرے سے سیسہ گلا کر ملا دیا تھا۔ ابوسفیان نے اسی رات کو منات بُت کو وہاں سے ہٹا کر جشنہ بھیج دیا اور بعض بتوں کو ہندوستان۔ جنہوں نے دیواروں پر مقناطیس کا عمل کر کے ایک بت کو مندر کے بیچ میں معلق کر دیا تھا۔ یہ صورت محمود سبکتگین کے وقت تک رہی جب اس نے ہندوستان پر چڑھائی کی تو اس کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ اور اس کو اصفہان لے گیا۔

حضرت جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ ان سب کو گرا دو۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے ان سب کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

اس کے بعد آپ نے عبداللہ سہیل کو بنی محارب کی طرف اور خالد بن ولید کو حزیمہ کی طرف بھیجا انہوں نے عہد شکنی کی تھی۔ پس ان کو گرفتار کر کے حضرت کے پاس لائے۔ آپ نے ان کے فعل سے بیزاری کا اظہار کیا۔

غزوۂ حُنین

بنی ہوازن نے وادیٔ حنین میں فساد برپا کر رکھا تھا۔ حضرت نے ان کی سرکوبی کے لیے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کی صفوان بن امیہ سے آپ نے سو زرہیں مستعار لیں۔ حضرت ابوبکر کو اپنی کثرت پر غرہ ہوا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ (سورہ التوبہ ۹/۲۵) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بنی ہوازن کے ساتھ درید بن صمہ بھی تھا۔ انہوں نے شیخ کبیر کو برکت کے لیے ساتھ لیا تھا پس وادی اوطاس میں پہنچے تو اس نے کہا یہ گھوڑے دوڑانے کی جگہ ہے نہ زیادہ سخت نہ زیادہ نرم نرم ہیں یہ کیسی بلبلاہٹ اونٹوں کی ہنہناہٹ گدھوں کی ممیاہٹ بکریوں کی اور ڈکار بیلوں کی سن رہا ہوں اس نے ابن مالک سے اس بارے میں گفتگو کی اس نے کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہر شخص کے پیچھے اس کے اہل اور مال کو رکھوں تا کہ جمعی سے وہ لڑے اس نے کہا وائے ہو تجھ پر ایسا کر بھاگنے والوں کے لیے یہ چیزیں کیا مفید ہوں گی تیرے لیے مفید ایک سپاہی اپنی تلوار اور نیزے سے ہو سکتا ہے اور اگر تیرے خلاف صورت ہو تو اہل مال بے کار۔ اس نے کہا تو بوڑھا ہو گیا اور تیرا علم تشریف لے گیا۔

جابر سے مروی ہے کہ وہ قوم وادی کی گھاٹی میں چھپ کر بیٹھ گئی اور اس کے تنگ راستوں پر چھپ بیٹھے ابوسلیم اور اس کے ساتھی جو مقدمۃ لشکر تھے شکست کھا گئے اور سب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے حضرت علی علیہ السلام جن کے پاس علم تھا۔ حضرت کے پہلو میں تھے۔ مالک بن عوف نے کہا مجھے دکھاؤ محمدؐ کون ہیں لوگوں نے مجھے بتایا اس نے حضرت پر حملہ کیا۔ ایمن بن عبید ام ایمن کا لڑکا مقابلے کے لیے نکلا مالک نے اسے قتل کر دیا۔

آنحضرتؐ نے عباس سے جو بلند آواز تھے فرمایا کہ اس مفرور قوم کو بلاؤ اور جو معاہدہ مجھ سے کیا ہے اسے یاد دلاؤ۔ انہوں نے باواز بلند کہا یا اہل بیعۃ الشجرہ کہاں بھاگے جا رہے ہو اپنا عہد یاد کرو۔ مگر جانے والے چلے جا رہے تھے یہ واقعہ ماہ شوال ۹ھ کی پہلی تاریخ کا ہے۔

حضرت رات کی تاریکی میں اپنے چہرہ کی روشنی سے جانے والوں کے چہرے دیکھ رہے تھے۔ حضرت علیؑ دو گھاٹیوں کے بیچ میں لڑ رہے تھے اور بعض انصار کی مدد سے ان کو قتل کر رہے تھے آنحضرتؐ زین زرین پر بیٹھے فرما رہے تھے أنا النبي لا كذب أنا ابن عبد المطلب۔ مسلمان مشرکوں سے لڑ رہے تھے اور انہیں قید کر رہے تھے یہاں تک کہ دن نکل آیا۔ اس وقت حضرت نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یوم حنین آنحضرتؐ نے چار ہزار مشرکوں کو قید کیا اور بارہ ہزار اونٹ پکڑے اور مال غنیمت اس کے علاوہ تھا۔ زہری کی روایت ہے کہ چھ ہزار بچے اور عورتیں قید ہوئے اور بہائم کا شمار نہیں۔

جنگ اوطاس وغیرہ

آنحضرتؐ نے ابو عامر اشعری کو اوطاس کی طرف بھیجا اس نے جنگ کی جب وہ قتل ہو گیا تو ابو موسیٰ اشعری نے علم لیا جو اس کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے فتح پائی۔ ابو سفیان کو ثقیف کی طرف بھیجا گیا انہوں نے اس کو مارا اور وہ شکست کھا کر بھاگا۔

طائف کی طرف حضرت خود تشریف لے گئے۔ چند روز ان کا محاصرہ کیا ایک روز حضرت علی علیہ السلام کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر بڑھے۔ شہاب بن قبیس مقابلہ کو نکلا۔ ابو العاص بن ربیع شوہر زینب (ربیبہ نبی) نے اس پر حملہ کیا اس نے کہا اے امیر مجھے مہلت دے۔ اس نے کہا نہیں البتہ اگر تو اسلام قبول کرے۔ حضرت علی علیہ السلام نے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ اور پھر آپ نے ان کے بتوں کو توڑا۔

محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ تین دن یہ محاصرہ رہا پس باہر نکلے ان میں سے ابو بکرہ۔ سعث اور فلاں ایک جماعت کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ جب طائف کا وفد حضرت کے پاس آیا تو انہوں نے کہا جو ہمارے ساتھی آپ کے پاس آ گئے ہیں انہیں واپس کر دیجئے حضرت نے فرمایا وہ راہ خدا میں آزاد ہیں۔

ماہ رجب ۹ھ میں آیہ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (سورہ التوبہ ۴۱/۹) نازل ہوئی۔ حضرت نے ایک خطبہ بیان فرمایا اور جیش عشرہ سے ہمدردی کی طرف راغب کیا۔ عباس و عثمان و عبدالرحمٰن و طلحہ اور زبیر وغیرہ نے انفاق کیا۔ گرمی سخت تھی اور پانی کی قلت ایسی حالت میں سفر جاری رہا۔ حکومت روم کے شہر تبوک میں پہنچے۔ تبوک اس لیے کہتے تھے کہ لوگ یہاں پانی کی کمی کی وجہ سے روتے تھے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو قتل کر کے اس کی آنتوں کو چوسا۔

اس سفر کے لیے جب حضرت چلے تھے تو علی علیہ السلام کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا تھا اور فرمایا اے علیؑ مدینہ کا تحفظ میرے اور تمہارے سوا دوسرا نہیں کر سکتا اور یہ نص ہے آنحضرتؐ کی خلافت پر آپ کے بعد۔

انصار کے سوا اور لوگوں نے اس کو امر عظیم سمجھا۔ آنحضرتؐ لشکر لے کر چلے تو اکثر لوگ ٹال مٹول کرنے لگے یہاں تک کہ جب حضورؐ مقام جرف پر پہنچے تو عبداللہ بن ابی بغیر اجازت کے لوٹ آیا۔ اس پر آیہ هُوَ الَّذِیٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ (سورہ الانفال ۸/۶۲) نازل ہوئی۔

بنی غفار نے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہی اور جدہ بن قیس اور معتب بن قشیر اور ان کے منافق اصحاب نے جن کی تعداد اسیّ تھی مدینہ میں رہ جانے کی اجازت چاہی اپنی عورتوں کی حفاظت کے لیے اور ان منافقوں نے لوگوں سے کہا اس گرمی میں سفر مت کرو ورنہ مر جاؤ گے اس پر آیہ قُلْ نَارُ جَہَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا (سورہ التوبہ ۹/۸۱) نازل ہوئی۔

بعض نے کہا ہم عرب میں لڑ سکتے ہیں نہ کہ روم میں آیہ وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ (سورہ التوبہ ۹/۶۵) نازل ہوئی اور معقل بن یسار وغیرہ نے اپنے لیے عمدہ سواریاں مانگیں۔ گھوڑے اور خچر وغیرہ اور جب نہ ملیں تو روتے ہوئے پلٹ آئے اس پر آیہ وَّلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَآ اَتَوْکَ لِتَحْمِلَہُمْ (سورہ التوبہ ۹/۹۲) نازل ہوئی۔

اور زہری سے مروی ہے کہ آیت عبداللہ بن کعب ہلال بن امیہ اور مرار بن ربیعہ کے تخلف کے بارے میں ہے حضرتؐ نے ان سے کلام کرنے کو منع فرمایا۔

جب حضرت مقام جرف میں پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام آپ سے آملے اور کہنے لگے یارسولؐ اللہ قریش نے مجھے طعنہ دیا کہ آنحضرتؐ نے تمہیں بوجھ اور حقیر سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا لوگ ہمیشہ سے انبیاء کو ستاتے ہی چلے آتے ہیں تم اس پر کیا راضی نہیں کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک تھا حضرت علیؑ نے کہا میں راضی ہوں فرمایا اے علیؑ اپنی جگہ واپس جاؤ۔ مدینہ میں ضروری ہے کہ یا میں موجود رہوں یا تم اور حضرت نے آپ کے ساتھ کمزوروں اور بیماروں کو بھیج دیا۔ ابوذر اونٹ کے انتظار میں رہ گئے تھے جب نہ ملا تو پا پیادہ چل کھڑے ہوئے مع زادِ راہ اور ہتھیاروں کے آنحضرتؐ کو ایک منزل پر کسی نے خبر دی ہے کہ ایک پیادہ ہمارے پیچھے آرہا ہے فرمایا وہ ابوذر ہے خدا ابوذر پر رحم کرے وہ تنہائی کی زندگی بسر کرتا ہے۔

الغرض ماہ شعبان میں سہ شنبہ کو آنحضرتؐ تبوک پہنچ گئے۔ اسی سنہ میں لوگوں کے نفاق کا پردہ چاک ہوا۔ خرکوشی کا بیان ہے کہ رومیوں کی جمعیت تیس ہزار تھی ان میں دس ہزار سوار تھے۔ تیرہ دن تک آنحضرتؐ وہاں ٹھہرے آخر رومیوں کا سردار یحنہ بن روبہ حضرت کے پاس آیا اور جزیہ دینا منظور کیا۔ حضرت نے ایک تحریر ان کو لکھ دی جو ان کے پاس رہی۔

آنحضرتؐ نے اہل جربا اور اذرح کو بھی خط لکھا اور سعد بن عبادہ کو بنی سلیم اور جموع کی طرف بھیجا جب مسلمان قریب پہنچے تو وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور حضرت نے خالد کو تین سو سواروں کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف کو سات سو کی جمعیت کے ساتھ

اکیدر۔ صاحب دومۃ الجندل کے مقابلہ کو بھیجا وہ حضرت کے پاس لائے آٹھ سو سر دو ہزار اونٹ چار سو زرہ چار سو نیزے اور پانچ سو تلواریں اور آنحضرتؐ نے ابو عبیدہ اور رفاعہ بن روح جذامی کو جذام کی طرف بھیجا اور یہ آنحضرتؐ کا آخری غزوہ تھا۔

لطائف و نکات

آدم کو ملائکہ نے صرف ایک بار سجدہ کیا اور آنحضرتؐ پر ملائکہ اور آدمی قیامت تک درود بھیجتے رہیں گے۔

آدم قبلہ ملائکہ تھے اور آنحضرتؐ امام الانبیا ہیں شب معراج امام آدم بنے۔

خدا نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور حضورؐ کو نور سے جیسا کہ فرمایا ہے کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین)

اگر آدم انسانوں میں مخلوق اوّل تھے تو آنحضرتؐ کی خلقت ان سے بھی پہلے تھی جیسا کہ حضرت نے فرمایا خدا نے مجھے نور سے پیدا کیا اور میری خلقت آدم سے ہزار برس پہلے تھی۔

اگر آدم ابوالبشر تھے تو محمد سید ثقلین ہیں جیسا کہ حضرت نے فرمایا آدم اور انبیاء روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

اگر آدم اوّل انبیا ہیں تو حضرت کی نبوت ان سے پہلے کی ہے جیسا کہ فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم آب و گل میں تھے

اگر آدم کے مقابلہ میں ملائکہ عاجز ہوئے تو خدا نے آنحضرتؐ پر قرآن عطا کیا جس کی مثل لانے سے اوّلین و آخرین سب ہی عاجز رہے۔

اگر آدم کے لیے فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (سورہ البقرہ ۲/۳۷) ہے تو آنحضرتؐ کے بارے میں ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ (سورہ الفتح ۴۸/۲)

اگر آدم جنت میں داخل ہوئے تو حضرت قوسین تک پہنچے۔

ادریس کے لیے ہے رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۵۷) تو حضرت کے بارے میں ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۴)۔

ادریس نے اپنے رب سے مناجات کی اور اللہ نے آنحضرتؐ کو ندا کی فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (سورہ النجم ۵۳/۱۰)

ادریس کو خدا نے طعام دیا بعد وفات اور آنحضرتؐ کو طعام دیا حالت حیات میں جیسا کہ حضرت نے فرمایا میں تم جیسا نہیں ہوں میں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں يطعمني و يسقيني۔

نوح کا سفینہ پانی پر چلا اور محمدؐ کے حکم سے پتھر پانی پر چلا وہ اس طرح کہ ایک چشمہ کے کنارے اور سامنے ایک بڑا ٹیلا ہو گیا تھا۔

عکرمہ بن ابی جہل نے کہا اے محمد اگر آپ نبی ہیں تو اس ٹیلے کے پتھروں سے کہیئے کہ پانی میں تیر کر ادھر آجائیں حضرت نے دعا کی وہ تیر کر ادھر آ گئے پھر لوٹنے کا حکم دیا وہ لوٹ گئے۔

نوح نے قوم کے لیے بددعا کی تو آسمان سے پانی برسا اور وہ قوم ہلاک ہوئی اور آنحضرتؐ کو مخزن رحمت بنایا پس نوح رسول عقوبت قرار پائے اور آنحضرتؐ رسول رحمت جیسا کہ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورہ الانبیاء ۲۱/۱۰۷)۔

نوح نے اپنے لیے اور چند آدمیوں کے لیے دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ (سورہ نوح ۷۱/۲۸) اور آنحضرتؐ نے اپنی اُمت کی تمام اولاد کے لیے دُعا کی۔ وَاعْفُ عَنَّا۔ (سورہ البقرہ ۲/۲۸۶)۔

نوح کے لیے ہے وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ (سورہ الصافات ۳۷/۷۷) اور آنحضرتؐ کے لیے فرمایا۔ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ (سورہ آل عمران ۳/۳۴)۔

نوح کا سفینہ سبب نجات دنیا میں تھا اور ذرّیت محمد سبب نجات عقبیٰ میں ہے جیسا کہ فرمایا مثل أهل بيتي كمثل سفينة نوح۔

نوح نے کہا اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ (سورہ ہود ۱۱/۴۵) ان کو جواب ملا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ (سورہ ہود ۱۱/۴۶) لیکن ذرّیت رسول اہلبیت رسالت قرار پائی۔

ہود نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے ہوا کے عذاب سے مدد چاہی لیکن حضرت محمد مصطفےٰ کی مدد خدا نے جنگ احزاب و خندق میں ریح اور ملائکہ دونوں سے کی۔ ہود کی مدد کو آندھی وہ ان کی قوم کے لیے ذریعہ ہلاکت تھی اور جو ہوا جنگ خندق میں چلی وہ امت محمدی کے لیے باعث رحمت تھی۔

ہود نے صبر کیا اور جب قوم نے تکذیب کی تو خدا سے شکایت کی اور آنحضرتؐ نے قریبًا اللہ صبر کیا اور اپنی قوم کو معذور سمجھا جب انہوں نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی ان کو نکالا اور ان پر پتھر مارے تو آپ نے بجائے نزولِ عذاب کی دعا کے فرمایا۔ اهد قومي فانهم لا يعلمون۔

صالح کے لیے پہاڑ میں سے اونٹنی نکلی اور آنحضرتؐ کے لیے وسط جبل سے آدمی نکلا جو دُعا کرتا تھا خدا وند محمد کے ذکر کو اور ان کے اجر کو واجب کر اور ان کے بوجھ کو کم کر۔

قوم صالح نے ناقۂ صالح کو پے کیا اور محمدؐ مصطفےٰ کی اولاد کو ذبح کیا۔

صالح نے اپنی قوم کو عذاب سے ڈرایا جس پر ان کی قوم نے کہا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ (سورہ العنکبوت ۲۹/۲۹) اور آنحضرتؐ نبی رحمت ہیں۔

ناقۂ صالح نے نبوت صالح کی گواہی نہیں دی لیکن آنحضرتؐ کی نبوت کی گواہی بہت سے ناقوں نے دی۔

ابراہیم علیہ السلام نے نظر کی ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ (سورہ الانعام ۶/۷۵) اور آنحضرتؐ نے نظر کی ملک سے ملک کی طرف اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (سورہ الفرقان ۲۵/۴۵)

خلیل طالب تھے وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (سورہ الصافات ۲۷/۹۹) اور حبیب مطلوب تھے اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۱)۔

خلیل نے کہا۔ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ (سورہ الشعراء ۲۶/۸۲) اور حبیب کے لیے کہا گیا۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ (سورہ الفتح ۴۸/۲)۔

خلیل نے کہا وَلَا تُخْزِنِيْ (سورہ الشعراء ۲۶/۸۷) اور حبیب کے لیے کہا گیا۔ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ (سورہ التحریم ۶۶/۸)۔

خلیل نے کہا۔ وسط النار: حسبی اللہ (سورہ الزمر ۳۹/۳۸) اور حبیب کے لیے کہا گیا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ (سورہ الانفال ۸/۶۴)

خلیل نے کہا وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ (سورہ الشعراء ۲۶/۸۴) اور حبیب کے لیے کہا گیا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۴)

خلیل نے کہا وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا (سورہ البقرہ ۲/۱۲۸) اور حبیب کے لیے کہا گیا لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۱)

خلیل نے کہا وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ (سورہ الشعراء ۲۶/۸۵) اور حبیب کے لیے کہا گیا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورہ الضحیٰ ۹۳/۴)

خلیل نے کہا وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ (سورہ الشعراء ۲۶/۷۹) اور حبیب کے لیے ہے ۔ اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ (سورہ القریش ۱۰۶/۴)

خلیل نے بخل کیا اپنے اعداء پر رزق کے معاملہ میں وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۶) اور حبیب نے اپنے دشمنوں پر بھی سخاوت کی یہاں تک کہ آپ کے لیے نازل ہوا۔ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۲۹)

خلیل اللہ نے اللہ کی قسم کھائی وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ (سورہ الانبیاء ۲۱/۵۷) اور حبیب کی قسم خدا نے کھائی۔ لَعَمْرُكَ (سورہ الحجر ۱۵/۷۲)

مقام ابراہیم کو خدا نے قبلہ بنایا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (سورہ البقرہ ۲/۱۲۵) اور حبیب کے افعال و اقوال کو قبلہ قرار دیا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۱)

خلیل نے اصنام کو توڑا خفیہ حبیب نے توڑا تین سو ساٹھ بتوں کو علانیہ۔

اصطفا خلیل بعد ابتلا ہوا اور اصطفائے حبیب قبل ابتلا۔

خلیل نے رب جلیل کی راہ میں خرچ کیا تب اصطفا ہوا۔ اور خدا نے تمام عالم کو اپنے حبیب کے لیے بنایا۔
خدا نے خلیل پر آگ کو ٹھنڈا کیا۔ خدا نے اپنے حبیب کے لیے زہر کو شکم میں دور کیا۔ جب کہ زن خیبر نے آپ کو زہر دیا تھا۔
پھر نار جہنم کو آپ کے لیے مسخر کیا جس کا ایک جزو تمام دنیا کی آگ ہے۔
خلیل نے حج و قربانی کے لیے ندا کی وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ سورہ الحج ۲۲/۲۷) اور حبیب نے منادی کی اسلام و ایمان کی
خلیل سے کہا گیا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ (سورہ البقرہ ۲/۲۶۰) اور حبیب کے لیے کہا گیا۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ (سورہ البقرہ ۲/۲۸۵)
خلیل نے کہا فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (سورہ الشعراء ۲۶/۷۷) اور حبیب کے لیے کہا گیا لولاك لما خلقت الافلاك۔

خلیل کے لیے کہا گیا وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۱۰۷) اور حبیب کے باپ عبداللہ کا فدیہ سو اونٹ قرار پائے۔

خلیل کی اولاد میں برکت دی وہ اتنی بڑھی کہ داؤد نے اپنی حکومت کے زمانہ میں شمار کرنے کا حکم دیا لیکن وہ شمار نہ ہو سکے چونکہ ابراہیم نے ذبح فرزند میں اطاعت رب کی اس وجہ سے اولاد بکثرت دی اور حبیب کو اُن کے فرزند حسینؑ کے ذبح کی وجہ سے کثیر اولاد دی۔

خدا تک وصل خلیل بالواسطہ ہوا وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ (سورہ الانعام ۶/۷۵) اور وصل حبیب بلا واسطہ تھا۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (سورہ النجم ۵۳/۸)

خلیل نے رضائے خدا حاصل کی کعبہ بنا کر وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۷) اور ارادہ کیا خدا نے تحویل قبلہ کا رضائے حبیب کے لیے فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (سورہ البقرہ ۲/۱۴۴)

خلیل کی ابتدا پہلے تھی اور اجتبا بعد میں اور حبیب کی ابتدا بشارت تھی۔ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (سورہ التوبہ ۹/۳۳)
خلیل نے سوال کیا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (سورہ ابراہیم ۱۴/۳۵) اور حبیب کے لیے ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳) خلیل مرید ہیں اور حبیب مراد۔ خلیل عطشان اور حبیب ریان۔

صاحب المعین نے کہا ہے کہ مخرج حا مخرج خا سے دور ہے خا کا مخرج حلق ہے اور حا کا فواد یعنی دل۔ اگر تم خلیل کا لفظ بولو گے تو منہ میں آواز نہ بھرے گی کیونکہ اس کی آواز حلق سے نکلے گی اور جب حبیب کا لفظ بولو گے تو منہ اور دل بھر جائے گا۔ کیونکہ وہ آواز دل سے نکلے گی۔

کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے خلیل کا لفظ تو ذکر کیا ہے اور حبیب کا ذکر نہیں کیا تو جواب یہ ہے کہ خدا نے اپنی محبت کو جب آنحضرتؐ کی پیروی کرنے والوں کے لیے ظاہر کیا ہے متبوع کا تو ذکر ہی کیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورہ آل عمران ۳/۳۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے اور آنحضرتؐ کے بارہ وصی تھے اور اسباط کو صلب یعقوب سے قرار دیا۔ اور مریم بنت عمران کو ان کی اولاد میں داخل کیا اور ان کی ذرّیت میں نبوت و کتاب کو بھی قرار دیا اور آنحضرتؐ کے ذکر کو بلند کیا۔ اور فاطمہ زہرا جیسی لڑکی دی اور حسنؑ و حسینؑ کو اُن کی ذرّیت قرار دیا۔ اور ایسی کتاب محفوظ دی جو بدلنے والی نہیں۔

یعقوب نے فراق یوسف پر صبر کیا اور آنحضرتؐ نے اپنے پسر ابراہیم کی موت پر۔

یوسف علیہ السلام صاحب جمال تھے اور آنحضرتؐ صاحب ملاحت

یوسف رات میں نورانی تھے اور آنحضرتؐ دنیا و آخرت میں یَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ (سورہ النور ۳۵/۲۴) اور آخرت میں انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ (سورہ الحدید ۱۲/۵۷)

یوسف نے دعا کی مالک ابن ذعر کے لیے کثرت مال و اولاد کی اور آنحضرت نے جابر کو بشارت دی امام محمد باقرؑ کی اور فرمایا جب تم ان سے ملاقات کرو تو میرا سلام کہنا۔

انس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا اللہ اس کی عمر دراز کرے اور اس کی اولاد زیادہ کرے۔ پس زندہ رہے۔ وہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانے تک اور ان کے بیس لڑکے تھے اور اسی لڑکیاں (یہ روایت دیگر معتبر روایات کے خلاف ہے) اور آپ کے باغات کے درخت ہر سال دو مرتبہ پھل دیتے تھے۔

حضرت یوسف نے صبر کیا کنوئیں میں۔ قید خانے میں۔ فرقت پدر میں۔ آنحضرتؐ نے صبر کیا تین سال شعب ابی طالب کے محاصرہ میں اور تین رات غار میں۔

یوسف کے لیے ایک سچی خواب تھی اور آنحضرتؐ کے لیے کئی خوابیں ایسی تھیں لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (سورہ الفتح ۲۷/۴۸)

موسیٰ کے لیے بارہ چشمے پھوٹے اور آنحضرتؐ نے یوم حدیبیہ براء ابن عازب کو حکم دیا ایک کنوئیں میں تیر مارنے کا پس اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے جن کا پانی کافی ہوا اسی ہزار آدمیوں کے لیے۔

موسیٰ کے لیے پتھر سے پانی نکلا اور آنحضرتؐ کے لیے انگلیوں کے درمیان سے۔

خدا نے موسیٰ کے لیے ایک عمود آسمان سے نازل کیا جس سے راتیں روشن ہو جاتی تھیں اور آنحضرتؐ نے بعض اصحاب کو عصا دیا جس کے سامنے کا حصہ روشن ہو جاتا تھا اور قتادہ بن نعمان کو ایک کھجور کی شاخ دی جس سے ان کا اگلا حصہ دور تک روشن ہو جاتا تھا۔

موسیٰ کو خدا نے نو آیات بینات دیں۔ ید بیضا۔ حجر۔ بحر۔ طوفان۔ ٹڈی۔ جوں۔ مینڈک اور خون۔

اور مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے شام کے ایک سفر میں وضو کیا یہودی تلواریں لے کر آ گئے اور حضرت کو گھیر لیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں کے نیچے سے ٹڈیاں کو پیدا کیا۔ جنہوں نے ان کو کھسوٹ لیا۔ یہ دو سو آدمی تھے۔

اور حضرت نے فرمایا رکن و صفا کے درمیان ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔ جو نہیں مرے مگر بھوک سے۔

ایک روز قوم نے حضرت کا پیچھا کیا پس ان میں سے ایک نے اپنے کپڑوں میں جوئیں دیکھیں اس نے اپنے بدن کو کھجایا یہی حال دوسرے ساتھیوں کا ہوا۔ سب کے کپڑے جوؤں سے بھر گئے۔ اور انہوں نے ایسا خون پیا کہ پانچ دن کے اندر مر گئے

ایک جماعت نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا اور مکّہ سے مدینے آئے۔ خدا نے ان کے کھانے کی چیزوں اور ساکن پرندوں کو مسلط کر دیا ان کو انہوں نے بُری طرح نوچا وہ سب مر گئے صرف ایک بچا جس نے جاہِ محمد کا واسطہ دے کر خدا سے پناہ مانگی تھی ایک قافلہ آیا انہوں نے اس کو کھانا پانی دیا۔

ایک بار آنحضرتؐ نے فصد کھلوائی جو خون نکلا ابو سعید خدری سے فرمایا اسے کہیں دبا دو وہ گئے اور باہر جا کر پی لیا۔ جب واپس آئے تو پوچھا کیا انہوں نے کہا میں نے پی لیا فرمایا میں نے نہ کہا تھا کہ اسے کہیں دبا دو انہوں نے کہا میں نے اسے ظرف شکم رکھ لیا۔ فرمایا آیندہ ایسا نہ کرنا۔ اب آتشِ دوزخ تم پر حرام ہوگئی کیونکہ میرا خون تمہارے خون سے مل گیا۔ منافقین نے اس کا مذاق اڑایا۔ حضرت نے فرمایا خدا ان کو خون کے عذاب میں مبتلا کرے گا پس ان میں سے بعض کے نکسیر پھوٹ نکلی اور بعض کی داڑھوں میں سے ایسا خون نکلا کہ جو کھانا یا پینا چاہتے تھے وہ خون سے آلودہ ہو جاتا تھا اس حالت میں وہ چالیس برس رہے پھر ہلاک ہوئے۔

حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ تم اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالو وہ چمکتا ہوا نکلے گا۔ آنحضرتؐ کو اس سے زیادہ دیا گیا اور وہ یہ کہ جہاں کہیں آپ بیٹھتے تھے آپ کے داہنی طرف ایک نور ہوتا تھا جس سے لوگ ہر شے کو دیکھ لیتے تھے یہ نور قیامت تک باقی رہے گا۔

جب حضرت حسنین کو بلانا چاہتے تھے اور وہ دور ہوتے تھے تو ان کو پکارتے تھے کہ میرے پاس آؤ پس حضرت کی آواز وہ سن لیتے تھے تو حضرت فرماتے اس دروازے سے آؤ اور رات کے وقت ایک ایسا نور آپ سے صادر ہوتا تھا جو چاند اور سورج کو مات کرتا تھا اسی کی روشنی میں شہزادے آتے جاتے تھے۔

موسیٰ سے کہا گیا اَلقِ عصاک اور آنحضرتؐ کے متعلق مروی ہے کہ ایک غزوہ میں زبیر ابن عوام کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت نے ایک لکڑی چاروں طرف ہاتھ پھیر کر ان کو دی جو تلوار سے زیادہ تیز ہو گئی اسی سے انہوں نے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مکانوں کی چھتوں کو گرا دیا اور ان میں سے بڑے بڑے سانپ نکل پڑے جنہوں نے ان کے گھروں کی پونجی کو اپنا لقمہ بنا لیا۔ چار آدمی ان میں مر گئے کچھ مخبوط الحواس ہو گئے اور کچھ نے اسلام قبول کر لیا۔

موسیٰ سے کہا گیا اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ سورہ الاعراف ۱۶۰/۷) اور آنحضرتؐ کے متعلق امیر المومنین سے مروی ہے خیبر میں، میں حضرت کے ساتھ تھا ہمارا گزر ایک خوفناک وادی میں سے ہوا چودہ آدمی نکل آئے میں نے کہا یا رسولؐ اللہ دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے سامنے یہ ایسا ہی تھا جیسا اصحاب موسیٰ نے کہا تھا اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (سورہ الشعراء ۶۱/۲۶) حضرت نے فرمایا اللہ تو نے ہر رسولؐ کے لیے ایک دلالت قرار دی ہے۔ مجھے اپنی قدرت دکھا آپ روانہ ہوئے اس طرح کہ کسی گھوڑے

کے سُم یا اونٹ کے پیر پر اس سفر میں کوئی خراش تک نہ آئی اور ہم فتح کر کے لوٹے۔

انس سے مروی ہے تین رات دن وادی خزاں میں پانی برسا لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ بڑی خوفناک صورت ہے۔ آپ نے فرمایا لوگو میرے پیچھے آؤ پس بارش ایسی رُکی کہ اونٹوں کے اوپر کے پردے تک نہ بھیگے اور پانی ایسا سُوکھا کہ اونٹوں کے پیر تک تر نہ ہوئے۔ موسیٰ کی بددُعا سے فرعون اور اس کے تابعین قحط میں مبتلا ہوئے اور آنحضرتؐ کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے فرمایا خداوندا لعن کر کرفل اور ذکوان پر اور اپنی گرفت کو سخت کر مضر پر اور ان کے سال یوسف کے سالوں کی طرح بنا دے۔ مروی ہے کہ ان میں ایسا قحط پڑا کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس جانا چاہتا تھا تو بھوک سے اندھیرا اس کی آنکھوں میں چھا جاتا تھا کہ وہ دوسرے کی صورت دیکھ نہ سکتا تھا آخر وہ بھوک سے مر گئے اور کتوں نے ان کے نجس لاشے چیر پھاڑ ڈالے اور ان کی قبریں کھود کر ان کی ہڈیاں جلا کر خاک کر دی گئیں ان کی بھوک اس حد تک پہنچی تھی کہ ماؤں نے اپنے بچوں کو بھون کر کھا لیا تھا۔

ابوسفیان نے کہا اے محمدؐ آپ کی یہ قوم سب ہلاک ہوئی جا رہی ہے ان پر رحم کیجئے۔ تب حضرت نے دعا کی اور ان کی قحط سالی دور ہوئی۔ خدا نے موسیٰ کا انتقام فرعون سے لیا اور آنحضرتؐ کا انتقام ان فراعنہ سے لیا جو جمع ہو کر حضرت کے مقابلے کو آئے اور شکست کھا کر بھاگے۔ موسیٰ کے لیے عصا تھا اور آپ کے لیے ذوالفقار۔

موسیٰ کے خلیفہ ہارون ہوئے اور آپ کے خلیفہ حضرت علیؑ ہوئے۔

موسیٰ کے بارہ نقیب ہوئے اور آنحضرتؐ کے بعد بارہ امام۔

موسیٰ کے لیے زمین پر دریا شگافتہ ہوا اور آنحضرتؐ کے لیے آسمان پر شق القمر ہوا۔

موسیٰ نے رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (سورہ طہ ۲۰/۲۵) کہہ کر شق قدر کی درخواست کی اور آنحضرتؐ کے لیے خدا نے فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۱) موسیٰ اور ہارون سے کہا گیا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا (سورہ طہ ۲۰/۴۴) اور آنحضرتؐ سے کہا گیا وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ (سورہ التوبہ ۹/۷۳) وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ (سورہ القلم ۶۸/۱۰) اللہ نے موسیٰ کو من و سلویٰ دیا اور آنحضرتؐ اور ان کی اُمّت پر غنائم کو حلال قرار دیا اس سے پہلے کسی اور نبی کے لیے یہ رعایت نہ تھی۔

موسیٰ کے لیے وادی تیہ میں ابر سایہ فگن ہوا وَظَلَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْغَمَامَ (سورہ البقرہ ۲/۵۷) اور آنحضرتؐ کے لیے ابر جہاں آپ جاتے تھے سایہ فگن رہتا تھا۔

موسیٰ سے خدا نے طور سینا پر کلام کیا اور آنحضرتؐ سے سدرۃ المنتہیٰ پر۔ موسیٰ اور حق کے درمیان واسطہ تھا اور آنحضرتؐ اور خدا کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی (سورہ النجم ۵۳/۱۰) موسیٰ طور پر پاپیادہ گئے اور آنحضرتؐ براق پر۔ موسیٰ سے باتیں دور سے ہوئیں اور آنحضرتؐ سے قریب سے۔

موسیٰ سے بات ہوئی چالیس دن بعد آنحضرتؐ خانہ ام ہانی میں سو رہے تھے ان کو جگایا گیا اور اسی وقت معراج حاصل ہوئی موسیٰ کی معراج موعود تھی اور آنحضرتؐ کی بغیر وعدہ۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا اور آنحضرتؐ کو تن تنہا بلایا۔ موسیٰ

نے جو کچھ دیکھا اس کی تاب نہ لائے اور غش کھا کر گر پڑے اور آنحضرتؐ نے آیت کبریٰ دیکھی اور پلک تک نہ جھپکی۔

معراج موسیٰ دن میں ہوئی اور معراج آنحضرتؐ رات میں معراج موسیٰ زمین پر تھی اور معراج آنحضرتؐ فوق سموات موسیٰ سے جو بات چیت ہوئی وہ انہوں نے ظاہر کر دی اور آنحضرتؐ کی بات چیت بصیغہ راز رہی فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (سورہ النجم ۵۳/۱۰)

جناب موسیٰ جب میقات کی طرف آئے تو گویا فرعون کے پاس سے وہاں پہنچے اور آنحضرتؐ کے لیے ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ (سورہ التوبہ ۹/۱۲۸) گویا خدا کے پاس سے آئے۔ موسیٰ کے لیے کہا گیا ــ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا (سورہ یونس ۱۰/۸۷) اور آنحضرتؐ اپنی مسجد سے نکلے۔ اپنی عترت کے ساتھ اور یہ بیان ہے حضرت کے اس قول کا أنت مني بمنزلة هارون من موسى داؤد کی حکومت کا سلسلہ تھا تمیز حق و باطل کے لیے اور آنحضرتؐ کے لیے وہ قرآن ہے جس میں کوئی شے نہیں چھوٹی سلسلہ (زنجیر) کتاب کی مانند نہیں ہو سکتا وہ زنجیر حکومت ختم ہو گئی اور قرآن باقی ہے داؤد کے نگہبان تیس ہزار تھے اور آنحضرتؐ کا نگہبان خدا تھا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) داؤد کے لیے تو تسبیح کی وحوش و طیور و جبال نے آنحضرتؐ کے لیے گواہی دی اللہ اور ملائکہ نے داؤد کے لیے لوہا نرم ہوا وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ (سورہ سبا ۳۴/۱۰) اور خدا نے اپنی رحمت سے قلب آنحضرتؐ کو نرم بنا دیا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (سورہ آل عمران ۳/۱۵۹) اور نرم کیا ان کے لیے سخت پتھروں کو داؤد کے لیے جبال کو مسخر کیا جو تسبیح کرتے تھے اور آنحضرتؐ کے ہاتھ میں سنگریزے تسبیح کرتے تھے داؤد کے پاس طیور جمع ہو کر ذکر کرتے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے لیے براق کو تسبیح خواں بنایا داؤد کی حکومت کو قوت دی اور آنحضرتؐ کی شریعت کو تمام شریعتوں کا ناسخ قرار دیا گیا۔ داؤد کے لیے کہا گیا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى (سورہ النساء ۴/۱۳۵) اور آنحضرتؐ کے لیے کہا گیا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ (سورہ النجم ۵۳/۱)۔

سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کیا گیا غدوها شهر ورواحها شهر اور آنحضرتؐ کو براق عطا فرمایا جس کا ایک قدم مد بصر تک تھا۔ سلیمان کو علم منطق الطیر دیا گیا اور آنحضرتؐ کے متعلق روایت ہے کہ طائر مضطربانہ حضرت کے گرد گھومنے لگا آپ نے لوگوں سے پوچھا تم میں سے کس نے اسے ستایا ہے ایک نے کہا میں نے اس کے انڈے لے لیے ہیں فرمایا واپس کر دو یعنی اس کے آشیانہ میں رکھ دو۔

اسی طرح اونٹ نے بچھڑے نے۔ ہرن نے۔ بھیڑیئے نے بکری نے اور گوہ نے آپ سے کلام کیا۔

اور جن اور انس کو اگر سلیمان کے لیے مسخر کیا تو آنحضرتؐ کا تابع بھی قوم جن کو بنایا وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (سورہ الاحقاف ۴۶/۲۹) اور یہ نصیبین وغیرہ کے اشراف میں سے سات جن تھے اور انہوں نے حضرت کی بیعت کی۔

سلیمان نے جنوں کی سرکشی کی بنا پر زنجیروں میں جکڑا اور آنحضرتؐ کے وہ مطیع و فرماں بردار رہے۔

سلیمان نے ملک عظیم پانے کی خدا سے درخواست کی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا (سورہ ص ۳۸/۳۵) اور آنحضرتؐ کے

یے خزائنِ ارض کی کنجیاں پیش کیں مگر آپ نے ان کو نہ لیا خدا نے اس کے عوض میں آپ کو کوثر عطا کیا اور روز قیامت شفاعت کا حق دیا اور مقام محمود پر فائز کیا اور وہ چیز دینے کا وعدہ کیا جو حضرت کو راضی کر دے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (سورہ الضحیٰ ۵/۹۳)

سلیمان کے لیے کہا گیا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورہ ص ۳۹/۳۸) اور ہمارے رسول کے لیے کہا گیا وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورۃ الحشر ۷/۵۹)

یحییٰ علیہ السلام کے لیے کہا گیا وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (سورہ مریم ۱۲/۱۹) اور وہ ایسے زمانہ میں تھے جس میں جاہلیت نہ تھی اور آنحضرتؐ کو حکمت بچپن میں دی گئی جبکہ بتوں اور شیاطین کی پوجا ہوتی تھی۔

یحییٰ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عابد و زاہد تھے اور آنحضرتؐ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ عابد و زاہد تھے یہاں تک کہ آپ کے متعلق کہا گیا طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى (سورہ طٰہٰ ۱/۲۰) عیسیٰ علیہ السلام کے

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ وہ مبروص و مجذوم کو اچھا کر دیتے تھے اور آنحضرتؐ کے پاس معاذ بن عضر نے آکر کہا یا رسولؐ اللہ میں نے شادی کی لوگوں نے میری بیوی کو بتایا کہ میرے پہلو پر برص ہے۔ پس میری بیوی نے ہم بستری سے گریز کی۔ حضرت نے اس حصہ جسم پر اپنا ہاتھ رکھا فوراً سفید داغ دور ہوگئے۔

اسی طرح جہینہ مجذوم آپ کے پاس آیا آپ نے ایک پیالہ میں پانی لے کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا اس پانی کو اس کے بدن پر ملو وہ اسی وقت اچھا ہوگیا۔

ایک عورت حاضر خدمت ہوکر کہنے لگی میرا بیٹا مرض الموت میں مبتلا ہے جب میں اس کے سامنے کھانا لے جاتی ہوں تو اس پر جنون کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس بیمار سے فرمایا دور ہو اے دشمن خدا میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ یہ سن کر شیطان ہٹ گیا اور وہ شخص اچھا ہوگیا۔

ایک عورت اپنے ساتھ اندھا لڑکا لائی آنحضرتؐ نے ایک لکڑی پر کچھ دم کر کے اس کی آنکھ پر پھیرا وہ فوراً اچھا ہوگیا۔

حضرت عیسیٰ نے چار آدمیوں کو زندہ کیا۔ عازر۔ ابن العجوز۔ ابن العاشر اور سام ابن نوح۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک بار قریش جمع ہوکر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے کہ ان کے مردوں کو زندہ کر دیجئے آپ نے حضرت علیؑ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ ان لوگوں کے نام زور سے پکار کر کہو اے فلاں اے فلاں خدا کا رسولؐ تم سے کہتا ہے کہ باذن اللہ اٹھ کھڑے ہو۔ حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا وہ اپنی قبروں سے خاک جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے قریش ان کے پاس آئے اور چند سوالات کیے انہوں نے خبر دی کہ خدا نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے ہم ان پر ایمان لائے اس کے بعد وہ پھر اپنی قبروں میں چلے گئے اسی طرح آپ نے بعض مقتولین بدر کو زندہ کیا ان سے کلام کیا اور ان کے کفر پر ان کو عیب لگایا۔

حضرت عیسیٰ کے متعلق ہے کہ وہ لوگوں کو بتا دیتے تھے کہ جو کچھ وہ کھاتے اور ذخیرہ کرتے تھے آنحضرتؐ نے بھی ایسی بہت

سی خبریں بیان کیں چنانچہ حاطب بن ملتعہ کا قصہ اور اس کے مکہ کو خط کے جانے کا واقعہ عباس کا واقعہ ابن جریج کے اسلام لانے کا سبب وغیرہ وغیرہ۔

نکات و اشارات

آنحضرتؐ کے لیے بارہ نام انتخاب کیے گئے دو نام عبارت کے المزمل والمدثر ۔ دو نام اشارہ کے المذکر اور والمنذر دو نام بشارت کے البشیر والنذیر دو نام کرامت کے النبی والرسول دو نام کنایہ کے طٰہٰ ویٰسٓ دو نام علامت کے محمد واحمد اور چار نام خاص ہیں الشمس ۔ حضرت عیسیٰ کے بعد سے آپ کے عہد تک زمانہ کفر سے تاریک تھا۔ حضرت کی شریعت شرق سے غرب تک پہنچی جس نے سورج سے زیادہ روشنی پھیلائی ۔ دوسرے النجم ستارے ہدایت کرتے ہیں شہروں کے متعلق اور آنحضرتؐ کی ہدایت دین و دنیا کی اصلاح کے متعلق تھی تیسرے السراج اندھیرے گھر میں اس سے اُجالا ہوتا ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ کی محبت قلوب کو منور کرتی ہے اور ہزار چراغوں سے زیادہ روشنی لینے والی ہے اور کبھی کم نہیں ہوتی ۔ ضلالت کی تاریکی کو اس نور نے کافور بنا دیا۔ چوتھے طٰہٰ ۔ طا سے مراد طول قوت اور ہ سے مراد ہدایت ۔

حسن اور قتادہ نے کہا ط سے مراد طاہر اور ہ سے مراد ہادی اسی لیے اول سورہ میں آپ کے ناموں کے دو حرف رکھ دیئے۔ جب آپ کہیں گے طٰہٰ تو گویا آپ نے حضرت کے دو نام لیے طاہر اور ہادی اور بعض نے یہ تاویل بھی کی ہے ط کے اعداد ۹ ہیں اور ہ کے ۵ یہ کل چودہ ہوئے یعنی جس طرح چودھویں کا چاند دنیا کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح نورِ نبوت سے تمام دنیا کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں ۔

آنحضرتؐ کا ذکر لفظ النبی کے ساتھ ۱۲ مقام پر کیا گیا ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ (سورہ الانفال ۸/۶۴) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ الانفال ۸/۶۵) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ (سورہ الانفال ۸/۷۰) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ (سورہ القلم ۹/۷۳) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۴۵) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۰) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ (سورہ الممتحنہ ۶۰/۱۲) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ (سورہ التحریم ۶۶/۱) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۹) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (سورہ الطلاق ۶۵/۱) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ (سورہ التحریم ۶۶/۹) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۱) يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۸)۔

خدا نے بارہ نبیوں کی تعریف آٹھ طرق سے کی ہے۔

طاعت :۔ اسحٰق و یعقوب وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ (سورہ الانعام ۸۴/۶)

زہد :۔ عیسیٰ علیہ السلام۔

سخا :۔ جناب سلیمان جو سات سو آدمیوں کو ناج دیتے تھے اور خود بھوسی ملا آٹا کھاتے تھے۔

رحمت :۔ ابراہیم علیہ السلام إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ (سورہ ہود ۷۵/۱۱) اس پر شاہدان مجوسیوں کا قصہ ہے جو آپ کی ضیافت کی وجہ سے اسلام لائے۔

صلابت، نوح رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا (سورہ الانبیاء ۸۹/۲۱) اور موسیٰ اور ہارون رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ (سورہ یونس ۸۸/۱۰)۔

ہمارے نبی صلعم نے ان صفات کو اس حد تک نمایاں کیا کہ خدا کو منع کرنا پڑا۔

استغفار :۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (سورہ التوبہ ۸۰/۹) مجاہدہ :۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ (سورہ طٰہ ۲۰/۱۱۴) عبادت :۔ طٰهٰ ۝ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ (سورہ طٰہ ۲۰/۱)

زہد :۔ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (سورہ التحریم ۶۶/۱) قصہ ماریہ آپ کے سامنے خزائن ارض کی کنجیاں پیش کیں مگر آپ نے منع کر دیا۔

سخاوت :۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً (سورہ بنی اسرائیل ۲۹/۱۷) رحمت وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (سورہ التوبہ ۷۳/۹) اور فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (سورہ الکہف ۶/۱۸) صلابت لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ (سورہ الغاشیہ ۲۲/۸۸) اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ (سورہ التوبہ ۷۳/۹) اور اسی سلسلہ کا قصہ ابن مکتوم ہے۔ انذار۔ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (سورہ الحجر ۴۹/۱۵) عیب اصنام۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ (سورہ الانعام ۱۰۸/۶)

خدا نے پندرہ چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (سورہ النجم ۱/۵۳) آنحضرتؐ کی رسالت يس ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ (سورہ یٰسین ۲/۳۶) کتاب وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ (سورہ ق ۱/۵۰) خلق آنحضرتؐ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (سورہ التین ۴/۹۵) خلق آنحضرتؐ ن وَالْقَلَمِ (سورہ القلم ۱/۶۸) زیارت نوافل طٰهٰ ۝ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ (سورہ طٰہ ۱/۲۰) طہارت فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ۝ (سورہ الحاقہ ۳۸/۶۹) آنحضرتؐ کے شہر کی لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ (سورہ البلد ۱، ۲/۹۰) آپ کی محبت وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ (سورہ الضحیٰ ۱/۹۳) آپ کے ایذا رسالوں کو تنبیہ كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ (سورہ العلق ۱۵/۹۶) آپ کے اعدا کی عقوبت كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۝ (سورہ المطففین ۱۵/۸۳) آپ کی عمر کی قسم لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (سورہ الحجر ۷۲/۱۵)

اور محب کی انتہائی محبت یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی عمر کی قسم کھائے۔

جو چیزیں اور انبیاء کو خدا نے مانگنے پر دیں وہ آنحضرتؐ کو بلا مانگے دیں۔

آدم نے مغفرت کا سوال کیا اور کہا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا (سورہ الاعراف ۷/۲۳) اور آنحضرتؐ کے لیے فرمایا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ (سورہ الفتح ۴۸/۲)۔ نوحؑ نے سوال کیا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ (سورہ نوح ۷۱/۲۶) اور حضورؐ سے کہا گیا۔ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (سورہ الحجر ۱۵/۹۵) لوطؑ نے کہا رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ (سورہ العنکبوت ۲۹/۳۰) اور حضرتؐ کے لیے ہے۔ وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ (سورہ الفتح ۴۸/۳)۔

موسیٰ نے کہا رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (سورہ طٰہٰ ۲۰/۲۵) اور آنحضرتؐ کے لیے ہے۔ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۱)

ابراہیم نے دعا کی وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ (سورہ الشعراء ۲۶/۸۷) اور حضرتؐ کے لیے يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ (سورہ التحریم ۶۶/۸) اور إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (سورہ الفتح ۴۸/۱) ہے۔

موسیٰ نے ہارون سے کہا اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي (سورہ الاعراف ۷/۱۴۲) اور آنحضرتؐ کے وصی کے بارے میں ہے إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ (سورہ المائدہ ۵/۵۵)۔

آنحضرتؐ کی بائیس خصوصیات قرآن میں مذکور ہیں۔

احسن الخلائق تھے (۱) الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ (سورہ الانفطار ۸۲/۷) اجمل الناس لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (سورہ التین ۹۵/۴)۔ اطہر الناس تھے۔ طٰهٰ (سورہ طٰہٰ ۲۰/۱) افضل الناس تھے۔ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۷)۔ اعز الناس تھے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ (سورہ التوبہ ۹/۱۲۸) اشرف الناس تھے۔ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ (سورہ البقرہ ۲/۱۱۹) اظہر المعجزہ تھے قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۸) سب سے زیادہ صاحب ہیبت تھے۔ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ (سورہ آل عمران ۳/۱۵۱) اکمل تھے از روئے سعادت عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۷۹) اکرم تھے از روئے کرامت سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۱) اقرب تھے از روئے منزلت ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ (سورہ النجم ۵۳/۸) اقوا از روئے نصرت وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا (سورہ الفتح ۴۸/۳) اور اصح از روئے رؤیا لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ (سورہ الفتح ۴۸/۲۷) اکمل از روئے رسالت نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ (سورہ الزمر ۳۹/۲۳)۔ اور احسن از روئے دعوت۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِينَ۔ (سورہ الزمر ۳۹/۱۷،۱۸) اور اعظم از روئے عصمت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) شہرت میں سب سے زیادہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۴) اور احسن از روئے خلق وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ (سورہ القلم ۶۸/۴) نفاذ از روئے ولایت لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (سورہ الفتح ۴۸/۲۸) اور اعلیٰ از روئے خاصیت لَعَمْرُكَ سورہ الحجر

۱۵/۷۲) اجل از روئے خلیفہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورہ المائدہ ۵/۵۵) اطہر از روئے اولاد۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳)

تین چیزیں اللہ نے اپنے رسولؐ کی خواہش سے کیں۔

نماز۔ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ (سورہ طٰہٰ ۲۰/۱۳۰) شفاعت۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ (سورہ الضحیٰ ۹۳/۵) تحویل قبلہ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا (سورہ البقرہ ۲/۱۴۴)

موسیٰ کو خدا نے توریت دی داؤد کو زبور اور عیسیٰ کو انجیل اور آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے دیئے گئے سات لمبے سورے بجائے توریت اور دو سو آیات بجائے انجیل اور سبع مثانی (الحمد) بجائے زبور

آنحضرتؐ کو خدا نے دس جگہ اپنے ساتھ ذکر کر کے فضیلت دی۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ (سورہ المنافقون ۶۳/۸)	یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورہ النساء ۴/۵۹)
وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (سورہ الجن ۷۲/۲۳)	اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۷)
اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ (سورہ الانفال ۸/۲۴)	وَیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (سورہ الحشر ۵۹/۸)
اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (سورہ التوبہ ۹/۹۱)	فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (سورہ البقرہ ۲/۲۷۹)
اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (سورہ النساء ۴/۱۳۶)	وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (سورہ المائدہ ۵/۵۶)

اور آنحضرتؐ کی جلالت قدر یہ ہے کہ اللہ نے آپ کی شریعت کو ناسخ قرار دیا تمام شریعتوں کا اور آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی لوگوں کو آپ کا نام لے کر پکارنے سے منع کیا گیا بلکہ آنحضرتؐ کو یاایہا الرسول یاایہا النبي کہہ کر آپ کو متوجہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ بلند آواز سے آپ کے سامنے بولنے کو منع کیا گیا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (سورہ الحجرات ۴۹/۲)

خدا نے تمام انبیاء کو ایک خاص گروہ کی طرف بھیجا اور اسی قوم کی زبان میں ہدایت کا حکم ہوا۔ نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ قوم عاد کی طرف ہودؑ کو، ثمود کی طرف صالحؑ کو ایک گاؤں میں یہ لوگ آباد تھے جس میں چالیس گھر بھی نہ تھے اور شعیب کو مدائن کی طرف بھیجا یہ بھی چھوٹا سا گاؤں تھا موسیٰ اور ہارون کو صرف مصر کی طرف اور ابراہیم کو کوثیٰ قریہ کی طرف اسحٰق و یعقوب کو کنعان کی طرف یوسف کو ارض مصر کی طرف یوشع کو بنی اسرائیل کی طرف ایک دشت میں الیاس کو پہاڑی علاقہ میں اور آنحضرتؐ کو کافۃ الناس کی طرف بھیجا اور قوم جن کی طرف اور شیاطین کی طرف خدا فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (سورہ سبا ۳۴/۲۸) اور آنحضرتؐ نے فرمایا۔ بعثت الى الأحمر والأسود اور یہ بھی فرمایا۔ بعثت الى الثقلين۔

آنحضرتؐ کے اتباع کا تعلق پانچ چیزوں سے ہے اوّل محبت فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (سورہ آل عمران ۳/۳۱) دوسرے فلاح

فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ الانفال ۸/۴۵) تیسرے ہدایت. فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (سورہ طٰہٰ ۱۲۳/۲۰) چوتھے رحمت فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ (سورہ الاعراف ۱۵۶/۷) چار مقام خاص ہیں اوّل شوق۔ شعیب خوف خدا میں شب و روز روئے۔ دوسرے سلیم۔ حضرت ابراہیم کے متعلق ہے۔ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (سورہ الصافات ۸۴/۳۷) تیسرے مقام مناجات وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا (سورہ مریم ۵۲/۱۹) چوتھے مقام محبت یہ ہمارے نبی کے لیے ہے۔

خدا نے نوح کا نام شکور رکھا۔ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (سورہ بنی اسرائیل ۳/۱۷) ابراہیم کا حلیم اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ (سورہ ہود ۷۵/۱۱) موسیٰ کا کلیم وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (سورہ النساء ۱۶۴/۴) اور آنحضرتؐ کو وہ نام دیئے جو اپنے ہیں اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ الحج ۶۵/۲۲) اور آنحضرتؐ کے لیے بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ التوبہ ۱۲۸/۹) رؤف کے معنی شدّت رحم خدا رؤف ہے مومنین کے لیے اور رحیم ہے مذنبین کے لیے رسول رؤف ہیں اقرباء کے لیے اور رحیم ہیں اصحاب کے لیے۔ رؤف ہیں اپنی عترت کے لیے اور رحیم ہیں اپنی اُمت پر۔ رؤف ہیں اس پر جس نے آنحضرتؐ کو دیکھا۔ اور رحیم ہیں اس پر جس نے آپ کو نہیں دیکھا۔

خدا نے آنحضرتؐ کے ہر عضو کی تعریف کی ہے۔ نفس لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ (سورہ النساء ۸۴/۴) سر۔ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (سورہ المدثر ۱/۷۴) بال۔ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى (سورہ الضحیٰ ۲/۹۳)۔ آنکھ۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (سورہ طٰہٰ ۱۳۱/۲۰) بصر۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ (سورہ النجم ۱۷/۵۳)۔ کان۔ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ (سورہ التوبہ ۶۱/۹)۔ زبان۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (سورہ مریم ۹۷/۱۹)۔ کلام وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (سورہ النجم ۳/۵۳)۔ چہرہ۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ (سورہ البقرہ ۱۴۴/۲)۔ رخسار۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ (سورہ لقمان ۱۸/۳۱)۔ دل۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ (سورہ النجم ۱۱/۵۳) قلب۔ عَلٰى قَلْبِكَ (سورہ الشعراء ۱۹۴/۲۶)۔ صدر اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورہ الانشراح ۱/۹۴)۔ پشت۔ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (سورہ الم نشرح ۳/۹۴)۔ ہاتھ۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ (سورہ بنی اسرائیل ۲۹/۱۷) قیام۔ حِيْنَ تَقُوْمُ (سورہ الشعراء ۲۱۸/۲۶)۔ آواز۔ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (سورہ الحجرات ۲/۴۹)۔ پیر۔ طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا (سورہ طٰہٰ ۱/۲۰) یعنی زمین پر آپ کے دونوں پیر رکھے جانا۔

روح لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (سورہ الحجر ۷۲/۱۵) خلق وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (سورہ القلم ۴/۶۸)۔

لباس۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (سورہ المدثر ۴/۷۴)۔ علم۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (سورہ النساء ۱۱۳/۴)۔ صلوٰۃ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (سورہ بنی اسرائیل ۷۹/۱۷) صوم اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ (سورہ المزمل ۷/۷۳) کتاب۔ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ (سورہ حٰم السجدہ ۴۱/۴۱) دین دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ (سورہ النور ۵۵/۲۴) امت۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (سورہ آل عمران ۱۱۰/۳) قبلہ۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (سورہ البقرہ ۱۴۴/۲)

بلد لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (سورہ بلد ۹۰/۱) قضایا اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۶)
شکر۔ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (سورہ العادیات ۱۰۰/۱) عزت۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ ۔ (سورہ المنافقون ۶۳/۸)
عصمت۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) شفاعت۔ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○ (سورہ طٰہٰ ۲۰/۱۳۰) صلابت بَرَآءَةٌ مِّنَ
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ (سورہ التوبہ ۹/۱) وصی۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (سورہ المائدہ ۵/۵۵)
اہل بیت۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳)
خدا نے آپ کو کچھ خاص ناموں سے یاد کیا ہے۔
نور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (سورہ المائدہ ۵/۱۵) ظل۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (سورہ الفرقان ۲۵/۴۵)
آپ کے نور سے بلاد روشن ہوئے اور آپ کے ظل سے لوگوں نے زندگی بسر کی۔
تمام انبیاء کے لیے کہا گیا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (سورہ الانعام ۶/۹۰) حضرت کے لیے کہا گیا وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (سورہ النور ۲۴/۵۴)۔

آنحضرتؐ نے فرمایا عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔ ملوک کے لیے عیش ہے دین نہیں ملائکہ کے لیے عیش نہیں دین ہے اللہ نے آنحضرتؐ کو ملوک کا عیش اور ملائکہ کا دین دیا۔

طٰسٓمٓ۔ طا سے مراد شجر طوبیٰ۔ س سے سدرۃ المنتہیٰ اور م سے مراد محمد مصطفیٰ ہیں۔

کسی نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے حالانکہ شمع اس سے زیادہ نورانی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شمع اغنیاء کے لیے ہے اور چراغ فقراء کے لیے لہٰذا خدا نے آنحضرتؐ کے نور سے ان کو محروم نہیں کیا۔ شمس کی ضیا باری ظاہر کے لیے ہے باطن کے لیے نہیں وہ دن میں چمکتا ہے رات کو نہیں بادل کے دن مخفی رہتا ہے اور چراغ کے لیے ایسا نہیں۔

خدا نے حضرت کے لیے فرمایا اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى (سورہ الضحیٰ ۹۳/۶) یعنی جس کا میں ہوں وہ یتیم نہیں۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (سورہ الزمر ۳۹/۳۶) اگرچہ تمہارے والدین مر گئے ہیں لیکن میں حی و قیوم تو نہیں مرا میں تمہاری پرورش اسی طرح کروں گا جس طرح وہ کرتے اے رسول کہہ دو رات میں کون تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

مقام مدح میں فرمایا سِرَاجًا مُّنِيْرًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۴۶) اور نصرت کے متعلق فرمایا۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ (سورہ الانفال ۸/۶۲)

اور تزویج کے متعلق فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۰) اور محبت کے لیے فرمایا۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ (سورہ الضحیٰ ۹۳/۳) اور قربت کے لیے فرمایا۔ دَنَا فَتَدَلّٰى (سورہ النجم ۵۳/۸)

اور عفو کے لیے فرمایا۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ (سورہ الفتح ۴۸/۲)

اور آخرت کے لیے فرمایا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورہ الضحیٰ ۹۳/۴) پس کون ماں باپ ہیں جو ان سب

باتوں کو پورا کریں۔ علاوہ بریں میں نے دو جہاں کو تمہاری خاتم کے نیچے قرار دیا تاکہ اپنے دین کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کردو اور عنقریب تمہارا رب قیامت میں تمہیں مقام محمود پر رکھے گا۔

جناب جابر اور ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے جو ایک گھر بنائے اور اس کو بالکل مکمل کردے مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے داخل ہونے والے تعجب سے کہیں کاش ایک اینٹ اور یہاں رکھی جاتی لپس میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبین ہوں۔

اور وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورہ الانبیاء ۱۰۷/۲۱) کا مطلب یہ ہے کہ ہر نبی عقوبت کے لیے آیا جیسے نوح و ہود و شعیب و صالح اور آنحضرتؐ رحمت کے لیے بھیجے گئے ان کے احترام میں کافر عقوبت سے بچا اس دنیا میں اور منافق تلوار سے اور مومن نجات پائے گا نار سے عقبیٰ میں یہی مطلب ہے آیہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ (سورہ الانفال ۳۳/۸)۔

خدا نے امی کے نام سے یاد فرمایا ہے اَلنَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ (سورہ الاعراف ۱۵۷/۷) امی کے معنی میں اختلاف ہے حضرت نے فرمایا۔ **نحن امة امية لانكتب ولا نحسب** ۔ بعض نے کہا ہے کہ امی منسوب ہے) اُمت کی طرف یعنی جماعت عامہ اور عام لوگ نہیں جانتے کتابت کو اور ایک قول یہ ہے کہ آنحضرتؐ عرب سے تھے اور عرب امیین کہلاتے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ چونکہ روز قیامت امتی امتی کہیں گے لہٰذا امی لقب ہوا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ آپ بمنزلہ ام یعنی ماں کے ہیں جس کی طرف اولاد رجوع کرتی ہے اور ایک قول ہے کہ مکام القریٰ ہے لہٰذا اس کی طرف منسوب ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اُمت کے لیے اس ماں کی طرح ہیں جو اپنی اولاد پر شفیق ہو اور روز قیامت جب بھائی بھائی سے بھاگتا ہوگا تو حضرت اپنی اُمت کے نگراں ہوں گے اور کہا گیا' وہ امی اس واسطے کہے گئے کہ وہ کتابت نہ جانتے تھے۔

سید مرتضیٰ نے اس آیت کے متعلق وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ (سورہ العنکبوت ۴۸/۲۹) کہا ہے کہ آپ قرأت وکتابت قبل نبوت نہیں جانتے تھے کہ بعد نبوت کیونکہ قبل نبوت لوگوں کے لیے باعث شک ہوتا بعد میں اس شک کا محل نہ تھا شعبی وغیرہ نے کہا ہے کہ نہیں مرے حضرت رسولؐ خدا مگر یہ کہ انہوں نے لکھا اور پڑھا۔

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا آپ کیونکر تعلیم دے سکتے اس چیز کی جس کو خود نہ جانتے ہوں واللہ آنحضرتؐ بہتر یا بہتر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے اور صحاح اور تواریخ میں آنحضرتؐ کا یہ قول موجود ہے مجھے دوات کاغذ دو تاکہ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس سے تم میرے بعد گمراہ نہ ہو۔

لفظ محمد سے قرآن میں چار جگہ حضرت کا ذکر ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (سورہ آل عمران ۱۴۴/۳) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (سورہ الاحزاب ۴۰/۳۳) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (سورہ الفتح ۲۹/۴۸) اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ

عَلٰی مُحَمَّدٍ (سورہ محمد ۲/۴۷) حدیث ہے کہ جب تم اپنے لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کو گالی نہ دو اور مارو مت۔ اس گھر میں برکت ہوگی جس میں کوئی محمد نام کا ہو جس قوم نے مشورہ کیا اور اس میں کوئی محمد نام کا ہو تو وہ مشورہ کامیاب رہتا ہے۔

اہل اشارات نے کہا ہے کہ محمد میں م سے مراد ہے آنحضرتؐ کے متعلق انبیا سے میثاق اور ح سے مراد ہے ان کی حب طوب مرسلین اور م ثانی سے مراد ہے آپ کی مرتبت کتب انبیا میں اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰیۃِ (سورہ الاعراف ۱۵۷/۷) سے مراد ہے دولت ابد۔

آنحضرتؐ نے فرمایا میں دعائے ابراہیم بشارت عیسٰی اور خواب مادر ہوں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے م سے مراد معرفت ہے۔ خدا نے آپ کو علم اولین و آخرت کی معرفت عطا کی تھی اور ح سے خدا نے حیات دی آپ کی وجہ سے ان لوگوں کو جو کفر سے اسلام میں آئے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ (سورہ البقرہ ۲۸/۲) اور م ثانی سے مراد ملکت ہے جو آپ کے سوا خدا نے کسی کو نہیں دی اور د سے مراد دلیل ہوتا ہے تمام مخلوق کے لیے جنت کی طرف۔

موسٰی کے لیے ایک حرف تھا جس کی وجہ سے وہ غرق سے بچے۔ نوح کے لیے ایک حرف تھا جس کی بنا پر وہ طوفان سے بچے اور سلیمان کے لیے ایک حرف تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ملک پایا، داؤد کے لیے ایک حرف تھا جس کی وجہ سے وہ صاحب حکومت ہوئے۔ ایسے اسمار رکھنے والے تمام امت کو نہ جہنم سے نجات دلا سکتے تھے نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں برخلاف آنحضرتؐ کے وہ پورے اسم اعظم الٰہی کے رکھنے والے تھے۔

خلاق عالم نے بنی آدم کی صورت کو آنحضرتؐ کے نام کی صورت پر خلق فرمایا ہے۔ سر بمنزلہ م کے ہے ح بمنزلہ ید بن م بمنزلہ بطن اور دال بمنزلہ رجلین (پاؤں)۔

سیبویہ نے کہا ہے کہ احمد بروزن افعل اس کی دلیل ہے کہ آپ کو تمام انبیا پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ احمد افعل التفضیل اور محمد بروزن مفعل ہے پس انبیاء محمود ہیں اور آنحضرتؐ اکثر از روئے حمد محمود سے اور محمد میں تشدید مبالغہ کے لیے ہے کیونکہ آپ ان سب سے افضل ہیں۔

انس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بازار میں ابوالقاسم کہہ کر پکارا حضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرا نام لے کر پکارو کنیت سے نہیں۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے نام اور کنیت کو ایک جگہ جمع نہ کرو میں ابوالقاسم ہوں اور اللہ عطا کرنے والا اور میں تقسیم کرنے والا اسم کنیت کے نہ جمع کرنے کی روایت عقائد شیعہ کے خلاف ہے۔

مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حجر اسود کو نصب کرنے کے وقت قریش میں جھگڑا ہو گیا اور نوبت لقتل پہنچی آنحضرتؐ تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے محمدؐ آپ امین ہیں ہم آپ کے فیصلے پر راضی ہیں حضرت نے فرمایا حجر کو چادر میں رکھیں اور قریش کی ہر شاخ کا نمائندہ اس کا گوشہ پکڑ لے اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے نصب کر دیا اس کے بعد لوگ آپ کو امین کہنے لگے۔

٭ ... ... ٭ ... ٭

آنحضرتؐ کی وفات

ابن عباس اور سدّی سے مروی ہے کہ جب آیہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (سورہ الزمر ۳۰/۳۹) نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کاش میں جانتا کہ ایسا کب ہوگا۔ اس کے بعد سورہ نصر نازل ہوئی۔ آپ اس کے نازل ہونے پر قرأت و تکبیر کے درمیان ساکت ہوگئے اور کہتے رہے۔ سبحان الله وبحمده أستغفر الله وأتوب اليه اس امر کے متعلق لوگوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا میرے نفس نے مجھ سے بغاوت کی پھر آپ نے شدّت سے گریہ فرمایا لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ موت کے خوف سے روتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ فرمایا بہت سی منزلیں ہیں تنگی قبر ظلمت لحد قیامت اور اس کے ہولناک مناظر وغیرہ۔ اس سورے کے نازل ہونے کے بعد آپ ایک سال زندہ رہے۔

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوہ حنین کی طرف روانہ ہوئے تو سورہ فتح نازل ہوئی اس کے بعد آپ بروایت سدی چھ ماہ زندہ رہے۔ جب حجۃ الوداع کے لیے نکلے تو راہ میں آیہ يَسْتَفْتُوْنَكَ، قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ (سورہ النساء ۱۷۶/۴) نازل ہوئی اسی لیے اس کا نام آیت الصیف ہوا۔ پھر جب حضرت عرفہ میں تھے بروایت سدّی آیہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (سورہ المائدہ ۳/۵) نازل ہوئی (شیعی روایات میں یہ آخری آیت ہے۔)

اس کے بعد آنحضرتؐ اکیاسی روز زندہ رہے۔ پھر آیت ربا نازل ہوئی اس کے بعد وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ (سورہ البقرہ ۲۸۱/۲) اور یہ آخری آیت ہے (بروایت اہل سنت) اس کے بعد آپ ۲۱ روز زندہ رہے اور ابن جریج نے کہا ہے نو روز اور ابن جبیر کی روایت میں سات روز اور خدا نے آنحضرتؐ کی تسلی کے لیے فرمایا۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (سورہ آل عمران ۱۴۴/۳) اور وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (سورہ الانبیاء ۳۴/۲۱)

ماہ صفر کے شنبہ یا یکشنبہ میں آنحضرتؐ کو مرض الموت لاحق ہوا۔ آپ نے حضرت علیؑ اور کچھ صحابہ کو اپنے ساتھ لیا اور جنّت البقیع میں جا کر فرمایا السلام عليكم أهل القبور میں مبارک باد دیتا ہوں اس حالت پر جس میں تم ہو۔ اب لوگوں کے سامنے وہ فتنے ہیں جو کالی رات کی طرح پے در پے آرہے ہیں۔

پھر لوگوں سے فرمایا جبریل قرآن کو ہر سال ایک بار میرے آگے پیش کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ پیش کیا اور واضح کیا کہ اب میری موت کا وقت آگیا ہے۔ چہارشنبہ کو آپ اس طرح برآمد ہوئے کہ سر پر عصابہ بندھا ہوا تھا داہنا ہاتھ حضرت علیؑ کے شانہ پر تھا اور بایاں فضل ابن عباس کے کندھے پر آپ منبر پر تشریف لائے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا لوگو! میری موت کا وقت اب قریب لگا ہے لہٰذا اگر میں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے تو وہ بیان کرے تاکہ میں اسے پورا کردوں اور اگر کسی کا مجھ پر دین ہے

تو وہ تجھے آگاہ کرے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہؐ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو شادی کرے گا تو میں تجھے تین اوقیہ دوں گا آپ نے نفضل سے فرمایا میرے وعدہ کو پورا کر۔

اس کے بعد آپ منبر سے اُترے جمعہ کا دن تھا پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ کے بعد فرمایا اے میرے اصحاب میں تمہارے لیے کیسا نبی ثابت ہوا کیا میں نے جہاد نہیں کیا۔ کیا لڑائی میں میرے دانت شہید نہیں ہوئے کیا میری پیشانی خود آلود نہیں ہوئی۔ کیا میرے زخموں سے خون نہیں بہا، کیا میں نے اپنی قوم کے جاہلوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی مصیبتیں نہیں اُٹھائیں کیا میں نے اپنے شکم پر بھوک میں پتھر نہیں باندھا۔ سب نے کہا بیشک یا رسول اللہؐ آپ نے ایسا ہی کیا ہے اس کے بعد فرمایا اگر کسی کا کوئی مظلمہ مجھ پر ہے تو وہ قصاص لے لے کیونکہ دنیا میں مجھے بدلہ دینا زیادہ پسند ہے بہ نسبت آخرت کے قصاص کے جو ملائکہ اور انبیاء کے سامنے لیا جائے۔ یہ سن کر سوادہ بن قیس اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا جب آپ طائف سے آرہے تھے اور آپ اپنے ناقہ عضبا پر سوار تھے تو آپ کے ہاتھ میں تازیانہ ممشوق تھا آپ نے تازیانہ اُٹھایا آپ ناقہ کو مارنا چاہتے تھے مگر وہ میرے پیٹ پر لگا۔ آپ نے بلال سے کہا جاؤ اور فاطمہ کے گھر سے تازیانہ ممشوق لے آؤ۔ جب بلال نے تازیانہ مانگا تو جناب فاطمہ نے پوچھا اس وقت تازیانہ کیوں منگایا۔ بلال نے واقعہ بیان کیا۔ فاطمہ رونے لگیں۔ جب بلال تازیانہ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا اے شیخ آ اور اپنا بدلہ لے اس نے کہا آپ اپنا شکم کھول دیجئے۔ آپ نے بطن مبارک سے کپڑا ہٹا لیا اس نے کہا اجازت ہے کہ شکم مبارک کا بوسہ لے لوں اور پس حضرت نے فرمایا خداوندا سوادہ بن قیس کو اسی طرح معاف کر جس طرح اس نے تیرے نبی کو معاف کیا۔

اس کے بعد فرمایا کوئی نبی نہیں مرا مگر یہ کہ اس نے اپنے بعد ترکہ چھوڑا۔ پس میں تم کو دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی عترت۔

پھر آپ خانہ ام سلمہ میں داخل ہوئے اور فرمایا خداوندا اُمتِ محمدؐ کو آتشِ جہنم سے بچا لینا اور حساب کو آسان کرنا۔

ابن بطہ۔ طبری۔ مسلم اور بخاری نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابن عباس کو کہتے سنا جمعرات کا دن ہائے جمعرات کا دن پھر اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے۔ پھر کہا جمعرات ہی سے آنحضرتؐ پر مرض کی شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا۔ تم مجھے دوات اور شانہ کی ہڈی دو تاکہ میں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔

پس لوگوں نے اس معاملہ میں نزاع کیا اور نبی کے پاس جھگڑا نہیں کرنا چاہیے تھا بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ کو ہذیان ہے اور مسلم اور طبری میں ہے کسی نے کہا رسول اللہؐ کو ہذیان ہے۔ یونس دیلمی نے لکھا ہے کہ نبی نے وصیت کی تو کسی نے کہا کہ رسول اللہؐ کو ہذیان ہے۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا نبی پر مرض کا غلبہ ہے۔ ہمارے پاس قرآن ہے اور کتاب خدا ہم کو کافی ہے پس اس بارے میں ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا جو اس وقت گھر میں موجود تھے بعض کہتے تھے سامان کتابت دیدو تاکہ حضرت ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو بعض حضرت عمر کے قول کی تائید کر رہے تھے۔ جب شور و غل زیادہ ہوا تو حضرت نے فرمایا۔ قوموا عنی (میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔)

ابن عباس کہا کرتے تھے مصیبت سی مصیبت تھی جو آنحضرتؐ کی تحریر کے بارے میں لوگوں کے اختلاف کی بنا پر واقع ہوئی۔

مسند ابو یعلی اور فضائل احمد ام سلمہ سے مروی ہے اور یہ بیان ان کا حلفیہ ہے کہ آنحضرتؐ کے آخر وقت میں علیؑ کسی ضرورت سے باہر گئے تھے پس قبل طلوع شمس آ گئے۔ جب ہم نے یہ معلوم کیا کہ آنحضرتؐ علیؑ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتے ہیں تو ہم حجرہ سے نکل آئے حضرت علی آنحضرتؐ کی طرف جھکے اور آنحضرتؐ نے ان سے سرگوشی کی۔

طبری دار قطنی۔ سمعانی اور ایک جماعت شیعہ نے حسین ابن علی۔ عبداللہ بن عباس۔ ابو سعید خدری اور عبداللہ بن حرث سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ احتضار کے وقت آنحضرتؐ نے جبکہ وہ میرے گھر میں تھے فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے اپنے باپ کو بلایا۔ حضرت نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے حبیب کو بلاؤ۔ ہم نے عمر کو بلایا۔ حضرت نے ان کو دیکھا اور خاموش ہو رہے پھر فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ۔ تب میں نے کہا علیؑ کو بلاؤ وہ ان کے سوا اور کسی کو نہیں چاہتے۔ جب علیؑ کو آتا دیکھا تو حضرت خوش ہوئے اور جو چادر اوڑھے ہوئے تھے اس میں ان کو لے لیا اور اپنی آغوش میں لیے رہے قبض روح تک۔

ابو احمد نے اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ مرض الموت میں تھے تو فرمایا علیؑ کو بلاؤ۔ حضرت عائشہ نے کہا ہم آپ کے لیے ابوبکر کو بلاتے ہیں۔ حفصہ نے کہا عمر کو بلاتے ہیں۔ ام الفضل نے کہا میں عباس کو بلاتی ہوں جب یہ سب جمع ہوئے تو حضرت نے سر اٹھایا۔ جب علیؑ کو نہ دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا رسولؐ خدا کے پاس سے ہٹ جاؤ۔

اور بطرق اہل بیت مروی ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے جب اپنے اپنے باپ کو بلایا تو حضرت نے منہ پھیر لیا تب ام سلمہ نے علیؑ کو بلایا ان سے آپ دیر تک باتیں کرتے رہے تھے پھر حضرت پر غشی طاری ہو گئی۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو جب حضرت کے غش ہونے کی خبر ملی تو رونے چلانے لگے اور بے تابی کے ساتھ رسولؐ اللہ سے لپٹ گئے۔ حضرت علیؑ نے چاہا کہ ان کو ہٹا دیں۔ حضرت نے آنکھ کھولی تو فرمایا اے علیؑ انہیں رہنے دو تاکہ میں ان کی بو سونگھوں یہ میرے لیے ذریعہ راحت ہیں میں ان کے لیے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت علیؑ کو اپنی چادر کے اندر لیا اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر مرتے دم تک سرگوشی کی۔ حضرت نے علیؑ سے یہ بھی فرمایا اے علی میرا سر اپنی آغوش میں رکھو۔ جب میں مر جاؤں تو اپنے ہاتھ سے میرا سر اٹھانا اور ان ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لینا اور میرا رخ قبلہ کی طرف کر دینا اور میرے امر کے ولی ہونا اور سب سے پہلے میرے جنازے پر تم نماز پڑھنا اور مجھ سے جدا نہ ہونا۔ جب تک تم مجھے سپرد خاک نہ کر دو۔ اور اپنے معاملے میں خدا سے مدد چاہنا۔ حضرت علیؑ نے آپ کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا۔

حضرت پر پھر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت فاطمہؑ رونے لگیں جب غش سے آنکھ کھلی تو فرمایا اے فاطمہؑ میرے قریب آؤ۔ پھر آپ نے کوئی بات ایسی ان سے کہی کہ ان کے چہرے سے خوشی محسوس ہوئی۔

حضرت کی رحلت فرمانے کے بعد علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے حضرت کا سر اُٹھا کر خواب گاہ پر رکھا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیرا اور حضرت کا رُخ قبلہ کی جانب کر دیا۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ جبریل نے آنحضرتؐ سے کہا کہ ملک الموت آپ تک آنے کے لیے اذن چاہتے ہیں حالانکہ انہوں نے آپ سے پہلے کسی نبی سے اذن نہیں چاہا اور نہ آپ کے بعد ایسا ہوگا۔ حضرت نے اجازت دی تو وہ داخل ہوئے اور سلام کیا اور کہا اے احمد خدا نے آپ کے پاس مجھے بھیجا ہے تاکہ میں آپ کی اطاعت کروں۔ آیا میں روح قبض کر دوں یا واپس جاؤں فرمایا قبض کرلو۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا آپ دنیا کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں فرمایا نہیں۔ پھر یہی سوال کیا حضرت نے فرمایا نہیں میں رفیق اعلیٰ کی طرف جانا چاہتا ہوں۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جبریل نے آنحضرتؐ سے کہا۔ دنیا میں یہ میرا آخری آنا ہے۔ میرا یہاں آنا محض آپ کی وجہ سے تھا۔

مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی چادر میں لے لیا۔ خدا تمہارے نبی کے نقدان کی مصیبت میں تم کو صبر کا اجر عطا فرمائے۔

پھر کچھ دیر سرگوشی کی کسی نے حضرت علیؑ سے پوچھا آپ سے کیا باتیں ہوئیں۔ فرمایا ایک ہزار علم کے دفتر مجھے تعلیم کیے جن سے ہزار ہزار باب علم کے مجھ پر اور کھل گئے اور مجھے کچھ وصیتیں کی ہیں جن پر میں انشاءاللہ قائم رہوں گا۔

ابو عبیداللہ ماجہ نے سنن میں اور ابو یعلی موصلی نے مسند میں لکھا ہے کہ انس نے بیان کیا کہ فاطمہ علیہا السلام رو رو کر کہتی تھیں بابا جان جبریل نے ہمیں سنائی سنادی لے پدر بزرگوار اے خدا سے سب سے زیادہ قریب اے بابا جان لے جنّت الفردوس کے ساکن اے وہ باپ جن کی دعا کو اللہ قبول کرتا تھا۔

کافی میں ہے کہ آنحضرتؐ کے پُرسے کے لیے بنی ہاشم کی عورتیں جمع ہوئیں جو آنحضرتؐ کا ذکر کر رہی تھیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بی بیو! ذکر کو ترک کرو اور خدا سے دعائیں کرو۔

حضرت رسولؐ خدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا تھا اے علیؑ جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو اس کو چاہیے کہ میری مصیبت کو یاد کرے وہ سب مصیبتوں سے بڑی ہے۔

تاریخ طبری اور اعانۃ البکری میں ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ کسی نے رسولؐ اللہ سے پوچھا آپ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے اہل بیت جو مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہے۔

حلیۃ الاولیا اور تاریخ طبری میں ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے غسل دیا اور فضل ابن عباس پانی ڈالتے جاتے تھے اور جبریل ان دونوں کی مدد کرتے جاتے تھے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میرے سوا کوئی اور آپ کو غسل نہ دے ورنہ جو کوئی میری شرمگاہ پر نظر کرے گا اندھا ہو جائے گا۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا مجھے آنحضرتؐ نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے کنوئیں کے اور چاہ غرس کے پانی کی سات مشکوں سے غسل دینا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کو غسل دیتے وقت جب میں کسی عضو کو اُٹھاتا تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تیس آدمی میرے ساتھ اس کو حرکت دے رہے ہیں جب تک غسل سے فارغ ہوا یہی صورت رہی۔

مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ کے غسل کا ارادہ کیا تو فضل بن عباس کو مدد کے لیے بلایا اور ان کی آنکھوں پر پٹی بندھوا دی۔

ابوجعفر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب حضرت کو غسل دے چکے تو لوگوں نے کہا اب نماز جنازہ کی کیا صورت ہوگی حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ امام تھے حی و میت کے پس داخل ہوتے دس دس آدمی اور نماز پڑھتے گئے۔ یہ دوشنبہ کا دن تھا اور سہ شنبہ کی رات سے صبح تک اور سہ شنبہ کو تمام دن لوگوں نے نماز پڑھی۔

اوّل اقربا نے پھر خواص صحابہ نے اہل سقیفہ موجود نہ تھے۔ حضرت علیؑ نے اپنا قاصد ان کے پاس بھیجا تھا۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سنا کہ آیہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۶) میرے اوپر نماز پڑھنے کے متعلق ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا آنحضرتؐ پر نماز کی کیا صورت تھی؟

فرمایا جب امیرالمومنین علیہ السلام نے غسل دے کر کفن پہنا دیا تو دس دس آدمیوں کو حجرۂ طیبہ میں داخل کرنا شروع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام ان کے بیچ میں ہوتے تھے اور فرماتے تھے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۶) اسی طرح لوگ کہتے تھے یہاں تک کہ تمام اہل مدینہ نے نماز پڑھی۔

اس میں لوگوں کا اختلاف تھا کہ حضرت کو دفن کہاں کیا جائے۔ بعض کی رائے تھی بقیع میں بعض کی رائے تھی صحن مسجد میں پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا خدا نے کسی نبی کی روح قبض نہیں کی مگر سب سے زیادہ طاہر مقام پر پس ضروری ہے کہ اس جگہ دفن ہوں جہاں روح قبض ہوئی ہے۔ ایک جماعت نے اس پر اتفاق کیا اور آنحضرتؐ کو آپ کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم نے آنحضرتؐ سے پوچھا آپ کو قبر میں کون اُتارے گا فرمایا جو میرے اہل میں سے ہو۔

ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کو قبر میں علی بن ابی طالب نے اُتارا۔

امیرالمومنینؑ کا مرثیہ

جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی تو حضرت علیؑ نے جو اشعار اس حادثہ جانکاہ میں فرمائے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

موت سے نہ باپ بچتا ہے نہ بیٹا — یہ وہ راستہ ہے جس پر سب ہی کو چلنا ہے
نہ نبی کبھی اپنی اُمت میں ہمیشہ نہ رہے — اگر ان سے پہلے لوگوں کو ہمیشگی ہوتی تو یہ بھی نہ مرتے
موت کے پاس ایسے تیر ہیں جو خطا نہیں کرتے — جسے آج تیر نہیں لگا اسے کل لگے گا

حضرت فاطمہؑ کا مرثیہ

جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کا ذکر رفتہ رفتہ ختم ہوجاتا ہے — مگر میرے باپ جب سے مرے ہیں ان کا ذکر زیادہ ہے
جب سے موت نے ہمارے اندر جُدائی ڈالی ہے میں برابر انکو یاد کررہی ہوں — اور نبی خدا محمدؐ کے مرنے پر میں اپنے بیچین نفس کو صبر پر آمادہ کررہی ہوں
میں نے نفس سے کہا موت ہی ہمارا راستہ ہے — جو آج نہ مرا وہ کل مرے گا!

حضرت علیؑ کا دوسرا مرثیہ

اے خدا کے رسولؐ آپ سے ہماری بہت سی امیدیں وابستہ تھیں — آپ ہمارے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتے رہے اور کبھی آپ نے ظلم نہ کیا۔
میرا دل ہر وقت ذکر محمدؐ کرتا ہے — اور آنحضرتؐ کے بعد لطفِ زندگی نہ رہا
اے فاطمہ درود بھیجا ربِّ محمدؐ نے — اس قبر پر جو مدینہ میں بنی ہے
فدا ہوں رسولؐ خدا پر میرے باپ ماں اور خالہ — چچا اور میری بی بی اور میرا نفس
اگر صاحبِ عرش خدا آپ کو ہم میں باقی رکھتا — تو ہم سعادت حاصل کرتے لیکن اسکا حکم جاری ہونیوالا ہے
خدا کا سلام آپ پر بطور تحفہ ہے — اور خدا نے آپ کو جنات عدن میں جگہ دی

حضرت سیدہؑ کا دوسرا مرثیہ

تہ بتہ خاک میں پوشیدہ ہونے والے سے کہدو — کیا آپ میری چیخ و پکار سن رہے ہیں
مجھ پر اتنے مصائب نازل ہوئے کہ اگر وہ — دنوں پر پڑتے تو کالی راتیں بن جاتے
میں محمدؐ کے سائے میں ہر طرح محفوظ تھی — اور میں کسی کے ظلم سے نہ ڈرتی تھی
اب میں ذلیل سے ذلیل سے ڈرتی ہوں اور — دفع کرتی ہوں اپنے ظالم کو اپنی ردا سے
جب قمری بکا کرتی ہے اپنے غم سے رات کو شاخ پر — تو میں آپ کے غم میں صبح کو روتی ہوں
آپ کے بعد حزن و غم میرا مونس ہے — اب میں آپ کے غم میں آنسو بہاؤں گی
جو کوئی قبر محمدؐ کی خاک کو سونگھتا ہے — وہ مدت دراز تک دنیا کی خوشبوئیں نہ سونگھے گا

تمام شد جلد اوّل
بعون اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد دویم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

مترجم

سید المفسرین ادیبؒ اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبحثِ امامت

آیہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (سورہ البقرہ ۲/۳۰) سے ثابت ہوا کہ خلیفہ سے پہلے خلیفہ کا وجود ہوا اور حکیم علیم نے اعم سے پہلے اہم کو شروع کیا۔ آیہ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (سورہ الانعام ۶/۹۰) اس کی دلیل ہے کہ کسی زمانہ میں بھی زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی اور وہ نبی ہوتا ہے یا امام۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا زمین ایسے عالم سے خالی نہ رہے گی جس کی طرف لوگ حلال و حرام میں رجوع کریں پھر فرمایا اپنے دین کے معاملے میں صبر سے کام لو اور اپنے امام سے ربط پیدا کرو۔ اور خدا نے جو حکم دیا ہے اس کے بارے میں خدا سے ڈرو اور جو تم پر فرض ہے اسے پورا کرو۔

امام جعفر صادق اور امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کیا ایسا ممکن ہے کہ زمین ہو اور امام نہ ہو۔ فرمایا جب ایسا ہوگا تو زمین تباہ ہو جائے گی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا میری امت میں ہر زمانہ میں ایک عادل میرے اہل بیت سے ہوگا یہ لوگ رد کریں گے غالیوں کی تحریف کو۔ باطل پرستوں کی غلط کاری کو جاہلوں کی تاویلوں کو۔

ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا امام کا ہر زمانہ میں ہونا ضروری ہے۔ فرمایا بے شک۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا زمین کبھی حجّت خدا سے خالی نہیں رہتی خواہ ظاہر و مشہور ہو یا مخفی و مستور عونی کہتا ہے۔

ولولا حجة في كل وقت لأضحى الدين مجهول الرسوم
وحار الناس في طخياء منها نجونا بالأهلة والنجوم

ترجمہ:۔ اگر ہر زمانہ میں حجت خدا نہ ہوتی تو دین مجہول الرسوم بن کر رہ جاتا اور لوگ گھپ اندھیرے میں حیران پھرتے ہم نے (تاریکی میں) نجات پائی ہے چاند اور ستاروں سے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

الامام زمام الدين، ونظام امور المسلمين، وعز المؤمنين، وبوار الكافرين، وأس

الاسلام ، وصلاح الدنيا ، والنجم الهادي والسراج الزاهر ، والماء العذب على الظمأ ، والنور الدال على الهدى ، والمنجي من الردى ، والسحاب الماطر ، والغيث الهاطل ، والشمس الظليلة ، والارض البسيطة ، والعين الغزيرة ، والامين الرفيق ، والوالد الشفيق ، والاخ الشقيق ، والام البرة بالولد الصغير ، وأمين الله في خلقه ، وحجته على عباده ، وخليفته في بلاده ، الداعي الى الله ، والذاب عن حرم الله . من مات ولم يعرف إمام زمانه فقد مات ميتة جاهلية

ترجمہ :۔ امام عنان دین ہے۔ امور مسلمین کا نظام ہے مومنین کی عزت ہے۔ کافروں کی ہلاکت ہے۔ اسلام کی بنیاد دنیا کا ہتھیار۔ ہدایت کا ستارہ۔ روشن چراغ۔ پیاسوں کے لیے میٹھا پانی۔ ہدایت کی طرف بلانے والا نور۔ ہلاکت سے نجات دلانے والا۔ برسنے والا ابر۔ سایہ ڈالنے والا آفتاب۔ ہدایت کی چوڑی چکلی زمین۔ بہتا چشمہ۔ امین رفیق۔ والد شفیق۔ مہربان بھائی۔ نیکی کرنے والی ماں۔ چھوٹے بچے سے۔ خدا کا امین اس کی مخلوق میں۔ خدا کی حجت اس کے بندوں پر۔ اس کا خلیفہ شہروں میں، خدا کی کی طرف بلانے والا۔ حرم رسولؐ سے دشمن کو دفع کرنے والا۔ جو امام کی معرفت کے بغیر مر گیا وہ کفر کی موت مرا۔

ہشام بن الحکم نے عمرو بن عبید سے پوچھا (جو کہ اہل سنت کا بڑا عالم تھا اور مسجد بصرہ میں وعظ کر رہا تھا)

ہشام :۔ تیری آنکھ ہے۔؟	عمرو :۔ ہے
ہشام :۔ اس سے کیا کیا دیکھتا ہے ؟	عمرو :۔ رنگ اور چیزوں کے وجود کو۔
ہشام :۔ ناک ہے۔	عمرو :۔ ہے۔
ہشام :۔ اس سے کیا کام لیتا ہے۔	عمرو :۔ خوشبو، بدبو سونگھتا ہوں۔
ہشام :۔ زبان ہے۔	عمرو :۔ ہے۔
ہشام :۔ اس سے کیا کام لیتا ہے۔	عمرو :۔ کھانوں کے مزے معلوم کرتا ہوں۔
ہشام :۔ دل ہے۔	عمرو :۔ ہے۔
ہشام :۔ اس سے کیا کام لیتا ہے۔	عمرو :۔ جب ان حواس کے مدرکات مشتبہ ہوتے ہیں تو تمیز کرتا ہوں۔
ہشام :۔ کیا دل کے بغیر کام نہیں چل سکتا ہے۔	عمرو :۔ نہیں۔
ہشام :۔ یہ کیوں۔	عمرو :۔ کھلی بات ہے جب مجھے کسی بو میں، ذائقہ میں یا کسی صورت میں شک واقع ہوتا ہے تو میں دل کی طرف رجوع کرتا ہوں پس مجھے یقین حاصل ہوتا ہے اور شک دور ہو جاتا ہے۔

ہشام :۔ تو یوں کہو خدا نے دل کو شک دور کرنے کے لیے بنایا ہے۔ عمرو :۔ بیشک۔

ہشام :۔ تو قلب کا وجود ضروری ہوا ورنہ جوارح کے متعلق یقین حاصل نہ ہوگا۔ عمرو :۔ بے شک

ہشام :۔ اے شخص خدا نے جب تیرے چند جوارح کو بغیر امام کے اس لیے نہیں چھوڑا کہ وہ اپنے شک وحیرت میں اس کی طرف رجوع کریں تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو بغیر امام چھوڑ دے اور ان کے شکوک و اوہام مٹانے کے لیے کوئی سامان نہ کرے۔

امامت پر متکلمین کا استدلال یہ ہے کہ چار حال سے خالی نہیں۔

یا نبی نے اپنی تمام امت کو اولین ہوں یا آخرین تمام ان چیزوں کی تعلیم دیدی ہو جن کے وہ اس کی زندگی میں محتاج ہوں تاکہ وہ نبی کی وفات کے بعد مزید تعلیم سے بے نیاز ہو جائیں۔

یا آپ کے بعد امت ایسی تعلیم حاصل کرے کہ مودب و معلم من اللہ سے تعلیم حاصل کرنے کی اسے ضرورت نہ رہے۔

یا رسول کے بعد امت سے تکلیف ساقط ہو جائے اور وہ مثل حیوانوں کے بن جائیں اور یہ تینوں صورتیں باطل ہیں کیونکہ تکلیف لازم اور لطف واجب ہے۔ اور لوگ غیر معصوم۔ پس لازم آیا کہ ہر زمانے میں ایک معصوم حافظ شرع موجود ہو تاکہ وہ لوگوں کو گمراہی سے بچاتے۔

دلائل عصمت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورہ التوبہ ۱۱۹/۹) خدا کا ہم کو یہ امر مطلق ہے کہ ہم صادقین کے ساتھ ہوں بغیر شرط۔ لہٰذا صادقین کی عصمت لازم ہے اور جب عقلاً و نقلاً یہ ضروری ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی معصوم اولاد کے ساتھ ہونا بھی لازم ہے کیونکہ امت کی فرد نے بھی ان کے سوا اور کسی کی عصمت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ان کی سی صفات ان کے غیر میں پائی جاتی ہیں۔

دوسری آیہ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ (سورہ النساء ۸۳/۴) بھی عصمت آئمہ کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولی الامر کی طرف رد کرنے سے علم اسی طرح حاصل ہوگا جس طرح رسولؐ کی طرف رد کرنے سے۔ اور علم صحیح نہیں حاصل ہو سکتا بغیر معصوم کے کیونکہ اللہ نہیں جائز رکھتا اس کو وہ حکم دے فتویٰ

لینے کا اس شخص سے جس سے امر قبیح کا صدور ممکن ہو پس جب آیت سے عصمت اولی الامر ثابت ہے تو ان کی امامت بھی ثابت ہو کیونکہ ان میں سے کسی نے دو امروں کے درمیان غلطی نہیں کی اور جب یہ امر یقینی ہے تو اس آیت میں اولی الامر سے وہی مراد ہیں۔

تیسری آیت اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴) ابراہیم علیہ السلام نے اس عہدہ کی عظمت پر نظر رکھتے ہوئے فرمایا۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴) خدا نے فرمایا لَایَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴) حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا میری اولاد میں ظالم کون ہوگا خدا نے فرمایا جو مجھے چھوڑ کر بت کو سجدہ کرے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (سورہ ابراہیمؑ ۱۴/۳۵) اور یہ ثابت ہے کہ نبی اور وصی دونوں میں سے کسی نے بتوں کی عبادت نہیں کی پس خدا نے محمدؐ کو نبی بنایا اور علیؑ کو وصی۔ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں یہ امامت چلتی رہی یہاں تک کہ خدا نے فرمایا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورہ آل عمران ۳/۶۸) اس آیت کی رو سے آنحضرتؐ کے لیے امامت مخصوص ہوگئی امر خدا میں حضرت علیؑ نے ان کی پیروی کی اور فرض الٰہی کو انجام دیا پس آپ کی ذرّیت میں وہ اصفیا ہوئے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اور ان کا سلسلہ روز قیامت تک چلے گا۔

عبداللہ بن عجلان نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴) میں مِن تبعیضیہ ہے یعنی ان میں سے بعض مستحق امامت ہوں گے اور بعض نہ ہوں گے قَالَ لَایَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴) سے ثابت ہوا کہ مستحق امامت وہی ہوں گے جو حضرت ابراہیمؑ کی طرح صاحب طہارت یعنی معصوم ہوں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تھا فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ (سورہ ابراہیم ۱۴/۳۶) لہٰذا حضرت آئمہ بہ سبب معصوم ہونے کے یقیناً تابع ابراہیمؑ تھے۔

جہاں تک طلب رزق کا تعلق ہے دعائے ابراہیمؑ عام تھی۔ وَّارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۶) لیکن جب معاملہ امامت کا سامنے آیا تو اس کے لیے خاص طور سے اپنی ذرّیت کے لیے سوال کیا گیا۔

چوتھی آیہ وَجَعَلَھَا کَلِمَۃً بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ (سورہ الزخرف ۴۳/۲۸) کے متعلق فرمایا کہ وہ کلمہ باقیہ امامت ہے روز قیامت تک۔

سدّی نے کہا ہے عقب سے مراد آل محمدؐ ہیں۔

پانچویں حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اس سے بھی عصمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس تمسک کو علی الاطلاق بتایا گیا اور یہ مقتضی عصمت ہے ورنہ لازم آئے گا کہ امر قبیح میں بھی اتباع کا حکم ہو جس طرح کتاب سے حکم تمسک علی الاطلاق ہے اسی طرح اہل بیت سے بھی علی الاطلاق ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ وہ کتاب خدا سے جدا نہ ہوں گے اگر ان سے وقوع خطا کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے وہ کتاب سے جدا ہو گئے۔ پس جب ان کی عصمت ثابت ہوگئی تو امامت بھی ثابت ہوگئی۔

آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (سورہ مریم ۱۹/۹۶) کے متعلق امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا مودت فی قلوب المومنین سے عصمت ہے۔

قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں جو برگزیدگان باری کے اصطفےٰ کو بتاتی ہیں۔

آدم کے لیے ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ (سورہ آل عمران ۳/۳۳) انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ (سورہ البقرہ ۲/۳۰)۔

ابراہیمؑ کے بارے میں ہے۔ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا (سورہ البقرہ ۲/۱۳۰) اور اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴)۔

موسیٰؑ کے لیے ہے اِنِّی اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ (سورہ الاعراف ۷/۱۴۴) اور وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ (سورہ طٰہٰ ۲۰/۴۱)

طالوت کے بارے میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ (سورہ البقرہ ۲/۲۴۷)

اور تمام انبیاء اور اوصیا کے لیے ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی (سورہ الانبیاء ۲۱/۱۰۱) اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (سورہ الحج ۲۲/۷۵) وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ (سورہ ص ۳۸/۴۷)۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (سورہ الدخان ۴۴/۳۲) وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (سورہ الانبیاء ۲۱/۷۳) مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ (سورہ آل عمران ۳/۲۶) يُّؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ البقرہ ۲/۲۶۹) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ (سورہ النور ۲۴/۵۵) وَنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (سورہ القصص ۲۸/۵) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ النساء ۴/۱۱۳) فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ المائدہ ۵/۵۴) قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ (سورہ آل عمران ۳/۷۳) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ (سورہ النساء ۴/۳۲) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (سورہ آل عمران ۳/۱۸) وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (سورہ النحل ۱۶/۷۱) وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (سورہ الزخرف ۴۳/۳۲)

ہر نبی اپنے جانشین کے لیے وصیت کرتا ہے چنانچہ امام رضا علیہ السلام اور امام جعفر صادقؑ اور امیرالمومنین علیہما السلام سے منقول ہے کہ آدمؑ نے شیث کے لیے وصیت کی اور شیث نے شبان کے لیے اور شبان نے مجلث کے لیے اور مجلث نے محوق کے لیے اور محوق نے عثمیشا کے لیے اور عثمیشا نے اخنوخ (ادریس) کے لیے اخنوخ نے ناحور کے لیے اور ناحور نے نوح کے لیے اور نوح نے سام کے لیے۔ سام نے عثامر کے لیے۔ عثامر نے ہرغیشا کے لیے اور ہرغیشا نے ثلنے یافث کے لیے اور یافث نے برہ کے لیے اور برہ نے خفیسہ کے لیے اور خفیسہ نے عمران کے لیے اور عمران نے ابراہیمؑ کے لیے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کے لیے اور اسمٰعیل نے اسحٰق کے لیے۔ اسحٰق نے یعقوب کے لیے۔ یعقوب نے یوسف کے لیے اور یوسف نے شریا کے لیے اور شریا نے شعیب کے لیے اور شعیب نے موسیٰ کے لیے اور موسیٰ نے یوشع کے لیے اور یوشع نے داؤد کے لیے اور داؤد نے سلیمان کے لیے۔ سلیمان نے

آصف کے لیے اور آصف نے ذکریا کے لیے اور ذکریا نے عیسیٰ کے لیے عیسیٰ نے شمعون کے لیے شمعون نے یحییٰ کے لیے یحییٰ نے منذر کے لیے منذر نے سلمہ کے لیے سلمہ نے بردہ کے لیے۔

اور آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم اپنے وصی کے سپرد کرنا اور تمہارا وصی سپرد کردے گا اپنے اوصیا کو اپنی اولاد میں سے ایک اپنے بعد دوسرے کو۔ یہاں تک یہ امانت سپرد ہوگی بہترین اہل ارض کی طرف اور اس کے بعد امام نہ ہوگا اور بغیر نص الٰہی کوئی امام نہ ہوگا۔

جیسے آنحضرتؐ نے نص فرمائی خلافت علیؑ پر یوم غدیر خم اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ لوگوں نے حضرت سے پوچھا۔ آپ نے علی کو اپنی رائے سے خلیفہ بنایا ہے یا حکم خدا سے۔

فرمایا اگر میں اپنی رائے سے بناتا تو یہ خلاف ہوتا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (سورہ النجم ۵۳/۳) کے پس جب میں نے حکم خدا سے بنایا ہے تو تم اس کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (سورہ النساء ۴/۵۸) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے۔

"ایک امام دوسرے امام کو وقت وفات وصیت کرتا ہے"۔

آنحضرتؐ نے فرمایا جو مرگیا اور اس نے وصیت نہ کی وہ جاہلیت کی موت مرا۔ وصیت حق ہے ہر مسلمان پر اور یہ بھی فرمایا جو بغیر وصیت مرگیا تو اس کے اعمال ختم ہوگئے۔

صفاتِ امام

احادیث و اخبار امامیہ سے معلوم ہوتا ہے امام برحق کی پچاس علامتیں ہیں۔

عصمت۔ نص۔ اعلم الناس ہو افصح الناس ہو۔ احلم الناس ہو۔ اتقی الناس ہو۔ اشجع ہو۔ اشرف ہو۔ افصح ہو۔ اولیٰ ہو۔ سب سے زیادہ صابر ہو۔ سب سے زیادہ زاہد ہو۔ سب سے زیادہ سخی ہو۔ سب سے زیادہ عابد ہو۔ لوگوں پر سب سے زیادہ شفیق ہو۔ دشمن پر سب سے زیادہ سخت ہو۔ بارگاہِ خدا میں سب سے زیادہ متواضع ہو۔ حکم خدا کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والا ہو۔ نہی الٰہی سے سب سے زیادہ رکنے والا ہو۔ بلحاظ نفس سب سے زیادہ بہتر ہو۔ مختون پیدا ہو۔ مطہر پیدا ہو۔ ولادت سے وفات تک معصوم ہو۔ اس کے اموال تحتِ حکم باری خرچ ہوں۔ جس طرح آگے سے دیکھتا ہے اسی طرح پیچھے سے دیکھے صاحب فراست صادقہ ہو۔ اس کا سایہ نہ ہو کیونکہ وہ نورانی مخلوق ہو جو اس کے ساتھ پیدا ہو مومن ہو۔

جب شکم مادر سے باہر آئے تو اول زمین پر اپنی ہتھیلیاں رکھے کلمہ شہادتین زبان سے ادا کرے خواب میں اس کا دل

نہ سوئے۔ وہ محدث ہو اس کی دعا مستجاب ہو۔ اس کے فضلے کو زمین نگل جائے۔ اس کو خواب میں احتلام نہ ہو وہ انگڑائی نہ لے۔ وہ جمائی نہ لے، اس کے بدن سے مشک کی سی خوشبو آئے۔ صاحب وصیت ظاہر ہو۔ صاحب معجزہ ہو، حوادث کے ظہور سے پہلے ان کی خبر دے نبی سے اس کا عہد معہود ہو۔ اس کے پاس نبی کے ہتھیار ہوں، اس کی تلوار ذوالفقار ہو نبی کی زرہ اس کے بدن پر ٹھیک ہو، اس کے پاس وہ صحیفہ ہو جس میں ان سب شیعوں کے نام ہوں جو قیامت تک ہونے والے ہوں اس کے پاس جامعہ اور وہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول ستر ہاتھ ہے اس میں وہ سب درج ہے جس کی احتیاج اولاد آدم کو ہوتی ہے رسولؐ نے بتایا اور امیرالمومنین نے اس کو لکھا اس کے پاس جفر احمر ہو اور وہ ایسا ظرف ہے جس میں رسول اللہؐ کے اسلحہ ہیں اور وہ ظہور قائمؑ آل محمدؐ تک مخفی رہیں گے اور اس کے پاس جفر ابیض ہو جس میں توریت موسیٰؑ انجیل عیسیٰؑ اور زبور داؤدؑ ہے اور وہ سب کتابیں بھی جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں۔ وہ صاحب الہام ہو اور وہ آواز سنتا ہو جو زنجیر کی جھنکار جیسی ہو اور بعض اوقات اس کے سامنے آئے صورت جبریل و میکائیل و اسرافیل اور بعض اوقات وہ ان سے مخاطبہ کرے۔

بعض کے نزدیک صفات امام میں معرفت بجمیع الاحکام بھی داخل ہے۔

مفضول کو فاضل پر مقدم رکھنا اصول دین کی تنقیص ہے۔

ہمارے ائمہ اپنے علوم میں تمام دنیا کے علماء سے ممتاز تھے کیونکہ ان کا علم علم نبی سے ماخوذ تھا اور ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی درسگاہ میں تعلیم حاصل نہ کی تھی بلکہ ان کا علم وہبی تھا۔ قرآن مجید جو آنحضرتؐ پر نازل ہوا تمام علوم کا سرچشمہ ہے ہمارے آئمہ اسی کتاب کے وارث تھے پس وہ ہمیشہ لسان نبوت سے بولتے اور ہر عقدہ کتاب خدا سے کھولتے تھے۔ جو روایات ان لوگوں سے جمع کیں وہ اصول سبعہ مائۃ (۷۰۰) کہلاتی تھیں جو متضمن تھیں۔ علوم دین و آداب و حکم اور مواعظ وغیرہ کو بعض اماموں سے روایات کم لی گئیں کیونکہ زمانہ نے ان کو مہلت نہ دی۔ جیسے امام حسنؑ اور امام حسینؑ امام محمد تقیؑ، امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ علیہم السلام مؤخر الذکر تین امام مقید و محبوس رہے پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ ان حضرات کے علوم عام لوگوں کے علم سے ماخوذ نہ تھے اور ان کی رائیں ایک دوسرے سے مختلف نہ تھیں تو یہ دلیل ہے اس کی کہ وہ منصوص من اللہ امام تھے اور رسولؐ کے سچے قائم مقام پس ان کی موجودگی میں کسی غیر کی اتباع کیسی أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ (سورہ یونس ۱۰/۳۵)۔

انتخاب الٰہیہ

مشیت الٰہیہ کا انتخاب تین چیزوں سے متعلق ہے۔

يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ (سورہ البقرہ ۲/۲۱۲) يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ (سورہ الشوریٰ ۴۲/۴۹)

يَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا (سورہ الشوریٰ ۴۲/۵۰)

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (سورہ آل عمران ۳/۲۶)

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ (سورہ المائدہ ۵/۵۴)

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ (سورہ البقرہ ۲/۲۶۱)

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ (سورہ البقرہ ۲/۲۶۹)

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ (سورہ آل ابراہیم ۱۴/۱۱)

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ (سورہ النور ۲۴/۳۵)

اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ (سورہ الحج ۲۲/۷۵)

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ (سورہ آل عمران ۳/۲۶)

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ (سورہ البقرہ ۲/۲۸۴)

يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (سورہ آل عمران ۳/۴۰)

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ (سورہ النساء ۴/۴۹)

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ (سورہ آل عمران ۳/۱۳)

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَنْ نَشَاءُ (سورہ الانعام ۶/۸۳)

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ (سورہ القصص ۲۸/۶۸)

اَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ (سورہ الزخرف ۴۳/۳۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ (سورہ القصص ۲۸/۶۸) کے متعلق فرمایا انتخاب کیا محمدؐ اور ان کے اہل بیت کا۔

ابو ہاشم نے باسناد امام محمد باقر علیہ السلام روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ سے فرمایا میں نے تم کو نبی منتخب کیا اور علیؑ کو تمہارا وصی اور تم دونوں کی ذریت کو طیب و طاہر بنایا اور ان کے لیے خمس کو قرار دیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جناب سیدہ کی شادی حضرت علیؑ سے کردی تو انہوں نے کہا آپ نے میری شادی ایک ایسے غریب سے کردی جس کے پاس کچھ بھی مال نہیں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ خداوند عالم نے زمین کی طرف نظر کی اور ان میں سے دو آدمیوں کو منتخب کیا ان میں سے ایک تمہارا باپ ہے دوسرا تمہارا شوہر۔

انس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا نے آدم کو جیسا چاہا پیدا کیا اور ان کو منتخب کیا اور مجھ کو اور میرے اہل بیت کو تمام مخلوق سے انتخاب کیا مجھے رسولؐ بنایا اور علیؑ کو وصی اور پھر فرمایا مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (سورہ القصص ۲۸/۶۸) کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے بندوں کو اس انتخاب کا حق نہیں دیا جس کو اس نے چاہا خود انتخاب کیا ہے۔

میرے اہل بیت خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ نیک ہیں پھر خدا نے فرمایا سبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اس سے جس کو کفار مکہ اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں پھر فرمایا اے محمدؐ تمہارا رب جانتا ہے جو کچھ وہ سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ منافقین تمہارے متعلق دلمیں کینہ رکھتے ہیں اور تمہارے اہلبیت کے متعلق بھی یہ زبان سے صرف اظہار محبت کرتے ہیں۔ اللہ نے جناب موسیٰ کا انتخاب کیا وَاَنَا اخْتَرْتُكَ (سورہ طٰہٰ ۲۰/۱۳) پس وہ نجی اور کلیم ہوگئے وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۵۲) وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا (سورہ النساء ۴/۱۶۴) اور فرماتا ہے موسیٰ نے انتخاب

کیا ستر آدمیوں کو ہمارے میقات کے لیے لیکن ان کا یہ انتخاب بجائے اصلح کے ثابت ہوا۔

تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرتؐ نے اسارائے بدر کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا انہوں نے فدیہ پر اتفاق کیا اور آنحضرتؐ نے اس رائے کو درست سمجھا لیکن خدا کے نزدیک یہ رائے صحیح نہ تھی چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗٓ اَسْرٰی۔ (سورہ الانفال ۸/۶۷)۔

ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ جب حضرت بسلسلہ تبلیغ قبائل عرب کا دورہ فرما رہے تھے تو قبیلہ بنی کلاب میں ورود ہوا انہوں نے کہا ہم آپ کی بیعت کر لیں گے بشرطیکہ آپ وعدہ کریں کہ آپ کے بعد حکومت ہم کو ملے گی فرمایا اس کا اختیار خدا کو ہے چاہے تمہیں دے یا تمہارے غیر کو یہ سن کر وہ آپ کے پاس سے چلے گئے اور بیعت نہ کی اور یہ کہہ کر اُٹھے یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی طرف سے لڑیں ہم اور حکومت کریں ہم پر دوسرے۔

اعلام النبوۃ میں ہے کہ عامر بن طفیل نے حضرت سے کہا اگر میں اسلام لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا فرمایا جو اسلام کے لیے مفید ہوگا وہ تیرے لیے بھی ہوگا اور جو مضر ہوگا وہ بھی تیرے لیے ہوگا اس نے کہا تو کیا اپنے بعد آپ مجھے حاکم بنا دیں گے فرمایا اس امر میں تجھ سے اور تیری قوم سے کوئی وعدہ نہیں ہاں تم فی سبیل اللہ جہاد کرو جو خدا چاہے گا وہ کرے گا۔ یہ تمام خدا کے ید قدرت میں ہے میری طرف سے کچھ نہیں۔

ابوالحسن المرغانی نے ابن زامین الفقیہ سے کہا جب حضرت مدینہ سے نکلے تو کسی کو اپنا جانشین نہ بنایا انہوں نے کہا علیؑ کو خلیفہ بنایا آپ نے اہل مدینہ سے یہ نہیں کہا کہ تم انتخاب کرو تم ضلالت پر جمع نہ ہوگے اس نے کہا ان کو اختلاف اور فتنہ سے بچانے کے لیے ایسا کرنا تھا۔ انہوں نے کہا اگر ان کے درمیان فساد ہوتا تو واپسی پر اس کی اصلاح کر دیتے فرمایا انسداد فتنہ کی تدبیر پہلے ہی کیوں نہ کر لی جاتی لہٰذا ضروری تھا کہ وقت سفر کسی کو جانشین مقرر کریں پس جب سفر کے لیے ضروری تھا کہ وقت سفر کسی کو جانشین مقرر کریں پس جب سفر کے لیے ضروری تھا تو موت کے وقت کیوں نہ ضروری ہوگا جب کہ موت کا معاملہ سفر سے اعظم و اہم ہے۔

ابوعبداللہ علیہ السلام سے آیہ تَرَی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰہِ وُجُوْھُھُمْ مُّسْوَدَّۃٌ (سورہ الزمر ۳۹/۶۰) کے متعلق پوچھا اس سے کون مراد ہے جو اپنے کو امام سمجھے درآنحالیکہ وہ امام نہ ہو۔ راوی نے کہا چاہے وہ علوی و فاطمی ہو فرمایا ہاں چاہے وہ علوی و فاطمی ہی کیوں نہ ہو۔

زرارہ بن اعین سے مروی ہے کہ زید بن علی نے مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے کہا کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جو آل محمد سے ہو اور تمہاری نصرت کا طالب ہو میں نے کہا اگر وہ مفروض الطاعت ہے تو نصرت واجب ہے اگر مفروض الطاعۃ نہیں ہے تو مجھے اختیار ہوگا کہ نصرت کروں یا نہ کروں۔ ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں جب زید نے خروج کیا تو میں نے ہر طرح ان کو روکا مگر وہ نہ رُکے۔

مکالمہ زید بن علی و مومن طاق

زید:۔ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ آل محمدؐ میں کوئی امام مفترض الطاعہ ہے جو بلحاظ اپنی ذات کے معروف ہو۔

صاحب طاق:۔ کیوں نہیں ان میں ایک آپ کے والد ماجد ہی تھے۔

زید:۔ وائے ہو تجھ پر۔ یہ جانتے ہوئے بھی پھر تو میری امامت کا اقرار کیوں نہیں کرتا۔ قسم خدا کی میرے والد کو مجھ سے اتنی محبت تھی کہ جب گرم کھانا میرے لیے لاتے تو مجھے اپنی ران پر بٹھا کر لقمہ پھونک پھونک کر ٹھنڈا کرتے اور کھلاتے۔ غور کرو جو کھانے کی حرارت میرے لیے نہیں برداشت کر سکتا تھا وہ حرارت جہنم کو میرے لیے کیسے گوارا کر سکتا تھا۔ وہ ضرور کہتے کہ جب میں مر جاؤں تو اپنے بھائی میرے فرزند محمد باقرؑ کی اطاعت کرنا کیونکہ وہ حجت خدا ہیں تم پر۔ وہ مجھے جاہلیت کی موت نہ مرنے دیتے لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ اپنی جانشینی میرے لیے چاہتے تھے۔

صاحب طاق:۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ انہوں نے تم سے امامت محمد باقرؑ کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا تاکہ تم کفر اختیار نہ کرو۔ جس کی وجہ سے عذاب خدا کے مستحق بنو اور روز قیامت ان کی شفاعت تمہیں نصیب نہ ہو۔ انہوں نے تمہیں مشیت خدا کے سپرد کر کے چھوڑ دیا۔

زید:۔ یہ تمہارا خیال غلط ہے۔

صاحب طاق:۔ اچھا یہ بتاؤ تم افضل ہو یا انبیاء۔

زید:۔ انبیاء۔

صاحب طاق:۔ یعقوب نے یوسف سے کہا تم اپنا خواب بھائیوں سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ کوئی چال چل جائیں گے پس جس طرح انہوں نے چھپایا اسی طرح آپ کے والد نے چھپایا کیونکہ وہ امام محمد باقرؑ کے متعلق آپ سے خائف تھے جس طرح سے یعقوب یوسف کے معاملے میں ان کے بھائیوں سے خائف تھے۔ یہ گفتگو جب امام جعفر صادق علیہ السلام نے سنی تو فرمایا واللہ ان کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرے۔

زید:۔ وہ شخص امام نہیں ہو سکتا جو پردے چھوڑ کر بیٹھے بلکہ امام وہ ہے جس کی تلوار نیام سے باہر نکلے۔

صاحب طاق:۔ حضرت علیؑ کے متعلق بتاؤ وہ امام تھے یا نہیں۔

زید:۔ بیشک تھے۔

صاحب طاق:۔ پھر وہ پردے چھوڑ کر کیوں بیٹھے رہے کیا جب تک انہوں نے خروج نہیں کیا کیا وہ امام نہ تھے۔ زید نے

کوئی جواب بن نہ پڑا۔

بعض نے یہ گفتگو ابوحضری کی لکھی ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر علی علیہ السلام اس وقت تلوار کو نیام میں نہ کیے رہتے تو آج تمہارا وجود نہ ہوتا۔

ایک زیدی فرقے کے آدمی نے شیخ مفید سے دریافت کیا جس کا ارادہ فساد برپا کرنے کا تھا یہ سوال کیا کہ امامت زید کا انکار کس وجہ سے کرتے ہیں۔ شیخ مفید نے فرمایا تم نے میرے متعلق غلط رائے قائم کی ہے میرا قول زید کے متعلق زیدیوں کے عقیدے کے خلاف نہیں۔ اس نے کہا تمہارا مذہب کیا ہے فرمایا میں ان کی امامت کے متعلق وہی ثابت کرتا ہوں جو زیدی ثابت کرتے ہیں۔ اور نفی کرتا ہوں ان سے اس امامت کی جس کے لیے عصمت نص اور معجزہ لازم ہے اور یہ امر وہ ہے جس میں کوئی زیدی میری مخالفت نہیں کرے گا۔

ایک خبر میں ہے کہ جب ہشام بن ولید مدینہ میں آیا تو بنی عباس اس کے پاس آئے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی شکایت کی کہ ماہر خصی کے ترکات پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے اور ہمیں کچھ نہیں دیا۔ امام علیہ السلام نے منبر پر جا کر ایک خطبہ پڑھا اور فرمایا جب خدا نے حضرت رسول خدا کو مبعوث برسالت کیا تو ہمارے دادا ابو طالب نے ہر طرح ان کی مدد کی اور تمہارے باپ اور ابو لہب دونوں ان کو جھٹلاتے رہے اور شیاطین کفر ان پر مسلط رہے اور تمہارے دادا (عباس) سرکشیاں دکھلاتے رہے وہ بدر میں قبائل کو چڑھا کر لائے اور وہ مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے نمایاں ہوئے۔ سواروں اور پیادوں کے ساتھی بنے رہے پس تمہارے دادا ہمارے رہا کردہ اور آزاد کردہ تھے اور ہماری تلواروں کے خوف سے اسلام لائے اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت نہ کی۔ پس اللہ نے ہمارے اور ان کے رشتہ محبت کو قطع کر دیا۔ بقولہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (سورۃ الانفال ۸/۷۲) یہ ہمارا غلام تھا اس کے مرنے پر ہم اس کی میراث کے مالک بن گئے اور اس لیے کہ ہم اولاد رسولؐ ہیں اور ہماری جدہ ماجدہ فاطمہؑ نے آنحضرتؐ کی میراث پائی ہے۔

فضل بن شاذان نے آیہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (سورۃ الانفال ۸/۷۵) کو بیان کر کے کہا خدا نے ولایت واجب کی اس کی جو رسول اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ علی علیہ السلام نے جانشینی رسول کے لیے سب سے مقدم ہیں کیونکہ امامت فرع رسالت ہے۔ رہے عباس تو قرآن میں ان کی رسول اللہ سے قربت کا کہیں ذکر نہیں۔

نبی کا تعلق لوگوں سے ایک خاص وصف کی بنا پر ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورہ الاحزاب ۳۳/۶) اس سے معلوم ہوا کہ اولویت کا سبب ایمان اور ہجرت ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عباس مہاجر نہ تھے اور اس معنی میں علی علیہ السلام آنحضرتؐ سے زیادہ قریب تھے۔

ظاہری تعلق کے اعتبار سے دیکھئے تو بھی امیر المومنین بہ نسبت عباس کے رسولؐ سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ وہ باپ اور ماں دونوں کی طرف سے رسول کے ابن عم تھے اور عباس صرف چچا تھے اور جس کے لیے دو سبب ہوں وہ ایک سبب والے سے یقیناً

افضل ہے۔

اگر آنحضرتؐ کی وفات کے بعد فاطمہ موجود نہ ہوتیں تو علیؑ آنحضرتؐ کے ترکے کے زیادہ مستحق تھے۔ علیؑ کی دُھری قرابت تھی اور عباس کی اکہری۔ علی خود بھی وارث تھے اور ان کی زوجہ اولاد بھی۔

سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے کہا اس مسئلے کا جواب دیجئے کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنے وارثوں میں اپنا چچا چھوڑا اور اپنی بیٹی۔ ابن عباس نے کہا مال ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ سعید نے کہا پھر کیا وجہ ہوئی کہ رسولؐ کا ترکہ فاطمہ کو ملا عباس کو نہ ملا۔ انہوں نے کہا نہیں دونوں نے پایا۔ سعید نے کہا کیا تمہارے پاس آنحضرتؐ کے ہتھیار۔ آنحضرتؐ کا عمامہ۔ عصا تلوار، انگوٹھی اور سواری کا خچر وغیرہ ہے انہوں نے کہا یہ تو نہیں ہیں۔ سعید نے کہا پھر رسولؐ اللہ کی کیا چیز عباس کو ملی معتصم عباسی نے احمد بن حنبل سے پوچھا کہ ابوبکر افضل الصحابہ تھے یا علی انہوں نے کہا ابوبکر افضل صحابہ تھے اور علی افضل اہل بیت معتصم نے کہا کیا تم ابن عم کو عم پر ترجیح دیتے ہو۔ انہوں نے کہا جب رسول کو مسجد کی طرف کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا تو امیر حمزہ اور عباس نے یہی بات رسول سے کہی تھی کہ آپ نے چچا پر چچا زاد بھائی کو ترجیح دی لہٰذا جو رسول نے کہا میں وہی کہتا ہوں۔

عباسی بادشاہ نے بہت سے عباسی سرداروں کی موجودگی میں شیخ مفید سے یہ سوال کیا کہ آنحضرتؐ کے بعد کون امام ہوا آپ نے فرمایا جس سے عباس نے کہا آپ ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں حرب پر جس سے آپ لڑیں اور صلح پر آپ جس سے صلح کریں۔ پوچھا وہ کون تھا۔ انہوں نے فرمایا علی بن ابی طالب جب کہ عباس نے یوم وفات رسولؐ علیؑ سے فرمایا میرے بھتیجے ہاتھ بڑھا تاکہ میں تیری بیعت کروں۔ جب لوگ سنیں گے کہ عم رسول نے بیعت کر لی تو پھر کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔

اس نے پوچھا پھر علیؑ نے کیا جواب دیا فرمایا ان کا جواب یہ تھا کہ رسولؐ اللہ نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں کسی کو دعوت نہ دوں گا جب تک وہ میرے پاس خود نہ آئیں اور میں تلوار نہ کھینچوں گا جب تک وہ میری بیعت نہ کریں۔ بے شک میں مثل کعبہ کے ہوں لوگ میری طرف آتے ہیں میں ان کے پاس نہیں جاتا۔ بیشک میں تابع حکم رسولؐ ہوں۔

عباسی نے کہا تو اس سے معلوم ہوا کہ عباس غلطی پر تھے کہ انہوں نے بیعت کے لیے کہا۔ شیخ مفید نے فرمایا عباس نے جو کہا اس میں ان کی خطا نہ تھی کیونکہ ان کا عمل ظاہر تھا اور علی کا باطن پر اور دونوں اس لحاظ سے حق پر تھے۔

اس نے کہا اگر بعد نبی علیؑ امام برحق تھے تو شیخین اور ان کے تابعین نے غلطی کی۔ شیخ مفید نے کہا اگر آپ ان کو خطا سے بری مانتے ہیں تو پھر اس کا اقرار کیجئے کہ علی اور عباس غلطی پر تھے کہ انہوں نے تاخیر کی بیعت ابوبکرؓ میں اور یہ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے ان دونوں کو اس قابل نہ سمجھا کہ اپنے اہم معاملات میں ان کو شریک کریں خاص کر حضرت عمرؓ نے یوم شوریٰ ان کو در خور اعتنا نہ سمجھا بلکہ حضرت علیؑ پر مزاح کا بھی عیب لگایا اور حرص دنیا کا بھی اور حکم دیا کہ جو عبدالرحمٰن بن عوف کی مخالفت کرے اس کو قتل کر دیا جائے عبدالرحمٰن کی رائے کو علیؑ کی رائے سے بہتر سمجھا اور ان کو علیؑ پر فضیلت دی اور انتخاب کرنے والی اور منتخب ہونے والی کسی پارٹی میں عباس کو شامل نہ کیا اور

علی اور عباس اور تمام بنی ہاشم سے خمس کو روک دیا اور اس کو فوجی کاموں کے لیے مخصوص کیا۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیجیے کہ حق کس طرف تھا۔

غالیوں کا رد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ (سورہ النساء ۱۷۱/۴) (اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے متعلق سچ بات کہو۔ معقل ابن الیسار سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میری امت کے دو شخص میری شفاعت نہ پائیں گے ایک امام ظالم اور ایک دین میں غلو کرنے والا۔ اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا خداوندا میں غالیوں سے بری ہوں۔ جیسے عیسیٰ نصاریٰ سے خداوندا ان کو ہمیشہ ذلیل بنائے رکھ اور ان میں سے کسی کی نصرت نہ کر۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا غالی بدترین مخلوق ہیں وہ عظمت الٰہیہ کی توہین کرتے ہیں اور خدا کے بندوں کی ربوبیت کے قائل ہوتے ہیں واللہ غالی لوگ یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بھی بدتر ہیں۔

احمد حنبل نے مسند میں اور ابوالسعادات نے فضائل عشرہ میں روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علی تمہاری مثال اس امت میں عیسیٰ جیسی ہے کچھ لوگوں نے افراط سے کام لیا اور ان کو ابن اللہ کہا اور ایک گروہ نے تفریط سے کام لیا اور ان سے بغض رکھا۔

ابوسعد واعظ نے شرف النبی میں روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علی اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے بارے میں وہی کہنے لگیں گے جو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کہتے ہیں تو تمہارے بارے میں وہ باتیں کہتا کہ جدھر سے تم گزرتے وہ تمہارے جوتے کے نیچے کی خاک اٹھا لیتے اور تمہارے وضو کے پانی سے امراض کے لیے شفا حاصل کرتے لیکن تمہارے لیے یہی کہنا کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا دو شخص میرے بارہ میں ہلاک ہوئے ایک غالی دوست اور ایک بغض رکھنے والا دشمن اور یہ بھی فرمایا میرے معاملے میں دو شخص ہلاک ہوئے ایک افراط سے کام لینے والا دوست جو میرے متعلق وہ باتیں بیان کرتا ہے جو مجھ میں نہیں دوسرا وہ بغض رکھنے والا جو میرے اوصاف چھپاتا اور غلط الزام میرے اوپر لگاتا ہے۔

عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ عبداللہ ابن سبا نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام خدا ہیں جب یہ حال امیر المومنین علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے بلایا اور اس کا عقیدہ دریافت کیا۔ اس نے اقرار کیا آپ نے فرمایا شیطان نے تجھ پر غلبہ حاصل کیا ہے تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے توبہ کر اس نے انکار کیا۔ حضرت نے اسے قید کر دیا اور مہلت دی کہ تین دن کے اندر توبہ کرے جب اس نے نہ کی تو آپ نے اسے آگ میں جلا دیا۔

مروی ہے کہ بعد فتح جنگ بصرہ ستر آدمی جاٹ قوم کے آپ کے پاس آئے اور اپنی زبان میں حضرت کو خدا کہنے لگے اور سجدہ کیا۔ حضرت نے فرمایا تمہارا برا ہو یہ کیا کہہ رہے ہو میں تم ہی جیسی مخلوق ہوں۔ وہ نہ مانے آپ نے فرمایا اگر تم باز نہ آئے اور خدا سے توبہ نہ کی تو میں تم کو قتل کر ڈالوں گا وہ نہ مانے تو آپ نے ان کو آگ میں جلوا دیا۔ ان میں ایک شخص محمد بن نصیر النمیری البصری رہ گیا۔ اسی سے نصیریوں کی نسل چلی انہوں نے عبادات کو ترک کیا اور فواحشات میں پڑ گئے۔

ردفرقہ سبعیہ

آنحضرتؐ کے بعد نص اور اختیار کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ اہل نص نے مخالف اور موالف طریقوں سے یہ ثابت کر دیا کہ آئمہ بارہ ہیں۔ سبعیہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد امامت میں تفرقہ ڈالا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعد نص کی تھی اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم کے لیے اور اس پر گواہ بنایا تھا اپنے دو بیٹوں اسحاق اور علی کو اور مفضل بن عمر کو۔ معاذ بن کثیر۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج اور فیض بن المختار۔ یعقوب السراج۔ حمران بن اعین ابوبصیر داؤد الرقی۔ یونس بن ظبیان۔ یزید بن سلیط۔ سلیمان بن خالد اور صفوان الجمال کو اور کتب اس پر شاہد ہیں۔

امام علیہ السلام نے اس فتنہ کی خبر دے دی تھی۔ آپ نے اسماعیل کا مرنا سب پر ظاہر بھی کر دیا تھا ان کو آپ نے غسل بھی دیا تجہیز و تکفین کی ان کے جنازہ کی مشایعت اور ان کو دفن کیا۔ مشایعت میں آپ برہنہ پا تھے۔ آپ کے بعد وفات اسمٰعیل ان کی طرف حج کرنے کا حکم دیا۔

مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے عکاشہ بن محصن اسدی کو ایک تھیلی دے کر دار میمون کی طرف بھیجا تاکہ ایک کنیز فلاں فلاں صفت کی خریدے امام جعفر صادقؑ کے لیے۔ جب وہ نخاس پہنچے تو مالک کنیز نے کہا میں اس کو ستر دینار میں فروخت کروں گا وہ تھیلی کھول کر دیکھنا چاہتا تھا۔ عکاشہ نے کہا مت کھول نہ ایک حبہ کم ہوگا نہ زیادہ۔ جب کھولا تو واقعی وہی رقم تھی۔ پس اس کنیز کو کر امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا حمیدہ دنیا میں اور محمودہ آخرت میں حمیدہ صاف تھیں اور اس سے اسی طرح جیسے پگھلا ہوا سونا میل کچیل سے صاف ہوتا ہے ملائکہ ان کی حفاظت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ میرے بعد والا حجت خدا ان سے پیدا ہو۔

پھر آپ نے حمیدہ سے پوچھا تم باکرہ ہو یا ثیب۔ انہوں نے کہا میں باکرہ ہوں۔

فرمایا تم بردہ فروشوں کے قبضے میں کیسے آ گئیں اور اس کا برتاؤ تم سے کیا رہا۔ انہوں نے کہا جب وہ شخص جس کے ہاتھ میں بطور غنیمت آ گئی تھی میرے پاس آنا چاہتا تھا تو ایک مرد بزرگ اس کے منہ پر طمانچہ مارتا تھا اور وہ میرے پاس سے ہٹ جاتا تھا جب مجھے بردہ فروش نے خریدا تو اس کو دیکھا ایک اہل کتاب عورت نے اور کہا اس کنیز سے ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو اعز خلق ہوگا۔

ابن بابویہ نے باسناد عبفور بن حازم روایت کی ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا اور اس کے پاس اسمٰعیل بھی بیٹھے کہ امام موسیٰ کاظم جو کم سن تھے ادھر سے گزرے تو اسماعیل نے کہا اے کنیز زادے نیکی کی طرف سبقت کر۔

ابن بابویہ نے باسناد ولید بن صلیح بیان کیا ہے میں نے اسمٰعیل بن جعفر کو ایسے لوگوں میں بیٹھے دیکھا جو شراب پی رہے تھے میں وہاں سے مغموم نکلا۔ میں وہاں حجر اسود کے پاس آیا تو میں نے اسمٰعیل کو دیکھا کہ وہ کعبے سے لپٹے ہوئے اس طرح زار زار رو رہے تھے کہ کعبہ کا پردہ آنسوؤں سے بھیگ گیا ہے۔ میں لوٹا تو میں نے اسمٰعیل کو پھر ان ہی لوگوں میں دیکھا۔

پھر کعبہ میں آیا تو بدستور سابق پھر روتے پایا۔ میں نے یہ حال امام جعفر صادق سے بیان کیا۔ فرمایا میرا یہ بیٹا شیطان کے جال میں پھنس گیا اور اسی کی صورت میں ہو گیا ہے اور یہ حدیث مروی ہے کہ شیطان نہ نبی کی صورت میں آتا ہے اور نہ وصی کی۔

زرارہ ابن اعین سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق نے داؤد بن کثیر۔ حمران بن اعین اور ابو بصیر کو بلایا اور مفضل بن عمر بھی ایک جماعت کو لے کر آئے یہاں تک کہ سب تیس آدمی ہو گئے۔ امام نے فرمایا داؤد اسمٰعیل کا چہرہ کھولو اور غور سے دیکھو کہ یہ زندہ ہے یا مر گیا۔

انہوں نے کہا یہ تو مر چکے پھر حضرت نے موجودہ لوگوں میں سے ایک ایک کو دکھا کر یہی سوال کیا۔ پھر فرمایا خداوندا گواہ رہنا سب نے اسمٰعیل کے مردہ ہونے کی گواہی دی پھر ان کو غسل و کفن دیا اور مفضل سے کہا تو ان کے چہرے سے کفن ہٹا کر دیکھو اور بتاؤ یہ زندہ ہیں یا مردہ۔ تم اپنے سب ساتھیوں کو بھی دکھاؤ۔ سب نے کہا اے ہمارے سردار یہ تو مردہ ہیں فرمایا تم اس پر گواہ رہنا تم نے خوب تحقیق کر لی۔ کہا بیشک کر لی اور لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ امام بار بار ایسا کیوں کہہ رہے ہیں اس کے بعد جنازہ قبر تک لائے جب قبر میں رکھ دیا تو فرمایا مفضل پھر کفن کھول کر دیکھو یہ زندہ ہے یا مردہ۔ سب نے کہا اے ولی خدا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ مردہ ہے۔ فرمایا خداوندا تو گواہ رہنا۔ لوگ عنقریب مرنے سے انکار کریں گے اور باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے۔ یہ نور خدا کو بجھانا چاہیں گے۔

پھر اشارہ کیا امام موسیٰ کاظم کی طرف اور فرمایا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ (سورہ الصف ۸/۶۱) پھر قبر کو مٹی ڈال کر بند کیا اور حاضرین کے سامنے پھر اسی قول کا اعادہ کیا اور فرمایا جو میت کفن دی گئی ہے اور اس قبر میں دفن کی گئی ہے بتاؤ وہ کون ہے۔ سب نے کہا اسمٰعیل آپ کے لڑکے۔ فرمایا خداوندا گواہ رہنا پھر امام موسیٰ کاظم کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ حق ہے اور حق اس کے ساتھ ہے اور اس سے پیدا ہونے والے روئے زمین کے وارث ہوں گے۔

عنبسہ العابد سے مروی ہے کہ جب اسمٰعیل بن جعفر کا انتقال ہوا تو امام جعفر صادقؑ نے فرمایا لوگو یہ دنیا دار فراق ہے دار لقا ہے نہ کہ دار استوا۔

کہمس سے مروی ہے کہ جب اسمٰعیل کا انتقال ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام ان کے پاس تھے آپ نے ان کے کفن حاشیہ

پر لکھا۔ یشہد ان لا الٰہ الا اللہ

مروی ہے کہ امام نے اپنے ایک شیعہ سے کہا تم اسمٰعیل کی طرف سے حج کرو اور اس کو زادراہ دے کر فرمایا اس حج میں نو حصے ثواب کے تمہارے لیے ہیں اور ایک جعفر کے لیے (خلاصہ اس بیان کا یہ ہے کہ اسماعیلیوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ اسمٰعیل امام جعفر صادق کے بعد زندہ رہے اور امام نے ان ہی کو اپنا جانشین بنایا نہ کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو)

رَدعقیدہ خوارج

حلیۃ الاولیا میں ابو مجاز سے مروی ہے کہ فرمایا علی علیہ السلام نے عیب لگایا گیا ہے مجھ پر حکمین کے متعلق حالانکہ اللہ نے حکم دیا طائر کے بارہ میں حکمین کا۔

ابانہ ابی عبداللہ بن مبر سے مروی ہے کہ مناظرہ کیا ابن عباس سے خوارج کی ایک جماعت نے ابن عباس نے پوچھا امیر المومنین علیؑ پر تمہارا کیا اعتراض ہے انہوں نے کہا تین اعتراض ہیں۔ انہوں نے دین خدا کے معاملہ میں لوگوں کو حکم بنایا پس کفر کیا دوسرے انہوں نے قتال تو کی لیکن مال غنیمت نہ لیا اور قید نہ کیا۔ تیسرے اپنا نام امیر المومنین سے محو کیا۔ ابن عباس نے کہا یہ تینوں باتیں غلط ہیں بے شک خدا نے امر اللہ میں لوگوں کو حکم بنانے کا حکم دیا ہے جیسے قتل صید (یَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (سورہ المائدہ ۵/۹۵) اور اصلاح بین الزوجین میں وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ (سورہ النساء ۴/۳۵) دوسرا اعتراض تو کیا قید کرتے تمہاری ماں عائشہ کو اور پھر حلال ہونا چاہتے ان کا مال مثل ان کے غیر کے اگر تم ایسا کرتے تو کافر ہو جاتے کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اگر تم کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تو تم جھوٹے ہو قرآن میں یہ آیت موجود ہے وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (سورہ الاحزاب ۳۳/۶) رہی تیسری بات کا جواب یہ ہے کہ تم نے سنا ہوگا روز حدیبیہ جب سہیل بن عمر اور ابوسفیان آئے اور صلح نامہ لکھا جانے لگا تو امیر المومنین نے لکھا من محمد رسول اللہ تو اس پر ابوسفیان وغیرہ نے اعتراض کیا آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ مٹا دیں جب رسول نبوت سے خارج نہ ہوئے تو علی کیوں ہوئے۔ رسول تو علیؑ سے افضل تھے یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ (سورہ الزخرف ۴۳/۵۸) اور وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (سورہ مریم ۱۹/۹۷)۔

ہارون رشید کے سامنے عبداللہ بن اباض اور ہشام ابن الحکم کا مناظرہ ہوا۔ ہشام نے کہا ہمارے خلاف خوارج کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اباضی نے کہا کیسے ہشام نے کہا یہی وہ قوم ہے جو اس عقیدے میں ہمارے ساتھ تھی کہ حضرت علی صاحب ولایت عدالت و امامت و فضیلت ہیں۔ پھر وہ بنا بر عداوت کے ہم سے جدا ہو گئے اور حضرت علیؑ سے اظہار برأت کرنے لگے پس ہم اپنے اجماع پر ہیں اور تمہاری گواہی کے ساتھ لہذا تمہاری مخالفت ہمارے عقیدے میں کوئی خرابی پیدا نہیں کرتی۔ اور ہمارے خلاف تمہارا

دعویٰ غیر مقبول ہے کیونکہ اختلاف کا مقابلہ اتفاق سے نہیں کیا جاتا اور دشمن کی گواہی دشمن کے حق میں مقبول ہوتی ہے۔ اور اس کی مخالفانہ گواہی مردود ہوتی ہے۔

یحییٰ بن خالد نے کہا مسئلہ فیصلے کے قریب آ لگا ہے لیکن کچھ بیان اور چاہتا ہے۔

ہشام نے کہا کبھی کلام اس حد پر منتہی ہوتا ہے کہ افہام کے لیے دقیق بن جاتا ہے اور انصاف بالواسطہ ہوتا ہے یعنی ثالث کی ضرورت ہوتی ہے پس اگر وہ واسطہ میرے اصحاب سے ہوگا تو تمہاری عصبیت اس کو نہ ملنے گی اور اگر وہ واسطہ تمہارے اصحاب سے ہوگا تو اپنے خلاف فیصلے کو میں نہ مانوں گا اور اگر سب ہمارے مخالف ہوں گے تو تیرے لیے باعثِ تسکین نہ ہوگا۔ اور نہ تمہارے لیے۔

پس بہتر ہے کہ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ کون حق پر ہے ایک شخص میرے اصحاب سے ہو۔ اور ایک تمہارے اصحاب سے۔ وہ دونوں ہمارے دلائل پر غور کریں۔ اباضی نے کہا میں اس پر راضی ہوں۔

ہشام نے کہا معاملہ فیصل ہوگیا اور جھگڑا ختم۔ حکمین کو امر دین میں تم نے اسے تسلیم کرلیا۔

یہ خارجی لوگ ہمارے ساتھ رہے ولایت علی کے عقیدہ میں یہاں تک کہ حکمین کا معاملہ درپیش ہوا اور انہوں نے تحکیم سے انکار کیا اور اس معاملے میں گمراہ ہوگئے۔ یہ شیخ دو مختلف مذہب کے لوگوں کے فیصلے پر راضی ہوگیا پس اگر یہ صواب پر ہے تو علی علیہ السلام اولیٰ بالصواب تھے اور اگر یہ خطا پر ہے تو اس نے کفر کی گواہی دے کر ہمارے نفس کو راحت دی اب اس کے کفر و ایمان پر غور کرنا ہمارے لیے زیادہ ضروری ہوگیا بہ نسبت تکفیر امیرالمومنین کے ہارون نے اس گفتگو کو بہت پسند کیا اور انعام دے کر رخصت کیا۔

مومن طاق نے ضحاک الشاری سے کہا تم نے امیرالمومنین سے کیوں اظہار برأت کیا۔

اس نے کہا انہوں نے دین خدا میں حکم قرار دیا۔ مومن طاق نے کہا تو کیا جو شخص دین خدا میں حکم قرار دے اس کا خون حلال ہے اس نے کہا ضرور فرمایا اچھا تم اپنے دین سے مجھے باخبر کرو۔ میں تم سے مناظرہ کروں گا اگر تمہاری دلیل میری دلیل پر غالب آجائے گی تو میں تمہارے دین میں داخل ہو جاؤں گا اس نے کہا درستی رائے کا فیصلہ کون کرے گا۔ ضروری ہے کہ ہمارے درمیان میں ایک عالم ہو جو حکم بن کر اپنا فیصلہ دے طاق نے کہا تم نے دینی معاملہ میں حکم مقرر کرنا طے کرلیا اس نے کہا ہاں۔ پس طاق اس کے اصحاب کے پاس آئے اور کہا دیکھو تمہارے ساتھی نے امر دین میں حکم مقرر کرنا منظور کرلیا پس اب تمہارا خیال اس کے متعلق کیا ہے یہ سن کر ضحاک کو اپنی تلواروں میں رکھ لیا۔

سوالات اور جوابات

کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب امیرالمومنینؑ حاکم ہوئے تو انہوں نے فدک پر قبضہ کیوں نہ کیا؟

امام نے فرمایا یہ پیروی تھی رسولؐ کی۔ جب حضرت نے فتح مکہ کیا تو لوگوں نے کہا آپ اپنے مکان پر قبضہ کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا ہمارا مکان عقیل نے چھوڑا ہی کہاں اسے فروخت کر ڈالا۔ ہم اہل بیت اس چیز کو واپس نہیں لیتے ہیں جو ہم سے لی جائے ازروئے ظلم۔

اور حدیث میں ہے کہ ایک ظالم اور مظلومہ رسولؐ کے پاس آئے اللہ نے مظلومہ کو ثواب عطا فرمایا اور ظالم کو عذاب۔

ضرار نے ہشام بن الحکم سے کہا بعد وفات رسول اگر علی وصی رسول تھے تو انہوں نے لوگوں کے سامنے دعویٰ امامت کیا کیوں نہیں۔

ہشام نے کہا یہ امر ان کے لیے واجب نہ تھا کیونکہ یوم غدیر رسول صلعم آپ کی ولایت و امامت کا اعلان کر چکے تھے اور تبوک وغیرہ کے دن بھی لوگوں نے اسے نہ مانا اگر یہ امر جائز ہوتا تو بعد اس کے خدا نے سجدے کے لیے ابلیس سے کہا تھا آدم خود بھی اس کو دعوت سجدہ دیتے علی نے اس معاملہ میں اسی طرح صبر کیا جیسے کہ اولوالعزم رسولوں نے کیا۔

ابو حنیفہ نے مومن طاق سے سوال کیا اگر علیؑ کا حق تھا تو بعد وفات رسولؐ علیؑ نے طلب کیوں نہیں کیا۔ فرمایا وہ اس سے ڈرے کہ سعد بن عبادہ کی طرح کوئی جن مغیرہ بن شعبہ کے تیر سے قتل کر ڈالے۔

علی بن میثم سے کسی نے پوچھا علی بعد رسولؐ قتال سے کیوں دست کش ہوئے۔ کہا جیسے ہارون سامری سے نہ لڑے کہا گیا کیا وہ کمزور تھے فرمایا ان کی حالت ایسی ہی تھی جیسے ہارون کی کہ انہوں نے کہا ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي (سورہ الاعراف ۷/۱۵۰) یا مثل نوح کے تھے کہ انہوں نے فرمایا أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ (سورہ القمر ۵۴/۱۰) یا مثل لوط کے تھے جنہوں نے کہا قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ (سورہ ہود ۱۱/۸۰) یا موسیٰ اور ہارون کی طرح جنہوں نے کہا۔ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي (سورہ المائدہ ۵/۲۵) اور یہ استدلال ماخوذ ہے کلام امیرالمومنین سے فرمایا مجھ کو اس امر میں چھ انبیا کا اسوہ تھا۔ اول ابراہیم خلیل کا جیسا کہ انہوں نے فرمایا وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ (سورہ مریم ۱۹/۴۸) اگر تم کہو کہ ان کو یہ اعتزال بغیر کسی تکلیف کے تھا تو تم نے کفر کیا۔ اگر یہ کہو کہ ان سے لڑنے کی طاقت نہ تھی تو یہ وصی ان سے زیادہ مجبور تھا اور دوسرے تاسی یوسف تھی کہ انہوں نے فرمایا قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ (سورہ یوسف ۱۲/۳۳) اگر کہو کہ قید خانہ کی خواہش بغیر تکلیف تھی تو تم نے کفر کیا اور اگر تکلیف تھی تو میں ان سے زیادہ مجبور تھا۔ تیسرے موسیٰ نے کہا۔ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ (سورہ الشعراء ۲۶/۲۱) پس اگر یہ کہو کہ بغیر خوف بھاگے تو تم نے کفر کیا اور اگر کہو کہ کسی ہیبت کی وجہ سے ایسا کیا تو میں ان سے زیادہ مجبور تھا۔ چوتھے ہارون نے اپنے بھائی سے کہا قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي (سورہ الاعراف ۷/۱۵۰) اگر تم کہو کہ ان کو کمزور نہیں بنایا تھا اور ان کے قتل کے درپے نہیں ہوسکتے تو تم نے

کفر کیا اور اگر کہو کہ کمزور بنا دیا تھا اور ان کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے تو میں ان سے زیادہ مجبور تھا۔ پانچویں حضرت رسولِ خدا جب شب ہجرت غار کی طرف تشریف لے گئے اور مجھے اپنے فرش پر سلایا اور میں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالی پس اگر تم کہو کہ حضرت بغیر خوف کے گئے تو تم نے کفر کیا اور اگر کہو کہ ان سے خائف تھے اور سوائے غار میں پناہ لینے کے چارۂ کار نہ تھا تو میں آنحضرتؐ سے زیادہ مجبور تھا۔ سب نے کہا اے امیرالمومنین آپ نے سچ فرمایا۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ امیرالمومنین نے فرمایا میں نے دیکھا کہ میرا کوئی مددگار سوائے میرے اہل بیت کے نہیں پس میں نے ان کو موت سے بچایا۔ حال میرا یہ تھا کہ میری آنکھ میں کھٹک تھی اور حلق میں اچھو لگا تھا پس میں نے صبر کیا ایسے معاملہ میں جو اندرائن سے زیادہ تلخ تھا۔

خصال فی اداب الملوک میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا میرے لیے موسیٰ کے معاملہ میں اسوہ ہے خلیل کے معاملہ میں قدوہ کتاب اللہ کے بارے میں عبرت اور جو رسول اللہؐ نے مجھے ودیعت کیا ہے اس میں میرے لیے برہان ہے اور جو میں نے جانا ہے وہ تبصرہ ہے اس پر کہ تم مجھے جھٹلاؤ گے۔ پس لوگوں نے حق کو جھٹلایا ہے مجھ سے پہلے بھی اور مصائب میں مبتلا کیا ہے پس یہ میری روشن سیرت ہے اور کامیاب راستہ ہے اس کے لیے جو نجات کو اپنے لیے لازم قرار دے میں ہمیشہ اس پر قائم رہوں گا۔ میں کتاب اللہ اور اپنے ابن عم کے عہد کو ضائع کرنے والا نہیں۔

محمد بن سلام نے نقل کیا ہے کہ فرمایا امیرالمومنینؑ نے وفات رسولؐ کے بعد سے میرے اوپر وہ مصائب نازل ہوئے کہ پہاڑوں کے اٹھائے نہ اٹھتے میں نے ان کو اٹھایا۔ میں نے اپنے اہل بیت کو دیکھا کہ وہ بے چینی میں ضبط کی طاقت نہیں اور جو بلا نازل ہوئی ہے اس کے برداشت کی قوت نہیں بے قراری ان کے صبر کو ختم کر چکی ہے اور ان کی عقل کو کمزور بنا چکی ہے اور حائل ہو گئی ہے ان کے اور افہام وفہم اور قول واستماع کے درمیان۔ بعد آنحضرتؐ کی وفات کے میں نے صبر کیا اور خاموشی کو لازم قرار دیا اور آنحضرتؐ کی تجہیز کی طرف آپ کے حکم کے مطابق متوجہ ہوا۔

آیہ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ (سورہ القصص ۱۵/۲۸) کے متعلق فرمایا حضرت موسیٰ نے صرف ایک آدمی کو قتل کیا تھا اس پر بھی وہ شہر میں خائف وترساں رہے۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا (سورہ القصص ۲۱/۲۸) فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ (سورہ الشعراء ۲۱/۲۶)

رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ (سورہ القصص ۳۳/۲۸) پس کیونکر نہ کرے خوف وہ

حالانکہ اس نے ان کے خاندانوں کو قتل کیا ہے ان کو قید کیا ہے اور نہیں چھوڑا ان کے کسی قبیلہ کا اعلیٰ ہو یا ادنیٰ مگر یہ کہ ان کے سرداروں کو قتل کیا۔

لوگوں نے امیر المومنین سے کہا کہ آپ نے بعد وفات رسول خموشی کیوں اختیار کی؟

فرمایا آنحضرتؐ کی اس ہدایت کے مطابق کہ یہ قوم تمہارے امر کو نہ ملنے گی اور ظلم پر کمر باندھے گی اور تمہارے معاملہ میں میری نافرمانی کرے گی پس تم صبر سے کام لینا جب تک کوئی امر نازل نہ ہو، لوگ تم سے غدر کریں گے اور تم میری ملت پر زندگی بسر کرو گے اور میری سنت پر قتال کرو گے پس تمہارا دوست میرا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔

کسی نے صادق آل محمد سے سوال کیا کہ:۔

کس امر نے علی علیہ السلام کو دفع کرنے اور ظلم کو روکنے سے منع کیا فرمایا اس آیت نے روکا لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (سورہ الفتح ۲۵/۴۸) ارواح المومنین کی امانتیں کفار و منافقین کے اصلاب میں تھیں پس ان امانتوں کے باہر آنے تک آپ ہاتھ روکے رہے جس کے صلب سے وہ امانت نکلتی گئی اس کو قتل کرتے گئے۔

زرارہ بن العین نے صادق آل محمد سے پوچھا کہ کس چیز نے امیر المومنینؑ کو اس سے روکا کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں اور دشمنوں کے مقابل تلوار کھینچیں فرمایا اس خوف سے کہ یہ مرتد نہ ہو جائیں اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی نہ دیں۔

صدقہ ابن مسلم نے عمر بن قیس الماصر سے پوچھا علیؑ گھر میں کیوں بیٹھے رہے۔ انہوں نے کہا علیؑ اس امت میں فریضہ کی مانند تھے فرائض اللہ سے جن کو نبی نے امت تک پہنچایا جیسے نماز، زکوٰۃ، صوم، اور حج اور فرائض کا یہ فرض نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں بلکہ لوگوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ان کو قبول کریں۔ اور علی علیہ السلام ہارون سے زیادہ معذور تھے جب موسیٰ میقات پر گئے تو ہارون سے کہا۔ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ (سورہ الاعراف ۱۴۲/۷) پس وہ قوم کے نگہبان معین ہوئے اسی طرح ہمارے نبی نے علیؑ کو اس امت کا نگہبان بنایا اور ان کو علیؑ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی لیکن جب انہوں نے غدر کیا تو آپ اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس دائرہ سے خارج ہو گئے جس میں رسولؐ نے ان کو رکھا تھا۔ امام جعفر صادقؑ نے اس کلام کی داد دی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا میں لوگوں کے درمیان اس شخص کی مانند تھا جس کا لوگوں پر حق ہو۔ پس اگر وہ جلد ادا کریں

تو اس کو کے کران کی تعریف کرے۔ اور اگر تاخیر کریں تو ان کو غیر محمود قرار دے میں اس شخص کی مثل تھا کہ جو لوگوں کو سہولت کی طرف بلائے لیکن لوگ اس کی ہدایت کی تحقیر کریں۔ بہ سبب اس کے کہ اس سے ہدایت حاصل کرنے والے کم ہوں پس اس حالت میں اگر میں خاموش رہا تو مجھے معاف کرو۔

آپ نے یوم شوریٰ عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا بے شک ہمارا حق ہے اگر دے دو گے لیں گے اور اگر منع کر دو گے تو اونٹ پر سوار ہو کر لمبی راہ نکل جائیں گے۔

کسی متکلم نے سوال کیا حضرت علیؑ پہلے لوگوں سے کیوں نہ لڑے اور بعد والوں سے کیوں لڑے ایک شیعہ عالم نے جواب دیا۔ کہ رسول تبلیغ رسالت کے لیے اول کیوں نہ لڑے اور شعب میں اور غار میں کیوں رہے اور بعد میں کیوں لڑے۔

ابان بن تغلب نے عبداللہ بن شریک سے کہا یوم جمل جب امیرالمومنینؑ نے اپنے مقابل کو شکست دی تو کہا بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرو اور زخمی کو ستاؤ مت اور جو دروازہ بند کرے وہ امان میں ہے لیکن صفین کی جنگ میں ایسا حکم نہ دیا۔ یہ دونوں سیرتیں مختلف کیوں ہیں انہوں نے کہا اہل جمل نے طلحہ و زبیر کو قتل کر دیا اور معاویہ اپنی حالت پر قائم رہا اور اپنے لشکر کا قائد تھا۔

ایک ناصبی نے مومن طاق سے پوچھا علی علیہ السلام شیخین کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کرتے تھے بتاؤ وہ سچے تھے یا جھوٹے فرمایا مجھے بتاؤ ان دو فرشتوں کے متعلق جو داؤد کے پاس آئے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے جس کے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور میرے پاس ایک ہے اس نے سچ کہا تھا یا جھوٹ۔ یہ سن کر وہ ناصبی چپ ہو گیا۔

ایک دن سلیمان بن حریر نے ہشام بن الحکم سے کہا علیؑ ابوبکرؓ کو یا خلیفہ رسولؐ اللہ کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ آیا وہ اپنے اس قول میں صادق تھے یا کاذب۔ ہشام نے کہا کیا دلیل ہے اس پر کہ اس طرح کہتے تھے اور اگر کہتے بھی تھے تو یہ کہنا ایسا ہی سمجھو جیسے حضرت ابراہیم کا اِنِّیْ سَقِیْمٌ (سورہ الصافات ۳۷/۸۹) کہنا یا قَالَ بَلْ فَعَلَہٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ (سورہ الانبیاء ۲۱/۱۳) کہنا یا یوسف کا یہ کہنا اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (سورہ یوسف ۱۲/۷۰)

ابو عبید معتزلی نے ہشام بن الحکم سے کہا ہمارے اعتقاد کی صحت اور تمہارے عقیدہ کے بطلان کی دلیل ہماری کثرت اور تمہاری قلت ہے باوجودیکہ علیؑ اور ان کے متعلقین کی تعداد کثرت سے تھی) ہشام نے کہا یہ طعن ہم پر ہی نہیں ہے بلکہ نوحؑ پر بھی ہے کہ وہ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال ٹھہرے اور رات دن اپنی قوم کو نجات کی طرف دعوت دی لیکن بہت تھوڑے سے

لوگ ایمان لائے تو اس سے ان کی نبوت میں کیا نقص لازم آیا۔

علی بن میثم سے سوال کیا گیا کہ حضرت علیؑ نے قوم کے پیچھے نماز کیوں پڑھی فرمایا ان کو بمنزلہ ستون کے سمجھا۔ اس نے پوچھا جب وہ ان کو حق نہیں جانتے تھے تو حضرت عثمان کے سامنے ولید بن عقبہ پر حد کیوں جاری کی فرمایا بہ حیثیت امام یہ ان کا فرض تھا کہ جب موقع ملے وہ ملزم پر حد شرع کو جاری کریں۔ اس نے کہا انہوں نے حضرت ابوبکر اور عمر کو مشورہ کیوں دیا جبکہ وہ ان کو خلیفہ برحق نہیں مانتے تھے فرمایا بہ حیثیت امام ان کا فرض تھا کہ وہ احکام الہیۃ کو لوگوں سے بیان کریں جیسا کہ حضرت یوسف نے بادشاہ مصر کو امن عامہ پر نظر رکھ کر مشورہ دیا تھا تاکہ امر الہیٰ کا احیا ہو۔ اس نے پوچھا وہ یوم شوریٰ کیوں بیٹھے فرمایا اتمام حجت کے لیے اور یہ جاننے کے لیے کہ انہوں نے انصاف سے معاملہ پر نظر ڈالی تو وہ سب پر غالب نظر آئیں گے اگر حجت ثابت ہوگئی تو ان کا حق دیدیں گے اور اگر نہ دیا تو بطلان حجت لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا۔ امیرالمومنین نے فرمایا ہے اس روز میں مکان شوریٰ کے دروازہ میں اس لیے داخل ہوا کہ اگر انصاف سے کام لیا گیا تو میرا حق مجھے مل جائے گا۔ اس نے کہا علیؑ نے اپنی بیٹی کی تزویج عمر سے کیوں کی؟ اول تو یہ ثابت نہیں ہے اور اگر بفرض محال مان لیا جائے تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ چونکہ عمر اقرار شہادتین کر چکے تھے اور فضیلت رسولؐ کے قائل تھے اور علیؑ ان کی اصلاح کا ارادہ رکھتے تھے اور حضرت علیؑ ان کی بدسلوکی سے بچنا چاہتے تھے لہٰذا مجبوراً اسی طرح کیا ہوگا جیسا لوطؑ نبی نے اپنی بنات کو قوم کے لیے پیش کیا درانحالیکہ وہ کافر تھے تاکہ ان کی ضلالت سے بچا لیں ان سے یہ الفاظ کہے تھے هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (سورہ ھود ۷۸/۱۱) اس کے علاوہ آسیہ بنت مزاحم تحت فرعون تھیں یعنی حضرت عمر تو مسلمان تھے مجبوری میں تو کافر کو دیدی جاتی ہے (فرقہ شیعہ نے اس عقد کو تسلیم ہی نہیں کیا۔)

شیخ مفید سے سوال کیا علی علیہ السلام نے ان کے عطیات کیوں لیے ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھی ان کی قیدی ہوئی کنیزوں سے نکاح کیوں کیا؟ اور ان کے درباروں میں فیصلے کیوں سنائے۔ انہوں نے فرمایا عطا کے متعلق یہ ہے اسلامی حکومت ان کے زور بازو سے قائم ہوئی تھی لہٰذا جو کچھ لیا وہ ان کا حق تھا۔ اب رہا پیچھے نماز پڑھنا تو وہ امام برحق تھے لہٰذا ان سے آگے کھڑے ہونے والے کی نماز باطل ہوگی۔

اب رہا قیدی کنیز سے نکاح کرنا تو شیعوں نے اس کو تسلیم کیا ہی نہیں حنفیہ جن کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ ان کی تزویج امیرالمومنین نے پہلے محمد بن مسلم حنفی سے کی تھی پھر خود اس کے مرنے پر ان سے کیا دلیل اس پر کہ حنفیہ سبایا میں نہیں تھیں یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کے قیدیوں کو رد کر دیا تو حنفیہ کو رد نہیں کیا اگر وہ قیدی ہوتیں تو ان کو بھی رد کرتے اور بالفرض اگر وہ قیدیوں میں بھی تھیں تب بھی تمہارا اعتراض درست نہیں کیونکہ جن لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ نے

قید کیا تھا وہ، وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت رسولؐ خدا کی نبوت میں قدح کی تھی یعنی کافر پس ان سے نکاح کرنا ہر ایک کے لیے حلال تھا اب رہا ان کے درباروں میں فیصلہ تو اگر آپ قادر ہوتے تو ان کو فیصلہ کرنے سے روک دیتے کیونکہ منصوص من اللہ امام ہونے کی وجہ سے فیصلہ کا حق ان ہی کو حاصل تھا۔

کتاب الکرد الفر میں ہے کہ حضرت کو عطایا نہیں لینا چاہیے تھا کیونکہ ان کے نزدیک حکومت حق نہ تھی۔ ہم کہتے ہیں جس طرح دانیال نبی نے بخت النصر کی عطا کو قبول کر لیا تھا اگر حضرت نے قبول کیا تو کیا خرابی لازم آتی ہے۔

کہتے ہیں علیؑ نے پہلے بیعت نہ کی پھر کر لی تو کون سی صورت غلط تھی اور کون سی صحیح۔ ہم پوچھتے ہیں رسولؐ نے پہلے دعوت نہ دی پھر دی پہلے قتال نہ کیا پھر کیا تو بتاؤ کون سا عمل غلط تھا کون سا صحیح (فرقہ شیعہ نے بیعت کو تسلیم نہیں کیا۔)

جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سے کسی نے پوچھا حضرت علیؑ کے سوا اور کون خلیفہ تھا جس نے قتال کی اور قیدی نہ بنایا اور مال نہ لوٹا (یہ طعن تھی اس پر کہ جنگ جمل حضرت علیؑ نے قتال تو کی لیکن قیدی نہ بنایا نہ لوٹا اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں سے لڑنا جائز نہ تھا) سید نے جواب دیا کہ ایام ابوبکرؓ میں علاثہ مرگیا انہوں نے اس سے جنگ کی اور قتل کیا اس کے مال کے ساتھ تعرض نہ کیا اسی طرح ایک مرتد کے ساتھ عمرؓ نے عمل کیا اسی طرح قتل کیا علیؑ نے سورہ عجلی کو اور اس کا مال نہ لیا پس قتل کے مستحق کا مال لینا ضروری اور لازمہ امارت نہیں۔

ایک شخص نے شریک سے کہا کیا حضرت علیؑ نے اپنے فرزند حسینؑ سے یوم جمل یہ نہیں کہا تھا کاش آج سے بیس برس پہلے میں مرجاتا تو ضرور علیؑ کے لیے یہ جنگ جائز نہ تھی۔ انہوں نے کہا ہر وہ حق جس کی خواہش کی جائے ایسا نہیں ہوتا کہ انسان اس میں تعب محسوس کرے کیا مریم نے امر حق کے متعلق یہ نہیں کہا تھا کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور نسیاً منسیا ہوجاتی۔

ہشام ابن الحکم نے متکلمین کی ایک جماعت سے سوال کیا یہ بتاؤ کہ خدا نے اپنے نبی کو نعمت تامہ کے ساتھ بھیجا تھا یا نعمت ناقصہ کے ساتھ انہوں نے کہا نعمت تامہ کے ساتھ ہشام نے کہا نبوت و خلافت کا ایک گھر میں جمع ہونا نعمت تامہ تھا یا محض نبوت کا ہونا تم نے ان کے غیر میں قرار دیا اور جب بنی ہاشم میں آئی تو تم نے تلواروں سے ان کے ٹکڑے کر دیئے یہ سن کر وہ چپ ہو گئے۔

ثبوت امامت آئمہ اثنا عشر علیہم السلام

آیات اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ (سورہ النور ۳۵/۲۴) کے متعلق حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علی النور میرا نام ہے

اور مشکوۃ تم ہو اور حسین زجاجہ ہیں علی بن الحسین کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ۔ محمد بن علی یُوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ ۔ جعفر بن محمد مبارکہ محمد بن جعفر زَیۡتُوۡنَۃٍ۔ علی بن موسیٰ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ محمد بن علی وَّلَا غَرۡبِیَّۃٍ علی بن محمد یَکَادُ زَیۡتُہَا حسن بن علی۔ یُضِیۡٓءُ القائم المہدی کتاب التوحید میں ابن بابویہ نے باسناد خود امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیہ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ (سورہ النور ۲۴/۳۵) میں نورِ علم سینۂ نبی میں ہے اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ (سورہ النور ۲۴/۳۵) زجاجہ مراد سینۂ علی ہے۔ علم نبی بہ تعلیم نبی سینہ علی میں پہنچا یُوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ (سورہ النور ۲۴/۳۵) نورِ علم نہ شرقیہ ہے نہ غربیہ یعنی نہ یہودیہ نہ نصرانیہ یَکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ (سورہ النور ۲۴/۳۵) کا مطلب یہ ہے کہ آل محمد کا عالم قبل سوال علم کے متعلق کلام کرتا ہے : نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ۔ یعنی امام موید ہے بنور علم و حکمت بعد ایک امام کے آل محمدؐ سے اور یہ سلسلہ آدم کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔ اور قیامت تک چلا جائے گا۔ یہی وہ اوصیاء ہیں جن کو خدا نے اپنا خلیفہ زمین پر بنایا ہے کوئی زمانہ بھی ایسا نہ ہوگا کہ زمین ان میں سے کسی ایک سے خالی رہے الشجرہ سے مراد الرضوان و بیعت نبی ہے اور صحابہ کے متعلق ہے لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (سورہ الفتح ۴۸/۱۸) اور شجرۃ النور والمبارکہ وائمہ اثنا عشر ہیں اور شجر ملعونہ بنی امیہ ہیں۔

جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آیہ وَالۡفَجۡرِ ۙ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ (سورہ الفجر ۸۹/۱) میں والفجر سے مراد میرے جد ہیں اور وَلَیَالٍ عَشۡرٍ مراد دس امام والشفع سے مراد امیرالمومنین اور وَالۡوَتۡرِ سے مراد قائم آل محمدؐ ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے آیہ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (سورہ النور ۲۴/۳۵) کی تفسیر میں فرمایا کہ نور سے مراد ہے ان لوگوں کے لیے ہدایت جو آسمانوں میں ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو روئے زمین پر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس نور سے مراد آسمان و زمین کے ہادی ہیں۔ صاحب مصباح الواعظ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زینت دی ہر شے کو بارہ چیزوں سے آسمان کو بروج سے اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِ ۣ الۡکَوَاکِبِ (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۶) اور سال کے بارہ مہینوں سے اِنَّ عِدَّۃَ الشُّہُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ (التوبۃ ۹/۳۶) بحار کو جزائر سے وہ بھی بارہ ہیں زمین کو ان آئمہ سے جو اولادِ علیؑ و فاطمہؑ سے ہیں۔

زید رقاشی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی نماز سے فراغت کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگو جو کوئی سورج کو نہ پائے اس کو چاہیے کہ قمر کی طرف رجوع کرے اور جو قمر کو نہ پائے اسے چاہیے کہ تعلق رکھے زہرہ سے اور جو زہرہ کو پائے وہ تمسک کرے فرقدین سے لوگوں نے پوچھا حضور اس سے کیا مراد ہے فرمایا میں شمس ہوں اور علیؑ قمر فاطمہؑ زہرہ اور حسنؑ و حسینؑ فرقدان ہیں اس کا ذکر نطنزی نے خصائص میں کیا ہے۔

ہماری روایات میں قاسم نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جب فرقدین کو نہ پاؤ تو تمسک کرو روشن ستاروں سے اور نجوم زاہرہ وہ نو امام ہیں صلب حسین سے نواں ان کا مہدی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے چودہ چیزوں کا نام نور رکھا ہے۔

(۱) اپنے نفس کا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ النور ۲۴/۳۵) (۲) اپنے نبی کا قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ (سورہ المائدہ ۵/۱۵)

(۳) اپنے ولی کا نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ (سورہ النور ۲۴/۳۵) (۴) آئمہ عشرکا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ (سورہ التوبہ ۹/۳۲)

(۵) ایمان کا مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ (سورہ النور ۲۴/۳۵) (۶) دن کا وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (سورہ الانعام ۶/۱)

(۷) چاند کا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا (سورہ نوح ۷۱/۱۶) (۸) سعادت یَسْعٰی نُوْرُهُمْ (سورہ الحدید ۵۷/۱۲)

(۹) نار کا مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا (سورہ البقرہ ۲/۱۷) (۱۰) طاعت یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (سورہ المائدہ ۵/۱۶)

(۱۱) توریت اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ (سورہ المائدہ ۵/۴۴) (۱۲) قرآن وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ (سورہ الاعراف ۷/۱۵۷)

(۱۳) وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (سورہ الزمر ۳۹/۶۹) (۱۴) وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ (سورہ المائدہ ۵/۴۶)

جابر جعفی نے اپنی تفسیر میں جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ میں نے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورہ النساء ۴/۵۹) کے متعلق سوال کیا ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو تو پہچان لیا لیکن یہ اولی الامر کون ہیں فرمایا اے جابر وہ میرے خلفا ہیں اور میرے آئمہ المسلمین ہیں ان کے اول علیؑ ہیں دوسرے حسنؑ تیسرے حسینؑ پھر علی ابن الحسینؑ پھر محمد بن علیؑ جن کا نام توریت میں باقر ہے اے جابر تم ان کو پاؤگے جب ملاقات کرو تو میرا سلام کہہ دینا پھر صادق جعفر بن محمد پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر میرا ہمنام زمین میں اللہ کی حجت اور عباد خدا میں باقی رہنے والا محمد ابن حسن بن علی جس کے ہاتھوں پر اللہ مشرق و مغرب کی فتح دے گا وہ اپنے شیعوں سے غائب رہیں گے اور ان کی غیبت پر وہی ایمان لائے گا جس کے قلبی ایمان کا امتحان خدا نے لیا ہوگا۔

ابو بصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی اولی الامر سے مراد وہ آئمہ ہیں جو اولاد علیؑ و فاطمہؑ سے تا قیامت ہوں گے۔ جابر ابن یزید جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث طویل نقل کی ہے آیہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا قد علم كل اناس مشربهم کے متعلق فرمایا قوم نے موسیٰ سے قحط کی شکایت کی پس خدا سے موسیٰ نے نزول باراں کے لیے دعا کی ایسے ہی کچھ مومنین ہمارے جد رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ ہمیں بتلائیے آپ کے بعد امام کون ہوں گے۔ ایک حدیث طویل کے بعد فرمایا خدا نے وحی کی میں نے علیؑ کی تزویج فاطمہؑ سے کی تاکہ صلب علیؑ سے گیارہ امام اے رسولؐ تمہارے بعد ہادی خلق ہوں گے اور ہر زمانہ کے لوگ ان سے ہدایت پائیں گے اور اسی طرح جائیں گے جیسے قوم موسیٰ نے اپنے اپنے گھاٹ جانے۔

صادق آل محمد سے مروی ہے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے انبیاء سے میرا بھی میثاق لیا اور میرے بعد بارہ اماموں کا جو اللہ کی حجت ہیں اس کی مخلوق پر ان کا بارہواں وہ قائم ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

قیس بن حازم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ

مِّنَ النَّبِيّٖنَ (سورہ مریم ۱۹/۵۸) کے متعلق کہ نبیین سے میں مراد ہوں اور صدیقین سے علیؑ اور شہدا سے حسنؑ و حسینؑ اور صالحین سے حمزہ اور وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورہ النساء ۴/۶۹) سے مراد ہیں آئمہ اثنا عشر میرے بعد۔

آیہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (سورہ النساء ۴/۱۳) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابنیاء سے مراد مصطفٰےؐ اور صدیقین سے مراد مرتضٰیؑ اور شہدا سے حسنؑ و حسینؑ ہیں اور صالحین سے مراد وہ آئمہ ہیں جو اولاد حسینؑ سے ہوں گے اور وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورہ النساء ۴/۶۹) سے مراد مہدیؑ ہیں۔

کتاب النبوہ میں ابن بابویہ نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے آیہ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴) کا مطلب دریافت کیا اور پوچھا کہ کلمات سے کیا مراد ہے فرمایا وہی جو آدم کو ان کے رب نے تلقین کیے تھے اور ان کی توبہ قبول ہوئی اور وہ یہ تھے کہ آدم کو یوں دعا کرنے کا حکم دیا گیا یارب أسألك بحق محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين میں نے پوچھا فاتمّھن سے کیا مراد ہے فرمایا انہوں نے قائمؑ آل محمدؐ تک سب کے نام لیے۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا (سورہ الشمس ۹۱/۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ شمس سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا (سورہ الشمس ۹۱/۲) سے مراد حضرت علیؑ ہیں وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا (سورہ الشمس ۹۱/۳) سے حسنؑ و حسینؑ اور آل محمدؐ اور وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا (سورہ الشمس ۹۱/۴) سے مراد غاصبان حقوق آل محمدؐ اور بنی امیہ ہیں۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ شمس رسول اللہؐ ہیں جن سے خدا نے لوگوں کے لیے دین کو روشن کیا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا سے امیرالمومنینؑ مراد ہیں جو رسول اللہؐ کے قدم بقدم چلے اور ان کے علم کے مخزن بنے اور وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا سے مراد آئمہ جور ہیں جو رسولؐ کے خلاف امر الہیٰ کے مالک ہوئے اور اس جگہ بیٹھے جہاں رسولؐ کا بیٹھنا اولیٰ تھا انہوں نے ظلم و جور سے دینِ خدا پر پردہ ڈالا ان کے فعل کی حکایت وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا سے کی ہے اور وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا سے مراد ہیں وہ امام جو ذریت فاطمہؑ سے ہیں۔

کتاب کشف الجرہ میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا نے سورۂ حج میں یہ آیت نازل فرمائی ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (سورہ الحج ۲۲/۷۷) اور کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ اس سورہ کے نزول پر سلمان نے آنحضرتؐ سے پوچھا تھا یا رسول اللہؐ یہ کون لوگ ہیں جن پر آپ گواہ ہوں گے اور وہ لوگوں پر گواہ ہوں گے اور جن کو اللہ نے چن لیا ہے اور ان کی وجہ سے دین میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا حضرت نے فرمایا ان سے مراد تیرہ آدمی ہیں جو اُمت کے علاوہ ہیں سلمان نے کہا یا رسول اللہؐ ان کو ظاہر فرمائیے فرمایا میں ہوں اور میرے بھائی علیؑ اور گیارہ میری اولاد سے انہوں نے کہا بیشک۔

جابر ابن جعفی نے امام محمد باقرؑ سے آیہ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ (سورہ التوبہ ۹/۳۶) کے متعلق روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا

سال کے بارہ مہینے ہیں ان سے مراد ہیں امیرالمومنین اور ان کے بعد کے گیارہ امام اور ایک کلام طویل کے بعد فرمایا مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (سورہ التوبہ ۹/۳۶) یعنی بارہ مہینوں میں چار حرمت کے مہینے ہیں ان سے مراد چار علی ہیں ایک امیرالمومنین دوسرے میرے پدر بزرگوار علی بن الحسین تیسرے علی بن موسیٰ چوتھے علی بن محمد اور ایک حدیث میں ہے وہ چار یہ ہیں علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور قائمؑ آل محمد اور ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (سورہ التوبہ ۹/۳۶) اس کی دلیل ہے اور سلمان قصری نے کہا میں نے امام حسن بن علی سے کہا تعداد ائمہ کیا ہے فرمایا جو تعداد سال کے بارہ مہینوں کی ہے۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ میں نے امیرالمومنین سے آئمہ کی تعداد پوچھی انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ سے سوال کیا تھا کہ انہوں نے آسمان میں بروج ہیں پس جو ان کی تعداد ہے وہی آئمہ کی ہے۔

یزید بن عبدالملک نے امام زین العابدین سے پوچھا آیہ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا (سورہ البقرہ ۲/۹۰) سے کیا مراد ہے فرمایا ولایت امیرالمومنین اور ان کے بعد ان کے اوصیا کی۔

مسلم ابن قیس نے آیہ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (سورہ البلد ۹۰/۳) کے متعلق امیرالمومنین سے پوچھا فرمایا والد سے مراد ہیں رسول اللہ اور ما ولد سے ان کے اوصیا سے پوچھا اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ (سورہ آل عمران ۳/۱۸) سے کون مراد ہیں فرمایا وہ ائمہ ہیں ایک امام دوسرے امام کے بعد۔

آیہ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ (سورہ النحل ۱۶/۱۰) سے مراد ہیں ائمہ اثنا عشر جیسا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا النجوم أمان لأهل السماء وأهل بيتي أمان لأهل الارض الخبر گمراہ دشت ان سے ہدایت پاتا ہے اور گمراہ دین ان سے۔

ابوالقاسم کوفی نے کہا کہ آیہ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (سورہ آل عمران ۳/۷) میں راسخون فی العلم سے وہ مراد ہیں جن کو رسول اللہ نے کتاب خدا کے ساتھ کیا اور فرمایا ہے کہ حوض کوثر پر آنے تک یہ دونوں جدا نہ ہوں گے۔ لغت میں راسخ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے حال سے نہ بدلے اور ویسا ہی رہے جیسا کہ اس کا علم بچپن سے خدا کا دیا ہوا ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے وقت ولادت کہا تھا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ (سورہ مریم ۱۹/۳۰) جو کوئی برسوں زندہ رہے اور عالم ہوا اور پھر وہ اپنے غیر سے طلب علم کرے ایک خاص مقدار میں تو یہ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (سورہ آل عمران ۳/۷) سے نہ ہونگے۔ عرب کا محاورہ ہے رسخت عروق الشجر فى الارض یعنی درخت کی نسلیں زمین میں جم گئیں اور ایسا نہوتا مگر جب کہ چھوٹا درخت زمین میں لگایا جائے اور اس کی جڑیں بچپن سے جم جائیں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا جو لوگ ہمارے سوا وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (سورہ آل عمران ۳/۷) ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں ہم سے بغاوت کرنے والے اور حسد رکھنے والے ہیں خدا نے ہم کو بلند کیا ہے ان کو پست رکھا ہے ہم کو عطا کیا ہے ان کو محروم رکھا ہے۔ ہم سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور ہم سے اندھاپن دور ہے نہ کہ ان سے۔

ابوالصباح کنانی نے اور ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور فضیل بن یسار اور یزید بن معاویہ عجلی نے امام محمد باقرؑ

سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم وہ قوم ہیں کہ خدا نے انفال میں فرض کیا ہے اور پاک مال ہمارے لیے ہے اور ہم راسخون فی العلم ہیں اور ہم محسود ہیں ہمارے ہی لیے خدا نے کہا ہے اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (سورہ النساء ۵۴/۴)

تفسیر میں ہے أيود أحدكم أن تكون له جنة من نخيل کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا کہ میں صاحب بستان ہوں اور بستان شریعت ہے اور اشجار ائمہ ہیں اور انہار علوم ائمہ اور کبر سے رسول کا وصول الی اللہ مراد ہے اور ذریت سے ان کی اولاد و نار سے مراد فتنے اور انیام سے مراد اُمت ہے۔

نصوص وارده متعلق امامت

اس کے متعلق دو قسم کی روایات ہیں ایک وہ جن کا تعلق خلقت آدم سے پہلے کا ہے۔ دوسری جو شریعت اسلام سے پہلے وارد ہوئیں آنحضرتؐ سے جو روایات ہیں وہ دو قسم کی ہیں ایک وہ جن کو عامہ نے روایت کیا ہے دوسری وہ جو خاصہ نے روایت کی ہیں۔ خلقت آدم سے پہلی والی احادیث میں حدیث میثاق حدیث اصل اور حدیث اسمائے مکتوبہ علی العرش ہیں اور حدیث کلمات وغیرہ اپنے اپنے مقام پر ان کا بیان ہوگا۔

قبل اسلام والی حدیثیں بارونی ہے جس کا سوال عمر ابن خطاب نے کیا تھا وہ حدیث طویل ہے جس کا مختصر یہ ہے کہ۔

ابو علی طبرسی نے اعلام الوریٰ میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک موثق شخص نے بیان کیا کہ سفر اوّل توریت میں آنحضرتؐ کے متعلق جو عبارت بزبان عبرانی تھی وہ یہ ہے (عبرانی عبارت ترک کی جاتی ہے) ترجمہ یہ ہے۔

اسمٰعیل کی نسبت میں نے قبول کی اس کو میں نے برکت دی اور اس کی اولاد کو کثیر کیا اس کے بیٹے محمدؐ کی وجہ سے جس کے نام کے عدد ۹۲ ہیں اس کی نسل سے ۱۲ ۔ امام پیدا ہوں گے اور میں اس کو کثیر التعداد قوم دوں گا ۔ قاضی کراجکی نے استبصار میں لکھا ہے کہ یہ مضمون پرانی توریت میں ہے جو یونانیوں کے پاس ہے۔

اور شیخ مفید نے خضر اور ان کی محبت امیرالمومنین سے اور کچھ مسائل کرنے کا حال لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ امیرالمومنین نے امام حسن کو ان سوالات کے جوابات دینے کا حکم دیا۔ خضر نے جماعت کی موجودگی میں کہا میں ہمیشہ سے یہ گواہی دیتا رہا ہوں لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله اور گواہی دیتا ہوں کہ تم رسولؐ اللہ کے بھائی ہو اور اشارہ کیا امیرالمومنینؑ کی طرف اور پھر امام حسنؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان کے وصی اور حجت خدا ہیں پھر امام حسینؑ کی طرف اشارہ کر کے ایسا ہی کہا پھر ہر ایک امام کا نام لے کر ان کی امامت و وصایت کی گواہی دی اور بارھویں امام کے متعلق کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ رسولؐ کے وصی برحق ہیں کہ وہ زمین کو عدل و داد سے اتنا ہی پُر کر دیں گے جتنا کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی والسلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مروی ہے کہ حضرت رسول خدا نے جماعت صحابہ سے کہا تم میں کون قس بن ساعدہ ایادی کو جانتا ہے۔ جارود نے کہا یا رسول اللہ نام سب نے سنا ہے لیکن سوائے میرے کوئی اس کے خبر و اثر سے واقف نہیں سلمان نے کہا ہم کو بھی بتاؤ اس نے کہا یا رسول اللہ میں قس کے پاس گیا اس کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا میں نے اس کو یہ کہتے سنا اے بلند آسمانوں اور چوڑی چکلی زمین کے رب بحق محمد اور ان تین محمدوں کا واسطہ جو ان کے ساتھ ہیں اور چار علیوں کا واسطہ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کا واسطہ جعفر و موسیٰ کا واسطہ یہ ایسے نقیب ہیں جن کی شفاعت قبول ہے۔ یہ داستان اناجیل ہیں یہ گمراہیوں کو دور کرنے والے ہیں صادق القول ہیں۔ ان کی تعداد نقبائے بنی اسرائیل کی طرح ہے۔ یہی سب سے پہلے تھے اور ان ہی پر قیامت ہوگی اور یہی شفیع ہوں گے ان ہی کی اطاعت خدا کی طرف سے فرض ہے پھر اس نے کہا کاش میں ان کو پالیتا۔

جارود نے کہا یا رسول اللہ ان کے نام ہم کو بتلایئے جن کی گواہی قیس نے دی فرمایا اے جارود شب معراج جب میں آسمان پر گیا تو خدا نے مجھ سے کہا کہ جو رسول تم سے پہلے مبعوث کیے گئے ہیں ان کو میں نے تمہاری نبوت اور علی بن طالب اور ان سے ہونے والے ائمہ کی ولایت پر مبعوث کیا ہے یہ میرے اولیا ہیں اور ان میں کا مہدی میرے دشمنوں سے انتقام لے گا یہ واقعہ اعلان نبوت سے دس سال پہلے کا ہے اور اسی طرح گواہی سلمان فارسی نے دی تھی

شعبی نے لکھا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے بیان کیا کہ میں نے مدینۃ الصفر کی دیواروں پر جس کو سلیمان نے بنوایا تھا یہ شعر لکھے دیکھے (ترجمہ) یہ تمام اہل ارض کے پیشوا ہیں اور ان کے اوصیا بھی وہ خدا کی بارہ حجتیں ہیں یہی آنحضرتؐ کے بعد ان کے اوصیا اور خلق کے سردار ہیں ان ہی میں وہ قائم ہوں گے جن کے نام کی ندا آسمان سے دی جائے گی۔ عبدالملک نے زہری سے پوچھا یہ کون ہوگا جس کا نام آسمان سے پکارا جائے گا زہری کہتے ہیں میں نے علی بن الحسین سے پوچھا انہوں نے کہا وہ مہدی ہوگا اولاد فاطمہؑ سے۔ عبدالملک نے کہا تم دونوں جھوٹے ہو مہدی ہم سے ہوگا اے زہری تمہاری یہ بات کوئی نہیں سنے گا۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد آپ کے اوصیا کی تعداد بارہ ہوگی اور وہ خدا کی حجت ہوں گے اس کی مخلوق پر۔

روایاتِ عامہ

فربری نے بخاری سے روایت کی ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن مثنیٰ نے ان سے غندر نے ان سے شعبہ نے ان سے عبدالملک نے انہوں نے جابر بن سمرہ سے کہ میں نے رسول کو کہتے سنا ہے کہ بارہ امیر ہوں گے اور ایک کلمہ ایسا کہا جس کو میں نے نہیں سنا میرے باپ نے بتایا کہ حضرت نے فرمایا وہ سب قریش ہوں گے۔

خطیب نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے فرادی سے اس نے ابوالحسین فارسی سے اس نے ابو احمد جلودی سے اس نے ابو اسحٰق

نقمہ سے اس نے حافظ مسلم سے اس نے قتیبہ بن سعید سے اس نے جریر سے اس نے حصین سے اس نے جابر ابن سمرہ سے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا یہ امر ختم نہیں ہوگا جب تک اس میں بارہ خلیفہ نہوں پھر آہستہ سے کلام کیا میں نے اپنے باپ سے پوچھا حضرت نے کیا کہا انہوں نے کہا کلھم من قریش (سب قریش سے ہوں گے۔

ان ہی اسناد سے مسلم نے لکھا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابو عمیر نے اس نے سفیان سے اس نے عبدالملک ابن عمیر سے اس نے جابر بن سمرہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ امر جاری رہے گا یہاں تک کہ اس میں بارہ شخص حاکم ہوں گے پھر آہستہ سے کچھ فرمایا میں نے اپنے باپ سے پوچھا حضرت نے کیا کہا فرمایا کلھم من قریش فرمایا ہے۔

مسلم نے نقل کیا ہے کہ بیان کیا مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا ابو عوانہ نے سماک سے اس نے جابر بن سمرہ سے کہ حضرت نے فرمایا یہ امر جاری رہے گا اور یہی روایت مسلم نے ہداب بن خالد ازدی سے اور اس نے حماد بن سلمہ سے اس نے سماک بن حرب سے اور اس نے جابر بن سمرہ سے اسی طرح مسلم نے چار جگہ اور یہی حدیث مختلف راویوں کی اسناد سے نقل کی ہے۔

اسی طرح ابوالعلی نے مسند میں اور شعبی نے سجستانی نے سنن میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں مختلف اسناد سے یہ روایت جابر ابن سمرہ سے نقل کی ہے چونکہ یہ تمام روایات ایک ہی قسم کی ہیں صرف راویوں کا فرق ہے لہذا ہم ان سب کا ترجمہ غیر ضروری سمجھ کر ترک کرتے ہیں جو صاحب تمام روایات کو معلوم کرنا چاہیں وہ اصل کتاب میں ملاحظہ فرمالیں۔

روایات خاصّہ

یہ روایتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ جو آنحضرتؐ سے مروی ہیں دوسرے وہ جو آپؐ نے اپنے ابناء سے بیان کیں ان کا ذکر ہر امام کے حالات میں ہوگا۔ جو روایات آنحضرتؐ سے منقول ہیں ان کا مفصل بیان خزاز قمی کی کتاب الکفایہ فی النصوص میں ہے کہ یہ ایک سو چالیس حدیثیں بطرق کثیرہ مروی ہیں مشہور اصحاب نبی سے ابن عباس۔ سعید ابن جبیر۔ ابوصالح۔ مجاہد۔ طاؤس۔ اصبغ۔ عطا۔ ابن مسعود اور ان سے روایت کی ہے عطا بن السائب نے اپنے باپ سروق سے اور قیس بن عباد حنش ابن المعتمر۔ ابوسعید خدری اور ان سے روایت کی ہے۔ عطیہ عوفی۔ ابوہارون عبدی۔ سعید بن المسیب اور سلمان فارسی نے روایت کی ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے اور ابوحازم اور سائب بن اوفی اور ابو مالک اور ابوالقاسم بن علیم ازدی نے اور جابر بن انصاری جن سے روایت کی جابر جعفی اور واثلہ بن اسقع اور قاسم ابن حسان نے اور اس کے راوی امام محمد باقر علیہ السلام ہیں اور ابوایوب انصاری ہیں جن سے روایت کی ہے ایاس بن سلمہ بن الاکوع اور یزید بن ہارون اور عمار یاسر جن سے روایت کی ابوالطفیل اور ابو عبیدہ اور محمد بن عمار نے (بقدر الحاجہ باقی نام اصل کتاب میں دیکھو۔)

۱۔ رسول اللہؐ نے فرمایا میں اور علیؑ اور حسنؑ حسینؑ اور نو اولاد حسین سے مطہر و معصوم ہیں۔

۲۔ ابن السائب نے ابن مسعود سے روایت کی ہے میرے بعد بارہ امام ہوں گے ان میں سے نو صلب حسینؑ سے ہوں گے اور نواں ان کا مہدی ہوگا۔

۳۔ خشن بن المعتمر نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے بعد بارہ امام ہوں گے اور سب قریش سے ہوں گے

۴۔ عطیۃ العوفی نے حذری سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے امام حسین سے فرمایا تم امام بن امام ہو نو ائمہ ابرار تمہارے صلب سے ہوں گے نواں ان کا قائم ہوگا۔

۵۔ ابوذر سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ امام ہوں گے ان میں سے نو صلب حسینؑ سے ہوں گے نواں ان کا قائم ہوگا۔ آگاہ ہو کہ ان کی مثال تم میں سفینہ کی سی ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائی اور جس نے روگردانی کی وہ ڈوب گیا اور ہلاک ہوگیا اور ان کی مثال باب حطہ بنی اسرائیل کی ہے۔

جناب سلمان فارسی سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے بعد ائمہ کی تعداد نقبائے بنی اسرائیل کی ہے جو بارہ تھے پھر اپنا ہاتھ پشت حسینؑ پر رکھ کر فرمایا اس کے صلب سے نو ائمہ ابرار ہوں گے ان کا نواں مہدی ہوگا جو زمین کو عدل و داد سے اتنا ہی بھر دے گا جتنا وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی پس طویل (دوزخ) ہے ان کے دشمنوں کے لیے۔

(۶) جابر انصاری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ حسینؑ کے بعد کتنے اوصیا ہوں گے اور ان کے نام کیا ہوں گے فرمایا نو ہوں گے اور مہدی ان ہی میں ہوگا۔

(۷) مفضل بن حصین نے عمر خطاب سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کو فرماتے سنا میرے بعد بارہ امام ہوں گے پھر آہستہ سے فرمایا کلہم من قریش

(۸) انس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ائمہ میرے بعد میری عترت سے ہوں گے پوچھا گیا یا رسول اللہؐ آپ کے بعد وہ کتنے ہوں گے فرمایا موافق تعداد نقبائے بنی اسرائیل۔

جناب فاطمہؑ زہرا سے مروی ہے میں نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ (سورۂ الاعراف ۴۶/۷) میں رجال سے کون مراد ہے فرمایا وہ میرے بعد کے ائمہ ہیں اور وہ علیؑ اور سبطین اور نو صلب حسین سے یہی رجال اعراف ہیں نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر وہ جو ان کو پہچانتا ہوگا اور دوزخ میں داخل ہوگا وہ جو ان کا انکار کرے گا اور یہ کہ اللہ کی معرفت نہیں ہو سکتی مگر ان کی معرفت کے ذریعے سے۔

ابو امامہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا جب میں معراج میں آسمان پر گیا تو میں نے بقلم نور ساق عرش لکھا دیکھا لا إله إلا الله محمد رسول الله أيدته بعلي و نصرته بعلي ثم بعده الحسن و الحسين اور میں نے تین جگہ علیؑ علیؑ علیؑ لکھا دیکھا اور دو جگہ محمدؐ محمدؐ اور جعفر و موسیٰ اور حسنؑ و حسینؑ اور حجت۔ یہ بارہ نام نور سے لکھے ہوئے تھے میں نے کہا

پروردگارا یہ کن کے نام ہیں جن کو میرے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ آواز آئی یہ وہ امام ہیں جو تمہارے بعد ہوں گے اور یہ تمہاری ذریت کے اخیار ہیں۔

اکمال الدین میں ابوجعفر قمی نے سماعہ بن مہران سے اور ابوبصیر نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم بارہ محدث ہیں اور ابوبصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حسینؑ بن علیؑ کے بعد نو امام اور ہوں گے اور ان کا نواں قائم ہوگا۔

سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میرے بعد میرے خلفا اور اوصیا اور خلق خدا پر اس کی حجتیں بارہ ہوں گی ان کا اول و آخر میرا ولد ہوگا۔

ابن عباس نے سلیم بن قیس ہلالی سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر اور معاویہ کے درمیان مکالمہ ہوا۔ عبداللہ نے کہا میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ میں اولیٰ ہوں تمام مومنین کے نفسوں سے میرے بعد علیؑ تمام مومنین کے نفوس سے بہتر ہیں ان کے بعد حسنؑ پھر فرمایا میرا فرزند حسینؑ تمام مومنین کے نفوس سے بہتر ہے ان کے بعد علی ابن الحسین الاکبر پھر میرا فرزند محمد باقر اور اے جابر تم اس سے ملوگے۔ پھر فرمایا کل بارہ امام ہوں گے ان میں سے نو اولاد حسینؑ میں سے ہوں گے پھر اس کی گواہی دی حسنؑ اور حسینؑ اور عبداللہ ابن عباس اور عمر بن سلمہ اور اسامہ بن زید نے اور یہ روایت کی ہے سلمان و ابوذر و مقداد نے بھی۔

کتاب مولد فاطمہ میں ہے کہ بیان کیا ابو سمع محمد ابن موسیٰ بن متوکل اور محمد بن علی ماجیلویہ اور احمد بن علی بن ابراہیم اور حسین ابن ابراہیم اور احمد بن زیاد ہمدانی نے جابر ابن عبداللہ سے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب مبارک باد دی گئی فاطمہؑ کو ولادت حسینؑ کی تو ان کے ہاتھ میں ایک لوح تھی جس پر لکھا تھا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ کتاب ہے خدائے عزیز و علیم کی طرف سے محمدؐ کے لیے جو اس کے نور ہیں، اس کے سفیر ہیں اس کے حجاب اور دلیل ہیں نازل ہوئے اس پر روح الامین رب العالمین کی طرف سے یہ پیغام لے کر اے محمدؐ میرے اسمائے عظیم ہیں پس میری نعمتوں کا شکر کرو اور ان کا انکار نہ کرو میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو میرے سوا کسی غیر سے اپنی امیدوں کو وابستہ کریگا میں اسے سخت عذاب دونگا پس میری عبادت کرو اور میرے اوپر اعتماد کرو۔ میں نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس کی مدت حیات ختم ہوئی تو میں نے اس کے لیے ایک وصی قرار دیا۔ میں نے تم کو تمام انبیاء پر فضیلت دی اور تمہارے وصی علیؑ کو تمام اوصیا پر اور میں نے تمہیں مکرم کیا تمہارے دو فرزندوں حسنؑ و حسینؑ سے حسنؑ کو میں نے ان کے باپ کے بعد اپنی حکمتوں کا معدن قرار دیا اور حسینؑ کو خازن وحی۔ میں نے اس کو شہادت سے مکرم بنایا تمام شہدا سے اس کے درجات کو بلند کیا اور کلمہ تامہ کو اس کے ساتھ کیا اور اس کی اولاد کو حجت بالغہ قرار دیا۔ ان کا اول علی سید العابدین اور زین اولیا ماضین ہے اور ان کا فرزند جو اپنے جد امجد کی شبیہ ہے محمد باقر ہے جو میرے علم کا باقر اور میری حکمت کا معدن ہے اور اس کے بعد جعفر ہیں شک کرنے والے ان کے بارہ میں ہلاک ہوں گے اس کے قول کا رد کرنے والا میری حق بات کو رد کرنے والا ہوگا میں اس کے مقام کو بلند کروں گا اور اس کے شیعوں سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا جو کوئی میرے اولیا کا انکار کرے گا اس نے گویا میری نعمتوں کا انکار کیا اور جس نے میری

آیت کو تبدیل کیا اس نے میرے اوپر افترا کیا اور ہلاکت ہو تہمت لگانے والوں اور افترا کرنے والوں کے لیے۔ علیؑ میرا ولی اور ناصر ہے اور وہ ہے جس پر میں بار نبوت کو رکھوں گا۔ اور آخر علی نامی کو قتل کرے گا ایک متکبر عفریت اور وہ دفن ہوگا اس شہر میں جسے بنایا ہے عبد صالح ذوالقرنین نے اور اس پہلو میں لوگ دفن کریں گے ایک بدترین خلق کو اور میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کردوں گا اس کے بیٹے مٔ سے جو اس کے علم کا وارث ہوگا اور میرے علم کا معدن ہوگا اور میرے اسرار کا مخزن اور میری مخلوق پر میری حجت۔ میں نے جنت کو اس کا مقام قرار دیا اور اس کی شفاعت قرار دوں گا۔ اس کے خاندان میں سے ستر ایسے لوگوں کے لیے جو اہل نار سے ہوں گے اور ختم کروں گا سعادت کو اس کے بیٹے علیؑ پر وہ میرا ولی و ناصر ہے اور میری مخلوق پر گواہ ہے اور میری وحی کا امین ہے میں اس سے پیدا کروں گا ایک دعوت دینے والا اپنے راستہ کی طرف اور وہ میرے علم کا خزانہ ہوگا اس کا نام حسن ہوگا پھر اس سلسلہ کو میں پورا کروں گا اس کے بیٹے سے جو عالموں کے لیے رحمت ہوگا۔ اس میں موسیٰ کا کمال ہوگا عیسیٰ کی شان ایوب کا صبر وہ اپنے زمانہ میں اپنے اعدا کو ذلیل کرے گا اور وہ ترک و دیلم کی طرح ان کے سروں کو جھکا دے گا پھر قتل کیے جائیں گے جلائے جائیں گے اور خائف و ترساں ہوں گے ان کے خون سے زمین رنگین ہو جائے گی اور ان کی عورتوں میں ہائے واویلا ہوگی یہ سب لوگ میرے اولیا ہیں ان کے ذریعے میں فتنوں کی تاریکیاں دور کروں گا۔ اور زلزلوں کو روکوں گا یہ سب ہدایت یافتہ ہیں۔

مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور اپنے چچا زید کو بھی بلایا اور ایک تحریر نکالی جو حضرت علیؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور حضرت رسولؐ خدا نے لکھوایا تھا اس میں حدیث لوح تھی۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم نے ایک صحیفہ پایا ہے جس کو رسولؐ خدا نے لکھوایا تھا اور حضرت علیؑ نے لکھا تھا۔

جناب شیخ مفید۔ محمد بن نعمان ابوجعفر کلینی اور حسن بن حمزہ علوی نے امام محمد باقرؑ سے اور انہوں نے جابر سے روایت کی ہے کہ میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حدیث لوح کا ذکر کیا۔

اور بروایت کلینی امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آل محمدؐ سے بارہ امام ہوں گے اور وہ سب محدث ہوں گے اور وہ رسول اللہ و علی اور ان کے بیٹے ہیں۔

حذری نے ابوطفیل سے انہوں نے ہارونی سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے کچھ مسئلے پوچھے۔ انہوں نے حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا۔ اس نے حضرت سے پوچھا مجھے بتائیے اوصیائے محمدؐ کون ہیں۔ جنت میں ان کی منزلت کیا ہے اور اس میں کون کون ان کے ساتھ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اس اُمت کے بارہ امام ہوں گے ہمارے نبی کی ذریت سے اور وہ مجھ سے ہوں گے ہمارے نبی کی منزلت جنت میں یہ ہوگی کہ وہ تمام اہل جنت سے افضل ہوں گے اور ان کے ساتھ جنت میں ان کے درجہ میں یہی بارہ امام ان کی ذریت سے ہوں گے۔

ہمارے جلیل القدر مشائخ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد امام بارہ ہوں گے اے علیؑ ان کے اوّل تم ہو اور آخر وہ قائم ہوگا جس کے ہاتھوں پر اللہ مشارق و مغارب کو فتح کرے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ایمان لاؤ لیلۃ القدر پر کہ اس میں ایک سال کا امر نازل ہوتا ہے۔ میرے بعد والیان امر علی بن ابی طالب اور گیارہ ان کی اولاد سے ہوں گے۔ جابر بن عبداللہ نے آنحضرتؐ اور ابن عباس نے حضرت علیؑ سے یہی روایت کی ہے۔

ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے نازل کیا اپنے بندہ پر ایک تحریر کو قبل حضرت کی وفات کے اس میں تھا اے محمدؐ وصیت کرتا ہوں آپ کے اہل بیت میں نجیب کے لیے۔ حضرت نے پوچھا نجیب اہل بیت کون ہے فرمایا علی بن ابی طالب اور اس تحریر پر مہریں تھیں چاندی کی۔ یہ تحریر آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو دی اور فرمایا اس کی مہر کو توڑیں حسب تحریر عمل کریں۔ امیر المومنین نے ایسا ہی کیا۔ اپنی رحلت کے وقت وہ تحریر اپنے فرزند حسنؑ کو دی انہوں نے امام حسینؑ کو دی جب آپ نے مہر کو توڑ کر دیکھا تو اس میں لکھا تھا قوم کی طرف شہادت کے لیے جانا حضرت نے ایسا ہی کیا اور اس تحریر کو علیؑ بن الحسینؑ کے سپرد کیا۔ اس کی مہر کو آپ نے توڑا تو اس میں لکھا تھا خاموشی سے خانہ نشین رہو اور مرتے دم تک عبادتِ خدا کیے جاؤ۔ آپ نے یہ تحریر امام محمد باقر علیہ السلام کے سپرد کی آپ نے مہر توڑ کر دیکھا تو اس میں پایا ہجوم حوادث سے خوف نہ کرو کسی کو تم تک راہ نہ ملے گی۔ پھر انہوں نے اپنے فرزند امام جعفر صادقؑ کے حوالے کی آپ نے اس میں پایا کہ علوم اہل بیت کا نشر کرو اور اپنے آباء صالحین کی صداقت کو واضح کرو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ تم اللہ کی حرز و امان میں ہو۔ حضرت نے ایسا ہی کیا اپنے مرتے وقت یہ تحریر آپ نے اپنے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کے سپرد کی اس طرح بعد کے آئمہ نے کیا تا اینکہ وہ تحریر قائم آل محمدؐ تک پہنچی۔ اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے اس نے اعمش سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے اور انہوں نے حضرت رسولؐ خدا سے بیان کیا۔

حبابۃ الوالبیہ سے مروی ہے میں نے امیر المومنین سے پوچھا آپ کی امامت کی دلیل کیا ہے آپ نے فرمایا کنکریاں اٹھا لا وہ لے آئی آپ نے اپنی انگوٹھی سے اس پر مہر چھاپ دی اور فرمایا اے حبابہ جب کوئی مدعی امامت ہو تو اس کو ایسے کام پر قدرت ہونی چاہیے اے حبابہ امام مفترض الطاعۃ ہوتا ہے امام جو ارادہ کرتا ہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

حبابہ کہتی ہے امیر المومنین کے بعد امام حسنؑ کے پاس آئی۔ حضرت نے فرمایا اے حبابہ لا جو تیرے پاس ہے میں نے کنکریاں آپ کے سامنے رکھ دیں آپ نے بھی ان پر اسی طرح مہر لگا دی جس طرح امیر المومنینؑ نے لگائی تھی ان کی وفات کے بعد میں امام حسینؑ کے پاس آئی انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ ان کے بعد میں علی بن الحسین کی خدمت میں آئی اب میری عمر ایک سو تیرہ سال کی تھی میں نے ان کو عبادت میں مشغول پایا آپ نے انگلی سے میری طرف اشارہ کیا۔ یکایک میری جوانی لوٹ آئی پھر فرمایا تیرے پاس کیا ہے میں نے سنگریزے پیش کیے۔ حضرت نے بھی ان پر مہر لگا دی ان کے بعد میں امام محمد باقر کی خدمت میں آئی اور پھر امام رضا علیہ السلام تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد وہ نو ماہ اور زندہ رہی۔

نکایات و اشارات

اللہ تعالیٰ نے بارہ اماموں کی تعداد دا سماء کی طرف دنیا کی بہت سی چیزوں میں اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ حم السجدہ ۴۱/۵۳) ان میں سے بعض کی تصریح تو کتب آسمانی میں ہے اور بعض جگہ یہ تعداد اپنی مخلوق میں ظاہر کی ہے ۔ بات یہ ہے جو چیز زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کا ذکر بھی زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ۔ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ؕ (سورۃ الانعام ۶/۹۰) (ان کی ہدایت کی اقتدا کرو) اور یہ بھی فرمایا ہے سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿۷۷﴾ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۷۷) اور یہ سنت ہے ان لوگوں کی جن کو ہم نے تم سے پہلے بھیجا اور تم ہماری سنت میں تبدیلی نہ پاؤ گے ۔

انس سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے آیہ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ (سورۃ الاحزاب ۳۳/۶۲) کے متعلق فرمایا وہ طریقے ہیں جن میں تغیر و تبدل جائز نہیں اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ میری اُمت میں وہ سب باتیں ہوں گی جو بنی اسرائیل میں ہو چکی ہیں ۔ ٹھیک اسی طرح جیسے ایک جوتا دوسرے سے مشابہ ہوتا ہے ۔ اس اُمت میں بھی بارہ نقیب ہوں گے جیسا کہ بنی اسرائیل میں بارہ نقیب ہوئے ۔

سلمان و ابو ایوب و ابن مسعود و واثلہ و حذیفہ بن اسید و ابو قتادہ و ابوہریرہ اور انس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا کہ آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے فرمایا بعدد نقبائے بنی اسرائیل اور حدیث اعمش میں حسین علی سے مروی ہے کہ:۔ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کیا آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا؟ فرمایا نہیں میں خاتم النبین ہوں لیکن میرے بعد بارہ امام ہوں گے جو نقبائے بنی اسرائیل کی طرح عدل کو قائم کرنے والے ہوں گے ۔

اور حدیث ابو جعفر میں ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے اہل بیت سے بارہ نقیب ہوں گے جو محدث و مفہم ہوں گے ان میں ایک قائم ہوگا جو زمین کو عدل و داد سے اتنا ہی بھر دے گا جتنا کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی ۔ خدا فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورہ النور ۲۴/۵۵) پس واجب ہے کہ ہمارے خلفا بھی بارہ ہوں کیونکہ خدا نے کاف تشبیہ سے ذکر کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ نقبا وہ خلفا ہیں ۔

مجالد نے شعبی سے اس نے مسروق سے اس نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد خلفا بارہ ہوں گے مثل نقبائے بنی اسرائیل کے ان میں بارہ حواری تھے إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ (سورہ المائدہ ۵/۱۱۲)

ہشام بن زید نے انس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ آپ کے حواری کون ہیں فرمایا وہ بارہ امام

جو صلب علیؑ و فاطمہؑ سے میرے بعد ہوں گے وہ میرے حواری اور میرے دین کے انصار ہیں ان پر اللہ کا تحیہ اور سلام ہے۔

ابو صالح السمان نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز خطبہ میں حضرت رسول خداؐ نے فرمایا لوگو جو کوئی میری سی زندگی اور میری سی موت چاہتا ہے اس کو چاہیے علیؑ کو دوست رکھے اور اقتدا کرے ان کے بعد میں آنے والے ائمہ کی۔ لوگوں نے پوچھا وہ کتنے ہوں گے فرمایا مطابق عدد اسباط اور موافق ان بارہ چشموں کے جو موسیٰ کے لیے نکلے تھے اور مطابق قول باری تعالیٰ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ (سورہ یوسف ۴/۱۲) یعنی گیارہ حضرت یوسف کے بھائی اور ایک وہ خود اور بنی اسرائیل کے بارہ گروہ تھے۔

خدا نے بارہ نبیوں کا ذکر خاص طور سے کیا ہے۔ ابراہیم۔ اسحاق، یعقوب۔ یوسف۔ عیسیٰ۔ ایوب۔ یونس۔ موسیٰ۔ ہارونؑ داؤد، زکریا۔

خدا نے قرآن میں اشارتاً ان بارہ کا ذکر کیا ہے اور نبی کی طرح ان کے ناموں کی بھی قسم کھائی۔ لعمرک سے نبی کی قسم کھائی اور والصافات۔ والذاریات۔ والمرسلات۔ والنازعات۔ والنجم۔ والطور۔ والسماء ذات البروج۔ والسماء والطارق۔ والفجر۔ والشمس۔ واللیل۔ والضحیٰ۔ والتین سے ائمہ کی۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا والتین سے مراد حسنؑ ہیں اور والزیتون سے حسینؑ طور سینین سے امیر هذا البلد الامین سے مراد حضرت رسولؐ خدا ہیں۔

توریت میں ان کے اسماء یہ ہیں۔ بماذما۔ ایلیا۔ قیذوران۔ اربیل۔ مسطور۔ مشموط۔ وزور۔ مشوذ۔ ہزار۔ شمو بذ۔ نشطور۔ یوتش۔ نیثور۔ اور انجیل میں یہ ہیں تفوبیت۔ فید وار۔ بیرا۔ مقشوا۔ شمو۔ ہلانہ۔ شمو۔ البطون۔ نوقش۔ فیذموا

کلمہ توحید میں بارہ حرف ہیں۔ لا إله إلا الله اور محمد رسول الله۔ میں بھی بارہ حرف ہیں۔

اور رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ میں بارہ ہی حرف ہیں یعنی ان بارہ سے ذکر رسول کو بلند کیا پس ان کے آخر کا منکر ان کے اوّل کا منکر ہے۔

کلمہ شہادتین میں کسی حرف پر نقطہ نہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ ان کی مثل اور مشابہ کوئی نہیں۔

حسب ذیل اسمائے الہیہ میں بارہ بارہ حروف ہیں۔

الواحد القديم، الحليم العليم، الرحمن الرحيم، السميع البصير، اللطيف الخبير، خالق العالمين مالك يوم الدين، المالك القادر، الخالق الرازق المحيي المميت، الدائم الباقي، الله لا إله إلا هو، الحمد لله شكرا، الحمد لله حقا، الله ولي الدين، توكلت على الله، حسبي الله وكفى، وحده لاشريك له۔

بعض آیات کے حروف بھی بارہ ہیں۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (سورہ الکوثر ۱/۱۰۸) (یعنی آنحضرتؐ کی اولاد) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ النشرح ۴/۹۲)
یعنی آپ کی اولاد سے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ (سورہ البقرہ ۲/۳۱) یہ وہی نام تھے جو آدمؑ نے عرش پر لکھے دیکھے۔ وجعلنا هم
ائمة (سورہ الانبیاء ۲۱/۷۳) فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (سورہ الانعام ۶/۹۰) سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا (سورہ حم السجدہ ۴۱/۵۳)
فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (سورہ الشرح ۹۴/۷) اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ (سورہ یوسف ۱۲/۴۲)

رسولؐ خدا کی تعریف بارہ حرفوں میں کی جاتی ہے۔

النبي المصطفى ، الولي المجتبى ، أفضل العالمين ، خاتم النبيين البشير النذير ، السراج المنير ، الصادق المقال ، الشريف الخصال ، الحاكم بالعدل ، القاضي بالفصل ، الهادي المرشد ، الشفيع المنقذ . محمد رسول الله ، محمد حبيب الله ، محمد أمين الله ، محمد جاء بالشرع ، محمد خص بالوحي ، محمد صاحب الحق ، محمد صفوة الرب ، محمد سيد الرسل ، محمد خير البشر ، محمد سيد العرب ، محمد نبي الهدى ، محمد أبو القاسم .

اسماء انبیاء میں بھی اس تعداد کا لحاظ ہے۔

أسماء الانبياء على عددهم : آدم والد البشر ، آدم خليفة الله ، نوح ذو السفينة ، نوح ذو الطوفان ، ابراهيم الخليل ، آدم نوح ابراهيم ، موسى عيسى محمد ، موسى والتوراة ، موسى كليم الله ، عيسى والانجيل ، عيسى كلمة الله ، محمد والفرقان

حضرت علیؑ کے القاب کے حروف بھی بارہ ہیں۔

علي وصي الرسول ، علي زوج البتول ، علي قامع الشرك علي دامغ الافك ، علي قالع الباب علي رد الاحزاب ، علي عالم الامة ، علي أبو الأئمة علي فارج الكرب ، علي خليفة الرب ، علي ذو العجائب ، علي ذو الغرايب ، علي خليفة الله ، حيدرة أبو تراب ، علي بن أبي طالب ، أمير المؤمنين .

ائمہ کا ذکر بھی بارہ حروف میں۔

الأئمة من قريش ، النبي والامام ، علي وأولاده حق ، فاطمة الزهراء ، الحسن والحسين الحسن المسموم ، الحسين الشهيد ، الحسين بن علي علي ذو الثفنات ، الامام الباقر ، الامام الصادق الامام الكاظم ، الرضا وصي موسى ، أبو جعفر التقي ، البر الوصي النقي ، الحسن العسكري ، الحجة المنتظر ، اثنا عشر خليفة اثنا عشر إماما ، اثنا عشر نقيبا ، اثنا عشر اسباطا ، الحجج اثنا عشر الأئمة اثنا عشر أصحاب الاعراف ، ذرية نبي الهدى ، أهل بيت الرسول ، العترة الزكية ،

كتاب الله العترة ، المنصوص عليهم ، صلى الله عليهم ، وليهم في الجنة ، عدوهم في النار

کلمات حق میں بارہ حروف ہیں ۔

انهم الصديقون ، الهدى دين الحق ، أئمة امناء الله ، العقل حجة الله ، الشرع دين الله ، الدين الاسلام ، النجاة الايمان ، المعاد القرآن الوعد والوعيد ، الحياة والموت ، البعث والنشر ، محاسبة العباد ، الجنة والجحيم ، الثواب الدائم ، العقاب الدائم ، من تفقه استبصر . لا عمل إلا بنية ، الطهر وضوء وغسل ، الوضوء غسل ومسح ، الكعبة القبلة . الصلوات الخمس ، الزكاة والصوم ، لاحج إلا بعمرة ، الصفا والمروة ، الطواف والسعي ، والمشعر الحرام .

استخراج اسماء حروف سے ۔

محمد کی ح اور م بارہ ہیں ۔ آدم کی دال اور حوا کی ح ۔ بسم کی ب اللہ کا الف الرحمٰن کی ح الرحیم کا الف = ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں تین میم یعنی تین محمد اور چار لام ہیں یعنی چار علی اور ایک یا ہے یعنی اور کس دن ہیں یعنی حسن اور ر سے مراد جعفر اور س سے مراد موسیٰ ۔ سورہ قل ہو اللہ میں ۴۸ حروف ہیں یعنی تعداد ائمہ چار مرتبہ ہے الم و حم قرآن میں بارہ جگہ ہے ۔ مفسرین نے کہا ہے اوائل سور میں نقطہ دار حروف سر اللہ ہیں اسی طرح استخراج کیا ہے کہیعص سے اسم علیؑ و فاطمہؑ کا اور حم میں تین حرف اسم محمد کے ہیں اور طہ میں دو حرف فاطمہؑ کے اور یس میں دو حرف حسنؑ و حسینؑ کے ۔

ائمہ کے ناموں کے حروف ۴۰ ہیں ان میں ۲۸ مکرر ہیں اور غیر مکرر ۱۲ ہیں اور وہ علی و حسن ، مجد رؤف ہیں اور منقوط محمد سے محمد تک بارہ ہیں ۔

اعراض دو قسم کے ہیں فعل باری تعالیٰ اور ہمارے فعل ۔

باری تعالیٰ کے افعال بارہ ہیں ۔ حیات ۔ قدرت ، شہوت ، نفار ، لون ، طعم ، رائحہ ، حرارت ۔ برودت ، یبوست ، فنا ۔

بناء اصول فقہ بارہ ہیں ۔ الخطاب ، الامر ، نہی ، عموم ، خصوص ، مجمل ، بیان ، نسخ ، اخبار ، اجماع ، اجتہاد اباحت ۔

نحو میں اسم فعل اور حرف اور یا حروف ندا میں ہے اور وہ بارہ ہیں ۔ لفظ اثنیٰ عشر اپنے اخوات میں معرب ہے اور یہ دلیل ہے اس کی کہ وہ اشرف ہے اپنے اخوات میں جیسے ائمہ بعد نبی تمام خلق سے اشرف ہیں ۔

ثلاثی کے وزن بارہ ہیں اس طرح کہ ف کلمہ کو فتح ہوگا یا ضمہ یا کسرہ اور عین کلمہ کو فتح ہوگا یا ضمہ یا کسرہ یا سکون اس طرح چار کو تین میں ضرب دینے سے بارہ حاصل ہوں گے ۔

دو رکعتوں کی تکبریں بارہ ہیں۔ نماز عید کی تکبریں ہیں جنت کا وعدہ بارہ شرطوں سے ہے۔ فرض نمازیں رات دن ہیں ۱۷ رکعتیں ہیں ان میں ۱۲ معصومین پر دال ہیں اور پانچ اصول خمسہ کو بتاتی ہیں اعلام مکہ بارہ ہیں حج قرآن وافراد کعبہ کے چار جانب سے ۱۲ میل تک کے لیے ہے۔

ابواب مسجد نبوی بارہ ہیں۔ الواح موسیٰ بارہ ہاتھ لمبی تھیں آیہ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا (سورہ الجمعۃ ۶۲/۱۱) کی تفسیر میں ہے کہ حضورؐ کے پیچھے نماز میں جو لوگ باقی رہ گئے وہ بارہ تھے باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

امیرالمومنینؑ سے طول کواکب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ۱۲ × ۱۲ فرسخ اور ایک فرسخ ۱۲ میل اور ہر میل ایک ہزار ہاتھ آسمان پر برج بارہ ہیں۔

ازروئے اعداد حروف۔

ومن الحجة على عباده بعد الرسل (۸۰۲)	ہموزن علي بن أبي طالب إمامنا ووصي المصطفى (۸۰۲)
ومن يكون القدوة القائم بالحجة بعد علي بن أبي طالب	〃 الحسن بن علي النقي (۸۵۲)
ومن الحجة بعد النبي الحسن بن علي	〃 البر المقتول الحسين بن علي (۱۱۷۱)
ومن هو الحجة بعد الحسين بن علي	〃 الزكي علي بن الحسين بن علي (۵۵۱)
ومن قام بعد السيد علي بن الحسين	〃 اقيم القائم محمد ابن علي (۷۹۳)
فمن قام بعد الباقر بحجة	〃 الصادق جعفر بن محمد (۷۳۹)
ومن هو الامام القدوة القائم بالحجة بعد الصادق	〃 الأمين وصي الأوصياء موسى بن جعفر (۸۹۸)
ومن فى الأرض بعد موسى حجه	〃 الرضا علي بن موسى حجة (۱۳۲۶)
من كان القائم بالحق بعد علي بن موسى الحجة	〃 محمد بن علي الثقة ، (۸۹۱)
فمن الحجة بعد محمد بن علي	〃 الولد الصالح الزكي علي بن محمد (۵۴۷)
ومن القدوة من القائم بالحجة بعد الناصح علي بن محمد	〃 الخالص الحسن بن علي (۱۲۹۰)

نوع آخر بلحاظ آیات :-

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (سورہ آل عمران ۳/۳۴)	وذريه نبي الله من فاطمة وأمير المؤمنين وهم أحد عشر منهم مهديهم القائم بالحق (۳۱۵۷)

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (۳۰۹۳) (سورہ البقرہ ۲/۱۴۳)	هؤلاء هم الأئمة الامناء اثنا عشر العلماء أهل بيت المصطفى وأصحاب الاعراف يوم القيامة صلى الله عليهم
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورہ آل عمران ۳/۱۱۰)	وهم النبي رسول الله والأئمة الاثنا عشر أهل البيت امناء الله سلام الله عليهم (۲۵۴۱)
وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (سورہ النساء ۴/۸۳)	ذلك هم العلماء من أهل بيت محمد الرسول الاثنا عشر العدول صلى الله عليهم (۲۸۱۹)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورہ النساء ۴/۵۹)	أولياء أمر الامة آل نبي الرحمة الاثنا عشر الأئمة (۱۷۵۴)
فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (سورہ النساء ۴/۴۱)	الشهود بعد النبي على الامة اثنا عشر برا (۲۰۲۷)
اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (سورہ المائدہ ۵/۵۶)	ذلك علي ابن أبي طالب أمير المؤمنين الذي يكون في عقبه أحد عشر إماما هاديا مهديا عليه السلام (۳۵۷۰)
وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (سورہ الاعراف ۷/۱۸۱)	هم بعد نبينا اثنا عشر (۱۳۰۲)
رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ (سورہ ہود ۱۱/۷۳)	الرسول واثنا عشر برآ زكيا بعده (۱۷۷۰)
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳)	أرباب الطهارة في الآية محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين وعلي ومحمد وجعفر وموسى وعلي ومحمد وعلي والحسن وابنه الهادي المهدي صلوات الله عليهم (۲۷۷۷)
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (سورہ الشوریٰ ۴۲/۲۳)	هو ود الاثنى عشر (۱۱۸۳)

مہینوں کی تعداد بھی عند اللہ بارہ ہے۔

داؤد رقی سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سماعہ بن مہران سے فرمایا وہ صحیفہ لاؤ وہ ایک سفید رنگ

کا صحیفہ لایا حضرت نے مجھے دے کر فرمایا اسے پڑھو میں نے دیکھا تو اس میں دو سطریں تھیں پہلی سطر میں تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور دوسری سطر میں تھا اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے اور یہ کتاب خدا میں آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت سے ہے ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں اور یہی دین قیم ہے۔ ان بارہ سے مراد علی بن ابی طالب حسن بن علی حسین بن علی اور تمام ائمہ کے نام امام مہدی آخرالزماں تک تھے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا اے داؤد تم جانتے ہو یہ تحریک کب اور کہاں لکھی گئی۔ میں نے کہا یا بن رسول اللہ خدا اور رسولؐ اور آپ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا خلقت آدم سے دو ہزار برس پہلے خدا نے اس آیت میں ذکر کیا ہے دین قیم کا اور اس کا اختیار کرنا واجب اور ترک کرنا کفر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شہور وسنین کی معرفت واجب نہیں سوائے ماہ رمضان کے اور ذی الحجہ کے جس پر حج واجب ہوا اگر کوئی بغیر معرفت شہور وسنین مرجائے تو وہ قابل مذمت نہ ہوگا لیکن اگر بے معرفت امام مرجائے گا تو کفر کی موت مرے گا۔ پس مراد شہور سے ۱۲ امام ہیں۔

ہلالی مہینوں کے حصے یہ ہیں دن رات، صبح شام، گرمی، خریف، جاڑا ربیع، آغاز ماہ، عروج ماہ، نصف ماہ آخر ماہ

روضۃ الواعظین میں ہے صقر بن ابی دلف سے ایک حدیث طویل میں ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے کہا یا بن رسول اللہ ایک حدیث آنحضرتؐ صلعم سے روایت کی جاتی ہے مگر میں اس کا مطلب نہیں سمجھا فرمایا وہ کیا ہے میں نے کہا وہ حدیث یہ ہے لا تعادوا الأيام فتعاديكم ما معناه (دنوں سے عداوت نہ کرو وہ تم سے عداوت کریں گے اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا اچھے دن وہ ہیں جن میں خدا نے آسمان و زمین کو قائم کیا پس (سبت، شنبہ) اسم رسول اور احد یکشنبہ کنایہ کنایہ ہے امیرالمومنین سے اور دوشنبہ کنایہ ہے حسنؑ وحسینؑ سے اور سہ شنبہ علی بن الحسین سے اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد سے اور چہارشنبہ موسیٰ بن جعفر اور علی ابن موسیٰ اور محمد بن علی سے میرا بیٹا حسن اور جمعہ سے میرا پوتا۔ حق اس پر جمع ہوگا اور وہ دنیا کو عدل وداد سے اسی طرح پُر کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی پس ان سے عداوت نہ کرو ورنہ یہ آخرت میں تمہارے دشمن ہوں گے۔

دن ورات کے گھنٹے بھی بارہ بارہ ہوتے ہیں۔ جنّت کی نہریں بھی بارہ ہیں جن کا تذکرہ قرآن میں یوں ہے۔

فيها أنهار من ماء غير آسن وأنهار من لبن لم يتغير طعمه، وأنهار من خمر لذة للشاربين وأنهار من عسل مصفى وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا (سورہ الدہر ۱۸ و ۱۷/۷۶) إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (سورہ الکوثر ۱/۱۰۸) يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ (سورہ المطففین ۸۳/۲۵) وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ (سورہ المطففین ۸۳/۲۷) فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ۝ (سورہ الرحمٰن ۵۵/۵۰) فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ (سورہ الرحمٰن ۵۵/۶۶)

حدیث میں ہے کہ جبریل نے آنحضرتؐ کو بتایا کہ اسرافیل کے بارہ بازو ہیں۔

نور بارہ قسم کا ہوتا ہے۔ حجری۔ شجری۔ شمسی۔ قمری۔ نجمی۔ جوہری۔ بری۔ بحری۔ شرقی۔ عرش۔ ظاہری۔ باطنی۔

عناصر چار ہیں۔ ماء۔ تراب۔ ریح۔ نار اور یہ بارہ حروف ہیں۔

بڑے بڑے جز بھی بارہ ہیں۔

ظاہر العالم بارہ ہیں۔ گھاس۔ ترکاریاں۔ پھول۔ دانے۔ اشجار پھل والے اور بے پھل والے۔ حشرات الارض، بیرنے والے جانور۔ درندے چوپائے۔ آدمی۔

بڑھنے گھٹنے والی چیزیں بارہ ہیں۔ تازگی۔ نرمی۔ بال۔ قوت۔ پختگی۔ خوشبو۔ ذائقہ۔ خرید۔ فروخت۔ اکل۔ استحالہ۔

اجساد بارہ ہیں۔ سونا چاندی۔ رانگ سیسہ۔ شیشہ۔ کہربا۔ تانبا۔ نارکول۔ گندک۔ پارہ۔ لوہا۔ پتھر۔

جواہرات بارہ ہیں۔ موتی۔ یاقوت۔ لعل۔ فیروزہ۔ عقیق۔ بدخشں۔ جزع۔ زمرد۔ الماس۔ یشب۔ لبسد۔ لازورد

خوشبوئیں بارہ ہیں۔ عنبر، مشک، کافور، عود، گلاب، غالیہ، زعفران زیادہ اور ان کے مرکبات۔

خوشبو میں سب سے بہتر پھول بارہ ہیں۔ گلاب۔ نرجس۔ سوسن۔ بنفشہ، خیری، سنبل، نیلوفر۔ چنبیلی، بیلا، ریحان، شبو، موتیا۔

میٹھی چیزیں بارہ ہیں۔ گنا۔ شہد، انگور، چھوارہ، ترنجبین من سکنجبین۔ آم۔ خربوزہ، کیلا۔ عناب۔ انار۔

انسانی جسم میں بارہ چیزیں ہیں۔ بال۔ ناخن، جلد گوشت، چربی، مینگ، خون، رگیں، پٹھے، منی، پیشاب اور پاخانہ۔

ہماری نشوونما بارہ چیزوں سے ہے۔ علقہ۔ مضغہ۔ ہڈی۔ گوشت۔ جنین۔ رضیع۔ دودھ بڑھائی۔ بچپن۔ جوانی ادھیڑ عمر۔ بڑھاپا آخر میں میت۔

بارہ اندرونی اعضا ہیں۔ مجرائے ہوا۔ مجرائے طعام و شراب، قلب، جگر، پھیپھڑا، تلی، گردے، پتہ، مثانہ، معدہ علیا، معدہ سفلی، اعضائے متصلہ بارہ ہیں۔ قدم، ساق، ران، ہاتھ، بطن، صدر، پشت، گردن، سر۔

دوہرے اعضا بارہ ہیں۔ دو قدم، دو پنڈلیاں، دو رانیں، دو بازو، دو ہتھیلیاں اور دو ہاتھ، ناک، کان وغیرہ کے۔

خروق بارہ ہیں۔ دو آنکھیں دو کان، منہ، پستان، شرم گاہ۔

چہرے میں بارہ جز ہیں۔ پیشانی، دو ابرو، دو آنکھیں، دو رخسارے، ناک، منہ، دو لب، زبان۔

ہاتھ اور پاؤں ہڈیوں کے جوڑ۔ انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں میں بارہ بارہ ہیں انگوٹھے بمنزلہ نبی ہیں۔

خصال قلوب بارہ ہیں۔ ذہن۔ انتباہ۔ سرح۔ حیات۔ حیا۔ بصر۔ فہم۔ یقین۔ عقل۔ معرفت۔ خوف اور رجا اور قلب بمنزلہ نبی ہے۔

الفاظ مشعر بخصوصیات

محمد نبي الجبار ، علي كرار غير فرار ، الحسن مسموم الفجار ، الحسين قتيل الكفار ، السجاد شمس الابرار ، الباقر انس الاخيار ، الصادق سيد الاحرار ، الكاظم خير الأخيار ، الرضا قدس الأسرار ، التقي المبرأ عن العار ، النقي الولي البار ، الزكي المطهر من الشنار ، المهدي ولي الثار .

محمد خاتم الأنبياء ، علي سيد الأوصياء ، الحسن ولي الأصفياء ، الحسين إمام الشهداء ، السجاد زين الأتقياء ، الباقر علم الأولياء ، الصادق ظهير الفقراء ، الكاظم مونس الضعفاء ، الرضا معلم الفقهاء ، التقي ميراث النقباء ، النقي مزين الامراء ، الزكي ولي الحنفاء ، المهدي آخر الخلفاء .

محمد ركن الاعلام ، علي حصن الاسلام ، الحسن شرف الكرام ، الحسين زين الايام ، السجاد فخر الانام ، الباقر ذكر الاعلام ، الصادق السيد الامام ، الكاظم مزين المقام ، الرضا البدر التمام ، التقي البلد الحرام ، النقي أفضل الصيام ، الزكي راشد الاقوام المهدي الخلف للاقوام .

محمد سراج الدين ، علي أمير المؤمنين ، الحسن مفتاح اليقين ، الحسين مصباح المتقين ، السجاد زين العابدين ، الباقر باقر علم النبيين ، الصادق مقتدى الصادقين ، الكاظم راحم المساكين ، الرضا مقدم المنفقين ، التقي إمام المحققين ، النقي مولى المشتاقين ، الزكي رئيس السابقين ، المهدي خليفة الله في العالمين .

محمد النبي ، علي الوصي ، الحسن الرضي ، الحسين الوفي ، السجاد الحي ، الباقر السخي ، الصادق الوفي ، الكاظم الولي ، الرضـــا العلي ، التقي الصفي ، النقي الجلي ، العسكري الزكي ، القائم المهدي .

اللهم صل على السراج الوهاج والغيث الثجاج المكرم ليلة المعراج الداعي الى أفضل شرع ومنهاج ، وصل على سيد العرب وحائز الفخر والحسب والهزبر الاغلب والأغر المهذب . وصل على سليلة المصطفى وحليلة المرتضى ابنة رسول رب الأرض والسماء سيدة النساء

فاطمة الزهراء ، وصل على الحجة النبوي العلوي الفاطمي الامام الرضي الحسن بن علي ، وصل على السيد الرشيد الفارس الصنديد ذي البأس الشديد الحسين الشهيد ، وصل على زين العباد وفخر الزهاد وأمان أهل البلاد المعروف بالسجاد ، وصل على محي سنن الاوصياء المصطفى بالنفس والاباء المرتضى للابتداء والانتهاء باقر علم الانبياء ، وصل على النور المشرق والشجاع المطرق والعسل المروق والكوكب المتألق أبي عبد الله جعفر الصادق ، وصل على الامام الطهر والليث الغضنفر السيد على البشر أبي الحسن موسى بن جعفر ، وصل على الطود الاشم والبحر الخضم السيد المحترم إمام العرب والعجم علي بن موسى المعظم ، وصل على الامام الوفي والبطل الكمي ذي الحسب العلي محمد بن علي التقي ، وصل على العالم المؤيد والامام المسدد المعصوم المجرد علي بن محمد ، وصل على السراج المضي والشرف العلي الامام الزكي الحسن العسكري ، وصل على الامام الحاكم العامل العالم الثاير المنتقم الحجة القائم

النذير المبين الصادق الامين خاتم النبيين ورسول رب العالمين ، النجم الثاقب الرفيع المراتب الكثير المناقب غالب كل غالب علي بن أبي طالب ، زوجته الغراء الانسية الحوراء البتول العذراء المزوجة في السماء فاطمة الزهراء ، السند المعصوم والسيد المسموم الرضا المؤتمن ابو محمد الحسن ، السيد الامين الواضح الجبين الركن الركين المبرأ من كل شين أبي عبد الله الحسين ، عصمة المسلمين وإمام الصابرين ورئيس البكائين وأفضل القانتين وسيد المجتهدين علي بن الحسين زين العابدين ، القمر الباهر والنجم الزاهر والبحر الزاخر والنور الظاهر والامام الطاهر محمد بن علي الباقر ، الفرع الباسق واللسان الناطق قامع كل مارق جعفر بن محمد الصادق ، السيد العالم والعادل الحاكم والسيف الصارم القادر القائم موسى بن جعفر الكاظم ، الشرف والحجى والضياء المستضا والنور المصفى قتيل طوس بالقضا علي بن موسى الرضا ، النور المضي والبطل الكمي والفارس الجري والسمح الزكي والمنهل الروي محمد بن علي التقي ، الامامين العادلين وارثي المشعرين وإمامي الحرمين المدفونين بسر من رأى علي والحسن ، الخلف المفضال اكرم الاخيار ومبيد عصبة الكفار محمد بن الحسن الهادي المهدي .

درجات امیر المومنینؑ

تمام اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی شخص کی تولیت انتخاب اور شوریٰ سے نہیں ہوتی مگر اس کے بعد کے لوگ کتاب و سنت میں وہ چیز پائیں جو دلیل ہو اس شخص کے نام اور فعل پر جب وہ صفات مل جائیں تو اس کو اپنا ولی سمجھیں معتزلہ کا اس پر اجماع ہے کہ وہ صفات جن سے کوئی شخص مستحق تعظیم ذہنی ہوتا ہے علیؑ میں ان کے غیروں سے زیادہ ہے اور وہ صفات علم و جہاد و زہد و جود ہے۔

دلیل سمعی۔ وہ چیزیں جن سے حضرت علیؑ کے ثواب کی کثرت اور غیر پر ان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے حدیث طیر اور حدیث تبوک وغیرہ ہیں اور جس شخص میں یہ صفات ہوں عصمت ان کے لیے ثابت ہے۔

اس پر بھی لوگوں کا اجماع ہے کہ افضل فضائل سبقت الی الاسلام ہے اس کے بعد قرابت پھر علم پھر ہجرت پھر جہاد پھر راہِ خدا میں دنیا پھر زہد و ورع۔ رسولؐ اللہ کی رضامندی کا بیان جا بجا اس کتاب میں آئے گا۔ رہی قرابت تو مسلم ہے حمزہ، جعفر، حسنؑ و حسینؑ و عباسؓ وغیرہ پر صدقہ۔ آنحضرتؐ کی قرابت ہی کی وجہ سے حرام ہے اور علیؑ بہت سی باتوں میں ان سب سے اخص تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے نفضیلت امیر المومنینؑ کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا نفضیلت اقربین کو سبقت الی الاسلام سے ہے اور البعدین کو قرابت سے۔

علی علیہ السلام کے فضائل تین قسم کے ہیں جو صحابہ کے فضائل ہیں وہ ان میں شریک ہیں اور جو ان میں متفرق ہیں وہ ان میں یکجا ہیں تیسرے وہ فضائل جو خاص ان ہی کے لیے ہیں۔

اصحاب رسولؐ کے لیے مقامات فضیلت اٹھارہ ہیں ان میں سے تیرہ حضرت علیؑ سے مخصوص ہیں اور باقی پانچ میں اوروں کے شریک ہیں۔ فضائل عکبری میں ہے کہ عبداللہ بن شداد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ علیؑ کے لیے ۱۸ منقبتیں ایسی ہیں کہ اس اُمّت میں کسی کے لیے ایسی نہیں۔

ابن بطہ نے ابانہ میں عبدالرزاق سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ علیؑ کی نفضیلت اصحاب پر مناقب میں ہے اور ان کے مناقب میں بھی وہ شریک ہیں۔

کتاب بن مردویہ میں ہے کہ نافع بن الازرق نے عبداللہ بن عمر سے کہا میں علیؑ سے بغض رکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ خدا تجھ کو دشمن رکھے تو کیا ایسے شخص سے بغض رکھتا ہے جو امور خیر میں سب سے سابق اور دنیا و ما فیہا میں سب سے بہتر ہے۔

امیر المومنینؑ کی سبقت الی الاسلام

معتبر روایات میں ہے اوّل ایمان لانے والوں میں علیؑ ہیں پھر خدیجہؑ پھر جعفرؑ پھر زیدؓ پھر ابوذرؓ پھر عمرو بن عنبسہ سلمی پھر خالد بن سعیدؓ ابن عباس۔ پھر سمیہؓ ام عمار۔ پھر عبیدہ اللہ بن الحرث پھر حمزہؓ پھر جناب بن الارث۔ پھر سلمانؓ پھر مقدادؓ پھر عمار پھر عبد اللہ بن مسعود۔ پھر ابوبکر۔ پھر عثمانؓ پھر طلحہ و زبیر۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد بن زید اور صہیب و بلال۔ تاریخ طبری میں ہے کہ عمرہ ۴۵ مردوں اور ۲۱ عورتوں کے بعد ایمان لائے۔

انساب الصحابہ میں طبری سے اور المعارف میں قتیبی سے روایت ہے کہ سب سے پہلے خدیجہ اسلام لائیں پھر علیؑ پھر زید پھر ابوبکر۔

یعقوب نسوی نے اپنی تاریخ حسن بن زید سے روایت کی ہے کہ ابوبکر اسلام میں چھٹے ہیں۔ قرطبی نے کہا ہے کہ علیؑ کا اسلام ابوبکر سے پہلے ہے حافظ نے عثمانیہ میں بعد ذکر و فر لکھا ہے کہ ابوبکر سے پہلے زید اور جناب امیر اسلام لائے کسی نے یہ نہیں کہا کہ وہ علیؑ سے پہلے اسلام لائے تھے ابوبکرؓ نے خود علیؑ کی سبقت اسلامی کی گواہی دی ہے۔

ابو زرعہ دمشقی و ابو اسحٰق ثعلبی نے اپنی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ابوبکر نے کہا افسوس ہے اس گھڑی پر کہ علیؑ نے اسلام میں مجھ پر سبقت کی اگر میں نے سبقت کرلی ہوتی تو سابق الاسلام میں کہلاتا۔

معارف قتیبی۔ فضائل سمعانی اور معرفت النسوی میں ہے کہ معاذۃ العدویہ نے کہا ہے کہ منبر بصرہ پر میں نے علیؑ کو یہ کہتے سنا کہ میں صدیق اکبر ہوں۔ ابوبکرؓ سے پہلے ایمان لایا ہوں اور عمرؓ سے بھی پہلے۔

تاریخ طبری میں قتادہ سے اس نے سالم بن ابی الجعد سے اس نے محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں ابوبکر اوّل المسلمین تھے۔ انہوں نے کہا نہیں ان سے پہلے تقریباً پچاس آدمی اسلام لاچکے تھے۔ لیکن از روئے اسلام ہم سے افضل تھے۔

عثمان نے حضرت علیؑ سے کہا اگر تم نے مجھ سے قربت اختیار کی ہے تو تعلق رکھا ہے مجھ سے ان لوگوں نے جو تم سے اور مجھ سے بہتر تھے پوچھا مجھ سے بہتر کون تھے؟ کہا ابوبکر و عمر نے فرمایا غلط ہے میں نے تم سے پہلے خدا کی عبادت کی اور تم سے بعد تک۔

حسان نے اپنی نظم میں جو ابوبکر کا علیؑ سے پہلے اسلام ظاہر کیا ہے تو وہ ایک شاعر ہے اور اس کا عناد امیر المومنین سے ظاہر ہے۔ رہی روایت ابوہریرہ تو اس کا اعتبار اس لیے نہیں کہ وہ ذلیل میں سے ہے اس کو بہ کثرت روایات بیان کرنے پر حضرت عمر نے اپنے دُرّے سے مارا تھا اور یہ کہا تھا یہ کذب یعنی بڑا جھوٹا ہے۔

ایک راوی ابراہیم نخعی ہے۔ یہ پکا ناصبی ہے اس نے امام حسین علیہ السلام سے تخلف کیا اور ابن زیاد کے لشکر میں ابن

اشعث کے ساتھ خروج کیا اس کا قول تھا کہ صلب کی شراب سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

اس روایت کے ثبوت میں علیؑ اسلام لانے والوں میں سب سے پہلے ہیں متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ سدی نے ابومالک سے اس نے ابن عباس سے آیۂ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (سورہ الواقعہ ۱۰/۵۶) کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ اس اُمّت کے سابق علی بن ابی طالب ہیں۔

مالک ابن انس نے ابی صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ السابقون امیرالمومنین کے بارہ میں نازل ہوئی ہے تمام اہل ایمان پر والّٰلہ انہوں نے سبقت کی اور روز قیامت جنّت میں بھی وہی سب سے پہلے جائیں گے۔

کتاب ابوبکر شیرازی میں مالک ابن انس سے اس نے سمی سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ (سورہ التوبہ ۱۰۰/۹) امیرالمومنین کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے ایمان کی طرف سب سے پہلے سبقت کی دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی دو بیعتیں کیں۔ بیعت بدر اور بیعت رضوان اور دو ہجرتیں کیں ایک جعفر کے ساتھ حبشہ کی طرف دوسرے حبشہ سے مدینہ کی طرف (دو ہجرتیں ثابت نہیں آپ نے ایک ہجرت مکہ سے مدینہ کی طرف کی)

مفسرین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ یہ آیت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی اور جو آیات حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں ان کا ذکر پندرہ کتابوں میں کیا گیا ہے بلکہ اکثر تفاسیر میں ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں (یاأیہا الذین آمنوا آیا ہے وہاں وہاں ایمان والوں کے سردار علیؑ ہیں کیونکہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

النظری نے خصائص علویہ میں ابراہیم بن اسمٰعیل سے اس نے مامون سے اس نے رشید سے اس نے مہدی سے اس نے منصور سے اس نے اپنے جد سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عمر خطاب سے میں نے سنا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ یاعلي أنت أول المسلمین إسلاما وأول المؤمنین ایمانا ۔

ابو یوسف نسوی نے فی المرفۃ والتاریخ میں لکھا ہے کہ روایت کی سدی نے ابومالک سے اس نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت رسول خدا نے علیؑ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والا اور میری تصدیق کرنے والا ہے۔

ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں نظری نے خصائص میں حذری سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کے شانہ پر ہاتھ مار کر کہا تم میں سات خصلتیں ایسی ہیں جو کسی میں نہیں۔ تم سب سے پہلے اللہ پر ایمان لانے والے ہو تم سب سے زیادہ عہد الٰہی کے وفا کرنے والے ہو امر الٰہی پر سب سے زیادہ قائم رہنے والے ہو، سب سے زیادہ رعایا پر مہربان ہو، سب سے زیادہ مساوی تقسیم کرنے والے ہو، سب سے زیادہ قضایا کے فیصل کرنے والے ہو، روز قیامت سب سے زیادہ بلند مرتبہ والے ہو۔

اربعین الخطیب نے اپنی اسناد کے ساتھ مجاہد سے اس نے ابن عباس سے اور فضائل احمد اور کشف الثعلبی میں اپنی اسناد سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اُمتوں میں سبقت کرنے والے تین ہیں

جنہوں نے طرفۃ العین کے لیے بھی کفر نہیں کیا۔ وہ علی بن ابی طالب اور صاحب یٰسین اور مومن آل فرعون ہیں۔ یہ صدیق ہیں اور علیؑ ان سب سے افضل ہیں۔

فردوس دیلمی میں حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ (سورہ الواقعہ ۵۶/۳۹) اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ (سورہ الواقعہ ۵۶/۴۰) یہ دونوں گروہ اس اُمت سے ہوں گے۔

محمد بن فرات نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ (سورہ الواقعہ ۵۶/۳۹) کی تفسیر میں روایت کی کہ اولین ابن آدم ہابیل مقتول اور مومن آل فرعون ہے اور آخرین میں علی ابن ابی طالب۔

شرف النبی میں خرکوشی سے مروی ہے کہ نبی نے علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا آگاہ ہو یہ وہ ہے جو روز قیامت سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرے گا یہ صدیق اکبر ہے یہ اس اُمت کا فاروق ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے یہ لیعسوب المسلمین ہے۔

جامع ترمذی۔ امانۃ العنبری تاریخ الخطیب اور طبری میں ہے کہ زید بن ارقم اور علیم الکندی نے کہا سب سے پہلے اسلام لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

محمد بن سعد نے کتاب طبقات میں اور احمد نے مسند میں ابن عباس سے مروی ہے کہ خدیجہ کے بعد جو سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

تاریخ طبری اور اربعین خوارزمی میں ہے کہ محمد ابن اسحٰق نے کہا سب سے پہلے ایمان لانے والے اور آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والے اور ماجاء بہ النبی کی تصدیق کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

مروان اور عبدالرحمٰن یمیتی نے کہا اسلام کے سات سال ایسے تھے کہ اس میں سوائے تین آدمیوں رسول اللہؐ اور خدیجہ اور علیؑ کے کوئی نہ تھا۔

کتاب مردویہ اصفہانی میں اور مظفر سمعانی اور امانی سہل بن عبداللہ مروزی میں انس اور ابوذر سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ ملائکہ نے درود بھیجا مجھ پر اور علیؑ پر لوگوں کے ایمان لانے سے سات سال پہلے۔

تاریخ بغداد اور رسالہ قوامیہ اور مسند موصلی اور خصائص نطنزی میں ہے کہ حبۃ العرنی میں ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرتؐ دوشنبہ کو مبعوث ہوئے اور میں نے اظہار اسلام سہ شنبہ کو کیا۔

تاریخ طبری اور تفسیر ثعلبی میں ہے کہ محمد بن المکندر اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور ابوحازم مدنی اور محمد بن السائب الکلبی اور قتادہ اور مجاہد و ابن عباس اور جابر بن عبداللہ و زید بن ارقم اور عمرو بن مرہ اور شعبہ بن حجاج نے کہا سب سے پہلے اسلام لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

سربرآوردہ صحابہ، خیر التابعین اور اکثر محدثین جیسے سلمان، ابوذر، مقداد، زید بن صوحان، حذیفہ ابوالہیثم، خزیمہ

ابو سعید خدری، ابی، ابو رافع، ام سلمہ، سعد بن ابی وقاص، موسیٰ اشعری، انس بن مالک ابو طفیل، جبیر بن مطعم، عمرو بن الحمق
حبۃ العرنی، جابر الحضرمی، حارث الاعور، عبابۃ الاسدی، مالک بن الحویرث، قثم بن عباس، سعد بن قیس، مالک اشتر
ہاشم بن عتبہ، محمد بن کعب، ابو مجاز، شعبی، حسن بصری، ابو البختری، واقدی، عبدالرزاق، معمر، سدی نے اپنی روایات میں
بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے علیؑ ہیں۔ اور حضرت کا اسلام فطری اور پیدائشی تھا اور دوسروں کا کفر
کے بعد اور جو اسلام کفر کے بعد ہو وہ نبوت کی صلاحیت نہیں رکھتا اور جو فطری ہو وہ صلاحیت رکھتا ہے، حدیث لا نبی
بعدی میں اگر نفی نبوت نہ ہوتی تو یقیناً علیؑ نبی ہوتے۔

اگر جہاں میں نبی بعد مصطفےٰ ہوتے قسم خدا و پیمبر کی مرتضےٰ ہوتے

کسی نے پوچھا کہ وہ کب اسلام لائے۔ کسی نے جواب دیا وہ کافر کب تھے انہوں نے تجدید اسلام کی تھی۔
تفسیر قتادہ اور کتاب شیرازی میں ہے کہ ابن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کوئی اللہ پر ایمان نہیں لایا مگر
بعد بت پرستی کے سوائے علیؑ کے وہ اللہ پر ایمان لائے بغیر اس کے کہ کسی بت کی پرستش کی ہو، خدا محب علیؑ ہے کیونکہ وہ بغیر
شرک کے ایمان لائے۔

روایت کی سفیان سوری نے منصور سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عباس سے کہ جو سب سے اوّل ایمان لائے
اور توحید کی تصدیق کی وہ علیؑ ہیں۔ جنہوں نے کبھی حق کو باطل سے ملایا نہیں یعنی شرک نہیں کیا کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔
ابن عباس نے کہا واللہ مسلمانوں میں کوئی ایسا نہیں مگر بعد شرک اسلام لایا سوائے امیرالمومنینؑ کے۔
کافی میں ابو بصیر سے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ سے روایت کی ہے
کہ اللہ نے اہل الارض کی ہلاکت کا ارادہ اس وقت کیا جبکہ انہوں نے اس کے رسولؐ کی تکذیب کی۔ علیؑ نے کبھی تکذیب
نہیں کی۔

مخالف اور موافق نے بسرائق مختلفہ ابو بصیر سے اور مصقلہ بن عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت عمر سے اور انہوں
نے آنحضرتؐ سے نقل کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اگر علیؑ کے ایمان کو تمام اُمت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو علیؑ کے ایمان کا
پلہ تمام اُمت کے ایمان سے جو قیامت تک ہونے والی ہے راجح رہے گا۔
ابو رجاء عطاردی نے سُنا کہ ایک قوم علیؑ کو گالیاں دے رہی ہے انہوں نے کہا وائے ہو تمہارے اوپر ٹھہرو۔
کیا تم رسولؐ اللہ کے بھائی اور اس ابن عم کو گالیاں دیتے ہو جس نے سب سے پہلے نبی کی تصدیق کی اور سب سے پہلے اس پر
ایمان لائے اور علیؑ کا مقام رسولؐ اللہ کے ساتھ دن میں ایک گھڑی تمہاری عمروں سے بہتر ہے۔
علیؑ کا ایمان باطنی ہے کیونکہ وہ اللہ کے ولی ہیں جیسا کہ ثابت ہے آیہ تطہیر اور آیۂ مباہلہ سے اور لوگوں کا اسلام
علی الظاہر ہے۔

شیرازی نے کتاب النزول میں مالک ابن انس سے اس نے حمید سے اس نے انس بن مالک سے آیہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورہ البروج ۸۵/۱۱) کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ یہ علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی جو سب سے پہلے رسولؐ کی تصدیق کرنے والے تھے۔

واحدی نے اسباب نزول القرآن میں آیہ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (سورہ الزمر ۳۹/۲۲) میں لکھا ہے کہ یہ حمزہ اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی اور فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ (سورہ الزمر ۳۹/۲۲) ابولہب اور اس کی اولاد کے بارے میں ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ النساء ۴/۱۴۴) علی ابی طالب کی شان میں ہے اور آیہ اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (سورہ البقرہ ۲/۴۶) نازل ہوئی ہے۔ علی و عثمان بن مطعون اور عمار اور ان کے اصحاب کے بارے میں اور آیہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ (سورہ البقرہ ۲/۸۲) علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے اور سب سے پہلے نماز پڑھنے والے ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ آیہ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۘ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (سورہ الانعام ۶/۳۶) علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی اس لیے کہ وہ اوّل سننے والے ہیں اور میت سے مراد ولید بن عقبہ ہے۔

شیرازی نے نزول القرآن میں عطا سے اس نے ابن عباس سے اور واحدی نے الاسباب والنزول میں ابی میکی سے اس نے حکم ابن سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے اور خطیب نے اپنی تاریخ میں نوح بن خلف سے اور ابن بطہ نے ابانہ میں احمد نے فضائل میں۔ کلبی نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے۔ نطنزی نے خصائص میں انس سے قیشری نے اپنی تفسیر میں ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابونعیم نے فیما نزل من القرآن میں کلبی نے ابی صالح سے اور اس نے ابن لھیعہ سے اس نے عمرو بن دینار سے اس نے ابو العالیہ سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابو عبیدہ سے مجاہد نے ابن عباس سے صاحب اغانی اور صاحب تاج التراجم نے ابن جبیر۔ ابن عباس اور قتادہ سے اور یہی روایت امام محمد باقرؑ سے بھی ہے ولید بن عقبہ نے حضرت علیؑ سے کہا میں آپ سے از روئے سنان تیز تر ہوں اور از روئے لسان فصیح تر اور بلحاظ فوجی طاقت کے زیادہ ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے فاسق چپ رہو۔ تو نے کہا ایسا نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے فاسق چپ رہو لیس یہ آیت نازل ہوئی اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ (سورہ السجدہ ۳۲/۱۸)۔ آیہ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورہ آل عمران ۳/۵۷) حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا (سورہ السجدہ ۳۲/۲۰) ولید کے بارے میں۔

حضرت علی علیہ السلام آنحضرتؐ کے بعد تیس سال زندہ رہے۔ اس زمانہ میں آپ نے اوقاف سے خیرات کی۔ صدقات دیئے

روزے رکھے نمازیں پڑھیں گریہ وزاری کی، دعائیں کیں، باغیوں سے جہاد کیا۔ خطبے دیئے مواعظ کیے۔ انبیاء کی سیرتیں اور خدا کے احکام بیان کیے اور علوم الہیہ کی دنیا میں اشاعت کی اور یہ سب باتیں حضرت کے ایمانی فضائل کی دلیل ہیں۔

تفسیر یوسف بن موسیٰ القطان و وکیع بن جراح و عطائے خراسانی میں ہے کہ ابن عباس نے کہا آیہ۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا (سورہ الحجرات ۴۹/۱۵) یعنی انہوں نے اپنے ایمان میں شک نہ کیا۔ نازل ہوئی علیؑ و جعفر و حمزہ کے بارے میں ہے جنہوں نے اعداسے فی سبیل اللہ جہاد کیا اور اپنے اموال و نفوس طاعت الہیٰ میں گزارے۔ یہ اپنے ایمان میں سچے تھے۔ خدا نے ان کے ایمان اور وفا کی گواہی دی ابن عباس نے کہا ان تمام فضائل میں علیؑ کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔

ابن البیع نے معرفۃ اصول الحدیث میں لکھا ہے میں اصحاب تاریخ میں کسی کو نہیں جانتا جس نے علی علیہ السلام کے اول مسلمین ہونے میں اختلاف کیا ہو البتہ بلوغ میں اختلاف کیا ہے۔

اس صورت میں رسول اللہؐ پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جس کا ایمان مقبول نہ تھا آنحضرتؐ نے ان کو دعوت اسلام کیوں دی۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت علیؑ کا ایمان بچپن میں مقبول تھا اور وہ مثل عیسیٰ کے تھے جنہوں نے گہوارہ میں کہا إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ قد آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۳۰) حضرت یحییٰ کی مثل تھے جن کے متعلق خدا نے فرمایا۔

وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۱۲) حکم کا درجہ بعد اسلام ہی ہوگا۔ سوادِ اعظم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سلیمان کو بچپن میں حکومت ملی اسی طرح دانیال کو صاحب جریح کو۔ شاہد یوسف نے گہوارہ میں گواہی دی۔

اصحاب اخدود میں ایک بچے نے گواہی دی اسی طرح بڑھیا کے لڑکے نے۔ بنت فرعون کی مشاطہ کے لڑکے نے حضرت اہل سنت کے یہاں یہ حدیث عبداللہ بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک وفد سے فرمایا چاہیے کہ تمہارا امام وہ ہو جو تم میں سب سے اچھا قاری ہو انہوں نے عمر بن سلمہ کو آگے بڑھایا اس کی عمر آٹھ سال کی تھی۔ عمر بن سلمہ کہتا ہے کہ میرے پاس ایک چادر تھی جب میں سجدہ میں گیا تو وہ کھل گئی۔ قوم کی ایک عورت نے کہا اپنے امام کی شرمگاہ کو چھپاؤ۔ پس اگر آٹھ برس کا لڑکا فرائض امامت انجام دے سکتا ہے تو علیؑ جن کی عمر کم از کم نو سال تھی توحید و رسالت کی گواہی کیوں نہیں دے سکتے۔

امام شافعی کہتے ہیں ہم حضرت علی علیہ السلام کے اسلام لانے کو مانتے ہیں کیونکہ بلوغ کی مدت کم سے کم نو سال ہے اور مجاہد اور محمد بن اسحٰق اور زید بن اسلم اور جابر انصاری نے کہا ہے کہ حضرت علیؑ کی عمر دس سال کی تھی۔

مسلمان مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا انتقال ۶۲ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت رسول خداؐ کے ساتھ ۳۲ سال رہے اور آپ کے بعد ۲۹ سال اور کچھ مہینے اور آنحضرتؐ کی بعثت کا زمانہ مکہ میں ۱۳ سال تھا تو لامحالہ اعلان بعثت کے وقت آپ کی عمر دس سال کی تھی۔

بعض نے کہا ہے گیارہ سال کی تھی ابو طالب ہارونی نے کہا ہے ۱۲ سال کی تھی اور بعض کے نزدیک ۱۳ سال کی تھی ابو الیلب طبری نے لکھا ہے کہ احمد بن حنبل نے فضائل صحابہ میں لکھا ہے کہ قتادہ نے کہا علیؑ پندرہ سال کے سن میں اسلام لائے بغوی نے اپنی تاریخ میں یہی لکھا ہے اور حسن بصری سے بھی یہی روایت کی ہے قتادہ نے کہا کہ جناب امیر کا یہ قول غلاما ما بلغت اوان حلمي (میں اس وقت ایمان لایا جبکہ بالغ نہ تھا اصل میں یوں ہے۔ غلاماً ما بلغت اوان حلمی (یعنی جب میں بالغ و ہوشیار تھا۔

حضرت علی کا نماز میں سابق ہونا

ابو عبیداللہ مرزبانی اور ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب فيما نزل من القرآن في علي میں اور نطنزی نے خصائص میں کلبی سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے ہمارے اصحاب نے امام محمد باقرؑ سے کہ آیہ وارکعوا مع الراکعین رسولؐ خدا اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہی دونوں سب سے پہلے نماز پڑھنے والے اور رکوع کرنے والے ہیں۔

مرزبانی کلبی سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ع (سورہ البقرہ ۲/۸۲) خاص کر علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے اور نبی کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے ہیں۔

تفسیر سدی میں قتادہ۔ عطا ابن عباس سے آیہ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ (سورہ المزمل ۲۰/۷۳) سے مراد اول رسولؐ اور پھر علیؑ ہیں۔ تفسیر القطان وکیع سے سفیان سے سدی سے ابو صالح سے ابن عباس سے آیہ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (سورہ المدثر ۷۴/۱) کی تفسیر میں وارد ہے یعنی اے محمد اپنا لباس پہنو۔ قُمْ فَاَنْذِرْ (سورہ المدثر ۷۴/۲) (یعنی نماز پڑھو اور علیؑ کو بلاؤ تاکہ وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں۔

تفسیر یعقوب بن سفیان میں ہے کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے ابوبکر حمیدی نے اور ان سے سفیان بن عیینہ نے ان سے ابن ابی نجیح نے ان سے مجاہد نے ان سے ابن عباس نے کہ جب حضرت رسولخدا خدیجہ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو علیؑ بھی وہاں پہنچے اور پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں فرمایا یہ اللہ کا دین ہے۔ حضرت علیؑ ایمان لائے اور تصدیق کی پھر وہ دونوں نماز پڑھنے لگے اور رکوع و سجود کرنے لگے۔ اہل مکہ نے جب دیکھا تو جا بجا چرچے ہوئے اور انہوں نے کہنا شروع کیا مجنون ہو گئے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ (سورہ القلم ۶۸/۱)

شرف النبی میں خرکوشی سے روایت ہے کہ جبرئیل نے نازل ہوکر حضرت کو نماز تعلیم کی اور وضو بتایا پھر علیؑ کو ایسا ہی کرنے کا حکم دیا۔ تاریخ طبری، بلاذری، جامع ترمذی، امانۃ البکری، فردوس دیلمی، احادیث ابوبکر بن مالک اور فضائل الصحابہ میں زعفرانی سے اس نے یزید بن ہارون سے اس نے شعبہ سے اس نے عمرو بن مرہ سے اس نے ابوحمزہ سے اس نے زید بن ارقم سے اور مسند احمد میں عمرو بن میمون سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا سب سے پہلے میرے ساتھ علیؑ نے نماز پڑھی تاریخ نسوی میں ہے کہ زید بن ارقم نے کہا سب سے پہلے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والے علیؑ ہیں۔

جامع ترمذی اور ابویعلیٰ موصلی میں انس سے اور تاریخ طبری میں جابر سے مروی ہے کہ دوشنبہ کو حضرت مبعوث ہوئے سہ شنبہ کو حضرت علیؑ نے نماز پڑھی۔

ابویوسف نسوی نے المودہ میں اور ابوالقاسم عزیز بن اسحٰق اخبار ابی واقع میں بیس طریقے سے نقل کیا ہے کہ دوشنبہ کے اوّل حصہ میں آنحضرتؐ نے نماز پڑھی اور خدیجہ نے آخر دن میں اور علی سہ شنبہ کی صبح کو۔

احمد بن حنبل نے بھی اپنی مسند العشرہ میں سلمہ بن کہیل سے اس نے حبہ العرنی سے روایت کی ہے کہ میں نے علیؑ کو کہتے سُنا۔ سب سے پہلے رسولؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والا میں ہوں۔

احمد بن حنبل نے مسند العشرہ و فی فضائل الصحابہ میں سلمہ بن کہیل سے ایک حدیث طویل میں بیان کیا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اللہ میں اس اُمت میں کسی ایسے بندے کو نہیں جانتا جس نے تیری عبادت مجھ سے پہلے کی ہو سوائے نبی کے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیۂ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا (سورہ الفتح ۲۹/۴۸) علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور مفسرین کی ایک جماعت نے آیۂ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ (سورہ المائدہ ۵۵/۵) بھی آپ ہی کی شان میں لکھی ہے۔

تفسیر القطان میں ہے کہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسولؐ خدا سے پوچھا میں سجدہ میں کیا کہوں پس آیہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (سورۃ الاعلیٰ ۱/۸۷) نازل ہوئی پوچھا رکوع میں کیا کہوں پس آیۂ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (سورہ الواقعہ ۷۴/۵۶) نازل ہوئی۔

حضرت علیؑ نے سب لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی آنحضرتؐ کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ چودہ سال اور آنحضرتؐ کے بعد تیس سال۔

ابن فیاض نے شرح اخبار میں ابوایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ خدا کو کہتے سُنا کہ درود بھیجا مجھ پر اور علیؑ پر فرشتوں نے سات سال تک اس سے پہلے کہ مجھ پر کوئی ایمان لائے اور زیاد بن منذر نے محمد بن علیؑ سے روایت کی

ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ برسوں ملائکہ نے سوائے رسولؐ کے اور میرے اور کسی کے لیے استغفار نہیں کیا ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ (سورہ الشوریٰ ۴۲/۵)

سنن ابن ماجہ اور تفسیر ثعلبی میں عبداللہ بن ابی رافع سے اس نے باپ سے روایت کی ہے کہ علیؑ نے نبی کے ساتھ سات سال کچھ ماہ چھپ کر نماز پڑھی۔

تاریخ طبری اور ابن ماجہ میں ہے کہ عباد بن عبداللہ نے میں نے علیؑ کو کہتے سنا أنا عبد الله أخو رسول الله وأنا الصديق الأكبر لا يقولها بعدي إلا كاذب مفتر صليت مع رسول الله سبع سنين ۔

علی علیہ السلام سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ بیت المقدس کی طرف چند سال اور وہ محراب نبی جس میں آنحضرتؐ نے خدیجہ اور علیؑ کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ شعب بنی ہاشم میں باب مولد النبی میں تھی اور ابن عباس سے مروی ہے کہ آیہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ جناب امیرؑ کی شان میں ہے آپ نے ایمان میں سب لوگوں پر سبقت کی اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو بار بیعت کی۔

کعبہ کی طرف ۹ ۳ سال نماز پڑھی۔ تاریخ طبری میں تین طریقے سے ابانۃ العکبری میں چار طریقے سے اور کتاب مبعث میں محمد بن اسحٰق سے تاریخ نسوی، تفسیر ثعلبی، کتاب ماوردی۔ مسند ابو لعیلیٰ ویحیٰی ابن معین اور کتاب ابی عبداللہ محمد بن زیاد نیشاپوری، عبداللہ بن احمد حنبل نے اپنی اپنی اسانید سے ابن مسعود و علقمہ بجلی اور اسمٰعیل بن ایاس بن عفیف اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے ایک جوان کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا ہے۔ پھر ایک لڑکا آیا اور اس کی داہنی طرف کھڑا ہوگیا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس کے پیچھے کھڑی ہوگئی اس نے عباس سے کہا یہ عجیب بات ہے اور امر عظیم ہے انہوں نے کہا یہ محمدؐ اور یہ علیؑ ہیں اور یہ خدیجہ ہے۔ میرے اس بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ اس کا رب رب الارض ہے اس نے دین کا حکم دیا ہے۔ ابھی تک سوائے ان تین کے اور کسی پر یہ امر ظاہر نہیں ہوا۔

کتاب نسوی میں ہے عفیف اپنے اسلام لانے کے بعد کہا کرتا تھا اگر میں بھی اسی دن اسلام لے آتا تو علی بن ابیطالب کے ساتھ دوسرا ہوتا۔ محمد ابن اسحٰق نے عفیف سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جب میں مکہ سے نکلا تو ایک جوان جمیل سے جو گھوڑے پر سوار تھا ملاقات ہوئی اس نے کہا اے عفیف تم نے اس سفر میں کیا دیکھا۔ میں نے حال بیان کیا اس نے کہا کہ عباس نے تم سے سچ کہا واللہ محمدؐ کا دین خیر الادیان ہے اور اس کی امت افضل الامم ہے میں نے کہا ان کے بعد یہ امر کس پر قرار پائے گا تو عباس نے کہا ان کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد پر۔ اے عفیف ویل ہو اس پر جو اس حق سے اسے روکے۔

ابن فیاض نے شرح الاخبار میں ابی الحجاف نے ایک مرد سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ ابوطالب آئے درحالیکہ میں اور آنحضرتؐ سجدہ میں تھے جب ہم فارغ ہوئے تو میرا ہاتھ پکڑ کر کہا میں دیکھوں گا کہ تم کس طرح ان کی مدد کرتے ہو مجھے پھر اس کی طرف رغبت دلائی۔

کتاب شیرازی میں ہے کہ جب نبی صلعم پر وحی نازل ہوئی تو مسجد الحرام میں آئے اور نماز پڑھنے کھڑے ہوئے علیؑ جن کا سن نو برس کا تھا ادھر سے گزرے آنحضرتؐ نے ان کو اپنے پاس بلا کر فرمایا میں خدا کا رسولؐ بن کر آیا ہوں تمہاری طرف خاص طور پر اور دوسروں کی طرف عام طور پر اے علیؑ میری بائیں طرف کھڑے ہو اور میرے ساتھ نماز پڑھو انہوں نے کہا میں جا کر ابوطالب سے اجازت لے لوں فرمایا جاؤ وہ ضرور اجازت دیں گے۔ حضرت علیؑ نے جب ابوطالب سے کہا تو انہوں نے فرمایا بیشک محمدؐ ہمیشہ سے امین ہیں تم جاؤ اور ان کا اتباع کرو اور ان کی رسالت کی گواہی دو علیؑ آئے اور نماز میں حضرت کی داہنی جانب کھڑے ہوئے ابوطالب بھی وہاں آگئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تم یہ کیا کر رہے ہو فرمایا میں خدائے سماوات و ارض کی عبادت کر رہا ہوں اور میرے ساتھ میرا بھائی علیؑ ہے وہ بھی اسی کی عبادت کر رہا ہے جس کی میں کر رہا ہوں۔ میں آپ کو بھی عبادت خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ یہ سن کر ابوطالب ہنسے۔ طبری اور ثعلبی میں بھی یہی مضمون ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ سب سے پہلی جماعت میں آنحضرتؐ کے ساتھ علی علیہ السلام شریک تھے کہ ادھر سے ابوطالب اور جعفر گزرے آپ نے علی علیہ السلام سے فرمایا بیٹا اپنے چچا زاد بھائی کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جعفر سے بھی یہی فرمایا آپ نے دونوں کو اپنے ساتھ لے لیا اور ابوطالب خوش ہو کر چلے گئے۔

الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (سورہ المومنون ۲/۲۳) حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ خاشع وہ ہے جس کا نفس محراب میں ہو اور قلب عند الملک الوہاب۔

ابو المضائیح نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خاشعین میں علیؑ ہیں اور یہ بھی حدیث ہے کہ علیؑ کے سوا کسی نے رسولؐ کی سی نماز نہیں پڑھی اور علیؑ کی طرح نماز پڑھی علی بن الحسین نے۔

تفسیر وکیع۔ سدی اور عطا نے ابن عباس سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہؐ کو دو ناقے ہدیہ دیئے جو بہت قدآور اور موٹے تازے تھے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کوئی تم میں ایسا ہے کہ جو دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ بحالت قیام و رکوع و سجود اور وضو اور خشوع کسی امر دنیا کا خیال اسے نہ آئے اور فکر دنیا سے کوئی شے اس کے دل میں جگہ نہ پائے تو ان میں سے ایک ناقہ میں اس کو دے دوں گا اس کلام کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ پس امیر المومنینؑ کھڑے ہوئے کہا یا رسولؐ اللہ میں ایسی دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا پڑھو۔ امیر المومنینؑ نے نماز پڑھی۔ جبریل نازل ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک ناقہ علیؑ کو دے دو۔ حضرت نے فرمایا میں نے تو یہ شرط کی تھی کہ امر دنیا سے کوئی خیال دل میں نہ آئے۔ جب یہ تشہد میں تھے تو یہ خیال ان کو آیا کہ کون سا ناقہ لوں۔ جبریل نے کہا یہ اس لیے سوچا تھا کہ جو زیادہ موٹا تازہ ہو وہ لے کر نحر کر دوں اور لوجہ اللہ اس کو تصدق کروں۔ پس یہ فکر خدا کے لیے تھی نہ کہ اپنے نفس کے لیے اور نہ دنیا کے متعلق یہ سن کر رسول اللہؐ روئے اور دونوں ناقے حضرت علیؑ کو دے دیئے۔ پس یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی۔ اِنَّ فِي ذٰلِكَ

لَذِكْرٰى (سورہ ق ۵۰/۳۷) یعنی نصیحت ہے اس کے لیے جو صاحب عقل ہو۔ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ (سورہ ق ۵۰/۳۷)
یعنی امیرالمومنینؑ اپنی زبان سے جو کلام باری کی تلاوت کریں اس کو گوش دل سے سُنے وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ (سورہ ق ۵۰/۳۷)
یعنی امیرالمومنین شاہد القلب ہیں اپنی نماز میں، امر دنیا سے کوئی خیال ان کے دل میں نہیں آتا۔

حضرت علیؑ کی سبقت بیعت میں

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت دو قسم کی تھی بیعت خاصہ اور بیعت عامہ۔ بیعت خاصہ جنوں کی ہے جس میں انسانوں کا کوئی حصہ نہیں اور بیعت انصار ہے جس میں مہاجرین کا حصہ نہیں اور بیعت عشیرہ ہے ابتداءً اور بیعت غدیر ہے۔ انتہاءً علیؑ کو ان دونوں میں یکتائی حاصل ہے آپ نے دو طرفین لے لی ہیں۔ دوسری قسم بیعت عامہ ہے اور وہ بیعت شجرہ ہے یہ درخت اراک چاہ حدیبیہ کے قریب تھا اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اور یہ ایک مجہول مقام تھا۔ اس درخت کا اب پتہ نہیں کہا جاتا ہے کہ ردحا میں تھا لیکن معلوم نہیں کہ وہ روحا مکہ تھا۔ حام کے پاس یا وہ ردحا تھا جو راستہ میں ہے کہا جاتا ہے کہ سیلاب اس کو بہا لے گیا اس بیعت میں امیرالمومنینؑ نے سب پر سبقت کی تھی۔

ابوبکر شیرازی نے اپنی کتاب میں جابر انصاری سے مروی ہے کہ اس بیعت میں سب سے پہلے کھڑے ہونے والے امیرالمومنینؑ تھے پھر ابوسنان عبداللہ بن وہب اسدی پھر سلمان فارسی۔

اور اخبار لیث میں ہے کہ اوّل بیعت کرنے والے علیؑ کے بعد عمار تھے پس اس آیت میں اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (سورہ التوبہ ۹/۱۱۱)۔ سب سے پہلے مصداق علی علیہ السلام ہیں۔

جابر انصاری سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ سے بیعت کی موت پر۔

حدیث بصریین میں ہے کہ احمد بن لیسار نے کہا کہ اہل حدیبیہ نے بیعت کی تھی رسول اللہؐ سے اس بات پر کہ بھاگیں گے نہیں پس علیؑ ہی تمام صحابہ میں ایک ایسے شخص ہیں جو کسی جنگ میں نہیں بھاگے۔

ابن اوفی کے بیان کے مطابق بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی اور جابر بن عبداللہ نے کہا ہے کہ ایک ہزار چار سو تھی اور ابن مسیب کے نزدیک ایک ہزار پانچ سو ابن عباس کے نزدیک ایک ہزار چھ سو اور اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں میں منافقین کی بھی ایک جماعت تھی جیسے جد بن قیس اور عبداللہ بن ابی سلول۔

سدی اور مجاہد نے کہا کہ جن بیعت کرنے والوں سے اللہ راضی ہوا ان میں سب سے پہلا نمبر علیؑ کا ہے۔ خدا کے علم میں تھی ان کی صداقت اور وفا کہ بیعت کے متعلق خدا نے فرمایا ہے ۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا

تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا (سورہ النحل ۱۶/۹۱) اور دوسری آیت ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (سورہ الفتح ۴۸/۱۰) اور اس کا نام بیعت اس لیے ہوا کہ اس میں معاہدہ تھا نفسوں کی فروخت کا جنت کے عوض جنگ میں ثابت قدمی کے ساتھ۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے بیعت لی تھی درخت سمرہ کے نیچے اور وہ اس پر تھی کہ بھاگیں گے نہیں لیکن صحابہ میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے اپنے فعل یا اپنے قول سے اس بیعت کو توڑا نہ ہو۔ چنانچہ جنگ خندق کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ (سورۃ الاحزاب ۳۳/۱۵) اس سے قبل تم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ نہ بھاگو گے۔)

اور جنگ احد کے بارے میں فرماتا ہے اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۱۵۲) اور تم پہاڑ پر چڑھے چلے جا رہے تھے اور مڑکر بھی کسی طرف نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہے تھے۔ اور حنین کے بارے میں ہے وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (سورہ التوبہ ۹/۲۵) اور باوجود وسعت کے زمین تم پر تنگ ہوگئی تھی اور پھر تم پیٹھ پھیر بھاگے۔) بڑے بڑے نامور صحابہ خیبر میں بھاگ کھڑے ہوئے لیکن حضرت علیؑ کسی جنگ میں نہ بھاگے اور رسول اللہؐ کے ساتھ رہے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۲) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۲) یعنی کچھ لوگ اپنے عہد پر قائم رہے۔ ان میں سے بعض مر گئے۔ حمزہ جعفر اور عبیدہ اور بعض موت کا انتظار کر رہے ہیں یعنی علیؑ۔

خیبر علیؑ کے ہاتھ پر فتح ہوا بالاتفاق اور اکثر نے نکث عہد کیا اور بھاگ آئے اور یوم حنین تو رایت علی کے پاس تھا۔ آٹھ بنی ہاشم کے سوا کوئی رہا ہی نہیں شیخ مفید نے ارشاد میں لکھا ہے کہ عباس بن عبد المطلب اور فضل بن عباس آنحضرتؐ کے داہنے بائیں تھے اور ابوسفیان بن الحرث بن عبد المطلب آنحضرتؐ کی زین پکڑے ہوئے تھے اور امیر المومنین علیؑ آپ کے سامنے اپنی تلوار سے لڑ رہے تھے اور نوفل بن حرث بن عبد المطلب۔ ربیعہ بن الحرث عبد المطلب رعتبہ اور معتب پسران ابولہب بن عبد المطلب حضرت کے گرد تھے اور عباس کا یہ شعر مشہور ہے۔

نصرنا رسول الله في الحرب تسعة	وقد فرّ من قد فرّ منهم فاقشعوا
ہم نے رسولؐ کی مدد لڑائی میں نو بار کی	اور جو بھاگنے والے تھے بھاگ گئے

آنحضرتؐ اپنے نفس کے لیے بھی بیعت لیتے تھے اور اپنی ذریت کے لیے بھی چنانچہ حافظ بن مردویہ نے اپنی کتاب میں تین طریقے سے حسین بن زید بن علی بن الحسین انہوں نے جعفر بن محمد علیہم السلام سے روایت کی ہے میں گواہی دیتا ہوں

کہ میرے باپ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے جد حسین بن علی سے روایت کی ہے کہ جب انصار عقبہ میں رسولؐ اللہ سے بیعت کرنے آئے تو آپ نے فرمایا اے علیؑ اٹھو۔ انہوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ میں کس امر پر بیعت لوں۔ فرمایا اس طرح کہیں کہ ہم اطاعتِ خدا کریں گے اور اس کی نافرمانی نہ کریں گے اور رسولؐ اللہ اور ان کے اہل بیت سے دشمنوں کو دفع کریں گے اسی طرح جیسے اپنے اہل وعیال سے دفع کرتے ہیں۔

احمد نے کتاب فضائل میں جبہ عرنی اور ابن عباس سے اور زہری سے روایت کی ہے کہ صلح نامہ حدیبیہ کی کتابت کرنے والے علی بن ابی طالب تھے۔

طبری نے اپنی تاریخ میں براء ابن عازب سے انہوں نے قیس نخعی سے اور قطان ووکیع اور ثوری وسدی نے اپنی تفسیروں میں ابن عباس سے ایک طولانی حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے علی تم نے جو لفظ بھی لکھا ہے جبریل تمہاری طرف دیکھتے جاتے تھے اور تمہیں بشارت دیتے تھے۔

دعوت ذوالعشیرہ کے سلسلے میں آنحضرتؐ نے فرمایا میں اپنے اہل بیت کی طرف خاص طور سے مبعوث ہوا ہوں اور لوگوں کی طرف عام طور پر۔ یہ دعوت بعثت کے تین سال بعد دی گئی تھی جیسا کہ طبری نے اپنی تاریخ میں خرکوشی نے اپنی تفسیر میں محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں ابو مالک سے اس نے ابن عباس سے اس نے ابن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب آیہ وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ (سورہ الشعراء ۲۱۴/۲۶) نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے بنی ہاشم کو جمع کیا اور وہ اس وقت چالیس آدمی تھے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ بکری کی ایک ران پکا ئیں اور ایک صاع آٹا اور سوا تین سیر اور ایک پیالہ دودھ پھر دس دس کو بلا کر کھانا کھلانا شروع کیا باعجاز نبوی اس قلیل مقدار میں وہ سب سیر ہوگئے حالانکہ ان میں سے ایک ایک، ایک بکری مسلم کھانے والا اور ایک مشکیزہ پانی پی جانے والا تھا۔

کتاب مقاتل میں ضحاک سے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ابولہب نے کہا اس شخص نے ہم پر سحر کیا ہے پھر آنحضرتؐ نے ان سے کہا میں ہر سیاہ وسفید اور سرخ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں اور قبیلہ والوں کو ڈراؤں، میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں اور کچھ تم سے نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ تم لا إله إلا الله کہو۔ ابولہب نے کہا تو کیا اسی لیے تم نے ہمیں بلایا تھا۔ یہ کہہ کر وہ اور اس کے تمام ساتھی وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اسی موقع پر سورۂ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ (سورہ اللھب ۱/۱۱۱) نازل ہوئی دوسرے روز حضرت نے پھر بلایا اور کھانا کھلا کر فرمایا اے اولاد عبدالمطلب اگر تم اطاعت کرو گے تو تم روئے زمین کے بادشاہ ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کا وصی بھائی اور وزیر کسی کو بنایا پس بتاؤ تم میں سے کون میرا بھائی میرا وزیر۔ میرا وصی، میرا وارث میرے قرض کا ادا کرنے والا ہوگا۔

بروایت طبری ابن جبیر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ فرمایا کہ تم میں سے کون اس امر میں میری وزارت کرے گا اور تم میں

سے کون اس امر میں میری وزارت کرے گا اور تم میں سے میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہوگا وہ لوگ خاموش ہو گئے۔

ابو بکر شیرازی نے مقاتل سے ضحاک سے ابن عباس سے اور مسند العشرہ اور فضائل الصحابہ میں احمد سے اپنی اسناد کے ساتھ ربیعہ ابن ناجذ سے اس نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا تم میں سے کون میری بیعت اس لیے کرے گا کہ میرا بھائی اور میرا صاحب بنے۔ یہ سن کر کوئی نہ کھڑا ہوا۔ حضرت علیؑ جو قوم میں سب سے چھوٹے تھے انہوں نے کھڑے ہو کر کہا میں ہوں یا رسولؐ اللہ۔ تین بار یہ کلمہ ادا کیا تب رسول اللہؐ نے امیر المومنینؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔

ہاں تم ہو۔

تفسیر خرکوشی میں ابن عباس سے۔ ابن جبیرؓ سے اور ابو مالک سے اور تفسیر ثعلبی میں براء ابن عازب سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب نے جو سب سے چھوٹے تھے کہا میں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا ہاں تم اسی وجہ سے آپ ان کے وصی ہوئے کہ یہ سن کر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے ابو طالب اب آپ اپنے بیٹے کی اطاعت کیجئے۔ اس کو تم پر امیر بنایا گیا ہے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا اے نبی اللہ میں آپ کا وزیر ہوں گا۔ حضرت نے ان کی گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو وہ لوگ ہنسے اور ابو طالب سے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے یہ تم سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

حرث بن نوفل، ابو رافع اور عباد بن عبد اللہ اسدی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جب میں نے کہا یا رسول اللہؐ میں ہوں آپ کا وزیر تو حضرت نے فرمایا بے شک تم ہو پھر مجھے قریب بلایا اور اپنے لعاب دہن کو میرے منہ میں ڈالا اس پر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے کتنی بری چیز تھی جو اس کے ابن عم نے عطا کی۔ اتباع اور تصدیق کے صلہ میں۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ربیعہ بن ناجذ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے کہا اے امیر المومنینؑ کس وجہ سے آپ اپنے ابن عم کے وارث ہوئے اور آپ کے چچا نہ ہوئے۔ آپ نے دعوت ذوالعشیرہ کا واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ ان میں سوائے میرے کوئی نہ اٹھا اور میں ان میں سب سے چھوٹا تھا۔ حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ آخر حضرت نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے میرے چچا زاد بھائی تو میرا وارث ہے۔ میرا وزیر، میرا وصی اور میرا خلیفہ میری اہل میں ہے پس حضرت نے بیعت کی اس وجہ سے بعد نبی ان کی امامت واجب ہوئی۔ عباس نے کہا ہاں۔

حضرت علیؑ کی مسابقت فی العلم

سفیان بن ابی جریح نے عطا سے اس نے ابن عباس سے آیہ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ (سورہ الروم ۳۰/۵۶) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مومن ہوتا ہے مگر عالم نہیں ہوتا مگر علیؑ میں دونوں

باتیں جمع تھیں علم بھی اور ایمان بھی مقاتل بن سلیمان میں ضحاک سے اور اس نے ابن عباس سے آیہ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورہ فاطر ۳۵/۲۸) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ علیؑ خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کے فرائض پر عمل کرتے اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہیں۔

صفوانی نے الاحن والمحن میں کلبی سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے حرم اسمائے الہیہ سے ہے اور عشق علم الہٰی ہے سبقت کی انہوں نے ہر جماعت اور ہر فرقہ سے بلند رہے۔

محمد بن مسلم۔ ابوحمزہ ثمالی اور جابر بن یزید نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اور علی بن فضال اور فضیل بن یسار اور ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور احمد بن محمد حلبی اور محمد بن فضیل نے امام رضا علیہ السلام سے اور امام موسیٰ بن جعفر سے اور زید بن علیؑ اور محمد حنفیہ اور سلمان فارسی ابوسعید خدری اور اسماعیل سدّی سے مروی ہے کہ آیہ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳) میں مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابو معاویہ سے اس نے اعمش سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عطا نے امام محمد باقر سے کہ لوگوں نے یہ گمان کیا ہے وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳) سے مراد عبداللہ بن سلام ہے لیکن ایسا نہیں اس سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

سعید بن جبیر نے کہا ہے عبداللہ بن سلام کیسے مراد ہو سکتا ہے یہ آیت مکّی سورہ میں ہے۔ اور عبداللہ مدینہ میں مشرف باسلام ہوا ابن عباس سے مروی ہے کہ علیؑ کے سوا کوئی مراد نہیں ہو سکتا، وہ عالم تھے تفسیر وتاویل۔ ناسخ ومنسوخ اور حلال و حرام کے اور محمد حنفیہ سے مروی ہے کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد علیؑ ہیں۔

نطنزی نے خصائص میں لکھا ہے کہ اللہ اس آیت میں یہودیوں کے لیے گواہی دیتا ہے اور اس نے اپنے نفس کا ثانی علیؑ کو بنایا ہے۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳) یہ آیت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تمام صحابہ کو علم علیؑ کا اعتراف تھا جاحظ نے کہا ہے کہ اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ لوگوں نے علم کو چار شخصوں سے لیا ہے۔ علیؑ۔ ابن عباس۔ ابن مسعود اور زید بن ثابت اور ایک گروہ نے عمر خطاب کا بھی نام لیا ہے اور اس پر بھی سب کا اجماع ہے۔ یہ مذکورہ چاروں حضرت عمر سے زیادہ کتاب اللہ کے پڑھنے والے تھے اور حضرت علیؑ ان کے امام تھے۔ پھر اس پر بھی اجماع ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا الأئمة من قريش پس ابن مسعود اور زید بن ثابت نکل گئے رہے ابن عباس تو عالم و فقیہ و قریشی تھے لیکن علی علیہ السلام ان سے سن میں زیادہ تھے اور ہجرت میں مقدم لہٰذا وہ بھی ساقط ہوئے اب باقی رہے علیؑ پس وہی احق بالامامت ہیں بالاجماع۔

لوگ ان سے سوال کرتے تھے وہ کسی سے نہیں پوچھتے تھے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا جب تم کسی امر میں اختلاف کرو تو علی بن ابی طالب

کے ساتھ ہو جاؤ۔

عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ جب کسی امر میں اختلاف کریں تو علیؑ کو حکم بنائیں لہٰذا اجل صحابہ جیسے سلمان و عمار و ابوذر و حذیفہ و ابی بن کعب و جابر انصاری و ابن عباس و ابن مسعود و زید بن صوحان وغیرہ سب علم میں علی علیہ السلام کی فضیلت کے معترف تھے۔

نقاش نے اپنی تفسیر میں ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علیؑ ایسے عالم ہیں جن کو رسولؐ اللہ نے تعلیم دی ہے اور رسولؐ کو اللہ نے تعلیم دی ہے پس علم نبی علم اللہ سے ہے اور علم علیؑ علم نبی سے ہے۔ اور میرا علم علم علیؑ سے ہے اور میرا اور تمام اصحاب محمدؐ کا علم علم علیؑ کے مقابل ایسا ہے جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے مقابل۔

ضحاک نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ علی بن ابی طالب کو علم کے نو حصے عطا کئے گئے ہیں اور دسویں حصہ میں بھی وہ دوسروں کے شریک ہیں۔

امالی طوسی میں ہے کہ حضرت علیؑ ایک گروہ کی طرف سے گزرے جس میں سلمان بھی تھے انہوں نے لوگوں سے کہا اٹھو اور ان کے علم سے فائدہ حاصل کرو واللہ ان کے سوا تم کو سرّ نبی سے کوئی آگاہ نہ کرے گا۔

امالی بن بابویہ میں ہے کہ محمد بن منذر نے کہا میں نے ابوامامہ کو کہتے سنا کہ علیؑ جب کوئی بات کہتے تو اس میں ان کو شک نہیں ہوتا تھا ہم نے رسولؐ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد میرے بھید کا خازن علیؑ ہے۔

یحییٰ بن معین نے عطا بن ابی رباح سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا۔ تمہارے علم میں علیؑ سے زیادہ کوئی عالم ہے انہوں نے کہا نہیں۔

خطیب نے اربعین میں حضرت عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علم کے چھ حصے ہیں ان میں سے پانچ علیؑ کے لیے ہیں اور چھٹے حصے میں اور سب لوگ ہیں اور علیؑ اس میں بھی ہم سب کے شریک ہیں اور اس میں بھی ہم سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے کہا آپ قضایا فیصل کرنے میں جلدی کرتے ہیں فرمایا تمہارے ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں کہا پانچ فرمایا اے ابوحفص تم نے جلدی کی۔ انہوں نے کہا اس میں کون سی چیز مخفی تھی کہ میں سوچتا۔ فرمایا اسی طرح جو چیز مجھ پر مخفی نہیں میں ان کے متعلق کیوں سوچوں۔

یونس بن عبید نے حسن سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا خداوندا میں پناہ مانگتا ہوں ایسی مشکل سے کہ اس کے حل کرنے کے لیے علیؑ میرے پاس موجود نہ ہوں۔

ابانہ بن بطہ نے کہا ہے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے جو سوال علیؑ سے کیا جاتا ہے وہ اسے حل کر دیتے ہیں خدا تمہارے بعد مجھے نہ رکھے۔

تاریخ بلاذری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا خدا مجھے اس مشکل کے لیے باقی نہ رکھے جس کے حل کے لیے علیؑ نہ ہوں۔

۲۲ مسئلوں میں حضرت علیؑ کی طرف حضرت عمرؓ نے رجوع کی اور کہا لولا علي لهلك عمر ۔ اس کی روایت ابوبکر ابن عباس اور منظفر سمعانی نے کی ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا علیؑ علم کی گٹھڑی ہیں میرے بعد میری اُمت میں سب سے زیادہ عالم ہیں اس کی روایت علی بن ہاشم اور ابن شیرویہ نے اپنی اسناد سے کی ہے۔

فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو فضیلت کا ایک ایسا جز دیا ہے تمام اہلِ ارض پر اگر تقسیم کیا جائے تو ان سب پر چھا جائے۔

حلیۃ الاولیا میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا سے علم علیؑ کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا میں نے حکمت کو دس حصوں میں تقسیم کیا ہے ان میں سے نو حصے علیؑ کو دیئے گئے ہیں اور ایک حصہ سب کو۔

ربیع بن خیثم نے کہا علیؑ سے زیادہ کوئی آنحضرتؐ سے محبت رکھنے والا نہ تھا اور علیؑ سے زیادہ کوئی اس شخص سے بغض رکھنے والا نہ تھا جو آنحضرتؐ سے بغض رکھے اور یہ بھی کہا کہ علیؑ کی شان میں ۲۱۸ آیتیں ہیں اور یہ بھی روایت ہے کہ وہ اعلم امت ہیں بیدالنجا میں ہیں اور ان کی شان میں تین سو ستر آیتیں ہیں۔

اس پر اجماع ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا أقضاكم علي (تم میں سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علیؑ ہیں۔

سعید ابن ابی الخصیب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابن لیلیٰ سے فرمایا اے عبدالرحمٰن کیا تم لوگوں کے درمیان مقدمات فیصل کرتے ہو اس نے کہا ہاں یا ابن رسولؐ اللہ فرمایا کس طرح اس نے کہا کتاب اللہ سے۔ فرمایا جو کتاب اللہ میں نہ ملے اس نے کہا تو پھر سنت رسولؐ کہا جو سنت میں نہ ہو تو اس نے کہا پھر اجماع صحابہ سے جوڑتے ہو۔ فرمایا اگر ان کے درمیان اختلاف ہو تو کیا کرو گے اس نے کہا جس سے مجھے عقیدت ہے اس کا قول مانوں گا باقی کی مخالفت کروں گا فرمایا روز قیامت کیا جواب دو گے جب رسول اللہ کہیں گے خدایا یہ ہے وہ جس تک میرا قول پہنچا مگر اس نے میری مخالفت کی فرمایا کیا تم تک آنحضرتؐ کا یہ قول نہیں پہنچا أقضاكم علي اس نے کہا پہنچا ہے فرمایا جب تم ان کے قول کے خلاف کیا تو کیا یہ رسولؐ کی مخالفت نہ ہوئی یہ سن کر ان کا چہرہ زرد پڑ گیا اور ساکت ہو کر رہ گیا۔

ابانہ میں ابوامامہ سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میرے بعد سنت اور قضا کا سب سے زیادہ جاننے والا علی ابن ابی طالب ہے۔

کتاب الجلاء والشفا والاحن والمحن میں ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علی علیہ السلام نے یمن میں ایک قضیہ فیصل کیا ان لوگوں نے آنحضرتؐ سے شکایت کی کہ علیؑ نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ ظالم نہیں اور نہ وہ ظلم کے لیے پیدا ہوا ہے وہ میرے بعد تم پر حاکم ہیں اور جو حکم اس کا ہے وہ صحیح ہے۔ اس کے حکم کو نہیں رد کرے گا مگر کافر اور نہیں

راضی ہوگا اس پر مگر مومن۔

جب یہ ثابت ہوگیا تو ہمیں سزا وار ہے کہ ان کے علاوہ کسی اور کو حاکم بنایا جائے اور قضا یا فیصل کرنے کے لیے بہت سے علوم دین جاننے کی ضرورت ہے اور چونکہ علیؑ ان علوم کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں لہذا ان کے غیر کی تقدیم جائز نہیں اس لیے کہ تقدیم فاضل مفضول پر قبیح ہے۔

آیہ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (سورہ البقرہ ۲/۱۸۹) کے متعلق امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہم ہی وہ بیوت ہیں جن کے دروازوں سے آنے کا خدا نے حکم دیا ہے ہم الواب ہیں ہم وہ گھر ہیں جن سے آنا چاہیے جس نے ہمارا اتباع کیا اور ہماری ولایت کا اقرار کیا وہ گھروں میں پشت کی طرف سے نہ آیا۔

بالاجماع آنحضرت صلعم نے فرمایا میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں جو علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ دروازے سے آئے۔ اس حدیث کو احمد نے آٹھ طریق سے اور ابراہیم ثقفی نے سات طریق سے اور ابن لبطہ نے چھ طریق سے اور قاضی جعانی نے پانچ طریق سے ابن شاہین نے چار طریق خطیب التاریخی نے تین طریقے سے یحیٰی بن معین نے دو طریق سے اور اس کے روایت کرنے والے سمعانی۔ ماوردی۔ ابومنصور سکری۔ ابوالصلت ہروی۔ عبدالرزاق شریک نے ابن عباس۔ مجاہد وغیرہ سے روایت کی ہے اور یہ مقتضی ہے وجوب رجوع کا امیرالمومنینؑ کی طرف کیونکہ حضرت نے مدینہ سے کنایہ کیا ہے اپنی ذات سے اور اس کی خبر دی ہے کہ آپ کے علم کی طرف پہنچنا علیؑ کی طرف ہے خاصتہً ہونا چاہیے۔ کیونکہ حضرت نے علیؑ کو قرار دیا ہے اس شہر کا دروازہ جس میں نہیں داخل ہوتے۔ مگر اس سے پھر اس امر کو لوگوں پر واجب کیا اور اپنے اس قول سے فلیأت الباب اور یہ دلیل ہے حضرت علیؑ کی عصمت پر کیونکہ جو معصوم نہیں اس سے قبیح کا صدور ممکن ہے اور جب اقتدا اس کے ساتھ قبیح ہوگی تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ قبیح کا حکم دیا۔

اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا میں دار حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

حضرت علیؑ کیونکر اعلم الناس نہ ہوتے جبکہ صورت یہ تھی کہ جب رسول خداؐ گھر میں داخل ہوتے یا مسجد میں تو وحی اور مسائل کو لکھتے اور حضرت کے فتوے سنتے اور حضرت سے سوال کر کے جواب مانگتے۔ جب آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوتی تو رات کی وحی کو صبح ہونے سے پہلے حضرت علیؑ کو سنا دیتے۔ اور جب دن میں نازل ہوتی تو شام سے پہلے بتا دیتے اور مشہور روایت ہے کہ علیؑ نے سرگوشی سے پہلے ایک دینار خرچ کیا اور حضور سے دس مسائل پوچھے جن سے ہزار باب علم کے آپ پر منکشف ہوئے اور پھر ہر باب سے ہزار باب اور اسی طرح قبل وفات آنحضرتؐ نے ہزار باب علم کے تعلیم دیئے۔

حافظ ابونعیم نے اپنی اسناد کے ساتھ زید بن علی سے انہوں نے اپنے باپ سے اور جد سے اور انہوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہؐ نے مجھے ایک ہزار باب علم کے تعلیم دیئے اور ہر باب سے ایک ہزار باب میرے اوپر اور کھل گئے۔ ابوجعفر ابن بابویہ نے اس حدیث کو الخصال میں چودہ طریقے سے اور سعد بن عبداللہ قمی نے بصائر الدرجات میں ۱۴ طریقے

سے نقل کیا ہے۔

فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے سیف النبی کے قبضہ پر ایک چھوٹا سا صحیفہ تحریر تھا اور وہ ایسے حروف تھے کہ ہر حرف سے ہزار حرف اور ظاہر ہوتے تھے۔ علی علیہ السلام نے وہ تلوار امام حسنؑ کو دی انہوں نے اس کے چند حروف کو پڑھا انہوں نے امام حسینؑ کو دی، چند حروف انہوں نے پڑھے۔ انہوں نے محمد حنفیہ کو دی وہ اس راز کو کھولنے پر قادر نہ ہوئے۔

ابان بن ثعلب حسین بن معاویہ سلیمان جعفری۔ اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفران سب نے حضرت عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ کی موت کا وقت قریب آیا تو حضرت علی علیہ السلام آپ کی خدمت میں آئے اور اپنا منہ حضرت کی چادر کے اندر کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل و کفن دینا۔ میرے پاس بیٹھو اور مجھ سے سوال کرو اور لکھتے جاؤ۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے کفن کے جوڑ پکڑ کر مجھ سے جو چاہنا پوچھنا میں سب کے جواب دوں گا۔ ابو عوانہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔ حضورؐ نے جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا مجھے بتا دیا۔

صفوانی نے کہا بیان کیا مجھ سے ابو بکر بن مہرویہ نے اپنی اسناد سے کہ ام سلمہ نے بیان کیا کہ رسولؐ اللہ نے مجھے ایک تحریر دے کر فرمایا۔ میرے بعد جو میرا جانشین ہو یہ تحریر اس کو دے دینا۔ ابو بکر و عمر عثمان میں سے کسی نے یہ تحریر مجھ سے طلب نہ کی۔ لیکن جب علیؑ کی بیعت ہوگئی تو انہوں نے مجھ سے کہا اے ام سلمہ وہ تحریر مجھے دو جو رسولؐ اللہ تم کو دے گئے ہیں میں نے ان کو دے دی پوچھا اس میں کیا تھا۔ علی علیہ السلام نے فرمایا ہر شے سوائے قیام قیامت اس میں ہے۔

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا یہ علم الابد ہے۔

ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا یمصون الثماد و یدعون النهر الأعظم لوگوں نے اس کا مطلب پوچھا تو فرمایا انبیاء کے تمام علموں کی وحی خدا نے محمدؐ پر کی اور انہوں نے وہ سب علیؑ کو تعلیم کیا اسی لیے آپ نے علم میں وہ دعوے کیے جو اور کسی نے نہیں کیے۔

حنش الکنانی نے روایت کی ہے کہ میں نے علیؑ کو یہ کہتے سنا واللہ میں جانتا ہوں رسالتوں کی تبلیغوں وعدوں کی تصدیق اور تمام کمالات کو۔ بے شک میرے پہلو میں پورا پورا علم ہے کاش کوئی اس کا اٹھانے والا ہوتا اور یہ بھی فرمایا۔

لو كشف لي الغطاء ما ازددت يقينا

روایت کی ہے ابن ابی البختری نے چھ طریق سے ابن الفضل نے دس طریق سے ابراہیم ثقفی نے چودہ طریق سے اور راویوں میں عدی ابن حاتم۔ اصبغ بن نباتہ، علقمہ بن قیس، یحیٰی ابن ام الطویل، زر بن حبیش۔ ابو الطفیل انہوں نے کہا کہ مہاجرین و انصار کے روبرو امیر المومنینؑ نے فرمایا اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے میں علم سے پُر ہوں کاش کوئی طالب

ہوتا۔ مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے گم کر دو۔ میرا یہ سینہ علم کا صندوق ہے۔ یہ لعاب رسولؐ کا اثر ہے یہ وہ ہے کہ رسولؐ نے مجھے اس طرح بھرا یا ہے جیسے طائر اپنے بچے کو بھراتا ہے مجھ سے پوچھو میرے پاس علم اوّلین و آخرین ہے واللہ اگر میرے لیے مسند قضا بچھا دی جائے اور اس پر مجھے بٹھایا جائے تو میں اہل توریت کے درمیان توریت سے حکم کروں گا اور اہل انجیل کے درمیان انجیل سے اور اہل زبور کے درمیان زبور سے اور اہل فرقان کے درمیان فرقان سے۔ یہاں تک کہ ہر کتاب بول اٹھے گی کہ علیؑ نے میرے بارے میں وہی حکم دیا ہے جو اللہ کا حکم ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ فرمایا پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ قسم اس خدا کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ہواؤں کو چلایا اگر تم ایک ایک آیت کے متعلق سوال کرو گے تو میں بتا دوں گا کہ وہ دن میں نازل ہوئی ہے یا رات میں، مکی ہے یا مدنی ہے سفری ہے یا حضری۔ ناسخ ہے یا منسوخ ہے۔ محکم ہے یا متشابہ ہے تاویلی ہے یا تنزیلی۔

اور غرر الحکم میں ہے کہ حضرت نے فرمایا پوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ میں تم کو طرق زمین سے زیادہ طرق آسمان کی خبر دوں گا۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تم کو خبر دونگا ہر اس چیز کے متعلق جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے میں ہر اس گروہ کے متعلق جو ہدایت یافتہ یا گمراہ ہے یہ بتا دوں گا اس کا ابھارنے والا۔ قیادت کرنے والا اور ہنکانے والا کون ہے اور ان کے اونٹوں کے بیٹھنے اور سامان اتارنے کی جگہ کہاں ہے اور ان میں سے کون قتل کیا جائے گا اور کون اپنی موت مرے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو خبر دے دوں تم کو تمہارے داخل ہونے اور خارج ہونے کی جگہ اور تمام حالات سے۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ میرے پاس علم منایا و بلایا۔ وصایا و الباب۔ فصل الخطاب مولد اسلام اور مولد کفر ہے میں صاحب میسم ہوں، میں فاروق اکبر ہوں دولۃ الدول ہوں۔ مجھ سے پوچھ لو جو قیامت تک ہونے والا ہے اور جو کچھ مجھ سے پہلے تھا اور دوسرے زمانہ میں ہے اور اس وقت تک کے حالات جب تک خدا کی عبادت کی جائیگی

ابن مسیب نے کہا سوائے علی بن ابی طالب کے اصحاب رسولؐ میں اور یہ کوئی کہنے والا نہ تھا سلونی قبل ان تفقدونی قرآن کی تعریف میں خدا نے فرمایا ہے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورہ النحل ۱۶/۸۹) اور كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورہ یٰسین ۳۶/۱۲) اور وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (سورہ الانعام ۶/۵۹) پس جب قرآن کی یہ جامعیت ہے تو ظاہر الفاظ میں تو یہ صورت نظر نہیں آتی۔ لامحالہ تاویل ہی میں یہ صورت ہوگی۔ اور وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ (سورہ آل عمران ۳/۷) سے معلوم ہوا کہ اس کی تاویل راسخون فی العلم ہی جانتے ہیں اور وہ علیؑ ہیں اسی لیے انہوں نے سلونی قبل ان تفقدونی کہا۔ اگر قرآن کی ظاہری صورت مراد لی جائے تو امت میں بہت سے لوگ اس کے جاننے والے

ہیں اور اس میں ایک حرف کی غلطی نہیں کرتے لیکن ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں اگر حضرت علیؑ یہ جانتے کہ ان کا یہ دعویٰ صحیح نہیں یا یہ کہ اس دعویٰ میں غیر بھی ان کے ساتھ شریک ہے تو ہرگز یہ دعویٰ نہ کرتے پس یہ ثابت ہوگیا کہ کتاب خدا کا پورا علم ان کے پاس ہے تو لا محالہ وہ اولیٰ بالامامت ہیں۔

اس بارے میں سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ علوم میں کوئی علم ایسا نہیں کہ اس کے اہل نے حضرت علیؑ کو اپنا پیشوا نہ تسلیم کر لیا ہو لیس قرآن ان سے لینا چاہیے وہی قبلہ شریعت ہیں۔

شیرازی نے نزول القرآن میں اور ابو یوسف یعقوب نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ آیہ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ (سورہ القیامہ ۱۶/۷۵) کی تفسیر میں ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے ہونٹ عندالوحی حرکت کرتے تھے تاکہ اس کو حفظ کر لیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جلدی نہ کرو قرأت قرآن میں قبل ختم وحی اور آیہ - إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (سورہ القیامہ ۱۷/۷۵) سے یہ بتایا گیا ہے ضمانت دی ہے خدا نے آنحضرتؐ کو کہ ان کے بعد قرآن کو علیؑ جمع کریں گے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ نے چھ ماہ میں قرآن کو جمع کیا۔

اخبار ابو رافع میں ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں حضرت علیؑ سے کہا اے علی یہ کتاب اللہ ہے اس کو اپنے پاس رکھو۔ حضرت علیؑ نے ان اجزائے متفرقہ کو ایک کپڑے میں جمع کیا اور اپنے گھر چلے آئے۔ جب آنحضرتؐ کا انتقال ہوگیا تو حضرت نے موافق تنزیل اس کو جمع کرنا شروع کیا۔

ابو العلاء عطاء اور موافق خطیب خوارزم نے اپنی کتابوں میں علی بن رباح سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ سے قرآن جمع کرنے کے لیے پس آپ نے جمع کیا اور اس کو لکھا۔

حبلہ ابن سحیم نے اپنے باپ سے اور اس نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ اگر میرے لیے مسند حکومت بچھا دی جائے اور میرا حق پہچانا جائے تو میں ایک ایسا مصحف نکالوں گا جس کو میں نے لکھا ہے اور رسولؐ اللہ کے سامنے لکھا ہے۔

کتب اہل سنت میں مروی ہے کہ علیؑ نے ابو بکرؓ کی بیعت میں تاخیر قرآن جمع کرنے کی وجہ سے کی۔

ابو نعیم نے حلیہ میں اور خطیب نے اربعین میں سدی سے اس نے ابن خیبر سے اس نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب سے رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو میں نے قسم کھائی کہ میں ردا اپنی پشت پر نہ ڈالوں گا جب تک قرآن جمع نہ کر لوں۔

اخبار اہل بیت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قسم کھائی تھی کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گا ردا کندھے پر نہ ڈالوں گا۔ مدت تک آپ نے لوگوں سے قطع تعلق رکھا یہاں تک کہ آپ نے اس کو جمع کر لیا۔ آپ اس کو لے کر مسجد میں لوگوں کے پاس آئے۔ انہوں نے ایک مدت کے قطع تعلق کے بعد آپ کا آنا بُرا سمجھا اور کہا کہ کوئی خاص معاملہ ہے جو ابو الحسن یہاں آئے ہیں جب ان کے بیچ میں پہنچے تو آپ نے قرآن کو ان کے درمیان رکھ کر فرمایا رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں تم میں دو

چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم ان سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے میرے اہل بیت۔ یہ کتاب ہے اور میں عترت ہوں عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا اگر تمہارے پاس قرآن ہے تو ہمارے پاس بھی اس کی مثل ہے پس ہم کو تم دونوں کی حاجت نہیں۔ پس حضرت علیؑ نے قرآن کو اٹھا لیا اور لوٹ آئے یہ بھی فرمایا حجت تمام ہو گئی۔

ایک خبر طویل میں صادق آل محمدؐ سے مروی ہے کہ حضرت نے قرآن کو اٹھا لیا اور واپس آ کر اپنے حجرہ میں داخل ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ فَنَبَذُوهُ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ (سورہ آل عمران ۱۸۷)

ابن مسعود نے کہا کہ قرآن کو جمع کیا اور قرأت کی پس ان کی قرأت کا اتباع کرو۔

یہ جو روایت ہے کہ قرآن کو جمع کیا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے تو ابوبکرؓ کے متعلق تو یہ ہے کہ جب ان سے قرآن جمع کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے کہا میں وہ کام کیسے کروں جو حضرت رسولؐ خدا نے نہیں کیا اور نہ مجھے اس کا حکم دیا اور بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ علیؑ نے یہ دعویٰ کیا کہ نبی نے مجھے قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا لوگوں نے زید بن ثابت سعید بن العاص عبدالرحمٰن ابن الحارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کو قرآن جمع کرنے پر آمادہ کیا پس یہ قرآن ان ہی لوگوں کا جمع کیا ہوا ہے ان میں سے بعض قرآن کے عالم تھے۔

احمد بن حنبل۔ ابن بطہ ابو یعلی نے اپنے مصنفات میں اعمش سے انہوں نے ابوبکر بن عیاش سے ایک خبر طویل میں ذکر کیا ہے کہ دو شخصوں نے سورۂ احقاف کی تیس آیتیں پڑھیں اور ان کی قرأت میں اختلاف کیا ابن مسعود نے کہا یہ قرأت نبی کے خلاف ہے وہ ان دونوں کو آنحضرتؐ کے پاس لائے حضرت کو غصہ آیا۔ حضرت علیؑ ان کے پاس تھے انہوں نے کہا رسول اللہؐ حکم دیتے ہیں کہ اس طرح پڑھو جیسے میں نے تم کو تعلیم دی ہے یہ دلیل ہے اس کی کہ علی کو وجوہ قرأت مختلفہ کا علم تھا۔

ایک روایت ہے کہ جب زید نے التابوہ لکھا تو علی علیہ السلام نے فرمایا اس کو التابوت لکھو چنانچہ زید نے ویسا ہی لکھا قرار سبعہ اپنی قرأت میں حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ حمزہ اور کسائی آپ کی قرأت پر اعتماد کرتے تھے اور ابن مسعود کی قرأت پر چونکہ ان دونوں کا مصحف ابن مسعود کا سا مصحف نہیں لہٰذا ان دونوں کی رجوع علیؑ کی طرف رہی اور ابن مسعود سے موافقت رہی قائم مقام اعراب ہیں۔

ابن مسعود کہا کرتے تھے میں نے علیؑ سے زیادہ قرآن کا قاری کسی کو نہیں پایا۔

رہے نافع اور ابن کثیر اور ابو عمر تو معظم امور میں ان کی قرأت رجوع ہوتی ہے ابن عباس کی طرف اور ابن عباس نے سیکھا ابی بن کعب اور علیؑ سے پس اس طرح بھی مرجع قرأت حضرت علیؑ ہوئے۔

رہا عاصم تو اس نے سیکھا ابو عبدالرحمٰن سلمی سے اور انہوں نے کہا میں نے کل قرآن علیؑ سے پڑھا اور یہ کہا گیا ہے کہ سب سے زیادہ فصیح قرأت عاصم کی ہے کیونکہ وہ اصل سے مطابق ہے وہ ظاہر کرتا ہے اس حرف کو جسے اس کا غیر مدغم کرتا ہے اور ثابت رکھتا ہے ہمزہ کو جہاں اس کا غیر لین کرتا ہے اور جہاں اس کا غیر امالہ کرتا ہے وہ وہاں نہیں کرتا۔

اور عدد کوفی قرآن میں منسوب ہے علیؑ کی طرف اور ان کے علاوہ کسی اور صحابی کی طرف منسوب نہیں اس میں مفسرین نے جیسے عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود۔ ابی بن کعب اور زید بن ثابت نے یہ اعتراف کیا ہے کہ حضرت علیؑ ان سے مقدم ہیں۔

تفسیر نقاش میں ہے کہ ابن عباس نے کہا میں نے حاصل کیا تفسیر کو علیؑ اور ابن مسعود سے اور قرآن نازل ہوا ہے سات حرفوں پر اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ظاہری معنی ہیں اور باطنی اور علیؑ دونوں کے جاننے والے ہیں۔

فضائل عکبری میں شعبی نے کہا نبی کے بعد علیؑ سے زیادہ کتاب اللہ کا کوئی عالم نہیں۔ تاریخ بلاذری اور حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے متعلق میں نہ جانتا ہوں کہ یہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں سہل میں یا جبل میں خدا نے مجھے سب سے زیادہ دل سمجھنے والا دیا ہے اور سب سے زیادہ سوال کرنے والی زبان۔ قوت القلوب میں ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بار کر دوں۔

مفسرین جہاں حضرت علیؑ کا قول پا لیتے ہیں اس کے سوا دوسرے قول کو اختیار نہیں کرتے۔

جب کہ حضرت علیؑ منبر پر تشریف فرما تھے ابن الکوا نے آیہ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا (سورہ الذاریات ۵۱/۱) کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا وہ ہوائیں ہیں اس نے کہا اور فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا (سورہ الذاریات ۵۱/۲) سے کیا مراد ہے فرمایا بادل اس نے پوچھا فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا (سورہ الذاریات ۵۱/۳) سے کیا مراد ہے فرمایا کشتی۔ اس نے پوچھا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا (سورہ الذاریات ۵۱/۴) سے کیا مراد ہے فرمایا ملائکہ پس تمام مفسرین نے حضرت کا یہی قول نقل کیا ہے۔

اور آیہ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (سورہ آل عمران ۳/۹۶) کی تفسیر میں جہالت سے کام لیا ہے ایک شخص نے کہا وہ اول بیت ہے۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہیں اس سے پہلے اور بہت سے گھر تھے بلکہ وہ پہلا گھر اس معنی میں ہے کہ لوگوں کے لیے مبارک بنایا گیا اور اس میں ہدایت و رحمت ہے اور برکت ہے سب سے پہلے ابراہیم نے اس کو بنایا پھر عرب کی قوم جرہم نے پھر قریش نے اس کو منہدم کر کے بنایا۔ ابن عباس نے اس قول کو مستحسن جانا کیونکہ اپنی تفسیر میں اسی کو اخذ کیا۔

احمد نے اپنی مسند میں لکھا ہے جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو ابن عباس صرف دس سال کے تھے انہوں نے محکم یعنی مفصل کو علی علیہ السلام سے حاصل کیا۔

فقہا میں سب سے زیادہ فقیہ حضرت علیؑ تھے جو کچھ ان تمام فقہا سے ظاہر ہوا وہ تنہا حضرت علیؑ سے ظاہر ہوا۔ تمام شہروں کے فقہاء آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ کے دریائے علم سے سیراب ہوتے تھے۔ اہل کوفہ اور ان کے فقہا جیسے سفیان ثوری حسن صالح بن حی۔ شریک ابن عبداللہ اور ابن ابی لیلیٰ یہ سب فرعی مسائل میں کہتے تھے کہ یہ قول علیؑ سے قیاس کیا گیا ہے۔ اور اسی ابواب کا ترجمہ کرتے تھے۔

فقہائے بصرہ جیسے حسن اور ابن سیرین یہ دونوں لیتے تھے اس چیز سے جو ماخوذ ہوتا تھا کلام علیؑ سے اور ابن سیرین کہتا

ہے اس چیز سے جو اخذ کیا تھا اس نے کوفیوں سے اور عبیدہ سمعانی سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام کے مخصوص لوگوں میں سے تھے۔

رہے اہل مکہ انہوں نے ابن عباس سے لیا اور ابن عباس کا بڑا حصہ علم لیا ہوا تھا علی ابن ابی طالب سے یہ ہے اہل مدینہ تو ان کے علم کا ماخذ بھی حضرت علیؑ ہی تھے۔

امام شافعی نے ایک کتاب تصنیف کی اس بارہ میں کہ اہل مدینہ نے اتباع کیا ہے اقوال علی علیہ السلام اور عبداللہ بن عباس کا۔

اور محمد بن الحسن فقیہ نے کہا ہے کہ اگر علی بن ابی طالب نہ ہوتے تو اہل بغی کا حکم نہ جانتے اور محمد بن الحسن کی ایک کتاب ہے جو مشتمل ہے تین سو مسئلوں پر قتال اہل بغی کے متعلق جن کی بنا ان کے فعل پر ہے۔

مسند ابو حنیفہ میں ہے کہ ہشام بن الحکم نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حنیفہ سے فرمایا تم نے قیاس کو کہاں سے لیا اس نے کہا قول علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت سے جبکہ گواہ بنایا ان کو عمر نے میراث جد و اخوہ میں تو ان سے علیؑ نے کہا اگر کسی درخت سے ایک شاخ پھوٹے اور اس شاخ سے دو شاخیں اور نکلیں تو کون زیادہ قریب ہے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک شاخ کی طرف آیا تو اس کی ساتھی شاخ جو اس کے ساتھ نکلی ہے زیادہ اس سے قریب ہے یا درخت اور زید نے کہا ہے کہ اگر ایک نہر سے نالہ نکلے اور اس سے دو نالے پھوٹیں تو ان دونوں نالوں میں ایک نالہ دوسرے نالے سے زیادہ قریب ہوگا یا نہر سے۔

فضائل احمد میں ہے کہ عبداللہ نے کہا تمام اہل مدینہ میں علم فرائض کے جاننے والے علی علیہ السلام زیادہ تھے۔
شعبی نے کہا ہے کہ میں نے علیؑ سے زیادہ فرائض کا جاننے والا اور حساب کا جاننے والا اور کسی کو نہیں پایا۔ ایک روز برسرِ منبر حضرت سے کسی نے میراث کے متعلق یہ سوال کیا کہ ایک شخص مر گیا ہے اس نے ایک بی بی چھوڑی اور ماں باپ اور دو لڑکیاں تو بی بی کا حصہ کتنا ہوگا۔ فرمایا ثمنہا تسعا اس مسئلہ کا لقب مسئلہ منبریہ ہوگا۔

اس کی شرح یہ ہے ماں باپ کے دو سدس لڑکیوں کے دو ثلث عورت کا آٹھواں عالی فریضہ سے اور ۲۴ میں سے تین پس ہوں گے اس کے لیے ۲۷ تو اس کا حصہ ہوگا ۹ کیونکہ ۲۷ کا تہائی ۹ ہوتا ہے باقی رہے ۲۴ دونوں بیٹیوں کے ہوئے ۱۶ اور آٹھ والدین کے علی السویہ۔

اصحاب روایات میں سے تقریباً بیس آدمیوں نے جن میں ابن عباس، ابن مسعود، جابر انصاری، ابوایوب، ابوہریرہ انس ابوسعید خدری ابورافع وغیرہ نے یہ روایت کی ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا علي مع الحق ۔
ترمذی اور بلاذری نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے کہ آپ تمام اصحاب سے زیادہ احادیث نقل کرتے ہیں فرمایا جب میں رسول اللہ سے سوال کرتا تھا آپ مجھے جواب دیتے تھے اور جب میں چپ ہوتا تو آپ خود سے

بتاتے تھے۔ ابن مردویہ نے بھی یہی نقل کیا ہے۔
متکلمین نے بھی حضرت سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا علیؑ اس اُمّت کے عالم ربانی ہیں۔
احادیث میں ہے حق کی طرف مجادلہ کا طریقہ جاری کرنے والے علیؑ ہیں انہوں نے ملاحدہ سے مناظرہ کیا مناقضات قرآن میں اور جاثلیق کو مشکل سوالات کے جوابات دیئے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوا۔
ابوبکر ابن مردویہ نے اپنی کتاب میں سفیان سے نقل کی ہے کہ نہیں مناظرہ کیا علیؑ نے کسی سے مگر اس پر غالب آئے۔
ابوبکر شیرازی نے اپنی کتاب میں مالک سے اس نے انس سے اس نے ابن شہاب سے اور ابو یوسف یعقوب بن سفیان سے اپنی تفسیر میں اور احمد بن حنبل اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں لکھا ہے کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ خبر دی مجھے علی بن الحسینؑ نے کہ بیان کیا ان سے امام حسینؑ نے اور ان سے حضرت علی علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ سب سے زیادہ ہیں مناظرہ میں اور متکلم بالحق والصدق ہیں۔
راس الجالوت نے کہا نبی کے مرنے کے بعد تم نے تیس برس کے بعد ہی آپس میں خون خرابے شروع کر دیئے حضرت نے فرمایا دریائے نیل کے پانی سے ابھی تمہارے پاؤں سوکھے بھی نہ تھے کہ تم موسیٰ سے کہنے لگے ہمارے لیے بھی ایسا ہی معبود بنا دیجئے جیسے معبود ان لوگوں کے لیے ہیں۔
جنگ جمل کے بعد اہل بصرہ نے کلیب جرمی کو حضرت کے پاس بھیجا تاکہ اس شبہ کو ان سے دور کر دے جو امر خلافت کے متعلق ہو حضرت نے اپنے حق پر ہونے کو واضح فرمایا پھر اس سے کہا بیعت کر اس نے کہا میں قوم کا پیغامبر ہوں میں کوئی نئی بات نہ کروں گا یہاں تک کہ ان کے پاس لوٹ کر جاؤں۔ حضرت نے فرمایا ان لوگوں نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ جب تو لوٹ کر جائے تو گھاس اور پانی کے متعلق خبر دے اب تو اپنا ہاتھ بڑھا۔ کلیب نے کہا حجت قائم ہو گئی تو اب بیعت سے انکار کی طاقت نہیں پس اس نے بیعت کر لی۔
امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا معرفت باری تعالیٰ میں سب سے پہلی چیز توحید ہے اور اصل توحید صفات مخلوق کو اس سے نفی کرنا ہے۔ متکلمین نے اصول میں جو بحثیں کی ہیں وہ ان ہی دو لفظوں کی شرح ہے۔ فرقہ امامیہ نے اصول میں رجوع کی امام جعفر صادقؑ کی طرف اور سا نہوں نے اپنے آباء کی طرف۔ زید معتزلہ قاضی عبدالجبار بن احمد نے ابوعبداللہ الحسین البصری کی طرف اور ابو اسحٰق عباس نے ابی ہاشم جبائی کی طرف رجوع کی اور ان تمام سلسلوں کی رجوع علی علیہ السلام کی طرف ہے۔
علم نحو کے خود حضرت واضع ہیں کیونکہ اس کی روایت کی ہے خلیل ابن احمد بن عیسیٰ بن عمرو ثقفی سے اس نے عبداللہ بن اسحٰق حضرمی سے اس نے ابی عمرو بن علاء سے اس نے میمون الاقرن سے اس نے عنبسۃ الفیل سے اس نے ابوالاسود دئلی سے اس نے حضرت علیؑ سے اور اس کا سبب یہ ہے کہ قریش نے شادی کی دور ملکوں میں ان سے جو اولاد ہوئی تو ان کی

مادری زبان بگڑ گئی یہاں تک کہ خویلد اسدی کی لڑکی کی شادی غیر قریش میں ہوئی۔ اس نے کہا اِنّ ابوی مات وترک علیّ مالِ کثیر۔ جب انہوں نے زبان کو بگڑتے دیکھا تو نحو کی بنیاد رکھی۔ یعنی ابی کو جگہ ابوی کہا اور ترک لی کی جگہ علیّ کہا۔

روایت ہے کہ ایک عرب نے ایک بازی کو یہ آیت اس طرح پڑھتے سُنا اَنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلِہٖ (سورہ التوبہ ۹/۳) اس نے اس کی گردن پکڑی اور امیرالمومنین کے پاس لایا اور حال بیان کیا اور اس نے اپنی قرأت میں کفر باللہ کیا۔ حضرت نے فرمایا اس نے عمداً ایسا نہیں کہا۔

ایک روایت ہے کہ ابوالاسود کی آنکھ میں درد تھا اس کی بیٹی اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علیؑ کے پاس لائی اور پھر کہا۔ ماشد حر الرمضاء ا ترید التعجب ابوالاسود نے اس گفتگو سے اسے روکا اور امیرالمومنینؑ سے یہ حال بیان کیا۔ حضرت نے نحو کے قاعدوں کی تعلیم دی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابوالاسود ایک جنازہ کے پیچھے جا رہا تھا ایک شخص نے اس سے کہا من المتوفی ابوالاسود نے کہا اللہ (یعنی وہ متوفی کی جگہ متوفی (وفات دینے والا) لہٰذا پھر اس کی خبر حضرت علیؑ کو دی آپ نے نحو کے قواعد وضع کیے۔ بہر حال اس علم کے واضع بھی حضرت علیؑ ہیں۔

ابن سلام نے کہا کہ تعلیم لی کلام میں تین چیزوں کا نام ہے۔ اسم۔ فعل۔ حرف اور ہر ایک معنی کے لیے ہے۔ اسم وہ ہے جو خبر دے مسمّٰی کی اور فعل وہ ہے جو خبر دے حرکت مسمّٰی کی اور حرف وہ ہے جس کے معنی اس کے غیر میں پائے جائیں۔ اور ہر فاعل مرفوع اور ہر مفعول منصوب ہوتا ہے۔

خطیبوں میں بھی آپ کا مرتبہ سب سے بلند تھا آپ کے خطبات کو پڑھنے سے یہ حال معلوم ہوگا خصوصاً خطبۂ التوحید والشقشقیۃ والھدایۃ والملاحم واللؤلؤۃ والغراء والقاصعۃ والافتخار والاشباح والدرۃ الیتیمۃ والاقالیم والوسیلۃ والطالوتیۃ والقصبیۃ والنخیلۃ والسلمانیۃ والناطقۃ والدامغۃ والفاضحۃ۔ بلکہ پوری نہج البلاغہ جس کے جامع شریف رضی ہیں اور کتاب خطب امیرالمومنینؑ جس کے جامع اسمٰعیل بن مہران سکونی ہیں آپ کی فضیلت کا بہترین ثبوت ہے۔

نیز آپ کا پایہ تمام فصحاء بلغاء میں بہت بلند ہے۔ سید رضی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام مشرع اور مورد فصاحت اور منشاء اور مولد بلاغت تھے۔ ان سے اسرار مکنونہ کا اظہار ہوا اور قوانین اخذ کئے گئے۔

جاحظ نے کتاب غرہ میں لکھا ہے کہ امیرالمومنینؑ نے معاویہ کو لکھا ہے۔

غرك عزك فصار قصارى ذلك ذ'لك فاخش فاحش فعلك فعلك تهدى بهدى اور فرمایا حضرت نے من آمن امن۔

کلبی نے ابوصالح سے اور ابوجعفر بن بابویہ نے اپنی اسناد کے ساتھ امام رضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آباء طاہرین

سے روایت کی ہے کہ صحابہ نے جمع ہو کر یہ تذکرہ کیا کہ الف کلام میں بہت زیادہ آتا ہے حضرت علی نے فی البدیہہ خطبہ مولقہ پڑھا جس کا اوّل یہ ہے اس پورے خطبہ میں الف کہیں نہیں آیا۔

حمدت من عظمت منته وسبغت نعمته وسبقت رحمته وتمت كلمته ونفذت مشيته وبلغت قضيته

اور پھر فی البدیہہ دوسرا خطبہ بے نقط فرمایا جس کے ہر لفظ کے اوّل الف ہے۔

الحمد لله اهل الحمد ومأواه وله او كد الحمد واحلاه واسرع الحمد واسراه واظهر الحمد واسماه واكرم الحمد واولاه ، ۔ یہ دونوں خطبے المخزون المکنون میں وارد ہوئے ہیں۔

اور حضرت کا یہ کلام "تخففوا تلحقوا فانما ينتظر بأولكم آخركم اور حضرت کا یہ قول ومن يقبض يده عن عشيرته فانما يقبض عنهم بيد واحدة ويقبض منهم عنه أيدٍ كثيرة ومن تلن حاشيته يستدم من قومه المودة اور حضرت کا ومن جهل شيئا عاداه یہ مثل اس آیت کے ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ (سورہ یونس ۳۹/۱۰) اور حضرت کا یہ قول قيمة كل امرىء ما يحسن یہ مثل اس آیت کے ہے اللّٰہ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (سورہ البقرہ ۲۴۷/۲) اور حضرت کا یہ قول القتل يقتل القتل یہ مثل اس آیت کے ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (سورہ البقرہ ۱۷۹/۲) یہ آپ کے کلام کی برتریت کی دلیلیں ہیں۔ رہے شعراء تو اس گروہ میں بھی آپ کا مرتبہ سب سے بالاتر ہے۔

جاحظ نے کتاب البیان والتبیین میں اور کتاب بنی ہاشم میں بھی اور بلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ علی اشعر الصحابہ تھے اور ان سب میں افصح و اخطب اور اکتب۔

تاریخ بلاذری میں ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ بھی شعر کہتے تھے مگر علیؑ ان تینوں میں اشعر تھے۔

رہے عروضی تو عروض حضرت کے گھر سے نکلا ہے مروی ہے کہ خلیل بن احمد نے عروض کو حاصل کیا ایک شخص سے جو اصحاب امام محمد باقرؑ سے تھے یا علی بن الحسینؑ سے تعلیم حاصل کر کے ان اصول کو وضع کیا۔

رہے اصحاب عربیہ تو حضرت علی ان میں بھی احکم تھے۔ ابن الحریری بصری نے درۃ الغواص میں اور ابن فیاض نے شرح الاخبار میں، لکھا ہے کہ صحابہ نے اختلاف کیا موؤدہ کے معنی میں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ موؤدہ نہ ہو گی جب تک اس کے سات خون بہانہ ہوں عمرؓ نے کہا آپ نے سچ کہا اللہ آپ کو طول عمر عطا فرمائے حضرت نے اپنے اس قول سے ارادہ کیا اس آیت کے مضمون کی طرف وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (سورہ المؤمنون ۱۲/۲۳) یعنی ان سات مراتب کے بعد جب پیدا ہوا اور زندہ دفن کر دی جائے۔

اب رہے واعظین تو حضرت علیؑ کا مرتبہ ان سب میں اعلیٰ ہے آپ کے امثال، عبر، مواعظ اپنی مثال آپ ہیں۔ چند کلمات نصار ذکر کیے جاتے ہیں من زرع العدوان حصد الخسران (جس نے عداوت کو بویا خسارہ کو کاٹا۔

من ذكر المنية نسى الامنية (جس نے آرزو کا ذکر کیا اس نے موت کو بھلا دیا۔)

من قعد به العقل قام به الجهل (جس کی عقل بیٹھ گئی اس کی جہالت اُٹھ کھڑی ہوئی۔)

یااھل الغرور مااعجبکم بدار خیرھا زھید وشرھا عتید ونعیمھا مسلوب وعزیزھا منکوب ومسالمہا محروم ومالکہا مملوك وتراثہا متروك

اے مغرور اس دنیا کی کیا چیز تمہیں خوش کر رہی ہے اس کی نیکی اس کے ترک میں ہے بدی اس کی سخت ہے۔ اس کی نعمتیں چھینی ہوئی ہیں اس کے عزیز ذلیل ہیں۔ صلح پسند اس میں محروم ہے مالک اس میں مملوک ہے میراث اس میں متروک۔

عبدالواحد الامدی نے آنحضرتؑ کے کلام کا مجموعہ غرر الحکم میں تالیف کیا ہے۔

رہے فلاسفہ حضرت کا مرتبہ ان سے بھی بالاتر ہے۔ حضرت نے فرمایا ہے انا النقطة انا الخط انا الخط انا النقطة انا النقطة والخط جماعت فلاسفہ نے کہا ہے اصل شئے قدرت ہے جسم اس کا حجاب ہے اور صورت حجاب جسم ہے کیونکہ نقطہ وہ اصل ہے اور خط اس کا حجاب ہے اور مقام ہے اور حجاب غیر جدنا سوتی ہے۔

آنحضرت علیہ السلام سے عالم علوی کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا عاری صورتیں ہیں مواد عالیہ سے جن میں قوت واستعداد کے لحاظ سے تجلی ہے اور وہ چمکی ہیں اور ان میں نکلنے والی ضو نشا ہیں اور ڈالتی ہیں اور اپنی ماہیت میں اپنی مثال اور ظاہر ہوئے ان سے افعال انسانی اور ان ہی پُراسرار قوتوں سے انسان صاحب نفس ناطقہ پیدا ہوا اگر اس نے علم سے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا تو وہ مشابہ ہو گیا ان جواہر سے جو اوایل علل ہیں اور جب اس کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے اور اضداد جُدا ہو جاتے ہیں تو وہ شریک ہو جاتا ہے سبع شداد میں یعنی فلکی قوتوں میں۔

شریف رضی نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علی علیہ السلام کا کلام سنتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے ایک سیلاب ہے جو بالائے جبل سے اُتر رہا ہے وہ نہیں سنتا مگر اپنے حس سے اور نہیں دیکھتا ہے مگر اپنے نفس کو نہیں یقین آئے گا سننے والے کو کہ یہ کلام ایسے شخص کا ہے جو تلوار سونت کر دریائے حرب میں ڈوب جاتا ہے اور سروں کی جھڑی لگا دیتا ہے اور بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑ دیتا ہے اور لوٹتا ہے ایسی حالت میں کہ خون اس کی تلوار سے ٹپکتا ہے اس کے باوجود وہ زاہدوں سے بڑھ کر زاہد بھی ہے ابدال کا سردار بھی ہے یہ عجیب بات ہے کہ اضداد صفات آپ کے اندر جمع ہیں۔

مہندسوں میں بھی آپ سب سے افضل ہیں چنانچہ حفص ابن غالب سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں دو شخص ایک جگہ بیٹھے تھے ادھر سے ایک غلام بیڑی پہنے ہوئے گزرا ان میں سے ایک نے کہا اگر اس کی بیڑی اتنی وزنی نہ ہو تو میری جورو کو تین طلاق دوسرے نے کہا نہیں اس کا وزن اتنا ہے اگر ایسا نہ ہو تو میری بیوی کو تین طلاق۔ دونوں نے قیدی کے آقا سے کہا اس کے پیر سے بیڑی نکال دے تاکہ ہم معلوم کر لیں کہ اس کا وزن کیا ہے اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔

وہ دونوں اب مسئلہ پوچھنے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے انہوں نے فتویٰ دیا تم دونوں اپنی اپنی بیوں سے الگ ہو جاؤ۔ پھر یہ قضیہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا آپ نے فرمایا ایک اجابہ (ظرف غسل) لاؤ اور غلام کو حکم دیا کہ اپنا پیر اس میں رکھ۔ پھر فرمایا

اس میں پانی ڈالو جب بیڑی اور پیر اس میں ڈوب گئے تو جہاں تک پانی پہنچا تھا ایک نشان کر دیا پھر حکم دیا بیڑی پیر سے نکال جائے جب ایسا کیا تو پانی نیچا ہوگیا اب لوہا منگا کر اجابہ میں ڈالا جب پانی اس نشان تک پہنچا تو لوہا نکال کر وزن کیا گیا۔ پس یہی اس بیڑی کا وزن تھا۔ عمر نے اس پر تعجب کیا۔

کتاب التہذیب میں ہے کہ ایک شخص نے امیرالمومنین سے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ ہاتھی کو وزن کر دوں گا۔ حضرت نے فرمایا ایسی قسمیں کیوں کھاتے ہو جن کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس نے کہا اب تو اس مصیبت میں مبتلا ہو چکا آپ نے ایک بڑی کشتی میں ہاتھی کو سوار کیا اس کے وزن سے جہاں تک کشتی پانی میں ڈوبی ایک نشان وہاں لگا دیا۔ پھر ہاتھی کو نکال لیا اور کشتی میں لکڑیاں بھریں جب ان کے وزن سے پانی اس خط تک پہنچا تو فرمایا جو وزن ان لکڑیوں کا ہے وہی ہاتھی کا ہے۔

اب نجوم کو لیجئے اس علم میں بھی حضرت کو فوقیت حاصل تھی سعد بن جبیر سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس ایک دہقان قیس بن سعد انہ مزجان بن شاسو مداین میں آیا اور اس نے کہا اے امیرالمومنینؑ ستاروں کی نحوست میں آپ نے سفر کیا ہے آج کا دن آپ کے لیے بہت سخت ہے دو ستاروں کا اقتران برج میزان میں ہے۔ یہ وقت اس برج سے آگ نکالنے کا ہے۔ اس زمانہ میں جنگ کرنا آپ کے لیے مضر ہوگا۔

فرمایا اے خوفناک آثار کی خبر دینے والے یہ تو بتا کل رات برج میزان کا مالک کون سا ستارہ تھا اور صاحب سرطان کس کس برج میں تھا اور برج اسد سے کب نکلنے والا ہوا۔ اور حرکات میں کتنی ساعات ہوئیں اس نے کہا اے امیرالمومنینؑ میں اپنی پوتھی میں دیکھ کر بتاؤں گا امیرالمومنینؑ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اے دہقان تو ثوابت تک پہنچا ہے تو بتا سیاروں کے متعلق تیرا علم کیا ہے برج اسد کے مطالعے کی ساعات کہاں ہیں اور زہرہ کے توابع اور جوامع کیا ہیں۔ اور چمکنے والے ستاروں کی شعاعی مقدار کیا ہے اس نے کہا یہ تو مجھے معلوم نہیں۔

حضرت نے فرمایا کیا تیرے علم سے پتہ چل جائے گا اگر ملک چین کا بادشاہ اپنا گھر بدل ڈالے۔ یا جلش کے گھروں میں آگ لگ جائے، فارس کا آتش خانہ سرد ہو جائے ہند کے منارے گر جائیں۔ سراندیپ پانی میں ڈوب جائے۔ اندلس کا قلعہ شق ہو جائے تجھے خبر نہیں کل رات چین کا گھر گر پڑا۔ چین کا برج شگافتہ ہوگیا۔ سراندیپ کی شہر پناہ گر پڑی۔ بطریق روم آرمینہ میں شکست کھائی۔ ایلہ میں دیان یہود گم ہوگیا وادی نمل میں چیونٹیاں اُبل پڑیں۔ بادشاہ افریقہ ہلاک ہوگیا کیا تجھے ان سب باتوں کا علم ہے اس نے کہا امیرالمومنینؑ نہیں۔

فرمایا اور سن کل رات سعادت پائی ستر ہزار عالموں نے اور پیدا ستر ہزار عالم ہوئے اور اتنے ہی آج کی رات مریں گے اور یہ بھی ان ہی میں سے ہے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے سعدہ ابن مسعدہ حارثی کی طرف جو آپ کے لشکر میں خوارج کا جاسوس تھا وہ ملعون یہ سمجھا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ اسے پکڑ لو لیں وہ بھاگا اور گر کر مر گیا۔ یہ دیکھ کر وہ دہقان سجدہ میں گر گیا اور آخر کار اس نے حضرت کی افضلیت کا اقرار کیا اور مسلمان ہوگیا۔

حساب میں بھی حضرت کو تمام حساب دانوں پر فوقیت حاصل تھی۔ ابن ابی لیلیٰ نے روایت کی ہے کہ دونوں شخصوں نے سفر میں ایک نان بائی کی دوکان پر کھانا کھایا ایک نے پانچ روٹیاں لیں اور دوسرے نے تین۔ تیسرا شخص آکر ان کے کھانے میں اور شریک ہوگیا جب کھا چکے تو تیسرے نے اپنے کھانے کے بدلے ۸ درہم دیئے کہ آپس میں بانٹ لو۔ تین روٹیوں والے نے چاہا کہ برابر تقسیم ہو مگر پانچ والا راضی نہ ہوا۔ یہ قضیہ امیرالمومنینؑ کے پاس آیا آپ نے فرمایا ایسی باتوں میں جھگڑا نہ چاہیے۔ مگر تین روٹیوں والا راضی نہ ہوا آپ نے فرمایا اس میں تیرا فائدہ تھا۔ ورنہ تیرے حصّہ میں تو ایک درہم آتا ہے کیا تیری تین اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیاں نہ تھیں۔ اس نے کہا ایسا ہی تھا فرمایا ان کے ۲۴ ٹکڑے ہوئے ان میں سے ایک تہائی یعنی آٹھ ٹکڑے تو نے کھائے اور آٹھ تیسرے نے اس کے عوض اس نے آٹھ درہم دیئے۔ تیری روٹیوں کے ٹکڑے نو ہی تھے تو اس میں سے جب آٹھ تو نے کھالیے تو باقی ایک ہی تو بچا لہٰذا تیرا حصّہ ایک درہم ہوا اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیاں تھیں جن کے ٹکڑے پندرہ ہوئے ان میں سے آٹھ تیرے ساتھی نے کھائے اور سات تیسرے نے لہٰذا جو آٹھ درہم اس نے دیئے ان میں سے سات ٹکڑے اس کے ہوئے۔

اب رہے اصحاب کیمیا حضرت علیؑ اس علم کے بھی سب سے بہتر جاننے والے تھے حضرت سے کسی نے اس صنعت سے متعلق سوال کیا فرمایا وہ اخت نبوت اور عصمت مروّت ہے۔ لوگ اس کے متعلق ظاہری طور پر کلام کرتے ہیں اور میں اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں واللہ وہ نہیں ہے مگر ماء جامد و ھواء راکد و نار جائلة و أرض سائلة ۔ ایک بار کسی نے پوچھا کیمیا کن اجزا سے بنتی ہے فرمایا زیبق رجراج سے اسرب اور زاج سے۔ حدالمزعفر سے زنجانحاس سے۔ اخضر الحور سے لوگوں نے کہا حضور ہماری سمجھ میں نہیں آیا ذرا واضح طور سے فرمایئے۔ فرمایا بعض اجزا کو مٹی بناؤ اور بعض کو پانی اور ملادو خاک کو پانی سے پس بن گئی۔ لوگوں نے کہا اے امیرالمومنینؑ کچھ اور وضاحت فرمایئے اس پر فرمایا اس پر زیادتی نہ ہوگی۔ حکماء قدیم نے اس سے زیادہ توضیح اس لیے نہیں کی کہ لوگ اسے کھیل نہ بنا دیں۔

اب اطبا کو لیجئے حضرت علم طب میں بھی سب سے فائق تھے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ امیرالمومنینؑ فرماتے تھے، جب لڑکا نرم بازو و صغیر الذکر اور ساکن النظر ہو تو اس سے خیر کی امید ہوگی اور شر سے بچے گا اور جب سخت بازو و کبیر الذکر اور تیز نظر ہو تو اس سے نیکی کی امید نہ ہوگی اور وہ شر سے نہ بچے گا۔

اور حضرت نے یہ بھی فرمایا چھ ماہ، سات ماہ اور نو ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ زندہ رہتا ہے۔ اور نہیں زندہ رہتا آٹھ ماہ والا۔ لڑکی کا دودھ اور پیشاب نکلتا ہے اس کی ماں کے مثانہ سے اور لڑکے کا دودھ نکلتا ہے بازوؤں اور کندھوں سے بچہ ہر سال میں چار انگل بڑھتا ہے بلحاظ اپنی انگلیوں کے۔

ایک شخص نے امیرالمومنینؑ سے سوال کیا کیا وجہ ہے کہ بچہ کبھی ماں باپ سے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی خالہ اور پھوپھی سے۔ آپ نے امام حسنؑ سے فرمایا بیٹا اس کا جواب دو۔ انہوں نے فرمایا اگر مرد اپنی عورت کے پاس سکون نفس اور غیر مضطرب جوارح کے ساتھ

جاتا ہے اور دو نطفے ایسے ملتے ہیں جیسے دو مخالف تو اگر مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آتا ہے تو لڑکا اپنے باپ سے مشابہ پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کا نطفہ غالب آتا ہے تو اپنی ماں سے مشابہ پیدا ہوتا ہے اور اگر مرد عورت سے تنگی نفس اور غیر ساکن اور مضطرب جوارح کے ساتھ جماع کرتا ہے تو دونوں نطفے مضطرب ہوتے ہیں اور وہ گرتے ہیں رحم کے داہنی طرف یا بائیں طرف پس اگر داہنی طرف گریں گے عروق اعمام وعمات پر تو مشابہ ہوگا چچا اور پھوپی سے اور اگر بائیں طرف گریں گے عروق اخوال اور خالات پر تو مشابہ ہوگا ماموں یا خالہ سے یہ سن کر وہ شخص کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا۔ الله اعلم حيث يجعل رسالاته ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت رسولؐ خدا سے پوچھا گیا۔ بطن مادر میں بچہ لڑکی یا لڑکا کیسے بن جاتا ہے فرمایا اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آتا ہے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے ورنہ لڑکا۔

اور آپ کی حکمت کے بارے میں اسامہ بن زید اور ابو رافع سے مروی ہے کہ جبریل آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور فرمایا میں آپ کی ذریت کے متعلق ایک راز کی خبر دیتا ہوں پھر اس ذریت کے متعلق بیان کیا جس کو اہل یمن کے ایک گروہ نے دو کالے پتھروں کے درمیان پایا تھا۔ جب یہ لوگ رسول اللہؐ کے پاس آئے تو حضرت نے ان سے فرمایا میں تم کو بتاتا ہوں تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام اور جو تم نے ذریت میں پایا ہے اور جو تم میرے پاس لے کر آئے ہو انہوں نے وہ کتاب حضرت کو دے دی آنحضرتؐ نے اس کو بے کر دعا کی پس وہ عربی زبان میں ہوگئی حضرت نے اس کو دیکھا اور حضرت علیؑ کو دے کر فرمایا اس میں تمہارا اور تمہاری اولاد کا ذکر ہے۔

آپ کے وفور علم کا یہ حال تھا کہ آپ پرندوں وحشیوں چوپایوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ زرارہ نے ابو عبداللہ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم اسی طرح منطق الطیر جانتے ہیں جس طرح سلیمان بن داؤد جانتے تھے ہر خشکی اور تری میں چلنے والے کی آواز ہم سمجھتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے پرندوں کی بولیوں کی ترجمانی یوں فرمائی ہے۔

مرغ اذان میں کہتا ہے اذکروا الله یاغافلین

گدھا کہتا ہے کہ لعن ہو سود خوروں پر وہ شیطان کی آنکھ ہیں۔

گھوڑا کہتا ہے اللهم انصر عبادك المؤمنين على عبادك الكافرين

مینڈک کہتی ہے سبحان ربي المعبود المسبح في لجج البحار

قرہ کہتی ہے۔ اللهم العن مبغضي آل محمد

سعید بن طریف نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ابو امامہ باہلی نے حضرت رسولؐ خدا سے ایک حدیث طویل میں کہا ہے کہ کچھ لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں ولادت امام حسینؑ کی بشارت دینے آئے ایک شخص نے ان میں سے کہا ہم نے علیؑ سے ایک عجیب

بات دیکھی ہے فرمایا کیا۔ اس نے کہا جب ہم آئے تو ہم روک دیئے گئے اور ہمیں بتایا کہ آپ کے پاس ایک لاکھ ۲۴ ہزار فرشتے آئے ہوئے ہیں ہمیں تعجب ہے کہ ان کا احصاد شمار ہوا کیسے۔ پس علیؑ مسکراتے ہوئے آئے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تم نے کیسے جانا کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار ملائکہ میرے پاس آئے عرض کی میں نے ان سے اتنی ہی زبانوں میں کلام کیا آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسن خدا تمہارے علم و حلم کو زیادہ کرے۔

بصائر درجات میں سعد قمی سے مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام جب اہل نہر کے پاس آئے تو قطقطا میں نزول فرمایا یہاں دریا کے باشندے آپ کے پاس آئے اور نبطی زبان میں خراج کی زیادتی کی شکایت کر کے کہا ان کے پڑوسی زمین زیادہ رکھتے ہیں اور خراج کم۔ انہوں نے خراج کی کمی چاہی۔ حضرت نے ان ہی کی زبان میں جواب دیا کہ غلّہ کا چھوٹا دانہ بڑے سے بہتر ہوتا ہے۔

مروی ہے کہ یزدجرد کی بیٹی سے آپ نے کہا تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا جہاں بانو آپ نے عجمی زبان میں فرمایا جہاں بانو نہیں شہر بانو۔

صوتِ ناقوس

صاحب مصباح الواعظ اور ہمارے جمہور اصحاب نے۔ حارث الاعور۔ صعصعہ ابن صوحان۔ براء بن سبرہ اصبغ بن نباتہ۔ جابر ابن شرجیل۔ محمود ابن الکوا نے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ناقوس یہ کہتا ہے۔

سبحان الله حقا حقا ، ان المولى صمد يبقى ، يحلم عنا رفقا رفقا ، لولا حلمه كنا نشقى ، حقا حقا صدقا صدقا ، أن المولى يسائلنا ، ويوافقنا ويحاسبنا ، يامولانا الاتهلكنا وتداركنا واستخدمنا ، واستخلصنا حلمك عنا ، قد جرأنا عفوك عنا ، ان الدنيا قد غرتنا ، واشتغلتنا واستهوتنا ، واستلهتنا واستغوتنا ، يابن الدنيا جمعا جمعا ، يابن الدنيا مهلا مهلا ، يابن الدنيا دقا دقا ، تفنى الدنيا قرنا قرنا ، مامن يوم يمضي عنا ، إلا يهوى منا ركنا ، قد ضيعنا داراً تبقى ، واستوطنا داراً تفنى ، تفنى الدنيا قرنا قرنا ، كلا موتا كلا موتاً ، كلا موتاً كلا دفنا ، كلا فيها موتا كلا ، فناء كلا فيها موتاً ، نقلا نقلا دفنا دفنا ، يابن الدنيا مهلا مهلا ، زن ما يأتي وزنا وزنا ، لولا جهلي ماان كانت ، عندي الدنيا إلا سجنا ، خيراً خيراً شراً شراً ، شيئا شيئا حزنا حزنا ، ماذا من ذا كم ذا أم ذا ، ترجو تنجو تخشى تردى ، عجل قبل الموت الوزنا ، مامن يوم يمضي عنا ، إلا أوهى منا ركنا ، ان المولى قد انذرنا ، إنا نحشر عزلا بها .

ترجمہ :۔ پاک ہے اللہ حق ہے حق ہے۔ میرا مولا بے نیاز و باقی ہے وہ ہم سے مہربانی کا برتاؤ کرتا ہے۔ اگر اس کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم بدبخت ہو جاتے۔ حق ہے حق ہے۔ سچ ہے سچ ہے مولا ہمارا ہمیں توفیق دیتا ہے۔ ہم سے پوچھ گچھ کرے گا۔ ہمارا حساب لے گا۔ اے ہمارے مولا ہمیں ہلاک نہ کرنا۔ ہماری کمی پوری کر دینا ہم سے اپنی خدمت لینا ہم کو اپنا خالص بندہ بنائے رکھنا۔ تیرے حلم نے ہم کو گناہ کی جرأت دلائی۔ ہم تیری معافی کے طلب گار ہیں۔ دنیا نے ہم کو دھوکہ دیا ہے ہمیں اپنی طرف مشغول کر رکھا ہے، خواہشوں میں مبتلا کر دیا ہے ہمیں فریب دیا۔ دنیا والو ٹھہرو ٹھہرو دنیا قرنوں سے فنا ہو رہی ہے۔ کوئی دن ہمارا ایسا نہیں گزرتا کہ ایک رکن ہمارا نہ گر پڑتا ہو۔ ہم نے دار باقی کو ضایع کر دیا اور دار فانی کو گھر بنا لیا۔ دنیا فنا ہونے والی ہے سب مرنے والے ہیں سب مرنے والے ہیں۔ سب مریں گے سب دفن ہوں گے۔ سب فانی، سب مردہ۔ سب کے سب فنا کے گھاٹ اترنے والے اس گھر سے دوسرے گھر جانے والے دفن ہونے والے دفن ہونے والے، دنیا والو ٹھہرو ٹھہرو۔ اپنے اعمال کو تولو۔ تولو۔ اگر میری جہالت نہ ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ میرے نزدیک دنیا قید خانہ ہے۔ خیر کا بدلہ خیر۔ شر کا بدلہ شر۔ برابر برابر ہر کام کا بدلہ۔ کیا ہے دنیا کیا ہے اس کی حقیقت فضل خدا سے لوں گا۔ نجات پا جاؤ گے۔ موت سے پہلے وزن اعمال بڑھانے میں جلدی کرو، کوئی دن ہمارا ایسا نہیں گزرتا کہ ایک رکن ہمارا نہ گر جائے بے شک ہمارے مولا نے ہم کو عذاب سے ڈرایا ہے۔

جب دیرانی ناقوس پھونک چکا اور اس کی آواز کی یہ حکایت امیرالمومنین سے سنی تو کہنے لگا۔ میں نے اپنی مذہبی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ آخر نبی کے زمانہ میں ایک شخص صوتِ ناقوس کی تفسیر کرے گا۔

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر مخلوق متقی ہیں ۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (سورہ الحجرات ۴۹/۱۳) اور اس پر بھی اجماع ہے کہ متقین میں خاشعین کا مرتبہ زیادہ ہے۔ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ (سورہ ق ۵۰/۳۱) اور یہ بھی مسلم ہے کہ خشیت میں سب سے آگے علماء ہیں إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (سورہ فاطر ۳۵/۲۸) اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اعلم الناس سب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے حق کی طرف اور زیادہ مستحق ہوتا ہے اس کا کہ اس کا اتباع کیا جائے نہ یہ کہ وہ دوسرے کا تابع ہو۔ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي (سورہ یونس ۱۰/۳۵) اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اعلم الناس بالعدل احق ہے حکومت کے لیے يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ (سورہ المائدہ ۵/۹۵) پس کتاب خدا سنت نبی اور اجماع امت سے یہ ثابت ہوا کہ نبی کے بعد علیؑ اس امت میں سب سے افضل ہیں۔

حضرت علیؑ کی مسابقت ہجرت میں

سب سے پہلی ہجرت شعب ابوطالب و عبدالمطلب کی طرف ہوئی اور یہ ہجرت کرنے والے بنی ہاشم تھے۔ دوسرے ہجرت حبشہ معرفت النسوی میں ہے کہ رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ ہم ملک نجاشی کی طرف مع جعفر کے ہجرت کریں پس ۸۲ نے ہجرت کی۔

الواحدی میں ہے کہ ان مہاجرین کے بارے میں ہے یہ آیت إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورہ الزمر ۳۹/۱۰) کیونکہ بے انتہا مصائب و آلام میں مبتلا ہو کر بھی انہوں نے اپنے دین کو نہ چھوڑا۔

تیسرے انصار اولین ہیں اور وہ بیعت کرنے والے ستر آدمی تھے اور ان میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے ابوالہیثم بن التیہان تھے۔

چوتھے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے ان میں سابق مصعب ابن عمیر، عمار یاسر۔ ابوسلمہ مخزومی۔ عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن جحش ابن ام مکتوم۔ بلال اور سعد تھے۔

ابن عباس نے کہا یہ آیات ان ہی کے بارے میں ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (سورہ الانفال ۸/۷۴) وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ (سورہ الانفال ۸/۷۵) اس آیت میں پہلے ذکر مومنینؑ کا ہے پھر مجاہدین کا اور یہ بھی فرمایا گیا ہے وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ (سورہ الانفال ۸/۷۵) پس علی علیہ السلام کا مرتبہ ان سب فضائل میں بالاتر ہے۔ وہ سابق الاسلام ہیں اور شعب کی طرف ہجرت کرنے میں بھی سابق اور جہاد میں بھی سب سے بہتر۔ ان فضائل کے بعد رشتہ میں بھی سب سے زیادہ قریب۔

ہجرت حضرت ابوبکرؓ نے بھی کی مکہ سے مدینہ کی طرف مگر علی علیہ السلام کو اس میں برتری حاصل ہے کیونکہ نبیؐ ان کو ساتھ لے گئے یا وہ خود ساتھ ہوئے اور جان کے خطرہ میں علی علیہ السلام کو اپنی خواب گاہ پر چھوڑا پس بذل نفس کا مرتبہ بہت بلند تر ہے معیت فی الغار سے۔

ابوالفضل شیبانی نے اپنی اسناد کے ساتھ مجاہد سے روایت کی ہے کہ ایک بار ام المومنین عائشہؓ نے اپنے باپ کے متعلق اس بات پر فخر کیا کہ وہ غار میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے عبداللہ بن شداد بن الہاد نے کہا کیا نسبت ان کو علی بن ابی طالب سے وہ سوئے حضرتؐ کی جگہ پر اور وہ سمجھتے تھے کہ قتل ہو جائیں گے یہ سن کر وہ خاموش ہو گئیں اور کوئی جواب نہ دیا۔

بہت فرق ہے ان دو آیتوں کے مفہوم میں وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ (سورہ البقرہ ۲/۲۰۷) اور

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورہ التوبہ ۴۰/۹)

غار میں سرکار دو عالم حضرت ابوبکر کی تقویت قلب کے لیے موجود تھے لیکن علی علیہ السلام کے ساتھ کوئی نہ تھا لیکن ان سے کسی قسم کا اضطراب نہ ہوا۔ کفار علیؑ پر پتھر پھینک رہے تھے مگر وہ ذرا بھی پریشان خاطر نہ تھے ابوبکرؓ چھپے ہوئے تھے اور علیؑ ظاہر۔

رسول اللہؐ نے علیؑ کو مکہ میں اس لیے بھی چھوڑا تھا کہ حضرت کے پاس جو امانتیں اہل مکہ کی ہیں وہ ان کو واپس کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علیؑ سے زیادہ آپ کی نظر میں کوئی امین نہ تھا۔ رات بھر فرشِ رسول پر سونے کے بعد صبح کو آپ کعبہ میں آئے اور لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر جھجک بغیر آواز دی کسی کی کوئی امانت رسولؐ کے پاس ہے کسی سے رسول نے کوئی وعدہ کیا ہے؟ جب کوئی سامنے نہ آیا تو آپ مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اس واقعہ سے حضرت علی علیہ السلام کی تین فضیلتیں ثابت ہوتی ہیں۔ خلافت، امانت اور شجاعت، آپ تین دن بعد نساء نبی کے ساتھ آنحضرتؐ سے جا ملے ان عورتوں میں جناب عائشہؓ بھی تھیں ان کو بحفاظت پہنچانے کا احسان کیا حضرت ابوبکر پر نہوا جبکہ ان کی صاحبزادی کو مع الخیران ان تک پہنچا دیا۔

علیؑ وہ ہجرتوں والے ہیں اور ایسے بہادر کہ چار سو تلواروں کے سائے میں شب ہجرت فرش رسولؐ پر سوئے دشمن کی نظر رات بھر ان پر رہی تاکہ موقع پاکر ان کو قتل کر دیں اور ان کا خون تمام قبائل پر تقسیم ہو جائے اور بنی ہاشم کو تمام قبائل سے قصاص لینے کی ہمت نہ ہو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بعیت رسالت کا محاصرہ کرنے والوں میں مخصوص افراد یہ تھے بنی عبدالشمس سے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ ربیعہ بن ہشام اور ابوسفیان کے بنی نوفل سے طعمہ بن عبدی۔ جبیر ابن مطعم اور زمعہ بن الاسود اور حکیم ابن حزام۔ بنی مخزوم سے ابوجہل۔ بنی سہم سے حجاج کے دو بیٹے بنبہ اور منبسہ اور منبہ عبدالدار سے نضر بن الحارث بنی اسد سے ابوالبختری۔ بنی اُمیہ سے ابن خلف ان کے علاوہ بے تعداد قریش کے لوگ۔

حضرت رسول خدا نے ہجرت کے وقت حضرت علیؑ کو اپنے مال و اہل و اولاد کے لیے اپنا وصی بنایا اپنی جگہ سُلا کر اپنا قائم مقام بنایا یہ دلیل ہے حضرت علیؑ کی خلافت کی۔

تاریخ خطیب۔ طبری۔ تفسیر ثعلبی وغیرہ میں ہے کہ شب ہجرت جبریل امین آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آج کی رات آپ اس جگہ نہ سوئیں جہاں روز سویا کرتے ہیں۔ جب مشرکین آنحضرتؐ کے دروازے پر جمع ہوئے تو حضورؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا میرے فرش پر آج کی رات سو رہو اور میری سبز چادر اوڑھ لو۔ یہ فرما کر حضرت تشریف لے گئے جب صبح کفار نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو پاس آکر کہنے لگے بتاؤ محمدؐ کہاں ہیں۔ فرمایا مجھے نہیں معلوم۔ کیا میں ان کا نگہبان تھا۔ تم نے انہیں نکل جانے کو کہا وہ نکل گئے۔

ابو رافع سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے علیؑ خدا نے مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ آج تم میرے فرش پر سو رہو تاکہ دشمنوں کو میرے خروج کا علم نہ ہو۔

جرمی ثعلبی خطیب اور خوازمی و قزدینی نے لکھا ہے **ونجا اللہ رسولہ من مکرھم** سے مُراد یہی تدبیر ہے کہ

علیؑ کو فرشِ رسولؐ پر سونے کا حکم دیا۔

عمار و ابو رافع اور ہند ابن ابی ہالہ نے روایت کی ہے کہ جب بیت رسالت میں مشرکین مکہ داخل ہوئے تو حضرت علیؑ تلوار لے کر ان پر جھپٹے وہ خوف کھا کر بھاگے۔

محمد بن سلام نے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ جب رسول اللہؐ چلے گئے تو میں حضرت کے بستر پر لیٹ گیا اور اس قوم کے آنے کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ وہ گھر میں داخل ہوئے میں تلوار لے کر اٹھا تاکہ ان کو گھر سے نکالوں۔ حضرت کی عمر اس وقت بیس سال کی تھی آپ مکہ میں اکیلے تین دن تک ٹھہرے اور ان خون کے پیاسے دشمنوں سے ذرا نہ ڈرے تا ایں کہ ہر صاحبِ حق کا حق آپ نے ادا کیا۔

واقدی۔ ابوالفرج نجدی۔ ابوالحسن بکری۔ اسحٰق طبرانی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو عباس نے کہا کہ محمدؐ تو چھپ کر نکلے ہیں اس پر بھی قریش نے ان کی تلاش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور تم ظاہر بظاہر جا رہے ہو دانی کیا تمہارے ساتھ عورتیں بھی ہیں اور گھر کا ساز و سامان بھی ہے۔ بے آب و گیاہ میدان اور پہاڑوں کی گھاٹیاں بھی طے کرنی ہیں اور راستہ میں قبائل قریش کی طرف سے گزرنا بھی ہے میری رائے میں تم کو اس طرح نہیں جانا چاہیے بلکہ چھپ چھپا کر نکل جانا چاہیے حضرت نے فرمایا (چار شعر) میرے لیے موت شربت کا گھونٹ ہے۔ میں نے سفر کا جو ارادہ کیا ہے اسے ترک نہ کروں گا۔ چنانچہ آمنہ خاتون کے فرزند محمدؐ مصطفیٰ مرد صادق القول ہیں اب تو باگ پکڑ لی کسی مانع سے ڈرنا کیسا میرا بھروسہ اپنے رب پر ہے اور محمدؐ پر اور ان کا راستہ میرا راستہ ہے۔

مروی ہے کہ حنظلہ ابن ابی سفیان کا غلام جلع راستہ میں رات کو آپ کی گھات میں بیٹھا جب حضرت علیؑ کی نظر اس پر پڑی تو تلوار کھینچ کر اس کی طرف بڑھے وہ آپ کو دیکھ کر چیخا اور اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔ آپ نے تلوار مار کر اس کا کام تمام کر دیا اور مدینہ کی طرف بڑھے جب ضجنان کے قریب پہنچے تو آٹھ سواروں نے آپ کا پیچھا کیا اور کہنے لگے اے غدار کیا تیرا گمان ہے کہ ان عورتوں کو ہم سے بچا کر لے جائے گا آپ نے شیرانہ حملہ کر کے ان کا کام بھی تمام کیا۔

خدا نے صحابہ پر ہجرت کو فرض کیا تھا اور علیؑ پر پہلے فرش رسولؐ پر سونا پھر ہجرت پھر اللہ نے ان کا امتحان لیا ایسا ہی جیسے لیا تھا ابراہیم کا اسمٰعیل سے اور عبدالمطلب کا عبداللہ سے۔ ہجرت سے پہلے آپ تین سال تک فدیہ رسولؐ بنتے رہے۔ کیا نسبت ہے غار کی تین راتوں کو تین برس کی راتوں اور ہجرت کی اس ایک رات کو۔

یہ مسلم ہے کہ جس کام میں جتنی محنت زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی اس کا اجر زیادہ ہوتا ہے اور دلیل ہوتا ہے شدت اخلاص اور قوت بصیرت پر شہسوار وہی ہے جس میں کر و فر ہو جوش و جولانی ہو۔ پیادہ وہ ہے جس کو اپنے نفس پر اعتماد ہو اس کا بدن سختیاں اٹھانے پر آمادہ ہو، زخم کھانے پر تیار ہو۔ کیا ٹھکانا ہے اس کی جرأت کا اور اس کے عمل کے ثواب کا جو ایسی خوفناک رات میں فرش رسولؐ پر معمولی لباس میں بے خوف و ہراس سوتا رہا۔

بے شمار صحابہ اور تابعین نے روایت کی ہے کہ آیہ ومن الناس من يشري (سورہ البقرہ ۲/۲۰۷) علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ثعلبی نے ابن عباس سے اور سدی نے اور معبد سے روایت کی ہے کہ آیت مابین مکہ و مدینہ نازل ہوئی۔ جب علیؑ فرش رسولؐ پر سوئے۔ فضائل عبدالملک العکبری سے اور ابو المظفر اسمعانی نے اپنی اسناد سے اور ان راویوں نے علی بن الحسین سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے راہِ خدا میں اپنا نفس بیچنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ مشرک حضرت رسول خداؐ کی تلاش میں تھے پس حضرت ابوبکرؓ اپنے مقام سے چلے اور علیؑ فرشِ رسولؐ پر سوئے جب مشرکین آئے تو رسولؐ کی جگہ علیؑ کو پایا۔

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن عقب نے ملحمہ میں اور ابو السعادات نے فضائل عشرہ میں غزالی نے احیاء اور کیمیا میں ابو الیقظان اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت سے جیسے ابن بابویہ۔ ابن شاذان کلینی اور طوسی۔ ابو عقدہ۔ برقی۔ ابن نیا عن عبدلی صفوانی اور ثقفی نے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس، ابو رافع اور ہند ابن ابی ہالہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے، خدا نے جبریل و میکائیل پر وحی کی کہ میں نے تم دونوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور تم میں سے ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ قرار دی پس تم میں کون ہے جو اپنے بھائی کے لیے اپنی عمر کا ایثار کرے دونوں نے موت کو مکروہ جانا۔ پھر خدا نے وحی کی کیوں نہیں ہوتے تم مثل میرے ولی علی بن ابی طالب کے۔ میں نے اس کے اور محمدؐ کے درمیان مواخات قرار دی تو علیؑ نے اپنے بھائی پر نفس کا ایثار کیا۔ وہ اس کے فرش پر سو رہا اپنی جان قربان کرنے کے لیے۔ لہٰذا اب تم دونوں زمین پر اترو اور نفس علیؑ کی اس کے دشمن سے حفاظت کرو۔ پس جبریل ان کے سرہانے بیٹھے اور میکائیل پائنتی۔ جبریل کہتے جاتے تھے مبارک ہو مبارک اے علی بن ابی طالب اللہ مباہات کرتا ہے۔ تمہارے متعلق ملائکہ پر۔ پس اللہ نے آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ (سورہ البقرہ ۲/۲۰۷) نازل فرمائی۔

حضرت علیؑ کا جہاد

تمام امت کا اس پر اجماع ہے اور کتاب و سنت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خدا کے نزدیک کچھ نیک بندے ہیں اور وہ متقی لوگ ہیں۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (سورہ الحجرات ۴۹/۱۳) اور متقین میں بہتر مجاہدین ہیں۔ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً (سورہ النساء ۴/۹۵) اور متقین میں سب سے بہتر جہاد کی طرف سبقت کرنے والے ہیں لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ (سورہ الحدید ۵۷/۱۰) اور ان مجاہدوں میں سب سے بہتر وہ ہیں جنہوں نے جہاد کیا ہے۔ اور اس پر بھی اُمت کا اجماع ہے کہ جہاد میں سبقت کرنے والے مجاہدین بدر ہیں۔ اور ان سب میں بہتر علیؑ ہیں۔ قرآن میں آیات ان کے متعلق آتی رہیں اور وہ دلیل ہیں اس کی کہ نبی کے بعد علیؑ اس اُمت میں سب سے بہتر

بہتر ہیں۔

آیہ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ (سورہ التوبہ ۹/۷۳) کی تعمیل میں نبی نے اپنی زندگی میں کفار سے جہاد کیا اور حکم دیا علیؑ کو جہاد منافقین کا اور فرمایا اے علیؑ تم ناکثین قاسطین و مارقین سے قتال کروگے۔ علاوہ بریں حدیث خاصف النعل۔ حدیث کلاب حواب۔ حدیث تقتلک الفئۃ الباغیۃ اور حدیث ذی الثدیہ وغیرہ سب صفات خلفاء ہیں۔

جہاد میں مشہور و معروف چند آدمی ہیں علیؑ، حمزہ، جعفر، عبیدہ بن الحارث، زبیر، طلحہ، ابودجانہ، سعد بن وقاص، براء بن عازب۔ سعد ابن معاذ، محمد بن مسلمہ اور اس پر سب کو اتفاق ہے کہ علیؑ کو شوکت اور کثرت جہاد میں ان سب پر فضیلت حاصل ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق کتب مغازی میں کہیں اس فضیلت کا ذکر نہیں۔

اور اس پر بھی امت کا اجماع ہے کہ علی علیہ السلام مجاہد فی سبیل اللہ اور آنحضرتؐ کی سختیوں میں مدد کرنے والے تھے اور آنحضرتؐ کی موجودگی میں تمام غزوات میں آگے رہے اور صاحب روایت ولواء رہے اور کبھی کسی علمدار کے ماتحت نہ رہے اور نہ کسی جنگ میں بھاگے بخلاف دوسروں کے۔

آیہ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (سورہ البقرہ ۲/۱۷۷) کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں کیونکہ وہ ان خصال کے جامع ہیں اسی لیے زجاج اور فراء نے کہا ہے کہ یہ باتیں مخصوص انبیاء و مرسلین سے۔

آیہ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (سورہ آل عمران ۳/۸۳) کے متعلق ابن عباس نے کہا سماوات میں ملائکہ اسلام لائے اور زمین پر مومنین اور ان میں اول علیؑ ہیں۔ از روئے اسلام اور انہوں نے مشرکین سے قتال بھی کیا اور ان سے بھی جنہوں نے بکراہت اسلام قبول کیا۔

تفسیر عطائے خراسانی میں ہے کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیہ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (سورہ النشرح ۹۴/۲) میں رسولؐ کی جس سے پشت کو مضبوط کیا گیا وہ علی علیہ السلام ہیں۔

ابومعاویہ الضریر نے اعمش سے اس نے مجاہد سے آیہ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ (سورہ الانفال ۸/۶۲) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ مدد کرنے والے علیؑ و جعفر و حمزہ و عقیل ہیں۔ کلبی نے بھی ابوصالح اور ابوہریرہ سے یہی نقل کیا ہے۔

کتاب ابوبکر شیرازی میں ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ آیہ وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۰) سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔ جنہوں نے آنحضرتؐ کی دشمنوں کے مقابل مدد کی۔

عکبری نے فضائل الصحابہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے یوم فتح مکہ آنحضرتؐ نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر فرمایا ہے یا اللہ میرے بنی اعمام میں سے کسی کو میری مدد کے لیے بھیج پس جبریل نازل ہوئے اور خدا کا یہ پیغام پہنچایا کیا اللہ

نے تمہاری مدد اس تلوار سے نہیں کی جو خدائی تلواروں میں ہے اور اعدائے خدا پر کھینچی ہوئی ہے یعنی علی ابن ابی طالب۔

آیہ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (سورہ الصف ۶۱/۴)
کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام میدان جنگ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح رہتے تھے۔ مشرکین کو ان سے زیادہ کسی نے قتل نہیں کیا۔

سفیان ثوری نے کہا ہے علیؑ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان اس پہاڑ کی مانند تھے جس سے خدا نے مسلمانوں کو عزیز اور مشرکوں کو ذلیل کیا۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ (سورہ حج ۲۲/۷۸) حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اسی طرح یہ آیہ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ (سورہ یونس ۱۰/۲۶) امیرالمومنینؑ کے بارے میں ہے عبداللہ بن جبیر نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ سب سے پہلے مجھ پر تم ایمان لائے اور سب سے پہلے میرے ساتھ رہ کر تم نے جہاد کیا اور تم سب سے پہلے ہو جس کے لیے شق قبر ہوگا۔

مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ گھر سے نکلتے تھے تو نوجوان مشرکین اتنے پتھر آپ پر برساتے تھے کہ آپ لہولہان ہو جاتے تھے حضرت علیؑ حملہ کرکے ان کو بھگاتے تھے۔ اسی کے متعلق یہ آیت ہے كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ (سورہ المدثر ۷۴/۵۱)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے مبارز علیؑ، حمزہ اور ابو عبیدہ ابن الحارث ہیں روز بدر شعبی نے لکھا ہے کہ علیؑ نے لشکر کفار پر تنہا حملہ کیا ہے اور اس پر اجماع ہے کہ مدعیان امامت میں کسی نے علیؑ جیسا جہاد نہیں کیا۔

آیہ وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ (سورہ آل عمران ۳/۱۴۳) کے متعلق لکھا ہے کہ کفار نے علیؑ کا نام موت احمر رکھا تھا روز بدر کیونکہ سب سے زیادہ کفار اس روز حضرت علیؑ نے قتل کیے تھے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جنگ بدر میں جب عباس قید ہو کر آئے تو مسلمانوں نے ان کو کفر پرستی اور قطع رحم پر غیرت دلائی اور حضرت علیؑ نے خصوصیت سے جھڑکا اس پر عباس نے کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہماری برائیوں کا تو ذکر کرتے ہو اور خوبیاں نہیں کرتے۔ حضرت علیؑ نے کہا کیا تمہاری کچھ خوبیاں بھی ہیں انہوں نے کہا بیشک عمارت مسجد الحرام کا ہم سے تعلق ہے، سقایت حجاج کا ہم سے تعلق ہے۔ حفاظت کعبہ کا ہم سے تعلق ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دعویٰ عباس کا مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ (سورہ التوبہ ۹/۱۸) غلط ہے۔

اور یہ آیت أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (سورہ التوبہ ۹/۱۹)

بہت سے راویوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے (راویوں کے نام اصل کتاب میں ہیں) کہ عباس بن مطلب نے ازراہِ فخر کہا میں محمدؐ کا چچا ہوں۔ صاحب سقایہ الحجاج ہوں۔ میں علی بن ابو طالب سے افضل ہوں اور شیبہ ابن ابی طلحہ داری نے کہا میں بیت اللہ کو آباد رکھتا ہوں لہذا میں افضل ہوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں تم دونوں سے افضل ہوں۔ میں نے تم دونوں سے چھ برس پہلے نماز پڑھی اور ایک روایت میں ہے سات برس پہلے اور فرمایا کہ میں جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہوں۔ مجھے صغر سنی میں وہ دیا گیا جو تمہیں نہیں دیا گیا۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا میں نے تمہاری سونڈوں پر تلوار سے ضربیں ماریں یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ عباس نے اس کی شکایت رسول اللہؐ سے کی۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تم نے اپنے چچا سے ایسا کیوں کہا۔ حضرت علیؑ نے کہا حق کے ساتھ ان کا تصادم تھا۔ اب جس کا دل چاہے مجھ سے ناراض ہو جس کا دل چاہے خوش ہو۔

حضرت علیؑ کی سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ

مشہور بین الصحابہ یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ میں سب سے آگے چھ شخص ہیں۔ علیؑ۔ ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ عبدالرحمن اور طلحہ لیکن علیؑ کے فضائل اس سلسلے میں کچھ اور ہیں۔

سخاوت دو قسم کی ہے مالی اور نفسی جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ (سورہ التوبہ ۹/۴۱) اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے أجود الناس من جاد بنفسه في سبيل الله الخبر اور یہ بھی فرمایا نہیں برابر ہے تم سے وہ شخص جس نے قبل فتح مکہ انفاق فی سبیل اللہ کیا اور قتال کی ان کے درجات بہت بلند ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں انفاق کیا۔

اس پر لوگوں کا اتفاق ہے کہ علیؑ سخاوت میں سب پر فائق ہیں اس لیے کہ مالی اور نفسی سخاوت جس طرح ان میں جمع ہوئی ہیں ان کے غیر میں نہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت رسولؐ خدا پر چالیس ہزار درہم خرچ کیے۔ اگر یہ صحیح بھی ہو چالیس ہزار درہم برابر ہیں چار ہزار دینار کے۔ جناب خدیجہ کی دولت تو اس سے کہیں زیادہ تھی اور اس سے عام مسلمانوں کو نفع پہنچا اور رسولؐ کو محتاج سے غنی بنا دیا۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى (سورہ الضحیٰ ۹۳/۸)

آیہ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى (سورہ البقرہ ۲/۲۶۲) کے متعلق ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ

علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ابن عباس۔ سدی۔ مجاہد۔ کلبی۔ ابوصالح۔ واحدی۔ طوسی۔ ثعلبی۔ طرسی۔ ماوردی۔ قیشری۔ ثمالی۔ نقاش۔ قتال۔ عبیداللہ بن الحسین اور علی بن الحرب الطائیؒ نے اپنی اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ علیؑ کے پاس چار درہم تھے چاندی کے ان میں سے ایک رات میں صدقہ دیا دوسرا دن میں ظاہر میں تیسرا اور چوتھا خفیہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً (سورہ البقرہ ۲۷۴/۲) خدا نے اس کا نام مال رکھا ہے اور اس پر بشارت دی۔

ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورہ البقرہ ۲۷۳/۲) تو عبدالرحمٰن بن عوف نے بہت سے دینار اصحاب صفہ کو بھیجے جن سے وہ غنی ہو گئے اور علی علیہ السلام نے ایک بوری چھواروں کی بھیجی تاریکی شب میں تو یہ خدا کے نزدیک پہلے صدقے سے زیادہ محبوب ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی کسی نے رسول اللہؐ سے پوچھا راہِ خدا میں کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا جو نادار کی طرف سے ہو۔

تاریخ بلاذری اور فضائل احمد میں ہے کہ علیؑ کے پاس چالیس ہزار دینار کا غلہ تھا آپ نے وہ سب راہِ خدا میں دے دیا ایک تلوار کو فروخت کیا اور فرمایا اگر رات کا کھانا میرے پاس ہوتا تو اسے فروخت نہ کرتا۔

شریک، لیث، کلبی، ابوصالح، ضحاک، زجاج، مقاتل بن حنان، مجاہد، قتادہ اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ اغنیا لوگ حضرت سے بہت زیادہ سرگوشی کیا کرتے تھے لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً (سورہ المجادلہ ۱۲/۵۸) پس وہ سرگوشی سے رک گئے۔ حضرت علیؑ نے ایک دینار قرض لیا اور اسے تصدق کر کے رسول صلعم سے سرگوشی کی دس بار پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

امیرالمومنین نے فرمایا میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کے دس درہم کیے پس ایک ایک درہم میں نے ہر بار دے کر آنحضرتؐ سے سرگوشی کی اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

واحدی نے اسباب نزول قرآن میں ثعلبی نے الکشف والبیان میں علیؑ بن علقمہ اور مجاہد سے روایت کی ہے کہ کتاب اللہ میں ایک آیت ایسی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا نہ اس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا نہ بعد میں اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

جامع ترمذی۔ تفسیر ثعلبی میں اشجعی۔ ثوری۔ سالم بن جبثہ۔ علی بن علقمہ سے انہوں نے حضرت علیؑ سے اس آیت کے متعلق بیان کیا کہ میرے عمل کے بعد اس امت سے یہ حکم اٹھا لیا گیا اور ابوالقاسم کوفی نے کہا ہے کہ خدا نے اس آیت سے صحابہ کا امتحان لیا ہے پس سب کے سب مناجات رسولؐ سے رک گئے۔ حضرت نے سرگوشی سے اپنے کو بچایا سوائے اس کے جو صدقہ دے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر میں اس آیت پر عمل نہ کرتا تو بالکلیہ عدم تعمیل کی بنا پر مسلمانوں پر عذاب نازل ہو جاتا۔

قاضی طرثیثی نے کہا ہے کہ اس آیت کے بارے میں مسلمانوں سے نافرمانی ہوئی۔ البتہ علیؑ نے یہ حکم پورا کیا اس کے بعد یہ حکم منسوخ

ہوگیا۔ مجاہد نے کہا ہے یہ حکم صرف ایک گھڑی رہا اور مقاتل بن حنان نے کہا ہے کہ دس روز رہا اور صدقہ کی کوئی مقدار معین نہیں تھی

ثعلبی نے ابوہریرہ اور ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ علیؑ کی تین فضیلتیں ایسی ہیں کہ اگر میرے لیے ان میں سے ایک بھی ہوتی تو میرے لیے زیادہ محبوب ہوتی سرخ بالوں والے اونٹوں سے۔ اوّل فاطمہؑ سے انکی تزویج دوسرے خیبر کی جنگ میں آنحضرتؐ کا ان کو علم دینا۔ تیسرے آیہ نجویٰ۔

اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ تین رات مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا دیا اور خود بھوکے رہے۔ جس کے بارے میں سورۂ دہر کی آیات نازل ہوئیں۔ بالخصوص اسیروں پر جو دشمن دین تھے مہربانی کرنا اور اپنے منہ کا لقمہ ان کو دینا معمولی بات نہ تھی۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں قحط پڑا میں نے ایک رات اور ایک دن کچھ نہ کھایا تھا۔ میں نے ابوبکرؓ سے ایک آیت کے متعلق پوچھا جس کی تاویل میں اُن سے بہتر جانتا تھا۔ میں ان کے ساتھ ان کے دروازے تک گیا مگر انہوں نے میری احوال پرسی نہ کی اور میں بھوکا واپس آیا۔ صبح کو یہی صورت حضرت عمر کے ساتھ پیش آئی۔ مگر انہوں نے بھی کچھ نہ کیا۔ پھر حضرت علیؑ کے پاس آئے آپ نے آیت کے معنی بھی سمجھائے اور مجھے دو روٹیاں اور روغن کھانے کے لیے دیا۔ جب میں سیر ہوگیا تو حضرت رسول اللہ کی خدمت میں آیا۔ حضرت مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا تم کہو گے یا میں۔ پھر حضرت نے تمام واقعہ بیان کر دیا اور کہا جبریل نے مجھے اس واقعہ کی خبر دیدی ہے۔

ایک روز امیرالمومنین کو محزون دیکھا گیا۔ کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا کئی روز کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا۔

تفسیر ابویوسف یعقوب ابن ابوسفیان اور علی بن حرب الطائیؒ اور مجاہد نے اپنی اسناد سے ابن عباس و ابی ہریرہ سے اور ایک جماعت نے عاصم ابن کلب سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت رسولؐ خدا کے پاس آیا اور بھوک کی شکایت کی حضرت نے ازواج کے پاس اسے بھیجا انہوں نے کہا ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں تب حضرت نے کہا کون ہے کہ آج کا کھانا محتاج کو دے امیرالمومنین نے کہا یا رسولؐ اللہ میں اسے دوں گا آپ اسے لے کر گھر آئے اور جناب سیدہؑ سے پوچھا گھر میں کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا کہ ایک بچہ کے کھانے کا ہے۔ لیکن ہم اپنے مہمان کو ترجیح دیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے بنت محمدؐ بچوں کو سلا دو اور چراغ گل کردو اور وہ تھوڑا سا کھانا ایک ظرف میں رکھ کر آپ بھی ظاہری طور پر کھانے میں اس کے ساتھ شریک ہوگئے۔ جب وہ کھانا کھا چکا تو سیدہ نے چراغ روشن کیا دیکھا کہ وہ ظرف کھانے سے لبریز ہے۔ صبح کو جب حضرت رسولؐ خدا نماز ادا کر چکے تو امیرالمومنینؑ کی طرف دیکھا اور رونے لگے اور فرمایا اے امیرالمومنین کل رات کے تمہارے عمل نے خدا کو خوش کیا اور آیت نازل کی ہے یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (سورہ الحشر ۹/۵۹) (اے مجاہد) اور یہ آیت وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ (سورہ التغابن ۱۶/۶۴) یعنی علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورہ التغابن ۱۶/۶۴)۔

کتاب ابوبکر شیرازی میں مقاتل سے مجاہد سے ابن عباس سے آیہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(سورہ النور ۲۴/۳۷) کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں اس کے بعد کہا ہے کہ ایک دن حضرت رسولؐ خدا نے تین سو دینار حضرت علیؑ کو دیئے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے لیے اور اپنے دل میں کہا واللہ میں آج ہی ان میں سے ایسا صدقہ دوں گا کہ خدا قبول کرے، میں نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز عشاء پڑھی۔ میں نے سو دینار لیے اور مسجد سے نکلا ایک عورت میرے سامنے آئی اور سوال کیا میں نے سو دینار اس کو دیئے۔ صبح کو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ رات علیؑ نے ایک زن فاجرہ کو سو دینار دے دیئے یہ سن کر میرے اوپر غم طاری ہوا۔ دوسری رات کو جب میں مسجد سے نکلا تو دل میں یہ خیال تھا آج ایسا صدقہ دوں گا کہ خدا اسں کو قبول کرے گا۔ اس وقت میرے پاس سو دینار تھے ایک شخص نے راہ میں سوال کیا میں نے وہ دینار اسے دیدیئے۔ صبح کو لوگوں میں چرچا ہوا کہ علیؑ نے ایک چور کو سو دینار دیدیئے مجھے یہ سن کر بڑا صدمہ ہوا۔ تیسرے دن پھر اسی نیت کے ساتھ مسجد سے برآمد ہوا اور ایک سائل کو بقیہ سو دینار دیدیئے پھر لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ رات علیؑ نے ایک مرد غنی کو سو دینار دیئے ان کے یہ سب صدقات بے کار گئے۔ مجھے بے حد ملال تھا۔ میں خدمت رسولؐ میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا حضرت نے فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ خدا نے تمہارے صدقات کو قبول کر لیا۔ جو سو دینار تم نے پہلی رات میں جس فاجرہ عورت کو دیئے تھے وہ اپنے فسق و فجور سے باز آ گئی اور اپنے گھر جا کر خدا سے توبہ کی اور ان دیناروں کو اپنا راس المال قرار دیا اور اب وہ شوہر کی تلاش میں ہے اور دوسری رات کو جو صدقہ دیا تھا وہ چور فعل بد سے تائب ہوا اور اس نے ان دیناروں کو اپنا راس المال قرار دیا اب وہ ان سے تجارت کرے گا اور جو صدقہ تیسری رات ایک مرد غنی کو دیا گیا جب وہ اپنے گھر لوٹا تو اس نے اپنے نفس پر ملامت کی اور کہا وائے ہو تیرے اوپر اے نفس علی بن ابی طالب کو دیکھ کر باوجود مالدار نہ ہونے کے انہوں نے سو دینار مجھ کو دیدیئے اور میری یہ حالت کہ زکوٰۃ مجھ پر واجب ہے اور میں نہیں دیتا۔ پس اس نے اپنے مال سے زکوٰۃ دی خدا نے تمہاری شان میں یہ آیت نازل کی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (سورہ النور ۲۴/۳۷)

ابو طفیل کہتا ہے میں نے دیکھا کہ علی علیہ السلام یتیموں کو بلا کر شہد کھلا رہے ہیں یہ دیکھ کر بعض اصحاب نے کہا کاش ہم بھی یتیم ہوتے۔

معلی بن خنیس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ساعدہ کے سائبان میں پہنچے بوندیں پڑ رہی تھیں آپ کے پاس تھیلا تھا جس میں روٹیاں تھیں وہ لوگ سو رہے تھے آپ ہر ایک کے سرہانے ایک ایک دو دو روٹی رکھ کر چلے آئے۔

محمد بن صمہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے مدینہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی کمر پر مشک ہے اور ہاتھ میں کاسہ اور یہ کہہ رہا ہے یا اللہ اے مومنوں کے ولی اے مومنوں کے معبود اے مومنوں کی پناہ آج رات کو میری فریاد سن لے میرے پاس سوائے اس کاسہ کے اور کچھ نہیں یا یہ لباس ہے جو میں پہنے ہوئے ہوں۔ تو واقف ہے کہ باوجود سخت بھوک کے میں نے سوال نہیں کیا پس حضرت علی علیہ السلام نے اس کو کھانا کھلایا۔

عبداللہ بن علی بن الحسین سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ خدا صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت علیؑ کے پاس آئے مگر آپ کے پاس کوئی شے خاطر تواضع کے لیے نہ تھی۔ آپ گھر سے نکلے کہ کچھ بندوبست کریں ناگاہ آپ نے ایک دینار زمین پر پڑا دیکھا آپ نے اٹھالیا اور ندا کی کہ کسی کا دینار تو نہیں گرا کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرت اس کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے حضرت نے فرمایا اے علیؑ یہ تم کو اللہ نے عطا کیا ہے چونکہ وہ تمہاری نیت سے آگاہ تھا اور دعائے خیر کی۔

خاصہ اور عامہ نے جن میں ابن شاہین المروزی اور ابن شیرویہ دیلمی بھی ہیں خدری سے اور ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز علی علیہ السلام بھوکے تھے آپ نے جناب سیدہؑ سے کچھ کھانا مانگا انہوں نے کہا میرے پاس تو صرف آٹا ہی تھا جو اپنے اور حسنؑ و حسینؑ کے اوپر ترجیح دے کر کل اور پرسوں کھلا دیا۔ فرمایا تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تاکہ میں کہیں سے کچھ لاتا۔ جناب سیدہؑ نے کہا مجھے خدا سے حیا آتی ہے کہ تمہیں ایسے کام کی تکلیف دوں جس پر قابو نہیں۔ پس حضرت علیؑ نکلے اور رسول اللہؐ سے ایک دینار قرض لیا اور کچھ خریدنے چلے۔ راہ میں مقداد سے ملاقات ہوئی ان کی حالت فاقے سے غیر پائی وہ دینار ان کو دے دیا۔ آپ مسجد میں آئے بھوک کے غلبہ سے بے ہوشی سی ہوگئی۔ حضرت رسولؐ خدا وہاں پہنچے اور حضرت علیؑ کو اس حال میں دیکھا تو جگا کر پوچھا اے علیؑ اس دینار کا کیا کیا آپ نے ماجرا بیان کیا۔

حضرت رسولؐ خدا نے کہا یا علیؑ کچھ تمہارے پاس ہے کہ میں تمہارے ساتھ چل کر افطار صوم کروں حضرت نے سر جھکا لیا اور حیا سے کوئی جواب نہ دیا۔ خدا نے اپنے رسولؐ پر وحی کی کہ آج کی رات تم علی کے گھر کھانا کھاؤ۔ چنانچہ آنحضرتؐ مع حضرت علی خانۂ فاطمہ میں داخل ہوئے وہ اپنے مصلے پر تھیں اور ان کے پس پشت ایک پیالے میں کھانا گرم گرم بھرا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہؑ نے وہ کھانا دونوں کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت علیؑ نے پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ فرمایا یہ اللہ کا فضل اور اس کا رزق ہے وہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت رسولؐ خدا نے علیؑ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے علیؑ یہ تمہارے دینار کا بدل ہے۔ یہ کہہ کر حضورؐ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے مجھے وہ دکھا دیا جو زکریا کو مریم کے متعلق دکھایا تھا۔ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس کے متعلق خدا نے یہ آیت نازل کی۔ وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ۫ (سورہ الحشر ۵۹/۹)۔

ایک روایت میں ہے کہ جعفر نے حضرت رسولؐ خدا کو ایک چادر بطور تحفہ دی آپ نے وہ حضرت علیؑ کو عنایت کر دی انہوں نے اس کو ایک ہزار مثقال میں فروخت کر دیا۔ اور وہ سب رقم فقراء مہاجرین پر تقسیم کر دی۔ حضرت رسولؐ خدا مع حذیفہ و عمار و سلمان و مقداد حضرت علیؑ سے ملے حضرت نے ان سے کھانا مانگا۔ حضرت علیؑ نے انکار سے شرماتے ہوئے اقرار کر لیا پس یہ سب خانہ علیؑ میں داخل ہوئے تو ایک ظرف کھانے سے لبریز پایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک بار مقداد کو تین روز کا فاقہ تھا۔ امیر المومنینؑ کو معلوم ہوا تو اپنی زرہ پانچ سو درہم میں بیچی اور وہ سب آپ نے مقداد کو دے دیئے اور خالی ہاتھ گھر کو چل دیئے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی جس کے پاس ایک اونٹ تھا اس

نے کہا اے علیؑ اس کو قرض خرید لیجئے۔ چنانچہ آپ نے سو درہم میں خرید لیا۔ اعرابی اونٹ دے کر چلا گیا۔ اب ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ کو ڈیڑھ سو درہم میں بیچتے ہیں۔ حضرت نے بیچ ڈالا اور پکار کر کہا۔ اے حسنؑ اور اے حسینؑ اس اعرابی کو تلاش کرو جس سے ہم نے اونٹ خریدا ہے۔ ناگاہ حضرت رسولؐ خدا سامنے آئے آپ نے مسکرا کر فرمایا اے علی کسے ڈھونڈ رہے ہو جو ناقہ دے گیا۔ وہ جبریل تھے اور جو خریدے گئے وہ میکائیل تھے۔ یہ خدا کی طرف سے بدلا ہے اس کا جو تم نے مقداد پر خرچ کیے۔

امیر المومنین نے سُنا کہ ایک اعرابی زنجیر در کعبہ کو پکڑے کہہ رہا ہے اے اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ مہمان تیرا مہمان ہے۔ پس اپنی مغفرت کو آج کی اس مہمانی کا کھانا قرار دے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی خدا ایسا کریم ہے کہ وہ اپنے مہمان کو بدون ضیافت رد نہ کرے گا۔ دوسری رات آئی تو ایک شخص کو یہ کہتے سُنا اے عزیز عزت والا وہی ہے جسے تو عزت دے کوئی نہیں جانتا کہ تو کیسا ہے میں نے تیری طرف توجہ کی ہے اور تجھ ہی کو وسیلہ قرار دیتا ہوں اس کے حق کا جو تیرے اُوپر ہے اور اس حق کا جو تیرا آلِ محمدؐ پر ہے مجھے وہ عطا کر جو تیرے سوا دوسرا نہیں دے سکتا اور اے ارحم الراحمین مجھ کو دور رکھ اس چیز سے جس سے تیرے سوا دوسرا دور نہیں رکھ سکتا۔ تیسری رات پھر ایک شخص کو کہتے سُنا اے آسمان اور زمین کو زینت دینے والے چار ہزار درہم کا کیا کرے گا۔ اس نے کہا کہ ایک ہزار عورت کا مہر دوں گا ایک ہزار میں گھر بناؤں گا۔ اور ایک ہزار میں قرض ادا کروں گا۔ اور ایک ہزار تلاش معاش میں خرچ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے جب مدینہ آنا تو علی بن ابی طالب کو دریافت کرنا۔ جب وہ مدینہ آیا تو امام حسین علیہ السلام سے مل کر کہا اپنے پدر بزرگوار سے کہہ دیجئے کہ مکہ معظمہ والا سائل آیا ہے۔ حضرت نے اس کو بلایا اور سلمان سے فرمایا کہ تاجروں کو بلاؤ اور اس باغ کو بیچو جو رسولؐ اللہ نے میرے لیے لگایا تھا۔ ۱۲ ہزار درہم میں حضرت نے وہ باغ فروخت کیا اس میں سے چار ہزار اس اعرابی کو دے دیا اور پوچھا یہاں تک آنے میں تیرا کیا خرچ ہوا کہا ۱۲ درہم فرمایا آنے جانے کے اسے ۲۶ درہم دیدو۔ اب جو رقم بچی وہ آپ نے مٹھی مٹھی بھر اور فقرا و مساکین کو دیدی اور خالی ہاتھ گھر میں آئے جناب فاطمہؑ نے کہا یا علیؑ باغ کی قیمت کہاں ہے فرمایا ان کو دیدی جن سے مجھے حیا آئی کہ ان کا سوال رد ہو جائے۔ انہوں نے کہا میں آپ کا دامن نہ چھوڑوں گی۔ جب تک آپ کے اور میرے درمیان بابا جان فیصلہ نہ کر دیں۔ میں بھوکی اور میرے بچے بھوکے کیا ان بارہ ہزار درہم میں ہمارا اتنا بھی حق نہ تھا کہ ایک وقت روٹی کھا لیتے آپ نے فرمایا اے فاطمہؑ مجھے ملامت نہ کرو اور میرا دامن چھوڑ دو۔ جبریل حضرت رسولؐ خدا کے پاس آئے اور خدا کا پیغام لائے کہ علیؑ سے گرفت کرنے پر ملائکہ سمرات رو دیئے ہیں۔ تم وہاں جاؤ۔ حضرت تشریف لائے اور جناب فاطمہؑ سے ماجرا پوچھا اور فرمایا علی ایسا شخص نہیں کہ اس کی گرفت کی جائے انہیں چھوڑ دو پھر سات درہم دے کر کہا اے علی جاؤ اس کا کھانا خرید لاؤ۔ حضرت وہ درہم لے کر گھر سے نکلے۔ راہ میں ایک سائل ملا اور کہنے لگا کون ہے جو راہِ خدا میں قرض دے آپ نے وہ درہم اسے دیدیئے اور کسی سے قرض لینے کی فکر میں تھے کہ ایک اونٹ والا ملا اس نے کہا آپ مجھ سے یہ اونٹ سو درہم میں خرید لیں باقی حصّہ اوپر مذکور ہوا۔

اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دی تو إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ (سورہ المائدہ ۵/۵۵) نازل ہوئی جو صدقات میں ضرب المثل ہے ایک دُعا کے الفاظ ہیں — يقبل الله منه كما يقبل توبة آدم وقربان ابراهيم وحج المصطفى وصدقة

أمیر المؤمنین

حضرت علیؑ کی شجاعت

اللہ تعالیٰ نے اصحابِ محمدؐ کی تعریف میں فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (سورہ الفتح ۴۸/۲۹) یہ صفت حضرت علیؑ کے لیے ثابت۔ اللہ تعالیٰ نے طالوت کے قصہ میں کہا ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (سورہ البقرہ ۲/۲۴۷) اور اس پر اُمّت کا اجماع ہے کہ علیؑ اشد تھے تمام صحابہ میں۔ امام محمد باقر اور امام رضا علیہما السلام نے آیہ فَيِمَا لِيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ (سورہ الکہف ۱۸/۲) کی تفسیر میں فرمایا کہ باس سے مراد علی علیہ السلام ہیں اور وہ نزدیک ہیں رسولؐ اللہ کے ان کے دشمن سے مقابلہ کرنے میں اور آیہ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ (سورہ البقرہ ۲/۱۷۷) بھی ان ہی کی شان میں ہے۔

علی بن جعد نے قتادہ سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلول منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ لشکر اسلام سے جُدا ہوگیا تاکہ غزوہ حنین میں حضرت علیؑ کے ساتھ نہ جائیں۔ جب بعد جنگ مسلمان مدینہ کی طرف لوٹے تو خفال نے جو مسلمان تھا جعفا نامی منافق کے ایک طمانچہ مار دیا۔ ابن ابی سلول کو اس پر بڑا غصہ آیا اور اپنی جماعت سے کہنے لگا اگر تم ان لوگوں کو کھانا دینا بند کر دیتے تو یہ رسولؐ سے الگ ہو جاتے۔ قرآن نے اس کی حکایت یوں کی ہے لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ (سورہ المنافقون ۶۳/۸) یعنی مدینہ سے عبی اور علی کو نکال دے گا۔ زید ابن ارقم نے آنحضرتؐ سے اس منافق کا یہ قول نقل کر دیا۔ ابن ابی سلول ان انصار کے پاس آیا جو آنحضرتؐ کے پاس معذرت کو آئے تھے اور زید بن ارقم کو جھٹلا رہے تھے۔ زید شرمندگی کی وجہ سے حضرت کے پاس آنے سے رُک گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ المنافقون ۶۳/۷) یعنی علیؑ اور ان کے اصحاب کو منافقین پر قدرت و قوت ہے۔ حضرت رسولِ خداؐ نے زید کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے صادق تجھے بشارت ہو خدا نے تیری بات کی تصدیق کر دی اور اس منافق کو جھٹلا دیا۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ تعجب ہے اس شخص پر جو قیاس کرتا ہے ایسے شخص کا جس نے جاہلیت اور اسلام میں کسی کافر کے ایک چرکا تک نہیں لگایا اس شخص پر جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس نے روز بدر ۳۵ مشرکین کو قتل کیا اور کوئی زخم نہ کھایا اور وہ مشرکین حسب ذیل ہیں۔

ولید بن عتبہ، عاص بن سعید بن العاص، مطعم بن عدی بن نوفل، حنظلہ بن ابوسفیان، نوفل بن خویلد، زمعہ بن الاسود، حارث بن زمعہ، نضر بن الحارث بن عبدالدار، عمر بن عثمان بن کعب طلحہ کا چچا، عثمان، مالک طلحہ کا بھائی مسعود ابن ابی امیہ بن المغیرہ، قیس بن الفاکہہ بن مغیرہ، ابوالقیس ابن ولید بن مغیرہ، عمرو بن مخزوم، منذر ابن ابی رفاعہ، منبہ بن الحاج السہمی، عاص بن منبہ، علقمہ بن کندہ، ابوالعاص بن قیس بن عدی، معاویہ بن مغیرہ بن العاص، لوذان بن ربیعہ، عبداللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ مسعود ابن امیہ بن مغیرہ، حاجب بن سایت بن عویمر، اوس بن مغیرہ ابن لوذان، زید بن ملیص، عاصم ابن ابی عوف، سعید بن وہب معاویہ بن عامر بن عبدالقیس، عبداللہ بن جمیل بن زہیر، سایت بن سعید بن مالک ابوالحکم ابن الاخنس، ہشام بن ابی امیہ، اور جنگ اُحد میں حسب ذیل لوگوں کو قتل کیا۔

سردار لشکر طلحہ بن ابی طلحہ اور اس کا بیٹا ابوسعید اور اس کے بھائی خالد، مخلد، کلدہ اور مجالس اور عبدالرحمٰن بن حمید بن زہرہ، حکم بن الاخنس بن شریق الثقفی، ولید بن ارطاۃ، امیہ بن ابی حذیفہ، ارطاۃ بن شرجیل، ہشام ابن امیہ، مسافع، عمرو عبداللہ الجمحی، بشر ابن مالک، مغافری۔ صواب غلام عبدالدار، ابوحذیفہ بن مغیرہ، قاسط بن شریح، مغیرہ ابن المغیرہ ان کے علاوہ ان کو قتل کیا جو شکست کھا کر بھاگے تھے۔

خلفائے ثلثہ کا کوئی کارنامہ اس جنگ میں ثابت نہیں۔

جنگ احزاب میں حسب ذیل لوگوں کو قتل کیا۔

عمرو بن عبدود اور اس کا بیٹا۔ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ، منبہ ابن عثمان عبدری ہبیرہ ابن ابی ہبیرہ مخزومی۔

روز حنین چالیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کے نامور سردار ابوجرول اور اس کو آپ نے طول میں دو ٹکڑے کیا جو اس کے خود، عمامے، جوشن بدن اور زین کو کاٹتی ہوئی حضرت کی تلوار نکلی تھی۔ اس جنگ میں آپ نے ۲۴ ہزار دشمنوں کے درمیان مقاتلہ کیا اس کے بعد آسمانی مدد آئی۔

غزوات السلسلہ میں آپ نے سات نامور کافروں کو مارا جن میں سعید بن مالک عجلی بھی تھا اور بنی نضیر میں گیارہ کو قتل کیا قریظہ میں نامور رؤسائے یہود کے سر کاٹے جیسے حی ابن اخطب، کعب ابن اشرف اور غزوہ بنی مصطلق میں مالک اور اس کے بیٹے کو تہ تیغ کیا۔

علی علیہ السلام کی ضربت دو قسم کی تھی قدا اور قط۔ یعنی دشمن کو طول میں کاٹتے تھے یا بیچ میں سے دو کرتے تھے اور حضرت کی یہ ضربیں بے مثل تھیں جن کو ضربات بکر کہا جاتا تھا یعنی کسی بہادر کی تلوار میں یہ کاٹ نہ تھی کہا جاتا ہے کہ ضربت کی چھ قسمیں ہیں اور وہ سب حضرت علی علیہ السلام کے نام سے ماخوذ ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ علویہ۔ سفلیہ۔ غلبہ۔ مالہ۔ جالہ۔ جوام۔

فتح مکہ میں فاتک عرب اسد بن خویلم کو مارا۔ غزوہ وادی الرمل میں بڑے بڑے برد آزماؤں کو خیبر میں مرحب ذوالخمار وغیرہ کو طائف میں خثعم کے گروہ کو شکست دی۔ شہاب بن عبس۔ نافع بن خیلان کو قتل کیا وقت ہجرت ہلیح اور جناح کو پھر کیسی بہادری

سے فرش رسولؐ پر سوئے۔ جنگ جمل میں کس دلیری سے لڑے لیلۃ الہریر میں سو تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر میں ایک دشمن کو قتل کیا۔ اور ایک روایت میں ہے پانچ سو چھتیس کو قتل کیا۔ اور اعثم کوفی نے ۔۔ لکھے ہیں۔ حضرت کی زرہ کی پشت نہ تھی اور نہ آپ کی سواری کے لیے گرد فرتھا۔

آپ نے عثمان بن حنیف کو لکھا تھا کہ اگر تمام عرب بھی مجھ سے لڑنے کے لیے جمع ہو جائے تو میں ان سے روگردانی نہ کروں گا۔ اور اگر موقع پاؤں گا تو ان کی گردنیں کاٹ ڈالوں گا۔

جب حضرت علی علیہ السلام حملہ کرتے تھے دشمنوں پر تو وہ پہاڑوں کی طرف بھاگتے تھے۔ جب قریش لڑائی میں دیکھتے تھے تو خوف سے کانپ جاتے تھے۔ ایک شخص نے آپ کی طرف نظر کی اور خوف زدہ ہو کر لشکر سے بھاگا اور کہا میں جانتا ہوں کہ ملک الموت ادھر ہی ہیں جدھر علیؑ ہیں۔

حضرت رسولؐ خدا نے آپ کو کرار غیر فرار کا لقب دیا ہے۔ حدیث خیبر اس کا ثبوت ہے۔

آنحضرتؐ کفار کو حضرت علیؑ کے نام سے ڈرایا کرتے تھے۔ احمد بن حنبل نے فضائل شداد بن الہاد سے روایت کی ہے کہ جب اہل یمن کا ایک وفد آیا تو آنحضرتؐ نے ان سے کہا تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو ورنہ میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تمہیں قتل کرے گا اور تمہاری ذریت کو قیدی بنائے گا۔ اس کے بعد علیؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا وہ یہ ہے۔

تاریخ نسوی میں ہے کہ عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ حضرت نے اہل طائف سے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم نے نماز نہ پڑھی اور زکوٰۃ نہ دی تو میں تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مثل میرے نفس کے ہے وہ تمہاری گردنیں مار دے گا۔ اور تمہاری ذریت کو قیدی بنائے گا۔ لوگوں نے سمجھا اس سے مراد ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں لیکن حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا وہ یہ ہے۔

صحیح ترمذی۔ تاریخ خطیب اور فضائل سمعانی میں ہے کہ آنحضرتؐ صلعم نے سہیل بن عمیر سے فرمایا اے گروہ قریش باز آؤ ورنہ ایسے شخص کو تم پر مسلط کروں گا جو دین کے معاملے میں تمہاری گردنیں مار دے گا۔

امام رضا علیہ السلام نے آیۂ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (سورۃ الفتح ۲۹/۴۸) کے متعلق فرمایا بیشک علی علیہ السلام ان میں سے ہیں۔

معاویہ نے یوم صفین شام کے لوگوں سے کہا علیؑ کو نیزوں پر رکھ لو تاکہ ان سے نجات ملے۔ مروان نے کہا کیا تو نے یہ کام آسان سمجھا ہے واللہ ان کا قتل کرنا ایسا ہے جیسے وادی کے اژدھے یا بیشہ کے شیر کو۔

عمرو سے مروی ہے میں نے علیؑ سے زیادہ فرار کو عار سمجھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ جب علی علیہ السلام شہید ہوئے تو عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا بشارت ہو کہ وہ شیر مارا گیا جس کے ہاتھ عراق پر پھیلے ہوئے تھے۔

ابوالسعادات نے فضائل عشرہ میں روایت کی ہے کہ علیؑ ایک مشرک سے جنگ کر رہے تھے اس نے کہا اب اپنی تلوار

مجھے دیدیں۔ حضرت نے اس کی طرف پھینک دی اس نے کہا اے فرزند ابو طالب مجھے تمہاری حالت نے تعجب میں ڈال دیا ہے ایسے وقت میں آپ نے اپنی تلوار مجھے دے دی۔ فرمایا تو نے سوال کا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو کریم کی یہ شان نہیں کہ سائل کے سوال کو رد کر دے یہ سن کر اس کافر نے کہا اہل دین کی یہی سیرت ہے اور پھر حضرت کے قدم لیے اور مسلمان ہوگیا۔

جبرئیل نے مابین زمین و آسمان اعلان کیا۔ لا سیف إلا ذو الفقار ولا فتى إلا علي :

مروی ہے کہ روز بدر حضرت رسول خدا کے پاس پانی نہ رہا آپ ظرف آب لے کر کنوئیں پر پہنچے جو دشمن کے قبضے میں تھا آپ نے اس سے ذرا خوف و ہراس نہ کیا آپ بے خوف و خطر کنوئیں میں اترے اور ظرف بھر کر کنوئیں پر رکھا۔ جب اوپر آئے تو معلوم ہوا پانی بہہ گیا ہے تین بار ایسا ہی ہوا آخر آپ پانی لے کر آئے۔ حضرت نے فرمایا علی ملائکہ تمہارے ثبات قلب پر حیرت کر رہے ہیں۔

محمد بن ابی النسری التیمی احمد بن الفرج سے اس نے دہرہ سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب غزوہ بنی مصطلق کے لیے نکلے اور وادی دعر کے قریب اترے تو آخر شب میں جبرئیل نے خبر دی کہ کفار جن اس وادی کے قریب جمع ہیں اور حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں آپ نے امیرالمومنین کو بلایا اور فرمایا اس وادی کی طرف جاؤ۔ حضرت علیؑ جب سرحد وادی کے قریب پہنچے تو آپ نے اصحاب سے فرمایا یہیں ٹھہرو اور جب تک میں نہ کہوں کچھ نہ کرنا آپ نے خدا سے شر دشمن سے بچنے کے لیے دُعا کی پھر آپ نے اصحاب سے آگے بڑھنے کو کہا ناگاہ ایک ایسی تیز ہوا چلی کہ قریب تھا لوگ اوندھے منہ گر پڑیں۔ حضرت نے باواز بلند کہا میں علی ابن ابیطالب وصی رسولؐ ہوں اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو سامنے آؤ۔ کچھ بھاٹوں کی طرح ظاہر ہوئے جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے پس امیرالمومنین قرآن پڑھتے ہوئے بطن وادی میں داخل ہوئے اور داہنے بائیں تلوار چلانا شروع کی پس وہ لوگ کالے دھوئیں کی صورت میں ہوگئے امیرالمومنینؑ نے تکبیر کہی اور فرمایا اللہ نے ان کے شر سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ ان جنوں کے باقی لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لائے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیاس کی شدت ہوئی۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا ہے کہ ذات العلم کے کنوئیں سے پانی لے آئے میں ضامن ہوں کہ اللہ اسے جنت عطا فرمائے گا پس کچھ لوگ گئے جس میں سلمہ بن اکوشا وغیرہ تھے جب یہ لوگ درخت اور کنوئیں کے قریب ہوئے اور ایک شور و غل، ڈھولوں کی آوازیں، اور آگ کے شعلے اٹھتے دیکھے تو خوف زدہ ہوکر بھاگ آئے۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا تم میں کون ہے کہ سقوں کے ساتھ جاکر پانی لے آئے میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں یہ سن کر بنی سلیم کا ایک شخص گیا اور اس کے ساتھ چند آدمی اور جب وہ بھی لوٹ آئے تو حضرت نے تیسری بار پھر وہی ارشاد فرمایا لیکن ایسا خوف طاری تھا کہ کسی نے جواب نہ دیا۔ اور بحالت صوم لوگوں پر پیاس کا ناقابل برداشت غلبہ تھا۔ اب آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تم جاؤ۔ حضرت علیؑ سقوں کو لے کر وہاں پہنچے۔ اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور جو کچھ دیکھو اس سے ڈر کر بھاگ نہ جانا تم کو کوئی آواز نقصان نہ پہنچائے گی انشاء اللہ۔ جب یہ لوگ درخت کے قریب پہنچے تو آگ کے شعلے بلند ہوئے اور خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ کٹے ہوئے سر دکھائی دیئے۔ حضرت نے

فرمایا ذرا خوف نہ کرو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور ادھر نظر نہ کرو۔ جب درخت سے آگے بڑھ کر کنوئیں کے پاس پہنچے تو براء بن عازب نے اپنا ڈول ڈالا ڈول کی رسی کٹ گئی اور وہ کنوئیں میں جا پڑا اور یہ کنواں بہت تنگ و تاریک اور گہرا تھا کنوئیں سے قہقہوں کی آواز آئی۔ حضرت نے فرمایا ڈول ڈالو جب کئی بار ایسا ہی ہوا تو آپ نے فرمایا لشکر گاہ سے جا کر چند ڈول اور رسیاں اور لاؤ مگر کوئی جانے والا راضی نہ ہوا۔ آخر حضرت کنوئیں میں خود اترے پانی میں پہنچتے ہی خوفناک شور و غل کی آواز آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد امیرالمومنین نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا میں اللہ کا بندہ ہوں میں رسولؐ کا بھائی ہوں اس کے بعد حضرت نے ان کافر جنات کو قتل کیا اور آپ کنوئیں سے نکل آئے اور پانی لا کر حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی راستہ کی کیفیت میں بیان کروں یا تم۔ عرض کی حضورؐ ہی کی زبان سے اچھا معلوم ہوگا فرمایا جو سر تم نے دیکھے جن سے خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں یہ مثال ہے میری قوم کی جو میرے ساتھ ہیں یہ زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ایسے لوگوں کے لیے روز قیامت کوئی نیکی نہ ہوگی اور خدا ان کے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا اور بغیر لکڑی کے جو آگ جلتی دیکھی اس کی مثال اس فتنہ کی ہے جو میرے بعد میری امت میں برپا ہوگا خدا ان کے بھی کسی عمل کو قبول نہ کرے گا اور روز حشر ان کے لیے بھی میزان میں کوئی نیکی نہ ہوگی اور آوازیں لگانے والا سملقہ بن غراف تھا یہی دشمن خدا قتل کیا گیا یہی شیطان بتوں کے اندر بولا کرتا تھا اور میری ہجو کرتا تھا۔

کیا ایسی شجاعت ثابت ہے فارس کے کسی کردی پہلوان کے لیے جیسے رستم، اسفندیار، گشتاسپ۔ یا عرب کے کسی شہسوار کے لیے جیسے عنتر العبسی، عامر بن طفیل، عمرو بن عبدود، یا مب کرز ترک کے لیے جیسے افراسیاب وغیرہ۔

حضرت علیؑ ایسے بے مثل شہسوار تھے جو لشکروں کو بالوں کی طرح بکھیر دیتے تھے اور کاغذ کی طرح لپیٹ دیتے تھے جنگ ان کے لیے ایک معمولی بات تھی۔ جد و جہد ان کے آداب میں داخل تھی۔ نصرت ان کی طبیعت تھی۔ دشمن ان کی نظر میں ہیچ تھا۔ بڑے بڑے جری جسور، لوگوں کی گردنیں ان کی تلوار کا نیام تھیں جس جنگ میں وہ نکلے دشمن کا خوف اور ان کو کہا جاتا تھا غالب کل غالب علی بن ابی طالب۔

حضرت علیؑ کا زہد اور قناعت

کہا جاتا ہے کہ پرہیزگاری میں دس آدمی زیادہ مشہور ہیں علیؑ۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ ابن مسعود۔ ابوذر۔ سلمان۔ عمار۔ مقداد عثمان بن مظعون اور ابن عمر لیکن تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ ابوبکر بیت المال کے چار ہزار سے کچھ زیادہ درہم کے مقروض مرے اور عمر اسی ہزار درہم کے اور عثمان بے انتہا دولت چھوڑ کر مرے اور علیؑ نے صرف سات سو درہم وہ چھوڑے جو فقراء کو دینے سے

بچ رہے تھے اب فیصلہ کر لیجئے کہ ازہد الناس اورع الناس کون تھا۔

حضرت علی علیہ السلام کے واقعات زندگی سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے مال دنیا کو جمع کیا ہی نہیں اور نہ ریاست و حکومت پر جان دی۔ جب لوگ سقیفہ میں امیر منکم و منکم وزیر کے نعرے مار رہے تھے حضرت علیؑ تجہیز و تکفین رسولؐ کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورہ الحجرات ۴۹/۱۳) تم میں جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی زیادہ صاحب بزرگی ہے۔ خدا نے فقراء مہاجرین کی تعریف فرمائی ہے اور اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت علیؑ کا شمار فقراء میں تھا اور حضرت ابوبکرؓ کا اغنیا میں۔

حضرت علیؑ نے نہ مال دنیا کو کبھی جمع کیا اور نہ گناہوں سے تعلق رکھا۔ حضرت رسولؐ خدا نے ان کے زہد کی گواہی دی ہے کہ علیؑ نے دنیا سے کچھ لیا نہ ان سے دنیا نے۔

امالی طوسی میں عمار سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ خدا نے تم کو ایسی چیز سے زینت دی ہے جس سے کسی کو نہیں دی اور وہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اس نے زینت دی تم کو زہد فی الدنیا سے نہ اس سے تم نے کوئی چیز لی نہ اس دنیا نے تم سے کچھ لیا خدا نے تم کو محبت مساکین عطا کی تم ان سے ان کے اتباع میں راضی ہوئے اور وہ تم سے بنا بر تمہاری امامت کے۔

الموليات میں ہے کہ اموی بادشاہ عمر بن العزیز نے کہا میں کسی کو اُمت میں علیؑ سے زیادہ زاہد نہیں جانتا نبی کے بعد قوت القلوب میں ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ صحابہ میں سب سے زیادہ علی ابن ابی طالب زاہد تھے۔

سفیان بن عیینہ نے زہری سے اس نے مجاہد سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۝ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا (سورہ النازعات ۷۹/۳۷) سے مراد علقمہ بن الحارث ابن عبدالدار ہے اور آیہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (سورہ الرحمٰن ۵۵/۴۶) سے مراد علیؑ ہیں جو معصیت اور پیروی نفس سے کوسوں دور ہے اور آیہ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی (سورہ النازعات ۷۹/۴۱) خاص کر علیؑ ابن ابی طالب کے لیے ہے اور ان کے لیے جو ان کے طریقہ پر ہو۔

قتادہ نے حسن سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا (سورہ النبا ۷۸/۳۱) سے مراد علیؑ ہیں جو سردار ہیں لوگوں کے جنہوں نے ارتکاب فواحش سے کنارہ کشی کی ہے آیہ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ (سورہ النبا ۳۶) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد اہل بیت خصوصاً اور دیگر متقین عموماً۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب ابن ابو سفیان میں مجاہد سے اور ابن عباس سے آیہ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ (سورہ المرسلت ۷۷/۴۱) کی تفسیر میں مروی ہے سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والے علی بن ابی طالب اور حسن و حسین ہیں جو روز قیامت درخت طوبیٰ کے سایہ میں ہوں گے اور ایک ایسے خیمہ میں مقیم ہوں گے جو موتیوں کا بنا ہوا ہوگا اور جس کا طول کئی فرسخ کی راہ ہوگا۔ اور آیہ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (سورہ الانعام ۶/۸۴) سے مراد اللہ کے مطیع بندے اہل بیت محمدؐ ہیں۔ اور آیہ اِنَّ اللّٰہَ

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿ سورہ النحل ۱۲۸/۱۴) سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

حلیہ میں سالم ابن الجعد سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کے عہد حکومت میں دیکھا کہ بیت المال میں بکری مینگنیاں کرتی تھی اور شعبی سے مروی ہے کہ امیرالمومنین بیت المال میں جھاڑو دے کر نماز پڑھتے تھے۔

ابو عبداللہ بن حمویہ البصری نے اپنی اسناد کے ساتھ سالم الجحدری سے مروی ہے کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ شام کو کچھ مال آپ کی خدمت میں بھیجا گیا فرمایا اس کو تقسیم کر دو لوگوں نے کہا امیرالمومنین اب تو رات ہو گئی صبح کو دیکھا جائے گا فرمایا کیا تم اس کے ضامن بن سکتے ہو کہ کل تک میں زندہ رہوں گا لہذا تاخیر نہ کرو اور جو کچھ ہے وہ تقسیم کر دو۔

مروی ہے کہ حضرت علیؑ پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کے پاس ازار خریدنے کے لیے تین درہم بھی نہ تھے بیت المال کی رقم آپ کل کی کل تقسیم کر کے اس میں نماز پڑھتے اور فرماتے تھے خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسی طرح خالی ہاتھ نکالا جس طرح خالی ہاتھ اس میں داخل ہوا تھا۔

ابو جعفر طوسی نے روایت کی ہے کہ کسی نے امیرالمومنین سے کہا یہ مال کسی ایسے شخص کو دیجئے جس سے آپ کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ معاویہ سے جا ملے گا۔ فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جور میں، میں نصرت طلب کروں۔ خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہ کروں گا جب تک سورج چمکتا اور تارے جھلملاتے ہیں اگر لوگوں کا مال میرا ہوتا تو میں ضرور لوگوں سے ہمدردی کرتا لیکن یہ میرا مال نہیں لوگوں کا ہے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے اے سونے اور چاندی میرے غیر کو دھوکہ دینا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت نے پانچ برس حکومت کی لیکن کبھی اینٹ پر اینٹ نہ رکھی نہ کوئی شے ذخیرہ کی اور نہ زینت پر زینت رکھی۔

ابن بطہ نے روایت کی ہے کہ حضرت کی ایک زمین میں چشمہ پھوٹ نکلا لوگوں نے بشارت دی اور فرمایا اس کے وارث کو بشارت دو۔

الفائق میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک قمیص خریدی۔ آستین کا جو حصہ انگلیوں سے زیادہ تھا وہ آپ نے قطع کر دیا اور فرمایا اتنا کافی ہے۔

خصائل الکمال میں ابو الحسن بلخی سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک بازار سے گزر رہے تھے ایک تخت میں آپ کی قمیص کا دامن پھنسا اور وہ پھٹ گئی۔ آپ پھٹے ہوئے حصے کو لیے درزیوں کے پاس آئے اور فرمایا۔ اسے سی دو۔ اللہ برکت دے۔

اشعث عبدی سے مروی ہے کہ میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ تین درہم میں آپ نے ایک موٹے کپڑے کی قمیص خریدی اور اسی میں نماز جمعہ پڑھائی۔

شبیکہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو ایسی ازار میں دیکھا جو نصف ساق تک تھی اور جا بجا اس میں پیوند لگے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کی قمیص کچھ نیچی تھی آپ نے چاروں طرف سے اس کو کاٹ دیا

علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے علیؑ کو بہت موٹے کم قیمت لباس میں تعجب سے دیکھا فرمایا اس میں ستر عورتیں بھی ہے اور پسینہ کا جذب بھی۔

فضائل احمد ہے کہ علی علیہ السلام ایک موٹے کپڑے کی ازار پہنے ہوئے تھے جسے پانچ درہم میں خریدا تھا اور میں پیوند پر پیوند لگے ہوئے تھے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا فرمایا ایمان والے اسی کی پیروی کرتے ہیں اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور نفس ذلیل ہوتا ہے اور خرچ میں کفایت ہوتی ہے اور یہ لباس صالحین سے زیادہ مشابہ ہے۔ میری شرمگاہ کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ یہ تکبر سے مجھے بچاتا ہے اور مسلم کی اقتدا کے زیادہ لائق ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ جعدی بن نعجہ خارجی نے امیر المومنین سے کہا اے علیؑ خدا سے ڈرو تم بھی مرنے والے ہو۔ فرمایا ہاں قسم خدا کی تم حضرت علیؑ کے مقتول ہو اور یہ موت کا معاملہ ہو کر رہے گا۔ یہ تو عہد معہود ہے جس نے جھٹلایا وہ ناکام رہا۔ حضرت کی آستین انگلیوں تک پہنچتی تھی اور فرمایا کرتے تھے آستین کو ہاتھوں پر فضیلت نہیں۔ آپ نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اس کی آستین پھٹی ہوئی ہے حضرت نے اپنی آستین پھاڑ کر اسے دیدی۔

امیر المومنین نے فرمایا ہمارے پاس صرف ایک بکرے کی کھال تھی جس پر رات کو میں اور فاطمہؑ سوتے تھے اور دن کو اونٹ اس پر کھانا کھاتا تھا۔

مسند موصلی میں شعبی نے حارث سے اور اس نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رات کو فاطمہ میرے لیے ایک کھال بچھا دیتی تھیں۔ حضرت نے ایک قیمتی لباس خریدا اور اسے راہ خدا میں دیدیا خود نہ پہنا۔

غزالی نے احیا میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے آپ نے اپنی تلوار تک وقت ضرورت فروخت کر دی تھی۔ آپ کے پاس ایک قمیص کے سوا کچھ نہ تھا۔

فضائل احمد میں ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ فرما رہے تھے کوئی ہے کہ میری یہ تلوار خرید لے واللہ اگر میرے پاس ایک ازار خریدنے کے دام ہوتے تو میں اپنی یہ تلوار فروخت نہ کرتا۔

ایسا زہد علیؑ کے سوا اور کہاں ملے گا۔

اصبغ، ابوسعدہ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت علیؑ بزازوں کے بازار میں آئے اور ایک دوکاندار سے کہا مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے اس نے کہا اے امیر المومنین میرے پاس آپ کی خواہش کے مطابق ہیں چونکہ اس نے حضرت کو پہچان لیا تھا لہذا آپ نے اس سے خریدنا مناسب نہ جانا آگے بڑھ گئے اور ایک دوکاندار سے جولڑکا تھا دو پیراہن خریدے ایک تین درہم کا دوسرا دو درہم کا۔ قنبر سے آپ نے فرمایا یہ تین درہم والا تم لے لو۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین یہ تو آپ ہی کے لیے زیبا ہے آپ منبر پر بیٹھ کر خطبہ بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا تم جوان ہو تمہارے اندر جوانی کی امنگیں ہیں۔ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ

اپنے نفس کو تم پر ترجیح دوں۔ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ غلاموں کو ایسا کھلاؤ جیسا تم خود کھاتے ہو اور ویسا ہی پہناؤ جیسا تم خود پہنتے ہو۔

جب حضرت نے قمیص کو پہنا تو اس کی آستین لمبی تھی آپ نے اس زائد حصے کو کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا اس کی ٹوپیاں بنا کر فقراء کو دے دو۔ اس دکاندار لڑکے نے کہا لائیے میں قمیص ٹھیک کر دوں۔ فرمایا جیسی ہے رہنے دو۔ لڑکے کا باپ حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی اے امیرالمومنینؑ میرا بیٹا آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ یہ دو درہم جو نفع کے ہیں حاضر ہیں۔ فرمایا میں ان کو نہ لوں گا اس نے مجھے لباس پہنایا میں نے دوسرے کو اور ہم نے رضا مندی سے سودا کیا تھا۔

علی ابن عمران سے مروی ہے کہ امام حسن کا ایک لڑکا گھر میں سے نکلا علی علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ ریشم کی قمیص پہنے ہوئے ہے اور گلے میں سونے کی ہنسلی ہے۔ فرمایا اسے میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو آپ نے اس کی قمیص پھاڑ دی اور ہنسلی اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دی۔

عمرو بن نعجہ سکو سے مروی ہے کہ ایک دہقان ایک گھوڑا آپ کے سوار ہونے کے لیے لایا۔ حضرت نے اس کی رکاب میں پیر رکھ کر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب زین پر ہاتھ رکھا تو اس پر سے آپ کا ہاتھ پھسلا۔ فرمایا کیا یہ ریشم ہے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا میں اس پر سوار نہ ہوں گا۔

الاحیاء میں غزالی نے لکھا ہے کہ حضرت کے پاس ایک برتن میں ستو تھے جس پر مہر لگی ہوئی تھی کسی نے کہا آپ عراق میں ایسا کیوں کرتے ہیں یہاں تو طعام کی قلت نہیں۔ فرمایا میں نے از روئے بخل ایسا نہیں کیا بلکہ مجھے یہ پسند نہ آیا کہ کوئی دوسری چیز اس میں شامل ہو جائے یا غیر طیب چیز اس میں مل جائے۔

معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنی غذا حجاز سے منگا کر کھاتے ہیں۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میں تمہارے شہروں میں اپنے لباس سواری اور زاد راہ کے ساتھ داخل ہوا ہوں پس اگر میں تمہارے شہروں سے اس کے علاوہ کچھ اور لے کر نکلوں تو میں خائن ہوں گا اہل بصرہ سے فرمایا تم کیا مجھ پر عیب لگاتے ہو، میرے بدن پر جو لباس ہے اس کا سوت میرے گھر والوں کا کاتا ہوا ہے۔

سوید ابن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ ایسی سوکھی روٹی کھا رہے تھے جس کو زانوں سے دبا کر توڑتا تھا اور اسے باسی دودھ میں چور کر کھا رہے تھے جس سے کھٹی بو آ رہی تھی۔ میں نے فضہ سے کہا تم حضرت کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتی ہو کم از کم آٹا تو چھان لیا کرو تاکہ بھوسی تو دور ہو جایا کرے۔ امیرالمومنینؑ نے فضہ سے فرمایا ایسا نہ کرنا۔ میں نے چھنا ہوا کھانا نہیں کھایا اور گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی اور مرتے دم تک یہی سلسلہ رہے گا۔ میں نے رسولؐ کو دیکھا کہ اس سے زیادہ سوکھی روٹی کھاتے اور اس سے زیادہ موٹا کپڑا پہنتے تھے پس اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے حضرت سے ندامت ہو گی۔

عمرو بن حریث سے مروی ہے کہ فضہ ایک کیسہ لائیں جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ اس میں سے سوکھی روٹی نکالی۔ عمرو نے کہا اے فضہ اگر تم آٹا چھان لیا کرتیں تو بہتر ہوتا۔ امیرالمومنینؑ نے وہ سوکھے ٹکڑے ایک پیالے میں نکالے اور ان پر پانی ڈالا اور نمک چھڑکا پھر نوش فرمایا بعد فراغت فرمایا پیٹ تو بھر گیا اور داڑھی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ باعث شرم ہوتی، اگر میں کھانے کے ساتھ آگ کو پیٹ میں بھر لیتا۔

عدی بن حاتم نے دیکھا کہ حضرت کے سامنے ایک کاسہ میں پانی ہے اور اس میں جو کی روٹی کے ٹکڑے اور نمک ہے۔ عدی نے کہا اے امیرالمومنینؑ میرے اوپر بہت شاق ہے کہ دن میں آپ فاقہ کریں رات بھر عبادت کریں اور پھر غذا کھائیں تو ایسی۔ فرمایا قناعت میں راحت نفس ہے۔

سودا بن عقلہ سے مروی ہے کہ عید کے روز حضرت علیؑ کے سامنے ایک خوان تھا جس میں باسی روٹی رکھی تھی اور ایک پیالہ میں دودھ تھا میں نے کہا اے امیرالمومنینؑ عید کے روز اور باسی روٹی فرمایا یہی عید ہے اس شخص کی جس کے گناہ بخش دیئے جائیں۔

ابن بطہ نے ابانہ میں روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کے سامنے روٹی گوشت لایا گیا کسی نے کہا اس میں روغن ملا لیجئے فرمایا ہم دو سالن ایک ساتھ نہیں کھاتے۔

ایک بار عید کو کئی کھانے حضرت کے سامنے آئے آپ نے فرمایا ان سب کو ملا دو۔

ایک بار ایک پیالہ میں فالودہ آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے فرمایا اگرچہ یہ حرام نہیں ہے مگر چونکہ رسول اللہؐ نے نہیں کھایا لہذا اس کے کھانے میں مجھے بھی کراہت ہے۔ میں اپنے نفس کو اس چیز کا عادی بنانا نہیں چاہتا جس کا میں عادی نہیں۔

حضرت جُو کی روٹی اور روغن زیتون اور سرکہ پسند فرماتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام صرف جُو کی دو روٹیوں پر گزر کرتے تھے اور عیدالضحیٰ کو گوشت کھاتے تھے یتیموں کو خوراک کے معاملے میں اپنے بیٹوں پر ترجیح دیتے تھے اور فرماتے تھے واللہ میں نے تمہاری دنیا سے ذرا سا سونا بھی ذخیرہ نہیں کیا اور نہ میں نے مال غنیمت کو جمع کیا اور نہ میں نے موتیوں کو اکٹھا کیا میرا لباس بوسیدہ ہے میں نے ایک بالشت زمین بھی نہیں خریدی۔ میری نظر میں دنیا کی وقعت ایک مینگنی سے بھی کم ہے۔ میں نے اپنے لباس میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ پیوند لگانے والے سے مجھے شرم آنے لگی ہے۔

ابن عباس امیرالمومنین کے پاس آئے اور کہا حاجی لوگ جمع ہیں تاکہ آپ کا کلام سنیں اور آپ جوتا ٹانک رہے ہیں۔ فرمایا واللہ مجھے تمہاری امارت سے یہ کام زیادہ محبوب ہے میں نے یہ حکومت اس لیے قبول کی ہے کہ حق کو قائم کردوں اور باطل کو دفع کردوں۔

ابن عباس کو آپ نے خط میں لکھا تمہاری حکومت میں کوئی ایسی چیز تمہارا حصہ نہ ہو جس سے حکومت کو فائدہ نہ پہنچے اور ایسا غصہ نہ ہو جو تم کو شقی بنا دے۔ حکومت کا مقصد باطل کو مارنا اور حق کو زندہ کرنا ہے۔

حضرت نے یہ بھی فرمایا اے دنیا کیا تو میری طرف مائل ہے کیا تو مجھ سے ملنے کا شوق رکھتی ہے دور ہو دور ہو۔ میرے سوا اور کسی کو دھوکا دے مجھے تیری ضرورت نہیں میں نے تجھے تین طلاقیں دیدیں جس کے بعد تیری طرف رجوع ہو نہیں سکتی۔

انساب الاشراف میں ہے کہ ایک روز امیرالمومنینؑ کا گزر ایک مزبلہ کی طرف سے ہوا۔ فرمایا بخیل لوگ جس دولت کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں اس کی مثال اس مزبلہ کی سی ہے۔

مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ فدک کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے کہ ایک نہایت خوبصورت عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے ابوطالب کے بیٹے اگر تم مجھ سے شادی کر لو تو میں تم کو غنی بنا دوں اور زمین کے خزانے تمہارے قبضے میں دیدوں اور جب تک زندہ رہو حکومت تمہارے لیے ہو۔ حضرت نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا دُنیا۔ فرمایا دُور ہو۔ میرے سوا کسی اور کو اپنا شوہر بنا تو میرے لائق نہیں۔

معاویہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا علیؑ کے اوصاف مجھ سے بیان کر انہوں نے کہا سُن۔

وہ بہت زیادہ صائم النہار اور قائم اللیل ہیں۔ لباس موٹا اور کھرا پسند کرتے ہیں۔ کھانا بہت گھٹیا کھاتے ہیں جب ہمارے درمیان بیٹھتے ہیں تو اگر نہیں پوچھتے تو خود بتاتے ہیں اور جب ہم سوال کرتے ہیں تو جواب دیتے ہیں۔ سب پر برابر تقسیم کرتے ہیں رعایا کے درمیان انصاف کرتے ہیں کمزور کو ان سے ظلم کا خوف نہیں اور قوی ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی خواہش نہیں کرتا۔ واللہ میں نے ان کو رات کی تاریکیوں میں محراب عبادت کے اندر تڑپتے اور بلبلا کے روتے دیکھا ہے اس طرح کہ ان کے رخسارے آنسوؤں سے تربتر ہیں اور وہ اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے دُنیا سے خطاب کر رہے ہیں کیا تو میری شائق ہے کیا تو مجھے اپنا بنانا چاہتی ہے۔ میں نے تجھے طلاق باین دیدی جس کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تیرا عیش کوتاہ ہے۔ فائدہ تجھ سے کم ہے۔ آہ زادِ راہ میرے پاس کتنا کم ہے اور سفر کتنا طولانی ہے اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ میں حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں تھا اور علیؑ میرے پہلو میں تھے۔ آنحضرتؐ نے یہ آیت پڑھی۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ (سورہ النمل ۶۲) یہ سُن کر علیؑ کانپ گئے۔ رسولؐ خدا نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے علیؑ تمہارا کیا حال ہے۔ فرمایا رسولؐ اللہ میں نے یہ آیت پڑھی تو مجھے خوف الہٰی نے کپکپا دیا۔ فرمایا اے علیؑ تم کو دوست نہ رکھے گا مگر مومن اور دشمن نہ رکھے گا مگر کافر۔

حضرت علیؑ کی سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیرالمومنین تنور روشن کرنے کے لیے لکڑیاں جمع کرتے تھے گھر میں جھاڑو دیتے تھے اور حضرت فاطمہ زہرا آٹا پیستی تھیں۔ خمیر کرتی تھیں اور روٹی پکاتی تھیں۔

ابن بطہ نے ابانہ میں لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے کھجوریں خرید کر کپڑے میں باندھیں لوگوں نے کہا لائیے حضور ہم لے چلیں فرمایا صاحب اہل و عیال ان کے اُٹھانے کا حق دار زیادہ ہے۔

قوت القلوب میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام زمانہ خلافت میں پھل اور نمک خرید کر کے بازار سے گھر کو لے جاتے تھے۔

زید بن علی سے مروی ہے کہ حضرت علی پانچ موقعوں پر برہنہ پا ہوتے تھے۔ عید الفطر۔ عید الضحیٰ۔ یوم جمعہ۔ وقت عیادت اور تشیع جنازہ اور نعلین آپ کے ہاتھوں میں ہوتیں اور فرماتے تھے یہ مواضع الہیہ ہیں۔ واجب ہے کہ میں ان موقعوں پر برہنہ پا رہوں۔

زادان سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ بازاروں میں تنہا چلتے پھرتے تھے گمراہوں کو ہدایت کرتے تھے۔ کمزوروں کی مدد کرتے تھے۔ دوکانداروں اور سبزی فروشوں کی طرف سے گزرتے تو آیات کی تلاوت کرتے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت امیرالمومنین اپنے اصحاب کی طرف سے گزرے تو وہ آپ کے ساتھ چلنے لگے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہاری کوئی حاجت ہے انہوں نے کہا نہیں لیکن حصول سعادت کے لیے ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ فرمایا لوٹ جاؤ۔ النعال خلف أعقاب الرجال مفسدة لقلوب النوكي یعنی لوگوں کے پیچھے چلنا احمقوں کے قلوب کے لیے مفسد ہے۔

دہاقین انبار حضرت کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوئے فرمایا ایسا کیوں کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم امراء کی تعظیم یوں ہی کرتے ہیں فرمایا بخدا تمہارے امراکو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا وہ تمہارے نفسوں کو مشقت میں ڈالتے ہیں اور آخرت میں خود مشقت میں پڑیں گے اور کتنی خسارہ کی ہے وہ مشقت جس کے پیچھے عذاب لگا ہوا اور کیسی نفع کی ہے وہ راحت جو عذاب نار سے نجات دینے والی ہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ دو شخصوں نے امیرالمومنینؑ کے سامنے فخر کیا آپ نے فرمایا کس بات پر فخر کرتے ہو۔ کہنہ ہونے والے جسموں پر؟ یا ان ارواح پر جو دوزخ میں جلنے والی ہیں۔ اگر انسان میں عقل نہیں تو خلق ہو تقویٰ نہیں تو کرم ہو ورنہ گدھا تم سے بہتر ہے اور نیکی میں تم کسی سے بہتر نہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص مع اپنے بیٹے کے حضرت علیؑ کے مہمان ہوئے حضرت نے ان کو خاطر تواضع سے بٹھایا اور کھانا منگایا جب دونوں کھا چکے تو آپ نے ابریق لے کر اس کے ہاتھ دھلانے چاہے۔ اس نے گھبرا کر کہا اے امیرالمومنینؑ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ میرے ہاتھ دُھلائیں فرمایا تو اس کے ثواب کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ ایسے شخص کے لیے جنت میں اتنے خدمت گار ہوں گے جو اہل دنیا کی تعداد سے دس گنا زیادہ ہوں گے یہ سن کر وہ شخص بیٹھ گیا اور حضرت نے اس کے ہاتھ دُھلائے پھر ابریق محمد حنیفہ کو دیا اور فرمایا اگر یہ لڑکا ہی صرف میرے سامنے ہوتا اور اس کا باپ نہ ہوتا تو اس کے ہاتھ دُھلاتا لیکن اللہ نہیں چاہتا کہ باپ بیٹے کا ہاتھ دُھلائے (حلیۃ الاولیا) اور نزہۃ الابرار میں ہے کہ اپنے عہد حکومت میں حضرت علیؑ ایک

یہودی کے ساتھ قاضی شریح کی کچہری میں گئے اور فرمایا اس یہودی کے پاس جو زرہ ہے وہ میری ہے میں نے اس کو اس کے ہاتھ بیچا ہے اور نہ میں نے ہبہ کیا ہے۔ یہودی نے کہا یہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ شریح نے حضرت سے گواہ طلب کیے حضرت نے قنبر اور امام حسینؑ کو پیش کیا۔ شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں معتبر نہیں۔ اسی طرح غلام کی شہادت آقا کے حق میں ناقابلِ قبول۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اے شریح تو نے کئی وجہ سے خطا کی اوّل میں تیرا امام ہوں جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے اور یہ بھی تو جانتا ہے کہ میں غلط بات نہیں کہتا تو نے میرے قول کو رد کیا اور میرا دعویٰ باطل قرار دیا۔ دوسرے تو نے مجھ سے گواہ طلب کیے پس گواہی دی میرے ایک غلام نے اور دوسری سردار جوانانِ اہل جنت نے تو نے دونوں کی گواہی رد کر دی میں اس غلطی پر تجھے سزا تو نہ دوں گا۔ لیکن میرا حکم یہ ہے کہ تو یہودیوں کے لیے یہ حکم جاری کر کہ وہ اس کو تین دن کے اندر نکال دیں پس اس کو قبا میں بھیج دیا۔ جب اس یہودی نے یہ سنا تو کہا بے شک امیرالمومنین یہ ہیں وہ حاکم کے پاس مدعی بن کر آئے اور حاکم نے ان کے خلاف فیصلہ دیا لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا اور حضرت سے کہنے لگا بیشک یہ زرہ آپ ہی کی ہے جنگ صفین میں اونٹ پر سے گر گئی تھی میں نے اس کو اٹھا لیا تھا۔

خزار قمی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ مسجد کوفہ میں تھے عبداللہ بن قفل تیمی ادھر سے گزرا اس کے پاس طلحہ کی زرہ تھی جو اس نے یوم بصرہ چرا لی تھی۔ حضرت نے فرمایا یہ زرہ تو طلحہ کی ہے جو بصرہ میں چوری ہو گئی تھی۔ ابن قفل نے کہا اے امیرالمومنینؑ آپ کے اور میرے درمیان قاضی فیصلہ کرے گا۔ غرض مقدمہ قاضی شریح کے پاس گیا۔ شریح نے امیرالمومنینؑ سے اس دعویٰ پر کہ یہ زرہ طلحہ کی ہے اور چوری ہو گئی ہے گواہ طلب کیے۔ آپ نے امام حسنؑ کو گواہ قرار دیا۔ شریح نے کہا ایک کی گواہی کافی نہیں حضرت نے فرمایا دوسرا گواہ قنبر ہے اس نے کہا یہ غلام ہے اس کی گواہی پر فیصلہ نہ کروں گا۔ یہ سن کر امیرالمومنینؑ کو غصہ آ گیا فرمایا زرہ اس سے لے لو۔ اس نے اپنے فیصلے میں تین غلطیاں کیں۔ مومن نے کہا کہ یہ زرہ طلحہ کی ہے جو یوم بصرہ چوری ہو گئی تھی اس نے نہ مانا اور مجھ سے گواہ طلب کیے میں نے کہا تو نے رسولؐ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ جب چوری کا مال برآمد ہو جائے تو اس کو لے لیا جائے ضرورت گواہوں کی نہیں، میں نے اس پر بھی حسنؑ کو پیش کیا تو نے کہا ایک گواہ کافی نہیں جب تک دوسرا نہ ہو گا میں فیصلہ نہ دوں گا حالانکہ رسولؐ نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا ہے تیسری غلطی اس نے یہ کی کہ جب میں نے قنبر کو دوسرا گواہ بنایا تو کہا یہ غلام ہے پھر فرمایا اے شریح امام المسلمین لوگوں کے ان امور کا بھی صاحب عدل و امانت ہے جو اس سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سخت گرمی کے وقت حضرت اپنے گھر کی طرف لوٹے تو ایک عورت نے فریاد کی میرے شوہر نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور مجھے ڈرایا ہے اور مجھ پر سختی کی اور میرے مارنے پر حلف کیا ہے۔ فرمایا ذرا ٹھہر تاکہ یہ دن کی گرمی کم ہو جائے پھر میں ان شاء اللہ تیرے ساتھ چلوں گا اس نے کہا اس کا غصہ اور بڑھے گا اور مجھے اور مارے گا۔ آپ نے سر جھکایا اور پھر یہ کہہ کر اٹھایا مجھے مظلوم کی دادرسی کرنی چاہیے۔ فرمایا اچھا چل میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ جب آپ اس کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا

السلام علیکم۔ ایک جوان گھر میں سے نکلا حضرت نے فرمایا اے شخص خدا سے ڈر تو نے اپنی بی بی کو ذلیل کیا اور گھر سے نکال دیا۔ اس نے کہا تم کون ہو اور اس معاملے سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ واللہ میں اس کو آپ کے اس کہنے پر جلا دوں گا۔ حضرت نے فرمایا میں تجھ کو نیکی کا حکم دیتا ہوں اور بدی سے روکتا ہوں اور تو ہے کہ نیکی سے گریزاں اور بدی پر آمادہ ہے۔ اسی اثنا میں کچھ لوگ ادھر ادھر سے آگئے۔ یہ کہتے ہوئے السلام علیکم یا امیر المومنین۔ یہ سن کر وہ جوان معافی مانگنے لگا اور کہنے لگا اب میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کروں گا۔ حضرت نے عورت سے فرمایا جا اپنے گھر میں اور آئندہ شوہر کو شکایت کا موقعہ نہ دینا۔

حضرت علیؑ کا عدل اور امانت

عبدالرزاق نے معمر سے اس نے قتادہ سے اس نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آیہ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورہ الکہف ۱۸/۷) میں زینت الارض رجال ہیں اور زینت الارض علی ابن ابیطالب۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ (سورہ النحل ۱۶/۷۶) سے مُراد علی علیہ السلام ہیں کہ وہ عدل کا حکم دیتے تھے اور وہ صراط مستقیم پر تھے۔

فضائل احمد بن حنبل میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت نو باتوں کے متعلق لوگوں سے پرسش ہوگی۔ نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا دینا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ عدل فی الرعیت۔ تقسیم بالسویہ۔ جہاد فی سبیل اللہ اقامت حدود وغیرہ۔

الفائق میں ہے کہ عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحارث نے اپنے دونوں بیٹوں فضل ابن عباس اور عبدالمطلب بن ربیعہ کو حضرت علیؑ کے پاس بھیجا کہ وہ دونوں کو عامل صدقات بنا دیں حضرت نے فرمایا میں تم میں سے کسی کو بھی صدقہ کا عامل نہ بناؤں گا۔ ربیعہ نے کہا آپ ایسا حکم دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے آپ کے داماد رسولؐ ہونے پر حسد نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے وہ نہیں جائز محمدؐ و آل محمد کے لیے۔

مروی ہے کہ امام حسنؑ کے یہاں ایک مہمان آیا آپ نے قنبر سے کہا کہ یمن سے جو شہد آیا ہے اس میں سے ایک رطل مجھے قرض دیدو قنبر نے دے دیا۔ جب حضرت علیؑ تقسیم کرنے بیٹھے تو ایک مشک کچھ خالی سی معلوم ہوئی۔ قنبر نے کہا آپ کا گمان صحیح ہے امام حسنؑ نے قرض لیا ہے آپ نے امام حسنؑ کو مارنے کا ارادہ کیا اور ان کو بلا کر کہا تم نے تقسیم سے پہلے کیوں لیا انہوں نے کہا اس میں ہمارا بھی تو حق ہے جب وہ ملے گا میں واپس دیدوں گا۔ فرمایا بیٹا یہ سچ ہے لیکن یہ حق تو نہیں کہ لوگوں کے فائدہ حاصل کرنے سے پہلے تم فائدہ حاصل کر لو اگر میں نے یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسولؐ تمہارے دہن کو بوسہ دیتے ہیں تو میں ضرور تمہیں سزا دیتا پھر قنبر کو ایک درہم دے کر فرمایا اس کا عمدہ شہد لا کر مشک میں داخل کرو۔

رازی نے لکھا ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ علیؑ کے ہاتھ مشک کے منہ پر ہیں قنبر اس میں شہد ڈال رہے ہیں اور حضرت

اس کا منہ باندھ کر فرماتا ہے بیں خداوندا حسن کو معاف کرنا اس نے احتیاط کو نہ جانا۔

علی بن ابورافع سے مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ کے پاس کچھ مال آیا۔ میں نے آپ کی صاحبزادی کو موتیوں کا ایک ہار اس ضمانت پر دیا کہ بقرعید کے تین دن گزرنے کے بعد وہ واپس دیدیں۔ حضرت علیؑ نے دیکھا اور پہچان لیا۔ مجھ سے فرمایا کیا تو مال مسلمین میں خیانت کرتا ہے میں نے قصہ بیان کیا اور کہا اس ہار کی واپسی کا میں ضامن ہوں فرمایا آج ہی اس کو لوٹاؤ اور آئندہ ایسا کرنے سے احتیاط کرو ورنہ میں سخت سزا دوں گا اگر میری بیٹیؑ نے یہ عاریۃً مع ضمانت نہ لیا ہوتا تو وہ سب سے پہلی ہاشمیہ ہوتی جس کے ہاتھ کاٹنے کا میں حکم دیتا۔ سرقہ کی بنا پر۔ حضرت کی صاحبزادی نے جب اس بارے میں کچھ کہا تو فرمایا اے علیؑ کی بیٹی اپنے نفس کو حق سے دور نہ کر کیا تیری طرح عید کے دن تمام مہاجرین کی عورتوں نے زینت کی تھی۔

مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ کے پاس لیموں آئے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ایک لیموں اُٹھا کر کھانے لگے۔ حضرت نے ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور فرمایا یہ لیموں لوگوں پر تقسیم کر دیئے جائیں۔

ایک شخص نے حسنؑ و حسینؑ کو روٹی ساگ اور سرکے سے کھاتے دیکھا اس نے کہا آپ [illegible] حالانکہ بیت المال میں سب کچھ ہے۔ شہزادوں نے کہا کس چیز نے تجھے امیرالمومنین کے حالات سے ناآشنا بنا دیا۔

زاذان سے مروی ہے کہ قنبر امیرالمومنینؑ کی خدمت میں سونے چاندی کے کچھ پیالے لائے اور کہا آپ ہر شے کو تقسیم فرما دیا کرتے ہیں۔ یہ میں نے آپ کے لیے چھپا رکھے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت کو غصہ آگیا۔ تلوار کھینچ لی اور فرمایا وائے ہو تجھ پر میرے گھر کو آگ سے بھرنا چاہتا ہے پھر تلوار سے ان پیالوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور ان کو نقرا پر تقسیم کر دیا۔

انساب الاشراف میں ہے کہ ایک رات کو ایک خادمہ نے ایک لحاف لا کر دیا۔ حضرت نے پوچھا یہ کیسا ہے اس نے کہا یہ صدقہ کے لحافوں میں سے ہے آپ نے اس کو اوڑھنے سے انکار کر دیا۔

ایک روز عقیل آئے اور امام حسنؑ سے کہا اپنے چچا کو کچھ کپڑا پہناؤ۔ انہوں نے ایک قمیص اور چادر دیدی جب رات کا کھانا آیا تو روٹی اور نمک تھا عقیل نے کہا یہ غذا ہماری اُمید کے خلاف ہے۔ امیرالمومنین نے فرمایا کیا یہ خدا کی نعمت نہیں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیئے۔

عقیل نے کہا مجھے اتنا دیجئے کہ میں اپنا قرضہ ادا کر دوں فرمایا واللہ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں۔ ٹھہرو جس وقت کوئی عطیہ میرے پاس آجائے گا تمہاری غرض پوری کر دوں گا اگر ایسا نہیں تو میں اپنے اہل و عیال کا سب کھانا تم کو دیدوں گا۔ عقیل نے کہا بیت المال آپ کے قبضے میں ہے اور آپ مجھے ایک ہزار درہم کے لیے عطا پر ٹال رہے ہیں وہ عطا ہوگی ہی کتنی اور خدا جانے کب ہو اگر آپ سب بھی دیدیں گے تو بھی شاید میری غرض پوری نہ ہو۔ فرمایا اے عقیل میں اور تم ایک ہی منزل میں ہیں یعنی مسلمان۔ یہ باتیں دارالامارہ کے قصر پر ہو رہی تھیں جہاں سے بازار والوں کے صندوق نظر آتے تھے۔ حضرت نے فرمایا اے ابو یزید یہاں سے اُتر کر رات کو ان میں سے کسی ایک صندوق کا تالا توڑو اور جو کچھ اس میں

ہو نکال لو۔ انہوں نے پوچھا ان صندوقوں میں کیا ہے۔ فرمایا اموال تجار انہوں نے کہا کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں صندوق کے تالے توڑ دوں دراں حالیکہ انہوں نے اللہ پر توکل کیا ہے اور اپنے اموال اس میں رکھے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا تم مجھے اس کا حکم دیتے ہو کہ میں بیت المال مسلمین کو کھولوں اور اس کے اموال تمہیں دیدوں، حالانکہ انہوں نے خدا پر توکل کیا ہے اور اس پر قفل لگایا ہے اور اگر چاہو تو اپنی تلوار لو اور میں اپنی اور ہم حیرہ کی طرف جائیں وہاں بڑے بڑے مالدار تاجر ہیں پس کسی کے گھر میں گھس پڑیں اور اس کا مال لوٹ لیں عقیل نے کہا تو کیا میں چور بن کر آیا ہوں فرمایا ایک کا مال چرانا اس سے بہتر ہے کہ تمام مسلمانوں کا چرایا جائے۔ عقیل نے کہا تو پھر اجازت دیجئے میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں۔ فرمایا میں نے اجازت دی۔ انہوں نے کہا تو اس سفر کے لیے مجھے کچھ دیجئے۔ فرمایا اے حسنؑ چار سو درہم اپنے چچا کو دیدو۔

مروی ہے کہ عقیل نے بیت المال سے کچھ دینے کو حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ فرمایا جمعہ تک رک جاؤ۔ جب جمعہ آیا اور آپ نماز سے فارغ ہوئے تو عقیل سے کہا تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جو ان سب کے مال میں خیانت کر کے تم کو دے دوں۔

حضرت نے اپنے خطبہ میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

عقیل نے میری بہت خوشامد کی کہ تمہارے گندم سے ایک صاع اس کو دے دوں۔ طلب کئے مجھ سے دس وسق تمہارے جو میں سے اس لیے مانگا کہ تین روز سے اس کے گھر میں فاقہ تھا۔ میں نے خود اس کے بچوں کو دیکھا کہ ان کے چہروں کے رنگ اڑے ہوئے تھے جب اس نے بار بار مانگے اور مجھ سے امید پوری ہونے نہ دیکھی تو اظہار غم و غصہ کیا میں نے لوہے کی ایک سلاخ گرم کی اور اس کو اس کے بدن کے قریب لے گیا وہ بلبلا گیا اور قریب تھا کہ مجھے ناسزا الفاظ سے یاد کرے میں نے کہا اے عقیل تجھے روئیں رونے والیاں تو آتش دنیا سے چیخ پڑا۔ اور مجھے آتش دوزخ میں ڈالنا چاہتا ہے۔

ام عثمانؓ ام ولد علی سے مروی ہے کہ میں حضرت علیؑ کے پاس آئی۔ آپ کے سامنے لونگوں کا ڈھیر تھا۔ میں نے کہا میری بیٹی کے لیے ایک گچھا دیدیجئے۔ حضرت نے میری طرف ایک درہم بڑھا کر کہا یہ مال مسلمین ہے اس لیے ان لونگوں میں سے نہیں دے سکتا اگر یہی لینا ہے تو صبر کر جب میرا حصہ ملے گا تو اس میں سے میں تیری بیٹی کو دیدوں گا۔

عبداللہ بن زمعہ نے کچھ مال کا سوال کیا فرمایا یہ نہ میرا ہے نہ تیرا۔ یہ تو مسلمانوں کا مال ہے جو انہوں نے تلوار چلا کر لیا ہے پس اگر تو جنگ میں ان کا شریک تھا تو ان کی طرح تیرا بھی حصہ ہے ورنہ ان کے ہاتھوں کی کمائی کا مستحق دوسرا نہیں ہو سکتا۔ یہ مال نہ میرے ہاتھ کی کوشش سے حاصل ہوا ہے نہ میری میراث ہے جو مجھے اپنے باپ سے ملی ہو بلکہ میرے پاس ایک امانت ہے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت علیؑ جب یمن سے واپس ہوئے تو مدینے سے ایک منزل پہلے اپنے لشکر کو چھوڑا اور اپنے اصحاب میں سے ایک کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود خدمت رسولؐ میں حاضر ہوئے۔ لشکر والوں نے وہ سب لباس جو غنیمتی تھے اور حضرت نے ان کو مال غنیمت میں اس لیے محفوظ رکھا تھا کہ آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیے جائیں گے زیب تن کر لیے۔ جب حضرت علیؑ حضرت

رسولؐ خدا سے مل کر واپس آئے تو دیکھا سارا لشکر نئے لباس میں ملبوس ہے فرمایا یہ کیا کیا۔ انہوں نے کہا یہ اس لیے کیا ہے تاکہ شہر کے لوگوں سے شان کے ساتھ مل سکیں۔ فرمایا وائے ہو تم پر رسول اللہ تک پہنچنے سے پہلے ہی تم نے استعمال کر ڈالے ان کو ابھی اُتاردو اور مال خانے میں داخل کر دیئے بات اہل لشکر کو ناگوار ہوئی اور مدینہ میں پہنچ کر رسولؐ خدا سے شکایت کی آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا علیؑ کی شکایت نہ کرو وہ خدائی معاملات میں بہت سخت ہے۔

ایک رات جبکہ آپ بیت المال میں تشریف فرما تھے عمرو عاص آیا آپ نے فوراً چراغ گل دیا ہے اور چاند کی روشنی میں ہو بیٹھے۔ اور یہ جائز نہ جانا کہ غیر متعلق باتوں میں تیل صرف ہو۔

عثمان کے بعد جب زمام حکومت آپ کے ہاتھ میں آئی تو آپ نے عثمان کی زمینیں لوگوں پر تقسیم کر دیں اور فرمایا ان کی بہت سی بی بیاں اور کنیزیں ہوتیں تو میں ان کو بھی دے دیتا واللہ عدل میں وسعت ہے جس پر عدل کا راستہ تنگ ہو تو ظلم اور زیادہ تنگ ہوگا۔

جب لوگوں نے قتل عثمان کے بعد آپ کی بیعت کرنی چاہی تو فرمایا مجھے چھوڑ دو اور کسی کو اپنا خلیفہ بنالو ہمارے طریقۂ حکومت پر لوگ راضی نہ ہوں گے اور ان کی عقلیں منظور نہ کریں گی۔ زمانہ بدل گیا نیکیوں کو لوگ برا سمجھنے لگے ہیں میں اگر تم پر حکومت کروں گا تو کسی کہنے والے کے قول اور عتاب کرنے والے کے عتاب کی پرواہ نہ کروں گا۔

ابوالہیثم بن تیہان اور عبداللہ بن ابورافع سے مروی ہے کہ طلحہ اور زبیر امیر المومنین کی خدمت میں آئے اور کہا حضرت عمر جس طرح ہمیں دیتے تھے آپ بھی دیجئے فرمایا کیا رسول اللہ مسلمانوں کے درمیان بالسویہ تقسیم نہیں کرتے تھے انہوں نے کہا ضرور کرتے تھے فرمایا سنت رسول اللہ تمہارے نزدیک پیروی کے لیے زیادہ بہتر ہے یا سنت عمر انہوں نے کہا سنت رسول اللہ لیکن اے امیر المومنین ہم سابق الاسلام ہیں ہم نے تکالیف اٹھائی ہیں ہم قرابت داران رسولؐ ہیں فرمایا کیا مجھ سے بھی پہلے سبقت کرنے والے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں آپ ہم سے پہلے سبقت کرنے والے ہیں۔ فرمایا تم قرابت میں رسولؐ سے زیادہ نزدیک ہو یا میں انہوں نے کہا آپ فرمایا میں اور یہ مزدور منزلت میں برابر ہیں اشارہ کیا ایک مزدور کی طرف۔

سہل بن حنیف اپنے غلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے آیا اور کہا اے امیر المومنینؑ میں نے اسے آزاد کر دیا۔ آپ نے تین دینار سہل کو اور تین دینار غلام کو دیئے۔

ایک غلام نے آپ سے کچھ مال مانگا آپ نے فرمایا جب میری بخشش کا وقت آئے گا تو تم لوگوں کو بھی دوں گا۔ اس نے کہا وہ رقم کافی نہ ہوگی پس وہ معاویہ کے پاس چلا گیا وہاں سے امیر المومنین کو اس مال کے متعلق لکھا جو معاویہ نے اسے دیا تھا آپ نے جواب میں لکھا جو مال تیرے ہاتھ آیا ہے یہ تجھ سے پہلے بھی لوگوں کو مل چکا ہے اور تیرے بعد لوگوں کو پہنچے گا جو تو نے جمع کیا ہے اس کے متعلق تجھے اپنے نفس پر ترجیح دینی ہوگی اپنے بیٹے کو جو تجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہوگا تو یہ مال جمع کر رہا ہے دو قسم کے لوگوں کے لیے ایک وہ جس نے طاعت خدا میں بسر کی ہے۔

پس جس مال کی تحصیل میں تو نے مشقت اٹھائی ہے وہ اس سے سعادت حاصل کرے گا اور اگر وہ معصیت میں مبتلا ہے تو تیرے مال سے اور زیادہ شقاوت پر کمربستہ ہوگا اور یہ دونوں اس کے اہل نہیں کہ تو اپنے نفس پر ان کو ترجیح دے پس اُمید رکھ اس چیز کی جو گزر چکی رحمت خدا سے اور بھروسہ کر اس رزق خدا پر جو باقی ہے۔

حکیم ابن ادس سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ ہمارے پاس شہد کی مشکیں بھیجتے تھے اور شہد کھانے کی اجازت دیتے تھے لیکن جو پھل آتے تھے حکم دیتے تھے کہ ان کو فروخت کر کے بیت المال میں روپیہ داخل کیا جائے۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے آوارہ جانوروں کے لیے جو گم ہو گئے تھے ایک مقام بنوایا تھا ان جانوروں کو بیت المال سے اتنی گھاس دی جاتی تھی کہ موٹے ہوں نہ دبلے ہوں پس جن کا مالک اپنی ملکیت ثابت کر دیتا تھا ان کو واپس دے دیا جاتا۔ ورنہ بدستور وہاں رہتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت علیؑ کو ایک خاص قسم کا کھانا بطور تحفہ بھیجا آپ نے دسترخوان پر لوگوں کو جمع کر کے تقسیم کر دیا۔

ابن جریر سے مروی ہے کہ عید نوروز کے موقع پر مجوسیوں نے چاندی کے پیالوں میں شکر بھر کر بھیجی آپ نے شکر تقسیم کر دی اور پیالوں کی چاندی کو ان کے جزیئے میں محسوب کر لیا۔

کسی نے زرنار کپڑا آپ کو ہدیہ بھیجا۔ عمرو بن حریث کے ہاتھ چار ہزار درہم میں فروخت کر کے وہ رقم لوگوں کو دیدی۔

اصفہان سے کچھ مال آیا اہل کوفہ کے مستحقین سات گروہ تھے آپ نے اس مال کے سات حصے کیے۔ اس میں ایک روٹی بھی تھی آپ نے اس کو بھی سات ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیئے۔

بیت المال میں ایک رسی تھی آپ نے وہ بھی ایک ضرورت مند کو دیدی۔

حضرت علیؑ کا حلم اور شفقت

حضرت علی علیہ السلام ایک روز خرمہ فروشوں کے بازار کی طرف سے گزر رہے تھے ایک لونڈی کو روتا ہوا پایا رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا میرے مالک نے ایک درہم کے خرمے منگائے تھے میں نے اس دوکاندار سے خریدے۔ جب لے کر گئی تو مالک نے ناپسند کیے اب یہ واپس نہیں لیتا۔ حضرت نے دوکاندار سے کہا اے بندۂ خدا یہ نوکر ہے۔ اس کا کوئی ذاتی معاملہ نہیں لہٰذا اس کا درہم واپس دے دے اور اپنے خرمے واپس لے لے وہ حضرت کو پہچانتا نہ تھا لڑنے مرنے پر تیار ہو گیا لوگ ادھر ادھر سے آگئے اور کہنے لگے کیا کرتا ہے یہ امیر المومنین ہیں یہ سن کر وہ بیلا پڑ گیا اور خرمے لے کر درہم واپس دیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین آپ مجھ سے راضی ہیں فرمایا میں تجھ سے راضی نہ ہوں گا اگر تو نے اپنے حال کی اصلاح نہ کی۔

حضرت نے ایک غلام کو بار بار بلایا وہ نہ آیا۔ باہر نکلے تو اس کو دروازہ پر پایا۔ فرمایا تو نے مجھے جواب نہ دیا اس نے کہا میں نے

جواب میں اس لیے تساہلی کی کہ آپ سے مجھے سزا کا کوئی خوف نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے لوگوں کو مجھ سے امن میں رکھا اور اس غلام سے فرمایا جا تو آزاد ہے۔

نعیم بن زجاجہ اسدی نے حضرت کی شان میں ناسزا الفاظ کہے آپ نے اس کو مارنے کا حکم دیا اس نے کہا آپ کے پاس کھڑا رہوں تو ذلت ہے اگر بھاگوں تو کفر ہے۔ حضرت نے فرمایا جا میں نے تیرا قصور معاف کیا اور پھر یہ آیت پڑھی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ (سورہ المومنون ۲۳/۹۶) تو نے جو کہا کہ آپ کے ساتھ کھڑا رہنا ذلت ہے تو یہ بدی کی وجہ سے ہے جو تو نے کی اور یہ جو کہا آپ کا فراق کفر ہے تو یہ وہ نیکی ہے جو تو نے حاصل کی اور اسی نے تیرا گناہ معاف کرایا۔

قنبر سے مروی ہے کہ میں امیر المومنین کے ساتھ عثمان کے پاس گیا انہوں نے خلوت چاہی اور مجھے علیحدہ بٹھایا خلوت میں عثمان نے اپنے غصہ کا اظہار کیا حضرت علیؑ سر جھکائے بیٹھے رہے انہوں نے کہا جواب کیوں نہیں دیتے فرمایا تمہاری بات کا جواب وہ ہے جو تمہیں برا معلوم ہوگا اور تم چاہتے ہو وہ کہوں جو تمہیں پسند ہو یہ فرما کر باہر نکل آئے۔

جنگ جمل میں مالک اشتر نے مروان بن الحکم کو قید کر لیا حضرت علیؑ نے اس پر عتاب فرمایا اور رہا کر دیا۔

ام المومنین کو جب جنگ جمل میں شکست ہوئی اور اونٹ سے گریں تو بڑے اہتمام کے ساتھ نوّے سپاہی عورتوں کی حفاظت میں مدینہ بھیج دیا۔ عبداللہ بن زبیر طالب امان ہوا تو اس کو امان دیدی اور بقیۃ السیف جتنے تھے ان کو بھی چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن طلحہ بن طلحہ جب حضرت کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا خدا سے استغفار و توبہ کر تین مرتبہ اس کے بعد اس کو رہا کر دیا اور فرمایا جہاں جی چاہے چلا جا اور ہمارے لشکر میں جو تیرے ہتھیار ہیں وہ بھی لے جا۔ اور اللہ سے ڈرا در اپنے گھر جا۔

ایک حسین عورت گزری تو کچھ جوانوں نے اسے گھورا۔ امیر المومنین نے فرمایا ان جوانوں کی نگاہیں شوق بھری ہیں اور یہ سبب ہوگا بد خلقی کا۔ جب کوئی شخص کسی عورت کے حسن کو دیکھ کر تعجب میں ہو تو چاہیے کہ اپنی زوجہ سے خوش وقتی کرے کیونکہ عورتیں عورتیں برابر۔ ایک خارجی نے کہا اللہ اس کافر کو قتل کرے کیا خوب فقیہ بنا ہے لوگوں نے چاہا اسے قتل کر دیں۔ حضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ گالی کا بدلہ گالی بھی ہے اور گناہ سے درگزر بھی۔

امیر المومنین علیہ السلام حرب شام میں جس کسی کو قید کرتے تھے اس کے ہتھیار اور سواری لے کر یہ حلف کرتے تھے کہ وہ ان کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے گا۔

ابن لبطہ نے روایت کی ہے کہ نہروانیوں پر فتح پانے کے بعد ان کے لشکر کی جو چیزیں آپ کے لیے لائی گئیں آپ نے ان کو یوں ہی چھوڑ دیا جو چیز جس کو پسند آئی لے گیا۔

طبری نے لکھا ہے طلحہ عبدی پر ایک جنگ میں حضرت علیؑ نے قابو پایا تو رسولؐ اللہ نے تکبیر کہی لیکن حضرت علیؑ اس کے سینے پر سے اٹھ کھڑے ہوئے کسی نے کہا آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایا میرے چچا زاد بھائی (رسولؐ اللہ) نے مجھے اللہ کی قسم کے ساتھ

رحم کا حکم دیا ہے جب اس نے اپنی شرمگاہ کھول دی تو مجھے قتل کرتے حیا آئی۔

عمرو بن عبدود بر جنگ خندق میں قابو پانے کے بعد جب حضرت علیؑ نے وار نہ کیا تو حذیفہ نے حضرت رسولؐ خدا سے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا علیؑ ہی سے پوچھنا جب آپ اسے قتل کر کے آئے تو حذیفہ نے پوچھا فرمایا اس نے مجھے ماں کی گالی دی اور میرے منہ پر تھوکا مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اب میں اس کو ماروں گا تو حظ نفس کے لیے ہوگا لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا جب میرا نفس ساکن ہوا تب میں نے اس کو قتل کیا۔

جب حضرت نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا تو بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا۔

مروی ہے کہ جب آپ کو بیعت کے لیے بلایا گیا تو آپ نے فرمایا اگر میں نہ کروں گا تو کیا کرو گے انہوں نے کہا ہم قتل کر دیں گے۔ اس وقت آپ نے قبر رسولؐ کی طرف رُخ کر کے فرمایا۔ یابن ام ان القوم استضعفوني و كادوا يقتلوني

جاحظ نے البیان میں لکھا ہے کہ زمام حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد سب سے پہلا خطبہ جو حضرت نے ارشاد فرمایا اس میں کہا وہ امور گزر گئے جو صحیح رائے پر نہ تھے اگر میں ان کو کہنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں لیکن خدا نے معاف کیا جو گزر چکا مجھ سے پہلے دو شخصوں نے سبقت کی۔ پھر تیسرے صاحب مسلط ہوئے جن کی ہمت غراب کی طرح پیٹ تک محدود تھی اگر میں اس کے پر کاٹ دیتا اور سر اڑا دیتا تو اس کے لیے بہتر ہوتا۔

مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا خداوندا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ان قریش سے جنہوں نے مجھ پر ہر حالت میں ظلم کیا۔

ابراہیم ثقفی نے عثمان ابن ابی شیبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں رسولؐ اللہ کے مرنے کے بعد سے اب تک مظلوم ہی رہا۔

مسیب بن نجبہ سے مروی ہے کہ ایک روز جب حضرت علی خطبہ بیان فرما رہے تھے ایک اعرابی نے کہا وامظلماہ آپ نے فرمایا میرے قریب آ۔ جب وہ آیا تو فرمایا مجھ پر ظلم کیا گیا ہے بقدر پتھروں۔ ڈھیلوں اور بارش کے قطروں اور ریت کے ذرّوں سے۔

ابونعیم الفضل بن دکین نے حریث سے روایت کی ہے کہ حضرت نے بر سر منبر فرمایا جب سے رسولؐ مرے میرے اوپر برابر ظلم ہوتا رہا ہے۔

حضرت علیؑ ابر کرم تھے ہر اس شخص کے لیے جو ان کی طرف رغبت کرے اور فریاد رس تھے ہر فریادی کے۔ امیدگاہ تھے ہر امید کرنے والے کے لیے۔ بیوؤں کی جائے پناہ تھے۔ اپنی رعیت پر مہربان تھے اپنی مشیت پر متصرف اور اپنی دلیل پر اعتماد رکھتے تھے اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالتے تھے۔

ایک عورت کو حضرت نے دیکھا کہ پانی کی مشک لیے جا رہی ہے آپ نے اس سے لے کر اپنے کاندھے پر رکھ لی۔ جب اس کے

گھر پہنچے تو اس کا حال دریافت کیا اس نے کہا علیؑ نے میرے شوہر کو ایک جنگ میں بھیجا تھا۔ وہ وہاں مارا گیا۔ اب یہ یتیم بچے ہیں اور میں ہوں اور گزر بسر کے لیے کچھ نہیں مجبوراً لوگوں کی خدمت اختیار کی ہے حضرت لوٹ آئے مگر تمام رات قلق میں بسر کی صبح کو ایک تھیلے میں روٹیاں لے کر چلے۔ کسی نے کہا لائیے میں لے چلوں فرمایا قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا۔

حضرت اس عورت کے گھر پہنچے اور دق الباب کیا۔ اس عورت نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں خدا کا بندہ ہوں جو کل تیری مشک لایا تھا دروازہ کھول میں بچوں کے لیے کچھ لایا ہوں اس نے کہا خدا تم سے راضی ہو اور میرے اور علیؑ کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرت داخل ہوئے اور فرمایا میں حصول ثواب کے لیے خدمت کرنے آیا ہوں۔ اب تجھے اختیار ہے چاہے آٹا گوندھ کر روٹی پکا چاہے یہ کام میرے سپرد کر اور تو اپنے بچوں کی دیکھ بھال کر۔ اس نے کہا میں کھانا پکاؤں۔ آپ میرے بچوں کی نگرانی کریں حضرت نے منظور کیا۔ وہ آٹا گوندھنے لگی اور حضرت اس کے بچوں کو خرمے اور گوشت کھلاتے رہے۔ جب بچے کے منہ میں لقمہ دیتے تو فرماتے بیٹا علیؑ کو معاف کرنا اس مصیبت میں جو تجھ پر پڑی ہے۔ جب عورت آٹا گوندھ چکی تو کہنے لگی اے بندۂ خدا اب تو تنور روشن کر۔ حضرت نے روشن کیا۔ جب شعلوں کی لپیٹ چہرہ کو لگی تو فرمایا چکھ اسے یہ بدلہ ہے اس شخص کے لیے جو بیواؤں اور یتیموں کو بھول جائے۔ پڑوس کی عورت یہ سب حال دیکھ رہی تھی وہ حضرت کو پہچانتی تھی اس نے عورت سے کہا وائے ہو تجھ پر یہ امیرالمومنین ہیں یہ سن کر وہ عورت دوڑی اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگی اے امیرالمومنین میں بے حد شرمندہ ہوں فرمایا اے کنیز خدا میں خود شرمندہ ہوں کہ تیرے معاملے میں کوتاہی کی۔

حضرت علیؑ کی ہیبت و ہمت

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ (سورہ آل عمران ۱۱۴/۳) حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ کسی نے پوچھا آپ اقران عرب پر کیسے غالب آئے فرمایا میں نے اپنی ہیبت ان کے دلوں پر قائم کر دی۔

نطنزی نے خصائص میں شفیق ابن مسلمہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا وہ پیچھا پھر کر دیکھتے جاتے تھے میں نے پوچھا آپ کیا دیکھ رہے ہیں انہوں نے کہا میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو شیر دل کا شیر ہے اور بہادروں کا بہادر ہے تاریکیوں کو دور کرنے والا اور سرکشوں اور ظالموں کا سر توڑنے والا ہے اور دو تلواروں والا ہے اور صاحب الرایہ ہے میں نے کہا یہ علی بن ابیطالب ہیں۔ انہوں نے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو حقارت سے نام لیتا ہے۔ ان رسول اللہ یوم احد ہم سے یہ کہہ

بیعت لی کہ جو ہم میں سے بھاگ جائے گا وہ گمراہ ہوگا اور جو قتل ہوگا وہ شہید ہوگا۔ اور خدا کا رسول اس کی جنت کا ضامن ہوگا تو جب دونوں گروہ برسرپیکار ہوئے تو دشمن نے ہم کو شکست دی پس لشکر میں سخت انتشار پیدا ہوا اور اس شخص نے تن تنہا جنگ کی صرف رسول اور جبریل باقی تھے پھر کہا تم نے ان سے عہد کیا اور پھر ان کی مخالفت کی۔ رسولؐ نے ایک مٹھی خاک پھینکی اور فرمایا شاھت الوجوہ پس واللہ ہم میں کوئی نہ رہا جس کی آنکھ میں وہ ریت نہ گیا ہو ہم اپنے پیروں کو صاف کرتے لوٹ آئے اور یہ کہتے لوٹے واللہ ابوالحسن بھی کیا آدمی ہے۔

جنگ خندق میں جب حضرت علیؑ نے عمرو کو پچھاڑا تو اس نے کہا اے ابن عم میری تم سے ایک حاجت ہے۔ میری شرمگاہ کو نہ کھولنا اور میرا لباس نہ اُتارنا۔ حضرت نے فرمایا یہ میرے لیے بہت آسان ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عمر نے کہا آپ نے عمرو کی زرہ کیوں نہ لی وہ تو تین ہزار روپیہ کی قیمتی تھی عرب میں کسی کے پاس ایسی زرہ نہیں فرمایا مجھے حیا آئی کہ اس کے بدن کو برہنہ کردوں۔ مروی ہے کہ جب عمرو کی بہن آئی اور اس نے عمرو کے بدن کو برہنہ نہ پایا تو اس نے کہا میرے بھائی کا قاتل مرد کریم ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت نے تنبیہ فرمایا میرے مقتولوں میں سے کسی کے بدن سے کپڑے نہ اُتارے جائیں۔

ایک نے حضرت سے سوال کیا آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ ایک دیدے اس نے پوچھا درہم یا دینار فرمایا دونوں۔

ابن زبیر نے کہا میں نے اپنے باپ کے حساب میں دیکھا ہے کہ آپ کے والد پر ان کے اسی ہزار درہم قرض تھے فرمایا بیشک تمہارا باپ سچا ہے وہ چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد لوٹ کر آیا اور کہنے لگا میں نے غلط کہا تھا آپ کے والد کے میرے باپ پر اسی درہم تھے۔ فرمایا تمہارے باپ کے لیے معافی اور جو تم نے مجھ سے لیے وہ معاف۔

حضرت علیؑ کا یقین اور صبر

ابن عباس سے مروی ہے کہ آیہ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ۝ (سورۃ التین ۷/۹۰) سے مراد یہ ہے کہ اے محمدؐ تمہارے بعد علیؑ تمہاری تکذیب نہ کریں گے اور وہ حساب سے امن میں رہیں گے۔

امیرالمومنین نے مقامات کثیرہ پر فرمایا ہے میں باب المقام اور حجت الخصام ہوں۔ دابۃ الارض ہوں۔ صاحب عصا اور قضایا کا فیصلہ کرنے والا ہوں اور سفینہ نجات ہوں جو سوار ہوا اس نے نجات پائی۔ اور جس نے روگردانی کی پھر وہ ڈوب گیا۔

اور یہ بھی فرمایا میں سخاوت کا درخت ہوں میں حجاب الوریٰ اور صاحب الدنیا ہوں۔ میں حجۃ الانبیاء ہوں، میں لسان مبین اور حبل متین ہوں۔ میں بناء عظیم ہوں جس کے متعلق لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔

حضرت نے فرمایا ہے خداوندا تیرے عزت و جلال کی قسم اور تیری عظمت بلند مرتبت کی قسم۔ میں نے کبھی دشمن سے خوف نہیں کیا اور دوست سے چاپلوسی نہیں کی اور میں نے تیرے سوا کسی نعمت ملنے پر شکر ادا نہیں کیا۔

ایک مناجات میں فرماتے ہیں۔

خداوندا میں تیرا بندہ ہوں اور تیرا ولی ہوں تو نے میرا انتخاب کیا تو نے میرا ارتضا کیا تو نے مجھے بلند کیا، تو نے مجھے عزت دی اور تو نے مجھے مقام اصفیا اور خلافت اولیاء کا وارث بنایا۔ تو نے مجھے غنی بنایا اور لوگوں کو ان کے دین میں اور ان کی دنیا میں میری طرف محتاج رکھا تو نے مجھے عزت دی اور لوگوں کو میری طرف جھکایا اور تو نے اپنے نور کو میرے دل میں ساکن کیا اور مجھے اپنے غیر کا محتاج نہ بنایا اور مجھ کو اپنی نعمتیں دیں اور اپنے سوا کسی کا احسان مجھ پر نہ رکھا اور تو نے مجھے احیائے حق پر قائم رکھا اور اپنی مخلوق پر مجھے گواہ بنایا۔ اور میں کسی سے راضی نہیں ہوا اور کسی سے ناخوش نہیں ہوا مگر تیری رضا اور تیرے غضب کی بنا پر میں حق کے سوا دوسری بات نہیں کہتا اور سچ کے سوا دوسری بات منہ سے نہیں نکالتا۔

حضرت یوم صفین صفوں کے درمیان کرتا پہنے گشت کر رہے تھے۔ امام حسنؑ نے کہا یہ جنگ کا موقع ہے۔ فرمایا بیٹا تمہارا باپ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ موت پر جا پڑے یا موت اس پر آ پڑے۔

جب ابن ملجم نے سر اقدس پر ضرب لگائی تو حضرت نے فرمایا فزت و رب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا اور یہ اولیائے خدا کی پہچان ہے کہ وہ تمنائے موت کرتے ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (سورہ الجمعہ ۶/۶۲)

حضرت کے صبر کے متعلق یہ آیت ہے۔ اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ (سورۂ آل عمران ۱۷/۳) اور دلیل اس پر کہ یہ آیت حضرت کے بارے میں ہے اجماع امت اس پر کہ آپ نے بچپن میں رسول اللہ کے ساتھ اور بڑھاپے میں آنحضرتؐ کے بعد بے انتہا شدائد اور مصائب پر صبر کیا۔ خداوند عالم صفت صابرین فرماتا ہے۔ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (سورہ البقرہ ۱۷۷/۲) اور یہ صفت بے شک و شبہ امیر المومنین میں موجود تھی۔

تفسیر مجمع البیان اور علی بن ابراہیم میں ہے کہ جنگ احد میں حضرت علیؑ کے جسم پر ساٹھ زخم لگے تھے۔

تفسیر القیسری میں ہے کہ ساٹھ سے زیادہ زخم تھے۔

ابان سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا نے ام سلیم اور ام عطیہ کو حضرت علیؑ کے زخموں کے علاج کرنے کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ مع کچھ مسلمانوں کے حضرت علیؑ کی عیادت کو تشریف لائے تو وہ سرتاپا زخم بنے ہوئے تھے۔ حضرت نے ان زخموں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا اس شخص کو یہ سب تکلیف راہ خدا میں اٹھانا پڑی ہے۔ آپ نے مرہم پٹی کی۔ حضرت علیؑ نے کہا میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ بھاگا نہیں اور نہ لڑتے وقت پیٹھ پھیری۔ خدا نے قرآن میں دو جگہ اس شکر کا ذکر کیا ہے۔ وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ ○ (سورہ آل عمران ۱۴۵/۳)

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ (سورہ آل عمران ۱۴۴/۳)

ابن عباس نے آیہ اَفَاِئنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ سے مراد علی بن ابی طالب ہیں اور مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ (سورہ آل عمران ۱۴۴/۳) سے مراد مرتدین ہیں۔

سفیان ثوری نے باسناد خود ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آیہ اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا (سورہ المومنون ۱۱۱/۲۳) میں صبر علی علیہ السلام مراد ہے اور صبر فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ اس دنیا میں متعلق طاعات، بھوک فقر، بلاؤں پر صبر محض خوشنودی خدا کے لیے اور عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ سے مراد علیؑ ہے۔

مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مرگ جعفر طیارؑ سنی تو فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (سورہ البقرہ ۱۵۶/۲) اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی۔ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ (سورہ البقرہ ۱۵۷-۱۵۶-۲) ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا میں آپ کو قربتہً الی اللہ دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا اگر تو مجھے دوست رکھتا ہے تو فقر اختیار کر خوشنودی خدا کے لیے اور اپنے اپنے نفس کو زیر کرنے کے لیے۔

امیر المومنینؑ نے کچھ لوگوں کے متعلق کہا میں ان میں شیعوں کی علامتیں نہیں پاتا کسی نے پوچھا وہ کیا ہیں فرمایا تہی شکم ہونا پیاس سے سوکھے ہونٹ۔ کثرت بکا سے آنکھیں سوجھ جاتا۔

مسند ابو یعلی میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کا گزر ایک باغ کی طرف ہوا۔ حضرت علیؑ نے کہا یہ کیسا اچھا باغ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ جنت میں تمہارا باغ اس سے کہیں بہتر ہوگا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ کو گلے سے لگا کر رونے لگے۔ پوچھا یا رسولؐ اللہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا میں روتا ہوں ان کینوں پر نظر رکھ کر جو تمہاری طرف سے قوم کے دل میں ہیں اور وہ بعد میرے ظاہر ہوں گے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔ فرمایا صبر اور اگر صبر نہ کرو گے تو مصیبت اور زیادہ ہوگی۔ عرض کی کیا اس وقت میرے دین کی ہلاکت کا مجھے خوف ہوگا۔ فرمایا نہیں اس میں تمہارے دین کی زندگی ہوگی۔

امیر المومنین نے فرمایا جب سے حضرت رسولؐ خدا نے انتقال کیا بلکہ جب سے حضرت مبعوث ہوئے میں نے راحت نہیں پائی۔ خدا کا شکر ہے کہ میں خائف کم ہوا۔ اور جد وجہد بہت کی میں نے مشرکوں کو قتل کیا اور منافقوں کو دشمن سمجھا۔ یہاں تک کہ خدا نے اپنے نبی کو دنیا سے اٹھا لیا۔ جس کے بعد ایک قیامت آئی۔ اور میں خائف رہنے لگا کہ کوئی ایسی صورت پیش نہ آجائے جس کا برداشت کرنا مشکل ہوجائے۔ خدا کا شکر ہے کہ نیکی کے جادے سے میرا قدم نہ ہٹا یہاں تک کہ عمر گئے۔ پس جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اس کے بعد فلاں صاحب ہوئے اور وہ وقت آیا کہ میں تلوار چلاتے چلاتے بوڑھا ہوگیا۔

عمرو بن حریث سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا میں گمان کرتا ہوں کہ پہلے امیروں نے لوگوں پر ظلم کیا پھر لوگ امیروں

پر ظلم کرنے لگے۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا میں تو عمر بھر مظلوم ہی رہا۔

حضرت علیؑ کے اعمال صالحہ

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورہ البقرہ ۲/۸۲) امیرالمومنین اور ان کے شیعوں کی شان میں ہے اور یہ بھی فرمایا آیہ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورہ فاطر ۳۵/۳۲) یہ بھی علی بن ابی طالب ہی کی شان میں ہے۔

اور ابن عباس نے کہا آیہ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۹) میں بشارت دی گئی ہے حضرت رسولؐ خدا کو بابت جنت علی و جعفر و عقیل و حمزہ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی جو اعمال صالح بجالانے والے ہیں اور آیہ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ (سورہ ص ۳۸/۲۸) میں عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد ہیں علی و حمزہ اور عبیدہ بن الحارث اور مفسدین فی الارض سے مراد ہیں عتبہ و شیبہ اور ولید۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علیؑ نے قوت بازو سے خرید کرکے ایک ہزار غلام آزاد کیے۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے دیکھا کہ علی علیہ السلام ایک جھولی میں کھجور کی گٹھلیاں لیے ہوئے ہیں۔ اس نے پوچھا اے ابوالحسن یہ کیا ہے فرمایا ان سے ایک لاکھ عبد آزاد ہوں گے انشاء اللہ۔

پس آپ نے ان سب کو بو دیا اور جتنے درخت اُگے ان سب کو راہ خدا میں وقف کر دیا۔ اور ان کے علاوہ مالِ خیبر کو وقف کیا۔ وادی القریٰ کو وقف کیا اسی طرح اور بہت سی جائداد وقف کی جو اولادِ فاطمہؑ کی تولیت میں دی گئی۔ آپ کی جائدادوں میں تقریباً سو چشمے چھوٹے جو حاجیوں کو پانی پلانے کے لیے وقف ہوئے۔ اور مکہ اور کوفہ کے راستہ میں کنوئیں کھُدوائے اور مدینہ میں قبر حمزہ کے مقابل مسجد فتح بنوائی اور جامع تعمیر کرائی اباوان وغیرہ میں مساجد تعمیر کرائیں۔

آپ دن میں روزہ رکھتے تھے اور رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے مکہ کے راستہ کو آباد کیا۔

حضرت رسولؐ خدا کے ساتھ سات سال اور حضرت کے بعد تیس سال آپ نے روزے رکھے اور رسولؐ کے ساتھ دس حج کیے اور حضرت کے زمانہ میں کفار سے جہاد کیا اور حضرت کی وفات کے بعد باغیوں سے لڑے۔ قضایا اور احکام شرعیہ کے متعلق فتوے دیے۔ علوم الہیہ کا نشر کیا۔ سنت نبوی کا احیا کیا۔ بدعات کا خاتمہ کیا۔

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں نے نماز شب کو ترک نہیں کیا جب سے حضرت رسولؐ خدا

سے یہ سناکہ نماز شب نور ہے۔ ابن کوا نے کہا کیا لیلۃ الہریر نہیں فرمایا لیلۃ الہریر نہیں۔

ابانۃ العکبری میں سلیمان بن المغیرہ نے اپنی ماں سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں نے ام سعید سے پوچھا کہ ماہ رمضان میں علیؑ کی نمازوں کی کیا صورت تھی اس نے کہا نماز کے لحاظ سے رمضان وشوال برابر تھے۔

نیشاپوری نے روضۃ الواعظین میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آیہ اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا (سورہ الزمر ۹/۳۹) حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔ میں مغرب کے وقت حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا میں نے ان کو نماز اور قرآن پڑھتے ہوئے پایا یہاں تک کہ صبح ہوگئی آپ نے تجدید وضو کی اور مسجد میں آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر تعقیبات پڑھنے لگے یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر لوگ آپ کے پاس فیصلہ کرانے آگئے اس کے بعد آپ نے نماز ظہر کے لیے وضو کیا پھر مع اصحاب نماز ظہر پڑھی۔ پھر تعقیبات میں مشغول ہوئے پھر نماز عصر پڑھی پھر لوگوں کے جھگڑے چکائے اور احکام جاری کیے غروب شمس تک۔

تفسیر قبشری میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا اعضا میں تھرتھری پڑ جاتی کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا یہ وقت ہے اللہ کی اس امانت کے پیش کرنے کا جس کو اللہ نے آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس بار کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور انسان نے باوجود اپنے ضعف کے اٹھا لیا پس میں نہیں جانتا کہ آیا میں نے اس فرض کو اچھی طرح انجام دیا یا نہیں۔

عروہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ ہم اعمال صالحہ کا ذکر کر رہے تھے کہ ابو درداء نے کہا سب سے زیادہ عبادت کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ میں نے ان کو دردناک آواز میں کہتے سنا۔

الٰہی کتنی سخت مصیبتیں تھیں کہ تو نے ان کو مجھ سے ہٹا لیا۔ میں نے ان کا مقابلہ تیری نعمتوں سے کیا اور کتنے گناہ تھے کہ تو نے اپنے کرم سے مجھے ان سے بچا لیا۔ خداوندا اگرچہ میری عمر کو طول ہوا۔ تیرے عصیان میں اور بہت ہیں گناہ میرے نامۂ اعمال میں لیکن تیرے سوا کسی سے بخشش کی امید نہیں رکھتا اور سوائے تیری رضا کے مجھے اور کسی کی رضا مطلوب نہیں۔

پھر چند رکعات پڑھنے کے بعد دعا و بکا و مناجات میں مشغول ہوئے اور کہا الٰہی جب میں تیری بخشش پر نظر کرتا ہوں تو مجھے اپنے گناہ ہلکے معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب تیرے عظیم مواخذہ کا ذکر کرتا ہوں تو وہ بہت بڑے دکھائی دیتے ہیں۔

پھر فرمایا میں نے صحف میں پڑھا ہے کہ جن گناہوں کو میں بھولا ہوا ہوں تو ان کا احصا کرنے والا ہے تو کہے گا اسے پکڑ لو پس وائے ہو اس پر جو پکڑا جائے اس کو نہ اس کا قبیلہ نجات دلائے گا اور نہ خاندان نفع بخشے گا مصیبتوں کا اس پر ہجوم ہوگا۔ آہ خدا بچائے اس نار سے جو کلیجوں اور گردوں کو بھون دینے والی ہوگی۔ آہ وہ آگ جو چہروں کو جھلس دینے والی ہوگی جس کے شعلے ہر طرف بھڑکتے ہوں گے۔

پھر حضرت اتنا روئے کہ بدن میں حس باقی نہ رہا۔ میں نے کہا یہ نیند کا غلبہ ہے۔ میں نماز صبح کے لیے جگا دوں جب میں نے جگانا چاہا تو سارا بدن لکڑی کی طرح بے حس تھا۔ میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (سورہ البقرہ ۲/۱۵۶)۔ میں حضرت کے گھر کی طرف دوڑا تاکہ جناب فاطمہؑ کو خبر مرگ سناؤں۔ انہوں نے پوچھا تم نے کیا دیکھا میں نے حال بیان کیا۔ فرمایا فکر نہ کرو خوف خدا میں ایسی غشی علیؑ پر اکثر طاری ہو جاتی ہے۔ پھر ہم حضرت کے پاس آئے اور منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے جب ہوش آیا تو میری طرف دیکھا۔ میں رونے لگا۔ فرمایا اے ابودرداؓ تم کیوں روتے ہو۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم دیکھو گے کہ میں حساب کے لیے بلایا گیا ہوں۔ اہل جرائم کے عذاب کا مجھے یقین ہوگا اور ملائکہ غلاظ اور دوزخ کے شعلوں نے مجھے وحشت میں ڈالا ہوگا اور میں ملک جبار کے سامنے کھڑا ہوں گا جس پر کوئی شے مخفی نہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے وہ کتاب نکالی جس میں امیرالمومنین کی عبادت کا حال تحریر تھا۔ تھوڑا سا پڑھ کر رکھ دیا اور فرمایا کس کی طاقت ہے کہ علیؑ کی سی عبادت کر سکے۔

جب آیہ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا (سورہ نمل ۲۷/۶۱) نازل ہوئی تو حضرت علیؑ پر بے چینی کے آثار پیدا ہوئے حضرت رسولؐ خدا نے پوچھا اے علیؑ تمہارا کیا حال ہے، عرض کی ... تعجب کرتا ہوں لوگوں کے کفر پر اور خدا کے حلم پر آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ مومن تم سے بغض نہ رکھے گا اور منافق محبت نہ کرے گا اگر تم نہ ہوتے تو حزب اللہ کی پہچان نہ ہوتی۔

مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے بھوک کا اثر چہرۂ رسولؐ پر دیکھا اور ایک باغ کو ایک ڈول فی خرمہ پانی دے کر کچھ خرمے حاصل کیے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لا کر حاضر کیے۔

حضرت علیؑ کی نیابت و ولایت

حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو سورۂ برائت کی تبلیغ کے لیے اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ طبری۔ بلاذری۔ ترمذی واقدی شعبی، سدی، ثعلبی، واحدی، قرطبی، قشیری، سمعانی، احمد بن حنبل، ابن بطہ، محمد ابن اسحٰق، ابوالعیلی موصلی، اعمش اور سماک بن حرب وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ عروہ ابن زبیر، ابوہریرہ، انس، ابورافع ابن عمر اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب سورۂ برائت کی ابتدائی نو آئیتں نازل ہوئیں تو آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ کو ان آیات کے سنانے کے لیے مکہ کو بھیجا ان کے جانے کے بعد جبریل نازل ہوئے اور کہا انہ لا یؤدي عنك إلا أنت أو رجل منك (نہیں پہنچاؤ گے ان آیات کو مگر تم یا جو شخص تم میں سے ہو) حضرت امیرالمومنین سے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا میرے ناقہ غضبا پر تم سوار ہو اور ابوبکرؓ سے راہ میں ملو اور برائت ان سے لے لو۔ جب ابوبکر واپس آئے تو بہت جزع کی اور کہنے لگے یا رسولؐ اللہ آپ نے ایک عزت مجھے دی جب میں اس خدمت کو انجام دینے کے روانہ ہوا تو آپ نے واپس

بلایا۔ حضرت نے فرمایا جبرئیل نے مجھ سے کہا اس کی تبلیغ نہیں کروگے مگر تم یا وہ جو تم سے ہو۔ چونکہ علیؑ مجھ سے ہیں لہذا میری طرف سے وہی تبلیغ کریں گے۔

مروی ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے علیؑ کو سورۂ برائت کی تبلیغ پر مامور کیا تو انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ خطیب ہیں اور میں حدیث السن ہوں۔ فرمایا اے علیؑ اس کام کے لیے ضروری ہے کہ یا تم جاؤ یا میں جاؤں۔ عرض کی اگر یہ بات ہے تو میں جاتا ہوں۔ فرمایا ہاں تم جاؤ خدا تمہاری زبان میں قوت دے گا اور تمہارے قلب کی ہدایت کرے گا۔

ابو بصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب علیؑ مکہ میں پہنچے تو لوگوں کے درمیان خطبہ دیا اور تلوار نیام سے نکال کر کہا کوئی عریاں ہو کر اب خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے گا اور نہ کوئی مشرک اب حج کر پائے گا جس کے لیے کوئی مدت معین کر دی گئی ہے وہ اس مدت تک کرے اور جس کے لیے کوئی مدت معین نہیں ہوئی اس کے لیے اب سے چار ماہ ہیں۔

زیاد سے مسند موصلی میں مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا سوائے مومن کے یہ ایسا ہی ہے جیسے خدا نے ابراہیم کو حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طاہر رکھو طائفین و راکعین و قائمین و ساجدین کے لیے خدا نے ابراہیم کو ندا کا بھی حکم دیا تھا۔ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (سورہ الحج ۲۲/۲۷) اور علیؑ کے لیے حکم ہوا۔ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (سورہ التوبہ ۹/۳)۔

سدی ابو مالک ابن عباس اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا اذان علی علیہ السلام وہی تھی جو انہوں نے مشرکوں کے درمیان پکار کر کہا۔

تفسیر قشیری میں ہے کہ ایک مشرک نے حضرت علیؑ سے کہا چار ماہ گزرنے کے بعد کوئی بعض امور میں رسولؐ اللہ سے ملنا چاہے تو مل سکے گا یا نہیں فرمایا ہاں خدا فرماتا ہے وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ (سورہ التوبہ ۹/۶)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ خداش اور سعید برادر عمرو بن عبدود نے کہا ہم چار مہینہ کی مدت پر راضی نہیں ہم تم سے اور تمہارے ابن عم سے بری ہیں تمہارے ہمارے درمیان نیزہ و شمشیر سے فیصلہ ہوگا۔ اگر تم کہو تو ابھی دکھا دیں۔ حضرت نے فرمایا آجاؤ اور یہ آیت پڑھی انكم غير معجزي الله ۔ اس کے بعد ان کی ہمت مقابلہ کی نہ ہوئی۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ مشرکوں نے کہا ہم اظہار برائت کرتے ہیں تمہارے عہد سے اور تمہارے ابن عم کے عہد سے اب معاملہ تلوار اور نیزے سے طے ہوگا۔

نسابہ ابن صوفی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ایک حدیث طویل میں فرمایا ہے میرے بھائی موسیٰ نے مناجات کی اپنے رب سے طور سینا پہاڑ پر اور آخر کلام میں فرمایا کہ خدا نے ان سے کہا تم فرعون اور اس کی قوم قبطے کے پاس جاؤ۔ ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں حضرت موسیٰ نے کہا میں نے ان کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے پس مجھے یہ خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے اور یہ میرا بھائی علی ہے کہ جب میں ان کو سورہ برأت کی تبلیغ کے لیے بھیجا تو باوجود اس کے کہ وہ بہت سے لوگوں کو قتل کر چکے تھے ذرا نہ جھجکے ذرا نہ ڈرے اور راہ خدا میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملا

کا خوف نہ کیا۔ موسم حج میں جو لوگ آئے تھے انہوں نے حضرت علیؑ سے اظہار الفت کیا البتہ جن لوگوں کے باپ بھائی اور رشتہ دار قتل کیے گئے تھے وہ مزور درپے ایذا ہوئے مگر خدا نے ان کے شر سے محفوظ رکھا اور آپ صحیح سالم مدینہ کو واپس آگئے۔

حضرت کو ذی الحجہ کی پہلی تاریخوں میں بھیجا گیا ہے ۹ھ میں اور آپ نے روز عرفہ اور روز قربانی تبلیغ کی۔

جاحظ نے کہا ہے کہ عرب کا یہ دستور تھا کہ جب وہ کسی سے معاہدہ کرتے تھے یا کسی معاہدہ کو توڑتے تھے تو اس کے لیے اپنی قوم کے سردار اپنے گروہ کے کسی سربرآوردہ کو اس کام کے لیے مخصوص کرتے تھے۔

مورخین اور ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ نے خالد کو دعوت اسلام دینے کے لیے یمن کی طرف بھیجا۔ براء ابن عازب بھی ساتھ تھے۔ یہ لوگ چھ ماہ تک وہاں رہے کسی نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا آنحضرتؐ کو یہ برا معلوم ہوا۔ آپ نے حضرت علیؑ کو مامور کیا اور خالد کو معزول۔ امیرالمومنین جب وہاں پہنچے تو آپ نے کتاب رسولؐ خدا کی قراءت کی یعنی حضرت کا خط پڑھ کر ان کو سنایا پس ہمدان کا پورا قبیلہ اسی روز مسلمان ہوگیا اور اہل یمن بھی بیعت کرنے لگے۔ حضرت کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت مسرور ہوئے اور سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد فرمایا السلام علی همدان؛

یوم صفین جو اشعار اہل ہمدان کی تعریف میں فرمائے ایک ان میں یہ ہے۔

ولو ان بوما کنت بوّاب جنة　　　اقلت لهمدان ادخلوا بسلام

اگر روز قیامت میں جنّت کا دربان ہوں گا　　　تو قبیلۂ ہمدان سے کہوں گا کہ سلامتی سے داخل ہو

ایک نیابت کا موقعہ وہ تھا جب حضرت علیؑ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور ان کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خداوندا اس کی مدد کرنا اور فصل خطاب کی تلقین کرنا۔ حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے اس دن کے بعد دو آدمیوں کے درمیان قضیہ فیصل کرنے میں مجھے کبھی شک عارض نہیں ہوا۔ اس کو احمد حنبل اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں ذکر کیا ہے اور ابن بطہ نے چار طریق سے نقل کیا ہے۔

ایک موقعہ نیابت کا وہ تھا جب حضرت رسولؐ خدا نے امیرالمومنین کو ایک شرعی مہم کے لیے بھیجا۔ اس کو روایت کیا ہے احمد نے اپنی مسند میں اور فضائل میں اور ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ابن بطہ نے ابانہ میں اور زمخشری نے فائق میں کہ علیؑ نے فرمایا ہم رسولؐ اللہ کے ساتھ ایک جنازہ میں تھے آپ نے فرمایا کون ہے کہ مدینہ جائے اور وہاں کی قبروں کو ہموار کر دے اور کوئی صورت بغیر بگاڑے نہ چھوڑے اور کسی بت کو بے توڑے نہ چھوڑے۔ حضرت علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ کام میں کروں گا پس آپ مدینہ آئے ان پر آپ کی ہیبت طاری ہوئی۔ جب آپ واپس ہوئے تو جناب رسولؐ خدا سے کہا یا رسولؐ اللہ میں مدینہ میں کوئی قبر بے ہموار کیے نہ چھوڑوں گا۔ اور کوئی صورت بگاڑے بغیر نہ چھوڑی اور کوئی بت توڑے بغیر نہ چھوڑا۔

ایک موقع نیابت کا ان اونٹوں کو نحر کرنا تھا جو ۶۳ سے زیادہ تھے۔ بخاری، ابوداؤد بلاذری، ابو یعلیٰ، احمد حنبل، ابوالقاسم اصفہانی وغیرہ نے جابر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہدی بھیجی رسولؐ اللہ نے سو اونٹوں کی قربانی کے لیے۔ حضرت علیؑ نے کہا

یا رسولؐ اللہ میں اس قربانی میں تمہاری شریک ہوں پس رسولؐ اللہ نے ۶۳ اونٹ نحر کیے اور علیؑ کو ۳۴ نحر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ہر ایک سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکائیں، پس دونوں نے اس گوشت کو کھایا اور شوربا پیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حکم دیا مجھے رسولؐ نے قربانیوں کے اہتمام کا جب میں نے قربانی کی تو حضرت نے ان کی جلدیں گوشت اور چربی کو تصدق کیا۔

کافی کلینی میں ہے کہ نحر کیا رسولؐ اللہ نے اپنے ہاتھ سے ۶۲ اور باقی کو علیؑ نے نحر کیا۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ جب حضرت سعی سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ جبرئیل ہیں مجھ سے انہوں نے کہا ہے کہ میں حکم دوں کہ جس نے ہدی کو نہیں ہنکایا وہ محل ہو جائے میں نے جو ارادہ کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ چنانچہ حضرت ۶۶ یا ۶۴ اونٹ لے کر چلے۔ اور علیؑ یمن سے ۳۴ یا ۳۶ لائے۔ حضرت رسولؐ خدا نے پوچھا اے علیؑ کیا نیت کی ہے عرض کی جو حضورؐ کی نیت ہے فرمایا اے علی میری طرح احرام باندھو تم قربانی میں میرے شریک ہو۔ رمی جمرہ کے بعد رسولؐ اللہ نے ۶۳ اونٹ نحر کیے اور علیؑ نے ۳۴۔

زربن حبیش سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے قربانی کی دو مینڈھوں کی ایک اپنی طرف سے اور دوسری حضرت رسولؐ خدا کی طرف سے حضرت علیؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی طرف سے ہمیشہ قربانی کروں اس کو احمد نے فضائل میں روایت کی ہے۔

نیابت کا ایک اور موقع تھا اصلاح اس امر کی جس کو خالد نے فاسد کر دیا تھا۔ بخاری نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے خالد کو ایک سریہ کا سردار بنا کر بھیجا اس نے قبیلہ ابو زاہر اسدی لوٹا پہلے ان کی مشکیں بندھوائیں پھر ان کو قتل کیا پس لقیۃ السیف وہ امان نامہ لے کر آنحضرتؐ کے پاس آئے جو آپ نے اس قوم کو لکھ دیا اور خالد کی شکایت کی حضرت نے فرمایا خداوندا میں بری ہوں اس چیز سے جو خالد نے کی ہے اور ان لوگوں سے فرمایا جو سامان مسلمانوں نے لوٹا ہے میں اس کو واپس دلا دوں گا جب حضرت علیؑ تین اونٹ متاع یمن سے بھرے ہوئے لائے فرمایا اے علیؑ ذمہ خدا اور ذمہ رسول کو ادا کرو آپ نے وہ سب سامان ان لوگوں کو یہ کہہ کر دیدیا کہ یہ تمہارے نقصان کی تلافی کر دیگا انہوں نے خوش ہو کر کہا یہ ہمارے مال سے کہیں زیادہ ہے۔ فرمایا لے جاؤ اور اہل و عیال اور نوکر چاکروں کو لباس پہناؤ اور دیگر ضروریات میں صرف کرو۔ جب آنحضرتؐ نے یہ سنا تو مسکرائے اور فرمایا خدا تمہارے ذمہ اسی طرح ادا کرے جس طرح تم نے میرے ذمے کو ادا کیا۔

اور آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو امانتوں کے واپس کرنے کا ذمہ دار بنایا۔ جب حضرت نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت علیؑ کو اپنے اہل اور اپنے مال میں جانشین بنایا اور حکم دیا کہ حضرت کا کل قرضہ اور ہر امانت کو ان کے اہل تک پہنچا دیں۔

طبری میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میرا قرضہ کون ادا کرے گا۔ میرے وعدے کون پورے کرے گا تاکہ جنت میں میرے ساتھ ہو میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں کروں گا۔

فردوس دیلمی میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ میرے قرض کو ادا کرے گا
احمد حنبل نے فضائل میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ میرے قرض کو نہ ادا کرے گا مگر میں یا علیؑ اور یہ بھی فرمایا میرے قرض کو ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا علیؑ ہے۔

مروی ہے کہ تین سال موسم حج میں علیؑ نے یہ اعلان کیا کہ جس کا قرضہ رسولؐ پر ہو وہ میرے پاس آئے میں اس کو ادا کر دوں گا۔

حبشی ابن جنادہ ابوبکر کے پاس آیا اور کہا رسول نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تین لپ خرمے تجھے دوں گا انہوں نے حضرت علیؑ سے کہا اسے دیدیجئے۔ حضرت علیؑ نے تین لپ اس کو دیئے شمار کیا تو ہر لپ میں ساٹھ خرمے تھے۔ انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدد میں برابر ہے۔ آنحضرتؐ کا قرضہ اسی ہزار درہم تھا جو علیؑ نے ادا کیا۔

دنیوی قرضہ کے علاوہ دینی قرضہ بھی ادا کیا۔ خدا نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا تھا۔ يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ (سورہ التوبہ ۹/۷۳) رسول نے اپنی زندگی میں کفار سے جنگ کی اور حضرت علیؑ کو حکم دیا جہاد کرنے کا منافقین سے اپنی وفات کے بعد پس حضرت نے ناکثین قاسطین اور مارقین سے جہاد کیا۔ اور اس طرح ادا کیا رسول کا وہ قرضہ جو خدا کی طرف سے ان پر تھا۔

آنحضرتؐ نے اپنی وفات کے بعد اپنی ازواج کی طلاق کا اختیار حضرت کو دیا تھا ابوالالد رعلی المرادی اور صالح غلام التوم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی بی بیوں کی طلاق کا حکم حضرت علیؑ کو دیا۔

جنگ جمل میں جناب عائشہ اپنے اونٹ سے گریں تو حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کی معرفت ان سے کہلا بھیجا کہ تم فوراً مدینہ کی روانگی کے لیے تیار ہو جاؤ ورنہ پھر تمہارے پاس وہی بات کہلا کر بھیجوں گا جس کو تم جانتی ہو۔ جب امام حسنؑ نے یہ پیغام پہنچایا تو اسی وقت کھڑی ہو گئیں اور کہا میرے لیے سواری مہیا کر دو ایک عورت نے کہا آپ کے پاس بنی ہاشم ابن عباس آئے اور آپ سے بات چیت کی مگر آپ نہ مانیں اور وہ غصہ میں اٹھ کر چلے گئے۔ اور جب ایک لڑکا آیا آپ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے کہا یہ لڑکا فرزند رسولؐ ہے۔ رسولؐ نے فرمایا ہے جو میری آنکھ کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ اس لڑکے کی طرف دیکھے۔ علیؑ نے جو پیغام بھیجا ہے میں اسے جانتی ہوں۔ اس نے کہا کہ میں حق رسول کی جو آپ پر ہے قسم دے کر اس بات کو دریافت کرنا چاہتی ہوں انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے اپنی بی بیوں کی طلاق کو علیؑ کے ہاتھ میں دیدیا ہے اور یہ بھی کہا ہے جس کو وہ دنیا میں طلاق دیدیں گے وہ آخرت میں مجھ سے جدا ہوگی۔

مروی ہے کہ آنحضرتؐ مال غنیمت کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر رہے تھے تو ازواج نے بھی اپنا حصہ اس میں سے مانگا اور اس پر اصرار کیا۔ علی علیہ السلام نے اس پر ان کو ملامت کی اور کہا رسول اللہؐ کا جھڑکنا تمہارے لیے کافی ہے یہ سن کر انہوں نے

حضرت علیؑ پر ہجوم کیا۔ رسول کو اس پر غصہ آیا اور فرمایا اے علیؑ میں نے ان کی طلاق پر تم کو اختیار دیا۔ پس جس کو ان میں سے طلاق ہوگی وہ طلاق بائن ہوگی اور اس کے لیے حضرت نے کوئی وقت معین نہیں کیا لہذا زندگی اور موت کے بعد یہ اختیار ہر وقت میں حضرت علیؑ کو حاصل رہا۔

حضرت عائشہ نے کہا مجھے یہ خوف رہا کہ علیؑ نے طلاق دیدی تو میں آنحضرتؐ سے جُدا ہو جاؤں گی۔

ایک اور ثبوت حضرت علیؑ کی نیابت کا شب ہجرت فرش رسولؐ پر سونا ہے اور تین دن کے بعد آنحضرتؐ کے حرم کو مدینہ پہنچایا اور ضنا دید قریش کے قتل و ہزیمت کے لیے اپنا نائب حضرت کو بنانا اور اپنے اسرار خاصہ کا محافظ بنانا جیسے حدیث ماریہ اور جنگ تبوک کے موقع پر مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑنا اور بنی زہرہ پر خروج کے لیے حاکم بنانا یوم احد وغیرہ میں اپنے لشکر کا علمدار بنانا۔ بعد مرگ اپنے غسل و کفن و نماز کا ذمہ دار بنانا یہ سب ثبوت نیابت ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اہل بیت نبوت و رسالت و امامت ہیں ہماری ولادت کے وقت دائیاں کام نہیں کرتیں اور امام کو غسل و کفن امام ہی دیتا ہے۔ ولادت علیؑ کے وقت ولی رسول اللہؐ تھے اور وفات رسولؐ کے بعد علیؑ ولی تھے۔ ولادت حسنؑ و حسینؑ کے وقت ولایت حضرت علیؑ کے لیے تھی اور حضرت علیؑ کے مرنے پر حسنؑ و حسینؑ ولی تھے۔ ان کے بعد سلسلہ وار دوسرے آئمہ ہوئے۔

ایک ثبوت نیابت کا یہ ہے کہ روز فتح مکہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے شانوں پر سوار کر کے بت شکنی کرائی حضرت علیؑ نے سطح بیت پر جا کر اس طرح بت گرائے کہ کعبہ کی دیواریں لرزاٹھیں آپ اوپر سے پھینک پھینک کر توڑ دیتے تھے۔ احمد حنبل اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں ابو بکر خطیب نے اپنی تاریخ میں محمد بن الصباح زعفرانی نے فضائل میں اور خطیب خوارزمی نے اربعین میں۔ ابو عبداللہ نطنزی نے خصائص میں یہ روایت کی ہے اور امام رضا علیہ السلام نے اپنے اجداد سے کہ آیہ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۵۷) کا مصداق حضرت علی علیہ السلام ہیں جب کہ وہ رسول اللہؐ کے شانوں پر چڑھے۔

ابو بکر شیرازی نے نزول القرآن فی شان امیر المومنین علیہ السلام میں قتادہ سے اس نے ابن مسیب سے اس نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا ہم رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے دیکھا کہ کعبہ کے اندر اور باہر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت نے ان سب کو گرا دینے کا حکم دیا پس سب کو گرا دیا گیا۔ کعبہ کی چھت پر ایک بہت بڑا بت ہبل نامی رکھا ہوا تھا۔ حضرت نے اس کو دیکھ کر علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی یا تو تم میرے شانوں پر چڑھو یا میں تمہارے شانے پر چڑھ کر بت کو گرا دوں۔ حضرت علی نے کہا یا رسول اللہؐ آپ میرے شانوں پر آئیے۔ جب حضرت کا قدم میرے شانوں پر آیا تو میں بار رسالت کو نہ اٹھا سکا۔ اور عرض کی یا رسول اللہؐ آپ مجھے اپنے شانوں پر سوار کیجیے۔ یہ سن کر حضرت ہنسے اور جھک کر مجھے اپنے شانوں پر سوار کیا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ہواؤں کو چلایا۔ میں اپنے کو اتنی

بلندی پر پا رہا تھا کہ اگر چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا۔ پس میں نے ہبل کو پشت کعبہ سے اٹھا کر پھینکا۔ خدا نے یہ آیت نازل کی

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۱)

احمد حنبل اور ابوبکر خطیب نے اپنی کتابوں میں نعیم بن حکیم سے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے ابومریم نے اور ان سے علی بن ابی طالب نے کہ میں اور رسول اللہؐ جب خانہ کعبہ میں پہنچے تو مجھ سے فرمایا تم بیٹھو میں تمہارے شانوں پر کھڑے ہو کر ان بتوں کو گراؤں میں بیٹھ گیا جب حضرت میرے شانوں پر آئے اور مجھ میں اٹھنے کی طاقت نہ پائی تو فرمایا اچھا اب تم میرے شانوں پر چڑھو پس میں نے ایسا ہی کیا حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھولوں میں کعبہ کی پشت پر آیا اور قریش کے صنم اکبر کو اکھاڑ کر دے پٹکا تانبے کا تھا اور لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا

ابومریم نے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تم مجھے اٹھاؤ تاکہ ہم اصنام کو کعبے سے ہٹا دیں بیں چونکہ حضرت کو اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا اس لیے حضرت نے مجھے اٹھایا اب میں اپنے کو اتنی بلندی پر پا رہا تھا کہ اگر چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے علی علیہ السلام سے فرمایا اٹھو تاکہ جو بت کعبہ کے اوپر ہیں ان کو گرا دیں۔ حضرت علیؑ سے فرمایا تم میرے شانوں پر آؤ۔ چنانچہ حضرت علیؑ اس طریقے سے کعبہ پر پہنچے اور اس بت کو جو تانبے کا تھا کعبہ کے اوپر سے دے مارا اور اوپر سے نیچے اس طرح کود پڑے گویا آپ کے دو پر ہیں۔ مروی ہے کہ عمرؓ یہ کہا کرتے تھے کہ کاش یہ کام میں نے کیا ہوتا۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جس نے بتوں کی عبادت کی ہو وہ یہ کام نہیں کر سکتا۔

خلیفہ ہونے کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ منبر پر گئے تو ایک سیڑھی چھوڑ کر بیٹھے اور عمرؓ خلیفہ ہوئے تو دوسری سیڑھی چھوڑ کر بیٹھے۔ اور جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو تیسری سیڑھی چھوڑی لیکن جب حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ہوئے تو اسی جگہ بیٹھے جہاں رسول اللہؐ بیٹھا کرتے تھے اس پر اصحاب میں چہ می گوئیاں ہوئیں۔ آپ نے فرمایا آپ لوگ کیا سرگوشیاں کر رہے ہیں، انہوں نے کہا آپ رسولؐ کی جگہ بیٹھے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کوئی خلیفہ نہیں بیٹھا۔ فرمایا میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ جو میری جگہ بیٹھے گا اور اس نے میرا سا عمل نہ کیا ہوگا تو خدا اسے اوندھے منہ جہنم میں دھکیل دے گا میں نے بخدا حضرت کا سا عمل کیا ہے اور حاکم بنا ہوں ان کے حکم سے لہٰذا میں ان کی جگہ بیٹھنے کا سزاوار ہوں پھر اپنے خطبہ میں فرمایا لوگو میں اپنے بھائی اپنے عم کی جگہ پر بیٹھا ہوں کیونکہ انہوں نے اپنے بھید سے مجھے آگاہ کیا ہے میں وہ ہوں جس نے مہر نبوت پر قدم رکھا ہے۔ یہ تو لکڑی ہے بے شک میں محمدؐ سے ہوں اور محمدؐ مجھ سے ہیں۔

اور ایک خطبہ میں حضرت نے فرمایا میں نے بتوں کو توڑا ہے میں نے اسلامی جھنڈوں کو بلند کیا ہے میں اسلام کی بنیاد ہوں مجھ سے اسلام کی رسیاں مضبوط ہوئیں۔ میں نے قوموں کے بتوں کو توڑا۔ ابن نباتہ نے کہا ایمان یا تھا ہے آپ کے قول سے مقام ابراہیم کو تمام پتھروں پر اس لیے فضیلت ہے کہ اس پر قدم ابراہیم علیہ السلام نے رکھا پس کیا ٹھکانہ ہے

قدم علیؑ کی عظمت کا جو مہر نبوت اور شانہ رسالت پر رکھا گیا ہے۔
اسمعیل بن محمد کوفی نے حدیث طویل میں ابن عباس سے اسی واقعہ کو بیان کر کے لکھا ہے جب حضرت خانۂ کعبہ سے کودے تو آپ ہنسے رسولؐ نے اس کا سبب پوچھا عرض کی میں اس تعجب میں ہوں کہ اتنی بلندی سے میں کودا مگر میرے ذرا چوٹ نہ آئی۔ فرمایا اے علی ایسا کیوں ہوتا جب کہ محمدؐ نے تمہیں اٹھایا اور جبریل نے اتارا۔
اربعین خوارزمی میں ہے کہ جب میں نے اور رسول نے کعبہ کو بتوں سے خالی کرنے کا ارادہ کیا تو یہ خوف تھا کہ قریش وغیرہ آئیں گے لیکن اس کی پروا نہ کر کے میں نے سب کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

حضرت علیؑ کی حزم و ترک مداہنت

تفسیر ثعلبی، قشیری، واحدی، قزوینی، معانی الزجاج، مسند موصلی اور اسباب نزول القرآن میں ہے کہ یوم فتح مکہ جب آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوئے تو عثمان ابن طلحہ عبدی نے بیت اللہ کا دروازہ بند کر لیا اور چھت پر جا چڑھا۔ اس سے حضرت نے کنجی مانگی وہ بولا اگر میں آپ کو خدا کا رسول سمجھتا تو ضرور دے دیتا۔ یہ سن کر حضرت علیؑ چھت پر چڑھ گئے اور اس کا ہاتھ مروڑ کر کنجی چھین لی اور دروازہ کھول لیا اور آنحضرتؐ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی جب باہر آئے تو عباس نے کنجی مانگی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (سورہ النساء ۵۸/۴) پس حضرت نے حکم دیا کہ کنجی عثمان ابن طلحہ کو دی جائے اور حضرت نے اس سے معذرت کی عثمانؓ نے حضرت علیؑ سے کہا پہلے تو آپ نے سختی برتی پھر نرمی اختیار کی فرمایا خدا نے تیرے وقار کو قائم رکھنے کے لیے آیت نازل کی۔ یہ سن کر عثمان ایمان لے آیا اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل آئے اور کہا جب تک یہ گھر ہے اس کی کنجی اولاد عثمان کے ہاتھ میں رہے گی اور دربانی بھی چنانچہ آج تک ان ہی کی اولاد میں ہے۔
صحیحین و تواریخ و مسانید میں ہے کہ سارہ کنیز ابو عمر ابن سیفی بن ہشام مکہ سے حضرت کی خدمت میں آئی حصول اعانت کے لیے حضرت نے بنی عبدالمطلب کو حکم دیا اس کی دیکھ بھال کا۔ حاطبؓ ابن ابی بلتعہ نے اس کو دس دینار اس کام کے لیے دیئے کہ وہ اس کا خط جس میں وفود نبی کے مکہ میں آنے کی خبر درج تھی اہل مکہ کو پہنچا دے۔ آنحضرتؐ اس امر کو خفیہ رکھنا چاہتے تھے تاکہ اچانک وہاں داخل ہوں وہ یہ خط لے کر روانہ ہوئی۔ حضرت کو پتہ چل گیا۔ آپ نے حضرت علیؑ، زبیر، مقداد و عمار وغیرہ کو بھیجا کہ وہ خط اس عورت سے لے لیں اس نے صاف انکار کر دیا اور تلاشی لینے پر وہ خط اس کے پاس سے برآمد بھی نہ ہوا سب

نے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؑ نے کہا ہمیں غلط خبر نہیں ملا کرتی، آپ نے تلوار کھینچ لی۔ اور اس عورت سے کہا کتاب نکال ورنہ گردن مار دوں گا پھر خط تلاش کیا تو اس کے جوڑے میں ملا۔ حضرت اس کو لے کر حضرت رسولؐ خدا کے پاس آئے آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایا اور کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا میں اہل مکہ میں ہر دلعزیز ہوں اور ان کے پڑوس میں سکونت پذیر تھا۔ میں نے چاہا کہ یہ خط ان کو ملے تو سررشتہ محبت قائم رہے اور وہ میرے اہل سے اچھا سلوک کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ (سورہ الممتحنہ ۱/۶۰)

حضرت عمرؓ نے سب کو جمع کر کے پوچھا کس دن سے ہم اپنا سنہ مقرر کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جس دن سے حضرت نے ہجرت کی یعنی آنحضرتؐ ماہ ربیع الاول میں وارد مدینہ ہوئے پس مورخین نے ایک مہینہ یا دو مہینے بعد سے ہی تاریخ لکھنی شروع کی یہاں تک کہ سال تمام ہوا۔

ابن شہاب نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت کی سیاست قائم مقام معجزات تھی۔ آنحضرتؐ کے اصحاب دو گروہ میں تھے ایک وہ جو عثمانؓ کے متعلق کہتے تھے کہ وہ مظلوم قتل ہوئے اور ہم ان کے اعدا سے تبرّا کرتے ہیں دوسرا گروہ تھا جو کہتا تھا کہ ان سے ایسے امور سرزد ہوئے کہ ان کا قتل کرنا واجب ہوگیا اور یہ گروہ ان کے کافر ہونے کا قایل تھا۔ یہ دونوں گروہ حضرت علیؑ کی رائے معلوم کرنا چاہتے تھے کیونکہ کسی ایک فریق کی ہمنوائی کرنا مفسدہ سے خالی نہ تھا لہذا آپ ایسا جواب دیتے تھے کہ ہر فریق یہ سمجھتا تھا کہ علیؑ ہمارے ہم خیال ہیں مثلاً فرماتے تھے واللہ قتل عثمان قتل ولم و واللہ عثمان قتل کیے گئے اذیت کے ساتھ۔)

تاریخ طبری میں ہے کہ ابوبکر ہذلی نے یہ روایت کی ہے کہ اہل ہمدان ورے دہاوند وقومس واصفہان نے حضرت ابوبکر کے خلاف مظاہرہ کیا۔ عثمانؓ نے رائے دی کہ اہل شام ویمن وبصرہ وکوفہ کو لے کر چڑھائی کیجئے۔ امیرالمومنین نے فرمایا میری یہ رائے نہیں اگر اہل شام مقابلے کو نکلے تو ان کے اہل وعیال پر رومی حملہ کردیں گے اور اگر اہل یمن نے چڑھائی کی تو اہل حبش ان کی ذریت کی خبر لیں گے اور اگر حرمین کے لوگوں کو بھیجا تو عرب کے بدو تمہیں ہر طرف سے گھیر لیں گے اور تمہارا آگا پیچھے سے بھاری ہو جائے گا اگر تمہیں اہل عجم کی کثرت سے خوف ہے تو عہد رسول میں دشمن کی کثرت وقلت پر نظر رکھ کر نہیں لڑتے تھے بلکہ نصرت دین کو پیش نظر رکھ کر لڑتے تھے اور یہ جو خبر تم تک پہنچی ہے کہ ایرانیوں کا اجماع ہوا ہے مسلمانوں پر چڑھائی کا تو خدا ان کی اس حرکت کو تم سے زیادہ بُرا جانتا ہے اور وہ امر مکروہ کو ہٹانے پر قادر ہے جب تم مقابلے کو نکلو گے اور ایرانی تمہیں دیکھیں گے یہ تو مرد عرب ہے اگر ان سے مقابلہ ہوا تو اس کی سنبھال تمہارے لیے مشکل ہو جائے گی۔ بہتر صورت یہ ہے کہ ان لوگوں کا تقرر اپنے اپنے شہروں میں کردو اور اہل بصرہ کو لکھو کہ وہ اپنے تین گروہ بنا لیں ایک عورتوں اور بچوں کا نگہبان رہے دوسرا اہل عہد کی نگرانی کرے تاکہ وہ نقض عہد نہ کریں تیسرا گروہ لڑنے والے

بھائیوں کی مدد کرے۔

تفسیر مجاہد اور ابو یوسف یعقوب ابن ابی سفیان میں ہے کہ آیۂ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا (سورہ الجمعہ ۶۲/۱۱) کی تفسیر میں بیان کیا کہ دحیہ کلبی روز جمعہ شام سے مال تجارت لے کر واپس ہوئے اور احجار زیت پر منزل کی۔ نقارے بجائے تاکہ لوگوں کو ان کے آنے کی خبر ہو جائے۔ ڈھول کی آواز سنتے ہی مسجد کا مجمع کھسکنا شروع ہو گیا صرف علی و حسن و حسین و فاطمہ علیہم السلام اور سلمان و ابوذر و مقداد و صہیب باقی رہ گئے۔ آنحضرت منبر پر خطبہ فرما رہے تھے لوگوں نے اسی حالت میں ان کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا روز جمعہ خدا نے نظر کی میری مسجد کی طرف اگر وہ لوگ نہ ہوتے جو مسجد میں بیٹھے رہے تھے تو مدینہ کے تمام لوگ شعلوں کی لپیٹ میں آجاتے اور قوم لوط کی طرح ان پر پتھر برستے۔ خدا نے مسجد میں بیٹھے رہنے والوں کے متعلق فرمایا۔ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (سورہ النور ۲۴/۳۷)۔

تاریخ طبری میں ہے کہ مکہ سے ہجرت کر کے جب امیر المومنین قبا میں آئے تو ام کلثوم بنت ہدم کے یہاں دو تین رات ٹھہرے آپ نے دیکھا کہ وہ رات کو نصف شب کے بعد نکلتی ہے اور کسی راہ گیر سے کچھ لے لیتی ہے۔ حضرت نے اس کے متعلق اس سے پوچھا اس نے کہا یہ سہل بن حنیف ہے یہ سمجھتے ہوئے یہاں میرے سوا اور کوئی نہیں۔ یہ رات کو نکلتا ہے اور قوم کے بت توڑ کر میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ دینا اس کے بعد امیر المومنین اس کا احترام کرنے لگے۔

امیر المومنین نے روز بدر عقیل کو ایک بلند مقام پر پایا۔ آپ نے ان کو جھڑکا انہوں نے کہا میرے ماں جائے آپ نے میرے مقام کو دیکھا اور عمداً مجھے جھڑکا اور رد کا پس حضرت علی علیہ السلام رسول خدا کے پاس آئے اور عرض کی حکم ہو تو عقیل کی مشکیں باندھ کر لے آؤں حضرت نے فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو۔

قوت القلوب میں ہے کہ کسی نے حضرت علیؑ سے کہا آپ نے فلاں امر میں فلاں شخص کی مخالفت کی فرمایا جو ہم میں نیک بندے ہیں وہ امر دین میں ہمارا اتباع کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت علیؑ کی دعوت کی اور اظہار خصومت کرنے لگا اس شخص سے آپ نے فرمایا یہ کھانا ہمارے سامنے سے ہٹا لے رسول اللہ نے ہم کو ایسے شخص کے یہاں کھانے سے جس کا دشمن اس کے ساتھ نہ کھائے منع کیا ہے۔

دعوت کی حضرت کی حارث اعور نے فرمایا تین شرطوں سے قبول ہے باہر سے کوئی شے نہ لانا گھر میں اس دعوت کے لیے ذخیرہ نہ کرنا اور اپنے عیال کو زحمت میں نہ ڈالنا۔

حضرت ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نے حضرت عمرؓ سے کہا تین باتیں ہیں اگر تم نے ان کو نگاہ میں رکھا اور جان لیا تو ان کے ماسوا سے بے پروا ہو جاؤ گے اور اگر ان کو ترک کر دیا تو ان کے سوا اور کوئی چیز نفع نہ دے گی انہوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ انہوں نے فرمایا حدود قائم کرنا قریب و بعید دونوں پر رضا مندی اور غصہ دونوں میں کتاب سے حکم کرنا۔ سیاہ و

یا سفید سب میں انصاف سے تقسیم کرنا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا آپ نے بہترین تبلیغ کی۔

عبیدہ بن عمر نے شراب پی عمرؓ نے حکم دیا کہ اس پر حد جاری کی جائے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس کو کوڑے مارے حضرت علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور چالیس کوڑے اس کو مارے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ولید بن عقبہ کی شراب خوری پر لوگوں نے گواہی دی تو حضرت عثمان نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ میرے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کیجئے جو کہتے ہیں کہ اس نے شراب پی ہے پس حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ ۸۰ کوڑے اس کو ماریں۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ نجاشی شاعر کو حضرت کے سامنے لایا گیا اس نے ماہ صیام میں شراب پی آپ نے اسی کوڑے اس کو مارے رات کو قید خانہ میں رکھا صبح کو بلا کر بیس کوڑے اور مارے اس نے کہا اے امیرالمومنین آپ نے اسی کوڑے تو شراب خواری پر مارے پھر یہ بیس کیسے فرمایا یہ سزا ہے تیری اس جرأت کی کہ تو نے ماہ صیام میں شراب پی معاویہ کو خبر پہنچی کہ نجاشی نے اس کی ہجو کی ہے اس نے لوگوں کو ترغیب دی کہ امیرالمومنینؑ کے سامنے یہ گواہی دیں کہ اس نے شراب پی ہے گواہی ہونے کے بعد حضرت نے اس پر حد جاری کی اس پر اس کی جماعت کو جن میں طارق بن عبداللہ نہدی بھی تھا بہت غصہ آیا اس نے کہا اے امیرالمومنین کیا اہل معصیت و طاعت اور اہل فرقہ و جماعت صاحبان عقل و احکام اور معدن فضل حکمرانوں کی نظر میں برابر ہیں آپ نے ہمارے بھائی نجاشی سے جو سلوک کیا اس نے ہمارے سینوں میں جوش پیدا کیا ہے اور ہمارے معاملے میں افتراق پیدا کر دیا ہے جس راستے کو ہم راہِ جہنم جانتے تھے اس کی بازگشت پر آمادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے بھائی بنی نہدی وہ نہیں ہے کیا مگر ایسا مسلمان جس نے اس چیز کی حرمت کو برباد کیا جو رسول اللہؐ نے قائم کی تھی پس ہم نے اس پر حد جاری کی جو سبب اس کے تزکیہ اور تطہیر کا ہے اور یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے خدا قرآن میں فرماتا ہے

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (سورہ المائدہ ۵/۸) پس طارق نجاشی کو لے کر معاویہ کے پاس چلا گیا۔

مروی ہے کہ ولید بن عقبہ نے شراب پی عثمان نے حد قائم کرنے کا حکم دیا کھلے عام نہ کہ پوشیدہ طور پر امیرالمومنین نے سمجھا کہ حد سے بچانا منظور ہے پس امام حسنؑ کے ساتھ آپ اٹھے تاکہ حد جاری کریں اس نے قربت کا واسطہ دیا۔ فرمایا اے ابو وہب چپ رہو بنی اسرائیل ہلاک ہوئے تعطل حدود کی وجہ سے آپ نے حد جاری کی۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے بدکاری کی حضرت نے اسے اختیار دیا کہ تین امروں میں سے ایک امر کو اپنے لیے اختیار کرے۔ ضرب شمشیر، دیوار کا اس پر گرایا جانا یا آگ میں جلنا۔ اس نے جلنا پسند کیا اور کہا دو رکعت نماز کی مہلت دیجئے نماز کے بعد اس نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور بارگاہ باری میں عرض کی خداوندا میں نے ایک کار بد کیا میں تیرے در کے پاس توبہ کے لیے آیا اور آگ میں جلنے کو اس لیے اختیار کیا تاکہ روز قیامت کی آگ سے نجات پاؤں یہ سن کر حضرت علیؑ رو دیئے اور فرما دیا جا خدا نے تجھے بخش دیا کسی نے کہا اے امیرالمومنینؑ آپ نے حدود الہیہ میں سے ایک حد کو معطل بنا دیا فرمایا وائے

تجھ پر امام حب خدا کی طرف سے ہے اور بندہ جب اپنے گناہ سے اس کے اور خدا کے سامنے توبہ کرے تو اس کا گناہ بخش دیا جاتا ہے۔

ایک عورت نے امیرالمومنینؑ سے اپنے شوہر کی یہ شکایت کی کہ اس سے میری کنیز حاملہ ہوگئی ہے شوہر نے کہا اس نے مجھے بخش دیا تھا۔ فرمایا گواہ لا ورنہ میں تجھے سنگسار کردوں گا عورت نے جب یہ سنا تو گھبرا گئی اور کہنے لگی میں نے بخش دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت نے اس کو کوڑے لگائے۔

یہ ہیں امیرالمومنینؑ کی وہ فضیلیتں جن میں تمام اصحاب پر آپ کو فوقیت حاصل ہے۔

حضرت علیؑ کی منزلت

میزان وکتاب وحساب میں

مروی ہے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہ آیہ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (سورہ الانبیاء ۴۷/۲۱) سے مراد مرسلین اور آئمہ اہل بیت محمدؐ ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ وہ انبیاء واوصیاء ہیں۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ آیہ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ (سورہ الاعراف ۸/۷) سے مراد ہیں امیرالمومنینؑ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ (سورہ الحاقۃ ۲۱/۶۹) اور آیہ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ (سورہ الاعراف ۹/۷) سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ولایت علیؑ کا انکار کیا فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ (سورہ القارعۃ ۹/۱۰۱) جہنم کی آگ ہے۔

تاریخ بغداد میں انس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا عنوان صحيفة المؤمن حب علي بن أبي طالب ،

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب روز قیامت ہوگا تو خدا مالک کو حکم دے گا کہ جہنم کے ساتوں طبقے بھڑکا دے اور رضوان کو حکم ہوگا کہ بہشت کے آٹھوں درجے سجا دے اور میکائیل سے کہے گا کہ پل صراط کو جہنم پر بچھا دے اور جبرئیل سے کہے گا کہ تخت عرش میزان نصب کرا دو ندا کرا دے محمدؐ اپنی امت کو حساب کے لیے بلاؤ پھر حکم دے گا کہ صراط پر سات پُل ایسے بناؤ کہ ہر ایک کا طول ۱۷ ہزار فرسخ ہو اور ہر پُل پر ستر ہزار فرشتے کھڑے ہوں پس پہلے پر اس امت کے مردوں اور عورتوں سے سوال کیا جائے گا ولایت علی بن ابی طالب اور محبت آل محمدؐ کے متعلق جو بجالایا ہوگا وہ کوندتی ہوئی بجلی کی طرح اس پر سے گزر جائے گا اور جو اہل بیت سے محبت نہ رکھتا ہوگا وہ قعر جہنم میں گرے گا اگرچہ اس کے اعمال ستر صدیقوں کے ہوں دوسرے پل پر

سوال ہوگا نماز کا تیسرے پر زکوٰۃ کا چوتھے پر روزہ کا پانچویں پر حج کا چھٹے پر عدل کا پس جس نے ان پر عمل کیا ہوگا وہ برق خاطف کی طرف گزر جائے گا ورنہ معذب ہوگا۔

آیۂ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ (سورہ الصافات ۳۷/۲۴) کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ ان ملائکہ سے جو پہلے پل پر ہوں گے کہا جائے گا کہ ان لوگوں سے محبت علیؑ کے متعلق سوال کرو اور محبت اہل بیت کے متعلق پوچھو۔

اس آیت کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو فرمایا وہ ٹھہرائے جائیں گے اور پوچھا جائے گا آج تم کیوں مخالفت علیؑ میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے جیسے دنیا میں کیا کرتے تھے پس وہ ایک دوسرے کو ملامت کریں گے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۳۶) لوگوں نے اس کے متعلق سوال کیا آپ نے تینوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان سے میرے وصی کے متعلق پوچھا جائے گا اور اشارہ کیا علی بن ابی طالب کی طرف اور فرمایا عزت رب کی قسم میری تمام امت روز قیامت ٹھہرائی جائے گی اور ولایت علی کے متعلق پوچھا جائے گا یہی مطلب ہے اس آیت کا وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ (سورہ الصافات ۳۷/۲۴)۔

تفسیر وکیع بن سفیان میں سدّی سے آیۂ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (سورہ الحجر ۱۵/۹۲) کے متعلق ہے کہ ولایت امیرالمومنین کا سوال ہوگا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (سورہ التکاثر ۱۰۲/۸) سے مراد یہ ہے کہ سوال ہوگا امن۔ صحت۔ اور ولایت علی کے متعلق۔

تفسیر ثعلبی میں مجاہد سے اس نے ابن عباس سے اور ابوالقاسم تیشری نے اپنی تفسیر میں حاکم سے ابن بطہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا روز قیامت ہر شخص سے چار باتوں کے متعلق پوچھا جائے گا اس نے اپنی عمر کس شغل میں گزاری اپنی جوانی میں کیا کام کیا اپنا مال کیسے کمایا اور کیسے خرچ کیا۔ اور محبت اہل بیت۔

ولایہ طبری میں ہے کہ کسی نے رسول خداؐ سے پوچھا آپ کے بعد آپ کی محبت کی کیا علامت ہے پس آپ نے اپنا ہاتھ علیؑ کے سر پر رکھا اور فرمایا میرے بعد میری محبت اس کی محبت ہے جس نے اس سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا جو کوئی علیؑ سے محبت نہیں کرتا خدا اس کے حسنہ کو قبول نہ کرے گا۔ مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (سورہ الغاشیہ ۸۸/۲۵ و ۲۶) میری شان میں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت ہمارے شیعوں کے حساب کا معاملہ خدا ہمارے سپرد کر دے گا پس جو معاملات خدا سے متعلق ہوں گے ہم خدا سے التجا کریں گے کہ وہ اس کو بخش دے ہماری خاطر سے اور جو ہم سے متعلق ہوں گے

ہم ان کو بخش دیں گے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ (سورہ الغاشیہ ۲۵/۸۸)

محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (سورہ الفرقان ۷۰/۲۵) کے متعلق پوچھا فرمایا روز قیامت مومن مذنب کو لایا جائے گا پس وہ موقف حساب میں آ کر کھڑا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا آدمیوں میں سے کوئی اس کے متعلق کچھ نہ جانے گا لوگ کہیں گے کیا اس کا گناہ بھی نہ تھا پھر خدا اس کو جنت میں جانے کا حکم دیگا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت نے آیہ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (سورہ عبس ۳۴-۳۵-۳۶/۸۰) کے متعلق فرمایا جو محبت علیؑ رکھتا ہوگا وہ اپنے دوستوں سے نہ بھاگے گا اور اپنے محبت کرنے والوں کو دشمن نہ رکھے گا اور دشمن کو دوست نہ رکھے گا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے بہتر دروازے ہوں گے ان میں سے اکہتر سے میرے شیعہ اور میرے اہل بیت داخل ہوں گے اور ایک سے باقی سب لوگ۔

حضرت علیؑ قسیم النار والجنّہ ہیں

محمد بن الصباح زعفرانی نے المزنی سے اس نے شافعی سے اس نے مالک سے اس نے حمید سے اس نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (سورہ البلد ۱۱/۹۰) کے متعلق فرمایا کہ صراط پر ایک گھاٹی ہوگی جس کا طول تین ہزار سال کی راہ ہوگا ایک ہزار سال کا اتار ایک ہزار سال کی راہ میں کانٹے گوکھرو بچھو اور سانپ ہوں گے اور ایک ہزار سال کی چڑھائی ہوگی میں سب سے پہلے اس راہ کا قطع کرنے والا ہوں گا اور میرے بعد علیؑ اور سوائے محمد و علی کے کوئی بے مشقت اس کو قطع نہ کرپائے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ واللہ ہم وہ عقبہ ہیں جس نے اسے طے کر لیا نار دوزخ سے آزاد ہوا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا وہ عقبہ ہم ہیں جس نے اسے پار کیا نجات پائی پھر فرمایا تمام لوگ عبید النار ہیں سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے جن کی گردنوں کو خدا نے عذاب نار سے آزاد کر دیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا فَكُّ رَقَبَةٍ سے ولایت امیر المومنینؑ مراد ہے کیونکہ نجات اسی میں ہے۔

تفسیر مقاتل میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آیہ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ (سورہ التحریم ۸/۶۶) سے مراد یہ ہے کہ خدا نہیں عذاب دے گا محمد اور ان لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے اور نہ عذاب دے گا۔ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور حمزہ و جعفر کو ان کا نور جو نور دنیا سے ستر درجہ زیادہ ہوگا صراط کو روشن کرے گا۔ اور ان کا نور ان کے داہنے بائیں دوڑتا ہوگا۔ اور یہ صراط سے برق خاطف کی طرح

گزر جائیں گے کچھ لوگ ہوا کی طرح کچھ رفتار اسپ کی طرح بعض انسان کی معمولی چال کی طرح بعض بہت دھیمے بعض گرتے پڑتے مومنین کے لیے یہ گزرنا آسان ہوگا اور مذنبین کے لیے بہت دشوار اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو اور بھی زیادہ کر دے تاکہ ہم صراط سے گزر جائیں۔

حضرت علیؑ اس طرح گزریں گے کہ آپ زمرد اخضر کے ہودج میں سوار ہوں گے اور آپ کے ساتھ جناب فاطمہؑ ہوں گی جس کے گرد یاقوت احمر کا حجاب ہوگا اور ادھر ادھر ستر ہزار حوریں بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ روز قیامت صراط کو جہنم پر نصب کیا جائے گا کوئی گزرنے نہ پائے گا جب تک اس کے پاس ولایت علی کا پروانہ راہداری نہ ہو۔ یہی مراد ہے اس آیت سے وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ (سورہ الصافات ۲۴/۳۷)

فرمایا آنحضرتؐ نے ہر راہ کے لیے ایک پروانہ راہداری ہوتا ہے اور صراط سے گزرنے کے لیے پروانہ راہداری محبت علیؑ ہے۔

ایک بار حضرت رسولؐ خدا نے جبرئیل سے سوال کیا میری امت صراط سے کس طرح گزرے گی انہوں نے کہا خدا فرماتا ہے آپ میرے نور کی روشنی میں گزریں گے اور علیؑ آپ کے نور کی روشنی میں اور آپ کی امت نور علیؑ کی روشنی میں علیؑ کا نور تیرے نور سے اور تیرا نور میرے نور سے۔

حدیث میں ہے کہ جب صراط قائم ہوگی تو آنحضرتؐ اس کے داہنی طرف ہوں گے اور حضرت علیؑ بائیں طرف اس وقت یہ ندا آئے گی أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ (سورہ ق ۲۴/۵۰) ہر سرکش کافر کو تم جہنم میں ڈال دو۔

حسن بصری نے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام روز قیامت ایک نورانی کرسی پر بیٹھے ہوں گے اور ان کے آگے تسنیم چھلک رہا ہوگا۔ کوئی صراط پر سے نہ گزر سکے گا جب تک علیؑ کا اجازت نامہ اس کے پاس نہ ہو۔

حضرت رسول خدا نے فرمایا اے علیؑ جب روز قیامت خدا لوگوں کو جمع کرے گا تو میں اور تم عرش کے داہنی جانب ہوں گے اور اللہ کہے گا اے محمدؐ اور اے علیؑ کھڑے ہو اور جہنم میں جھونک دو اس شخص کو جو تم سے بغض رکھتا تھا یا تمہارا مخالف تھا یا اس نے تم کو جھٹلایا تھا۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا یہ آیت میرے اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے انا قسیم النار میں کہوں گا یہ میرا دوست ہے اسے چھوڑ دے یہ میرا دشمن ہے اسے لے لے۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ روز قیامت بحکم خدا میں اور علی صراط پر بیٹھیں گے ہم سے کہا جائے گا جنت میں داخل کر دو جو مجھ پر ایمان لایا ہو اور تم دونوں کو دوست رکھتا ہو اور دوزخ میں دھکیلو جس نے کفر کیا ہو اور تم سے

بغض رکھا ہو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ جنت اور نار کی تقسیم کا پس وہ نار سے کہیں گے لے اسے یہ میرا دشمن ہے اور چھوڑ اسے یہ میرا دوست ہے۔

فردوس دیلمی میں ہے کہ حذیفہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ قسیم النار ہے۔

مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ رضوان اور مالک دو فرشتے میرے پاس آئے مالک نے کہا اے محمدؐ خدا نے اپنے لطف و کرم سے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جہنم کی آگ کو بھڑکاؤں پس میں نے بھڑکایا پھر حکم ہوا کہ اس کے دروازے بند کر میں نے بند کر دیئے۔ پھر حکم ہوا کہ اس کی کنجیاں میں آپ کے پاس لے جاؤں پس آپ ان کو لے لیجئے میں نے کہا میں نے قبول کیا شکر ادا کرتا ہوں اپنے معبود کا کہ اس نے مجھ پر بڑا احسان کیا پھر میں نے وہ کنجیاں علیؑ کو دے دیں اسی طرح رضوان نے جنت کی کنجیاں دیں۔ میں نے لیں اور خدا کا شکر ادا کیا۔ یہ کنجیاں بھی میں نے علیؑ کو دے دیں۔ پس علیؑ روزِ قیامت اپنے دوستوں کو داخلِ جنت کریں گے اور دشمنوں کو داخلِ دوزخ۔

کلبی نے اعمش سے کہا علیؑ کے مناقب میں تو نے بہترین منقبت کیا سنی اس نے کہا وہ یہ ہے کہ علی قسیم النار ہیں۔ کلبی نے کہا میں اس سے بڑی منقبت سناتا ہوں۔ رسولؐ اللہ نے علیؑ کو ایک ایسی تحریر دی جس میں اہل جنت و اہل نار کے نام تھے۔ عبدالصمد بن بشیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث بیان کی یعنی فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (سورہ النجم ۱۰/۵۳) کے متعلق فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا نے شب معراج مجھے ایک تحریر دی جس میں اصحاب یمین اور اصحاب شمال کے نام لکھے تھے۔

خدا نے کہا ایمان لایا رسولؐ جو اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا میں نے کہا مومنین سب ایمان لائے اللہ پر اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ خدا نے فرمایا ایسا ہی کروں گا۔ میں نے کہا خداوندا ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈالنا جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ خدا نے فرمایا میں ایسا کروں گا۔ پھر میں نے بائیں صحیفہ کو کھولا اس میں اہل نار اور ان کے آبا اور قبیلے والوں کے نام تھے۔ میں یہ دونوں صحیفے لے کر جب واپس آیا تو دونوں کو علیؑ کے حوالے کر دیا۔

مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ روز قیامت علیؑ دروازۂ جنت پر ہوں گے جسے چاہیں گے داخل کریں گے۔

حضرت علیؑ ساقی کوثر اور شافع روز محشر ہیں

ابن عباس سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت رسولؐ خدا سے کوثر کے متعلق سوال کیا فرمایا وہ ایک نہر ہے جو عرش الٰہی کے نیچے بہہ رہی ہے اس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں مکے سے زیادہ ملائم۔ اس کے سنگریزے در و زبرجد

اور یاقوت و مرجان ہیں اس کی گھاس زعفران اور مٹی مشک اذفر اس کے قواعد عرش الہٰی کے نیچے ہیں۔ پھر علیؑ کے پہلو پر ہاتھ مار کر کہا یہ میرے اور تیرے محبوں کے لیے ہے۔

حافظ ابونعیم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے آیۂ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (سورہ الکوثر ۱/۱۰۸) کی تلاوت فرمائی۔ میں نے پوچھا حوض کوثر کیا ہے فرمایا جنّت کی نہر ہے جس کا طول و عرض مشرق سے مغرب تک ہے جو اس کا پانی پئے گا وہ پیاسا نہ ہوگا اور جو وضو کرے گا وہ پریشان خاطر نہ ہوگا اس کا پانی وہ نہ پئے گا جس نے میرے اہل بیت میں سے کسی کو قتل کیا ہو، جو علیؑ کے شیعوں میں نہ ہوگا علیؑ اس کو کوثر سے ہٹا دیں گے جو اس کا پانی پئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ حوضِ کوثر پر سیراب وارد ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاسے رہیں گے۔

آیہ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ (سورہ الدہر ۲۱/۷۶) میں رب بمعنی سید ہے جیسا کہ سورۂ یوسف میں ہے۔ اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (سورہ یوسف ۴۲/۱۲) یعنی عِنْدَ سَیِّدِکَ پس وہ سردار علی علیہ السلام ہیں۔

الفایق میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ تم حوض کوثر سے اپنے دشمنوں کو اس طرح ہٹاؤ گے جس طرح خارشتی اونٹوں کو ہٹایا جاتا ہے۔

آیہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ (سورہ المدثر ۴۸/۷۴) کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ کفار مکہ کو شافعین کی شفاعت فائدہ نہ دے گی اور یہ بھی کہا کہ روز قیامت سب سے پہلے شفاعت کرنے والے رسولؐ خدا ہوں گے اور آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے سفارش کرنے والے علیؑ ہوں گے اور روم کے مسلمانوں کی شفاعت کرنے والے صہیب ہوں گے اور حبش والوں کی بلال۔

حمران بن اعین سے مروی ہے کہ صادق آل محمد نے فرمایا واللہ ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے واللہ ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔ واللہ ہم اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔ (تین بار)

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا روز قیامت شفاعت کرنے والے پانچ ہوں گے۔ قرآن۔ رحم۔ امانت نبی اہل بیت

آیہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (سورہ الضحیٰ ۵/۹۳) کی تفسیر میں ابن عباس نے کہا ہے کہ اے محمدؐ ہم تمہیں روز قیامت شفیع قرار دیں گے۔ تمہارے اہل بیت میں پس ان سب کو داخل جنت کرو گے اور اس بناء پر اپنے رب سے راضی ہو گے۔

روز قیامت حضرت رسولؐ خدا حضرت علیؑ سے کہیں گے یا علیؑ شفاعت کرو۔ پس وہ شفاعت کریں گے ایک شخص کی قبیلہ میں سے ایک کی اہل بیت میں سے اور دو کی بلحاظ ان کے عمل کے یہی مقام محمود ہے۔

آیہ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ (سورہ یونس ۲/۱۰) میں قدم صدق سے مراد ولایت علی ہے اور بعض

نے کہا ہے شفاعت محمد مراد ہے اور وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (سورہ الزمر ۳۳/۳۹) سے شفاعت علیؑ مراد ہے۔ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ (سورہ الحدید ۱۹/۵۷) سے مراد شفاعت ائمہ ہے۔

حضرت علیؑ کی قرابت

آیہ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ (سورہ الرعد ۲۱/۱۳) کے متعلق امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے رحم آل محمدؐ۔

آیہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (سورہ النساء ۱/۴) کے متعلق مرزبانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ رسول اور ان کے اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ان ہی کے ذوی الارحام مراد ہیں اس لیے کہ روز قیامت ہر سبب ونسب منقطع ہو جائے گا سوائے ان کے سبب ونسب کے۔

تفسیر جابر میں زید بن امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ (سورہ الانفال ۷۵/۸) سے ولایت علی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے کیونکہ علی بہ نسبت غیر کے رسول اللہؐ سے زیادہ قریب ہیں۔ وہ آپ کے بھائی تھے دنیا و آخرت میں انہوں نے آنحضرتؐ کی میراث پائی ہتھیار، متاع بغلۃ الشہباء اور وہ سب چیزیں جو حضرت نے چھوڑیں آپ ان کے وارث ہوئے اور آنحضرتؐ کے بعد کتاب خدا کے وارث ہوئے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا (سورہ فاطر ۳۲/۳۵) آپ کو پورے قرآن کا علم تھا امر دین میں لوگ ان سے پوچھتے تھے ان کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ نے کنانہ سے اولاد اسمٰعیل کو انتخاب کیا اور اولاد اسمٰعیل سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں حضرت محمد مصطفیٰؐ اور علی مرتضیٰؑ کو آپ کے والد ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم یعنی ماں باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ حضرت رسول خداؐ کی والدہ اور حضرت علیؑ کی والدہ سلسلۂ نسب تیرہ پشتوں کے بعد معد بن عدنان سے جا کر ملتا ہے لہٰذا ماں کی جہت سے حضرت علیؑ کو حضرت رسولؐ خدا پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت علی ابن عم رسولؐ ہیں دو وجہوں سے ایک عبداللہ اور ابو طالب کے بھائی بھائی ہونے کی وجہ سے دوسرے ماں کے ہاشمی ہونے کی وجہ سے پھر انبیت بھی دو وجہ سے ہے اوّل اس لیے کہ آنحضرتؐ نے پرورش کیا تھا۔ وقت ولادت امیرالمومنین جناب فاطمہ بنت اسد مریض ہو گئی تھیں۔ حضرت رسولؐ خدا اپنی زبان حضرت علیؑ کے منہ میں دے کر چسپایا کرتے تھے جس سے باذن الٰہی ان کی پرورش ہوئی دوسرے داماد بھی بمنزلہ فرزند ہوتا ہے۔

حضرت علیؑ کے بیٹے حکماً و شرعاً رسولؐ اللہ کے بیٹے تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے میں ان دونوں کا باپ ہوں یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد حنفیہ کو اپنا بیٹا کہتے تھے اور حسنؑ و حسینؑ کو رسول کے فرزند کہتے تھے۔

حضرت رسولؐ خدا سید النبین ہیں اور ان کے داماد سید الوصیین بیٹی سیدہ نساء العالمین بیٹے سید الشباب اہل الجنۃ چچا حمزہ سید الشہداء بھائی جعفر النبی ملکی سید الطیور فی الجنۃ جو ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔

حضرت علی والد سید العرب حامی رسولؐ رئیس مکہ ان کے دادا اور پردادا سید العرب اور ان کی ساس ام المومنین اور سب سے پہلے اسلام لانے والی اور رسولؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والی اور سب سے پہلے راہ خدا میں دینے والی آپ کی والدہ اول ہاشمیہ ہیں ہاشمین میں۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ ایک کہنے والے نے کہا اے فرزند ابو طالب آپ امر خلافت میں بہت حریص ہیں میں نے کہا تم باوجود رسولؐ اللہ سے بلحاظ قرابت دور ہونے کے زیادہ حریص ہو۔ میں اخص اور اقرب ہوں، میں نے اپنے حق کو طلب کیا ہے اور تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہوگئے ہو۔ جب میں حاضرین کے سامنے اپنا حق ثابت کرتا ہوں تو تم لاجواب ہو جاتے ہو۔

ثقات سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علی تمہارے لیے کچھ ایسی فضیلتیں ہیں جو میرے لیے نہیں تمہاری بی بی فاطمہ ہے میری بی بی اس جیسی نہیں تمہارے دو بیٹے تمہارے صلب سے ہیں میرے صلب سے ان کی مثل نہیں۔ تمہاری بی بی کی ماں خدیجہ ہیں میری کوئی ساس ایسی نہیں۔ تمہارا خسر مجھ جیسا ہے میرا کوئی خسر ایسا نہیں ہے۔ تمہارا بھائی جعفر جیسا ہے میرا کوئی بھائی ایسا نہیں۔ تمہاری ماں فاطمہ بنت اسد ہاشمیہ مہاجرہ ہیں میری ماں ایسی نہیں۔

سلمان و ابوذر و مقداد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے علیؑ پر فخر کیا حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا تو میرے ابن عم پر فخر کرتا ہے درانحالیکہ وہ اکرم عرب ہے از روئے نفس اور اکرم ہے از روئے زوجہ اور بھائی اور عم کے وہ اعظم عرب ہے از روئے حلم و علم اور اقدم ہے از روئے اسلام اور اشجع ہے بلحاظ قلب اور اسخا ہے بلحاظ دست اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ تم از روئے فضل میری تمام امت سے بالاتر ہو۔

ابوالحسن مدائنی نے لکھا ہے کہ ایک بار معاویہ نے حضرت علیؑ کو لکھا اے ابوالحسن میرے لیے بہت سے فضائل ہیں میرا باپ سردار قوم تھا جاہلیت میں اور میں بادشاہ ہوں اسلام میں۔ ہمارے یہاں رسولؐ کا سمدھیانہ ہے میں خال المومنین ہوں میں کاتب وحی ہوں۔ امیر المومنین نے جواب میں لکھا ہے اے ابوالفضائل ہمارے مقابل فخر کرتا ہے تو ہندہ جگر خوارہ کا بیٹا ہے۔ سن میں وہ ہوں محمد رسولؐ اللہ میرے بھائی اور خسر ہیں۔ حمزہ سید الشہداء میرے چچا ہیں۔ جعفر طیار میرے بھائی ہیں۔ بنت محمدؐ میری زوجہ ہیں۔ رسولؐ کے نواسے میرے فرزند ہیں میں جب کہ بالغ بھی نہ تھا اس وقت سے سابق الاسلام ہوں۔ میں جیسا بہادر ہوں تجھے معلوم ہے ہر معرکہ میں تیرے خاندان والوں کو نیچا دکھایا ہے۔ رسولؐ نے مجھے تجھ پر حاکم بنایا

ہے کوئی فضیلت تیرے لیے ایسی ہے۔
جب یہ خط معاویہ کے پاس پہنچا تو اس نے غلام سے کہا اسے پھاڑ ڈال اگر اہل شام کو یہ فضائل معلوم ہوں گے تو وہ ابوالحسن کے گرویدہ ہو جائیں گے۔

حالات ولادت امیرالمومنینؑ

جب جناب فاطمہ بنت اسد کا عقد امیرالمومنین کے والد ماجد حضرت ابوطالب سے ہوا تو حضرت ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله رب العالمين رب العرش العظيم والمقام الكريم والمشعر والحطيم الذي اصطفانا اعلاما وسدنة وعرفاء وخلصاء وحجيته بهاليل اطهار من الخنا والريب والأذى والعيب واقام لنا المشاعر وفضلنا على العشاير نخب آل ابراهيم وصفوته وزرع اسماعيل ، في كلام له

پھر فرمایا میں نے زوجیت میں لیا فاطمہ بنت اسد کو مہر کو ادا کیا اور امر عقد کو جاری کیا پس تم اسد سے پوچھو اور گواہی دو۔ اسد نے کہا میں نے فاطمہؑ کو تمہاری زوجیت میں دیا اور ہم راضی ہیں پھر لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

شیخ السنہ قاضی ابو عمر اور عثمان بن احمد نے روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے حضرت رسول خداؐ کو ایسا خرمہ کھاتے دیکھا جس کی خوشبو مشک و عنبر سے زیادہ تیز تھی فرمایا مجھے بھی اس میں سے دو فرمایا اس شرط سے دوں گا کہ تم یہ کلمہ پڑھو لا إله إلا الله واني محمد رسول الله انہوں نے یہ کلمات زبان پر جاری کیے حضرت نے ایک خرمہ ان کو دیا انہوں نے کھایا تو لذیذ معلوم ہوا دوسرا طلب کیا تاکہ وہ ابوطالب کو کھلائیں آپ نے عہد لیا کہ اس وقت ان کو دیں جب وہ بھی کلمہ شہادتین زبان پر جاری کریں جب رات آئی تو ابوطالب نے ایسی خوشبو سونگھی جو اس سے قبل کبھی نہ سونگھی تھی۔ پوچھا کیسی خوشبو ہے انہوں نے کہا پہلے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کرو جب دوں گی انہوں نے شہادت دی اور کہا اس کو کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ قریش طعنہ زنی کریں گے اور کھلم کھلا دشمن بن جائیں گے۔ حضرت فاطمہؑ نے وہ خرمہ ان کو دے دیا ابوطالب نے کھایا اسی رات حضرت علیؑ کا حمل قرار پایا حمل قرار پاتے ہی حضرت فاطمہؑ کا حسن زیادہ ہوگیا۔ بحالت حمل حضرت علیؑ ان سے کلام کرتے تھے جب کعبہ میں داخل ہوئیں تو بت اوندھے منہ گر پڑے انہوں نے کہا اے نور چشم جب بتوں پر تیرا یہ رعب شکم مادر میں ہے تو کیا حال ہوگا جب تو پیدا ہوگا۔

یزید بن تعنب نے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ شبرم نامی ایک راہب تھا جس کی عمر ایک سو نوے سال تھی وہ خدا سے یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ اپنے ولی کو دکھا دے۔ خدا نے ابوطالب کو اس کے پاس بھیجا اس نے ان کے وطن و قبیلہ کے متعلق پوچھا،

جب انہوں نے بتایا تو اس نے ان کے سر پر بوسہ دیا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے نہ مارا جب تک کہ اپنے ولی کو نہ دکھایا پھر کہا اے شخص بشارت ہو خدا نے مجھے الہام کیا ہے کہ تمہارے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کا ولی ہوگا اور اس کا نام علیؑ ہوگا۔ جب وہ پیدا ہوں تو میرا سلام انہیں پہنچا دینا۔

ابو طالب نے کہا تمہاری صداقت کی دلیل کیا ہے۔ اس نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں۔ ابو طالب نے کہا اگر آپ ولیٔ خدا ہیں تو اس کا ثبوت اس طرح دیجئے کہ جنّت کا کھانا اسی وقت منگوا دیجئے راہب نے دعا کی ابھی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ ایک طبق جنّت کے سیب و انار اور کھجوروں کا بھرا ہوا آگیا۔ ابو طالب نے ایک انار اس میں سے کھایا جو نطفہ کی صورت میں آیا اور اسی سے فاطمہ بنت اسد حاملہ ہوئیں۔ زمین کانپنی، قریش نے جو بت کوہ ابو قبیس کی چوٹی پر رکھے تھے وہ لرز کر اس طرح گرے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ ابو طالب پہاڑ پر چڑھے اور آواز بلند پکارے لوگو اس رات کوئی حادثہ ظہور میں آیا ہے اور کوئی نئی مخلوق پیدا کی گئی ہے اگر تم نے اس کی اطاعت نہ کی اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کیا اور اس کی امامت کی گواہی نہ دی تو موجودہ حالت دور نہ ہوگی اس کے ہاتھ اٹھا کر کہا الٰہی و سیّدی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محمدیت محمودیہ اور علویہ عالیہ کا واسطہ دے کر اور فاطمیت بیضاء کا واسطہ دے کر کہ فضیلت دے اہل مکہ پر اپنی رافت و رحمت سے تاکہ سختیوں میں ہم تجھے پکاریں۔

جب دردِ زہ عارض ہوا تو فاطمہ بنت اسد بیت اللہ کی طرف آئیں اور کہنے لگیں خداوندا میں ایمان لائی ہوں تجھ اور ان چیزوں پر جو تیرے رسول لائے اور ان کتابوں پر جو مصدقہ ہیں میرے جد ابراہیم کی پس واسطہ اس کے حق کا جس نے اس گھر کو بنایا اور اس مولود کے حق کا واسطہ جو میرے شکم میں ہے میرے اوپر ولادت کی سختی کو آسان کر پس دروازہ کھل گیا اور میں اس میں داخل ہوئی ناگاہ میں نے ایک حور کو اور مریم و آسیا اور ام موسیٰ وغیرہ کو پایا پس انہوں نے مل کر وہی خدمت انجام دی۔ جو رسول اللہؐ کی ولادت کے وقت دی تھی۔ جب علیؑ پیدا ہوئے تو یہ کہہ کر سجدہ میں گئے اشهد ان لا إله إلا الله واشهد ان محمداً رسول الله واشهد ان عليا وصي محمد رسول الله خدا نے محمدؐ پر نبوت کو ختم کیا اور مجھ پر وصایت کو تمام کیا۔ میں امیرالمومنین ہوں پھر عورتوں کو سلام کیا اور ان کی احوال پرسی کی، ان کے چہرہ کے نور سے آسمان جگمگایا۔ ابو طالب یہ کہتے ہوئے نکلے بشارت ہو اللہ کا ولی ظاہر ہوگیا۔ اس پر وصیین کا خاتمہ ہے وہ وصی نبی رب العالمین ہے پھر علی کو گود میں لیا علی نے سلام کیا پھر ان عورتوں کے متعلق پوچھا پھر کہا آپ شرم سے ملئے اور یہ حال بیان کیجئے۔ وہ جبل اکام کے فلاں غار میں ہے۔ ابو طالب جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکا ہے اور کفن میں لپٹا ہوا رکھا ہے کچھ مچھلیوں نے مبارکباد دی۔ ابو طالب غار میں داخل ہوئے اور کہا السلام عليك يا ولي الله ورحمة الله وبركاته خدا نے شرم کو زندہ کیا وہ کھڑا ہوا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا اشهد ان لا إله إلا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله وان علياً ولي الله والامام بعد نبي الله۔ ابو طالب نے کہا کہ علی پیدا ہوگئے۔ اس نے ولادت کے حالات پوچھے ابو طالب نے کل حال بیان کیا شرم رو دیا۔ پھر سجدہ شکر کیا پھر انگڑائی لے کر کہا مجھے میرے لبادہ میں ڈھانپ اس کے بعد وہ بدستور مردہ تھا۔ ابو طالب نے

تین روز قیام کیا۔ مچھلیاں پھر نکلیں اور انہوں نے سلام کیا السلام علیك یاابا طالب الحق بولی الله تم زیادہ حق دار اس بات کے ہو کہ اس ولی خدا کی حفاظت کرو۔ پوچھا تم دونوں کون ہو انہوں نے کہا ہم اس پر عمل کریں گے۔ روز قیامت تک ہر اذیت کو اس سے دور رکھیں گے۔ ہم میں سے ایک سائقہ دوسری قائدہ ہوگی جنّت کی طرف۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ دیوار کعبہ میں پشت کی جانب ایک در پیدا ہوا اور فاطمہ اس کے ذریعہ سے داخل ہوئیں اس کے بعد دیوار برابر ہوگئی اور وہ تین روز تک کعبہ کے اندر رہیں اور جنت کے پھل کھاتے جب باہر نکلیں تو حضرت علیؑ نے اپنے والد کو سلام کیا پھر کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (سورہ المومنون ۲۳/۱) رسول اللہؐ نے فرمایا فلاح پائیں گے مومنین تم ان کے امیر ہو حکم کروگے ان پر اپنے علم سے وہ جھگڑا کریں گے تم ان کے رہنما ہوگے اور وہ تم سے ہدایت پائیں گے پھر رسول اللہؐ نے اپنی زبان ان کے منہ میں دی جس سے بارہ چشمے پھوٹے اسی لیے اس دن کا نام یوم ترویہ رکھا گیا۔ دوسرے روز جب علیؑ نے رسول اللہؐ کو دیکھا تو حضرت کو سلام کیا اور ہنسے اور گود میں جانے کے لیے ہمکے۔ حضرت نے گود میں لے لیا جناب فاطمہؑ نے کہا عرف (اسے پہچان لیا) اسی لیے اس دن کا نام عرفہ ہوا۔ جب تیسرا دن ہوا یہ ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ تھی تو ابو طالب نے لوگوں کو ولیمہ کے لیے بلایا۔ تین سو اونٹ اور ایک ہزار گائے اور بکریاں ذبح ہوئیں ولیمہ تیار ہوا لوگوں سے کہا سات مرتبہ طواف کرو اور پھر میرے گھر میں داخل ہو اور میرے بیٹے علیؑ کو سلام کرو، لوگوں نے ایسا ہی کیا اور اس روز سے یہ سنت جاری ہوئی۔ جناب فاطمہؑ نے حضرت علیؑ کو رسول اللہؐ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے اپنی زبان علی کے منہ میں دیدی۔ داہنے کان میں اذان کہی بائیں میں اقامت۔ علی علیہ السلام فطرت پر پیدا ہوئے یعنی مسلمان (یہ روایت غلط ہے یوم ترویہ اور عرفہ کی یہ وجہ کسی نے نہیں لکھی اور نہ ذی الحجہ میں حضرت کا پیدا ہونا لکھا ہے۔

مروی ہے کہ جب ابو طالب کعبے سے اپنے فرزند کو لے کر نکلے تو ایک چیز بادل کی طرح زمین پر چلتی نظر آئی۔ حضرت ابو طالب نے اسے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ یہ ایک سبز لوح تھی جس پر بقلم قدرت لکھا تھا۔

تم دونوں (ماں باپ) کو مخصوص کیا ایک ذکی لڑکے سے جو طاہر و منتخب و رضی ہے اس کا نام بلند ہے اور علیؑ اعلیٰ کے نام سے مشتق ہے۔

ابو طالب نے اس لوح کو خانہ کعبہ میں لٹکا دیا ہشام ابن عبدالملک کے زمانہ تک یہ کعبہ میں رہی اہل بیت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کعبہ کے داہنی طرف کے گوشہ میں تھی پس ولد طاہر جو نسل طاہر سے ہے مقام طاہر میں پیدا ہوا پس یہ فضیلت اس کے غیر میں کہاں پائی جائے گی۔ تمام مقامات میں اشرف و افضل حرم ہے اور اشرف ہر مسجد سے مسجد کعبہ اس کے اندر کوئی بچّہ سوائے علیؑ کے پیدا نہیں ہوا پس یہ انتہائی شرف ہے۔ پھر سید الایام یعنی جمعہ کے روز پیدا ہوئے اور شہر حرام میں بیت الحرام کے اندر۔

حضرت علیؑ کی طہارت اور مرتبہ

بالاجماع ان کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی۔ فردوس دیلمی میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں خدا نے ہر قسم کے فواحش کو ظاہری ہوں یا باطنی ہم سے دور رکھا ہے۔

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ابراہیم خلیل نے دُعا کی تھی وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ (سورہ ابراہیم ۱۴/۳۵) یہ دُعا مجھ پر اور علیؑ پر ختم ہوئی۔ اور جن کے لیے ابراہیمؑ نے دعا کی تھی ان میں ہم سب سے بہتر ہیں کیونکہ ہم اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوتے رہے ہیں۔ زناکاری جاہلیت کا ہم سے کوئی تعلق نہیں رہا اہل جاہلیت زنا کرتے تھے ان کا نسب صحیح نہ تھا ان کے امور کو اہل معرفت خوب جانتے تھے۔

ادلہ قاطعہ سے اہل بیت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علیؑ معصوم ہیں اور لوگوں کا بھی اس پر اجماع ہے کہ انہوں نے شرک کبھی نہیں کیا انہوں نے صغر سنی میں آنحضرتؐ سے بیعت کی۔

تاریخ خطیب میں جابر سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جنہوں نے وحی کے متعلق آن واحد کے لیے بھی کفر نہیں کیا۔ مومن آل یٰسین علی بن ابی طالب اور آسیہ زن فرعون۔

تفسیر وکیع میں ہے کہ صفوان بن مرہ ہمدانی نے عبد خیر سے روایت کی ہے کہ میں نے علی علیہ السلام سے آیہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (سورہ آل عمران ۳/۱۰۲) کے متعلق پوچھا۔ فرمایا واللہ سوائے اہل بیت رسولؐ اور کسی نے اس آیت پر عمل نہیں کیا ہم نے اللہ کے ذکر کو کبھی نہیں بھلایا اور ہم نے اس کا شکر کیا اور کفر نہیں کیا۔ ہم نے اس کی اطاعت کی اور کبھی معصیت نہ کی جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا ہم اس پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا یہ حکم آیا فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ (سورہ التغابن ۶۴/۱۶) پھر فرمایا وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا (سورہ التغابن ۶۴/۱۶) یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی جس کے متعلق وہ تم کو حکم دیں۔ عام لوگ جب اپنی کتابوں میں علیؑ کا ذکر کرتے ہیں یا زبان سے ان کا نام لیتے ہیں تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے عبادت اصنام کبھی نہیں کی۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے سامنے اس کا اعتراف کیا کہ اس نے بار بار زن محصنہ سے زنا کیا ہے یہاں تک کہ چار بار اقرار کیا۔ حضرت نے اس کو قید میں رکھنے کا حکم دیا پھر ندا دی لوگو یہ حقوق اللہ ہیں نہیں سزا دے گا اس کو وہ شخص جس نے خود ایسا کیا ہو سوائے حضرت علیؑ اور ان کے دونوں فرزندوں کے کوئی آگے نہ بڑھا پس آپ نے اس کو رجم کیا اور اس پر نماز پڑھی۔

ظالم وہ ہے جس نے عبادت اصنام کی ہو اور ایسا شخص خلیفۃ اللہ نہیں ہو سکتا خدا فرماتا ہے۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ ۔ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴)

حضرت علیؑ نے کبھی شراب نہیں پی اور بتوں کے نام پر کبھی قربانی نہ کی اور کبھی کوئی برا کام نہ کیا حالانکہ قریش طرح طرح کے فواحش میں مبتلا تھے۔

تفسیر قطان میں حسن بصری سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون، ابو طلحہ، ابو عبیدہ، معاذ بن جبل، سہل بن بیضا اور ابو دجانہ سعد بن ابی وقاص کے گھر میں جمع ہوئے انہوں نے کچھ کھایا پھر ان کے سامنے شراب لائی گئی۔ حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے اور ان کے گھر سے نکلے۔ عثمان نے اس بارہ میں کچھ کہنا چاہا آپ نے فرمایا اللہ نے شراب پر لعن کی ہے۔ واللہ میں ایسی چیز کبھی نہ پیوں گا جو عقل کو زائل کر دے اور جو مجھے دیکھے وہ ہنسے اور وہاں سے نکل کر مسجد میں آئے۔ پس جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (سورہ المائدہ ۵/۹۰) حضرت علیؑ نے فرمایا کتنی بری چیز ہے یہ یا رسول اللہؐ میں نے بچپن میں بھی اس کو کبھی نظر بھر کر نہیں دیکھا اور امام حسن نے فرمایا واللہ حضرت نے شراب کو نہ قبل تحریم پیا اور نہ کبھی بعد تحریم۔

حضرت نے کبھی بدکاری کی طرف توجہ نہیں کی آپ ہی کے بارے میں آیہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (سورہ المومنون ۲۳/۱) نازل ہوئی۔

تاریخوں میں بطریق کثیرہ یہ حدیث منقول ہے کہ جبریل امین نے کہا اے محمدؐ کراماً کاتبین نے فخر کیا ہے ملائکہ پر کہ وہ جب سے علیؑ کے ساتھ ہیں انہوں نے علیؑ کی کوئی خطا درج نہیں کی۔

ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد نے حضرت رسولؐ خدا کی پرورش کی اور حضرت رسولؐ خدا اور خدیجہ نے حضرت علیؑ کو پرورش کیا۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ بعد ولادت حضرت علیؑ نے تین دن تک آنکھ نہ کھولی۔ جب حضرت رسولؐ خدا آئے تو آنکھ کھولی اور حضرت کی طرف نظر کی آپ نے فرمایا تم نے مجھے نظر سے مخصوص کیا اور میں نے تم کو علم سے۔

تاریخ طبری، بلاذری ثعلبی، واحدی، شرف النبی اور اربعین خوارزمی وغیرہ میں ہے کہ قریش ایک بار سخت قحط میں مبتلا ہوئے ابو طالب صاحب عیال کثیر تھے۔ حضرت رسولؐ خدا نے حمزہ اور عباس سے کہا ابو طالب کثیر العیال ہیں پس میرے ساتھ چلیئے۔ جب وہاں پہنچے تو کہا آپ اپنے لڑکوں کو ہم پر تقسیم کر دیجئے۔ انہوں نے کہا عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو باقی جو چاہو کرو۔ پس ابو طالب کی وفات تک عقیل ان ہی کے [illegible] ساتھ رہے ان کے مرنے کے بعد اکیلے رہ گئے اور جنگ بدر میں گرفتار ہوئے۔ حمزہ نے جعفر کو اور عباس نے طالب کو یہ ان کے ساتھ یوم [illegible] تک رہے پھر گم ہو گئے اور کسی کو پتہ نہ چلا کہاں گئے۔ حضرت رسولؐ خدا نے علیؑ کو لے لیا جب کہ وہ چھ سال کے تھے۔ یہ وہی سن تھا کہ جس میں ابو طالب نے حضرت محمدؐ کو لیا تھا۔ حضرت رسولؐ خدا اور جناب خدیجہ نے ابو طالب سے بہتر ان کی

پرورش کی اور فاطمہ بنت اسد حضرت رسولؐ خدا کے ساتھ رہیں وقت مرگ تک ان کے بعد حضرت علی ان کے پاس رہ گئے اور حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میں نے علیؑ کا انتخاب حکم خدا سے کیا ہے۔

مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے خدیجہ سے شادی کی تو ابو طالب سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ایک لڑکے کی پرورش اپنے ذمے لوں۔ انہوں نے کہا جیسے چاہو لیس آپ نے علیؑ کو لے لیا۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ تم نے میرا تعلق جو رسولؐ اللہ سے بلحاظ قرابت قریبہ اور منزلت مخصوصہ ہے اچھی طرح جان لیا ہے بچپن میں رسولؐ نے مجھے اپنی گودوں میں کھلایا مجھے اپنے سینہ پر لٹایا مجھے اپنے بستر پر سلایا میرے جسم کو مس کیا مجھے اپنے گیسوؤں کی بو سنگھائی مجھے روٹی اپنے منہ میں چاب چاب کر کھلائی مجھے نہ قول میں جھوٹا پایا نہ فعل میں، میں نے آنحضرت سے رات و دن محاسن اخلاق کی تعلیم پائی میں نے ان کی پیروی اسی طرح کی جیسے اونٹ کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے ہر روز ان کے اخلاق سے مجھے ایک علم حاصل ہوتا تھا اور وہ مجھے اپنے اقتدا کا حکم دیتے تھے۔

خطبۂ قاصعہ میں فرماتے ہیں۔ نہیں جمع ہوا اسلام میں کوئی گھر سوائے رسول اللہ اور خدیجہ کے اور ان کا تیسرا تھا میں نور وحی رسالت کو دیکھتا تھا اور روح نبوت کو سونگھتا تھا میں شیطان کی فریاد کو سنتا تھا جب رسولؐ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ میری رگیں سرچشمہ نبوت سے سیراب ہوئی ہیں اور میں نے پستانِ رسالت سے دودھ پیا ہے شجر نبوت اعضائے امامت پر سایہ فگن رہا ہے میں نے وادی وحی میں نشوونما پائی ہے۔ بیت التنزیل میں میری نشوونما ہوئی ہے۔ میں آنحضرتؐ سے از حیات تا وفات جدا نہیں رہا ہمارا قیاس دوسروں پر نہ کرو۔

حضرت علیؑ کی دامادی

ابن عباس، ابن مسعود اور جابر انصاری، براء، انس اور ام سلمہ نے آیہ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا (سورہ الفرقان ۲۵/۵۴) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ مراد اس آیت سے محمد و علی و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (سورہ الفرقان ۲۵/۵۴) سے مراد ہیں قائم آل محمدؐ۔ نہیں جمع ہوا نسب و سبب صحابہ میں اور قرابت سوائے علیؑ کے اسی لیے وہ مستحق میراث تھے سبب و نسب دونوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ بشر سے مراد رسولؐ ہیں اور نسب سے فاطمہؑ اور دامادی سے علیؑ۔

تفسیر ثعلبی میں ابن سیرین سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حضرت رسولؐ خدا اور علیؑ کے بارے میں جو ان کی بیٹی فاطمہؑ کے شوہر ہیں اور ان کے ابن عم ہیں لیس نسب اور سبب دونوں موجود ہیں۔

کعب ابن زہیر نے کہا ہے صهر النبي وخير الناس كلهم (داماد نبی سب سے بہتر ہیں۔)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو فاطمہؑ سے کہہ دو کہ علیؑ کی نافرمانی نہ کریں اگر وہ ناراض ہوگا تو میں ناخوش ہوں گا۔

امر فاطمہؑ میں آنحضرتؐ کو حکم ہوا اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

مفضل نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ اگر خدا علیؑ کو خلق نہ کرتا تو دنیا میں فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

جناب فاطمہ ولیدۃ الاسلام ہیں اہل عبا اور اہل مباہلہ ہیں اور صاحب ہجرت ہیں اور سخت وقتوں میں رسولؐ کی شریک ہیں ان کی شان میں آیت تطہیر ہے جبریل نے فخر کیا ہے ان میں سے ہونے کا اور اللہ نے ان کے صدق کی گواہی دی ہے ان کو آئمہؑ کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہے جن میں حسنؑ و حسینؑ ہیں جن سے نسل رسولؐ چلی اور سردار نسوان عالمین ہیں ان کے شوہر اسی نسل سے ہیں اجنبی نہیں علیؑ و فاطمہؑ کا عقد کرنے والا خدا ہے۔ قبول کرنے والے جبریل۔ خطبہ پڑھنے والا راحیل۔ گواہ حاملان عرش نچھاور کرنے والا رضوان۔ شجر طوبیٰ کا طبق نثار در یا قوت و مرجان نچھاور کی چیزیں رسولؐ بیٹی کے سجانے والے۔ اسماء صاحب حجلہ اور اس نکاح سے ہونے والے فرزند حضرات آئمہ۔

بلاذری میں ہے کہ جب جناب ابوبکرؓ نے فاطمہؑ کے لیے پیغام دیا تو رسولؐ نے فرمایا میں حکم خدا کا منتظر ہوں اسی طرح جب حضرت عمرؓ نے پیغام دیا تو آپ نے یہی فرما دیا۔

مسند احمد و سنن ابوداؤد و ابانہ ابن بطہ میں تاریخ الخطیب اور کتاب ابن شاہین میں ابوایوب عکرمہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت رسولِ خداؐ نے علی علیہ السلام سے فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی تزویج کی تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا فاطمہؑ کو کچھ دو انہوں نے کہا میرے پاس تو کچھ نہیں فرمایا زرہ عطیہ تو ہے یہی دیدو۔

حضرت علیؑ کی اخوت

تین جہت سے حضرت علیؑ اور حضرت رسولِ خدا بھائی بھائی ہیں اول ابن عم ہونے کی حیثیت سے دوسرے فاطمہ بنت اسد نے رسولِ خدا کو پالا تھا اور حضرت رسولِ خدا کہا کرتے تھے یہ میری ماں ہیں اور بچپن میں اولاد کی طرح بہترین طریقے پرورش کیا اور بڑے ہونے پر حضرت علیؑ کے باپ نے آنحضرتؐ کی حمایت کی زبان و مال و تلوار اور ہجرت سے (شعب میں) آنحضرتؐ کی مدد کی اور باپ دو طرح کے ہیں اب ولادت اور اب افادت اور موافق اس آیت کے جو حکایت قول یعقوب ہے۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ (سورہ البقرہ ۱۳۳/۲) یعنی یعقوب نے اپنی اولاد سے پوچھا تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے جواب دیا اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (سورہ البقرہ ۱۳۳/۲) اسمٰعیل

اولادِ یعقوب کے چچا تھے مگر تعبیر باپ سے کئے گئے اور حضرت ابراہیمؑ کا یہ فرمانا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ (سورۃ الانعام ۶/۷۴) بتاتا ہے کہ چچا پر باپ کا اطلاق ہوتا ہے زجاج نے کہا ہے کہ نسابین کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ تھا۔

تیسرے اخوت کا ذکر آنحضرتؐ نے بہت سے مواقع پر کیا ہے مثلاً روز بیعت عشیرہ۔ جب کسی نے حضرت کی بیعت نہ کی تو حضرت علیؑ نے کی اور رسولؐ نے فرمایا تم دونوں جہان میں میرے بھائی ہو اور یوم خیبر فرمایا تم میرے بھائی اور میرے وصی ہو اور یوم مواخات خاص نام پر یہ اخوت ظاہر ہوئی۔

ابن بطہ نے چھ طریق سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت نخلیہ میں تھے اور آپ کے گرد سات سو چالیس آدمی تھے کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ خدا نے مواخات قائم کی ہے ملائکہ کے درمیان میرے اور میکائیل کے درمیان اسرافیل اور عزرائیل کے درمیان۔ دردائیل اور راحیل کے درمیان پس آنحضرتؐ نے بھی صحابہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ خطیب خوارزمؒ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ نے اوّل جبریلؑ کو اور پھر میکائیل کو اپنا بھائی بنایا۔

تاریخ بلاذری میں ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ جب آیہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورہ الحجرات ۴۹/۱۰) نازل ہوئی تو حضرت نے مواخات قائم کی اشکال و امثال کے درمیان ابوبکر کو عمر کا بھائی بنایا۔ عثمان کو عبدالرحمٰن کا۔ سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید کو۔ طلحہ اور زبیر کو ابوعبیدہ اور سعد ابن معاذ کو مصعب ابن عمیر اور ابوایوب انصاری کو۔ ابوذر اور ابن مسعود کو سلمان اور حذیفہ کو، حمزہ اور زید بن حارثہ کو، ابودردا اور بلال کو، جعفر طیار اور معاذ بن جبل کو، مقداد اور عمار کو، عائشہ اور حفصہ کو زینب بنت جحش اور میمونہ کو، ام سلمہ اور صفیہ کو اسی طرح قدر منازل مواخات قائم کی پھر فرمایا اے علیؑ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا۔

محمد اسحاق نے لکھا ہے کہ نبی نے مواخات قائم کی اپنے اصحاب کے درمیان۔ مہاجرین کو انصار کا بھائی بنایا۔ پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔

تاریخ بلاذری میں ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات قائم کی اور مجھے چھوڑ دیا فرمایا تم میرے بھائی ہو۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ پکارے جاؤ جب میں پکارا جاؤں اور پہنو جب میں پہنوں اور داخل جنت ہو جب میں داخل ہوں۔

ترمذی، سمعانی اور نطنزی نے روایت کی ہے ابن عمر اور زید ابن ابواوفی نے کہ مواخات قائم کی رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب کے درمیان پس علی آئے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ نے مواخات قائم کر دی اپنے اصحاب کے درمیان اور میرے اور کسی کے درمیان ایسا نہ کیا فرمایا تم میرے بھائی ہو دنیا و آخرت میں۔

فضائل احمد میں ہے کہ حضرت نے فرمایا تم کو میں نے اپنے لیے چھوڑا ہے تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا اور ابن ادنی کی

روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا جس نے مجھے مبعوث بحق کیا ہے قسم ہے اس ذات کی نہیں موخر کیا میں نے تم کو مگر اپنے نفس کے لیے تمہاری منزلت میرے لیے وہی ہے جو موسیٰ کے نزدیک ہارون کی تھی مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔

اربعین خوارزمی میں ہے کہ ابو رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے علیؑ سے فرمایا تم میرے بھائی دنیا و آخرت میں ہو۔ تم ہی میرے وزیر و وارث ہو۔

اعتقاد اہل سنت میں مندرج ابن زید دہلوی سے مروی ہے کہ جب رسول خداؐ نے مسلمانوں کے درمیان مواخات قائم کی تو علیؑ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور کہا یا علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں تیری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو موسیٰ کے نزدیک ہارونؑ کی تھی۔

شیخ السنہ قاضی ابو عمرو نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ جب علیؑ نے کہا یا رسول اللہؐ میرا بھائی کون ہے تو رسول خدا نے فرمایا میں نے نہیں موخر کیا تم کو مگر اپنے نفس کے لیے انت مني بمنزلة هارون من موسى إلا انه لا نبي بعدي وانت اخي فى الدنيا والآخرة۔

فضائل عشرہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ روز قیامت بطنان عرش سے ندا دی جائے گی اے محمدؐ تمہارے باپ ابراہیم کیسے اچھے ہیں اور تمہارا بھائی علیؑ کیسا اچھا بھائی ہے۔

فضائل سمعانی میں ابو الصلت اہوازی سے اپنی اسناد کے ساتھ طاؤس سے اس نے کہا جابر سے مروی ہے کہ نبی نے علیؑ کو دیکھا تو فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ میرا صاحب ہے اور وہ ہے جس پر مباہات کی اللہ اور ملائکہ نے اور جو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

فردوس دیلمی میں حذیفہ سے منقول ہے کہ نبی نے فرمایا علی میرے بھائی ہیں میرے ابن عم ہیں۔

مناقب ابو اسحٰق العدل میں ہے کہ ابو یحییٰ نے کہا جب علیؑ منبر رسولؐ پر بیٹھے تو فرمایا میں عبداللہ ہوں۔ میں رسول اللہؐ کا بھائی ہوں یہ دعویٰ نہ کرے گا میرے بعد مگر جھوٹا۔

ابو جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب رسول اللہؐ نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم کی اور علیؑ کو چھوڑ دیا تو حضرت علیؑ نے اس کی شکایت کی حضرت نے فرمایا میں نے تم کو اپنے نفس کے لیے اختیار کیا ہے تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں دنیا و آخرت میں۔

محمد ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اخوت کے بعد اولوالارحام کے علاوہ صحابہ میں توارث قائم ہو گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا (سورۃ الانفال ۸/۷۲) جن لوگوں نے ہجرت نہ کی ان کی میراث مکہ میں بنا بر قرابت رہی یہاں تک کہ اللہ نے اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (سورۃ الانفال ۸/۷۵) نازل کی تب اولی الارحام

کے لیے میراث ہوئی۔

تفسیر القطان اور تفسیر وکیع میں ابن عباس سے مروی ہے لوگ اخوت سے وراثت پالیتے تھے لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۶) اور یہ لوگ وہ تھے جن کے درمیان رسول اللہ نے مواخات قائم کی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا جو تم میں سے مقروض مرے گا اس کا قرضہ میرے اوپر ہے اور جو مال چھوڑ کر مرے گا میں اس کا وارث ہوں گا۔ پھر یہ حکم اول منسوخ ہوگیا اور نزدیک کے قرابت والوں کے لیے میراث مقرر ہوئی۔ پھر خدا نے فرمایا اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىٕكُمْ مَّعْرُوْفًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۶) تو حضرت نے فرمایا کیا میں ہر مومن کے نفس سے اولیٰ نہیں ہوں۔ سب نے کہا بے شک آگاہ ہو جو دین ہے تو میں اس کا ادا کرنے والا ہوں اور جو مال چھوڑے تو میں اس کا وارث ہوں۔

تفسیر جابر بن یزید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت رسول خدا کی طرف سے حضرت علیؑ کے لیے ولایت فی الدین بھی اور ولایت فی الرحم بھی۔

سمعانی نے فضائل میں بریدہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے علیؑ میرے وصی و وارث ہیں۔ اور لوگوں نے کہا ہے کہ عباس اس لیے وارث نہیں ہوئے تھے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی اس کے متعلق آیت یہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ (سورہ الانفال ۸/۷۲)

ابن بطہ نے ابانہ میں روایت کی ہے کہ قثم ابن عباس سے پوچھا گیا۔ عباس کے ہوتے علیؑ کیوں وارث ہوئے کہا وہ ہم سب سے زیادہ رسول سے ملصق و ملحق تھے۔

اگرچہ نبی و علیؑ حقیقی بھائی نہ تھے لیکن رسولؐ کو اس اخوت سے حضرت علی کی منزلت و فضل و امامت کا تمام مسلمانوں پر ظاہر کرنا مقصود تھا تاکہ کوئی ان پر اپنے کو مقدم نہ سمجھے اور نہ ان پر حاکم بنے حضرت نے دوسروں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ اور حضرت علیؑ کو اپنی اخوت سے مخصوص کیا اور یہ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ اخوالشئی اس کے لیے بولتے جو کسی سے زیادہ مشابہ اور قریب اور سیرت میں موافق ہو جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً (سورہ ص ۳۸/۲۳) یہ دونوں بھائی جبرئیل و میکائیل تھے منزلت اور سیرت میں برابر یا قولہ تعالےٰ یا اخت ہارون حضرت علی وصی رسول تھے ان کی امت میں اور اقرب تھے مشابہت منزلت میں صرف اخوت اس امر کے لیے کافی نہیں مومن و منافق و کافر میں بھی اخوت ہوتی ہے۔

حضرت علیؑ اور جوار رسولؐ

حدیث سدالابواب کی روایت تقریباً تیس صحابہ نے کی ہے ان میں زید بن ارقم۔ سعد ابن ابی وقاص۔ ابوسعید خدری۔ ام سلمہ

ابو رافع، ابو الطفیل، حذیفہ ابن السید غفاری، ابوحازم اور ابن عباس ہیں۔

اس حدیث کے بارے میں روایات خلط ملط ہو گئی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو انہوں نے مسجد نبوی کے آس پاس اپنے گھر بنوالیے جن کا راستہ مسجد میں سے تھا اور بعض لوگ مسجد میں سو بھی رہتے تھے۔ حضرت نے معاذ بن جبل کو بھیج کر یہ خبر پہنچائی کہ سوائے باب علیؑ کے اور سب لوگ اپنے اپنے دروازے بند کرلیں پس سوائے ایک کے سب نے اس حکم پر عمل کیا حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جس کو ابوالحسن عاصمی خوارزمی نے بہت سے روات کے بعد زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے علی کے دروازہ کے سوا جو تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا ہے یہ بعض لوگوں کو ناگوار ہوا ہے۔ لہذا میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی مرضی سے نہ کوئی دروازہ کھولا نہ بند کیا بلکہ خدا نے جیسا حکم دیا میں نے اسے پورا کیا احمد حنبل نے بھی اپنی کتاب فضائل میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مسند ابو یعلی میں سعد بن ابی وقاص سے آنحضرتؐ کے یہ الفاظ منقول ہیں علیؑ کا دروازہ میں نے نہیں کھلا رکھا بلکہ خدا نے اسے کھولا۔ خصائص علویہ میں بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا لوگو نہ میں نے بند کیا اور نہ میں نے کھولا بلکہ اللہ نے بند کیا پھر آیہ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (سورہ النجم ۴تا۱/۵۳) تلاوت کی۔

مسند ابو یعلی و فضائل سمعانی اور حلیۃ الاولیا میں ابونعیم سے بہ سند ابن عباس مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا سوائے باب علی سب دروازے بند کرلیے جائیں اور ایک روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہو دروازہ علی کے سوا تمام دروازے بند کرلو۔

تاریخ بغداد میں زید بن علی نے اپنے بھائی امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جابر انصاری نے آنحضرتؐ کو کہتے سنا کہ سوائے باب علی سب دروازے بند کرلیے جائیں اور اپنے ہاتھ سے باب علی کی طرف اشارہ کیا۔

جامع ترمذی نے شعبہ سے اس نے ابن بلج یحییٰ ابن ابو سلیم سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے سوائے باب علی تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔

مسند عشرہ میں احمد بن عبداللہ بن الرقیم کنعانی سے مروی ہے کہ جنگ جمل کے زمانہ میں ہم مدینے سے نکلے تو سعد ابن مالک کو کہتے سنا کہ رسولؐ اللہ نے ان سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جن کا راستہ مسجد رسولؐ میں سے تھا۔ سوائے باب علی کے اسے چھوڑ دیا گیا۔

بلاذری میں اور مسند احمد میں ہے کہ ابن عباس نے ایک جماعت سے کہا افسوس افسوس تم ایسے شخص کے خلاف ہو جس کے متعلق رسولؐ اللہ نے کہا۔ من كنت مولاه فعلي مولاه وقال له من كنت وليه أنت مني بمنزلة هارون من موسى، اور فرمایا روز خیبر لأدفعن الراية اور علی کے سوا سب کے دروازے بند کرا دیئے اور شب ہجرت فرش

رسولؐ پر مبعوث ہوئے اور سورۂ برات کی ابوبکر سے لے کر تبلیغ کی۔

ابانہ میں ابوعبداللہ العکبری سے اور مسند ابویعلیٰ سے اور احمد کے فضائل احمد و شرف مصطفیٰ میں ابوسعید نیشاپوری سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہ ان کے باپ کہا کرتے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اگر میرے لیے ہوتی تو میں اس کو سرخ اون والے اونٹ سے زیادہ محبوب رکھتا۔ اول علیؑ کو روز قیامت کا علم عطا ہونا دوسرے فاطمہؑ سے علیؑ کی تزویج۔ تیسرے علیؑ کے سوا اور سب کے دروازے بند ہونا۔

مروی ہے کہ جب سد ابواب کا حکم ہوا تو عباس روتے ہوئے خدمت رسول میں آئے اور کہنے لگے۔ یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکالا اور چچازاد بھائی کو رہنے دیا۔ حضرت نے فرمایا نہ میں نے کسی کو نکالا اور نہ کسی کو بسایا بلکہ میں نے حکم خدا سے ایسا کیا ہے حمزہ نے بھی اسی طرح کا کلام کیا۔

یہ بھی مروی ہے کہ احمد حنبل نے معتصم کے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت رسولؐ خدا سے جانب مسجد ایک دریچہ رکھنے کی اجازت چاہی حضرت نے فرمایا بقدر ایک انگل کے بھی نہیں ابوبکرؓ نے چاہا کہ ایک سوراخ ہی رکھ لیں۔ حضرت نے فرمایا سوئی کے ناکہ کی برابر بھی نہیں اسی طرح عثمانؓ نے بھی خواہش کی مگر اجازت نہ ملی۔

زمخشری نے سعد سے روایت کی ہے کہ جب یہ منادی ہوئی کہ سوائے آل رسولؐ اور آل علیؑ کے سب مسجد سے خارج ہو جائیں پس ہم اپنی جائے پناہ تلاش کرنے کے لیے نکلے۔

فضائل سمعانی میں جابر انصاری سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ علیؑ اور عثمانؓ کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں انہوں نے فرمایا عثمان کی خطا چاہے اللہ معاف کر دیتا مگر تم نے معاف کرنا مکروہ جانا رہے علیؑ تو رسول کے ابن عم ہیں داماد ہیں اور یہ ان کا گھر ہے اشارہ کیا حضرت علیؑ کے گھر کی طرف خدا نے اپنے نبی کو مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اس میں دس دروازے رکھے گئے تو نبی اور ان کی ازواج کے لیے اور دسواں جو ان کے درمیان تھا علیؑ اور فاطمہؑ کے لیے اور یہ ہجرت کے پہلے ہی سال کا واقعہ ہے اور بعض کے نزدیک آخر عمر نبی تھا لیکن دوسرا قول صحیح ہے۔ علیؑ اور ان کی اولاد اس گھر پر عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک قابض رہے۔ جب لوگوں کو حسد پیدا ہوا اور انہوں نے حکام وقت سے چغل خوریاں کیں اس کے انہدام کا حکم دیا گیا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ مسجد نبوی میں اضافہ مقصود ہے اس میں امام حسنؑ کے فرزند حسن مثنٰی رہتے تھے۔ ہدم کے بعد بھی جب وہ نہ نکلے تو ان کو کوڑوں سے مارا گیا اور لوگوں نے چیخ پکار مچائی تو باہر نکلے اور یہ گھر مسجد میں شامل کر دیا گیا۔

اور عیسیٰ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ فاطمہؑ کا گھر قبر نبی کے پاس تھا اور دونوں کے درمیان ایک حوض تھا۔

منہاج کراجکی میں ہے کہ علیؑ کا گھر درمیان تھا اس گھر کے جس میں رسولؐ اللہ رہتے تھے اور اس دروازہ کے جو مقابل ہیں بقیع کے کوچہ کے مقابل۔ پس خدا نے باب علیؑ کو کھلا رکھا تھا اور اصحاب کے دروازے بند کرا دیئے تھے کیونکہ بند ہوتا اس کا دروازہ جس نے کفر کے دروازے بند کیے اور علوم کے دروازے کھولے۔

ابو رافع سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا نے منبر پر جاکر فرمایا لوگ اپنے نفسوں میں اس امر میں تنگی محسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علیؑ کا دروازہ کیوں کھلا رہا اور وہ کیوں نکالے گئے تو ان کو جاننا چاہیے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے امر رب سے کیا ہے۔ خدا نے موسیٰ پر وحی کی تھی کہ وہ اپنی مسجد میں ساکن ہوں ان میں سوائے ان کے بھائی ہارون اور ان کی اولاد کے اور کوئی بحالت جنابت اس میں داخل نہ ہو لیس جان لو کہ بحکم خدا علیؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں اگرچہ علیؑ ہی ہوں۔

جابر انصاری سے مروی ہے کہ ہم مسجد میں سوتے تھے اور ہمارے ساتھ علیؑ بھی رہتے تھے پس رسول اللہ داخل ہوئے اور فرمایا اُٹھ کھڑے ہو اور مسجد میں سوؤ مت۔ یہ سن کر ہم اُٹھے کہ مسجد سے نکل جائیں حضرت نے فرمایا اے علیؑ تم رُک جاؤ۔ تمہارے لیے اجازت ہے۔

ابو صالح موذن نے اربعین میں اور ابو العلاء ہمدانی نے اپنی کتاب میں ام سلمہ کی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا بلند آواز سے اس مسجد میں کسی کو بحالت جنابت داخل ہونا جائز نہیں اور نہ کسی حائض عورت کے لیے سوائے میرے اور میری ازواج اور میری بیٹی فاطمہؑ اور علیؑ کے (معتبر روایات میں لفظ ازواج نہیں)

جامع ترمذی۔ مسند ابو یعلی اور ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا اے علیؑ سوائے میرے اور تمہارے کسی کے لیے جائز نہیں کہ بحالت جنابت مسجد میں پایا جائے اس پر منافقوں نے کہا اپنے داماد کے معاملہ میں رسول گمراہ ہو گئے ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (سورہ النجم ۵۳/۲)

نبی اور علیؑ کا دروازہ جانب مسجد کھلا رہنا دلیل ہے۔ دونوں کے عظیم المرتبت ہونے کی اور بجنابت داخل ہونا دلیل طہارت ہے۔

حضرت علیؑ کی اولاد

آدمی کا شرف یہ ہے کہ اس کے عقب میں اولاد ہو جیسا کہ شرف دیا خدا نے ابراہیم کو کہ قیامت تک ان کی اولاد میں نبوت و امامت کو رکھا اسی طرح حضرت علیؑ کی اولاد میں قیامت تک امامت ہے۔ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (سورہ الزخرف ۴۳/۲۸)۔

حلیہ میں انس اور ابو برزہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یہ وہ کلمہ ہے جو متقیوں کے لیے لازم ہے جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے اس سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ جب آنحضرت کے فرزند ابراہیم نے وفات پائی تو عمرو عاص نے آپ کی ہجو کی اور آپ کا نام اَبتر رکھا اس پر آیہ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (سورہ الکوثر ۱۰۸/۱) نازل ہوا۔ کوثر مبالغہ کثرت سے

جس سے مراد ہے۔ کثرت اولاد اور خدا نے حضرت کی ذریت کو حجت علی الخلق قرار دیا اور ان کی اولاد وہ ائمہ ہیں جو امامت کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہ اولاد وہ ہے جس پر نماز واجب میں صلوٰۃ واجب ہے اور آنحضرتؐ نے فرمایا یہ حجت فی الدین ہیں اور حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے داماد ہیں۔ عصمت میں نبی کے شریک ہیں اور قیامت تک ان کی اولاد سے نسل رسول چلے گی اور ان کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ان کے دو بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں جو ان کے صلب سے اور ولادت کے لحاظ سے رسول کے نواسہ ہیں۔

منصورؒ، قائمؑ، مہدی اور ان ہی میں سے ملوک مکہ و مدینہ جبل و یمن ہیں اور ان ہی میں وہ ملوک بھی ہیں جو داعی کبیر کہلاتے تھے جیسے حسن بن زید اور ان کے بھائی محمد اور ان میں رؤسا و نقبا بھی ہر شہر میں ہوئے اور ائمہ معصومین کے علم و فضل کا تو ذکر ہی کیا جیسے حسنؑ و حسینؑ، زین العابدینؑ۔ باقرؑ، صادقؑ، کاظمؑ، رضاؑ، تقیؑ، نقیؑ، زکیؑ، مہدی علیہم السلام جن سے علوم دین ظاہر ہوئے اور تمام دنیا کے فرقوں میں پھیلے۔ امام زین العابدین سے اخذ علم کرنے والوں میں بڑے بڑے علماء تھے جیسے طاؤس یمانی۔ سعید ابن المسیب۔ سعید ابن جبیر۔ ابن شہاب زہری اور امام محمد باقر علیہ السلام سے لوگوں نے ہر قسم کا علم حاصل کیا اور آپ کا نام باقر علم النبین ہوا۔ اور بڑے بڑے اہل علم نے امام جعفر صادقؑ سے کسب علوم کیا جن کی تعداد چار ہزار تھی۔ ان ہی میں ابوحنیفہ، مالک اور محمد بھی تھے اور ایک روایت میں ہے شافعی اور احمد بھی آپ کے شاگرد تھے۔ آپ نے جو مسائل کے جوابات دیئے تھے ان سے ایک سو کتاب تصنیف ہوئی جو کتب اصول میں مشہور ہیں۔ یہی حال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا تھا یہاں تک کہ ان کو قید کر لیا گیا اسی طرح امام رضا علیہ السلام سے بکثرت نشر علوم الہیہ ہوا باقی آئمہ سے جو روایات اور احادیث کم ملتی ہیں اس کی جہت یہ ہے کہ وہ سلاطین کی زیر حراست رہے اور ان کو بیان کرنے اور لوگوں سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی۔

آلِ رسولؐ کے مشاہد

دنیا میں بڑی بڑی نامور ہستیاں ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہیں لیکن ان میں سے کسی کے نشانات بھی روئے زمین پر باقی نہیں۔ کسریٰ، نوشیرواں، فرعون، ہامان، نمرود کی قبروں کا نشان ڈھونڈا نہیں ملتا۔ برخلاف اہل بیت کے مشاہد و مساجد و آثار اطراف زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ شہروں کے باشندے ان کے مشاہد کی جلالت شان پر متفق ہیں جب تک یہ مقدس ہستیاں زندہ رہیں گمنام رہیں۔ لیکن مرنے کے بعد دور دور سے لوگ ان کے مقابر و مشاہد کی زیارات کے لیے آتے ہیں اور ان کی آستان پر جبین سائی کو باعث عزت و شرف و سعادت جانتے ہیں ان کی شہادتوں کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ان کے روحانی مدارج کا لوگوں پر انکشاف ہوتا چلا گیا اور خلق کی رجوع ان کی طرف بڑھتی ہی گئی۔ لوگوں نے ان سے امور عجیبہ کا مشاہدہ کیا

جس طرح آثار انبیا و اوصیا دنیا میں پائے جاتے ہیں جیسے حطیم مقام ابراہیم۔ میزاب اسمٰعیل۔ ربوہ موسیٰ صخرہ عیسیٰ باب حطہ بنی اسرائیل اور ان کی پیدائش وغیرہ کے مقامات ان سے کہیں زیادہ آثار اہل بیت نمایاں ہیں۔

امیرالمومنین علیہ السلام خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے دار خدیجہ میں پرورش پائی جہاں آج تک مسجد ہے باب مولد النبی شعب بنی ہاشم میں ان کا مصلیٰ ہے اور وہ مقام بھی محفوظ ہے جہاں دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر حضرت علیؑ نے رسولؐ کی بیعت کی تھی۔ اور وہ گھر بھی ہے جہاں آیت تطہیر نازل ہوئی تھی۔ مقام بیعت غدیر بھی ہے۔ رقہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کا مصلیٰ بھی ہے صفین میں موضع سکونت بھی ہے میقات کی مسجد الاحرام بھی آپ کی بنا کردہ ہے بغداد میں مسجد براثا آپ کی شان کا اظہار کر رہی ہے اور حضرت کے بیٹے ہیں بلحاظ شریعت اور ان کی بیٹی کے بیٹے ہیں دنیا میں آنحضرتؐ کے سوا کوئی اور دوسرا نانا نہیں کہ حکم و شرع میں اپنے نواسوں اور اپنے ابن عم کی اولاد کا باپ ہو آنحضرتؐ صلبی باپ کی طرح ان کے باپ تھے اور حضرت نے فرمایا ہے ہر نبی کی بیٹی کی اولاد اس کے باپ کی ہوتی ہے سوائے میرے۔

جبرئیل نے یوم مباہلہ اس پر فخر کیا کہ میں ان سے ہوں لوگوں نے اولاد علیؑ کا نام اہل بیت اور آل محمدؐ رکھا ہے اور یہ عترت النبی اولاد رسولؐ اور آل طٰہٰ و یٰسین کہلاتے ہیں اور ان کا لقب سید و شریف ہے لوگ اس کی تمنا کرتے ہیں کہ ان میں سے ہوں یہاں تک کہ اس کے متعلق علم الانساب وضع ہوا اور شجرہ کی کتابیں لکھی گئیں اور ان کے احترام کے لیے لوگوں کے سر جھکے اور یہی حاکم ہیں لوگوں پر یہی نقبا ہیں کہ باوجود اپنے فقر اور عاجزی کے ان کے دشمنوں نے بھی اپنے بڑوں کو چھوڑ کر ان کے چھوٹوں سے تمسک کرنا اپنے لیے باعث برکت جانا ہے زندوں کو قتل کرتے ہیں اور ان کی اموات کی زیارت کرتے ہیں ان کے گھروں کو برباد کرتے ہیں اور ان کی قبور کی زیارت کرتے ہیں گویا وہ دنیا میں ان کے دشمن ہیں اور آخرت میں ان کو ذریعہ نجات جانتے ہیں۔ طلب باراں میں عمرؓ نے ان سے برکت حاصل کی اور ان کو دعا دینے کے لیے ہاتھ اٹھائے حالانکہ نور بنی ہاشم کے اطفال میں کوشاں رہے

اصمعی سے مروی ہے کہ حضرت نے ابو عبیدہ سے کہا کہ ایک اونٹ مع سامان کے اہل بیت کے پاس لے جاؤ اور نحر کرو تاکہ وہ اس کے گوشت و چربی کو لے لیں اس کے بعد طلب باراں کیا تب مینھ برسا۔

آل رسولؐ نسب میں مشہور تھے اور فضیلت میں مخصوص عربی اولاد یعرب بن قحطان میں ممتاز ہیں۔ قریشی اولاد فہر بن کنانہ میں۔ ہاشم، بنی ہاشم میں اولاد عبدالمطلب اور اولاد عبدالمطلب میں اولاد علی و عقیل و جعفر اور اولاد علیؑ میں حسنؑ و حسینؑ محمد۔ عباس۔ عمر اولاد امیرالمومنین اور فاطمیوں میں اولاد امام حسنؑ اور امام حسینؑ۔

ذریت رسولؐ کو خدا نے پاک نسل سے پیدا کیا آنحضرتؐ نے سب ہی کا رشتہ بنی عبدمناف کے چند لوگوں سے کیا۔ جیسے ابوالعاص بن الربیع عتبہ ابن ابولہب عثمان بن عفان (یہ رشتے حضرت کی ربیبہ لڑکیوں سے ہوئے نہ کہ صلبی) یہ رشتے بھی بحالت اضطرار و مجبوری ہوئے۔ حضرت عمر نے ام کلثوم سے رشتہ کی بڑی خواہش ظاہر کی محض اسی شرافت نسبی کی بنا پر لیکن حضرت علیؑ نے منظور نہ کیا۔ حجاج نے عبداللہ بن جعفر کی صاحبزادی سے رشتہ چاہا لیکن مقصد حاصل نہ ہوا۔ مامون نے امام محمد موسیٰ سے اپنی لڑکی

ام الفضل کی تزویج کی اور بڑے بڑے لوگوں نے یہ سعادت حاصل کرنا چاہی۔

اولاد صحابہ میں خواہ مہاجر ہوں یا انصار کسی کی اولاد علم وفضل میں ایسی مشہور نہیں جیسے اولاد علیؑ وفاطمہؑ مثلاً سید رضی اور اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ۔ سید رضی علیہ الرحمہ اشعر الناس تھے۔ بڑے ادیب اور صاحب زہد وتقویٰ اور صاحب مجد وعلو اور سید مرتضیٰ نے تمام علمائے اُمّت کے منہ میں لگام دیدی تھی۔ دلائل قاطعہ اور حجج لامعہ سے۔ محمد حنفیہ اشجع اہل زمانہ تھے۔ حضرت رسولؐ خدا نے ان کے نام اور کنیت کا ذکر فرمایا ہے ان کا علم وفضل اس پایہ کا تھا کہ کیسانیہ فرقہ ان کو مہدی سمجھتا تھا وہ اپنے باپ سے علوم کے راوی ہیں اور حضرت علیؑ کی اولاد میں ائمہ زیدیہ ہیں جن کو زیدیہ فرقہ نے امام مانا ہے۔ جیسے زید یحییٰ۔ ناصر اور قاسم وغیرہ ستر عالم ہیں اور جن کو امام نہیں جانا وہ ۲۳ ہیں۔

اور اولاد علیؑ وفاطمہ میں سلاطین وخلفائے مصر ہیں جیسے عاضد۔ فایز۔ حافظ۔ مستعلی۔ مستنصر۔ ظاہر۔ حاکم۔ عزیز۔ معز۔ مسجد الذئب لب فرات آپ کی آیات میں سے ہے حلہ میں مسجد الشمس آپ کے معجزات میں سے ہے بابل میں مسجد جمجمہ آپ کے دلائل میں سے ہے۔ دریائے نیل کے قریب مشہد السکر آپ کے فضائل میں سے ہے۔ مدائن میں مشہد النار والفرج والمنطقہ آپ کے آثار قدرت سے ہے۔ بغداد کے سوق العتیقہ میں مسجد السوط آپ کے اخبار بالغیب میں ہے کوفہ میں مسجد الکف اور تکریت وموصل ورقہ میں آپ کی مساجد آپ کے اعجاز سے ہیں۔ مشہد الشعر بلدہ میں آپ کے عجائبات سے ہے۔ رقہ میں مسجد المجداف، عرقل ونوہ آپ کے براہین سے ہیں۔ موصل کی مسجد آپ کے حج سے ہے بغداد وسامرہ میں مشہد العلت آپ کی برکات سے ہے رحبۃ الشام کے قریب مشہد البوق آپ کی کرامات سے ہے شام میں مسجد صخرہ آپ کے غلبہ کا نشان ہے۔ بغداد کے قریب مسجد کوفی اور جامع بصرہ آپ کے نشانات سے ہے۔ مسجد کوفہ میں جب آپ شہید ہوئے اس کو نوحؑ نے بنایا تھا اور اس میں ایک ہزار نبی اور ایک ہزار وصی نے نماز پڑھی ہے اور حضرت دفن ہوئے مسجد غری میں جو آج تک مسجد ہے اور جب بصرہ کو روانہ ہوئے تھے تو ہر منزل مسجدیں گئی مساجد نخیلہ، زواط، مشرط، مذار، سطار، اۃ، نکیبہ ہیں۔ اور مسجد عزیرا اور بصرہ کے بالائی حصہ میں ہر چہار فرسخ پر ایک مسجد ہے اور قلعہ بصرہ کے پاس اور ابلہ بلیحان، محرزی، آبادان، وقلہ، قریہ عبداللہ کرخ فاد میں مساجد ہیں۔

اور عراقی راستہ میں مدائن۔ بغداد۔ الحدثیہ اور الجب کے پاس۔ سند دویا۔ عانہ۔ رحبہ اور عانہ کے درمیان رحبہ میں زلبیا۔ دلیخ ورقہ وصفین میں ان کے نام کی مساجد ہیں اسی طرح ان کی اولاد کے مشاہد ہیں۔ مدینہ میں، کربلا میں۔ بغداد میں سامرہ میں طوس میں اور علویوں کے آثار روئے زمین پر ستاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔

اہل بیتؑ پر مظالم

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبے میں فرمایا ہمارے اور قریش کے درمیان یہ جھگڑا ہے کہ اللہ نے ہماری بنیادوں کو اُن

کی بنیادوں سے ہمارے سروں کو ان کے سروں سے اونچا کیا اور خدا نے ان پر حاکم بنانے کے لیے ہمیں انتخاب کیا ہے انہوں نے اس کو بُرا سمجھا اور جس پر اللہ راضی ہوا تھا یہ ناراض ہو گئے اور جس امر کو اللہ بُرا جانتا تھا انہوں نے اس کو دوست رکھا اور جب خدا نے ہمارا انتخاب کیا تو ان پر ہمارا احترام لازم کیا اور ہم کو فرائض و سنن کی تعلیم دی اور حفاظت کی ہماری ان سے صداقت اور نرمی میں اور ہمارے دین کو ان کی دنیا سے بچانے میں پس انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہماری فضیلت سے انکار کیا اور انہوں نے حق سے انکار کیا خدایا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قریش کی عداوت سے تو میرا حق ان سے لے اور جو میرے اوپر ظلم ہوا ہے اس کے لیے ان کو مت چھوڑ اور ان سے میرا حق طلب کر کیونکہ تو حاکم اور عادل ہے قریش نے میری قدر گھٹا دی اور میرے معاملہ میں حرام کو حلال بنا دیا اور میری آبرو ریزی کی اور میرے خاندان کی بے عزتی کی اور میرے ابن عم کی میراث مجھ سے روکی اور میرے دشمنوں کو میرے خلاف بھڑکایا اور میرے اور میرے عرب کے درمیان کشیدگی پیدا کر دی اور میں نے بچپن سے جو کوششیں کی تھیں ان پر پانی پھیر دیا اور میرے بھائی اور میرے ہمدرد و مہربان آخ نے جو ترکہ چھوڑا تھا مجھے اس سے باز رکھا۔

اور کہنے لگے تم حریص ہو متہم ہو کیا ان لوگوں نے ہماری وجہ سے ضلالت کفر سے نجات نہیں پائی کیا یہ گمراہی کی تاریکی سے نہیں نکلے کیا ہم نے ظلم کے فتنوں سے نہیں چھڑایا دلائے ہوان پر کیا ہم نے ان کو سرکشی کی آگ سے رہا نہیں کیا کیا نازمانوں کے حملے اور باغیوں کی تلواروں، تیروں کے پنجے اور تیغوں کی جنگ سے ان لوگوں کو نہیں بچایا جو لڑائی کے شائق اور قتال کے پہاڑ تھے۔ کیا ہماری وجہ سے یہ لوگ شرف کی بلندیوں پر نہیں پہنچے کیا انہوں نے حق کو ہماری بدولت نہیں پایا یا انصاف کو نہیں پہچانا کیا میں دلیل رسالت اور علامت خوشنودی و ناخوشی رسول نہیں ہوں۔ کیا میں وہ غصہ نہیں جو سخت سے سخت زرہوں کو کاٹ کر رکھ دے اور حریص لوگوں کو جلا کر خاک کر دے۔ میری وجہ سے بڑے بڑے بہادروں کے سر کاٹے گئے یہاں تک کہ میں نے تیم و عدی کو میدانوں سے بھگا دیا اگر میں قریش کو مرنے کے لیے چھوڑ دیتا تو گمراہوں کی تلواریں ان کو کاٹ کر رکھ دیتیں اور عجمیوں کے گھوڑے اور دشمنوں کے حملے انہیں پیس ڈالتے اور گھوڑوں کی ٹاپیں کچل کر چکنا چور کر دیتیں اور وہ شہسواروں کی چمکتی تلواروں میں کپکپا رہے ہوتے اس صورت میں وہ میرے ستانے اور ظلم کرنے کے لیے باقی ہی نہ رہتے وہ کیسے کہتے ہیں کہ میں حریص متہم ہوں پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا گونگے بھی اس کی گواہی دیں گے کہ میں اسلام کی فتح کا باعث ہوا میں نے دین کی نصرت کی۔ میں نے رسول کی مدد کی۔ میں نے اسلامی اعلام کی بنیاد ڈالی۔ میں نے منارہ اسلام کو بلند کیا میں نے اس کے اسرار کو ظاہر کیا مجھ سے اس کے آثار کا اظہار ہوا۔ میں نے پیادے اور سوار حملہ آوروں کو کچلا۔

پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا تیمی اور عدوی لوگوں نے مجھ پر اس طرح سبقت کی جیسے گھوڑ دوڑ وغیرہ میں گھوڑے کو حیلہ اور فریب سے آگے بڑھایا جاتا ہے۔

پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا اے گروہ مہاجرین و انصار تیم و عدی والوں کی سبقت یوم سقیفہ تو اس لیے ہوئی کہ ان کو فتنہ کا خوف لاحق ہو گیا تھا لیکن یہ خوف غزوہ الوا میں لاحق نہ ہوا جب کہ دشمنوں کی گھنی صفیں میدان میں جمی ہوئی تھیں اور موت سروں پر

منڈلا رہی تھی اور تلواروں کی بجلیاں چمک رہی تھیں۔

یہ دونوں صاحبان فتنہ اسلام سے اس روز نہ ڈرے جبکہ جنگ خندق میں عمرو ابن عبد ود اپنی تلوار کو چمکا رہا تھا اور اپنی ناک اونچی کیے ہوئے تھا اور بار بار مبارز طلبی کر رہا تھا۔

ان دونوں کو یوم لباط دین کی تباہی کا دھڑکا پیدا نہ ہوا جبکہ افق کا رنگ سیاہ ہو رہا تھا اور گردنوں کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو رہی تھیں اور فوجوں کا سیلاب امنڈا ہوا تھا۔

ان دونوں کو یہ خوف اس وقت نہ ہوا جب یوم رضوی تیروں کی بوچھار ہو رہی تھی اور موت چاروں طرف منہ کھولے دوڑ رہی تھی اور شیر دھاڑ رہے تھے۔

یہ لوگ یوم عشیرہ نہ دوڑے جبکہ سنانیں چمک رہی تھیں اور کان شور و غل سے پھٹے جا رہے تھے اور بدنوں پر زرہیں چاک ہو رہی تھیں۔

ان دونوں کی پیش قدمی یوم بدر کیوں نہ ہوئی جبکہ روحیں آسمان کی طرف اڑی جا رہی تھیں اور سربرآوردوں کے گھوڑے پلٹ رہے تھے اور زمین بہادروں کے خون سے رنگین ہو رہی تھی۔

یہ دونوں دین کے معاملہ میں یوم بدر ثانیہ نہ ڈرے جبکہ بہادروں کے بدن میں تھرتھری تھی اور سینے خوف سے بیٹھے جاتے تھے کھانڈے باج رہے تھے۔

یہ اس روز نہ بڑھے جب کہ یوم ذات اللیوت جبکہ جانوں پر بنی ہوئی تھی اور جنگ کی آگ بھڑک ہوئی تھی۔

اسلام کے متعلق کیوں نہ خوف پیدا ہوا ان دونوں کو یوم الکدر جب کہ آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور موت کی بجلیاں چمک رہی تھیں اس کے بعد حضرت نے ایک ایک غزوہ کے متعلق بیان فرمایا اور بتایا کہ ان تمام مقامات پر ان حضرات نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا صرف دیکھنے والوں کی حیثیت رہی افسوس یہ کیسی عظیم الشان مصیبت قریش کے ہاتھوں ہم پر نازل ہوئی میں ہوں وہ جس نے یہ سب معرکے سر کیے۔

نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں خداوندا میں قریش کے بارے میں تیری پناہ چاہتا ہوں انہوں نے قطع رحم کیا ہے اور میرے متعلق آیات سے انکار کیا ہے اور انہوں نے امر حق میں مجھ سے نزاع کرنے پر اجماع کیا ہے حالانکہ ہر صورت میں اپنے غیر سے زیادہ بہتر ہوں۔ انہوں نے کہا ہم نے حق پر لیا ہے اور حق پر منع کیا ہے میں مغموم ہو کر صبر کرتا ہوں اور متاسف مروں گا۔ میں نے دیکھا کہ سوائے میرے اہل بیت کے کوئی میرا معاون و مددگار نہیں میں نے نہ چاہا کہ انہیں موت کی آگ میں جھونک دوں پس میں نے اس طرح بسر کی کہ میری آنکھ میں کھٹک تھی اور غم سے میرا گلا گھٹ رہا تھا۔ میں نے اذیتوں پر صبر کیا اور رفتے کے پینے پر اپنے نفس کو راضی کیا حالانکہ وہ اندرائن سے زیادہ تلخ تھا اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز تھا۔

خطبۂ شقشقیہ: ۔ خدا کی قسم فلاں شخص نے خلافت کو قمیص بنا کر پہن اور وہ یقیناً جانتا ہے کہ میں خلافت

کے لیے اتنا ہی ضروری ہوں جتنا چکی کی گردش کے لیے وہ میخ ضروری ہے جس پر چکی کی گردش کا دارومدار ہوتا ہے۔ میری رفعت و برتری یہ ہے کہ سیل مجھ سے اترتی ہے اور میری بلندیوں تک کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا آخر میں نے اس مسئلہ خلافت سے چشم پوشی کی اور اس سے منہ پھیر لیا اور میں سوچ رہا تھا کہ آخر مجھے کیا کرنا چاہیے کیا میں ان کٹے ہاتھوں (بے ناصر و مددگار) سے لڑوں یا اس گھٹا ٹوپ اندھیاری پر صبر کروں ایسی طویل کہ جس میں بڈھا بالکل پھونس ہو جائے ایمان والا اس میں کوشش لیغ کرے اور مر جائے مگر میں نے دیکھا صبر کرنا لڑنے سے زیادہ مناسب ہے اور عقل سے بھی زیادہ قریب ہے لہذا میں نے صبر کیا درآنحالیکہ آنکھ میں کھٹک تھی اور گلے میں (تکلیف) ہڈی اٹکی ہوئی تھی میں دیکھ رہا تھا کہ میراث لٹ رہی تھی یہاں تک کہ پہلا اپنی راہ لگا اور فلاں کو خلافت سپرد کر دی گئی پھر آپ نے اعشیٰ کا ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ان دونوں دنوں میں بہت فرق ہے وہ دن اور ہے جب میں اپنے ناقہ کی پشت پر ہوں اور سفر کر رہا ہوں۔

اور وہ دن اور ہے جب میں حیان (نام ہے) کے پاس فارغ البالی سے بسر کروں۔

بڑا تعجب ہے یا تو پہلے صاحب اپنی زندگی ہی میں اپنی لغزشوں سے سنبھلنے کے لیے دوسروں کی مدد چاہتے تھے یا یہ ہوا کہ وہ خلافت کو اپنی موت کے بعد دوسرے کے لیے منضبط کر گئے کس بری طرح اپنے اپنے حصے میں (خلافت کے) تھن بکے بعد دیگرے ان دونوں نے بخو بیلے (خلافت کو ایک دوسرے کے سپرد کر کے ایک ایسے سخت (صعب مقام میں ڈال دیا ہے جہاں اس کے زخم گہرے ہوتے جاتے ہیں (اور ہاتھ لگایا نہیں جاتا) آئندہ بڑی سخت اور بہت زیادہ لغزشیں اس میں تھیں اور ہوں گی اور اس کے بارے میں بہت سے عذر کیے گئے اور کیے جائیں گے۔ خلافت کی لگام ہاتھ میں لینے والا اس سوار کی طرح ہے جو ایک سرکش بے رام کی ہوئی اونٹنی کی پیٹھ پر ہو اگر اس کی نکیل کھینچی جائے تو اس کی ناک کٹ جائے اور اگر ڈھیل دی جائے تو (بھاگ کر) اپنے کو مہلکوں میں ڈال دے۔ خدا کی قسم لوگ گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے اور راستے بدل گئے اور بھٹک گئے میں نے اس طویل مدت اور شدت تکالیف پر صبر کیا یہاں تک کہ یہ دوسرا بھی اپنے راستے پر چلا گیا اور خلافت کے مسئلہ کو ایسے گروہ کے سپرد کر گیا جس کی ایک فرد اپنے گمان میں مجھے بھی جانتا تھا۔ بھلا شوریٰ سے مجھے کیا واسطہ اور کیا غرض خلیفہ اول کے مقابلے میں مجھ میں (میری حقیقت میں) کب شبہ پیدا ہوا تھا جو میں ان (کم مرتبہ) لوگوں کے ساتھ شریک کیا جاتا ہوں مگر جب وہ اونچے اڑے تو میں بھی (ساتھ ساتھ) بلند ہوا جب وہ زمین پر منڈلانے لگے تو میں بھی (ساتھ ساتھ) جھکا (یعنی میں نے اپنا حق ان چھوٹوں میں بھی اسی طرح طلب کیا جیسے پہلے ان دو بڑوں میں کیا تھا اور شریک شوریٰ ہو گیا اس ٹکڑی میں سے ایک آدمی (سعد یا طلحہ) تو اپنے بغض و عناد کی وجہ سے مجھ سے پھر گیا اور دوسرا عثمان کے بہنوئی ہونے کی وجہ سے اور دیگر اغراض ناگفتہ بہ کے سبب سے مجھ سے پلٹ گیا۔ (عبدالرحمن بن عوف) غرض کہ قوم کا تیسرا آدمی (عثمان) متکبرانہ انداز میں اپنے چارہ اور لید میں کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے باپ کی اولاد (بنی امیہ) کھڑی ہو گئی اور خدا کا مال خوب چبا چبا کر کھانے لگے جیسے اونٹ فصل ربیع کی گھاس کھاتا ہے یہاں تک کہ اس تیسرے کی (ڈھیلی ہوئی رسی) کے بھی بل نکل گئے اور انہیں ان کے کرتوتوں نے مارا اور ان کی بدہضمی نے انہیں منہ کے بل

گرا دیا (یعنی قتل کر دیئے گئے)۔

اس وقت نے مجھے نہیں ڈرایا (مگر اس حال نے) کہ لوگ کثیر تعداد میں جیسے بکثرت بجو کی گردن کے بال ہوتے ہیں ہر طرف سے ٹوٹے پڑ رہے تھے یہاں تک کہ میرے بچے حسنؑ و حسینؑ کچل گئے اور میرے پہلو چھل گئے (یا میری چادر پھٹ گئی) یہ لوگ میرے گرد بھیڑ کے گلے کی طرح جمع ہو گئے (سبحان اللہ) اب دیکھئے جب (بعد بیعت) میں (حکومت کے لیے) اٹھا خلافت کی باگ ہاتھوں میں لی تو ایک گروہ نے میری بیعت توڑ دی (اصحاب جمل) اور دوسرا حق کے گھیرے سے نکل گیا (یعنی خوارج) اور تیسرے نے جور و ستم سے کام لیا اور راہِ حق چھوڑ دی (اصحاب صفین) جیسے انہوں نے خدا کا یہ کلام سنا ہی نہ تھا۔ (یہ آخرت کا گھران کے لیے ہے جو زمین پر فساد نہیں کرتے اور سر نہیں اٹھاتے اور آخرت تقوی کرنے والوں ہی کے لیے ہے) ہاں ہاں خدا کی قسم انہوں نے سُنا اور اچھی طرح سنا مگر یہ کہ سنوری ہوئی دنیا ان کی آنکھوں کو بھلی لگی اور اس کی سجاوٹ ان کو اچھی معلوم ہوئی۔ سنو اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو چیرا اور جس نے جانوں کو پیدا کیا۔ اگر یہ بیعت نہ ہو جاتی اور یہ لشکر نہ ہوتا اور مددگاروں کے وجود سے مجھ پر حجت نہ قائم ہو جاتی اور اگر علماء سے خدا کا یہ عہد نہ ہوتا کہ وہ ظالم کی سیر شکمی اور مظلوم کی بھوک کا خیال نہ کریں اور چپ چاپ نہ دیکھیں (حقوق مظلوم ظالم سے دلوائیں) تو میں خلافت کو مطلق العنان چھوڑ دیتا (جہاں دل چاہے جائے) اور یقیناً میں (اس وقت بھی) آخر خلافت میں وہی پیالہ اس کو پلاتا جو پہلے پہل پلا چکا تھا (ترک خلافت) اور تم دیکھتے کہ تمہاری یہ دنیا (میری نگاہوں میں) بھیڑ بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ کسی نے ایک تحریر آپ کے سامنے پیش کی آپ اس کو پڑھنے لگے جب پڑھ چکے تو ابن عباس نے کہا امیر المومنین آپ اپنی تقریر کو جاری رکھیں فرمایا افسوس ابن عباس وہ ایک شقشقہ تھا (دلی جوش) جو ختم ہو گیا۔

اب جناب فاطمہؑ کا حال سنیئے۔

جناب ام سلمہ ایک روز جناب فاطمہؑ کے پاس آئیں اور پوچھا اے بنت رسول آپ کا کیا حال ہے فرمایا وفات رسولؐ کے بعد انتہائی کرب و حزن میں زندگی گزر رہی ہے۔ وصی نبی پر ظلم ہوا ان کے حجاب چاک کر دیئے گئے ان کی امامت کو قطع کیا گیا اس چیز سے جو تنزیل شرعی اور تاویل سنت نبوی کے خلاف تھی بدر و احد کے کینے لوگوں کے دلوں میں چھپے ہوئے تھے جب تیر نشانہ پر بیٹھ گیا تو شقاوت آموز تخیلات کی رو ہم پر برس پڑی ایمانی رشتہ ان کے تاریک سینوں سے قطع ہو گیا۔ حفظ رسالت اور کفالت مومنین کے متعلق جو وعدہ اللہ سے کیا گیا وہ ختم ہوا اور انہوں نے غرور دنیا کو جمع کیا۔

خلیفہ اول سے جب جناب سیدہ نے کلام کیا تو مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے مسلمانو اے باطل کی طرف جلدی کرنے والو اے خزلان ابدی کے کام کرنے والو کیا تم نے قرآن میں تدبر کرنا چھوڑ دیا۔ گناہوں کی طرف جانے نے تمہارے قلوب کو تاریک بنا دیا ہے۔ تمہارے کانوں اور آنکھوں سے مواخذہ ہو گا۔ کتنی خراب ہیں وہ تاویلیں جو تم کر رہے ہو اور کتنی بُری باتوں سے تم نے تمسک

کیا ہے نہیں اس گمراہی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور جب پردے اٹھیں گے تو تم کو پتہ چلے گا کہ تمہارے لیے کیسا سخت نقصان ہے اور تم پر ظاہر ہو گا کہ تمہارے رب کی طرف سے وہ سخت حساب تمہارے لیے ہے جس کی تم تاب نہیں لا سکتے اس روز باطل پرست سخت خسارے میں ہوں گے۔

پھر آپ انصار سے مخاطب ہوئیں اے دین وملت کے نامردو! اے اسلام کے محافظوں میرے حق میں یہ سہل انکاری کیسی کر رہے ہو مجھ پر جو ظلم ہو رہا ہے اس سے یہ روگردانی کیوں ہو رہی ہے۔ کیا رسول اللہ نے اولاد کی حفاظت کا حکم نہیں دیا کس قدر جلد تم نے ان سب باتوں کو بھلا کر نئے ڈھنگ اختیار کر لیے۔ روئے زمین کو تم نے اپنی گمراہی سے تاریک بنا دیا۔ اور صفائی میں کدورت پیدا کر دی اور کشادہ دلی کو دور کر دیا۔ تمہارے اس عمل سے پہاڑ کانپ اٹھے امیدیں مر کر رہ گئیں۔ حرمتیں ضائع ہو گئیں، واللہ یہ حادثہ کبریٰ اور مصیبت عظمیٰ ہے کوئی مصیبت اس کی مثل نہ ہوگی اور کوئی ہلاکت اتنے جلد نہ آئی ہوگی، تم نے میرے باپ کی میراث کو ہضم کر لیا اور تم میری کھلی آنکھوں یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ تمہارے وعدے میرے باپ کے ساتھ کیا ہوئے میری فریاد تمہارے پردہ گوش سے ٹکرا رہی ہے اور تم جواب تک نہیں دیتے۔ تم میری چیخ و پکار سن رہے ہو اور کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے ہو۔ میری دادرسی نہیں کرتے، تم تو وہ ہو جن کو اللہ نے ہم اہل بیتؑ کی نصرت کے لیے منتخب کیا ہے تم تو وہ نیک بندے ہو جن سے ہمیں تائید کی امید تھی۔ تم زمانہ جاہلیت کی سی عداوت دکھا رہے ہو اور تاریکیوں کو دنیا میں پھیلا رہے ہو۔ ہم خاموش ہیں اور تم ہم پر سختیاں کر رہے ہو اور ہم پر حکومت کرنا چاہ رہے ہو۔ حالانکہ ہم تم پر حاکم ہیں۔

ہماری ہی وجہ سے اسلام کی چکی تم تک گھوم کر آئی شہر فتح ہوئے مشکلات آسان ہوئیں شر کا جوش دھیما پڑا کفر کی چنگاریاں بجھ کر رہ گئیں حق کی آواز بلند ہوئی دین کا نظام قائم ہوا۔ اس کے بعد تم ہم سے پھر گئے اور بڑھتے قدم پیچھے ہٹا لیے کیا تم ان لوگوں سے لڑے جنہوں نے اپنے ایمان سے نکث کیا تھا خدا کی قسم تم ہمیشہ کے لیے پستی میں جا پڑے۔ حق سے بہت دور جا پڑے جو کشادگی اور تنگی میں سب سے زیادہ احترام کے مستحق تھے تم ان سے الگ ہو گئے جن سے تم نے تنگی سے نکل کر وسعت میں قدم رکھا تھا اور ذلت سے نجات پائی تھی افسوس ہے جنہوں نے یہ سب کچھ کیا تھا ان ہی پر تم نے ہجوم کیا جو کچھ میں نے کہا یہ اظہار تھا اس خذلان کا جو تم سے پہنچا۔ یہ نفس کو ذلیل کرنا، ہڈی کو توڑنا، سینہ کو کچلنا، غصہ کو دبانا، لباس کو چاک کرنا اور حجت کو معذور بنا دینا ہے تم کرو جو کچھ کر رہے ہو مگر یہ سمجھ لو اس آگ کا سامنا ہونے والا ہے جو قلوب تک چڑھ جائے گا اور قیامت کے دن کا حاکم خدائے واحد دیکھتا ہے۔

جب آپ وہاں سے لوٹیں تو امیر المومنین کے پاس آئیں اور فرمایا یہ لوگ تو دلوں میں کینے چھپائے ہوئے ہیں اور نخلوں کی طرح اپنے مافی الضمیر کو دبائے بیٹھے ہیں فلاں کے بیٹے نے میرے باپ کا عطیہ اور میرے بچوں کا روزینہ ضبط کر لیا اس نے مجھے مغلوب بنانے کی کوشش کی اور میری خصومت میں سخت ہو گیا اور غصہ کیا اس جماعت پر جو میری ہمدرد ہے اب کوئی روکنے والا اور میری مصیبت کو دفع کرنے والا نہیں میں غصہ کو پی کر وہاں سے نکلی اور ذلت کے ساتھ واپس ہوئی۔ اب میرا کوئی اختیار نہیں کاش

میں اپنی اس ذلت سے پہلے مرجاتی اور اپنی امیدوں کے مرنے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جاتی۔ واللہ میرا عذر آپ کے معاملہ میں حمایت کرنے والا ہے میرا شکوہ اپنے رب سے ہے اور اپنے باپ سے میں داد خواہ ہوں گی۔ خداوند تو سب سے زیادہ قوت والا ہے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اے بضعہ رسول آپ غم نہ کریں آپ کے مرتبہ میں کوئی کمی نہیں بلکہ ہلاکت ہے آپ کے دشمن کے لیے واللہ میں نے دین میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا اور نہ میں نے خطا کی اگر آپ روزینہ کا غم کرتی ہیں تو آپ کا رزق محفوظ ہے۔ اور آپ کا کفیل اللہ ہے جو چیز آپ سے لی گئی ہے آپ کی نیکی اس سے کہیں زیادہ ہے پس صبر کیجئے۔ یہ سن کر معصومہ نے فرمایا۔ حسبي الله و نعم الوكيل

مصائب اہل بیت علیہم السلام

عثمان بن ابان سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مصداق پوچھا۔
وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا (سورہ النساء پ۲)
فرمایا اس کے مصداق ہم ہیں۔

عبدوس ہمدانی ابن فورک اصفہانی اور ابن شیرویہ دیلمی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو وہ سب حالات بتائے جو آپ کے بعد ان پر آنے والے تھے ان کو سن کر حضرت علیؑ رو دیئے اور کہا یا رسول اللہ میں اپنی قرابت و صحبت کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ خدا سے یہ دعا کریں کہ وہ مجھے اس وقت دنیا میں باقی نہ رکھے فرمایا اے علیؑ تم مجھ سے سوال کرتے ہو اس بات کا کہ میں اجل موجل کے متعلق سوال کروں ہمارے علماء میں سے اکثر کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے آئمہ سب شہید کیے گئے اور دلیل لائے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول سے والله مامنا إلا مقتول شهيد (ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں مقتول شہید نہ ہو)

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز جب میں اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر تھے تو حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور رونے لگے میں نے سبب پوچھا تو فرمایا میں اس ضربت کے تصور سے رو رہا ہوں جو تمہارے سر پر لگے گی اور اس طمانچے سے جو فاطمہؑ کو لگے گا اور اس نیزہ کا زخم جو حسنؑ کی ران پر لگے گا اور وہ زہر جو اس کو پلایا جائے گا۔ اور حسینؑ کا قتل۔

فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت رسول خدا غنائم کے خمس کو بنی ہاشم میں تقسیم کرتے تھے۔

شافعی نے ابو حنیفہ سے باسناد خود عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کے عہد میں مال کثیر فارس و سوس واہواز سے آیا انہوں نے کہا اے بنی ہاشم مال غنیمت میں سے تم اگر اپنا حق مجھے قرض دیدو تو میں اگلی بار اس حق کو ادا کردوں گا حضرت علیؑ نے کہا انہیں اختیار ہے عباس نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ ہمارا حق مارا نہ جائے ایسا ہی ہوا حضرت عمر گئے اور یہ حق ادا نہ ہوا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے خمس کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا خمس ہمارا حق تھا جو روک لیا گیا ہم نے صبر کیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف رد کیا مامون نے بھی ایسا ہی کیا۔

پس جن لوگوں پر صدقہ حرام کیا گیا اور فرض کی گئی ان کی عزت و محبت انہوں نے اپنی زندگی فاقے کر کر کے اور خون جگر پی پی کر گزاری کسی نے اپنی تلوار رہن کی کسی نے اپنے کپڑے بیچے اور اپنی تھکی نگاہوں سے کسی گروہ کی طرف دیکھا۔ اور اپنی کمزور جانوں پر زمانے کے تشدد برداشت کئے، ان کا گناہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ان کے جد رسول اللہ اور ان کے باپ وصی رسول تھے۔

مظالم کی یہ کثرت تھی کہ حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کو رات میں دفن کیا اور اپنے لیے وصیت کی کہ خفیہ طور پر دفن کیے جائیں۔

سعید بن العاص نے حکم یزید سے حضرت علیؑ اور عقیل اور امام حسنؑ کے گھروں کو منہدم کرا دیا اور عبدالملک بن مروان نے وہ گھر حضرت علیؑ کا کھدوا کر پھینکوا دیا جس میں مسجد مدینہ تھی۔

متوکل نے قبر حسینؑ کو تباہ کرنے کا حکم دیا اور اس پر پانی رواں کرنے کا اور ان کے زائروں کو قتل کرنے کا اور یہودیوں کی ایک قوم کو مسلط کرنے کا متوکل کے قتل تک یہ تسلط جاری رہا مستنصر کے زمانہ میں یہ قبریں پھر بنیں۔ معتز نے مقابر قریش کے مشہد کو جلوا دیا۔

حضرت علیؑ کا اختصاص رسولؐ سے

کس قدر بے بصیرت ہے یہ کہنے والا کہ آیہ مباہلہ میں اَنْفُسَنَا اَنْفُسَكُمْ (سورہ آل عمران ۶۱/۳) سے مراد نفس رسول ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو بلائے اس لیے مراد اس سے قائم مقام نفس ہے اور اگر علی مراد نہ لیے جائیں اور اس کا محل نفس رسولؐ پر کیا جائے تو کفار کو یہ اعتراض کا موقع تھا کہ آپ کی شرط پوری نہ ہوئی کیونکہ آپ ایک ایسے شخص کو ساتھ لائے جس کا ذکر آیت میں نہیں لہٰذا آپ نے مخالفت قرآن کی۔

کتاب الوسیط میں واحدی نے لکھا ہے کہ احمد حنبل نے کہا ہے کہ مراد نفس سے ابن عم ہے کیونکہ عرب خبر دیتے ہیں بنی عم سے کہ وہ نفس ابن عم ہے اور یہ آیت بھی اسی کی موید ہے وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (سورہ الحجرات ۱۱/۴۹) یہاں النفس سے مراد

اخوان مومنین ہیں لیکن تاویل ضعیف ہے کیونکہ مجاز پر حمل بے ضرورت نہیں ہوتا اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیں تو باڈ بنی کے اعمام تو بہت سے تھے ان میں سے خصوصیت کے ساتھ علیؑ کا انتخاب کیوں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اصحاب عبا بمنزلہ نفس واحد کے تھے۔

ابن سیرین نے کہا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ سے انت منی وانا منک ۔

فضائل سمعانی تاریخ الخطیب اور فردوس دیلمی میں ہے کہ براء عازب اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا علي مني مثل راسي من بدني (علیؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے ہے) اور ایک روایت میں یہ قول ہے انت مني كروحي من جسدي (تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو روح کو بدن سے ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا انت مني كالضوء من الضوء یعنی جیسے ایک روشنی دوسری کی مثل ہوتی ہے۔

کسی نے حضرت رسولؐ خدا سے آپ کے اصحاب کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا تو نے اور لوگوں کے متعلق تو پوچھا اور میرے نفس کے متعلق نہ پوچھا یعنی علیؑ کو۔

بخاری میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا۔ أنت مني وأنا منكَ

فردوس دیلمی میں عمران بن حصین سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علي مني وأنا منه وهو ولي كل مؤمن بعدي ۔ ابن میمون اور ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ایک وفد سے کہا تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو ورنہ میں تم پر ایسے شخص کو مسلط کر دوں گا جو مثل میرے نفس کے ہے۔ رسولؐ نے اس سے ظاہر کیا۔ حضرت علیؑ کی ولایت کو اپنے بعد کتاب الحدائق میں انس سے مروی ہے کہ جب حضرت شہرت دینی چاہتے تھے علیؑ کو کسی مقام پر تو اپنی سواری پر ان کو بلند کر کے لوگوں کو ان کے سامنے جھکنے کا حکم دیتے تھے۔

شرف المصطفیٰ میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کا ایک عمامہ تھا سحاب نامی۔ آنحضرتؐ کے بعد اس کو حضرت علیؑ نے سر پر رکھا جب حضرت علیؑ اس کو باندھ کر نکلتے تھے تو فرماتے تھے تمہارے پاس علیؑ سحاب کے ساتھ آیا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز رسولؐ اللہ تو سوار تھے اور علیؑ پیادہ۔ حضرت نے فرمایا یا تو تم بھی سوار ہو ورنہ لوٹ جاؤ پھر آپ نے حضرت علیؑ کے مناقب بیان فرمائے۔

ابو رافع سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ جب بیٹھ کر اٹھتے تھے تو حضرت علیؑ کے سوا کسی اور صحابی کا ہاتھ نہیں پکڑتے تھے چونکہ اس بات کو جانتے تھے لہٰذا سوائے حضرت علیؑ کوئی دوسرا آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑتا بھی نہ تھا۔

جمالی سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا جب بیٹھتے تھے تو حضرت علیؑ پر تکیہ کرتے تھے۔ ابو منصور ثعلبی نے سر الادب میں روایت کی ہے کہ جب حضرت سوار ہوتے تھے تو حضرت علیؑ پر سہارا دیتے تھے۔

حلیۃ الاولیا، مسند ابو یعلی اور عبدالرحمن ابن لیلیٰ میں حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ ہمارے پاس آئے اور انہوں نے اپنا پیر از راہ شفقت میرے اور فاطمہؑ کے درمیان رکھا۔

انساب الاشراف میں ہے کہ کسی نے ابن عمر سے کہا کہ علیؑ کے بارے میں کچھ بیان کرو انہوں نے کہا اگر تو ان کی منزلت جاننا چاہتا ہے تو دیکھ ان کا گھر رسولؐ اللہ کے گھروں میں ہے۔

بخاری اور ابو بکر ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ علی وہ ہیں جن کا گھر بیوت نبی کے درمیان ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر سے کسی نے فضیلت علیؑ کا سوال کیا تو انہوں نے کہا دیکھو یہ گھر رسولؐ اللہ کا ہے اور یہ گھر علیؑ کا ہے۔

ایک روز حضرت رسولؐ خدا کو چھینک آئی حضرت علیؑ نے کہا رفع الله ذكرك يارسول الله حضرت رسولؐ نے فرمایا أعلى الله كعبك ياعلي -

غصہ کی حالت میں سوائے حضرت علیؑ کوئی آپ سے کلام نہیں کر سکتا تھا۔

ایک روز حضرت رسولؐ خدا حضرت علیؑ کے پاس آئے تو آپ کو سوتا ہوا پایا پس آپ نے احتراماً ان کو نہ جگایا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت رسولؐ خدا سِن میں حضرت علیؑ سے بڑے تھے اور جاہ و منزلت میں بھی تو یہ احترام یا تو بحکم خدا تھا یا خود حضرت کی طرف سے بہر حال دونوں حالتوں میں ان کا جو مرتبہ تھا خدا اور رسول وہ ظاہر ہے۔

امالی طوسی میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ رسولؐ اللہ کے ہاتھ میں علیؑ کا ہاتھ ہے اور وہ اسے بوسہ دے رہے ہیں میں نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ کا مرتبہ کیا ہے حضرت نے فرمایا ان کا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو میرا مرتبہ اللہ کے نزدیک ہے۔

ابو العلی ہمدانی نے جناب عائشہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ علیؑ کو سینے سے لپٹائے ہوئے بوسہ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں میرے ماں باپ فدا ہوں اس شہید وحید پر اس شہید وحید پر اس روایت کو ابو یعلی نے اپنی مسند میں بھی لکھا ہے۔

ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کے چہرہ سے پسینہ پونچھتے اور پھر اپنا ہاتھ منہ پر پھیرتے۔

ابو العلا عطار نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ کسی نے آنحضرت کو کیلا تحفہ میں بھیجا حضرت نے اس کا چھلکا اتارا اور مجھے اپنے ہاتھ سے کھلایا کسی نے کہا آپ علیؑ کو بہت دوست رکھتے ہیں فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

مروی ہے کہ یوم خندق عمرو بن عبدود کی ضرب حضرت علیؑ کے سر پر لگی جس سے آپ زخمی ہو گئے۔ حضرت رسولؐ خدا

آپ کے پاس آئے آپ کے زخم کو باندھا اور ایک دعا دم کی جس سے زخم اچھا ہو گیا۔

مروی ہے کہ علیؑ اور نبیؐ ایک سفر میں ایک ساتھ سو رہے تھے علیؑ کو بخار آ گیا پس آنحضرتؐ ان کے ساتھ تمام رات جاگے مصلے پر بیٹھے نماز پڑھتے اور دعا کرتے رہے بار بار آپ کو دیکھتے اور احوال پرسی کرتے یہاں تک کہ اسی عالم میں صبح ہو گئی دعا فرمائی خداوندا علیؑ کو شفا دے اور صحت عطا فرما پھر فرمایا یا علیؑ اٹھو تم اچھے ہو گئے ہو میں نے خدا سے جب سوال کیا اس نے ضرور پورا کیا اور جو میں نے سوال کیا وہ تمہارے متعلق تھا۔

ابو الزبیر نے انس سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہؐ کے حمار کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور آنحضرتؐ حمار سے باتیں کر رہے تھے اور وہ آپ سے آپ کا سفر ایک بیشہ کی طرف تھا جب اس کے قریب پہنچے تو دو مرتبہ فرمایا خداوندا مجھے اسے دکھا دے پھر فرمایا خداوندا مجھے اس کا چہرہ دکھا دے ناگاہ علیؑ ایک طرف سے نمودار ہوئے وہ رسول اللہؐ سے لپٹے اور رسولؐ ان سے اور آنحضرتؐ علی کے منہ کے بوسے لینے لگے حضرت رسولؐ خدا جب علی کو نہ پاتے اور فرماتے کہاں ہے اللہ کا حبیب اور اس کے حبیب کا حبیب۔

فضائل احمد میں جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کے ساتھ ایک انصاری عورت کے یہاں پہنچے اس نے کھانا تیار کیا۔ حضرت نے فرمایا ایک شخص اہل جنت سے داخل ہوا چاہتا ہے پھر فرمایا خداوندا علی کو بھیج دے ناگاہ علی داخل ہوئے

جامع ترمذی ابانہ عکبری اور مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو ایک سریہ میں بھیجا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی خداوندا جب تک میں علیؑ کو واپس نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے۔

الاربعین میں خطیب سے مروی ہے کہ یوم خندق حضرت رسول خداؐ نے فرمایا خداوندا تو نے عبیدہ کو یوم بدر لے لیا اور حمزہ کو یوم احد اب علی باقی رہ گئے ہیں پس مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا میرا بھید علی ہے۔

ترمذی نے جامع میں سمعانی نے فضائل میں جابر سے روایت کی ہے کہ یوم طائف رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے طویل سرگوشی کی۔ ایک نے دوسرے سے کہا آنحضرتؐ نے اپنے بھائیؑ سے بڑی لمبی سرگوشی کی۔ حضرت نے فرمایا میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے۔

کلینی نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا جو حضرت کا آخری خطبہ تھا لوگوں نے میرا نام اُذن (کان) رکھا ہے اور یہ گمان کیا ہے کہ علیؑ کا ہر وقت میرے پاس رہنا اور میرا اس کی ہر بات پر توجہ کرنا اور اس کا میری ہر بات مان لینا (ان کو برا معلوم ہوتا ہے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۚ (سورہ التوبہ ۹/۶۱) وہ لوگ نبی کو اذیت دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان بنے ہوئے ہیں یعنی ہر وقت علیؑ کی بات سنتے ہیں۔

ایک روز امیر المومنینؑ حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں آئے اور حضرت کے داہنی طرف بیٹھ کر سرگوشی کرنے لگے اس کے بعد حضرت نے فرمایا دو آدمی تیسرے کی موجودگی میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ اس مومن کے لیے اذیت کا باعث ہوگی۔

اس کے بعد آیت نازل ہوئی یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ (سورہ المجادلہ ۵۸/۹) جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور رسول کی نافرمانی کے متعلق نہ کرو) اور اس کے بعد یہ آیت بھی نازل ہوئی۔ اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورہ المجادلہ ۵۸/۱۰) (شیطان سرگوشی کراتا ہے تاکہ مومنین مخزوط خطا ہوں۔

حضرت رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ وقت وفات تک ان سے جدا نہ ہوں۔ دار قطنی نے صحیح میں اور سمعانی نے فضائل میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ علیؑ کو مرتے دم تک اپنی آغوش میں لیے رہے۔

اعمش نے ابو سلمہ ہمدانی سے اور سلمان سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے آغوش علیؑ میں دم توڑا۔

ابو بکر بن عیاش ابن الحجاف اور عثمان بن سعید نے جمیع ابن عمیر اور عائشہ سے روایت کی ہے کہ وقت مرگ رسول کا سانس حضرت علیؑ اپنی مٹھی میں لے کر اپنے منہ میں داخل کرتے تھے۔

مغیرہ نے ام موسیٰ سے انہوں نے امّ سلمہ سے روایت کی ہے خدا کی قسم علیؑ رسول اللہؐ سے از روئے عہد سب سے زیادہ قریب پھر کچھ اور کہنے کے بعد فرمایا کہ وقت مرگ رسول علیؑ آنحضرتؐ پر جھکے اور ان سے سرگوشی کی اور یہ بھی فرمایا کہ جبریل جنت سے جو حنوط لائے تھے وہ حضرت نے اپنے اور علیؑ کے درمیان تقسیم کیا۔

حضرت علی پر آنحضرتؐ کو اتنا اعتماد تھا کہ اپنے حرم کے مصالح کو بھی علیؑ کے سپرد کر دیا تھا۔

تاریخ اصفہانی اور حلیہ میں محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ جب ماریہ کو مابور خصی سے متہم کیا گیا جس کو مقوقس نے دو کنیزوں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تو آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو اس کے قتل کا حکم دیا جب اس نے علیؑ کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ وہ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ خوف سے کانپ کر زمین پر گر پڑا اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ حضرت نے دیکھا کہ اس کا عضو تناسل ہی نہیں پس آپ اس کے قتل سے باز رہے۔

حلیۃ الاولیا میں ہے کہ آنحضرتؐ نے مابور کے قتل کا جو ماریہ کا چچازاد بھائی تھا حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کے حکم کا نفاذ اس طرح کروں گا جس طرح گرم کیل اون میں جاتی ہے مجھے کوئی چیز نہ روکے گی جب تک میں کام کو پورا نہ کر دوں جس کے لیے آپ مجھے بھیج رہے ہیں اور شاہد اس چیز کو دیکھتا ہے جس کو غائب نہیں دیکھتا اس کے بعد آپ تلوار لے کر چلے جب اس کے قریب پہنچے تو تلوار کو نیام سے نکال لیا۔ جب اس نے معلوم کیا کہ آپ کا ارادہ اس کے قتل کا ہے تو وہ زمین پر چت لیٹ گیا اور اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ حضرت نے دیکھا وہ تو ناکارہ ہے اس کے پاس علامت مردوالی چیز ہی نہیں آپ نے تلوار کو نیام میں کر لیا اور آنحضرتؐ کو اس حال سے آگاہ کیا حضرت نے فرمایا حمد ہے اس خدا کی جس نے

ہم اہل بیت سے امتحان کو ہٹا لیا۔

بخاری نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی ہے کہ روز احد جب آنحضرتؐ زخمی ہوئے تو علی علیہ السلام پانی لاتے تھے اور جناب فاطمہ آپ کے چہرہ سے خون دھوتی تھیں اس کے بعد بوریے کا ٹکڑا جلا کر اس کی خاک زخم میں بھری۔

تاریخ طبری میں ہے احد کی جنگ میں آنحضرتؐ نے صرف علی علیہ السلام کو اس کام کے لیے بھیجا کہ وہ قوم کے حالات معلوم کریں اور پتہ چلائیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت نے واپس آکر خبر دی کہ وہ اپنی اپنی سواریوں پر بیٹھ کر مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ (سورہ الفلق ۴/۱۱۳) کی تفسیر میں مفسروں نے لکھا ہے کہ جب سر دوران میں لبید بن اعصم یہودی نے آنحضرتؐ پر جادو کیا اور آپ بیمار ہوگئے تو دو فرشتوں نے آکر آپ کو اس حال سے آگاہ کیا آپ نے حضرت علیؑ اور زبیر اور عمار کو اس کا کھوج لگانے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے جا کر اس کنوئیں کا تمام پانی نکالا تو دیکھا وہاں ایک پتھر ہے جس کے نیچے آپ کے سر کے بال اور آپ کی کنگھی کے دندانے تھے اور ایک تاگا تھا جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں حضرت علیؑ نے جب ان کو کھولا تو حضرت کو صحت حاصل ہوئی۔

آنحضرتؐ نے اکثر مواقع پر حضرت علیؑ کے لیے دعا فرمائی۔

یوم غدیر فرمایا:۔ اللهم وال من والاه

یوم خیبر فرمایا:۔ اللهم قه الحر والبرد (خدایا اس کو سردی اور گرمی سے بچانا)

یوم مباہلہ فرمایا:۔ اللهم هؤلاء أهل بيتي وخاصتي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا۔

اور جب حضرت علی علیہ السلام بیمار ہوئے تو فرمایا: اللهم عافه واشفه (خداوندا اس کو عافیت اور شفا عطا کر۔)

اور نصرت و ولایت کے متعلق آنحضرتؐ کی دعائیں اس کی دلیل ہیں کہ ولی امر ہونے کے متعلق تھیں کیونکہ دوسروں کے لیے ایسی دعا کرنا جائز نہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کاتب وحی اور عہدنامہ بھی تھے کیونکہ آپ کو ازروئے قلب و زبان دوست آنحضرتؐ سے بڑی خصوصیت تھی۔ اسی لیے آنحضرتؐ نے اپنے بعد قرآن جمع کرنے کا آپ کو حکم دیا اور کچھ اسرار آپ کو لکھوائے۔ یوم حدیبیہ صلحنامہ حضرت علیؑ ہی نے لکھا ابو رافع سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ قوموں سے جو معاہدے کرتے تھے ان کے کاتب حضرت علیؑ ہی ہوتے تھے۔ صحیفہ اہل نجران بھی آپ ہی نے لکھا۔ آنحضرتؐ کے عہد کے جتنے عہدنامے پائے جاتے ہیں وہ سب حضرت علیؑ کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں۔

ابورافع سے مروی ہے کہ رات کو بعد نماز عشاء سوائے حضرت علی علیہ السلام کے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی کسی کو اجازت نہ تھی۔

تاریخ بلاذری میں ہے کہ جب حضرت علیؑ تنہائی میں آنحضرتؐ کی خدمت میں ہوتے تھے تو کسی کو حضرت کے پاس آنے کی اجازت نہ تھی۔

مسند موصلی میں عبداللہ بن یحییٰ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا صبح کو میں ایک گھڑی رسول کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ جب جاتا تو اذن طلب کرتا اگر نماز پڑھتے دیکھتا تو ٹھہرا رہتا۔

مسند احمد سنن ابی ماجہ وغیرہ میں عبداللہ بن یحییٰ حضرمی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں شب و روز میں دوبار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، ایک بار دن میں دوسری بار رات میں۔ اگر میں داخل ہوتا اور حضرت نماز میں ہوتے تو میرے لیے تنحنح فرماتے تھے۔

انس بن مالک سے کسی نے پوچھا کہ رسول کے نزدیک سب سے زیادہ صاحب اثر کون تھا انہوں نے کہا میں نے کسی کو علیؑ کے برابر صاحب منزلت نہیں پایا۔ اگر وہ نصف شب میں بھی حاضر ہوتے تو آنحضرتؐ اس وقت بھی ان سے تخلیہ کرتے اور صبح تک مشغول گفتگو رہتے۔ یہ حالت حضرت کی مرتے دم تک رہی۔

حضرت نے فرمایا میرے اسم اور میری کنیت ابوالقاسم کو جمع نہ کرو۔ میں ابوالقاسم ہوں اللہ مجھے دیتا ہے میں لوگوں پر تقسیم کرتا ہوں۔ اور ایک خبر میں ہے کہ حضرت نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت لیکن دونوں کو جمع نہ کرو مگر علی علیہ السلام کو اس کی اجازت دیدی۔

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور سمعانی نے اپنے رسالہ میں اور ابن البیع نے اصول حدیث میں اور ابوالسعادات نے فضائل عشرہ میں اپنی اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اگر تمہارے بیٹا ہو تو اس کا نام اور کنیت میری رکھنا یہ اجازت صرف حضرت علیؑ کے لیے تھی۔ جب محمد حنفیہ پیدا ہوئے تو آپ نے ان کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم۔ اُمت پر ایسا کرنا حرام ہے۔ امام مہدی علیہ السلام سے بھی یہ چیز مختص ہوئی۔ حضرت نے خود فرمایا ہے۔

لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد لطول الله ذلك اليوم حتى يخرج رجل من ولدي اسمه اسمي و كنيته كنيتي (اگر خدا کا صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا خدا اس کو طولانی بنا دے گا یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام میرا سا نام اور کنیت میری سی کنیت ہوگی۔

آنحضرتؐ اہم معاملات میں حضرت علیؑ کو پیش پیش رکھتے تھے ایک بار آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو ایک نافرمان قوم کی سرکوبی کو بھیجا۔ آپ نے وہاں جا کر قاتلوں کو تسلی کیا اور ان کی اولادوں کو اسیر کر کے لوٹے جب آنحضرتؐ کو ان کی واپسی کی خبر ملی تو مدینہ سے باہر آپ سے ملنے گئے۔ آپ کو گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ خدا نے تم سے میرے

بازو کو قوی کیا جس طرح موسیٰ کا بازو ہارون سے قوی کیا تھا۔

مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی ہوازن کے وفد سے فرمایا تم نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو ورنہ میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مثل میرے نفس کے ہے وہ تمہارے قتال پسندوں کی گردن مار دے گا اور تمہارے اہل وعیال کو قید کرے گا اور وہ یہ ہے اور علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بتایا۔ جب انہوں نے اقرار کر لیا تو فرمایا اہل مملکت اور امت میں سے جو نافرمانی کرے گا میں اس کو اللہ کے تیر علی بن ابی طالب سے ہلاک کروں گا۔ میں نے جس سریہ میں اسے بھیجا جبریلؑ اس کے داہنی طرف تھے۔ اور میکائیل بائیں جانب اور ایک فرشتہ سامنے رہتا تھا اور سر پر ابر کا سایہ، یہاں تک کہ اللہ میرے حبیب کو نصرت و ظفر عطا فرماتا اور یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے وفد ثقیف سے ایسا فرمایا۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ میرے گھر میں اس طرح داخل ہوئے کہ علیؑ کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے تھے مجھ سے فرمایا تم گھر سے باہر چلی جاؤ میں چلی آئی دونوں میں سرگوشی ہوئی مجھے پتہ نہ چلا کہ کیا باتیں ہوئیں۔ تین مرتبہ میں نے اندر آنا چاہا مگر حضرت نے منع کر کر دیا۔ چوتھی بار اجازت دی میں نے دیکھا کہ علیؑ کے ہاتھ رسولؐ اللہ کے گھٹنوں پر رکھے ہیں اور ان کا منہ رسولؐ کے کانوں سے ملا ہوا ہے اور علیؑ نے کہا میں جاتا ہوں اور کرتا ہوں۔ رسول نے فرمایا ہاں۔ پھر مجھ سے فرمایا اُم سلمہ بُرا نہ ماننا جبریلؑ بحکم خدا میرے پاس آئے اور کہا خدا کا حکم ہے کہ آپ اپنے بعد اپنا وصی علیؑ کو بنائیں۔ میں اس وقت علی اور جبریلؑ کے درمیان تھا میں نے قیامت تک جو جو ہونے والا ہے وہ علیؑ کو بتا دیا۔

حضرت نے اپنی زرہ اور تمام ہتھیار، انگوٹھا، تلوار، عصا، چادر وغیرہ علیؑ کو عطا فرمائیں۔

حضرت علیؑ عند الخالق و مخلوق

علیؑ کیلئے خدا کے تحفے

مروی ہے کہ جب رسولؐ خدا معراج میں تشریف لے گئے تو آسمانوں میں ایک ہاتف نے ندا دی اے محمد اللہ تعالیٰ بعد درود سلام فرماتا ہے علی بن ابی طالب کو میرا سلام پہنچا دو۔

قنبر سے مروی ہے کہ فرات کے کنارے میں امیرالمومنینؑ کے ساتھ تھا۔ حضرت قمیص اُتار کر پانی میں داخل ہوئے ناگاہ ایک موج آئی اور آپ کی قمیص بہا کر لے گئی۔ امیرالمومنینؑ باہر آئے تو قمیص کو نہ پایا حضرت کو اس کا بڑا غم ہوا ناگاہ ایک ہاتف نے ندا دی اے ابوالحسن اپنی داہنی طرف دیکھئے اور جو ہو سو لے لیجئے۔ آپ نے دیکھا ایک انار ہے اور اس میں قمیص لپٹی ہوئی ہے

حضرت نے دونوں کو زیب تن کیا اس میں سے ایک رقعہ نکلا جس میں لکھا تھا یہ ہدیہ ہے خدائے عزیز و حکیم کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف یہ قمیص ہارون عمران کی ہے اور ہم نے وارث بنایا قوم آخر کو۔

اور حسن بن زکرویان فارسی سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ حضرت علیؑ حضرت رسولؐ خدا کے ساتھ چلے دراں حالیکہ آپ سوار تھے اور علیؑ پیادہ، دونوں ایک چشمے پہ پہنچے اور وضو کر کے دونوں نے نماز پڑھی۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اپنا سر اٹھا کر خدا کے ہدیہ کو دیکھو تو ایک گھوڑا زین سے آراستہ کھڑا ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ خدا کا ہدیہ ہے اس پر سوار ہو کر میرے ساتھ چلو۔

امالی ابو عبداللہ نیشاپوری میں ہے کہ داخل ہوئے امام موسیٰ کاظمؑ امام جعفرؑ کی خدمت میں اور وہ امام محمد باقرؑ کی خدمت میں اور وہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں اور وہ امام حسینؑ کی خدمت میں سب کے سب خوشی سے یہ بیان کرتے ہوئے گئے کہ علی علیہ السلام نے ایک سیب اٹھایا وہ آپ کے ہاتھ سے گر گیا اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اس کے اندر سے ایک تحریر نکلی جس میں لکھا تھا یہ طالب غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کے لیے ہے۔

کتاب الخطیب خوارزمی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جبریل امین ایک ترنج لے کر آئے اور کہا اے محمدؐ خداوند عالم بعد سلام فرماتا ہے کہ یہ ہدیہ ہے علی بن ابی طالب کے لیے۔ پس آنحضرتؐ نے ان کو بلایا اور ان کے ہاتھ میں دے دیا وہ آپ کے ہاتھ سے گر کر پھٹ گیا اس میں سے حریر سبز کا ایک ٹکڑا نکلا جس پر لکھا تھا من الطالب الغالب الی علي بن ابي طالب اور مروی ہے کہ یہ آپ کے پاس عمرو بن عبدود کے قتل تک رہا۔

اعمش نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ میرے گھر میں تھے تو جبریل چاندی کا ایک جام لے کر آئے جس میں سونے کی زنجیر تھی اس میں پانی تھا اور اوپر مہر لگی ہوئی تھی حضرت نے اس کو پیا اور وہ پانی خود بھی پیا اور علیؑ و فاطمؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو بھی پلایا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ (سورہ الواقعہ ۵۶/۷۹)

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ ایک روز بھوکے تھے اور خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے فرما رہے تھے یا رب اس سے زیادہ بھوکا نہ رکھ جبریل امین حلوا لے کر نازل ہوئے جس کے اندر ایک خوش نما سبز ورق پر لکھا تھا۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں نے ان کو مدد دی علی سے میں نے علی کو منتخب کیا اور نبی کو علیؑ کے لیے۔ کتنا منصف ہے اللہ اپنی ذات میں کون ہے کہ اس کے حکم میں تہمت لگائے اور اس کے رزق میں تاخیر کرے۔

ثابت بن انس سے مروی ہے کہ جب حضرت رسولؐ خدا غزوہ طائف کے لیے نکلے تو ہم پر ایک بادل چھایا آنحضرتؐ نے ہاتھ اٹھا کر اس سے ایک انار لیا جسے خود بھی کھایا اور علیؑ کو بھی کھلایا پھر قوم سے فرمایا دیکھو ہر نبی نے اپنے وصی کے لیے ایسا ہی کیا ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے اس انار کو خود بھی چوسا اور علیؑ کو بھی چسایا اور فرمایا اس کو نبی یا وصی نبی کے سوا دوسرا نہیں کھا سکتا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ دو جنت کے انار حضرت رسولِ خداؐ کے پاس لائے آپ نے ایک کھایا دوسرا توڑ کر آدھا علیؑ کو دیا وہ انہوں نے نوش فرمایا حضرت نے کہا جو میں نے کھایا وہ نبوت تھی جس میں تم میرے شریک نہیں دوسرا علم تھا جس میں تم میرے شریک ہو۔

امام محمد جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ مع اصحاب جبل ذباب پر تشریف لائے حضرت نے اپنا سر اٹھایا اور ایک انار آپ نے لیا اسے دو حصوں میں کر کے خود بھی کھایا اور حضرت علیؑ کو بھی کھلایا پھر ابوبکر سے فرمایا یہ جنت کا انار ہے اسے سوائے نبی یا وصی کے دوسرا نہیں کھا سکتا۔

ابان بن تغلب نے ابوالحمراء سے روایت کی ہے کہ اے فلاں میں نے اس انار سے تجھے منع نہیں کیا بلکہ اللہ کی طرف سے تحفہ ہے نبی یا وصی کے لیے سوائے نبی یا وصی کے دوسرے کے لیے حرام ہے اس امر خدا کو تسلیم کرو اگر تم نے قبول کیا اور تصدیق کی تو آخرت میں کھاؤ گے اور اگر تکذیب کی تو تمہارے لیے ہلاکت ہے۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ ایک روز جبل کدا کی طرف چلے مجھے فرمایا اس خچر کو فلاں مقام پر لے جاؤ وہاں علیؑ کو سنگریزوں پر تسبیح کرتا ہوا پاؤ گے میرا سلام کہنا اور اس بغلہ پر سوار کر کے میرے پاس لے آنا جب میں وہاں پہنچا تو آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا جب علیؑ رسولِ خداؐ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا بیٹھو یہ وہ جگہ ہے جہاں آکر ستر نبی مرسل بیٹھے ہیں لیکن ان میں سے کوئی مجھ سے اور تم سے بہتر نہیں تھا اور ان میں سے ہر نبی کے ساتھ اس کا بھائی بیٹھا مگر میں اور تم ان سے بہتر ہیں۔ انس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ بادل آیا اور اس سے انگور کا ایک خوشہ گرا حضرت نے فرمایا اے علی کھاؤ یہ ہدیہ ہے خدا کی طرف سے میرے اور تمہارے لیے۔ پھر آپ نے اور علیؑ نے پانی پیا اور وہ بادل ہٹ گیا۔ حضرت نے فرمایا اے انس قسم اس خدا کی جس نے جو چاہا پیدا کیا اس بادل سے تین سو تیرہ نبیوں اور تین سو تیرہ وصیوں نے ہدیہ الٰہی کو کھایا ہے لیکن ان میں سے کوئی نبی پیش خدا مجھ سے زیادہ مکرم اور وصی علی سے زیادہ اکرم نہ تھا۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا جب شب معراج میں جنت میں گیا تو جبریل نے ایک بہی مجھے دی جس میں سے ایک حور نکلی میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا اس کا نام ہے راضیہ مرضیہ جس کو خدا نے آپ کے ابن عم علیؑ کے لیے پیدا کیا ہے۔

حضرت علیؑ سے ملائکہ کی محبت

انس سے مروی ہے کہ شب معراج جب میں نے تحت عرش نظر کی تو میں نے دیکھا کہ علیؑ میرے سامنے ہیں اور تسبیح و تقدیس الٰہی کر رہے ہیں میں نے جبرئیل سے کہا کیا علی مجھ سے پہلے آگئے۔ انہوں نے کہا نہیں لیکن میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ

جب خلائق نے علیؑ کی مدح و ثنا زیادہ کی تو حاملان عرش نے علیؑ کو دیکھنے کی خواہش کی۔ خداوند عالم نے ایک ملک کو علی کی صورت کا پیدا کر دیا اس کی تسبیح و تمجید کا ثواب اے محمدؐ آپ کے اہل بیتؑ کے شیعوں کو ملتا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب شب معراج میں ساتویں آسمان پر گیا تو جبریل نے کہا یہ میری جگہ ہے پھر نور میں ایک لرزش پیدا ہوئی ناگاہ میں نے ایک ملک کو علی کی صورت میں دیکھا اور تحت عرش سجدہ میں پڑا کہہ رہا تھا خداوندا علی کو بخش دے اور اس کی ذریت اور دوستوں اور شیعوں کو بھی بخش دے اور حاسدوں پر لعن کر۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضورؐ شب معراج تشریف لے گئے تو ایک ملک کو بصورت علی کے دیکھا۔ حضرت نے گمان کیا علی ہیں فرمایا اے علی تم یہاں مجھ سے پہلے آگئے جبریل نے کہا یہ علی نہیں ہیں بلکہ ان کی صورت کا فرشتہ ہے۔ ملائکہ کو ان کی صورت دیکھنے کا اشتیاق تھا لہٰذا خدا نے اس کو پیدا کیا۔

انس سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت جبریل حضرت رسولؐ خدا کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ بھی آگئے جبریل نے ہنس کر کہا کہ یہ آنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا اہل سماوات علی کو پہچانتے ہیں انہوں نے کہا قسم خدا کی آسمان والوں کو زمین والوں سے زیادہ ان کی معرفت ہے جس غزوہ میں انہوں نے تکبیر کہی اور جو حملہ انہوں نے کیا ہم ان کے ساتھ رہے جو ضرب انہوں نے تلوار کی ماری ہم نے بھی ماری اے محمدؐ اگر آپ مشتاق ہوں زیارت عیسیٰؑ اور ان کی عبادت کے زہد یحییٰؑ اور ان کی طاعت کے میراث سلیمان اور ان کی سخاوت کے تو علیؑ کے چہرہ کو دیکھ لیا کرو۔

تفسیر ابو یوسف میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب جنگ بدر میں ابلیس نے سراقہ ابن مالک کا روپ بھرا اور ان کفار کے لشکر کا قائد بنا تو جبرئیل بحکم خدا ایک ہزار ملائکہ کو لے کر نازل ہوئے جبرئیل حضرت علیؑ کی داہنی طرف تھے جب حضرت کسی طرف حملہ کرتے تھے اور شیطان جبرئیل کو دیکھتا تھا تو بھاگ کھڑا ہوتا تھا اور جب لوگ بھاگنے کا سبب پوچھتے تو کہتا جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے اور میں علیؑ کی قتال میں اللہ سے ڈر رہا ہوں جس سے یہ لڑیں گے اللہ کا اس پر سخت عذاب ہوگا۔

سمعانی نے فضائل الصحابہ میں ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا علی میرا بھائی میرا داماد اور میرا قوت بازو ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی فریضہ قبول نہ کرے گا۔ اگر علیؑ کی محبت نہیں ہے اے ابوذر جب میں شب معراج اسریٰ آسمان پر گیا تو میرا گزر ایک ایسے فرشتہ کی طرف سے ہوا جو ایک نورانی تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے سر پر تاج نورانی تھا ایک پیر اس کا مشرق میں تھا اور دوسرا مغرب میں اس کے سامنے ایک لوح تھی جس کو دیکھ رہا تھا تمام دنیا اس کی آنکھوں کے سامنے تھی اور تمام مخلوق اس کے دو زانو کے درمیان تھی میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہے میں نے گروہ ملائکہ میں اس سے بڑی مخلوق نہیں دیکھی۔ جبرئیل نے کہا یہ عزرائیل ملک الموت ہے اس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ آپ کے ابن عم علی ابن ابی طالب کیا کرتے ہیں میں نے کہا کیا تم میرے ابن عم کو پہچانتے ہو اس نے کہا میں اسے کیوں کر نہ پہچانوں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی قبض روح کا کام میرے

سپرد کیا ہے سوائے آپؐ کی اور علیؑ کی روح کے ان کی موت اس نے اپنی مشیت سے متعلق رکھی ہے۔

خطیب خوارزمی اور ابو عبداللہ نطنزی نے ابو عبید صاحب سلیمان بن عبد عبدالملک سے روایت کی ہے کہ عمر بن العزیز کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ علی علیہ السلام کی منقصت کرتے ہیں انہوں نے منبر پر جا کر کہا غزال بن مالک غفاری نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ میرے پاس تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے۔ حضرت رسولؐ خدا مسکرائے جبریل کے جانے کے بعد میں نے پوچھا آپ کو کس چیز نے ہنسایا فرمایا مجھ سے جبریل نے بیان کیا کہ وہ علیؑ کی طرف سے گزرے۔ درآنحالیکہ وہ سو رہے تھے ان کے جسم کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا جبریل نے کہا میں نے اس کو ڈھک دیا ان کے ایمان کی خنکی میرے قلب تک پہنچی۔

امالی ابو جعفر قمی میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ایک دن فرمایا لوگو تم میں کون ہے کہ ان تین آدمیوں کو پکڑ لائے جنہوں نے لات و عزیٰ کے سامنے میرے قتل کرنے کی قسم کھائی ہے قسم رب کعبہ کی وہ لوگ جھوٹے ہیں یہ سن کر لوگ جمع ہوئے فرمایا تم میں علیؑ کیوں نہیں لوگوں نے جا کر حضرت علیؑ کو خبر دی وہ آئے اور کہا ان کے لیے میں اکیلا کافی ہوں۔ پس رسولؐ اللہ نے ان کو زرہ پہنائی سر پر عمامہ باندھا تلوار باندھی۔ گھوڑے پر سوار کیا۔ امیرالمومنینؑ تشریف لے گئے اور تین دن تک آپ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی جناب فاطمہؑ نے اپنے زانوؤں پر حسنؑ حسینؑ کو بٹھایا ان کو یقین ہو گیا کہ یہ دونوں بچے یتیم ہو گئے۔ حضرت رسولؐ خدا بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور لوگوں سے فرمایا تم میں سے کون ہے کہ علیؑ کی خبر لائے میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ لوگ تلاش میں ہر طرف روانہ ہوئے۔ عامر بن قتادہ نے آ کر بشارت دی کہ علیؑ زندہ ہیں۔ امیرالمومنینؑ اس طرح تشریف لائے کہ دو شخصوں کو قید کئے ہوئے اور ایک کا سر لیے ہوئے اور تین اونٹ اور تین گھوڑے اور فرمایا جب میں وادی میں پہنچا تو میں نے ان کو اونٹوں پر سوار دیکھا انہوں نے پکار کر کہا تو کون ہے میں نے کہا میں علی بن ابی طالب ابن عم رسولؐ ہوں اس مقتول نے مجھ پر حملہ کیا میرے اور اس کے درمیان چوٹیں چلیں۔ ناگاہ ایک سُرخ رنگ کی ہوا چلی اور مجھے آپ یہ کہتے ہوئے سنائی دیئے اس کی زرہ کو کاٹ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر زرد ہوا چلی اور آپ کی آواز میرے کان میں آئی ران پر حملہ کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا اور اس کو قتل کیا۔ ان دونوں نے کہا ہمارا ساتھی ایک ہزار سوار کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اب آپ ہمارے معاملے میں جلدی نہ کریں ہمیں پتہ چلا ہے کہ محمدؐ بڑے رحیم و شفیق ہیں آپ ہمیں ان کے پاس لے چلیئے۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا پہلی آواز جبریل کی تھی اور دوسری میکائیل کی آنحضرتؐ نے ان دونوں سے مسلمان ہو جانے کو کہا انہوں نے انکار کیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو قتل کر دو۔ جبریل نازل ہوئے اور کہا انہیں قتل نہ کیجئے یہ صاحب حُسن خلق ہیں اور اپنی قوم میں سخی ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے علی انہیں قتل نہ کرو یہ صاحب خلق حسن اور اپنی قوم میں سخی ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ مدینہ سے باہر گئے اور سات روز آپ کا کچھ حال معلوم نہ ہوا حضرت رسولؐ خدا نے رو رو کر بارگاہ باری میں عرض کی۔ خداوندا میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میری قوت اور میرے ابن عم اور مجھ سے کرب دور کرنے والے علیؑ کو بھیج دے، پھر آپ جنت کے ضامن ہوتے اس شخص کے لیے جو حضرت علیؑ کی خبر لائے لوگ تلاش کو نکلے فضل ابن عباس نے بشارت دی آنحضرتؐ استقبال کو نکلے اور داہنے بائیں آگے پیچھے سے تمام بدن دیکھنے لگے۔ فضل نے کہا آپ تو اس طرح دیکھ

رہے ہیں۔ گویا علیؑ لڑائی پر سے آرہے ہیں۔ فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی تھی کہ مشرکین شام کی ایک جماعت تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تم ان کی طرف علیؑ کو بھیجو۔ جبریل ان کے ساتھ ملائک کی ایک ہزار جماعت سے اور میکائیل ایک ہزار کے لشکر سے مدد کو چلے اور ملک الموت مشغول قتال تھے۔

اربعین الخطیب اور شرح ابن القیاض اور اخبار ابو رافع میں حذیفہ ابن الیمان سے مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام رسولؐ اللہ کی خدمت میں آئے جب کہ آپ بیمار تھے۔ دیکھا کہ آپ کا سر ایک نہایت خوبصورت آدمی کی گود میں ہے اور رسول محو خواب ہیں اس شخص نے حضرت علیؑ سے کہا آپ اپنے چچا زاد بھائیؐ کے پاس آیئے آپ مجھ سے زیادہ اس سعادت کے مستحق ہیں۔ حضرت علیؑ نے سر اقدس اپنی آغوش میں لے لیا۔ جب آنحضرتؐ بیدار ہوئے تو حضرت علیؑ نے واقعہ بیان کیا فرمایا وہ جبریل امین تھے مجھ سے باتیں کر رہے تھے جس سے میرے درد میں کمی ہوئی۔

تہذیب اور کافی میں حضرت ابو عبداللہؑ سے مروی ہے کہ جب جبریل تعلیم اذان کے لیے رسولؐ اللہ کے پاس آئے تو حضورؐ کا سر علیؑ کی آغوش میں تھا۔ جبریل نے اذان و اقامت کہی۔ جب رسولؐ اللہ بیدار ہوئے تو فرمایا اے علی تم نے بھی سنا عرض کی جی ہاں فرمایا ان کلمات کو یاد بھی کر لیا۔ عرض کی کر لیا فرمایا بلال کو بلاؤ اور اسے تعلیم دو چنانچہ یہی کیا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا مشرکوں نے میری نافرمانی کی میں نے ان کو اللہ کے تیر سے مارا کسی نے پوچھا اللہ کا تیر کون ہے فرمایا علی ابن ابی طالب میں نے نہیں بھیجا ان کو کسی سریہ کی طرف اور کسی غزوہ کی طرف مگر میں نے دیکھا جبریل ان کی داہنی طرف ہیں اور میکائیل بائیں طرف اور ملک الموت آگے ابر کا سایہ فگن اور اللہ کی نصرت اور ظفر موجود ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے جب رسولؐ اللہ نے غزوۂ تبوک کی غنیمت تقسیم کی تو علیؑ کو جو حفاظت اہل مدینہ کے لیے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے دو حصے دیئے اس بارہ میں لوگوں میں چہ می گوئیاں شروع ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا میں تم کو خدا اور اس کے رسولؐ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے نہیں دیکھا تھا اس شہسوار کو جو حملہ کرتا تھا مشرکین پر داہنی طرف سے لشکر کی اور ان کو شکست دے کر لوٹتا تھا اس نے کہا اے محمدؐ تمہارے ساتھ میرا بھی حصہ ہے میں نے وہ علیؑ کو بخشا یہ میکائیل تھے پس میں نے جبرئیل و میکائیل کے دونوں حصے علیؑ کو دیئے ہیں اس پر آپ نے اور سب لوگوں نے تکبیر کہی۔

روز خیبر حضرت رسولؐ خدا نے آپ کو لباس پہنایا سر پر عمامہ باندھا اور فرس پر خود سوار کیا اور فرمایا اے علیؑ جاؤ جبرئیل تمہارے داہنی طرف میکائیل بائیں طرف اور عزرائیل سامنے ہیں اور اسرافیل پیچھے ہیں اور نصرت خدا تمہارے سر پر ہے اور میری دعا تمہارے پیچھے ہے۔

فرمایا رسولؐ خدا نے علی نے باب خیبر کو چالیس ہاتھ پر پھینکا تھا اور چالیس ملائکہ نے ان کی مدد کی اور علیؑ نے فرمایا میں نے باب خیبر کو جسدی قوت یا غذائی حرکت سے نہیں اکھاڑا بلکہ قوت ملکوتیہ اور اپنے رب کے نور مقدسہ سے۔

ابن نیاض نے شرح الاخبار میں سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ یوم احد حضرت علیؑ کو سولہ زخم لگے اور وہ ہر بار رسولؐ اللہ سے دشمن کو دفع کرتے رہے جب ضرب کھا کر زمین پر گرتے تھے تو جبریلؑ اٹھا لیتے تھے۔

خصائص علویہ میں قیس بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا یوم احد دس ضربیں مجھ پر ایسی پڑیں کہ ان میں چار میں' میں زمین پر گر گیا بس ایک شخص جو نہایت حسین وجمیل اور خوشبو دار بدن والا تھا ہر بار اٹھا کر کھڑا کرتا تھا اور کہتا تھا ان سے مقابلہ کرو تم طاعت خدا اور طاعت رسول میں ہو اور وہ دونوں تم سے راضی ہیں حضرت فرماتے ہیں جب میں نے یہ واقعہ حضرت رسولؐ خدا سے بیان کیا انہوں نے فرمایا وہ جبریل تھے۔

العیون والمحاسن میں ابو عبداللہ العنزی سے مروی ہے کہ کچھ لوگ امیرالمومنینؑ کے پاس آئے اور کہا ہماری طرف تیر اور پیکان آئے بعض نے کہا ہم زخمی ہوئے یہ ذکر جنگ جمل کا ہے حضرت نے فرمایا یہ ملائکہ تھے۔ راوی کہتا ہے پھر نہایت ٹھنڈی ہوا چلی جس کی خنکی نے مجھے زرہ اور لباس کے نیچے محسوس ہوئی پس علیؑ نے اپنی زرہ پہنی اور دشمن سے مقابلہ کو نکلے میں نے اس سے جلدی فتح پاتے کسی کو نہیں دیکھا۔

مروی ہے کہ جب ابوالیسر انصاری عباس کو قید کر کے لایا تو انہوں نے لوگوں سے کہا مجھے میرے بھتیجے علیؑ نے قید کیا ہے حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا انہوں نے سچ کہا وہ ایک فرشتہ تھا بصورت علی۔ وہ ملائکہ جن کو خدا نے میری مدد کے لیے بھیجا سب بصورت علیؑ تھے تاکہ اعدا کے دلوں پر ہیبت بیٹھے۔ ابوالیسر کا بیان ہے میں نے عباس اور عقیل کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک سفید پوش شخص ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہے وہ دونوں کو کھینچے ہوئے علیؑ کے پاس لایا اور کہا یہ تمہارے چچا اور بھائی ہیں تم ان سے جس طرح چاہو پیش آؤ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا وہ جبریل تھے۔

الفصول والعیون اور المحاسن میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے جس زخمی مشرک سے پوچھا جاتا تھا تجھے یہ زخم کس نے لگایا وہ کہتا علی بن ابی طالب نے۔

فضائل عشرہ میں ہے کہ مسجد رسول میں ایک جن آ گیا جب علی علیہ السلام داخل ہوئے تو غائب ہو گیا اور جب چلے آئے تو وہ پھر آ موجود ہوا۔ حضرت رسولؐ خدا نے پوچھا تو علیؑ کی موجودگی میں کیوں غائب ہوا اس نے کہا خدا نے ایک فرشتہ علیؑ کی صورت کا خلق کیا ہے جو انبیاء کے ساتھ قتال کرتا ہے۔

فضائل الصحابہ میں احمد سے خصائص علویہ میں نطنزی سے مروی ہے کہ حارث نے کہا جنگ بدر میں آنحضرتؐ نے فرمایا کون ہے۔ ہمارے لیے کنوئیں سے پانی لائے۔ حضرت علیؑ نے کہا میں لاؤں گا۔ آپ سوار ہو کر کنوئیں کے پاس آئے کنواں بہت گہرا اور تاریک تھا آپ اس میں اترے خدا نے جبرئیل ومیکائیل واسرافیل کو وحی کی کہ محمدؐ اور ان کے گروہ کی نصرت کرو وہ آسمان سے اترے اور ایسی آواز کی کہ جس نے سنی کانپ گیا۔ حضرت کنوئیں سے نکلے تو سب نے سلام کیا۔

محمد بن ثابت نے محمد حنفیہ سے روایت کی ہے کہ روز بدر آنحضرتؐ نے لوگوں سے پانی لانے کے لیے کہا سب خاموش رہے

حضرت علیؑ نے کہا میں لاؤں گا آپ کنوئیں پر آئے اور مشک کو پانی سے بھرا ایک تیز و تند ہوا چلی جس نے مشک کے پانی کو گرا دیا۔ آپ نے دوبارہ مشک بھری پھر بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ چوتھی بار بھر کر آپ خدمت رسول میں لائے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا ریح اول جبریل تھے جو ہزار ملائکہ کو لے کر آئے اور تم پر سلام کیا دوسری ہوا میکائیل تھے وہ بھی ہزار ملائکہ کے ساتھ آئے اور سلام کیا تیسری ہوا اسرافیل تھے وہ بھی ہزار ملائکہ کے ساتھ آئے اور سلام کیا اور یہ سب اس لیے کہ تمہاری حفاظت کریں۔

عبدالرحمٰن بن صالح نے لیث سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے لیے ایک رات میں تین ہزار تین منقبتیں ہیں

عبداللہ بن عباس اور حمید الطویل نے انس سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے نماز پڑھی اور رکوع میں اتنا طول دیا کہ ہم نے گمان کیا کہ وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا علی کہاں ہیں وہ آخر صف میں تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا تم تاخیر سے کیوں آئے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ بلال نے اقامت کہنے میں جلدی کی میں نے حسن کو پکارا کہ وضو کے لیے پانی لاؤ لیکن وہ تھے نہیں ناگاہ ایک ہاتف نے کہا اے ابوالحسن داہنی طرف دیکھو ناگاہ ایک ظرف کو رومال سے ڈھکا پایا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں برف سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار پانی ہے میں نے اس سے وضو کیا اور پیا۔ اور ایک قطرہ سر پر ڈالا تو اس کی خنکی میرے دل تک پہنچی۔ میں نے اس رومال سے اپنا چہرہ پونچھا۔ لیکن میں نے لانے والے کو نہ دیکھا اس کے بعد میں مسجد میں آیا۔ اور جماعت میں شامل ہوا۔ حضرت نے فرمایا وہ ظرف جنّت کے ظروف میں سے تھا۔ اور پانی کوثر کا تھا اور وہ قطرہ تحت عرش سے تھا اور مندیل وسیلے سے تھا۔ لانے والے جبریل تھے اور مندیل ڈھکنے والے میکائیل تھے۔ جبرئیل نے اپنا ہاتھ میرے زانو پر رکھ کر کہا اے محمدؐ توقف کرو تاکہ علیؑ آجائیں اور شریک جماعت ہو جائیں۔

مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے چند بار جبرئیل کو دیکھا۔ دحیہ کلبی کی صورت میں اور جب وہ رسول کا سر اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھے اور جب حضرت علیؑ آئے تو ان سے کہا اب آپ میری جگہ آئیے آپ مجھ سے زیادہ اس سعادت کے مستحق ہیں۔ اور جب حضرت علیؑ وحی کو لکھتے تھے اور جب اعرابی سے ناقہ کو سو درہم میں خریدا اور دوسرے کے ہاتھ ایک سو ساٹھ میں بیچا اور جب آنحضرتؐ کو غسل دیا وغیرہ احمد حنبل نے ان مواقع کو فضائل میں لکھا ہے۔

خدمت کی جبرئیل نے حضرت علیؑ کی چند مواقع پر ابن عباس سے مروی ہے کہ روزے رکھے رسولؐ اللہ نے اور حضرت علیؑ نے ساتھ ساتھ ماہ رمضان میں ہر لیلۃ القدر میں جبرئیل علیؑ کے پاس آتے اور سلام کہتے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کوئی آنے والا جس کو لوگ نہیں دیکھتے تھے مگر اس کا کلام سنتے تھے وہ کہتا تھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدا کی طرف سے تعزیت ہے ہر مصیبت میں اور نجات ہے ہر مہلکہ سے اور جو فوت ہوا ہے اس کی تلافی میں اللہ تعالیٰ نے تم کو چن لیا ہے اور پاک و پاکیزہ بنایا ہے اور تم کو اہل بیت نبی

قرار دیا ہے اور تمہاری سپرد ان کی حکمت کی ہے اور تم کو ان کی کتاب کا وارث بنایا ہے اور ان کے علم کا صندوق قرار دیا ہے اور ان کی عزت کا عصا بنایا ہے اور تم کو ان کی مثال قرار دیا ہے تم کو گناہوں سے دور رکھا ہے اور فتنوں سے محفوظ بنایا ہے خدا کی تعزیت کی بنا پر صبر کرو۔ خدا کی نعمتیں اور برکتیں تم سے زائل نہ ہوں گی۔

حضرت علیؑ نے یوم شوریٰ فرمایا تم میں کون سوائے میرے ہے جس نے رسول کو غسل دیا اور جبرئیل نے مجھ سے سرگوشی کی اور میں نے ان کے ہاتھ کی خنکی محسوس کی۔

حضرت علیؑ کا مقام انبیا و اوصیا کے ساتھ

عبایہ بن ربعی الاسدی سے مروی ہے کہ میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا آپ کے پاس ایک پرہیبت بزرگ بیٹھے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام ان سے باتیں کر رہے ہیں جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے پوچھا اے امیر المومنین یہ کون تھے فرمایا یہ وصی موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ صفین میں علی علیہ السلام نے وضو کیا اور اذان دی، ناگاہ پہاڑ پھٹا اور اس کے اندر سے ایک صاحب نکلے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید اور چہرہ تابندہ تھا انہوں نے کہا السلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته مرحبا بوصي خاتم النبيين وقائد الغر المحجلين اے سب سے بڑے عزت والے صدیقوں کا ثواب حاصل کرنے والے اے اوصیاء کے سردار۔ حضرت نے فرمایا وعليك السلام يااخي شمعون بن حمون وصي عيسى بن مريم روح القدس کہیے آپ کا کیا حال ہے فرمایا بخیر یرحمک اللہ۔ میں روح اللہ کے نزول کا منتظر ہوں اور میں آپ کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا جو راہ خدا میں اتنی مصیبتیں اٹھانے والا ہو اور اتنا عظیم المرتبت ہو۔ اے میرے بھائی علیؑ اپنی حق تلفی پر صبر کرو۔ کل تم اپنے حبیب سے ملاقات کروگے اپنے اصحاب سے جو اوصیاء انبیا سے ہوں گے جن پر بنی اسرائیل سے بڑی بڑی مصیبتیں آئیں آروں سے چیرے گئے اور سولیوں پر چڑھائے گئے۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص دو سبز چادروں میں لپٹا ہوا آیا جس کی سفید داڑھی تھی اس نے امیر المومنینؑ کو سلام کیا اور جھک کر بوسہ دیا اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلا۔ ہم بھی پیچھے پیچھے چلے۔ جب وہ شخص رخصت ہوا تو ہم نے امیر المومنینؑ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے انہوں نے فرمایا یہ میرے بھائی خضر تھے۔

امیرالمومنینؑ سے مروی ہے کہ جب رسولؐ اللہ کی روح قبض ہوئی تو ایک آنے والا محسوس ہوا جس کو لوگوں نے نہ دیکھا لیکن یہ آواز سنی۔ السلام علیکم اهل البیت ورحمة الله وبرکاته اللہ کی طرف سے تعلیم صبر ہے ہر مصیبت میں اور نجات ہے ہر مہلک سے اور تلافی مافات ہے اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے لو لگاؤ محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو حضرت علیؑ نے لوگوں سے کہا جانتے ہو یہ کون ہیں یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

محمد بن یحییٰ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ طواف کعبہ کر رہے تھے کہ ایک شخص کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا یامن لا یشغله سمع عن سمع یامن لایغلطه السائلون یامن لایتبرم بالحاح الملحین اذقني برد عفوك وحلاوة مغفرتك ۔حضرت علیؑ نے کہا اے بندے تیری دعا کیا اچھی ہے۔ اس نے کہا ہر نماز کے بعد اس کو پڑھا کیجیے۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضے میں خضر کی جان ہے اگر کسی کے گناہ بقدر نجوم سما قطرات دریا اور برابر ریگ صحرا بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔

مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام مسجد کوفہ میں تھے کہ ایک سفید پوش باب الفیل سے داخل ہوا دربان اس کے پیچھے پیچھے آئے۔ امیرالمومنینؑ نے ان سے کہا تم کیوں آ رہے ہو۔ انہوں نے کہا اس خوف سے کہ یہ آپ کو قتل نہ کر دے فرمایا پلٹ جاؤ۔ خدا تم پر رحم کرے تم اہل ارض سے میری حفاظت کرنا چاہتے ہو اہل آسمان سے میری حفاظت کون کرے گا۔ یہ شخص کچھ دیر حضرت سے سوال کرتا رہا اس نے کہا اے امیرالمومنین آپ نے خلافت کو عزت و زینت بخشی اور خود کو زینت نہ دی امت محمدی آپ کی محتاج ہے آپ اس کے محتاج نہیں جس قوم نے اپنے کو آپ سے مقدم کیا اور آپ کی مجلس میں نہ بیٹھے ان کا عذاب اللہ پر ہے آپ دنیا کو چھوڑنے والے ہیں آسمانوں اور زمین میں آپ کا بڑا مرتبہ ہے آخرت میں آپ کے لیے کثیر منازل ہیں جن سے آپ کے شیعوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ بیشک آپ سیدالاوصیا ہیں اور آپ کے بھائی سیدالانبیاء ہیں پھر آئمہ اثنا عشر کا ذکر کیا اور واپس گئے۔ امیرالمومنینؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم ان کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ میرے بھائی خضر تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ خضر و علیؑ ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت علیؑ نے کہا کوئی حکمت کی بات کہیے۔ انہوں نے کہا کیا اچھی ہے تواضع اغنیا کی فقرا کے ساتھ جو باعث قربت الہٰی ہے اس کو آب زر سے لکھنا چاہیے۔

مروی ہے کہ امیرالمومنین نے احتجاج کیا خلیفہ اوّل سے اور فرمایا اس وقت تو راضی ہوگے جب رسول تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ کر دیں انہوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے حضرت ان کا ہاتھ پکڑ کر مسجد قبا میں آئے۔ ناگاہ وہاں رسولؐ اللہ کو پایا۔ حضرت نے علیؑ کے حق میں فیصلہ دیا۔

زیارت انبیاء و اوصیاء ان کے مرنے یا غائب ہونے کے بعد حضرت علیؑ کی جلالت قدر کی دلیل ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔

حضرت علیؑ کے حالات ابلیس اور اس کے لشکر کے ساتھ

شرائع ابن بابویہ میں سلمان سے مروی ہے کہ ابلیس کا گزر ایسے لوگوں کی طرف سے ہوا جو حضرت علیؑ کو گالیاں دے رہے تھے اس نے کہا وائے ہو تم پر یہ کیا بک رہے ہو۔ میں نے اللہ کی عبادت قوم جن میں رہ کر بارہ ہزار سال کی جب قوم جن کو ہلاک کیا تو میں نے خدا سے اپنی تنہائی کی شکایت کی پس میں آسمانی دنیا پر بلا لیا گیا۔ وہاں میں نے ملائکہ میں رہ کر ۱۲ ہزار سال عبادت خدا کی اسی زمانہ میں ہماری طرف سے ایک نور گزرا جسے دیکھ کر سب نے سجدہ کیا۔ خدا کی طرف سے ایک ندا آئی۔ یہ نور نہ کسی ملک مقرب کا ہے اور نہ نبی مرسل کا بلکہ یہ نور ہے علی ابن ابی طالب کا۔

جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے علی فلاں وادی میں جاؤ پس آپ روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو گھومے پھرے کسی کو نہ پایا اس کے دروازہ پر ایک پیر مرد سے ملاقات ہوئی۔ حضرت سے پوچھا تم یہاں کیسے آئے فرمایا مجھے رسول اللہؐ نے بھیجا ہے اس نے کہا آپ مجھے پہچانتے ہیں فرمایا غالباً تو ابلیس ملعون ہے اس نے کہا میں آپ سے کشتی لڑوں گا۔ حضرت نے اسے پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں تو ایک بشارت دوں آپ نے چھوڑ دیا اور فرمایا کیا بشارت ہے اس نے کہا قیامت کے دن حسنؑ آپ کے داہنی طرف ہوں گے اور حسینؑ بائیں طرف تحت عرش اور یہ تمہارے شیعوں کو جنت کا پروانہ دیں گے اس کے بعد وہ پھر کشتی لڑنے پر تیار ہوا۔ حضرت نے پھر اسے پچھاڑ دیا۔ اب کی بار پھر اس نے وہی کہا کہ مجھے چھوڑ دیجئے تو آپ کو ایک بشارت دوں آپ نے پھر چھوڑ دیا۔ اس نے کہا سنو جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو ان کی پشت سے نکالا ذروں کی طرح پھر ان سے میثاق لیا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (سورہ الاعراف ۱۷۲/۷) پس ان کو ان کے نفس پر گواہ قرار دیا پھر محمد کے اور تمہارے متعلق میثاق لیا۔ پس آپ کی ذات سے سب کا تعارف کرایا پس جس نے آپ سے محبت کی اس نے بھی پہچان لیا اور جس نے بغض رکھا اس نے بھی پہچان لیا تیر چلا پھر ایسا ہی ہوا اور اس نے بشارت دی کہ جو آپ سے بغض رکھے گا وہ وہی ہوگا جس کے باپ کے ساتھ میں انعقاد نطفہ میں شریک رہا ہوں گا کیا آپ نے کتاب خدا میں نہیں پڑھا وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۶۴)

تاریخ لخطیب اور کتاب نطنزی میں اپنی اپنی اسناد سے اور ابانہ میں خرکوشی نے اپنی اسناد سے اور فاطمی

ابوالحسن نے اپنی اسناد سے اور ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے جیسے ابوجعفر ابن بابویہ نے الامتحان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں اور رسول اللہؐ اور علیؑ صحن کعبہ میں تھے کہ ایک عظیم الجثہ انسان رکن یمانی کے پاس نظر آیا اس پر رسول اللہؐ نے تھوکا اور فرمایا لعنت ہو حضرت علیؑ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون ہے فرمایا تم نہیں جانتے یہ ابلیس لعین ہے حضرت علیؑ نے بڑھ کر اس کی گردن پکڑ لی اور چاہا کہ اسے قتل کر ڈالیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا چھوڑ دو اسے وقت معلوم تک مہلت دی گئی۔ حضرت نے چھوڑ دیا اس نے کہا اے علیؑ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ آپ پر اور آپ کے شیعوں پر مجھے غلبہ حاصل نہ ہوگا واللہ تم سے بغض نہ رکھے گا مگر وہ جس کے نطفہ میں شریک ہوں گا۔

کتاب ابراہیم میں ابو سارہ شامی نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے اور کتاب ابن فیاض میں اسمٰعیل بن ابان نے اپنی اسناد سے ایک روز رسول اللہؐ کے پیچھے علی علیہ السلام اور بلال جا رہے تھے جب وہ ایک پہاڑ پر پہونچے تو آنحضرتؐ کے نشان قدم کا پتہ نہ چلا اور آنحضرتؐ سے الگ ہو گئے۔ ابھی دونوں آنحضرتؐ کی تلاش ہی میں تھے کہ ایک شخص کو دیکھا عصا پر تکیہ کیے کھڑا ہے اور چادر اپنے کندھوں پر چرواہوں کی طرح ڈالے ہوئے ہے آپ نے اس سے پوچھا تو نے رسول اللہؐ کو کہیں دیکھا ہے اس نے کہا کیا اللہ کا کوئی رسول بھی ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ کو غصہ آیا اور ایک پتھر اس کی پیشانی پر مارا وہ چیخا اس کی آواز کے ساتھ بہت سے سوار اور پیادے آ گئے اور انہوں نے حضرت علیؑ کو گھیر لیا۔ اسی اثنا میں دو طائر پہاڑ کی طرف سے آئے ایک داہنی طرف ہوا دوسرا بائیں طرف اور انہوں نے اپنے پروں سے اس گروہ کو مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ گروہ غائب ہو گیا اور وہ دونوں طائر واپس ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت علیؑ اور بلال پہاڑ پر چڑھ گئے تو حضرت رسولؐ خدا سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا وہ طائر جبریل و میکائیل تھے جو تم کو ابلیس اور اس کے لشکر سے بچانے آئے تھے وہ مجھ سے باتیں کر رہے تھے ابلیس کی آواز سن کر تمہاری مدد کے لیے آ گئے۔

ابی بکر ہبۃ اللہ العلانی نے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی و علی و جعفر جناب فاطمہؑ کے گھر آئے وہ مشغول نماز تھیں۔ جب نماز تمام کی تو دیکھا آپ کے داہنی طرف ایک طبق خرموں کا بھرا ہوا رکھا ہے اور بائیں طرف سات روٹیاں ہیں جن پر ایک پرندہ بھنا ہوا رکھا ہے اور ایک پیالے میں دودھ دوسرے میں شہد، تیسرے میں جنت کی شراب طہور اور چوتھے میں کوثر کا پانی، آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا خدا کی تعریف کی اور درود بھیجا اور یہ خدائی تحفہ سب کے سامنے رکھا۔ ایک سائل نے دروازہ پر آواز دی، جناب سیدہ نے کچھ دینے کا ارادہ کیا۔ آنحضرتؐ مسکرائے اور فرمایا اس سائل پر یہ غذا حرام ہے یہ ابلیس ہے اگر یہ اس میں سے کھا لیتا تو اہل جنت سے ہو جاتا۔ جب باہر نکلے تو آنحضرتؐ نے اس کو ڈانٹا تیرے اور ہمارے درمیان تلوار سے فیصلہ ہوگا اے ملعون کیا تو نہیں جانتا کہ یہ گھر کس کا ہے اس نے کہا میں علیؑ کو دیکھنا چاہتا تھا۔

ایسی ہی روایت ابو اسحٰق العدل الطبری نے بھی تھوڑے سے تغیر الفاظ کے ساتھ لکھی ہے۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ جب علی علیہ السلام نے آنحضرتؐ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو گھر میں ایک آواز سنی گئی۔ تمہارا نبی

طاہر و مطہر ہے اسے بے غسل ہی دفن کر دو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا دور ہو اے دشمن خدا، رسول نے مجھے غسل و کفن و دفن کا حکم دیا ہے اور یہ سنت رسول ہے اس کے بعد ایک منادی نے ندا دی اے علیؑ شرمگاہِ رسول کو برہنہ نہ کرنا چھپائے رہنا اور قمیص نہ اتارنا۔

کافی کلینی میں جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز امیر المومنین منبر پر بیان فرما رہے تھے ناگاہ ایک اژدھا مسجد کے دروازہ کی طرف سے بڑھا لوگوں نے اسے قتل کر دینا چاہا امیر المومنینؑ نے منع کیا وہ حضرت کے قریب پہنچا آپ نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں عمیر ابن عثمان جن کا بیٹا ہوں جس کو آپ نے قوم جن کا خلیفہ بنایا تھا وہ مر گیا اور یہ وصیت کر گیا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معلوم کروں کہ اس کا جانشین کون ہوگا۔

حضرت نے فرمایا تجھ کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں تو میرا خلیفہ اور اپنے باپ کا جانشین اپنی قوم میں ہے۔

حضرت علیؑ کا ذکر کتب آسمانی میں

کافی میں محمد بن فضیل سے مروی ہے کہ ولایت علی مکتوب ہے صحف انبیاء میں۔ خدا نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر نبوت محمدؐ اور وصایت علیؑ کے ساتھ۔

صاحب شرح الاخبار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آیہ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (سورہ البقرہ ۱۳۲/۲) میں مراد ولایت علیؑ ہے۔

مروی ہے کہ جناب سلمان نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں تم کو خبر دوں تم کو علیؑ کی اس فضیلت کی جو توریت میں ہے تو تم میں سے ایک گروہ یہ کہے گا کہ سلمان مجنوں ہے۔

روضۃ الواعظین نیشاپوری نے روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت اسد وقت ولادت رسول خدا موجود تھیں جب صبح کا وقت ہوا تو انہوں نے ابو طالب سے کہا رات میں نے عجیب باتیں دیکھیں یعنی ملائکہ وغیرہ کی موجودگی آپ نے فرمایا منتظر رہو چند سال بعد ایسا ہی تمہارے لیے بھی ہوگا پس امیر المومنینؑ تیس سال بعد پیدا ہوئے۔

کتاب مولد امیر المومنین ابن بابویہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت ابو طالب حجر اسود کے پاس سو رہے تھے آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کی طرف ایک دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک نور نکلا جو آپ کے چاروں طرف آ گیا آپ نے یہ خواب راہب جحفہ سے بیان کیا اس نے ولادت امیر المومنینؑ کی بشارت دی۔

ایک روز حجر اسود کے پاس سوئے تو خواب میں دیکھا کہ کسی نے ان کو لعقوت کا تاج اور ریشم کا پاجامہ پہنایا اور ایک

کہنے والے نے کہا اے ابو طالب تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور تمہارے ہاتھوں کو فتح نصیب ہوئی اور تمہاری خواب اچھی ثابت ہوئی۔ تمہارا لڑکا پیدا ہوا جو شہر کا مالک ہے اور حاسدوں کی رغم الف کے لیے اس کی ولادت عظیم ہے۔ یہ خواب دیکھ کر ابو طالب خوش و خرم بیدار ہوئے اور کعبہ کا طواف کیا۔

ابراہیم نخعی نے علقمہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ راہب قرقیا امیرالمومنینؑ کے پاس آیا آپ نے اس سے فرمایا مرحبا اے بحیرا اے اصغر شمعون الصفا کی کتاب کہاں ہے اس نے کہا اے امیرالمومنینؑ آپ کو اس کی اطلاع کیسے ملی فرمایا ہمارے پاس تمام اشیا کا علم ہے اور تمام تفاسیر و معانی کا علم ہے پس اس نے کتاب کو نکالا آپ نے فرمایا اس کتاب کو اپنے پاس رکھو اور مجھ سے سن۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم جو گزرنا تھا گزر گیا اور اب امیین میں سے ایک رسول مبعوث ہونے والا ہے جو ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا اور فی سبیل اللہ ان کی رہنمائی کرے گا۔ وہ کھری طبیعت والا اور سخت دل نہ ہوگا۔ اور پھر دیگر صفات کے بعد کہا کہ اس کی اُمت میں اختلاف ہوگا۔ پھر ایک شخص اس کی اُمت سے فرات کے کنارے پر ظاہر ہوگا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے گا اور حق پر فیصلہ کرے گا۔ پھر اس کی سیرت کا ذکر تھا۔ اس کے بعد تھا کہ اس تک پہنچ اور اس کی مدد کر بے شک اس کی نصرت عبادت ہے اور اس کے ساتھ قتل ہونا شہادت۔

یہ پڑھ کر امیرالمومنین نے فرمایا حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے بھولا ہوا قرار نہ دیا اور جس نے اپنے بندہ کا ذکر کتب ابرار میں کیا۔ یہ شخص حضرت علیؑ کے ساتھ صفین میں قتل ہوا۔

امالی ابوالفضل شیبانی اور اعلام النبوۃ ماوردی میں منقول ہے کہ جب امیرالمومنین جانب فرات بلیخ میں پہنچے تو شمعون بن یوحنا ان پر ظاہر ہوئے اور ایک تحریر پڑھی جو مسیح علیہ السلام کی لکھی ہوئی تھی جس میں بعثت نبی اور آنحضرتؐ کی صفات کا ذکر تھا۔ شمعون نے کہا جب مسیح کا توفی نہ ہوا تو ان کی امت میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ پھر اتفاق ہوا پھر اختلاف ہوا یہاں تک کہ یہ سلسلہ امت محمدی تک آیا۔ خلافت کے تیسرے دور میں لوگوں نے خلیفہ کو قتل کر دیا اس کے بعد لوگوں نے نبی کے وصی کی طرف رجوع کی، لیکن ایک گروہ نے بغاوت شروع کر دی اور نیام سے تلواریں نکل آئیں پھر شمعون نے حضرت علیؑ کی سیرت اور زہد کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے پھر کہا میں نے آپ کو پہچانا اور آپ کے پاس آیا امیرالمومنین نے یہ کلام سن کر سجدہ کیا اور بارگاہ باری میں عرض کی اے منعم حقیقی تیرا شکر گزار ہوں حمد ہے اس ذات پاک کے لیے جس نے میرے ذکر کو باقی رکھا اور مجھے بھولا ہوا قرار نہ دیا۔ یہ راہب مسلمان ہو کر لیلۃ الہریر میں قتل ہوا۔

کافی میں کلینی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ کچھ لوگ حضرت علیؑ کے پاس ماہ رمضان میں افطار کے لیے آئے۔ حضرت نے ان سے پوچھا کیا تم یہودی ہو انہوں نے کہا نہیں فرمایا تو پھر نصاریٰ ہو انہوں نے کہا نہیں فرمایا تو پھر مسلمان ہو انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم اس کا اقرار کرتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں انہوں نے

کہا اللہ کے ایک ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن ہم محمدؐ کو نہیں پہچانتے۔ حضرت نے فرمایا اس کا اقرار کرو ورنہ میں تم کو قتل کر دوں گا۔ پھر اس سے انہوں نے انکار کیا آپ نے ان کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ کیا بدعت ہے آپ نے دین محمد میں احداث کیا آپ نے فرمایا کیا تم کو وہ نو آئتیں معلوم نہیں جو طور سینیٰ پر موسیٰ پر نازل ہوئی تھیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ بعد وفات موسیٰ ایک قوم یوشع بن نون کے پاس آئی جس نے لاالہٰ کی تو گواہی دی لیکن موسیٰ کے رسول ہونے کا اقرار نہ کیا یوشع نے ان کو اسی طرح قتل کیا جیسے میں نے۔ اس یہودی نے جو معترض تھا یہ سن کر کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا اور اس نے اپنی جیب سے ایک تحریر نکالی اور امیرالمومنینؑ کو دی، حضرت اس کو پڑھ کر رونے لگے۔ یہودی نے کہا آپ روتے کیوں ہیں فرمایا اس میں میرا نام لکھا ہے۔ یہ میرا رونا خوشی کا ہے اس نے کہا میں بھی دیکھوں آپ کا نام کہاں ہے فرمایا میرا نام ایلیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس صحیفۂ ابرار میں میرا نام ہے۔

اس بارے میں بہت سے لوگ بشارت دینے والے ہیں جیسے سلمیٰ قیس بن ساعدہ۔ تبع الملک عبدالمطلب اور ابوطالب اور ابوالحارث بن اسعد حمیری جو سات سو سال قبل تھا۔

حضرتِ علیؑ کا مقام انبیاء و اوصیاء میں

زادان نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ جاثلیق چند نصرانی علما کے ساتھ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور چند سوالات کیے وہ جواب نہ دے سکے تو حضرت عمرؓ نے کہا ایسے سوالات سے باز آؤ ورنہ میں تمہارا خون مباح کر دوں گا جاثلیق نے کہا کیا عدل یہی ہے کہ جو شخص طلب ہدایت کرے اسے قتل کر دیا جائے مجھے کوئی ایسا شخص بتایئے جس سے میں اپنے سوالات کا جواب پا سکوں اسی اثنا میں حضرت علیؑ آ گئے آپ نے فرمایا پوچھ جو پوچھنا چاہتا ہے۔

نصرانی:۔ آیا آپ مومن خدا کی طرف سے ہیں یا اپنے نفس کی طرف سے۔

علیؑ: میں اللہ کے نزدیک اسی طرح مومن ہوں جیسے اپنے نفس کے نزدیک اپنے عقیدہ میں۔

نصرانی:۔ جنت میں آپ کی منزلت کیا ہے؟

علیؑ:۔ میری منزلت نبی امی کے ساتھ فردوس اعلیٰ میں ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں میرے رب نے وعدہ کیا ہے۔

نصرانی:۔ آپ کو اس وعدہ کا علم کیسے ہوا۔

علیؑ:۔ اس کتاب سے جو ہمارے نبی پر نازل ہوئی اور نبی مرسل نے تصدیق کی۔

نصرانی:۔ آپ نے اپنے نبی کی صداقت کو کیسے جانا؟

علیؑ:۔ آیات باہرات سے اور معجزات بینات سے۔

نصرانی :۔ اچھا مجھے یہ بتائیے اللہ کہاں ہے؟

علیؑ :۔ اللہ اس سے بزرگ و برتر ہے کہ اس کے لیے کوئی جگہ ہو اس کو مکان کی حاجت نہیں وہ ہمیشہ سے ہے مگر کسی جگہ میں سمایا ہوا نہیں وہ ہمیشہ سے ایک ہی حال میں ہے تغیّر کو اس میں راہ نہیں۔

نصرانی :۔ وہ حواس سے محسوس ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتا تو پھر اس کی معرفت کا ذریعہ کیا ہے؟

علیؑ :۔ خدا کی ذات اس سے بری ہے کہ اس کے لیے کوئی مقدار ہو یا اس کا ادراک حواس سے کیا جا سکے یا اس کا قیاس آدمیوں پر کیا جائے اس کی معرفت کا ذریعہ اس کی روشن صنایع ہیں جو صاحبان عقل کی رہنمائی کرتی ہیں۔

نصرانی :۔ اچھا یہ بتائیے کہ آپ کے نبی نے مسیح کے بارے میں کیا کہا ہے کیا وہ مخلوق ہیں۔

علیؑ :۔ ان کا مخلوق ہونا ان کی ترکیب جسمانی سے ثابت ہے، ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلنا اس کی دلیل ہے، زیادتی و نقصان کے حالات حدوث میں سے ہے لیکن اس سے ان کی نبوت اور عصمت اور کمال و تائید میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا۔

نصرانی :۔ آپ کا علم وہبی ہے یا اکتسابی۔

علیؑ :۔ میرا علم جو بما کان وما یکون : سے متعلق ہے وہبی ہے۔

نصرانی :۔ آپ کے دعوے کی تصدیق کیسے ہو؟

علیؑ :۔ میں بتاتا ہوں کہ تو اپنے گھر سے یہ خیال لے کر چلا تھا کہ جوابات کو تسلیم نہ کرے گا اور اپنے مقابل کو لاجواب کرنے کی کوشش کرے گا میں نے خواب میں تجھ کو اپنا مقام دکھا دیا اور تجھ سے کلام بھی کیا اور تو میری مخالفت سے ڈرا بھی اور میں نے تجھ کو اپنے اتباع کا حکم دیا۔

نصرانی :۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا انا اشھد ان لا إله إلا الله وان محمداً رسول الله وانك وصي رسول الله واحق الناس بمقابلہ اس کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے عمر نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اے شخص تو نے ہدایت پائی اور تو نے جان لیا کہ علم نبوت رسول کے اہل بیت میں ہے۔

حضرت علیؑ اور اخبار بالغیب

ابراہیم ابن عمر سے مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا اگر میں کسی معتبر آدمی کو پاتا تو اس کے ساتھ یہ مال لبنان کے کے شیعوں کو بھیجتا میں نے اپنے دل میں کہا اس مال کو لے لوں اور پانی کے راستے سے نکل جاؤں میں نے عرض کی یا امیر المومنین وہ مال مجھے دیجئے میں لے جاؤں گا مداین کی طرف سے فرمایا اے شخص اپنے کو پانی کے راستے سے بچا۔

مینا غلام عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ علیؑ نے اپنے لشکر میں شور و غل سنا پوچھا کیا بات ہے لوگوں نے کہا معاویہ قتل ہو گیا، فرمایا خدا کی قسم وہ قتل نہیں ہو گا جب تک اُمّت کا اجماع اس پر نہ ہو۔ لوگوں نے کہا اے امیرالمومنینؑ پھر ہم اس سے لڑتے کیوں ہیں فرمایا میں اپنے اور اللہ کے درمیان اس کے معاملہ میں عذر کا متلاشی ہوں۔ مروان الاصفر سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے کہ ایک سوار شام سے آیا اور اس نے معاویہ کی موت کی خبر سنائی۔ آپ نے فرمایا تو موت کے وقت موجود تھا اس نے کہا میں نے اس کی قبر کو مٹی دی ہے۔ فرمایا تو جھوٹا ہے۔ لوگوں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ جھوٹا ہے فرمایا وہ نہیں مرے گا جب تک ایسا ایسا نہ کرے گا۔ اپنے عہد حکومت میں انہوں نے کہا پھر ہم اس سے لڑتے کیوں ہیں فرمایا اتماماً للحجۃ۔

محاضرات الراغب اصفہانی میں ہے کہ حضرت نے فرمایا ابن ہند نہیں مرے گا جب تک اس کی گردن میں صلیب نہ لٹکے اس کو احنف بن قیس ابن شہاب زہری۔ اعثم کوفی۔ ابو حیان التوحیدی وغیرہ نے بھی لکھا ہے عمار بن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا لوگو صفوں میں ندا کرو کہ کوئی مجھ سے کا وہ ہے ہر طرف سے آواز آئی ہم راضی ہیں ہم نے منظور کیا ہم نے اطاعت قبول کی رسول کی اور ان کے ابن عم کی۔ حضرت نے فرمایا اے عمار کھڑے ہو اور ہر ایک کو تین تین دینار دو اور تین دینار میرے لیے رکھو۔ عمار اور ابو الہیثم کچھ لوگوں کے ساتھ بیت المال میں گئے وہاں تین ہزار دینار پائے اور شمار میں آدمی ایک ہزار تھے عمار نے کہا واللہ حق تمہارے رب کی طرف سے آیا۔ حضرت مال کو جانتے تھے مگر لوگوں کی تعداد معلوم نہ تھی۔

مرجیہ اور ناصبی فرقہ والوں نے ابوجہم عدوی سے جو حضرت علیؑ کا دشمن تھا نقل کیا ہے میں عثمان کا خط لے کر معاویہ کی طرف چلا میں نے خط کو خوب لپیٹ کر اپنی تلوار کے قبضہ میں رکھا تھا اور میں راستہ سے ہٹ کر چلا تھا اور رات تاریک تھی جب میں مقام جرف کے قریب پہنچا تو میں نے علی ابن ابی طالب کو اور ان کے ساتھ لوگوں کو آتے دیکھا انہوں نے مجھ سے کہا اے صخر کہاں جاتا ہے میں نے کہا فلاں مقام پر انہوں نے کہا یہ تیری تلوار کی ڈاب میں کیا ہے۔ میں نے کہا آپ مزاح کر رہے ہیں پس آپ نے اس خط کو نکال لیا۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ ایک شخص امیرالمومنینؑ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کو باطن میں بھی اسی طرح دوست رکھتا ہوں جس طرح ظاہر میں حضرت کے ہاتھ میں جو لکڑی تھی ہلکے ہلکے اس کو تھوڑی دیر زمین پر مارتے رہے پھر سر اُٹھا کر فرمایا اے شخص تو نے جھوٹ بولا پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں پھر آپ نے چھڑی کی نوک زمین پر ماری اور سر اٹھا کر کہا تو نے سچ کہا ہے۔ ہماری طینت مرحومہ ہے یوم میثاق اللہ نے اس کے متعلق عہد لیا ہے پس قیامت تک نہ اس میں کوئی داخل ہو سکتا ہے اور نہ اس سے خارج۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہم جب کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اس کے چہرے سے حقیقت ایمان کو جان لیتے ہیں اور حقیقت نفاق کو پرکھ لیتے ہیں۔

علی بن نعمان اور محمد بن یسار نے ابو عبداللہؑ سے روایت کی ہے کہ عائشہ نے ایک شخص کو تلاش کیا جو حضرت علیؑ سے سخت عداوت رکھتا تھا اور اس سے کہا میرا یہ خط علیؑ کے پاس لے جا وہ شخص خط لے کر چلا۔ جب حضرت علیؑ سے ملاقات ہوئی آپ نے وہ خط لے لیا اور اس کی مہر توڑ کر پڑھا اور فرمایا تو میرے گھر چل وہاں تجھ کو کھانا پانی ملے گا اور میں تیرے خط کا جواب لکھ دوں گا اس نے کہا یہ نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں اگر تجھ سے کچھ سوالات کروں تو تو جوابات دے گا اس نے کہا ہاں فرمایا کیا تجھ سے عائشہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے لیے ایک ایسا شخص تلاش کر جو عداوت علیؑ میں سب سے زیادہ سخت ہو جب تو آیا تو پوچھا تیری عداوت کس حد تک ہے تو، تو نے کہا اگر وہ اور ان کے اصحاب میرے گھیرے میں آجائیں تو میں تلواریں مار کر ان کا خون بہا دوں اس نے کہا ایسا ہی ہے۔ فرمایا پھر تجھ سے کہا یہ میرا خط لے جا اور علیؑ تک پہنچا چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں اگر سفر میں ہوں گے تو رسول اللہؐ کے بغلہ پر سوار ہوں گے کندھے پہ کمان ہوگی اصحاب پیچھے پیچھے ہوں گے اس نے کہا ٹھیک ہے فرمایا اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر وہ کھانا پانی دیں تو نہ کھانا پینا اس میں جادو ہوگا۔ اس نے کہا درست ہے میں آپ کا سب سے زیادہ دشمن بن کر آیا تھا اور اب میں دنیا میں آپ کا سب سے زیادہ دوست ہوں اب آپ جو چاہے حکم دیجیے۔ فرمایا میری یہ کتاب ان کے پاس لے جا اور کہنا تم کو خدا اور رسول نے گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا لیکن تم نے خدا اور رسول کی اطاعت نہ کی اس شخص نے امیرالمومنینؑ کا پیغام پہنچایا اور پھر حضرت کی خدمت میں واپس آگیا۔

اصبغ سے مروی ہے کہ ہم نے امیرالمومنینؑ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ ایک شخص مسافرانہ حیثیت میں وارد ہوا حضرت نے پوچھا تو کہاں سے آ رہا ہے اس نے کہا شام سے۔ فرمایا کیا چیز تجھے یہاں لائی اس نے کہا ایک حاجت فرمایا وہ کیا ہے تو بتا دے یا میں تیرا قصہ بیان کر دوں۔ اس نے کہا آپ ہی بیان کر دیں فرمایا معاویہ نے فلاں سال فلاں ماہ اور فلاں منادی کرا دی کہ جو شخص علیؑ کو قتل کرے گا اس کو دس ہزار دینار انعام دوں گا ایک شخص نے کہا میں یہ کام کروں گا لیکن جب گھر گیا تو نادم ہوا اور دل میں کہا بھلا کیسے ممکن ہے کہ میں ابن عم رسول اور رسول کے نواسوں کے باپ کو قتل کر دوں۔ دوسرے دن پھر یہی منادی کرائی اور بیس ہزار دینار کا وعدہ کیا پس تو آمادہ ہوا تو بنی حمیر سے ہے اس نے کہا آپ نے سچ کہا ہے اب آپ کی کیا رائے ہے میں واپس جاؤں یا نہیں۔ فرمایا واپس جا اور قنبر سے فرمایا اس کو زاد و راحلہ دو۔

اسحٰق بن حسان نے اصبغ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے حکم دیا کہ ہم کوفہ سے مدائن جائیں گے پس ہم یکشنبہ کو چلے اور ہمارے پیچھے چلے عمرو بن حریث اور اشعث بن قیس اور جریر ابن عبداللہ بجلی مع دیگر پانچ آدمیوں کے وہ نکلے حیرہ کے مکان خورنق اور سدیر سے اور کہنے لگے ہم یوم جمعہ جا ملیں گے علیؑ سے قبل اس کے کہ لوگ جمع ہوں اور ان کے ساتھ نماز پڑھیں گے اسی اثناء میں کہ وہ سب بیٹھے تھے ایک گوہ نکلی انہوں نے اسے شکار کر لیا۔ عمرو بن حریث نے اس کا ہاتھ پھیلا کر کہا یہ امیرالمومنینؑ اس کی بیعت کرو ان سب نے بیعت کی اور وہاں سے کوچ کیا اور کہنے لگے علی بن ابی طالب کا گمان یہ ہے کہ وہ غیب کا حال جانتے ہیں پس ہم نے ان سے خلع بیعت کر کے ان کی بجائے اس گوہ سے بیعت کر لی وہ جمعہ کے دن مدائن پہنچے اور مسجد میں داخل ہوئے

امیرالمومنینؑ مسجد میں خطبہ بیان فرما رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت رسول خداؐ نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ایک ایک ہزار باب علم کا اور منکشف ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم روز قیامت ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس روز آٹھ آدمی ایسے آئیں گے جن کا امام گوہ ہوگی۔ میں ان کے نام بھی جانتا ہوں یہ سن کر سب کے رنگ اڑ گئے اور بدن تھر تھر کانپنے لگے۔

عبداللہ ابن ابو رافع سے مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کتاب خدا کے مطابق حکم کرنا اور اس سے تجاوز نہ کرنا جب وہ چلا گیا تو فرمایا اس نے مجھ سے فریب کیا میں نے کہا اے امیرالمومنینؑ جب آپ جانتے ہیں کہ یہ فریبی ہے تو آپ نے اسے حکم کیوں بنایا۔ فرمایا بیٹا اگر اللہ کا علم اس کی مخلوق میں اس کے علم کے لحاظ سے ہوتا تو رسولوں کے بھیجنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔

بیعت کے بعد طلحہ اور زبیر نے امیرالمومنینؑ سے عمرہ کرنے کے لیے مکہ جانے کی اجازت چاہی حضرت نے ان کے رخصت ہونے کے بعد فرمایا واللہ یہ عمرہ کرنے نہیں جاتے بلکہ بصرہ جانا چاہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ فتنہ برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا بوجہ فاجر داخل ہوئے اور بوجہ غادر نکلے یہ ایک لشکر میں شامل ہوں گے اور دونوں قتل کیے جائیں گے۔ (ایسا ہی ہوا)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا تمہارا معاملہ میرے آگے ظاہر ہے۔ اگر کہو تو تمہارے قتل ہونے کی جگہ بھی بتا دوں۔ جب وہ اٹھ کر چلے تو حضرت نے یہ آیت تلاوت کی۔ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ (سورہ الفتح:۱۰)

صفیہ بنت الحرث ثقفیہ زوجہ عبداللہ بن خلف خزاعی نے جنگ جمل کے بعد حضرت علیؑ سے کہا اے احباب کے قاتل اے جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے حضرت نے فرمایا میں تیرے اس بغض پر تجھے ملامت نہ کروں گا میں نے بدر میں تیرے دادا کو احد میں تیرے چچا کو اور جمل میں تیرے شوہر کو قتل کیا ہے اگر میں قاتل احباب ہوتا تو ان لوگوں کو بھی قتل کر دیتا جو ان گھروں میں چھپے ہوئے ہیں اور یہ تھے مروان اور عبداللہ ابن زبیر۔

مروی ہے کہ صفین میں حضرت علیؑ نے اہل شام کے لشکر کے متعلق فرمایا ہے اے ابومسلم ان کی خبر لے اور یہ تین مرتبہ فرمایا مالک اشتر نے کہا ابومسلم تو یہاں کوئی نہیں فرمایا میری مراد اس شخص سے ہے جو آخر زمانہ میں بنی امیہ میں مشرق سے ظاہر ہوگا اللہ اس کے ہاتھوں سے اہل شام کو ہلاک کرے گا اور بنی امیہ سے حکومت کو نکال لے گا۔

امام حسنؑ سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس کندی نے اپنے گھر میں ایک بلند مقام بنایا اوقات نماز میں جب مسجد کوفہ سے اذان کی آواز سنتا تو اس مقام پر جا کر کہتا اے شخص تو جھوٹا ساحر ہے اور ابوسبیہ آگ کی گردن ہے۔ لوگوں نے حضرت علیؑ سے اس کے متعلق ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ جب اشعث مرے گا تو آگ کا ایک شعلہ جو زمین سے آسمان تک ہوگا اس کو اپنی لپیٹ

میں رے گا اس کو ایسی حالت میں دفن کریں گے جب کہ وہ کوئلہ کی طرح سیاہ ہوگیا ہوگا چنانچہ جب وہ مرا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک شعلہ سر بلند آیا اور اسے جلا دیا وہ چیختا تھا اور فریاد کرتا تھا۔

ابن لبطہ نے ابانہ میں اور ابو داؤد نے سنن میں ابو مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے خوارج کے بارے میں اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں سے دس قتل نہ ہوں گے اور ان میں سے دس نہ بچیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ نہروان میں آپ کے اصحاب میں سے نو قتل ہوئے اور ان میں سے نو بچے دو ان میں سے سجستان چلے گئے۔ دو عمان دو بلاد جزیرہ میں دو یمن میں اور ایک موزن میں ان مقامات کے خوارج ان ہی کی اولاد سے ہیں۔

بروایت اعثم کوفی اصحاب امیرالمومنینؑ میں سے قتل ہونے والے یہ تھے۔ رویبہ بن وبر عجلی۔ سعد بن خالد سبیعی عبداللہ بن حماد ارحبی نیاض بن خلیل ازدی کیسوم بن سلمہ جہنی۔ عبید بن العبید خولانی۔ جمیع بن حشم کندی۔ ضب بن عاصم اسدی۔

حسن بن ذکردان سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں حضرت علیؑ کو دیکھا کہ میں اپنے شہر میں تھا پس میں مدینہ آیا۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر ایمان لایا آپ نے میرا نام حسن رکھا میں نے آپ سے احادیث کثیرہ سنیں اور ہر لڑائی میں آپ کے ساتھ رہا۔ ایک دن میں نے حضرت سے کہا میرے لیے دعا فرمائیے فرمایا اے فارسی تیری عمر طویل ہوگی اور تو اس شہر میں رہے گا جس کو بنائے گا ایک شخص میرے چچا عباس کی اولاد سے اس زمانہ میں اس کا نام بغداد ہوگا۔ تیرا انتقال مدائن میں ہوگا پس ایسا ہی ہوا اس شخص کی عمر تین سو پچاس سال کی ہوئی۔

سعدہ بن الیسع نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین سرزمین بغداد کی طرف سے گزرے پوچھا اس کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا بغداد فرمایا ہاں ایک شہر ایسا آباد ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے ہاتھ سے سوط (کوڑا) گرا آپ نے سرزمین کا نام پوچھا لوگوں نے کہا بغداد یہاں مسجد بنے گی چنانچہ جب وہاں مسجد بنی تو اس کا نام مسجد سوط رکھا گیا۔

تاریخ بغداد میں ہے کہ مفید ابوبکر جرجانی سے مروی ہے کہ ابو الدنیا عہد ابوبکر میں پیدا ہوا وہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ امیرالمومنینؑ سے ملنے کے لیے نکلا جب ہم قریب کوفہ پہنچے تو پیاس کا غلبہ ہوا میں نے اپنے باپ سے کہا آپ بیٹھئے میں تلاش آب میں جاتا ہوں شاید کہیں مل جائے ایک کنواں نظر آیا میں نے اس کا پانی پیا اور نہایا پھر میں اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا چلئے خدا نے مشکل آسان کی ہے قریب ہی پانی کا چشمہ ہے جب ہم وہاں پہنچے تو اس کا کوئی نشان نہ پایا۔ میرے باپ پر پیاس کا ایسا غلبہ شدید تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکا میں نے ان کو دفن کیا اور امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صفین کو جا رہے تھے میں نے حضرت کی رکاب پکڑ لی۔ حضرت نے فرمایا اس قدر غمگین کیوں نظر آ رہے ہو۔ میں نے واقعہ سنایا۔ فرمایا اس چشمہ کا جس نے پانی پیا طویل عمر پائی۔ بشارت ہو کہ تمہاری عمر طویل ہوگی۔ آپ نے میرا نام معمر رکھا۔ ذکر کیا خطیب نے کہ وہ بغداد میں ۳۰۰ھ ہجری میں آیا اس کے ساتھ شہر کے بوڑھے بھی تھے لوگوں نے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا یہ ہمارے درمیان طول عمر میں مشہور ہے

معلوم ہوا کہ ۳۲۷ھ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔

حارث اعور، عمرو بن حریث اور ابوایوب نے روایت کی ہے کہ جب امیرالمومنین جنگ خوارج کے بعد پلٹے تو زمینِ السواد میں قیام فرمایا وہاں کے راہب نے کہا یہاں آکر نہیں ٹھہرا مگر نبی یا وصی جس نے راہِ خدا میں قتال کی ہو۔ حضرت نے فرمایا میں سیدالاوصیا اور وصی سیدالانبیا ہوں اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ وصی محمد ہیں میں اسلام لایا۔ میں نے انجیل میں آپ کی تعریف پڑھی ہے آپ مسجد براثا میں جو بیت مریم اور ارض عیسیٰؑ ہے نزول فرمائیں گے آپ نے کہا اے حباب بیٹھ جا اس نے کہا یہ دوسری دلیل آپ کے وصی ہونے کی ہے۔ حضرت نے فرمایا اے حباب اس صومعہ کو مسجد بنا۔ حباب نے تعمیل حکم کی پھر امیرالمومنین کوفہ میں پہنچے اور شہادت کے وقت تک وہاں رہے حباب مسجد براثا میں رہا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا تھا کہ اس جگہ نماز پڑھے گا ایلیا وصی بارقلیط محمد نبی امیین خاتم الانبیا والمرسلین پس جو اس کو پائے وہ اس نور کا اتباع کرے جس کو وہ لایا ہے وہ آخر زمانہ میں اس حصہ زمین پر ایک درخت بوئے گا جس کا پھل کبھی خراب نہ ہوگا۔

بروایت زاذان امیرالمومنینؑ نے اس راہب سے کہا تیرے پانی لینے کی جگہ کہاں ہے اس نے کہا دجلہ سے لاتا ہوں فرمایا کنواں نہیں کھودا اس نے کہا کھودا تو تھا مگر پانی کھاری نکلا فرمایا اب کھود دو اس نے کھودا تو پانی میٹھا نکلا فرمایا اے حباب اب یہاں سے ہمیشہ پانی پیا کر اور اس کی وجہ سے یہ مسجد ہمیشہ معمور رہے گی۔ جب لوگ اس مسجد کو گرائیں گے اور درخت کاٹ ڈالیں گے تو ان پر تباہی آئے گی۔

روایت محمد بن القیس میں ہے کہ امیرالمومنین ایک جگہ پہونچے اور وہاں اپنا پیر مارا ایک چشمہ پھوٹ نکلا فرمایا یہ چشمہ مریم ہے جو ان کے لیے زمین سے نکلا تھا اور یہاں سے سات ہاتھ کے فاصلے پر زمین کھود و جب کھودا تو وہاں سے ایک سفید پتھر نکلا یہ وہ جگہ تھی جہاں بہت سے انبیا نے نماز پڑھی تھی جیسے حضرت ابراہیم وغیرہ۔

مروی ہے کہ جب امیرالمومنینؑ کے قریب پہنچے تو دیکھا وہاں کھوہڑ کے کانٹے دار درخت ہیں آپ نے ان سب کو تلوار سے صاف کیا اور فرمایا یہاں ایک نبی کی قبر ہے اور آفتاب کو پلٹنے کا حکم دیا وہ پلٹ آیا اور اس وقت آپ کے پاس تیرہ آدمی آپ کے اصحاب میں سے تھے آپ نے بخط استوا وہاں قبلہ قائم کیا اور اس کی طرف نماز پڑھی۔

مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے دشا تو فلاں محلہ میں جا وہاں دروازہ مسجد پر ایک مرد اور ایک عورت کو جھگڑا کرتے ہوئے پائے گا ان کو میرے پاس لے آ وہ گیا اور لے آیا۔ آپ نے فرمایا اے جوان اس عورت سے تجھے کیا شکایت ہے۔ اس نے کہا میں نے اس سے شادی کی اس کا مہر ادا کیا۔ جب میں شب زفاف اس کے پاس گیا تو میں نے خون دیکھا اور مجھ کو اس سے نفرت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا یہ تیرے اوپر حرام ہے لوگ یہ سُن کر حیرت میں آ گئے۔ آپ نے عورت سے فرمایا تو اسے پہچانتی ہے کیا تو فلاں بنت فلاں قبیلہ فلاں سے نہیں ہے اس نے کہا ضرور ہوں فرمایا کیا تو نے فلاں شخص سے خفیہ طور پر متعہ نہیں کیا تھا جب تو اس سے حاملہ ہوئی تو ایک لڑکا جنی۔ اپنی قوم اور خاندان کے خوف سے تو نے اسے ایک ویرانہ میں جاکر رکھ دیا۔ پھر تو کچھ دور پر

ازراہِ شفقت مادری کھڑی ہوگئی ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا تو سنے اس خوف سے کہ یہ چیر پھاڑ نہ ڈالے ایک پتھر سے اسے مارا وہ اس بچے کے سر پر لگا تو اس خیال سے کہ صبح ہونے پر کوئی اس امر سے واقف ہوجائے گا وہاں سے یہ کہہ کر چلتی بنی اے امانتوں کی حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کر اس نے کہا یہ سب درست ہے وہ شخص یہ سن کر حیران رہ گیا۔ فرمایا اپنی پیشانی کھول عورت سے فرمایا دیکھ اسی پتھر کا داغ ہے۔ یہ تیرا لڑکا ہے خدا نے تجھ کو اس کی مجامعت سے بچا لیا یہ اس دعا کا نتیجہ ہے جو تو نے خدا سے کی تھی۔

مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام بازار کوفہ سے گزر رہے تھے ایک۔عورت نے تین مرتبہ آپ پر لعن کی آپ نے فرمایا اے سلقلقیہ تیری اہل سے کتنے قتل ہوئے اس نے کہا سترہ یا اٹھارہ جب وہ لوٹ کر گھر آئی تو اپنی ماں سے کہا مجھے علیؑ نے ایسا کہا اس نے کہا سلقلقیہ وہ ہے جو لعبا حیض پیدا ہوا اور اس کی نسل نہ چلے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت علیؑ سے کہا تم نے عدل سے فیصلہ نہیں کیا اور رعیت میں مساوات کو قائم نہیں رکھا آپ نے اس کو دیکھا اور فرمایا اے بدنام مکارہ فاحشہ یہ سن کر وہ یہ کہتی ہوئی چلی دادیلا علیؑ نے وہ برائی ظاہر کر دی جو چھپی ہوئی تھی۔

خصائص نطنزی میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا الٰلہ اکبر رسول اللہؐ نے فرمایا تھا قریش میں مگر ولد الزنا اور انصار میں مگر یہودی اور عرب میں مگر مجہول النسب اور عام لوگوں میں شقی اور عورتوں میں سلقلقیہ تم سے عداوت رکھیں گے عورت نے پوچھا سلقلقیہ کون ہے فرمایا وہ ہے جس کو دبر سے حیض آتا ہے۔ اس عورت نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے آپ نے وہ بات بتائی جو میرے اندر ہے یا علیؑ اب میں ہرگز آپ سے بغض نہ رکھوں گی۔ فرمایا خداوندا اگر یہ صادق ہے تو اس کو خون حیض اس کے صحیح مخرج سے آنے لگے جس طرح سب عورتوں کو آتا ہے پس اس کی حالت درست ہوگئی۔

جناب حذیفہ سے مروی ہے کہ میں نے امیر المومنین کے اس کلام کا مطلب نہیں سمجھا تھا کیف انت یا حذیفة اذا ظلمت العیون العین والنبي (ص) بین اظہرنا میں نے حضرت علیؑ سے کہا کل رات میں نے عتیق اور عمر کو آپ کے خلاف دیکھا کیونکہ دونوں کے نام کا پہلا حرف عین ہے فرمایا عبدالرحمٰن کو بھول گئے جب کہ وہ عثمان کی طرف مائل ہوگئے اور عمرو عاص جو معاویہ کے ساتھی بنے یہ عیون مجتمعہ ہیں میرے ستانے پر۔

زید بن صوحان اور صعصعہ بن صوحان اور اصبغ بن نباتہ۔ جابر بن شرجیل سے مروی ہے فارس کے دیر دیلم میں ایک اسقف رہتا تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اس سے کہا گیا کہ ایک شخص (علی) ناقوس کی تفسیر بیان کرتا ہے اس نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو میں نے یہ صفت انزع البطین کی پڑھی ہے جب امیر المومنینؑ کے پاس آیا تو وہ صفتیں آپ میں دیکھیں جو انجیل میں درج ہیں۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے عم کے وصی ہیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا تو ایمان لانے کے لیے آیا میں تیری رغبت ایمان کو زیادہ کردوں گا۔ اچھا تو اپنی زرہ اتار اور وہ چیز دکھا جو تیرے دونوں کندھوں کے

درمیان ہے یہ سن کر اس نے کہا اشہد ان لا إله إلا الله وان محمداً عبده ورسوله اس کے بعد اس نے ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ حضرت نے فرمایا وہ اسلام میں بہت کم زندہ رہا اور اللہ کے جوار میں بہت رہے گا۔

جناب ابن عبداللہ ازدی سے مروی ہے جب امیرالمومنینؑ نہروان پہنچے تو ہم اس قوم کی طرف سے گزرے ان سے قرآن پڑھنے کی آواز اس طرح آ رہی تھی جیسے شہد کے چھتے سے مکھیوں کے بھنبھنانے کی۔ میرے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوئے میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی خدایا اگر اس قوم سے قتال تیری طاعت ہے تو مجھے اس میں داخل کر اور اگر معصیت ہے تو ظاہر کر ناگاہ علی علیہ السلام آ گئے۔ آپ نے فرمایا اے جذب میں شک کے متعلق خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس کے بعد آپ نے نماز پڑھی۔ ایک سوار نے آ کر خبر دی اے امیرالمومنینؑ وہ لوگ دریا کو پار کر کے آ گئے۔ حضرت نے فرمایا ہرگز پار نہیں کیا۔ دوسرا سوار آیا اس نے بھی یہی کہا کہ پار کر گئے فرمایا ہرگز نہیں اس نے کہا میں نے اس طرف آتے ہوئے ان کے جھنڈے اور سامان دیکھے ہیں فرمایا وہ وہاں سے بڑھ نہیں سکتے کیونکہ وہ ان کے قتل ہونے کی جگہ ہے آخر حضرت کا فرمانا صحیح ثابت ہوا تب حضرت نے مجھ سے فرمایا اے ازدی بھائی اب تو حقیقت امر تجھ پر واضح ہو گئی۔ میں نے کہا بے شک اے امیرالمومنینؑ۔ طاؤس یمانی سے مروی ہے کہ آپ نے حجر بدری سے فرمایا اے حجر کیا حال ہوگا تمہارا جب تم کو منبر صنعا پر بٹھایا جائے گا اور تم کو حکم دیا جائے گا مجھ پر سب کرنے اور مجھ سے برأت ظاہر کرنے کا انہوں نے کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے فرمایا واللہ یہ ہو کر رہے گا جب ایسا ہو تو سب کرنا مگر اظہار برأت نہ کرنا کیوں کہ جو مجھ سے دنیا میں اظہار برأت کرے گا میں اس سے آخرت میں اظہار بیزاری کروں گا چنانچہ حجاج نے منبر پر جا کر سب کرنے کا حکم دیا۔ حجر منبر پر گئے اور کہا لوگو مجھے امیر نے علیؑ پر لعن کرنے کا حکم دیا ہے پس تم اس پر لعنت کرو۔ فالعنوه لعنه الله

حضرت علیؑ کا خبر دینا موت وبلاد عمر کی

اصبغ ابن نباتہ سے مروی ہے کہ ایک شخص جناب امیر علیہ السلام کے سامنے کھڑا تھا آپ نے فرمایا جو تجھے کرنا ہے کر ڈال تو فلاں مہینے فلاں دن اور فلاں ساعت بیمار ہونے والا ہے چنانچہ جو حضرت نے کہا تھا وہی ہوا۔

حضرت نے رشید ہجری کو ان تمام مصائب سے آگاہ کر دیا جو آئندہ زمانہ میں پیش آنے والے تھے اسی طرح آپ نے واقعہ کربلا کو بیان کر دیا تھا۔

مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے بر سر منبر کہا سلوني قبل ان تفقدوني ایک شخص نے کہا بتائیے میرے سر اور داڑھی

کتنے بال ہیں فرمایا جو بال تیرے سر میں ہیں اس پر ایک فرشتہ لعنت کرتا ہے اور جو بال داڑھی میں ہیں شیطان اس سے تجھ پر کامیابی حاصل کرتا ہے تیرے گھر میں ایک کمینہ ہے جو فرزند رسول کو قتل کرے گا۔ اور یہ عمر ابن سعد تھا جو اس وقت بچہ تھا قتل حسینؑ اسی کے ہاتھوں سے ہوا۔

ابو الفرج اصفہانی نے کتاب المحسن میں لکھا ہے کہ امیر المومنینؑ سے بیان کیا کہ خالد بن عرفطہ مرگیا فرمایا وہ نہیں مرا اور نہیں مریگا جب تک ایک لشکر ضلالت کا سردار نہ ہو جس کا علم بردار حبیب ابن مجاز ہوگا فرمایا تو اس کے اٹھانے سے اپنے کو بچا تو اس کوچے کہ باب الفیل سے داخل ہوگا۔ جب واقعہ کربلا ہوا اور عمر ابن سعد قتل حسینؑ کے لیے چلا تو خالد بن عرفطہ اس کا مقدمہ لشکر تھا اور حبیب ابن مجاز صاحب رایت تھا وہ جب داخل مسجد ہوئے تو باب الفیل سے ہوئے۔

اہل کوفہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا جب تمہارے رسول کی ذریت تمہارے پاس آئے گی اور تم اس کو قتل کروگے انہوں نے کہا معاذاللہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ فرمایا ایسا ہی ہوگا۔

آپ نے برار بن عازب سے فرمایا جب میرا فرزند حسین قتل ہوگا تو تم زندہ ہوگے لیکن اس کی مدد نہ کروگے۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو براء کہتا تھا امیر المومنینؑ نے سچ کہا تھا اور افسوس کیا کرتا تھا۔

جب حضرت صفین جارہے تھے تو کربلا میں وارد ہوئے اور فرمایا اے ابو عبداللہ شط فرات پر صبر کر لوگوں نے پوچھا تو آپ نے واقعہ کربلا بیان کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ آنسو بھر لائے اور فرمایا وہ سب یہاں پر اتریں گے۔

راوی کہتا ہے ہم نے واقعہ کربلا کے بعد اس کو سمجھا۔

ابن سیرین نے کہا کہ سوائے علیؑ کے کوئی اپنی موت کے وقت سے واقف نہیں رہا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ کوفہ میں داخل ہونے والوں کے نام لکھے جائیں پس بہت سے نام لکھ کر امیر المومنینؑ کی خدمت میں پیش کیے گئے جب آپ کی نظر ابن ملجم کے نام پر پڑی تو آپ نے اس پر اپنی انگلی رکھ کر فرمایا قاتلک اللہ قاتلک اللہ کسی نے کہا جب آپ اس کو قاتل جانتے ہیں تو قتل کیوں نہیں کر دیتے فرمایا اللہ کسی بندہ پر اپنا عذاب نازل نہیں کرتا جب تک اس سے گناہ سرزد نہ ہوا اور یہ بھی فرمایا اگر میں اسے قتل کر دوں تو پھر مجھے کون قتل کرے گا۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ جس ماہ میں آپ شہید ہوئے آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا ماہ رمضان آگیا جو سید الشہور ہے اس میں شیطان کی چکی گھومے گی۔

مروی ہے کہ اپنے شہید ہونے سے پہلے حضرتؑ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا میرے قاتل کے سوا اور کسی کو قتل نہ کرنا، کل تمہاری تلواروں کے گرد لوگ یہ کہتے ہوئے جمع ہوں گے کہ امیر المومنینؑ قتل ہوگئے۔

مروی ہے کہ جب ماہ رمضان آیا تو آپ ایک رات امام حسنؑ کے یہاں بسر کرتے تھے دوسری امام حسینؑ کے یہاں اور تیسری عبداللہ بن جعفر کے یہاں اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے تھے لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ موت مجھے ایسی حالت میں آئے کہ میں بھوکا ہوں ایک رات باقی ہے اسی میں قتل کر دیا جاؤں گا۔

اسی طرح آپ نے کچھ لوگوں کے مرنے کی خبر دی جیسے حجر بن عدی۔ رشید ہجری کمیل ابن زیاد۔ میثم تمار۔ محمد بن اکثم۔ خالد بن مسعود۔ حبیب بن مظاہر۔ جویرہ۔ عمرو بن الحمق۔ قنبر۔ مذرع وغیرہ آپ نے ان کے قاتلوں کو بھی بتایا اور کیفیت قتل کو بھی۔

زر بن الغافقی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن ابی طالب کو کہتے سنا کہ اہل عراق سے سات آدمی بے گناہ قتل کیے جائیں گے ان کی مثال اصحاب اخدود کی سی ہوگی۔ پس یہ پیشین گوئی حجر اور ان کے اصحاب کے قتل سے پوری ہوئی۔

آپ نے اپنے خطبے میں اپنے بعد آنے والے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جب کہ اہل کوفہ پر بزدلی کا غلبہ دیکھا فرمایا میرے بعد تم کس امام کے ساتھ ہو کر لڑو گے اور اپنے گھروں کے بعد کون سے گھروں میں راحت پاؤ گے۔ میرے بعد تم کو ذلت کا سامنا ہوگا۔ تلواریں تمہارے سر پر ہوں گی اور ظالموں کے لیے اپنے قبیح آثار چھوڑ دو گے۔

ایک خطبہ میں فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم پر ایسے شخص کا تسلط ہوگا جس کا حلق بہت کشادہ ہوگا اور پیٹ بڑا جو پائے گا کھائے گا اور جو نہ پائے گا اس کی طلب میں رہے گا۔ اسے قتل کر دو۔ مگر تم اسے ہرگز قتل نہ کرو گے وہ تمہیں حکم کرے گا مجھ کو گالیاں دینے کا اور مجھ سے برائت حاصل کرنے کا۔ تم سب تو کر لینا لیکن برائت نہ کرنا۔ میں فطرت اسلام پر پیدا کیا گیا ہوں اور سابق الاسلام ہوں اور صاحب ہجرت ہوں۔ اس خطبہ میں آپ نے جس کا ذکر کیا ہے وہ معاویہ ہے۔

آپ نے اہل بصرہ سے فرمایا میں نے اس امانت کو ادا کیا جو تم تک پہنچائی تھی اور غیب کے متعلق تم کو نصیحت کر دی پس اگر تم نے میری توہین کی اور مجھے جھٹلایا تو خدا تم پر ایک ثقفی جوان کو مسلط کر دے گا جو تمہاری عزت و حرمت کو برباد کر کے رکھ دے گا یعنی حجاج۔

خروج ترک و زنج کے متعلق خبر دی۔ ترک ایک قوم ہے چہروں پر سختی اور بے حیائی۔ استبرق و دیباج کے لباس تیز رو گھوڑوں پر سوار وہ قتل عام ہوگا کہ مجروح مقتول کے اوپر جا کر گرے گا اور زنگیوں کا لشکر ایسا ہوگا کہ نہ غبار اٹھے گا۔ نہ گھوڑوں کی ہنہناہٹ ہوگی نہ لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ نہ لشکر کا ہمہمہ زمین کو شتر مرغ کی طرح اپنے پیروں سے طے کرتے آئیں گے۔

ایک خطبہ میں فرمایا میں عنقریب اس دنیا سے جانے والا ہوں پس تم ڈرو اموی فتنوں اور کسروی مملکت سے بہت سی مصیبتیں اور بلائیں تم پر نازل ہوں گی۔ سلطنت عباسیہ میں ہر طرف خوف اور ناامیدی کا دور دورہ ہوگا اور وہ دجلہ و دجیل کے درمیان ایک شہر زوراء نامی بنائیں گے اس میں حکومت کریں گے۔ ۴۲ شیطان بادشاہ جن کا اول سفاح ہوگا دوسرا مقلاص پھر جموح۔ مجروح۔ مظفر۔ مونث، نظار، کبش، مطہور، مستظلم، مستصعب۔

اور ایک روایت میں ہے مستضعف، علام، مختلط، غلام، مترف، کدبر، اکدسا اور ایک روایت میں ہے۔ اکتب، اکالب، مشرف، دشم، صلم، عنتون، رکاز، عبنوق پھر سرخ فتنہ اور زرد فساد رونما ہوگا اور اس کے بعد قائم الحق آئے گا۔

خطبہ غرا میں فرمایا وائے ہو اہل ارض کے لیے ان کے منبروں پر نام لیا جائے گا اور مستکفی کا لیکن ان کے القاب میں ملتجی نظر نہیں آتا لیکن جب ہم صفات بیان کرتے ہیں تو شقی باللہ کو وہ شخص پاتے ہیں جس نے التجا کی بنی ہمدان کی طرف پھر حضرت نے ذکر فرمایا ایک شخص کا ربیعہ سے جس کے نام کے اوّل میں سین اور میم ہے اور بعد میں اس شخص کا نام جس کے نام میں دال اور قاف ہے پھر اس کی صفت کا اور اس کے ملک کی صفت کا ذکر کیا۔

پھر فرمایا ان میں ایک لڑکا زرد پنڈلیوں والا جس کا نام احمد ہوگا پھر فرمایا ہند کا غلبہ سندھ پر ہوگا اور نقفص کا سیر پر قبط کا اطراف مصر پر اندلس کا اطراف افریقہ پر، حبش کا یمن پر، ترک کا خراسان پر، روم کا شام پر غلبہ ہوگا اہل آرمینہ کا اور عراق میں ایک چیخنے والا چیخے گا۔ پردے چاک ہوں گے باکرہ عورتوں کا ازالہ بکارت ہوگا اور دجال لعین کا علم ظاہر ہوگا پھر آپ نے خروج قائم آل محمد کا ذکر کیا۔

خطبۂ اقالیم میں بیان کیے وہ حالات جو ہر ملک میں ہونے والے تھے پھر بیان فرمایا ان واقعات کو جو بعد وفات نبی ہر دس سال بعد ہونے والے تھے تین سو دس ہجری تک جس فتح قسطنطنیہ، صقالیہ، اندلس، حبشہ، نوبہ، ترک، کرک، مل، حیل، نادیل، تارلیس اور چین اور دنیا کے دور دور ملکوں کے حالات تھے۔

خطبۃ الملاحم المعروف بالزہرا میں فرماتے ہیں ان سالوں میں سات سخت پریشان کن حادثے آئیں گے جن میں بڑے بڑے بہادروں کی ناکیں رگڑی جائیں گی اس میں مرد قتل کیے جائیں گے عورتیں قید ہوں گی مال لوٹے جائیں گے ادیان تمام ہوں گے ان کے گھر برباد کر دیئے جائیں گے جلا دیئے جائیں گے ان کے غلام ان کے مالک بنیں گے ان کے ارذل اور کنیزوں کی اولاد ان پر قابو پائے گی۔ ظالم بادشاہوں اور خائن قاضیوں کی ان پر حکومت ہوگی۔ یہ سال عشرہ کاملہ کہلائیں گے عباسی بادشاہ خراسان ہی میں مقبول ہوں گے اور خراسان ہی میں ان کی بادشاہت ختم ہوگی۔

معتصم کے بارے میں فرمایا وہ میم۔ عین۔ صاد سے منبروں پر پکارا جائے گا۔ یہ شخص صاحب فتوحات ہوگا اس کے جھنڈے ملک روم میں لہرائیں گے اور کچھ مدت میں وہ حصینہ کو فتح کرے گا اور اس کے عقاب میں عقاب خشن بلند ہوگا۔ ہارون و جعفر کے عقب میں جلے گا موتفکہ کے گھروں کو سے لے گا۔ عرب کو تباہ کرے گا اور عجم کو دے دیگا اور باطل کرے گا حدود کو اس علم کی جس کے متعلق اپنی کتاب میں اللہ نے اپنے نبی کو بتایا ہے اور رائے اور قیاس سے کام لیا جائے گا یعنی ابو حنیفہ اور شافعی ایسا کریں گے وہ قرآن اور احادیث کو پس پشت ڈالا جائے گا۔ اس زمانہ میں شراب پی جائے گی اور اس کے نام بدلے جائیں گے اور آلات غنا بجائے جائیں گے اور سونے اور چاندی کے برتن استعمال ہوں گے اور مستحکم محل بنائے جائیں گے۔ مضبوط گھر تعمیر ہوں گے۔ حریر و دیبا کے لباس پہنیں گے

روم سے جو لیا گیا ہے وہ لشتیؔ زائد واپس لے لے گا یعنی ساحلی علاقہ وغیرہ۔ ترک اپنا دیا ہوا واپس لیں گے یعنی کاشغر اور ما وراء
النہر اور تفقص اپنا علاقہ واپس لے گا یعنی تفلیس وغیرہ اور تلفل اپنا دیا ہوا لے لے گا پھر اس میں امور عجیبہ واقع ہوں گے وائے ہو
اہل بصرہ پر جب ایسا ہو اور وائے ہو اہل جبال پر جب ایسا ہو اور وائے ہو اہل دینور پر جب ایسا ہو اور اہل اصفہان پر جن پر
بلا آئے گی جالوت وقت عبداللہ حجام سے اور ویل ہو اہل عراق اہل شام اہل مصر وغیرہ کے لیے۔ پھر آپ نے فراعنہ جبال کا ذکر فرمایا پھر
ان لشکروں کا جو حلوان اور دینور کے درمیان قتل کیے جائیں گے اور ان لشکروں کا جو ابہر و زنجان کے درمیان قتل ہوں گے۔

ایک خطبہ میں فرمایا ہلاکت ہو ان مردوں کے لیے جو اس شجر ملعونہ سے ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کا اوّل ہرا بھرا
ہے اور ان کا آخر شکست خوردہ۔ پھر یہ سلطنت اسلامی ان کے بعد ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچے گی جن کا پہلا ارمث دوسرا
افتک تیسرا کبش۔ ساتواں اعلم دسواں اکفر۔ پندرہواں کثیر الغنا قلیل الغنا سولہواں ذمہ کا ادا کرنے اور صلہ رحم کرنے والا ان کا
اس کے پیر اس کے خون میں بھر جائیں گے اس کے بعد کہ اس کا لشکر اس کے خلاف بیٹے کے معاملہ میں ہوگا۔ ان میں سے تین کی سیرتیں
سیرت ضلال ہوں گی ان کا بائیسواں ایک کھوسٹ بڈھا ہوگا جس کے عہد میں عام لوگ مزے اڑائیں گے۔ چھبیسواں وہ ہوگا
جس سے ملک نکل جائے گا اور وہ زوراء کے پل پر مقتول نظر آئے گا اس کا سبب اس کے کرتوت ہوں گے بے شک خدا اپنے بندوں
پر ظلم نہیں کرتا۔

عراق دو شخصوں کے درمیان تباہ ہوگا۔ یعنی طرلیک اور دیلم سے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ دوات الفروج کا خون اصحاب
سروج کے خون سے مل رہا ہے ہلاکت ہو اہل زوراء کے لیے جو بنی قنطورہ سے ہوں گے۔ دو لڑائیاں ہوں گی جن میں دونوں
فریق کو نقصان پہنچے گا۔ یعنی واقعہ موصل جن کا نام باب الاذان ہوگا اور ہلاکت ہو طین کے لیے جو اشترک سے تعلق رکھیں گے
اور ویل ہو عرب کے لیے جو ترکوں سے مخالفت کریں گے اور ویل ہو امت محمد کے لیے جب نہ حفاظت کریں گے اس کے اہل
شہروں کی اور بنی قنطورہ نہر جیحون کو عبور کریں گے اور دجلہ کا پانی پئیں گے کشتی کی طرح ڈگمگاتے ہوں گے۔

مروی ہے امیر المومنین سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا۔ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا (سورہ بنی اسرائیل ۵۸/۱۷) فرمایا سمرقند دجاج وخوارزم اور اصفہان اور کوفہ تباہ ہوں گے ترک وہمدان سے اور رے دیلم اور طبریہ اور مدینہ
فارس قحط سے اور بھوک سے اور مکہ حبشیوں سے اور ابلہ اور بلخ غرق سے اور سندھ ہند سے اور ہند تبت سے اور تبت چین سے اور بدخشاں اور صاغان وکرمان سے اور
ملک شام کے بعض حصے گھوڑوں کی ٹاپوں اور قتل عام سے اور یمن کی ٹڈیوں سے اور ایک بادشاہ سے اور سجستان اور شام
کا بعض حصہ زنگیوں سے اور شاذان طاعون سے مرو ریگ سے۔ ہرات سانپوں سے نیشاپور نیل کے انقطاع سے آذربیجان
گھوڑوں کی ٹاپوں سے اور بجلیاں گرنے سے بخارا غرق سے اور بھوک سے اور بغداد تلپٹ ہونے سے۔

جابر ابن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ میں نے حنفیہ کو قبر رسول کے پاس روتے اور کہتے دیکھا سلام علیک یا رسول
اللہ اور سلام ہو تیرے اہل بیت پر جو آپ کے بعد ہوئے آپ کی امت نے مجھے گالیاں دیں ایسی جیسے کفار کو دی جاتی ہیں میرا اس

کے سوا کوئی قصور نہیں کہ میں آپ کے اہل بیت سے محبت کرتی ہوں پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تم مجھے کیوں بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہو حالانکہ ہم اقرار شہادتین کرتے ہیں۔

زبیر نے کہا بات یہ ہے کہ خدا نے جو چیز تمہارے ہاتھوں میں دی تم نے ہم کو اس کے دینے سے منع کیا انہوں نے کہا کہ فرض کرو مردوں نے تم کو منع کیا تو اس میں عورتوں کا کیا قصور۔ طلحہ اور خالد نے ان پر اپنی چادریں ڈالیں انہوں نے کہا میں برہنہ نہیں کہ تم نے مجھے پہنایا میں سائل نہیں کہ تم نے مجھے صدقہ دیا۔ زبیر نے کہا یہ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا یہ میرے شوہر نہیں ہو سکتے جب ان باتوں کی خبر مجھے نہ دے جو میں نے شکم مادر سے جدا ہونے کے بعد کہی تھیں۔ اتفاقاً امیرالمومنینؑ بھی آگئے آپ نے فرمایا اسے خولہ میری بات سن اور اسے دھیان رکھ۔ جب تیری ماں حاملہ تھی تو اس کو درد زہ عارض ہوا اور اس نے شدت اختیار کی تو اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی خداوندا اس بچہ کو سلامتی کے ساتھ مجھے دے خدا نے دعا قبول کی جب تو پیدا ہوئی تو تو نے کہا لا إله إلا الله محمد رسول الله اے ماں عنقریب میرا مالک ایک سردار قوم ہوگا جس سے میرا ایک لڑکا پیدا ہوگا تو نے یہ بات ایک تانبے کی تختی پر لکھی اور یہ لوح تو نے وہیں دبادی۔ جہاں تو پیدا ہوئی تھی جس رات کو تیری ماں غائب ہوئی اس نے اس کے متعلق وصیت کی۔ جب تیرے قید ہونے کا وقت آیا تو تو نے تو اس لوح کو برآمد کرکے اپنے بازو پر باندھ لیا۔ لا وہ لوح مجھے دے اس کا مالک میں ہوں۔ میں امیرالمومنینؑ ہوں میں اس لڑکے کا باپ ہوں اس کا نام محمد ہوگا اس نے وہ لوح امیرالمومنینؑ کو دے دی۔ عثمان نے اسے پڑھ کر ابو بکر کو سنایا انہوں نے کہا واللہ جو کچھ علیؑ نے کہا نہ اس میں ایک حرف کم ہے نہ زیادہ سب نے مل کر کہا اللہ اور رسولؐ نے سچ کہا رسول نے فرمایا ہے انا مدينة العلم وعلي بابها۔ ابو بکر نے وہ لوح حضرت علیؑ کو دے کر کہا اے ابوالحسن تو خدا برکت عطا کرے۔

حضرت علی حنفیہ کو اپنے ساتھ لائے اور اسماء بنت عمیس سے کہا اس عورت کو اپنے ساتھ رکھو اور اچھی طرح اس سے پیش آؤ وہ آپ کے گھر رہیں پھر ان کا بھائی آیا اور اس نے حضرت علیؑ کے ساتھ عقد کر لیا۔

یہ تمام اخبار بالغیب آنحضرت صلعم نے پوشیدہ طور پر حضرت علیؑ کو بتائے اور آنحضرتؐ کو خدا نے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ○ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ○ (سورہ الجن ۲۶/۲۷) نبی نے ان اسرار کے بتلانے میں اپنے وصی کو بخل سے کام نہیں لیا اور نہ حضرت نے اپنے بعد کے اماموں سے اسی طرح دیگر آئمہ نے۔ ایسی خبریں سوائے امام کے کوئی دوسرا نہیں دے سکتا۔

حضرت علیؑ کی اجابت دعا

عبداللہ ابن مسعود نے کہا علیؑ کی دعا پر اعتراض نہ کر وہ کبھی رد نہیں ہوئی۔

اعثم نے فتوح میں لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا خداوندا طلحہ ابن عبداللہ نے مجھ سے بیعت کرکے توڑ دی خداوندا اس کو سزا دینے میں جلدی کر اور اس کو بے انتقام نہ چھوڑ اور زبیر ابن العوام نے میری قرابت کو قطع کیا اور میرے عہد کو توڑا اور میرا دشمن بن گیا اور وہ جانتا ہے کہ میرے اوپر ظلم کر رہا ہے پس تو جس طرح چاہے اور جہاں چاہے اس کے ساتھ کر۔

تاریخ طبری میں ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ ان دونوں نے ابوبکرؓ و عمر کا اتباع کیا اور میرے مخالف بن رہے ہیں خدا کی قسم ہے وہ جانتے ہیں کہ میں ان سے کم مرتبہ کا نہیں خداوندا جو عہد انہوں نے آپس میں کیا ہے اسے کھول دے اور نہ توت دے اس فیصلے کو جو انہوں نے اپنے دلوں میں قرار دیا ہے اور جو بدعمل انہوں نے کیا ہے اس کا انہیں بدلہ دے۔

فضائل عشرہ اور اربعین خطیب میں ہے کہ زاذان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک بات میں حضرت کو جھٹلایا اور فرمایا تو نے مجھے جھٹلایا ہے تو میں تیرے لیے بددعا کرتا ہوں خدا تیری آنکھوں کو اندھا کر دے اس نے کہا کیجئے۔ آپ نے بددعا کی پس وہ فوراً اندھا ہو گیا۔

بجراز نامے ایک شخص حضرت کی خبریں معاویہ تک پہنچایا کرتا تھا آپ نے اس سے گرفت کی اس نے انکار کیا حضرت نے فرمایا حلف کر کہ تو نے ایسا نہیں کیا اس نے ایسا کر لیا۔ حضرت نے بددعا کی کہ خدایا اسے نابینا کر دے اگلے جمعہ کو جب وہ مسجد آیا تو اندھا تھا اور ایک شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر لا رہا تھا۔

تاریخ بلاذری اور حلیۃ الاولیا میں ہے کہ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے انس بن مالک، براء ابن عازب اشعث اور خالد بن یزید سے اس قول رسول کی تصدیق چاہی **من کنت مولاہ فعلي مولاہ** انہوں نے اس گواہی کو چھپایا آپ نے انس کے متعلق فرمایا خدا تجھے امان نہ دے اور تیرے بدن کو مبروص کر دے کہ تو عمامہ سے چھپائے اور نہ چھپ سکے۔ اور اشعث سے کہا خدا تیری دونوں آنکھیں اندھی کر دے خالد کے لیے فرمایا تو جاہلیت کی موت مرے گا۔ براء کے متعلق فرمایا ہجرت کے عالم میں مرے گا۔ جابر کہتے ہیں واللہ میں نے دیکھا کہ انس برص میں مبتلا رہا۔ ہر چند عمامہ سے داغوں کو ڈھانکتا تھا مگر وہ چھپتے نہ تھے اور اشعث اندھا ہو گیا اور کہتا تھا خدا کا شکر ہے کہ اس نے امیرالمومنینؑ کی بددعا سے مجھے دنیا میں اندھا بنایا اور آخرت کا عذاب میرے لیے نہ رکھا۔ خالد جب مرا تو اسے کے گھر میں اسے دفن کیا۔ کندہ نے جب سنا تو وہ رسم جاہلیت کے مطابق گھوڑے اور

اونٹ لائی اور باب منزل پر ان کو پے کیا پس وہ جاہلیت کی موت مرا۔ بر یمن کی طرف بھاگا معاویہ سے ملنے کے لیے اور مقام سراۃ میں اسے موت آ گئی۔

مروی ہے کہ جب بسر بن ارطاۃ معاویہ کی طرف سے یمن کا حاکم تھا تو اس نے یمن کے شیعوں کو قتل کیا کسی نے یہ خبر حضرت کو پہنچائی۔ آپ نے فرمایا خداوندا بسر نے دنیا کے عوض دین کو بیچا پس اس کی عقل کو سلب کرے پس اس کی عقل ماری گئی وہ بار بار کہتا تھا تلوار تلوار لوگوں نے اسے ایک لکڑی کی تلوار بنا کر دیدی وہ اسے مارتا پھرتا تھا یہاں تک کہ غش ہو جاتا تھا۔ جب افاقہ ہوتا تو پھر تلوار تلوار پکارتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

مروی ہے کہ غزوہ بنی زبید میں ایک شخص کے لیے آپ نے بددعا کی اس کے چہرہ پر ایک تل تھا جس نے پھیل کر سارا چہرہ کالا کر دیا۔

آپ نے ایک شخص سے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو خدا غلام ثقیف کو تیرے اوپر مسلط کرے اس نے کہا غلام ثقیف کون ہے فرمایا جو کسی کو بغیر ہتک حرمت نہ چھوڑے گا چنانچہ حجاج نے اسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔

آپ نے ایک شخص کے بارے میں کوئی حکم دیا اس نے کہا یا علیؑ آپ نے میرے اوپر ظلم کیا فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تیری صورت کو بدل دے پس اس کا سر خوک کا سا ہو گیا۔

صاحب نے اپنے رسالہ الغراء میں ابوالعیناء سے روایت کی ہے کہ اس کے دادا نے امیرالمومنینؑ کو ناسزا الفاظ سے یاد کیا آپ نے دعا کی خداوندا اس کو اور اس کی اولاد کو اندھا کر دے پس اس کی اولاد سے جو صحیح النسب تھے سب اندھے رہے۔

ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے بددعا کی اولاد عباس کے تفرقہ کی پس ان سب کی قبریں جدا جدا ہو گئیں عبداللہ مشرق میں معبد مغرب میں قثم منفعۃ الرداع میں تمامہ ارجوان میں عبتم خارز میں۔ فضائل عشرہ اور خصائص علویہ میں ابن مسکین سے مروی ہے میں اور مامون ابو امیہ گزر رہے بنی مراد کے گھروں میں سے ایک گھر کی طرف مامون نے کہا تم نے اس گھر کو دیکھا میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا علیؑ ادھر سے گزر رہے تھے اور لوگ اسے بنا رہے تھے عمارت کا ایک حصہ آپ پر آ گرا جس سے سخت چوٹ آئی۔ حضرت نے بددعا کی خدایا یہ عمارت تمام ہی نہ ہو چنانچہ جو اینٹ رکھی جاتی ہے وہ جگہ نہیں پکڑتی اس لیے گھر کی صورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔

طرماح بن عدی و صعصعہ بن صوحان سے مروی ہے کہ دو شخص ایک قضیہ امیرالمومنینؑ کے پاس لائے آپ نے ایک کے موافق اور دوسرے کے خلاف فیصلہ کیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا آپ نے عدل سے کام نہیں لیا اور مرضی الہی کے خلاف حکم دیا امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے کتے دور ہو۔ وہ فوراً بھونکنے لگا۔

ایک روز حضرت نے فرمایا میں رسول اللہؐ کا بھائی ہوں اور ابن عم ہوں ان کے علم کا وارث ہوں اور ان کے اسرار کا معدن جو عمل رسول کا ہے وہی میرا ہے جو چیز رسول نے طلب کی میں نے بھی کی جس دروازے سے وہ داخل ہوئے ہیں میں بھی داخل ہوا

ہلال بن نوفل کندی نے ناک بھوں چڑھائی اے ابن ابو طالب آپ حقائق تک رہیں اور غلط گوئی نہ کریں۔

حضرت نے بد دعا فرمائی اور وہ اسی وقت مبروص ہوگیا۔

اسی طرح آپ نے زید بن ارقم کے لیے بد دعا فرمائی وہ اندھا ہوگیا بلعا بن قیس مبروص ہوگیا۔

حدیث طیر کو ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔

ترمذی نے جامع میں ابو نعیم نے حلیہ میں بلاذری نے اپنی تاریخ میں۔ خرکوشی نے شرف المصطفیٰ میں، سمعانی نے فضائل الصحابہ میں طبری نے الولایہ میں ابن البیع نے صحیح میں ابو یعلیٰ نے مسند میں احمد نے فضائل میں۔ نطنزی نے الخصائص میں۔

اس حدیث کے رواۃ ہیں محمد بن اسحاق محمد بن یحییٰ ازدی۔ سعید۔ مازنی۔ ابن شاہین۔ سدی۔ ابو بکر بیہقی مالک اسحاق بن عبداللہ۔ عبدالملک بن عمیر۔ مسعر بن کدام داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابو حاتم رازی وغیرہ۔

کسی نے رسول اللہ کو ایک بھنا ہوا طائر ہدیہ بھیجا آپ نے فرمایا خداوندا اس وقت ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جو مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ پیارا ہو تاکہ میرے ساتھ اس طائر کو کھائے انس سے مروی ہے کہ علیؑ دروازہ پر آئے اور اذن چاہا میں نے کہا حضورؐ اس وقت مشغول ہیں پھر آنا۔ میں چاہتا تھا میری قوم سے کوئی شخص اس وقت آجائے، پھر حضرت نے یہی دعا کی، پھر علی آئے میں نے پھر وہی کہہ دیا، تیسری بار حضورؐ نے پھر وہی دعا فرمائی پھر علیؑ ہی آئے۔ میں نے پھر وہی کہا علیؑ نے بلند آواز سے کہا ایسا کیا کام ہے جو حضرت کو مجھ سے بے پردا بنا دے یہ آواز رسول اللہ نے سن لی فرمایا اے انس دروازہ پر کون ہے میں نے کہا علی بن ابی طالب ہیں فرمایا ان کو آنے دو جب وہ اندر آئے تو فرمایا اے علی میں نے تم کو تین بار بلایا اور خدا سے یہ دعا کی کہ خداوندا ایسے شخص کو بھیج جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ میرے ساتھ یہ طائر کھائے اگر تم اس مرتبہ بھی نہ آتے تو میں تمہارا نام لے کر خدا سے دعا کرتا۔ آپ نے کہا یا رسول اللہ میں تو ہر بار آیا مگر انس نے مجھے لوٹا دیا یہ کہہ کر کہ رسول اللہ مشغول ہیں۔ حضرت نے انس سے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا انہوں نے کہا میں چاہتا تھا کہ کوئی شخص میری قوم سے آجائے تو اسے بلالوں۔ حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا خداوندا انس کو ایسا داغ دے کہ چھپائے نہ چھپ سکے چنانچہ اس بد دعا کے بعد انس کو ایسا برص ہوا کہ چھپائے سے نہ چھپ سکا۔

ام عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں بحالت حمل علیؑ کے پاس آئی علیؑ نے میرے شکم پر ہاتھ پھیر کر فرمایا خداوندا ان کو میمون اور مبارک بیٹا دے۔

انتباہ خرکوشی میں ہے کہ علی علیہ السلام نے لیلۃ الاحرام میں کسی کو رو رو کر فریاد کرتے سنا آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا اسے بلالاؤ۔ جب وہ آیا تو دیکھا کہ ایک جوان ہے جس کا نصف بدن خشک ہوگیا حضرت نے اس کا حال پوچھا اس نے کہا میں ایک دولت میں مست اور فضول خرچ جوان تھا میرا باپ نصیحت کرتا تھا میں نے اسے مارا اس نے بد دعا

کی بس اسی مقام پر میرا نصف بدن خشک ہوگیا پھر میں نے توبہ کی اور اسے اپنے سے راضی کرلیا اور اس کو یہاں لانے اور دعا کرانے کے لیے اونٹ پر سوار کیا جب نصف راستہ طے کیا تو طائروں کے اڑنے سے میرا اونٹ بھڑک گیا اور وہ گر کر مر گیا حضرت نے اس جوان کے لیے دُعا کی اور وہ صحیح ہوگیا۔

ایک اندھے نے حضرت کو یہ دُعا کرتے سنا۔

اللهم اني أسألك يارب الارواح الفانية ورب الاجساد البالية أسألك بطاعة الأرواح الراجعة الى اجسادها وبطاعة الاجساد الملتئمة الى اعضائها وبانشقاق القبور عن اهلها وبدعوتك الصادقة فيهم واخذك بالحق بينهم اذا برز الخلايق ينتظرون قضائك ويرون سلطانك ويخافون بطشك ويرجون رحمتك يوم لا يغني مولى عن مولى شيئا ولا هم ينصرون إلا من رحم الله انه هو البر الرحيم اسألك يارحمن ان تجعل النور في بصري واليقين في قلبي وذكرك بالليل والنهار على لساني ابداً ما ابقيتني انك على كل شيء قدير۔

اس نابینا نے اس دعا کو حفظ کرلیا جب اپنے گھر آیا تو مصلےٰ بچھا کر یہ دعا پڑھنی شروع کی جب یہاں تک پہنچا ان تجعل النور في بصري تو اس کی بینائی باذن اللہ واپس آگئی۔

نواقض العادات کا ظہور

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب حضرت علی پیدا ہوئے تو فاطمہ بنت اسد نے ریشمی کپڑے میں لپیٹا آپ نے اس کو چاک کر دیا انھوں نے دو کپڑوں میں لپیٹا، آپ نے دونوں کپڑوں کو چاک کر دیا۔ پھر ایک سے لے کر چھ تک کپڑوں میں لپیٹا جن میں ایک تہہ چمڑے کی بھی تھی آپ نے ان سب کو پھاڑ دیا اور کہا اے مادر گرامی آپ میرے ہاتھ نہ باندھیے کیونکہ میری حاجت یہ ہے کہ میں اپنے رب کی گواہی انگلی سے دوں۔

انس نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب علی گہوارہ میں تھے کہ ایک سانپ آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے ہاتھ بچپن کی وجہ سے کپڑے میں تھے۔ آپ نے اپنے بدن کو حرکت دی اور داہنے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی اور اس قدر زور سے دبایا کہ آپ کی انگلیاں اس کے اندر بیٹھ گئیں اور وہ مر کر رہ گیا، جب آپ کی والدہ نے دیکھا تو شور مچایا لوگ جمع ہوگئے پھر فاطمہ بنت اسد نے فرمایا تو حیدرہ ہے یعنی غضبناک شیر ہے۔

جابر جعفی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ کی دائی بنی ہلال کی ایک عورت تھی وہ آپ کو اپنے خیمہ میں لے گئی آپ کا رضاعی بھائی بھی وہاں تھا وہ کھیلتا کھیلتا اس کنوئیں کے پاس گیا جو خیمہ کے پاس تھا اس نے اپنا سر اس میں ڈالا اور ایک پیر بھی حضرت علیؑ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اس کی ماں نے دیکھا تو دوڑی اور اپنے بچے کو لے لیا اور اپنے قبیلے کو پکار کر کہا اس مبارک بچے کو دیکھو جس نے میرے بچے کی جان بچالی سب لوگ تعجب کرنے لگے۔

جناب ابوطالب جمع کرتے تھے اپنی اور اپنے بھائیوں کی اولاد کو اور حکم دیتے تھے ان کو کشتی لڑنے کا یہ عرب کی عادت تھی۔ حضرت علیؑ باوجود صغر سنی کے اپنے سے بڑے کو پچھاڑ دیتے تھے اور جب جوان ہوئے تو بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑنے لگے اور بڑے بڑے سرکشوں اور نامور دلیروں کو قتل کرنے لگے۔ بسا اوقات اس کی کمر پکڑ کر زمین سے اٹھا لیتے تھے اور زمین پر دے پٹکتے تھے۔ اکثر پہاڑوں سے ایک بھاری پتھر اٹھا کر پھر زمین پر رکھ دیتے اور لوگوں سے کہتے اس کو اٹھاؤ ایک کیا تین تین زور لگاتے مگر اسے اٹھا نہ سکتے۔

آنحضرتؐ کے مرنے کے بعد آپ نے ایک راستہ میں ستر میلوں کے پتھر لگائے اور ایک ایک کو خود اٹھا کر لے گئے اور ان میلوں پر لکھا گیا ہذا میل علی، دو پتھروں کو بغلوں میں داب لیتے اور ایک پیروں سے دھکیل کر لے چلتے تھے۔ ایک ستون پر آپ نے ایسا ہاتھ مارا کہ آپ کا انگوٹھا پتھر میں درآیا وہ پتھر کوفہ میں موجود ہے۔

اسی طرح شہد کف کوفہ اور موصل میں ہے اور جبل ثور میں غار نبی کے پاس آپ کی تلوار کا نشان ہے اور آپ کے نیزہ کا نشان جبال بادیہ کے ایک پہاڑ میں ہے اور اس پتھر میں جو قلعہ خیبر کے پاس تھا اور حضرت کا سنگریزوں پر مہر لگانا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ سنگریزوں پر لگوانے والے تین تھے ام سلیم وارثۃ الکتب سماویؑ۔

مہر لگائی اس کے سنگریزوں پر نبی اور وصی نے دوسرے امام الہندی حبابہ بنت جعفر الوالبیۃ الاسدیہ تیسرے ام غانم الیمانیہ ان دونوں کے سنگریزوں پر امیر المومنینؑ نے مہر لگائی روایت ہے کہ سلیمان بنی شیاطین کے لیے تانبے پر مہر لگاتے تھے اور شیاطین کے لیے لوہے پر پس جو اس کی چمک دیکھتا تھا اطاعت کرتا تھا۔

ابوسعید خدری، جابر انصاری اور عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ خالد بن ولید نے بیان کیا اہل ردہ کی قتال کے بعد جب میں لوٹا تو علیؑ میرے لشکر میں آئے میں نے کہا اصلع (جس کی چاند پر بال نہوں) آرہا ہے۔ یہ لفظ کسی نے ان سے بیان کیا وہ شیر کی طرح ہمہمہ کرتے اور بادل کی طرح گرجتے میرے پاس آئے اور کہا کیا تو نے ایسا کہا ہے۔ میں نے کہا ہاں آپ نے کہا اے زنازادے کیا تجھ جیسا شخص مجھ جیسے پر سبقت لے جانی چاہتا ہے اور یہ جسارت کرتا ہے کہ میرے نام کو اپنے حلق میں حرکت دے اس کے بعد انہوں نے مجھے گھوڑے پر سے کھینچ لیا اور میں ان کو روک نہ سکا۔ وہ مجھے کھینچتے ہوئے حارث بن کلدہ کی چکی کی طرف لے گئے اور آپ نے چکی کی کیلی جو بہت موٹے لوہے کی تھی زور دے کر اپنے ہاتھوں سے نکالی تھی اور اس کو موڑ کر اس طرح میری گردن میں ڈال دیا جیسے کوئی چمڑے کو موڑ کر ڈال دے اور میرے ساتھی اس طرح خوف زدہ ہو کر دیکھ رہے تھے

گو با وہ ملک الموت کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان کو خدا و رسولؐ کی قسم دی کہ مجھے چھوڑ دیں جب میں وہاں سے ابوبکرؓ کے پاس آیا تو انہوں نے لوہاروں کو بلایا۔ انہوں نے کہا ہم اس کو بغیر آگ میں گرم کیے نہیں نکال سکتے۔ غرض وہ اسی حالت میں چند روز رہا۔ لوگ اسے دیکھ کر ہنستے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن جب حضرت علیؑ سفر سے واپس آئے ابوبکرؓ نے سفارش کی کہ وہ طوق اس کی گردن سے نکال دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس نے لشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر چاہا کہ اپنے کو میری جگہ پر قرار دے پس میں نے اس کے غرور کو توڑ دیا اور جو ارادہ کیا تھا اس سے باز رکھا جو طوق اس کی گردن میں ہے شاید اس وقت اس سے آزاد کرنا میرے لیے ممکن نہ ہو لیکن جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا اور قسمیں دیں تو آپ نے لوہے کا ایک کنارہ پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کھینچا اور اس کو آزاد کر دیا اور اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ (سورہ سبا ۱۰/۳۴) کا مظاہرہ کر دیا ابوذر سے مروی ہے کہ امیر المومنین نے دو انگلیوں سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا کہ خالد چیخنے لگا اور اپنے کپڑوں میں پاخانہ کر دیا اور زمین پر پیر دے دے مارے۔

اہل سیر نے حبیب ابن جہم سے ابوسعید تمیمی سے نطنزی نے خصائص میں اعثم کوفی نے فتوح میں طبری نے کتاب الولایہ میں محمد بن قاسم ہمدانی ابوعبداللہ برقی نے اپنے شیوخ سے انہوں نے اصحاب علیؑ سے روایت کی ہے کہ صفین جاتے ہوئے حضرت علیؑ مع اپنے لشکر کے قریہ صندودیا میں نازل ہوئے آپ نے مالک اشتر سے فرمایا ہم ایسی جگہ اترے ہیں جہاں پانی نہیں اے مالک یہاں کنواں کھود اللہ سیراب کرے گا۔ کنواں کھودا تو تہہ میں کالے پتھر کی ایک چٹان نکل آئی جس کو توڑنے سے عاجز رہے آپ کے ساتھ کے سو آدمیوں نے زور مارا مگر مطلب حاصل نہ ہوا۔ امیر المومنینؑ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا طاب طاب یا عالم یاطیبو ثا بو ثة شميا كرباجا نو ثا تو ديثا برجو ثا آمين آمين يارب العالمين يارب موسى وهارون اس کے بعد آپ نے اس پتھر کو اکھاڑا اور چشمۂ آب سے چالیس ہاتھ دور پھینک دیا اس کے نیچے ایسا پانی نکلا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ مالک کہتے ہیں ہم سب نے وہ پانی پیا۔ اس کے بعد حضرت نے اس پتھر کو وہیں رکھ دیا اور ہم سے فرمایا اس پر مٹی ڈال دیں۔ جب ہم کچھ دور گئے تو حضرت نے فرمایا تم میں کون اس چشمہ کی جگہ کو جانتا ہے۔ ہم نے کہا ہم سب۔ پس حضرت لوٹے اور اس جگہ کو بالکل چھپا دیا۔ ایک راہب اپنے صومعہ سے نکل کر آیا امیر المومنینؑ نے جب اس کو دیکھا تو فرمایا اے شمعون اس نے کہا میری ماں نے میرا یہی نام رکھا ہے [illegible]ن چشمہ سے اللہ کے سوا کوئی واقف نہ تھا یا آپ کے علم میں تھا فرمایا اے شمعون تم کیا چاہتے ہو اس نے کہا یہ چشمہ اور اس کا [illegible]م فرمایا اس چشمہ کا نام زاحوما ہے یہ جنت کے چشموں میں سے ہے اس سے تین سو نبیوں اور تین سو وصیوں نے پانی پیا ہے [illegible] در میں اوصیا کا آخر ہوں میں نے اس سے پانی پیا اس نے کہا میں نے انجیل کی تمام کتابوں میں یہی پایا ہے۔ حضرت نے [illegible]مایا میرے سوا اس کا حال اور کوئی نہ جانتا تھا پس وہ راہب مسلمان ہو گیا اور جنگ صفین میں سب سے پہلے شہید ہوا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل باسناد خود ابوسعید تیمی سے مروی ہے کہ سفر میں ہم پر پیاس کی شد[illegible] ہوئی لوگوں کی [illegible] ہوئی کہ پلٹ جائیں۔ میں بھی لوٹا۔ ہم نے ہر چند پانی تلاش کیا مگر نہ ملا۔ ہم راہب کے پاس آئے اور اس [illegible] پوچھا یہاں والا

چشمہ کہاں ہے اس نے کہا کون سا چشمہ ہم نے کہا وہ جس کا پانی ہم نے پیا تھا۔ ہم نے اسے بہت تلاش کیا مگر نہ پایا۔ راہب نے کہا اسے نبی یا وصی نبی کے سوا دوسرا نہیں پا سکتا۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ ابی بن سلول اور جد بن قیس نے حضرت علیؑ کو دعوت میں بلایا اور بیٹھنے کا انتظام ایک دیوار کے نیچے کیا اپنے باغ میں اس دیوار کا طول تیس ہاتھ اور دوسری طرف سے پچیس ہاتھ تھا جہاں بٹھانا چاہتے تھا وہاں سے دیوار کی جڑ خالی کر دی تھی اور دو آدمی دیوار کے پیچھے کھڑے کر دیئے تھے تاکہ وہ دیوار کو دھکیل دیں۔ حضرت اس مقام کے بائیں طرف ہٹ کر بیٹھے جب کھا چکے تو ان لوگوں نے کہا یہاں آپ کو بیٹھنے میں تکلیف ہوئی فرمایا یہ تکلیف آسان تھی بہ نسبت اس لقمے کے جو داہنی طرف کھانے میں ہوتی۔

احمد حنبل نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے یوم خیبر جب اپنا رایت حضرت علیؑ کو دیا تو آپ اس تیزی سے چلے کہ ساتھیوں نے کہا ذرا ہلکے چلیئے تاکہ ہم بھی قلعہ تک پہنچ جائیں آپ نے در قلعہ کے پاس جا کر ایک جھٹکے میں دروازہ کو اٹھا کر زمین پر رکھ دیا ہم میں سے ستر آدمیوں نے کوشش کی دروازہ اٹھائیں مگر ممکن نہ ہوا۔

ابورافع سے مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ قلعہ قموص کے قریب پہنچے تو یہودیوں نے تیر برسانے شروع کیے اور پتھر مارنے لگے۔ آپ دلیری سے بڑھتے چلے گئے اور دروازہ اکھاڑ کر چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔ یہ اتنا بھاری تھا کہ چالیس آدمی اس کو اٹھا نہ سکتے تھے مروی ہے کہ اس کا وزن چالیس من تھا اور جب قلعہ اکھاڑا تو تمام قلعہ لرز اٹھا اور آپ نے اس دروازہ کو چالیس ہاتھ اونچا ہوا میں اٹھا کر پھینکا۔

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ قلعہ خیبر میں ایسا زلزلہ آیا کہ صفیہ ایک تخت پر دلہنوں کی طرح بیٹھی تھی وہ اوندھے منہ گری اس نے سمجھا زلزلہ آ گیا لوگوں نے بتایا زلزلہ نہیں علیؑ نے دروازہ اکھاڑا ہے۔

اور زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے اس کو ڈھال کی طرح ہاتھ میں لیا اور پھر اسے پشت کی طرف پھینک دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے اپنی پشت پر رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس پر سے لیا بعد اس کے مسلمانوں نے تجربے کے لیے اٹھانا چاہا چالیس آدمی اس کو نہ اٹھا سکے اس کی روایت ابوالحسن وراق نے ابن جریر طبری سے کی ہے اور بیان کیا ہے کہ پچاس آدمیوں نے اس کی روایت کی ہے۔ احمد نے ستر راوی بیان کیے ہیں۔

ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ اس کے لوہے میں حضرت کی چاروں انگلیاں در آئی تھیں۔ رامش اقرانی میں ہے کہ اس دروازہ کا طول ۱۸ ہاتھ تھا اور خندق کی چوڑائی ۲۰ ہاتھ تھی آپ نے اس کا ایک سرا خندق کے کنارے سے ملایا اور اپنے ہاتھ پر اس کو روکے رہے یہاں تک کہ لشکر اس پر آ گیا اور آپ نے دوسرے کنارے پر لگا کر اتار دیا اسی طرح آٹھ ہزار سات سو آدمیوں کو پار کر دیا۔

ابوعبداللہ جدلی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا دروازہ میرے ہاتھ میں سپر کی طرح تھا۔

ارشاد میں ہے کہ اس دروازہ کو بیس آدمی بند کرتے تھے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ چالیس آدمی اسے بند کیا کرتے تھے۔

روض الجنان میں ہے کہ بعض صحابہ نے حضرت رسولؐ خدا سے کہا ہمیں علیؑ کے دروازہ اٹھانے اس کے پھینکنے اور سپر بنانے پر اتنا تعجب نہیں ہوا کہ جتنا اس امر پر کہ وہ خندق میں پل بنا کر اپنے ہاتھوں بچھے تھے اور ان کے دونوں پیر ہوا میں معلق تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ ہوا پر نہ تھے بلکہ جبرئیل کے بازوں پر تھے۔

اس قسم کے خارق عادات امور سوائے نبی یا وصی کے کسی دوسرے کے لیے نہیں ہوتے۔

وہ معجزات جو حضرت علیؑ کی ذات سے متعلق ہیں

لڑائیوں میں کبھی آپ نے شکست نہیں کھائی اور نہ کوئی کوتاہی پائی گئی اور نہ کوئی بڑا زخم آپ نے کھایا جو دشمن آپ کے مقابلے کے لیے نکلا آپ نے اس پر فتح پائی آپ تن تنہا دشمنوں سے لڑے اور ان کو ذلیل و خوار کیا۔

جنگ خندق میں آپ نے عمرو کے دونوں پیروں پر ضرب لگائی اور دونوں کو کاٹ دیا وہ پوری طرح مسلح تھا۔

یوم خیبر آپ نے مرحب کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کے عمامہ، خود سر اور حلق کو کاٹتی چلی گئی اور پھر ایک ضرب ایسی لگائی کہ اس کے بیچ میں سے دو ٹکڑے کر دیئے اس کے بعد آپ نے ستر ہزار دشمنوں پر حملہ کیا اور ان کو مار کر بھگا دیا کہ دونوں طرف کے لشکر حیرت میں آ گئے۔

مروی ہے کہ جب معاویہ نقارے بجاتا جنگ صفین کے لیے دمشق سے چلا تو آپ نے اٹھارہ یوم کی مسافت سے اس کے نقاروں کی آواز سن لی۔

اور کوفہ کا دکہ (بلند مقام) جہاں سے آپ مکہ کو دیکھ لیتے تھے اور اس کو سلام کرتے تھے۔

اور رقہ کی مسجد المجذاف۔ آپ نے اہل رقہ سے کشتیاں مانگیں شہداء کو لے جانے کے لیے انہوں نے کہا وہ ناکارہ ہیں آپ نے فرمایا تمہارا کلام غلط ہے اور تمہارے ضمیر کے خلاف ہے۔ خدا تمہاری صنعت کو غارت کرے اور نہ ہیر کرے مگر تم کو سولی پر آپ نے مجذاف کے طور پر کچھ چیزیں بنائیں اور شہداء کو اس پر اٹھایا رقہ تباہ و برباد ہو گیا اور جو لوگ باقی رہے وہ ہمیشہ تنگی معاش میں رہے۔

جب ابو زہرہ نے خروج کیا تو آپ نے اس کے مقابلے کے لیے تین دن اور رات کا راستہ صرف ایک رات میں طے کیا اور صبح ہی کفار کے سروں پر جا پہنچے اور فتح حاصل کی وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (سورہ العادیات ۱۰۰/۱) آپ ہی کی شان میں ہے۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ثابت بن قیس انصاری کو سڑجادیہ (ایک کنواں) کے اندر دیکھا لوگ ان پر پتھر برسا رہے تھے آپ اس میں کود گئے اور ثابت کو اپنے سینے کے نیچے لیا۔ ان لوگوں نے وزنی پتھر آپ پر ڈالنے شروع کیے مگر بقدرتِ خدا کوئی ایک بھی آپ کے اوپر آکر نہ گرا اور بحکم خدا کنوئیں کے کناروں کی مٹی اندر گرنے لگی جس سے کنوئیں کی سطح بلند ہوئی اور دونوں صحیح سالم نکل آئے۔

شب عقبہ ایک طرف تو منافقوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا خدا نے اپنے رسول کو وہاں سے بچایا اور مدینہ میں حضرت علیؑ کے قتل کا ارادہ کیا ان کو خدا نے یہاں بچایا جب رسول آئے تو آپ نے ان سے واقعہ بیان کیا فرمایا۔ أما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى

جب حضرت علیؑ تبوک کی طرف چلے تھے تو منافقوں نے ایک کنواں راہ میں خس پوش کر رکھا تھا جب واپس ہوئے اور اس جگہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھوڑے کو ناطق کیا وہ رکا آپ نے فرمایا باذ اللہ چل پس وہ زقند لگا کر پار ہو گیا مسند اور فضائل احمد حنبل اور سنن ابی ماجہ میں ہے کہ عبدالرحمٰن ابی لیلا نے بیان کیا کہ حضرت علیؑ سخت جاڑے میں باریک کپڑے پہنتے تھے اور سخت گرمی میں موٹے کپڑے لیکن نہ آپ کو سردی تکلیف دیتی تھی نہ گرمی اس کی وجہ یہ ہے کہ روز خیبر آپ کے لیے دعا کی تھی خدا وندا اس کو سردی گرمی سے بچانا۔

ایک یونانی طبیب حضرت کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کے چہرہ کی زردی کا تو علاج کر سکتا ہوں لیکن پنڈلیوں کی لاغری کا نہیں کر سکتا آپ نے پوچھا یہ زردی کس چیز سے بڑھتی ہے اس نے کہا ایک دوا دکھا کر اس سے ایک دانہ کی برابر یہ آدمی کو قتل کر دیتی ہے فرمایا یہ کتنی ہے اس نے کہا دو مثقال آپ نے اس کو لے لیا اور کھا لیا یہ دیکھ کر اس طبیب کو پسینہ آگیا اور کانپنے لگا آپ نے فرمایا اے بندہ خدا میرا بدن اب پہلے سے زیادہ اچھا ہے جس چیز کو تو نے زہر بتایا تھا اس نے مجھ کو کوئی نقصان نہ دیا پھر فرمایا اپنی آنکھیں بند کر اچھا اب کھول دے اب جو اس نے حضرت کے چہرہ پر نظر کی تو وہ سرخ و سفید تھا فرمایا دیکھ تیرے زہر سے زردی جاتی رہی اس کے بعد آپ نے اس ستون پر ہاتھ مارا جو اس گھر کے اندر تھا اور اس پر دو بڑے پتھر تھے آپ نے سع دیوار اس کو اٹھا لیا یہ دیکھ کر وہ یونانی غش کھا گیا۔ پھر فرمایا یہ دیکھ یہ ہے طاقت ان کمزور پنڈلیوں کی۔

جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ امیرالمومنین نے ہمارے ساتھ نماز صبح ادا کی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے بھائی سلمان کی مصیبت میں صبر کا اجر عطا فرمائے اس کے بعد عمامہ رسول سر پر رکھا زرہ رسول پہنی اور تلوار لے کر ناقہ عضبا پر سوار ہوئے اور قنبر سے فرمایا دس تک گن۔ اتنے عرصے میں آپ دروازہ سلمان پر تھے۔

زاذان سے مروی ہے کہ جب سلمان کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے پوچھا آپ کو غسل کون دے گا فرمایا جس نے رسول کو غسل دیا تھا میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں اور وہ مدینہ میں فرمایا ایسا ہی ہوگا جب سلمان کا انتقال ہو گیا تو میں نے

دیکھا امیرالمومنین تشریف لے آئے اور مجھ سے فرمایا ابوعبداللہ سلمان کا انتقال ہوگیا۔ میں نے کہا جی ہاں آپ گھر میں داخل ہوئے اور چہرے سے چادر ہٹائی اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے جب نماز جنازہ کی تکبیر کہی تو ہم نے دو آدمیوں کو آپ کے ساتھ دیکھا ایک جعفر حضرت کے بھائی اور دوسرے خضر علیہما السلام اور ان دونوں کے ساتھ ستر ستر صفیں ملائکہ کی تھیں اور ہر صف میں ہزار ہزار ملک تھے۔

حضرت علیؑ اور القباد حیوانات

ابن دہیان اور فنتاک سے مروی ہے کہ ہم ایک جنگل سے گزرے ناگاہ ایک شیر کو مع اپنے بچوں کے راستے میں بیٹھا ہوا پایا۔ میں نے گھوڑے کی باگ موڑی۔ حضرت نے فرمایا آگے بڑھ یہ خدا کا ایک کتا ہے پھر فرمایا مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا (سورہ ہود ۵۶/۱۱) وہ شیر حضرت کے سامنے آکر دم ہلانے لگا اور بولا السلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته، آپ نے فرمایا وعليك السلام يا ابا الحارث تیری تسبیح کیا ہے اس نے کہا میں کہتا ہوں سبحان من ألبسني المهابة وقذف فى قلوب عباده مني المخافة (پاک ہے وہ اللہ جس نے مجھے ہیبت کا لباس پہنایا اور اپنے بندوں کے دل میں میرا رعب ڈالا۔)

آپ نے جویریہ بن سہر سے جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا فرمایا تمہیں راستہ میں ایک شیر ملے گا انہوں نے کہا پھر میں کیا کروں۔ فرمایا اس سے میرا سلام کہنا اور بتانا کہ میں نے تم کو امان دی ہے۔ راوی کہتا ہے ایسا ہی ہوا وہ شیر مجھے ملا میں نے کہا اے ابو الحارث امیرالمومنینؑ نے تجھے سلام کہا ہے اور انہوں نے مجھے تجھ سے امان دی ہے وہ یہ سن کر پانچ بار ہمہمہ کرتا ہوا منہ پھیر کر چلا میں نے یہ واقعہ امیرالمومنینؑ سے بیان کیا فرمایا اس نے تجھ سے کہا وصی محمد کو میرا سلام کہنا اور پانچ بار کہنا۔ ایسی روایت شیبانی نے بھی کی ہے۔

عمرو بن حمزہ علوی نے فضائل کوفہ میں بیان کیا ہے کہ ایک روز امیرالمومنینؑ مسجد کوفہ میں تھے ایک شخص وضو کے لیے کھڑا ہوا پھر وہ وضو کرنے کے لیے میدان کوفہ کی طرف گیا راہ میں ایک سانپ ملا وہ چاہتا تھا کہ کاٹے یہ شخص بھاگ کر حضرت کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا آپ اس سوراخ کے پاس پہنچے جس میں وہ سانپ تھا آپ نے اپنی تلوار سوراخ کے منہ پر رکھی اور فرمایا اگر تو عصائے موسیٰ کی طرح معجزہ ہے تو اس سانپ کو نکال۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ ٹکڑے کیا ہوا نکلا آپ نے اس شخص سے کہا غالباً تو نے مجھے چار میں چوتھا سمجھا تھا کہ میرے سامنے کھڑا ہوا اس نے کہا یہ صحیح ہے پس آپ نے اس کے سر پہ ہاتھ مارا اور وہ ایمان لے آیا۔

جابر انصاری سے مروی ہے کہ ایک وادی میں، میں امیر المومنینؑ کے ساتھ تھا۔ حضرت نے راستے میں عدول کیا میں بھی پیچھے چلا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا شاباش اے پرندو! تم فضل خدا سے بولتے ہو۔ میں نے کہا مولا پرند کہاں ہے فرمایا ہوا میں کیا تم اسے دیکھنا اور اس کا کلام سننا چاہتے ہو میں نے کہا ضرور اے میرے مولا حضرت نے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی پس ایک طائر اترا اور امیر المومنینؑ کے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ آپ نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا باذن اللہ ناطق ہو میں علی بن ابی طالب ہوں وہ پرند عربی زبان میں بولا۔ السلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته حضرت نے جواب سلام دیا اور فرمایا تیرے کھانے پینے کی جگہ اس بے آب وگیاہ زمین میں کہاں ہے اس نے کہا میرے مولا جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو اے اہل بیت میں آپ کی ولایت کا ذکر کرتا ہوں اور سیر ہو جاتا ہوں اور جب پیاسا ہوتا ہوں تو آپ کے دشمنوں پر تبرا کرتا ہوں پس سیراب ہو جاتا ہوں فرمایا خدا برکت دے۔ یہ سن کر وہ طائر اڑ گیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا خدا نے فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (سورہ النمل ۱۹/۲۷)

محمد بن وہبان ازدی نے معجزات نبوت میں براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے دیکھا پرندوں کی ایک قطار بولتی ہوئی آپ کے سر پر سے گزری امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ مجھے سلام کر رہے ہیں اور تم کو بھی اس پر منافقین نے چشم نمائی کی حضرت نے فرمایا اے قنبر بلند آواز سے کہہ اے پرندو! امیر المومنینؑ رسول کے بھائی کو جواب دو۔ قنبر نے آواز دی وہ طائر پھڑپھڑاتے ہوئے آپ کے سر پر آئے آپ نے فرمایا اترو۔ وہ سب صحن مسجد میں اتر آئے پس امیر المومنینؑ نے ان سے ایسی زبان میں کلام کیا جس کو ہم نہ سمجھے انہوں نے گردنیں ہلائیں اور کچھ بولے آپ نے فرمایا باذن خدا بولو تب انہوں نے عربی زبان میں کہا السلام علیک یا امیر المومنینؑ وخلیفہ رب العالمین یہ ایسا ہی ہے جیسا خدا فرماتا ہے يٰجِبَالُ أَوِّبِي مَعَهٗ وَالطَّيْرَ (سورہ سبا ۱۰/۳۴)۔

علل الشرائع میں علی بن حاتم قزوینی سے مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرات کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا یا ھناش پس ایک مچھلی نے جو سانپ کی صورت تھی پانی سے سر نکالا۔ حضرت نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا میں امت نبی اسرائیل سے ہوں میرے اوپر آپ کی ولایت پیش کی گئی میں نے قبول نہ کیا خدا نے مجھے اس صورت میں مسخ کر دیا۔

المعجزات والروضہ اور دلائل ابن عقدہ ابو اسحاق سبیعی سے مروی ہے ہم نے ایک بڈھے کو ذکر کرتے سنا میں نے سو آدمیوں سے ملاقات کی میں نے عدل کو نہ پایا مگر ایک موقع پر ہم نے اس کی توضیح چاہی اس نے کہا میں حجر حمیری ہوں میں پہلے یہودی تھا میں کوفہ کی مسجد میں آیا وہاں میری ہمیانی کھو گئی۔ میں کوفہ آیا اور مالک اشتر سے ملا وہ مجھے امیر المومنینؑ کے پاس لائے آپ نے فرمایا اے یہودی میرے پاس علم بلایا و منایا اور ماکان و مایکون ہے۔ میں تجھے واقعہ کی خبر دوں یا تو سنائے گا۔ میں نے کہا آپ ہی بتلایئے فرمایا قبہ مسجد میں سے ایک جن تیرا مال لے گیا۔ اب تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا اس سے دلا دیجئے میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضرت میرے ساتھ قبہ میں آئے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی

اور یہ آیت پڑھی۔ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ (سورہ رحمٰن ۵۵/۳۵) فرمایا اے عبداللہ یہ کیا نالائق حرکت تو نے کی اے گروہ جن کیا اسی پر تم نے میری بیعت کی ہے اور مجھ سے معاہدہ کیا ہے میں نے دیکھا میرا مال تہ میں رکھا ہے پس میں نے کہا اشہد ان لا إله إلا الله واشہد ان محمداً رسول الله واشہدان علیا ولي الله اس کے بعد میں اب آیا تو اس چور کو مقتول پایا۔ ابن عقدہ نے لکھا ہے کہ یہودی مدینہ کا باشندہ تھا۔

محمد حنفیہ نے بیان کیا۔ حضرت نے وضو کے لیے اپنے موزے اُتارے اس میں ایک سانپ گھس گیا ایک کوا وہ موزے لے کر اُڑ گیا اور اونچا اُڑ کر اس کو زمین پر دے پٹکا اس میں سے سانپ نکل کر بھاگا اور اس طرح سے حضرت کو خدا نے بچا لیا۔

آغانی میں ہے کہ مداینی نے بیان کیا کہ سید حمیری کناس پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ مجھے علیؑ کی ایسی فضیلت سنائیے جس کو میں نے نظم نہ کیا ہو تو اس کو اپنا گھوڑا اور جو کچھ میرے پاس ہے دے دوں گا۔ لوگ بیان کر رہے تھے اور وہ اپنے شعر سنا رہے تھے۔ ایک شخص نے ابوالرعل مرادی سے روایت کی کہ امیرالمومنینؑ نے وضو کے لیے اپنے موزے اتارے ایک کالا سانپ اس میں داخل ہو گیا ایک کوا آیا اور اسے اٹھا کر لے گیا اور اوپر جا کر گرایا اس میں سے سانپ نکل آیا۔

کتاب ہواتف الجن میں محمد بن اسحاق نے باسناد خود جناب سلمان سے روایت کی ہے کہ ہم ایک بارش کے دن رسولؐ اللہ کے ساتھ تھے ایک ہاتف نے آواز دی السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میرا نام عرفطہ بن شمراخ ہے میں بنی نجاح سے ہوں فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو پس وہ اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہوا۔ چہرے پر گھنے بال چھٹی ہوئی چمک دار آنکھیں سینہ پر اس کا منہ لمبے لمبے دانت درندوں کے سے پنجے اس نے کہا یا نبی اللہ آپ میرے ساتھ کسی کو بھیجیے تاکہ وہ میری قوم کو ہدایت کرے میں صحیح سالم آپ کے پاس پہنچا دوں گا۔ حضرت نے لوگوں سے فرمایا کون ہے جو اس خدمت کو انجام دے کوئی تیار نہ ہوا۔ آخر حضرت علیؑ نے کہا میں یہ خدمت انجام دوں گا۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا اسی رات کو واپس کرنا میں تیرے ساتھ ایسے شخص کو بھیج رہا ہوں جو میری طرح قضایا کا فیصلہ کرے گا اور میری زبان ہو کر بولے گا اور میری طرف سے قوم جن کو تبلیغ کرے گا یہ سن کر وہ چلا گیا اور وہ ایک اونٹ پر بیٹھ کر آیا اور دوسرا اونٹ اس کے ساتھ تھا۔ حضرت نے جناب امیر کو خود سوار کیا۔ سلمان کہتے ہیں مجھے حضرت کے پیچھے بٹھایا اور میری آنکھوں پر کپڑا باندھ دیا اور کہا اپنی آنکھیں نہ کھولنا جب تک علی نہ کہیں اور جو دیکھو اس سے ڈرنا نہیں تم ہر طرح سے امن میں رہو گے۔ پس اونٹ اس طرح چلا جیسے شتر مرغ پر مارا جاتا ہے اور حضرت علیؑ قرآن پڑھتے جا رہے تھے ہم رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو حضرت علیؑ نے اذان دی اور اونٹ بیٹھا۔ حضرت نے فرمایا اے سلمان اُترو میں نے آنکھ کھولی تو اپنے کو ارض فرار پر پایا۔ ہم نے نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو حضرت نے ان لوگوں کے سامنے خطبہ بیان فرمایا کچھ جنوں نے اس پر اعتراض کیا آپ نے فرمایا کیا تم حق بات کو جھٹلاتے ہو۔ قرآن کی تصدیق کرتے ہو اور اس کی آیات سے انکار کرتے ہو پھر آپ نے اپنا رخ آسمان

کی طرف کیا۔ فرمایا خداوندا اپنے کلمۂ اعظمی کا اور عزائم کبریٰ کا اے حی و قیوم اے مُردوں کو زندہ کرنے والے اے زندوں کو مارنے والے اے آسمان و زمین کے مالک اے جنوں کی حفاظت کرنے والے اے شیاطین کی تاک میں رہنے والے۔ نازل کر وہ آگ جو نہ بجھے۔ اور شہابِ ثاقب اور جلانے والے شعلے اور گرم تانبہ بحق کہیعص والطواسین والحوامیم و یس اور نون والقلم وما یسطرون والذاریات والنجم اذا ھوی والطور و کتاب مسطور فی رق منشور والبیت المعمور والاقسام العظام ومواقع النجوم لما اسرعتم الانحدار الی المردة المتولعین المتکبرین الجاحدین آثار رب العالمین کا انکار کرنے والے ہیں اپنا عذاب نازل کر سلمان کہتے ہیں میں نے محسوس کیا کہ میرے نیچے سے زمین کانپی اور میں نے ہوا شور و غل کی آواز سنی پھر آسمان سے آگ برسی جن سے وہ جن جو متکبر تھے جل گئے۔ اور بہت سے اوندھے منہ زمین پر گرے میں بھی گرا جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک دھوئیں کا بادل ہے جو زمین سے بلند ہے حضرت علیؑ نے فرمایا اپنے سروں کو اُٹھاؤ۔ خدا نے ظالموں کو ہلاک کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا اے گروہ جن اور شیاطین و غیلان بنی شمراخ و آل نجاح اور بستیوں کے ساکنو ریگستان اور جنگلوں میں رہنے والو اور شہروں میں بسنے والے شیطانو جان لو کہ زمین عدل سے اسی طرح بھرے گی جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی یہ حق ہے۔ پس کیا حق کے بعد بھی ضلالت ہوگی پس تم کس خواب و خیال میں ہو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول اور رسول کے رسول پر ایمان لائے جب ہم وہاں سے مدینہ واپس آئے تو حضرت رسول خداؐ نے سب حال پوچھا۔ حضرت علیؑ نے بیان کیا۔

عمار سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو شہر عمان کی طرف جلندی بن کرکر سے قتال کے لیے بھیجا۔ کئی روز تک جنگ رہی جلندی نے اپنے غلام کندی سے کہا اگر تم اس سیاہ عمامے والے کو جو گھوڑے پر سوار ہے مار ڈالو تو میں تیری زوجیت میں وہ لڑکی دیدوں گا جو میں نے اولاد ملوک کو نہیں دی۔ کندی یہ کہہ کر سفید ہاتھی پر سوار ہوا جلندی کے پاس تیس ہاتھی تھے ان سے مع لشکر حضرت علیؑ پر چڑھائی کی۔ جب حضرت علیؑ نے اسے آتے دیکھا تو آپ اپنے مرکب سے اُترے اور اپنا سر کھول دیا تمام وہ میدان چمک اُٹھا آپ نے دُعا کی اور پھر سوار ہو کر ان ہاتھیوں کے پاس آئے اور ایسی زبان میں ان سے کلام کیا کہ کوئی نہ سمجھا۔ حضرت کا کلام سنتے ہی ۲۹ ہاتھیوں نے اپنا سر جھکا دیا اور مشرکوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور ان کو مارتے کچلتے باب عمان تک لے گئے اور انہوں نے ایسی زبان میں کلام کیا کہ لوگوں نے سنا اور سمجھا کہنے لگے اے علیؑ ہم سب پہچانتے ہیں محمدؐ کو اور ایمان لائے ہیں رب محمدؐ پر سوائے اس سفید ہاتھی کے یہ محمد و آل محمد کو نہیں جانتا۔ حضرت کو غصہ آیا اور ایسا اس کو ڈانٹا کہ وہ ہاتھی کانپنے لگا۔ آپ نے ذوالفقار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور کندی کو اس کی پشت پر سے کھینچ کر قتل کرنا چاہا۔ جبرئیل نے آنحضرتؐ کو خبر دی آپ مدینہ کے شہر پناہ پر چڑھے اور پکار کر کہا اے علیؑ اس کو چھوڑ دو یہ تمہارا قیدی ہے۔ آپ نے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا اس رحم کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا مدینہ کی طرف دیکھ خدا نے اس کی آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے اس نے آنحضرتؐ کو مدینہ کی دیوار پر دیکھا پوچھا یہ کون ہیں فرمایا یہ ہمارے سردار اللہ کے

رسول ہیں اس نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے فرمایا چالیس دن کی راہ اس نے کہا اے ابوالحسن آپ کا رب رب عظیم ہے اور آپ کا نبی نبی کریم ہے پس اس نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور حضرت علیؑ نے جلندی کو قتل کر دیا اور بہت سے اس کے ساتھی دریا کے اندر کود سے اور ڈوب مرے باقی اسلام لے آئے حضرت نے قلعہ کندی کے سپرد کر دیا اور جلندی کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی اور ان کو فرائض کی تعلیم کے لیے کچھ مسلمانوں کو چھوڑ دیا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں ہے کہ ایک بار یہودیوں نے نبوت کے بارے میں حضرت علیؑ سے مناظرہ کیا آپ نے یہودیوں کے اونٹوں سے کہا تم گواہی دو آنہوں نے آنحضرتؐ کی نبوت اور حضرت علیؑ کی وصایت کی گواہی دی اور یہودیوں کے کپڑوں نے بھی گواہی دی پس ان میں سے بعض ایمان لے آئے اور بعض رہ گئے۔

ابوبکر شیرازی نے نزول القرآن فی شان علیؑ میں امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ آیہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى (سورہ الاحزاب ۳۳/۷۲) میں اللہ تعالیٰ نے میری امانت کو سماوات وارض پر ثواب وعقاب کے ساتھ پیش کیا انہوں نے کہا ہم ثواب وعقاب کے ساتھ نہیں اٹھائیں گے بلکہ ثواب وعقاب اٹھائیں گے اور خدا نے میری امانت اور ولایت کو طیور پر پیش کیا پس سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ سفید باز تھے اور قنبرہ اور جس نے سب سے پہلے انکار کیا وہ الّو اور عنقا تھا خدا نے ان دونوں پر لعنت کی ہے الّو کو یہ سزا ملی کہ وہ دن میں ظاہر نہیں ہوتا اور عنقا نظر خلائق سے غائب ہوگیا پھر خدا نے میری ولایت کو زمین پر پیش کیا پس وہ خطہ جو ایمان لے آیا خدا نے اس کو پاک صاف بنایا اور اس کی نباتات اور پھلوں کو شیریں قرار دیا اور اس کے پانی کو آب زلال بنایا اور جس خطہ نے میری ولایت سے انکار کیا اس کی نباتات کڑوی ہوگئیں اور اس کے پھل تھوہڑ اور اندرائن جیسے تلخ ہے اور پانی کھاری بن گیا اور فرمایا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (سورہ الاحزاب ۳۳/۷۲) یعنی اُمت محمدیہ اور ظلوماً جہولاً کا مطلب یہ ہے کہ انسان ظالم لنفسہ ہے اور جاہل اپنے رب کے امر سے اور جو حق امانت ہے ادا نہیں کرتا وہ ظلوم وغشوم ہے۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا مجھ سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور بغض نہیں رکھے گا مگر منافق ولدالحرام۔

تاریخ بلاذری میں ہے کہ ابوسہیلہ نے کہا میں اور سلمان ربذہ میں ابوذر کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا پس اگر تم اس وقت موجود ہو تو کتاب خدا اور علیؑ کا ساتھ دینا میں نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ علیؑ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے روز قیامت سب سے پہلے میں ان ہی سے مصافحہ کروں گا وہ یعسوب المومنینؑ ہیں اور حضرت علیؑ سے فرمایا

یاعلی انت یعسوب المؤمنین والمال یعسوب الظالمین

بشارت مروی ہے کہ آیہ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (سورہ النحل ۱۶/۶۸) میں نحل معہود مراد ہے اور وہ بنو ہاشم ہیں يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (سورہ النحل ۱۶/۶۹) سے مراد علم ہے۔

اسی آیت کے سلسلہ میں حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علی امیرالنحل ہے اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک لشکر قلعہ بنی ثعل کی طرف بھیجا اہل قلعہ نے جنگ کی جب ان کے ہتھیار ٹوٹ گئے تو انہوں نے شہد کی مکھیوں کے چھتے چھوڑ دیئے

جن کے دبدبے سے آنحضرتؐ کا لشکر عاجز آگیا حضرت علیؑ نے ان کو رام کیا اسی لیے آپ کو امیر النحل کہا گیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غار میں مکھیوں کے چھتے تھے مسلمانوں کو ان کے قریب جانے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ آپ نے بہت سی مکھیوں کو وہاں سے بھگایا رسولؐ اللہ نے اس لیے امیر النحل نام رکھا اور یعسوب بھی یعسوب شہد کی مکھیوں کے سردار کو کہتے ہیں تمام مکھیاں اس کے احکام کی اطاعت کرتی ہیں ابو حنیفہ دینوری نے کہا ہے کہ جب یعسوب اڑنے سے عاجز ہو جاتا ہے تو پھر بقیہ مکھیاں شہد بنانا چھوڑ دیتی ہیں اور روئے زمین پر متفرق ہو جاتی ہیں۔

جمادات اور اطاعتِ امیر المومنینؑ

ابوبکر بن مردویہ نے مناقب میں ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابو عبداللہ نطنزی نے خصائص میں خطیب نے اربعین میں۔ ابو احمد جرجانی نے تاریخ جرجان میں ردالشمس لعلی کا ذکر کیا ہے ابو دراتی نے کتاب طرق میں ردشمس کا ذکر کیا ہے ابو عبداللہ جعل مصنف جواز ردالشمس نے لکھا ہے دلابی القاسم الحسکانی نے مسئلہ تصحیح ردالشمس وترغیم النواصب الشمس میں ردشمس ثابت کیا ہے ابی الحسن شاذان نے بیان ردالشمس علی امیر المومنین میں ثابت کیا ہے۔

ابوبکر شیرازی نے اپنی اسناد کے ساتھ شعبہ سے اس نے قتادہ سے اس نے حسن بصری سے اس نے امام ہانی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ اس نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ خدا نے نازل کیں دو آیتیں اس بارے میں وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا (سورہ الفرقان ۲۵/۱۲) یعنی یہ اس کے بعد ہے اس شخص کے لیے جو ذکر کا ارادہ کرے فرضاً یا سو جائے یا ارادہ شکر کرے اور دوسری آیت یہ ہے يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ (سورہ الزمر ۳۹/۵) اور لکھا ہے کہ ردشمس علیؑ کے لیے چند بار ہوا۔ ایک بار کی روایت سلمان نے کی ہے اور یوم بساط یوم خندق، یوم حنین، یوم خیبر اور یوم قرقیسا، یوم براثا، یوم غاضریہ، یوم نہروان، یوم بیعت رضوان، یوم صفین، النجف میں بنی اذر میں وادی عقیق اور احد کے بعد۔

کلینی نے کافی میں لکھا ہے کہ ردشمس ہوا جب مدینہ کی مسجد فضیخ میں آپ تھے اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی حیات میں دو مرتبہ کراع الغمیم میں ہوا اور آپ کی وفات کے بعد بابل میں۔ آنحضرتؐ کی حالت حیات کے راوی ام سلمہ، اسماء بنت عمیس، جابر انصاری، ابوذر، ابن عباس، خدری، ابوہریرہ ہیں۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ نے کراع الغمیم میں نماز پڑھی جب ختم کی تو وحی کا نزول ہونے لگا۔ حضرت علیؑ آئے تو آپ کو اس حال میں پایا آپ نے اپنی پشت پر آنحضرتؐ کو تکیہ دیا اسی حالت میں سورج

غروب ہوگیا بعد نزول وحی حضرت نے دعا کی سورج پلٹ آیا۔

بروایت ابوجعفر طحاوی حضرت رسولؐ خدا نے اس طرح دعا کی خداوندا علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس تو اس کے لیے سورج کو پلٹا دے خدا نے پلٹا دیا علیؑ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو سورج غروب ہوا اور تارے نکل آئے بروایت ابوبکر مہرویہ اسماء نے بیان کیا ہم نے غروب آفتاب کے وقت ایک ایسی آواز سنی جیسے آرے سے لکڑی کاٹنے کی ہوتی ہے اور یہ صورت واقع ہوئی غزوہ خیبر کے سلسلے میں مقام صہبا میں۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جویریہ بن مسہر اور رافع اور حسین بن علی سے مروی ہے کہ جب حضرت علی ارض بابل میں فرات پر پہنچے تو حضرت نے تو نماز پڑھ لی اور آپ کے ساتھی پل کو پار کرنے کی وجہ سے نہ پڑھ سکے اور آفتاب غروب ہوگیا۔ انہوں نے اس پر اظہار ملال کیا حضرت نے دعا کی اور آفتاب پلٹ آیا اور جب لوگوں نے ختم کی غروب ہوگیا۔ ارض بابل مقام صاعدیہ میں مسجد الشمس اس واقعہ کی یادگار ہے۔

ابن عباس سے بطرق کثیرہ مروی ہے کہ ردشمس نہیں ہوا مگر وصیؑ داؤد کے لیے اور یوشع وصی موسیٰ کے لیے اور علیؑ وصیؑ محمد مصطفیٰ کے لیے۔

ملاحدہ کا یہ اعتراض ایسا ہونا محال ہے کیونکہ ردشمس سے حساب لیل و نہار اور حرکات فلکیہ کا ابطال لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب خدا نے آفتاب کو پلٹایا تو فلک کو بھی پلٹایا اس صورت میں حساب اور حرکات میں فرق پیدا نہیں ہوتا یہ تو حدوث عالم اور اثبات محدث کی دلیل ہے کتاب فصول فی تعلیق الاصول میں ابن فورک کا یہ اعتراض کہ اگر ردشمس ہوتا تو سب لوگ دیکھتے اور تمام اطراف میں دکھائی دیتا تو یہ اعتراض شق القمر کے متعلق بھی کیا جا سکتا ہے پس جو تمہارا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے۔

محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جابر انصاری نے بیان کیا کہ حضرت علیؑ کے لیے ردشمس سات بار ہوا پہلی بار اس نے کہا اے امام مسلمین رب سے میری سفارش کیجئے کہ مجھے معذب نہ کرے دوسری بار کہا مجھے حکم دیجئے کہ آپ کے دشمنوں کو جلا دوں میں ان کی پیشانیوں سے ان کو پہچانتا ہوں تیسری بار بابل میں جب حضرت نے اس سے کہا اپنی جگہ پر پلٹ جا تو اس نے کہا لبیک۔ چوتھی بار اس سے آپ نے فرمایا کیا تو میری کسی خطا سے واقف ہے اس نے کہا اگر خدا آپ جیسی مخلوق پیدا کرتا تو دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا۔ پانچویں عہد خلیفہ اول میں لوگوں نے نماز میں اختلاف کیا آفتاب نے اس موقع پر کلام کیا اور کہا حق علیؑ کی طرف ہے ان کے ہاتھ میں ہے اور ان کے ساتھ ہے اس کلام کو قریش وغیرہ نے سنا چھٹے آپ نے ردشمس کی دعا کی تو آفتاب پلٹا تو آپ کو آب حیات وضو کے لیے دیا۔ ساتویں آپ کی وفات کے وقت سلام کیا۔

ابن شیرویہ دیلمی۔ عبدوس ہمدانی اور خطیب خوارزمی نے اپنی کتابوں میں سلمان و ابوذر و ابن عباس اور حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا اور ہوازن پہنچے تو حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ کھڑے ہو اور عنداللہ اپنی بزرگی کو دیکھو۔ سورج

نے وقتِ طلوع کلام کیا اور حضرت علیؑ نے فرمایا سلام ہو تجھ پر اے اپنے رب کی اطاعت میں چلنے والے اس نے جواب دیا اے برادرِ رسول وصی رسول اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت آپ پر بھی میرا سلام ہو۔ علیؑ نے اس سے یہ سُن کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ حضرت رسولِ خدا نے ان کو اٹھایا ان کے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا اٹھو اے میرے حبیب اہل آسمان تمہاری بکا سے رونے لگے اور اللہ حاملان عرش کے سامنے تم پر مباہات کر رہا ہے۔ پھر فرمایا حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے فضیلت دی تمام انبیاء پر اور میری مدد کی میرے اس وصی سے جو سید الاوصیاء ہے پھر یہ آیت پڑھی۔ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا ۔ (سورہ آل عمران ۸۳/۳)

مروی ہے کہ عہدِ ابوبکر میں زلزلہ آیا سب نے حضرت علیؑ سے فریاد کی حضرت علیؑ ایک ٹیلے پر تشریف لے گئے اور لب ہائے مبارک کو جنبش دی اور زمین پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا۔ تجھے کیا ہو گیا تو ساکن نہ ہو گی وہ ساکن ہو گئی۔ پھر فرمایا میں ہی وہ ہوں جس کے بارے میں خدا نے کہا ہے إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (سورہ الزلزال ۱/۹۶) میں ہی وہ انسان ہوں جو کہے گا۔ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (سورہ الزلزال ۳ و ۴/۹۶) تو مجھ سے ہی کلام کرے گی۔ سعید ابن مسیب اور عبایہ ابن ربعی نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے زمین پر پیر مارا وہ حرکت میں آئی، فرمایا ساکن ہو جا وہ ٹھہر گئی۔ پھر فرمایا ابھی وقت کلام نہیں۔ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۔ (سورہ الزلزال ۴/۹۶)

ابوہریرہ نے اپنے بال بچوں سے ملنے کا شوق ظاہر کیا آپ نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کر پھر فرمایا کھول دے دیکھا تو مدینہ میں اپنے گھر میں ہے اس نے نظر کی تو علی علیہ السلام نظر آئے فرمایا یہاں آنا چاہے تو آنکھ بند کر اس نے بند کی تو اپنے کو کوفہ میں پایا اسے بڑا تعجب ہوا۔ حضرت نے فرمایا آصف برخیا تخت بلقیس کو دو ماہ کی راہ سے چشم زدن میں لے آئے تھے وہ وزیر سلیمان تھے اور میں وزیر ہوں محمد مصطفیٰ کا۔

حضرت علیؑ کے سامنے ایک قضیہ پیش ہوا آپ دیوار کے نیچے بیٹھ گئے کسی نے کہا کہ یہ دیوار گرا چاہتی ہے آپ نے فرمایا تو اپنی راہ لگ خدا کی نگہبانی مجھے کافی ہے جب آپ فیصلہ کر کے اٹھے تب وہ دیوار گری۔

آپ نے ایک مومن کو دیکھا کہ ایک منافق قرضہ کی وجہ سے اس کو پکڑے ہوئے ہے آپ نے خدا سے دعا کی خداوندا اپنے اس بندہ کا قرض ادا کر پھر آپ نے اس سے فرمایا ایک پتھر یا ڈھیلا اٹھا لا وہ لے آیا آپ نے بحکم خدا اسے سونا کر دیا اس نے قرضہ ادا کیا اور ایک لاکھ درہم اس کو بچ رہے۔

ایک جماعت نے خالد بن ولید سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی زرہ کی کڑیاں اپنے ہاتھ سے موڑ موڑ کر درست کر رہے تھے میں نے کہا یہ تو اعجازِ داؤدی ہے۔ حضرت نے فرمایا داؤد کے لیے لوہا نرم ہماری وجہ سے کیا گیا پھر ہمارے لیے کیوں نہ ہو۔ صالح بن کیسان اور ابن رومان نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب امیرالمومنینؑ کے پاس آئے اور آنحضرتؐ کی میراث طلب کی جو ایک گھوڑا ایک زرہ اور ایک عمامہ تھا اور کہا میں تم سے زیادہ مستحق ہوں میں

آنحضرتؐ کا چچا ہوں حضرت علیؑ نے فرمایا مسجد میں چل کر ان کو دے دیجئے دونوں کے ساتھ اور لوگ بھی مسجد پہنچے حضرت نے فرمایا آپ صحن مسجد میں بیٹھئے۔ زرہ پہنئے۔ عمامہ سر پر رکھئے۔ تلوار حمائل کیجئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلے جایئے۔ انہوں نے کہا مجھے منظور ہے۔ حضرت علیؑ نے ان کو زرہ پہنائی۔ عمامہ سر پر رکھا تلوار حمائل کی اور کہا اُٹھیئے جب وہ نہ اُٹھ سکے تو کہا اچھا زرہ اُتار دیجئے۔ جب اس پر بھی نہ اُٹھ سکے تو فرمایا تلوار کھول دیجئے۔ جب اس پر بھی نہ اُٹھے تو فرمایا اب عمامہ بھی اُتار دیجئے۔ عباس نے کہا اب تم بھی ایسا ہی کر دو آپ نے عمامہ رسول سر پر رکھا زرہ رسول بر میں پہنی شمشیر رسول حمائل کی اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر فرمایا اے عم رسول ان تبرکات کا حق دار میں ہوں اور میرے لڑکے۔

ایک عدوی نے کہا اے عم رسول علیؑ نے تمہیں دھوکا دیا گھوڑے پر سوار ہو کر تو دیکھا ہوتا جب رکاب میں پیر رکھنا تو اللہ کا نام لینا حضرت علیؑ سے جب اس کا مطالبہ ہوا تو فرمایا یہ بھی کر دیکھئے جب گھوڑے نے عباس کو آتا دیکھا تو چیخا اور بھاگنے لگا ایسی خوفناک آواز اس سے پہلے کبھی نہ سنی گئی تھی۔ عباس غش کھا کر گر پڑے لوگ جمع ہو گئے اور گھوڑے کو پکڑنے کا حکم دیا مگر وہ کسی کے قابو میں نہ آیا تب حضرت علیؑ نے اسے بلایا وہ سر جھکائے ہوئے چلا آیا آپ نے رکاب میں پیر رکھا اور اس پر سوار ہو گئے اس کے بعد آپ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو بلایا اور ان کو بھی زرہ پہنائی عمامہ سر پر رکھا اور تلوار باندھی دونوں شہزادے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر دونوں کو گھوڑے پر سوار کیا گیا حضرت نے فرمایا هذا من فضل ربي ليبلوني ءأشكر أنا وهما أم نكفر

ابو جعفر طوسی نے امالی میں ابو محمد الفحام سے باسناد ابو مریم و سلمان نقل کیا ہے کہ ہم نبی کے پاس بیٹھے تھے کہ علی آئے آنحضرتؐ نے چند کنکریاں اُٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں انہوں نے یہ پڑھنا شروع کیا۔ لا إله إلا الله محمد رسول الله رضيت بالله رباً وبمحمد نبياً وبعلي ولياً آنحضرتؐ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے ولایت علیؑ پر راضی ہوگا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

جابر بن عبداللہ، حذیفہ بن الیمان عبداللہ بن عباس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ہم رسول خدا کی معیت میں مدینہ کی راہوں پر چلے جا رہے تھے کہ آنحضرتؐ نے اپنی پانچوں اُنگلیاں حضرت علیؑ کی انگلیوں میں ڈال دیں اور ہاتھ سے ہاتھ ملائے چلے جب نخلستان مدینہ میں پہنچے تو ایک درخت نے دوسرے درخت سے کہا یہ محمد مصطفیٰ ہیں اور یہ علی مرتضیٰ ہیں ہم آگے بڑھے تو دوسرے نے تیسرے سے کہا یہ نوح نبی ہیں اور یہ ابراہیم خلیل ہیں آگے بڑھے تو تیسرے نے چوتھے سے کہا یہ موسیٰ ہیں اور یہ ان کے بھائی ہارون ہیں آگے بڑھے تو چوتھے نے پانچویں سے کہا یہ محمد سید النبیین ہیں اور یہ علی سید الوصیین ہیں حضرت مسکرائے پھر فرمایا اے علی نخل مدینہ کا نام صیحانیا رکھو کیونکہ اس نے میری اور تمہاری فضیلت کا اظہار کیا۔ مروی ہے کہ یہ باغ عامر بن سعد کا تھا۔

حارث اعور سے مروی ہے کہ ہم امیر المومنینؑ کے ساتھ نکلے ایک ایسے درخت کے پاس پہنچے جو بالکل سوکھا ہوا تھا حضرت علیؑ نے اپنا ہاتھ اس پر مار کر فرمایا اذن خدا سے اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ ناگاہ وہ ہرا بھرا ہو گیا اور اس کی شاخوں میں دیہی کا

پھل آگیا پھر ہم نے پھل توڑے اور کھائے۔ دوسرے دن ہم پھر وہاں گئے وہ تر و تازہ تھا اور پھل لگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے علیؑ کو یمن کی طرف بھیجا تاکہ ان سے مصالحت کریں جب آپ وہاں پہنچے تو وہ ہتھیاروں سے آراستہ ہوکر مقابلے کو نکل آئے آپ نے بلند آواز میں فرمایا۔ اے شجر، حجر اور ڈھیلے زمین محمد رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے پس کوئی درخت یا پتھر یا حصہ زمین باقی نہ رہا جو کانپ نہ گیا ہو اس قوم کے پیر تھر تھرانے لگے اور ان کے ہاتھوں سے ہتھیار چھوٹ پڑے سب بھاگ کر حضرت کے پاس آئے آپ نے ان کے درمیان صلح کرادی۔

آپ نے ایک انصاری کو دیکھا کہ مزبلہ پر پڑے ہوئے چھلکے کھا رہا ہے آپ ادھر سے منہ پھیر کر چلے تاکہ اسے شرم نہ آئے اور گھر سے جو کی روٹیاں جو اپنے افطار صوم کے لیے رکھی ہوئی تھیں اس کے پاس لے گئے اور فرمایا ان کو لے لو خداوند عالم برکت نازل فرمائے گا اس نے توڑ کر کھایا تو اس میں گوشت چربی، حلوے رطب خربوزے اور گرمی اور جاڑے کے میوئں کا مزا تھا۔ خوشی سے وہ شخص ایسا بے خود ہوا کہ گر پڑا۔ حضرت نے اسے اٹھایا اور پوچھا تیرا کیا حال ہے اس نے کہا میں منافق تھا میرے دل میں محمدؐ اور آپ کی طرف سے بہت شکوک تھے۔ خدا نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے۔ میں نے آپ دونوں کے مدارج دیکھ لیے اب کوئی شک باقی نہیں رہا۔ ایک مرد عدوی نے کہا اولاد عبدالمطلب کتنی بڑی ساحر ہے۔ میں نے بھی ایک عجیب بات دیکھی۔ ایک دن آپ کے ہاتھ میں محمد کی کمان تھی میں نے اس کو مانگا۔ انہوں نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور کہا اے دشمن خدا لے ناگاہ ایک اژدھا بن کر میری طرف لپکا۔ میں بھاگا آپ نے اسے پکڑا تو وہی کمان تھی۔

ایک دن حضرت علیؑ رفع حاجت کے لیے چلے آپ نے قنبر سے فرمایا اس درخت سے اور جو اس کے مقابل ایک فرسخ سے دور ہے جاکر کہو وصی محمد حکم دیتا ہے کہ تم دونوں مل جاؤ وہ دونوں مل گئے منافق پیچھے پیچھے چلے آپ نے دو درختوں کو حکم دیا اپنی اپنی جگہ واپس جاؤ وہ چلے گئے حضرت ایک جگہ بیٹھے جب بدن سے کپڑا اٹھایا تو وہ منافق اندھے ہوگئے۔

حضرت نے میثم کو کسی کام کے لیے بھیجا وہ اپنی دکان پر گئے۔ ایک شخص نے ان سے کچھ خرمے خریدے آپ نے کہا درہم رکھ دے اور خرمے اٹھالے اور آپ دکان بند کرکے اس کام کو گئے جس کے لیے حضرت علیؑ نے بھیجا تھا جب لوٹے تو دیکھا وہ شخص کھوٹے درہم رکھ گیا ہے میثم نے یہ واقعہ حضرت سے بیان کیا آپ نے فرمایا وہ خرمے کڑوے ہوجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ شخص خرمے واپس کرکے اپنے دام لے گیا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت کو لکھا میں آپ کی خدمت میں آنا چاہتا ہوں مگر ڈر یہ ہے کہ میرے پیچھے میرے کنبے والے میرے مال کو خرد برد کردیں گے آپ نے اسے لکھا کہ اپنے اہل و عیال کو جمع کرا اور اپنا مال ان کے سامنے رکھ اور درود بھیج محمد و آل محمدؐ پر پھر کہہ خداوندا تیرے ولی علی بن ابی طالب کے حکم سے یہ میری امانت سپردگی میں ہے یہ کہہ کر میرے پاس چلا آ۔ اس نے ایسا ہی کیا جب معاویہ کو اس کے جانے کی خبر ملی تو اس نے حکم دیا کہ اس کے گھر والوں کو قید کرلو اور مال لوٹ لو۔ لوگ وہاں گئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اہل و عیال کو معاویہ کے اہل و عیال سے مشابہ بنا دیا اور یزید کے حواشی جیسی

صورت کا انہوں نے کہا ہم نے یہ مال لے لیا ہے اور اس کے اہل و عیال کو قید کر کے بھیج دیا ہے اور خدا نے اس مال کو سانپ اور بچھو بنا دیا جب چوروں نے لینے کا ارادہ کیا انہوں نے کاٹ لیا اور وہ مر گئے۔ حضرت علیؑ نے ایک دن ایک شخص سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے اہل و عیال اور تمہارا مال تمہارے پاس آجائے اس نے کہا ضرور حضرت نے دعا کی خدا نے اس کا مال بھیج پس اس شخص کا مال اور اس کے اہل و عیال اس کے پاس آ گئے۔ ایک بار فرات میں ایسا سیلاب آیا کہ اہل کوفہ کو ڈوب جانے کا اندیشہ ہوا حضرت علیؑ نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا کی اور فرات کے کنارے آئے اور اپنا عصا سطح آب پر مار کر فرمایا کم ہو جا باذن الٰہی پانی کم ہو گیا اور تہہ میں مچھلیاں نظر آنے لگیں ان میں سے بہت سی مچھلیوں نے سلام کیا اور بعض از قسم مارماہی نہ بولیں لوگوں نے اس پر تعجب کیا اور اس کا سبب معلوم کیا فرمایا جو پاک تھیں بولیں اور جو نجس تھیں وہ خاموش رہیں۔

اہل عراق نجف کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہاں ایک دریا تھا جس کا نام ان جف تھا اس میں بکثرت پانی تھا۔ حضرت نے انجف یعنی وہ خشک ہو گیا پس اس آبادی کا بھی نام ہو گیا۔

جنگ صفین میں لشکر معاویہ نے فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا حضرت علیؑ نے مالک اشتر کو بھیجا کہ پانی سے ہٹ جاؤ جب مالک اشتر نے کہا تو وہ ہٹ گئے اور لشکر امیرالمومنینؑ قابض ہو گیا جب معاویہ کو یہ پتہ چلا تو اس نے پہرہ داروں کو بلایا اور کہا تم نے ایسا کیوں کیا انہوں نے کہا ہمارا کیا قصور عمرو عاص نے جا کر کہا کہ معاویہ کا حکم ہے گھاٹ چھوڑ دو معاویہ نے عمرو کو بلا کر کہا تو نے ایسا کیوں کہا اس نے کہا میں نے تو نہیں کہا دوسرے دن معاویہ نے حجل بن عتاب نخعی کو پانچ ہزار سوار دے کر بھیجا کہ دوبارہ گھاٹ پر پھیل جائیں امیرالمومنینؑ نے پھر مالک اشتر سے وہی کہلا کر بھیجا۔ حجل مع اپنے لشکر کے پھر ہٹ گیا اور حضرت علیؑ کے لشکر پر پانی کا گھاٹ پھر کھل گیا جب معاویہ کو پتہ چلا تو اس نے حجل سے باز پرس کی اس نے کہا میں کیا کروں تمہارا بیٹا یزید میرے پاس آیا اور کہا کہ تم نے حکم دیا ہے کہ پانی سے ہٹ جاؤ۔ معاویہ نے یزید سے پوچھا اس نے انکار کیا معاویہ نے حجل سے کہا اب چاہے کوئی بھی جائے جب تک میری انگوٹھی نہ دے ہرگز گھاٹ نہ چھوڑنا امیرالمومنینؑ نے پھر مالک کو بھیجا حجل نے معاویہ کو دیکھا تو اس سے انگوٹھی لے لی اور پانی سے ہٹ گیا جب معاویہ کو یہ خبر ملی تو اس نے پھر حجل کو بلایا اور باز پرس کی اس نے وہ انگوٹھی پیش کی معاویہ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا علیؑ سے مقابلہ کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت یہ بھی ہے۔

محمد بن شوہانی نے اپنی اسناد سے بیان کیا ہے کہ ابو ضمصام عبسی حضرت رسولخداؐ کے پاس آیا اور یہ سوالات کیے مینہ کب برستا ہے میرے ناقے کے بطن میں کیا ہے۔ کل کیا ہو گا میں کب مروں گا۔ حضرت پر وحی ہوئی إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ (سورہ لقمان ۳۴/۳۱) آپ نے اس کے سوالات کے جواب میں فرمایا ان باتوں کا علم خدا کو ہے وہ شخص مسلمان ہو گیا آپ نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو لے آئے گا تو یہ اس کو دیا جائے گا۔ حضرت علیؑ سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن عبداللہ نے بصحت عقل و درستی بدن کے ابو ضمضام عبسی کو ایک اونٹنی سرخ اون سفید آنکھوں اور سیاہ پتلیوں والے جو یمن کے نادر اونٹ ہوں اور حجاز کے مایہ ناز ہیں دے۔ ابو ضمضام واپس گیا اور اپنی ساری قوم کو مسلمان کر کے لے آیا لیکن جب

پہنچا تو حضرت کا انتقال ہو چکا تھا لوگوں سے اس نے پوچھا ان کا خلیفہ کون ہے انہوں نے کہا ابو بکر۔ ابو ضمضام مسجد میں آیا اور کہا اے خلیفہ حضرت رسولؐ خدا نے مجھ سے اسیّ اونٹ دینے کا وعدہ کیا تھا انہوں نے کہا اے عرب تو احمقوں کی سی باتیں کر رہا ہے رسولؐ اللہ نے اپنے ترکہ میں سوائے خچر جس کا نام دلدل ہے اور ایک گدھے کے جس کا نام یعفور ہے اور ایک تلوار کہ جس کا نام ذوالفقار ہے اور ایک زرہ کے اور چھوڑا ہی کیا ہے یہ سب چیزیں علیؑ نے لیں رہا فدک تو وہ میں نے بحق مسلمین ضبط کر لیا ہے ہمارے نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ یہ سُن کر حضرت سلمان چیخ اُٹھے اور بزبان فارسی فرمایا کردی و نکردی و حق از امیر المؤمنین ببردی ۔ اس کے بعد سلمان ابو ضمضام کو لے کر حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے۔ دق الباب کیا۔ حضرت نے فرمایا اے سلمان تم بھی آؤ اور ابو ضمضام بھی آئے اس نے کہا یہ عجیب بات ہے ان کو میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ سلمان نے امیرالمومنین کے فضائل اسے سُنائے۔ جب داخل ہوئے تو اس نے کہا رسولؐ اللہ نے مجھ سے اتنے اونٹ دینے کا وعدہ کیا تھا فرمایا کوئی ثبوت ہے اس نے وہ تحریر نکال کر دکھائی۔ آپ نے سلمان سے فرمایا لوگوں میں ندا کر دو جو دینِ رسولؐ کی عظمت دیکھنا چاہتا ہے وہ کل مدینہ سے باہر نکلے۔ صبح ہوتے ہی جوق در جوق لوگ نکل پڑے۔ حضرت نے اپنے فرزند امام حسنؑ کو کچھ خفیہ طور سے بتایا اور ابو ضمضام سے کہا تم میرے فرزند حسن کے ساتھ ریت کے تودوں کی طرف جاؤ۔ امام حسنؑ نے وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور ایسے کلمات میں زمین سے خطاب کیا جس کو کوئی نہ سمجھا پھر رسول کے عصا سے آپ نے ٹیلے پر ضرب لگائی وہ تودہ پھٹا جس کے اندر سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں قلم نور سے دو سطریں لکھی تھیں۔ پہلی میں تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوسری میں تھا لا إله إلا الله محمد رسول الله اس کے بعد عصا امام نے ایک پتھر پر مارا وہاں سے ایک ناقہ کی نکیل نکلی۔ آپ نے ابو ضمضام سے فرمایا پکڑ و اس کو پس وہاں سے اسیّ ناقے ویسے ہی نکلے جیسے رسولؐ اللہ نے تحریر فرمائے تھے وہ پھر حضرت علیؑ کے پاس آیا آپ نے وہ تحریر اس سے لے کر چاک کر دی اور فرمایا میرے بھائی اور میرے ابن عم رسولؐ اللہ نے ایسا ہی فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے ان ناقوں کو اس پہاڑ میں ناقہ صالح سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تھا۔ منافقوں نے کہا یہ سحر ہے۔

مریضوں اور مُردوں سے تعلقات

حضرت رسولؐ خدا بیمار ہوئے علیؑ مسجد میں داخل ہوئے ایک جماعت انصار وہاں تھی آپ نے ان سے کہا کیا تم رسولؐ کے پاس جانا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ضرور حضرت نے ان کے لیے اذن حاصل کیا اور وہ سب اندر آئے آپ حضرت رسولؐ خدا کے سرہانے پاس بیٹھے۔ حضرت نے لحاف سے اپنا ہاتھ نکالا بخار کی شدّت تھی۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ام ملال رسولؐ اللہ سے دُور

ہو۔ اس کے بعد بخار جاتا رہا اور حضورؐ اٹھ بیٹھے۔ فرمایا اے پسر ابوطالب تم کو خدا نے خصال خیر عطا فرمائی ہیں یہاں تک کہ بخار بھی تم سے ڈرتا ہے۔

عبدالواحد بن زید سے مروی ہے کہ میں طواف کر رہا تھا ایک لڑکی کو اپنی بہن سے کہتے ہوئے سنا وہ اندرونے وصیت امام ہے وہ سب پر یکساں حکومت کرنے والا ہے قضایا کا فیصلہ عدل سے کرنے والا ہے۔ عالی مرتبت ہے فاطمہ زہرا کا شوہر ہے میں نے کہا تو علیؑ کو پہچانتی ہے اس نے کہا کیوں نہ پہچانوں میرا باپ یوم صفین علی کے سامنے قتل ہوا۔ پس وہ میری ماں کے پاس ایک دن آئے اور اس سے کہا اے یتیموں کی ماں تو کیسی ہے اس نے کہا ٹھیک ہوں پھر اس نے مجھے اور میری بہن کو پیش کیا۔ چیچک کی وجہ سے میں اندھی ہو گئی تھی۔ حضرت نے جب مجھے دیکھا تو ایک آہ کی پھر اپنا ہاتھ میری آنکھوں پر پھیرا وہ اسی وقت روشن ہو گئیں اب میں تاریک رات میں بھاگتے ہوئے اونٹ کو دیکھ سکتی ہوں۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں آیہ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْآ (سورہ الجمعہ ۶/۶۲) کی تفسیر میں ہے کہ یہودیوں نے کہا اگر اے محمدؐ آپ کی دعا مستجاب ہے تو ہمارے اس سردار کے بیٹے کے لیے جو مرض برص میں مبتلا ہے دعا کیجئے کہ وہ اچھا ہو جائے آپ نے حضرت علیؑ سے کہا اے ابوالحسن اس کی عافیت کے لیے دعا کرو آپ نے دعا کی وہ اچھا ہو گیا اور بڑا خوبصورت بھی اس نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا اس کے باپ نے کہا اگر صحت کے لیے یہ شرط ہے تو آپ میرے لیے بددعا کیجئے۔ حضرت نے فرمایا خداوندا تو اس کو اس کے فرزند کی مصیبت میں مبتلا کر پس وہ فوراً مبروص و مجذوم ہو گیا اور چالیس سال تک دنیا والوں کے لیے عذاب الٰہی کی نشانی بنا رہا۔

حاکمی نے باسناد ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک حبشی امیرالمومنین کے پاس آیا اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ اس نے چوری کی ہے اور یہ اقرار تین مرتبہ کیا اور کہا کہ مجھے سزا دے کر گناہ سے پاک کیجئے۔ حضرت نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ ابن الکوا اس حبشی سے کہنے لگا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا اس نے کہا لیث الحجاز و کبش العراق ومصادم الابطال المنتقم من الجہال کریم الاصل شریف الفصل محل الحرمین وارث المشعرین ابو السبطین اول السابقین و آخر الوصیین من آل یٰس المؤید بجبرائیل المنصور بمیکائیل الحبل المتین المحفوظ بجند السماء اجمعین ذاك والله امیر المؤمنین علی رغم الراغمین۔ ابن کوا نے کہا انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹا اور تو ان ہی کی تعریف کرتا ہے اس نے کہا اگر وہ میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں تب بھی میری محبت قطع نہ ہو گی اس کے بعد وہ امیرالمومنینؑ کے پاس آیا اور اس کی خبر دی امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے ابن کوا بے شک ہم اپنے دوستوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تو ان کی محبت ہم سے کم نہ ہو گی اور جو دشمن ہیں اگر ہم ان کو روغن اور شہد چٹائیں تو ان کا بغض بڑھے گا پھر آپ نے امام حسنؑ سے فرمایا اس حبشی کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ آیا تو آپ نے اس کا کٹا ہوا حصہ اس کی جگہ پر رکھا اور اس کو اپنی ردا سے ڈھک دیا اور آہستہ آہستہ چند کلمات کہے پس اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا اور جنگ نہروان میں اس نے شہادت پائی

اس حبشی کا نام افلح تھا۔

ہشام بن عدی ہمدانی کا ہاتھ جنگ صفین میں کٹ گیا حضرت علیؑ نے کچھ پڑھ کر اسے درست کر دیا۔ اس نے کہا آپ نے کیا پڑھا فرمایا سورہ حمد اس نے اس کو حقیر سمجھا پھر اس کا آدھا ہاتھ جدا ہو گیا۔ حضرت نے اب اس کی طرف توجہ نہ کی ابن بابویہ نے اپنی کتاب معرفۃ الفضائل اور علل الشرائع میں بھی حیان بن سدیر نے صادق آل محمد سے روایت کی ہے کہ کسی نے سوال کیا کہ امیر المومنینؑ نے ارض بابل میں نماز عصر میں تاخیر کیوں کی۔

کتاب ابن بابویہ و ابو القاسم البستی و قاضی ابو عمرو ابن احمد میں جابر اور انس سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت علیؑ کی منقبت کی جناب سلمان نے کہا اے عمر تم کو کیا وہ دن یاد نہیں جبکہ تم اور میں اور ابوبکر و ابوذر حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہمارے لیے اپنا شملہ بچھایا ہم سب کو ایک کنارہ پر بٹھایا اور علیؑ کو بیچ میں اور پھر فرمایا اے ابوبکر کھڑے ہو اور علیؑ کو سلام کرو امامت و خلافت مسلمین کی بنا پر۔ اسی طرح ہر ایک سے فرمایا اے علی کرو اس نور (آفتاب) کو انہوں نے کہا اے خدا کی چمکتی آیت تجھ پر میرا سلام۔ آفتاب سے آواز آئی وعلیک السلام اس کے بعد حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا خداوندا تو نے میرے سلیمان کو ملک دیا اور ہوا کو مسخر کیا جو ان کا بساط صبح کو ایک ماہ کی راہ لے جاتی تھی اور شام کو ایک ماہ کی راہ تو اس ہوا کو بھیج تاکہ ان لوگوں کو اصحاب کہف تک لے جائے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں ہم کو ہوا نے اٹھایا اور جدھر حکم خدا تھا لے چلی۔ میں نے کہا اے ہوا اب ہم کو اصحاب کے پاس اتار۔ جب ہم غار کے اندر پہنچے تو ہم میں سے ہر ایک نے ان کو سلام کیا مگر انہوں نے کسی کو جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا —

السلام علیکم اهل الکهف انہوں نے کہا وعلیک السلام یا وصی محمد ہم اس جگہ دقیانوس کے زمانے محبوس ہیں۔ سلمان کہتے ہیں حضرت علیؑ نے ان سے کہا تم نے میرے ساتھیوں کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا انہوں نے کہا ہم سوائے نبی یا وصی نبی اور کسی کے سوال کا جواب نہیں دیتے۔ تم وصی خاتم النبیین ہو اور خلیفہ رسول رب العالمین ہو ہم وہاں سے پھر چلے کچھ عرصہ بعد علیؑ نے ہوا سے کہا ہمیں اتار دے ہم سب نے وضو کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ہم نماز صبح میں رسولؐ کے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہم نے ایک رکعت پائی انس نے کہا علیؑ نے جب کہ وہ منبر کوفہ پر تھے مجھ سے تصدیق چاہی میں نے انکار کیا تو فرمایا خدا تیرے جسم کو مبروص کر دے تیرے پیٹ میں آگ بھر دے اور تیری آنکھیں اندھی کر دے پس میں مبروص اور اندھا ہو گیا اور ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا۔

یہ بساط اہل ہرقل نے ہدیہ بھیجا تھا اور کہف بلاد روم میں ہے اس جگہ کا نام ارکدی ہے جس کو صیغہ بھی کہتے ہیں کتاب علوی البصری میں ہے کہ یمن کے کچھ لوگ حضرت رسولؐ خدا کے پاس آئے اور کہا ہم اولاد نوح سے ہیں جن کے وصی کا نام سام تھا ان کی کتاب میں ہے کہ ہر نبی کے لیے معجزہ ہوتا ہے اور اس کا ایک وصی ہوتا ہے پس آپ کا وصی کون ہے آپ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا اے محمد اگر ہم ان سے سوال کریں کہ ہمیں سام ابن نوح کو دکھا دیں گے فرمایا ہاں باذن اللہ

اور حضرت علیؑ سے فرمایا ان کے ساتھ مسجد کے اندر جاؤ اور محراب کے پاس پیر مارو حضرت علیؑ گئے اور ان کے ہاتھوں میں صحیفے تھے آپ نے مسجد رسول کی محراب میں دو رکعت نماز پڑھی اور پھر زمین پر پیر مارا زمین شق ہوئی اور قبر میں سے ایک بڈھا آدمی جس کا چہرہ چاند کی طرح چمک دار تھا اور جس کی داڑھی ناف تک تھی۔ سر سے خاک جھاڑتا نکلا اور علی علیہ السلام پر درود بھیجا اور پھر وحدانیت باری اور رسالت محمدی کی گواہی دے کر کہا کہ اے علی تم وصی محمد اور سید الوصیین ہو۔ میں سام ابن نوح ہوں ان لوگوں نے اپنے صحیفے کھولے پس سام کو ان ہی اوصاف کے ساتھ پایا جیسا کہ کتابوں میں تھا پھر خواہش کی کہ یہ اپنے صحیفے کی ایک صورت پڑھیں انہوں نے پورا سورہ سنایا اور اس کے بعد حضرت علیؑ کو سلام کیا اور قبر میں سمٹ گئے زمین برابر ہو گئی۔

مروی ہے کہ بنی مخزوم میں ایک شخص مرگیا اس کا بھائی بہت رنجیدہ تھا امیر المومنینؑ نے کہا کیا تو دیکھنا چاہتا ہے اس نے کہا ہاں اس کی قبر پر آئے اور ٹھوکر ماری قبر کھلی اس میں سے ایک شخص نکلا یہ کہتا ہوا دمیکابہ زبان فرس فرمایا کیا تو عرب نہیں اس نے کہا میں عرب مرا تھا لیکن چونکہ سنت فلاں پر مرا لہذا میری زبان بدل گئی۔

مریضوں کو اچھا کرنا، مُردوں کو جلانا انبیاء واوصیا کے ہاتھوں میں ہوتا رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے مبروص ومجذوم کو اچھا کیا اور مُردوں کو جلایا۔ ابراہیمؑ نے پرندوں کو زندہ کیا۔ عزیر یا ارمیا نے ایک بستی والوں کو جلایا وغیرہ وغیرہ۔

ان لوگوں کا ذکر جو بغض علیؑ کی وجہ سے ہلاک یا مبتلائے بلا ہوئے

مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے بر سر منبر فرمایا میں عبد اللہ ہوں میں رسول اللہؐ کا بھائی ہوں اور نبی رحمت کا وارث سیدہ نساء اہل الجنہ میری زوجہ ہیں میں سید الوصیین اور آخر اوصیائے نبیین ہوں میرے سوا کوئی اس کا دعویٰ اگر کریگا تو مورد عذاب الہٰی ہوگا ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا انا عبد الله واخو رسوله کہنا آپ کو اچھا معلوم نہیں ہوتا وہ جگہ سے نہ ہٹتا تھا کہ شیطان نے اسے مخبوط الحواس بنا دیا وہ بمشکل باب مسجد تک گھسٹتا ہوا گیا۔

امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے فرمایا یا علی میں نے خدا سے نہیں سوال کیا مگر یہ کہ تمہارے میرے درمیان محبت کو قائم رکھے خدا نے میری اس دعا کو قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی تمہارے اور میرے درمیان مواخات کو قائم کرے اس نے قبول کی میں نے پھر دعا کی تم کو میرا وصی بنائے خدا نے اس کو بھی قبول کیا۔ ایک شخص نے کہا ایک صاع دقین میرا

خرے میرے نزدیک ان دعاؤں سے بہتر ہیں جو محمد نے کیں۔ یہ کیا سوالات تھے جو محمد نے کیے ان کو مانگنا چاہیے تھا ایک فرشتہ جو دشمنوں کے مقابل ان کی مدد کرتا یا خزانہ مانگتے جو فاقوں کو دور کرتا خدا نے اس شخص کو ایسے مرض میں مبتلا کیا جس کا کوئی علاج نہ تھا۔

ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا یا علیؑ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے بارے میں وہی کہنے لگیں گے جو عیسیٰ کے بارے میں نصاریٰ کہتے ہیں تو میں تمہارے فضائل وہ بیان کرتا کہ تم جدھر سے گزرتے لوگ تمہارے قدموں کے نیچے کی خاک اٹھا لیتے۔

حارث بن نہری نے اپنے اصحاب سے کہا محمد کو اپنے ابن عم کے لیے عیسیٰ کے سوا اور کوئی مثال ہی نہ ملی ان کا ارادہ یہ ہے کہ اپنے بعد ان کو نبی بنائیں واللہ ہمارے وہ بت جن کی ہم عبادت کرتے ہیں اس سے بہتر ہیں اس کے متعلق خدا نے یہ آیت نازل کی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا (سورہ الزخرف ۴۳/۵۷) حضرت رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا اللہ سے ڈر اور علیؑ کی عداوت سے باز آ۔ اس نے کہا جب تم رسول ہوئے اور علی تمہارے وصی اور فاطمہ تمہاری بیٹی سیدہ نساء عالمین قرار پائیں اور حسنؑ و حسینؑ سید شباب اہل جنۃ ہوئے اور سقایہ کی خدمت تمہارے چچا عباس کے سپرد ہوئی اور تمہارے دوسرے چچا جعفر طیار ملائکہ کے ساتھ اڑنے والے ہوئے تو پھر قریش کے لیے باقی کیا رہا۔ حضرت نے فرمایا ولئے ہو تجھ پر اے حارث جو کچھ تو نے کہا یہ سب کچھ خدا نے کیا ہے اس نے کہا اگر یہ سب خدا کی طرف سے ہے تو وہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسائے خدا نے یہ آیت نازل کی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (سورہ الانفال ۸/۳۳) حضرت نے حارث کو بلا کر کہا یا تو توبہ کر یا یہاں سے دور ہو جا اس نے کہا میرا دل توبہ پر راضی نہیں لیکن تم سے دور رہنے پر تیار ہوں وہ اونٹ پر سوار ہوا جب چلا تو خدا نے ایک طائر کو آسمان سے بھیجا جس کی چونچ میں مسور کے دانہ کی برابر پتھر تھا وہ اس نے اس پر گرایا اس کے جسم کو پھوڑتا ہوا اس کی دبر سے نکل گیا اور وہ مرگیا اور زمین پر گر پڑا۔ اس پر یہ آیہ سَاَلَ سَآئِلٌ (سورہ المعارج ۷۰/۱) نازل ہوئی۔

زید بن کلیب سے مروی ہے کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ محمد بن صفوان مع عبیداللہ بن زیاد آیا اور پھر دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ جب ہماری طرف سے گزرے تو میں نے دیکھا محمد بن صفوان اندھا ہے میں نے کہا تیرا کیا حال ہے اس نے کہا میں نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کر کہا تھا جو کوئی علیؑ کو گالیاں نہ دے گا میں اس کو گالیاں دوں گا بس خدا نے مجھے اندھا کر دیا۔

بلاذری۔ سمعانی۔ مطیری اور نطنزی نے روایت کی ہے کہ سعد بن مالک حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا جا رہا تھا راوی نے کہا یہ کیا بک رہا ہے اس نے کہا وہی کہہ رہا ہوں جو تو سن رہا ہے میں نے کہا خداوندا اس کو ہلاک کر اس کا اونٹ بھڑکا اور اس کو گرا کر کچل دیا۔

ابن مسیب سے مروی ہے کہ مروان نے منبر پر جاکر حضرت علیؑ کو گالیاں دیں سعید کہتا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ قبر رسول سے ایک ہاتھ نکلا اور ایک شخص کو کہتے سنا اے اموی اے شقی کیا تو نے کفر کیا اس خدا سے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تجھے آدمی بنایا اس خواب کے تین دن بعد مروان مرگیا۔

مناقب اسحٰق العدل میں ہے کہ ہشام کی سلطنت کے زمانہ میں ایک خطیب تھا جو امیرالمومنینؑ پر لعنت کیا کرتا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ قبر رسول سے ایک ہاتھ نکلا جس نے اس کی گردن پکڑی اور یہ آواز اسے سنائی دی اے اموی تو نے خدا سے کفر کیا اس کے بعد ایک نیلے دھوئیں نے اسے گھیر لیا اور وہ اندھا ہوگیا اور تین دن کے بعد راہی جہنم ہوا۔

مروی ہے کہ خطیب واسط حضرت علیؑ پر لعن کیا کرتا تھا۔ ایک بیل مدینہ میں داخل ہوا اور جامع مسجد میں اور منبر پر سے اسے پکڑ کر کھینچا اور قتل کر دیا اور لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا لوگوں نے جس دروازہ سے وہ داخل ہوا تھا بند کر دیا اور اس دروازہ کا نام باب الثور رکھا۔

ہاشمی سے مروی ہے کہ میں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا منہ کالا تھا میں نے اس کا سبب پوچھا اس نے کہا مجھے علیؑ سے سخت عداوت تھی اور برائی کے ساتھ ان کا ذکر بہت کیا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں، میں نے کسی کو کہتے سنا تو ہی علیؑ سے عداوت رکھنے والا ہے اس نے میرے رخسارہ پر طمانچہ مارا جس سے آدھا منہ سیاہ ہوگیا۔

شمر بن عطیہ سے مروی ہے کہ میرا باپ علیؑ کو گالیاں دیا کرتا تھا ایک رات خواب میں کسی نے کہا تو ہی علیؑ کو گالیاں دیتا ہے پھر اس کا گلا دبا دیا جس سے وہ صاحب فراش ہوگیا اور تین دن کے اندر مرگیا۔

مدینہ میں ایک ناصبی تھا جو بعد میں شیعہ ہوگیا اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا میں نے خواب میں علیؑ کو کہتے سنا کیا تو صفین میں مجھ سے لڑنے آئے گا وہ سر جھکا کر غور کرنے لگا فرمایا اے خبیث یہ بات بھی سوچنے کی ہے آپ نے میری گدی پر مارا جس سے ورم آگیا پس اس کے بعد میں نے سابق مذہب کو ترک کر دیا۔

منصور سے مروی ہے کہ ایک شخص کے سر سے عمامہ گرا تو اس کا سر سور کا سا معلوم ہوا۔ لوگوں نے اس کا قصہ پوچھا اس نے کہا میں تیس سال سے موذن تھا اور علیؑ پر لعن کیا کرتا تھا اذان و اقامت کے درمیان سو مرتبہ اور ہر روز پانچ سو مرتبہ شب جمعہ میں ایک ہزار بار۔ ایک رات مجھے پیاس لگی خواب میں، میں حضرت رسولؐ خدا و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کے پاس گیا میں نے حسینؑ سے کہا مجھے پانی دو۔ انہوں نے نہ دیا اور مجھ سے کلام تک نہ کیا میں آنحضرتؐ کے پاس گیا اور پانی مانگا۔ آپ نے سر اٹھایا اور مجھے دیکھا اور کہا تو علیؑ پر ایک دن میں پانچسو بار لعن کرنے والا ہے یہ کہہ کر میرے منہ پر تھوکا اور کہا دور ہو اے خنزیر پس صبح کو جو میں نے دیکھا تو میرا منہ اور سر سور کا سا تھا۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ابراہیم ابن ہاشم مخزومی مدینہ کا حاکم تھا وہ لوگوں کو جمعہ کے دن جمع کر کے حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا تھا میں نے دیکھا کہ قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص سفید پوش نکلا اور مجھ سے کہا اے ابوعبداللہ کیا آپ

کو اس کا کہنا رنج نہیں پہنچاتا میں نے کہا ضرور۔ اس نے کہا دیکھو خدا اس کے ساتھ کیا کرتا ہے پس جب اس نے ذکر علیؑ کیا تو منبر سے پھینک دیا گیا اور وہ مرگیا۔

اس قسم کے اور بھی کئی واقعات ہوئے۔

جو واقعات بعد وفات ظاہر ہوئے

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا مومن کے مرنے پر آسمان و زمین چالیس دن تک روتے ہیں اور عالم کے مرنے پر چالیس مہینے اور علیؑ تمہارے قتل ہونے پر چالیس سال روئیں گے جب امیرالمومنین کو ذمیں شہید ہوئے تو آسمان زمین سے تین دن تک خون برسا۔

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ روایت کی سعید بن مسیب نے کہ جب امیرالمومنینؑ کا انتقال ہوا تو جو پتھر زمین سے اُکھاڑا گیا اس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا ہوا نکلا۔

صفوانی نے الاحسن والمحن میں اور کلینی نے کافی میں روایت کی ہے کہ جب امیرالمومنینؑ نے شہادت پائی تو ایک بوڑھا روتا ہوا اور کہہ رہا تھا آج علاقہ نبوت قطع ہوگیا یہاں تک کہ وہ دروازہ امیرالمومنینؑ پر آیا اور کہنے لگا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اول الناس تھے از روئے اسلام اور اخلص الناس تھے از روئے ایمان اور اشد از روئے یقین۔ اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور سب سے زیادہ نبی کی اطاعت کرنے والے اور تمام صحابہ میں از روئے مناقب افضل اور ہدایت کرنے میں ان سب سے زیادہ اور خلق میں بعد رسول خدا سب سے زیادہ مشابہ آپ آواز میں سب سے ہلکا بولنے والے اور مرتبہ میں سب سے بلند اور کلام کرنے میں سب سے کم مگر نطق میں سب سے زیادہ اصوب از روئے قلب سب سے زیادہ شجاع اور از روئے عمل احسن یقین میں سب سے زیادہ قوی جو ضایع ہونے والی چیز تھی اور جو مہمل تھی وہ چھوڑی گئی تھی آپ نے رعایت کی لوگوں کی جب وہ پست ہوئے تو آپ نے بلند کیا اور آپ نے احکام شرع سے ان کو واقف کیا آپ کافروں کے لیے عذاب تھے اور مومنوں کی پناہ بیوؤں کے لیے مثل شوہر اور حفاظت اسلام کے لیے ایک پہاڑی قلعہ بچوں کے لیے باپ کی مانند۔ بالسویہ تقسیم کرنے والے، رعیت میں عدل کرنے والے، ظلم کی آگ بجھانے والے، بتوں کو توڑنے والے آپ نے رحمٰن کی عبادت کی لوگوں نے اس کلام کرنے والے کو بعد میں تلاش کیا مگر نہ پایا لوگوں نے امام حسن سے پوچھا یہ کون تھے انہوں نے فرمایا خضر علیہ السلام۔

اربعین الخطیب اور تاریخ نسوی میں ہے کہ عبدالملک بن مروان زہری سے سوال کیا گیا یوم قتل امیرالمومنینؑ کی علامت کیا تھی اس نے کہا بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا ہوا نکلا۔

اخبار الطالبین میں ہے کہ رومیوں نے کچھ مسلمانوں کو قید کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا اس نے کفر کو ان کے سامنے رکھا انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جائے اور ایک کو اس لیے چھوڑا کہ وہ واپس جا کر ان کے حال کی خبر دے۔ جب وہ جا رہے تھے تو گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی پس اس نے ان لوگوں کو دیکھا جو تیل میں ڈالے جانے والے تھے اور ان سے یہ حال بیان کیا۔ اسی اثناء میں کسی نے آسمان سے آواز دی کہ علیؑ اس رات کو شہید ہوگئے پس انہوں نے درود بھیجا اور ہم نے بھی پھر ہم اپنے مقتل کی طرف چلے گئے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نجف میں دفن کیے گئے ان کا جنازہ کوفہ سے اونٹ پر رکھ کر لے گئے اونٹ خود ہی مقام قبر تک پہنچا اور وہاں پہنچ کر بیٹھ گیا لوگوں نے ہر چند اٹھانے کی کوشش کی مگر نہ اٹھا وہیں پر دفن کیا گیا۔

ابو بکر شیرازی نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے مرتے وقت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں گا تو میرے سرہانے تم کو جنت کا کافور ملے گا اور استبرق جنت کے تین کفن تم مجھے غسل دے کر اسی کافور سے حنوط کر کے کفن پہنا دینا امام حسنؑ فرماتے ہیں حضرت کے مرنے کے بعد حضرت کے سرہانے ایک طلائی طبق میں کافور جنت کی پانچ خوشبوئیں اور جنت کا سدرہ دیکھا۔ جب غسل و تکفین سے فارغ ہوئے تو ایک اونٹ آیا۔ ہم نے جنازہ اس پر رکھا کیونکہ حضرت نے وصیت فرمائی تھی کہ ایک اونٹ آئے گا اور وہ میری میت کو میری قبر تک لے جائے گا۔ چنانچہ اونٹ آیا اور وہ قبر کے کنارے جا کر ٹھہرا کوئی اس جگہ سے واقف نہ تھا۔ قبر کھدی ہوئی ملی۔ ہم نے نماز جنازہ پڑھ کر اس میں اتارا۔ ایک بادل نے سایہ کیا اور کچھ سفید طائر بھی اڑتے نظر آئے بعد دفن بادل بھی غائب ہوگیا اور وہ پرندے بھی۔

بطریق اہل بیت تہذیب الاحکام میں سعد اسکاف سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امیر المومنینؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا مجھے تم دونوں غسل و کفن دینا حنوط کرنا اور جنازہ کو پائینتی سے تم اٹھانا اور سرہانے کو چھوڑ دینا وہ خود بڑھ کر کھدی ہوئی قبر تک پہنچا دے گا ایک اینٹ تم قبر میں پاؤ گے پس تم دونوں مجھے قبر میں اتارنا اور اس اینٹ کو اٹھا کر میرے سر کے پاس رکھ دینا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اس امر کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اور فرمایا کہ داہنی جانب سے ایک لوح برآمد کر لینا اور جیسا اس میں لکھا ہو اس کے مطابق غسل دینا اور جب غسل سے فارغ ہو تو اس لوح کو وہیں رکھ دینا موخر جنازہ کو تم اٹھانا۔ مقدم جنازہ خود بڑھے گا نماز ایک بار حسنؑ پڑھیں دوسری بار حسینؑ۔ پس جیسا حضرت نے فرمایا تھا دونوں صاحبزادوں نے اس پر عمل کیا ایک لوح کو پایا جس پر لکھا تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ ہے جس کو محفوظ رکھا ہے نوحؑ نے علی بن ابی طالب کے لیے"

گھر کی دہلیز کے پاس کفن رکھا ہوا پایا اس میں حنوط کا کافور تھا نہایت نورانی۔ وقت غسل امام حسنؑ نے امام حسینؑ سے

فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک قوم غسل میں ہمیں مدد دے رہی ہے جب نماز عشا کا وقت ختم ہوا تو جنازہ کا آخری حصہ اٹھا اور جنازہ چلتے چلتے مقام غری تک پہنچا اور قبر کے پاس رکھا گیا ہم نے بہت سے پرندوں کے پر مارنے اور تڑپنے کی آواز سنی ہم دونوں بھائیوں نے باری باری نماز پڑھی اور حضرت کو قبر میں اُتارا۔ حسب فرمودہ امیرالمومنینؑ ایک اینٹ کو پایا جسے حضرت کے سر کے قریب رکھا لیکن بعد قبر کے اندر کوئی شے نہ پائی اور ایک ہاتف کی آواز سنی امیرالمومنینؑ عبد صالح تھے اللہ نے ان کو نبی سے ملحق کیا اور یہی صورت ہوتی ہے اوصیا کی بعد انبیاء اگر کوئی مشرق میں مرتا ہے اور اس کا وصی مغرب میں وفات پاتا ہے تو وصی نبی سے مل جاتا ہے۔

ام کلثوم بنت علیؑ سے مروی ہے کہ قبر میں سے ایک لوح برآمد ہوئی جس پر لکھا تھا یہ قبر نوحؑ نے علیؑ بن ابی طالب کے لیے طوفان سے سات سو برس پہلے کھودی ہے۔

کتاب تہذیب میں ہے کہ اسماعیل بن عیسیٰ نے ایک سنگدل حبشی غلام کو ماہ ذی الحجہ ۱۹۳ھ میں ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ لوگ جس کو قبر علی بتاتے ہیں اور اس کی زیارت کو آتے ہیں اسے جا کر کھود ڈالو انہوں نے آکر کھودنا شروع کیا جب پانچ ہاتھ کھود چکے تو زمین ایسی سخت نکلی کہ وہ اس کے کھودنے سے عاجز آگئے۔ وہ حبشی اس گڑھے میں اترا پہلی ضرب ماری تو تمام دشت میں ایک خوفناک آواز پیدا ہوئی دوسری ضرب میں اس نے چیخ ماری لوگوں نے اسے باہر نکالا تو اس کے ہاتھوں سے کر گردن تک خون بہہ رہا تھا اس کو گدھے پر سوار کرکے باحال تباہ عباسی حکمران کے پاس لائے یہ حال دیکھ کر وہ قبلہ رو ہو کر توبہ کرنے لگا اور وہ غلام اسی وقت مر گیا۔ اسمٰعیل بن عیسیٰ اسی وقت سوار ہو کر علی بن مصعب بن جابر کے پاس آیا اور اسے حکم دیا کہ قبر پر ایک صندوق بنا دیں۔

ابو جعفر طوسی سے مروی ہے کہ بیان کیا ابو الحسن محمد بن تمام کوفی نے مجھ سے بیان کیا حسن بن الحجاج نے کہ ہم نے اس صندوق کو دیکھا ہے یہ اس احاطہ سے پہلے تھا جسے حسن ابن زید نے بنایا تھا۔

امالی میں ہے کہ خلفائے عباسیہ میں سے کوئی خلیفہ (ہارون) شکار کو گیا جب وہ نجف کے علاقے میں آیا تو اس نے شکاری کتے ایک ہرن کے پیچھے دوڑائے ہرن ایک ٹیلہ پر جا کر کھڑا ہو گیا کتے واپس آگئے اور آگے نہ بڑھ سکے اس نے بنی اسد کے ایک بوڑھے سے اس کے متعلق سوال کیا اس نے کہا یہ قبر علی بن ابی طالب ہے جس کو اللہ نے حرم قرار دیا ہے جس نے پناہ لی امن میں رہا۔

امیرالمومنین علیہ السلام کا ذکر ہر قسم کی کتابوں میں موجود ہے تواریخ صحاح سنن۔ جوامع۔ سیر۔ تفاسیر جن کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔ اگر کوئی فضیلت ایک کتاب میں نہیں تو دوسری کتاب میں ہے آپ کے فضائل و مناقب خلق کثیر نے بیان کیے ہیں یہاں تک کہ وہ ایک ضروری علم قرار پا گیا اور مستقل کتابیں اس سلسلے میں لکھی گئیں جن میں مشہور یہ ہیں۔ ابن جریر طبری کی کتاب الغدیر۔ ابن شاہین کی المناقب اور کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام۔ یعقوب ابن شیبہ کی تفصیل الحسن والحسین اور مسند امیرالمومنین واخبارہ وفضائلہ۔ جاحظ کی کتاب العلوی اور کتاب فضل بنی ہاشم علی بنی امیہ ابو نعیم اصفہانی

کی منقبتہ المطہرین فی فضائل امیر المومنین اور ما نزل فی القرآن فی امیر المومنینؑ ۔ ابو المحاسن رویانی کی الجعفریات موفق کلی کی کتاب قضایا امیر المومنین اور کتاب رد الشمس لامیر المومنین ۔ ابو بکر محمد بن مومن شیرازی کی کتاب نزول القرآن فی شان المومنین ۔ ابو صالح عبد الملک موذن کی کتاب الاربعین فی فضائل الزہرا ۔ احمد حنبل کی مسند اہل البیت اور فضائل الصحابہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد نطنزی کی الخصائص العلویہ علی سائر البریہ ۔ ابن مغازلی کی کتاب المناقب ۔ ابو القاسم البستی کی کتاب المراتب ابو عبد اللہ بصری کی کتاب المراتب اور الخطیب ابو تراب ۔ کتاب الحدائق مع الکتمان والمیل یہ بھی اہل بیت کے معجزات میں سے ہے کہ ان کے دشمنوں نے ان کے فضائل بیان کیے اور ان کے منکروں نے ان کے مناقب کا اقرار کیا ۔

باوجودیکہ ان کے فضائل و مناقب کی کتابیں دریا برد کی گئیں اور ان کے راویوں کو سخت سے سخت سزائیں دی گئیں پھر بھی دفتر کے دفتر ان کے فضائل سے پُر ہیں ۔

معاویہ نے ابن عباس سے کہا ہم نے تمام اپنی قلمرو میں احکام جاری کر دیئے ہیں کہ کوئی فضیلت علی بیان نہ کرے ۔

ابن عباس ۔ کیا قرآن پڑھنے سے بھی منع کیا ہے معاویہ نہیں ۔

ابن عباس ۔ کیا تاویل قرآن سے بھی منع کیا ہے معاویہ ۔ ہاں

ابن عباس ۔ تو کیا ہم اسے پڑھے جائیں اور مطلب نہ پوچھیں معاویہ ۔ پوچھو مگر اہل بیت سے نہیں ۔

ابن عباس کیا خوب نازل تو ہو ہم پر اور مطلب پوچھیں معاویہ ۔ علم جس کسی کے پاس ہو ۔ اوروں سے ۔

ابن عباس تو کیا ہمیں اللہ کی عبادت سے روکتے ہو ۔ معاویہ ۔ نہیں ۔

ابن عباس ۔ جب امت گمراہ ہو جائے گی پھر عبادت بیکار ۔ معاویہ میرا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھو مگر یہ بیان نہ کرو کہ فلاں فلاں آیت ہماری شان میں ہے میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو فضائل علی بیان کرے ۔

معاویہ کی سخت گیری کا یہ حال تھا کہ عبد اللہ بن شداد لیثی نے کہا اگر میں فضائل علیؑ بیان کرنے ترک نہ کرتا تو میری گردن مار دی جاتی ۔ محدثین کوئی حدیث اگر حضرت علیؑ سے ڈرتے ڈرتے نقل کرتے تھے تو یہ کہہ کر قال رجل من قریش ۔ حسن بصری بیان کرتے تھے ابو زینب کہہ کر شعبی نے نقل کیا ہے میں نے بنی امیہ کے خطیبوں کو برسر منبر علی علیہ السلام کو گالیاں دیتے سنا اور وہ اپنے اسلاف کی مدح کرتے تھے ۔

لیکن ان بندشوں اور سخت گیریوں کے باوجود بھی مدح کرنے والے مدح سے نہ رکے راوی کہتا ہے مسجد کوفہ میں ایک بدوی عورت علی الاعلان کہہ رہی تھی اسے آسمانوں میں مشہور لے زمینوں میں مشہور کوشش کی جباروں اور بادشاہوں نے آپ کا نور بجھانے کی اور ذکر دبانے کی لیکن اللہ نے منظور نہ کیا اور آپ کے ذکر کو بلند کیا ۔ کسی نے کہا یہ کس کی تعریف کر رہی ہے اس نے کہا علی بن ابی طالب کی ۔

قضایائے امیرالمومنینؑ

(وہ فیصلے جو آپ نے عہدِ رسالت میں فیصل فرمائے)

ایک یہودی نے حضرت رسولؐ خدا سے سوال کیا جب ایک جنت کا عرض قرآن میں آسمان اور زمینوں کی برابر بیان کیا گیا ہے تو روزِ قیامت تمام بہشت کہاں ہوں گے آپ نے امیرالمومنین سے فرمایا تم اس کا جواب دو آپ نے اس یہودی سے فرمایا بتاؤ جب رات آتی ہے تو دن کہاں جاتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے۔ اس نے کہا علم خدا میں فرمایا بس اسی طرح بہشت بھی علم خدا میں ہوں گے جب رسولؐ خدا نے یہ جواب سنا تو بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ النحل ۱۶/۴۳)

حنظلہ ابن ابو سفیان نے عمیر بن وائل ثقفی سے کہا تو علیؑ سے جا کر کہہ کہ میں نے محمد کے پاس اسی مثقال سونا امانت رکھا تھا اور آپ اس کے ضامن بنے تھے اب چونکہ محمد مکہ سے چلے گئے لہٰذا وہ سب رقم آپ دیجئے اس پر اگر گواہ مانگیں تو قریش کے ہم سب لوگ گواہی کے لیے موجود ہیں۔ اگر تو نے اس کام کو انجام دیا تو میں اس کے صلہ میں ایک سو مثقال سونا جس میں ہندہ کا ایک گلوبند دس مثقال کا شامل ہے دوں گا۔ عمیر نے اقرار کر لیا اور امیرالمومنین کے پاس آکر زر کا طالب ہوا۔

علی:۔ مجھ کو تو خیال نہیں ہے کہ تو نے کوئی امانت میری ضمانت پر رسول اللہ کے پاس رکھی ہو لیکن مزید احتیاط کے لیے امانت رکھنے والوں کے نام دیکھتا ہوں دیکھا تو اس کا نام نہ ملا فرمایا اے عمیر تیرا دعویٰ غلط ہے۔

عمیر:۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس واقعہ کے گواہ ابوجہل، عکرمہ۔ عقبہ بن ابی معیط، ابوسفیان اور حنظلہ ہیں۔

علی:۔ اچھا سب کو بلا کر بیت اللہ میں بٹھاؤ۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو امیرالمومنینؑ عمیر سے مخاطب ہوئے۔

علی:۔ جب یہ امانت رسولؐ خدا کے سپرد کی تھی تو کیا وقت تھا۔

عمیر:۔ چاشت کا وقت تھا انہوں نے وہ رقم اپنے غلام کے سپرد کر دی تھی۔

علی:۔ اچھا تم جاؤ اور ابوجہل کو بھیجو۔

ابوجہل:۔ میں کچھ نہیں جانتا مجھ سے اس معاملہ میں تعرض نہ کیا جائے۔

علیؑ :۔ (ابوسفیان سے مخاطب ہوکر) یہ امانت کس وقت سپرد کر دی گئی تھی ۔
ابوسفیان :۔ غروب شمس کے وقت حضرت نے اس کو لے کر اپنی آستین میں رکھ لیا تھا ۔
علیؑ :۔ حنظلہ تو بتا ۔
حنظلہ :۔ یہ واقعہ دوپہر کا ہے ۔ مجھ سے وہ سونا لے کر سامنے رکھ لیا تھا ۔
علیؑ :۔ عقبہ تو بتا ۔
عقبہ :۔ یہ سہ پہر کا واقعہ ہے ۔
علیؑ :۔ عکرمہ تو بتا کس وقت کا واقعہ ہے ۔
عکرمہ :۔ یہ ماجرا غروب شمس کا ہے ۔ محمدؐ اس امانت کو لے کر خانۂ سیدہ میں چلے گئے تھے ۔
علیؑ :۔ اے عمیر خدا تیرا چہرہ زرد کرے اور تیرے احوال کی اصلاح فرمائے یہ کیا صورت ہے کہ تیرے ہر گواہ کا بیان جداگانہ ہے
عمیر :۔ (شرمندہ ہوکر) سچ تو یہ ہے کہ میں نے کوئی امانت محمدؐ کے پاس نہیں رکھی تھی فلاں فلاں کے بہکانے سے میں نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا ان لوگوں نے سو مثقال طلا دینے کا وعدہ کیا تھا ۔ یہ سن کر حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا اچھا تو یہ تلوار کس کی ہے ۔
مشرکین :۔ حنظلہ کی ۔
علیؑ :۔ اے ابوسفیان اگر تو سچا ہے تو بتا تیرا غلام مہلع کہاں ہے ۔
ابوسفیان :۔ طائف میں ایک کام کے لیے گیا ہے ۔
علیؑ :۔ کیا تجھ کو اب اس کے واپس آنے کی بھی امید ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کو بلا ابوسفیان یہ سن کر ساکت ہوگیا اور حضرت دس غلام اور سرداران قریش کے ساتھ ایک مقام پر تشریف لائے اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس جگہ کو کھودو۔ الوجب زمین کھودی گئی تو اس سے غلام مہلع قتل کیا ہوا برآمد ہوا ۔ لوگوں نے دریافت کیا اسے کس نے قتل کیا فرمایا ابوسفیان اور اس کے بیٹے نے اس کو لالچ دے کر میرے قتل پر آمادہ کیا تھا اس نے کمین گاہ سے نکل کر مجھ پر حملہ کیا میں نے اس کا وار رد کر کے قتل کر ڈالا ۔ اور یہ تلوار لے لی جب یہ حیلہ ان لوگوں کا نہ چلا تو دوسرا عمیر کے ذریعے سے عمل میں لائے یہ سن کر عمیر نے کہا ۔ اشهد ان لا إله إلا الله وان محمداً رسول الله .

(۳)

ایک شخص نے حضرت رسول خداؐ سے کہا کہ تین شخص یمن سے حضرت علیؑ کے پاس آئے وہ ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے ہر ایک ان میں سے اس لڑکے کی ماں کے ساتھ طہر واحد میں جماع کرنے کا مدعی تھا (یہ طریقہ زمانہ جاہلیت کا تھا) امیرالمومنینؑ نے فرمایا ان سب کے نام سے قرعہ ڈالا جائے جس کے نام پر قرعہ نکلا لڑکا اس کے حوالے کر دیا گیا اور اس کو دو ثلث دیت دونوں

شخصوں کو دلادی گئی۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے میرے اہل بیت میں ایسا شخص پیدا کیا جو سنن داؤد کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

(۴)

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چار شخص ایک گڑھے کی طرف سے گزرے جو شیر کے شکار کے لیے کھودا گیا تھا اتفاقاً ایک شخص اس میں گرا اور دوسرے کو اس نے کھینچا دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو۔ امیرالمومنینؑ نے فیصلہ کیا کہ اوّل کے اہل ثلث دیت اور دوسرے کے اہل ایک ثلث تیسرے کے اہل کو اور تیسرے اہل پوری دیت چوتھے کے اہل کو دیں۔

توضیح:۔ پہلے کے اہل دوسرے کے اہل کو اس لیے ایک ثلث خوں بہا دیں گے کہ دوسرا ایک کا مقتول اور دو کا قاتل ہے پس دیت کا لحاظ اس کے مقتول ہونے کی حیثیت سے کیا جائے گا کیونکہ جب وہ دو شخصوں کا قاتل ہے تو اس کا اس قدر حصہ خوں بہا دیئے جانے کے قابل نہیں اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک مرد کو ایک مرد قتل کر ڈالے پوری دیت دے گا اور اگر عورت کو مار ڈالے تو نصف دے گا کیونکہ عورت حقیقت میں نصف مرد ہے۔ اسی طرح وہ شخص دو آدمیوں کے قاتل ہونے کی وجہ سے اپنے دو حصوں سے محروم ہو چکا پس اصل دیت کے تین حصے کر کے تین حصے نکال دیئے جائیں گے اور ایک حصہ جو مقتول ہونے کا ہے اس کے اہل کو دیا جائے گا اور دوسرے کے اہل کو دو ثلث تیسرے کے اہل کو اس لیے دیں گے کہ دوسرا دو کا قاتل اور ایک کا مقتول ہے لہٰذا اس کو چاہیئے کہ ایک ثلث اپنے حصہ کا دے اور ایک ثلث جو اہل اوّل سے لیا ہے وہ دے کیونکہ وہ بھی اس کے قتل میں شریک تھا اب اہل ثالث چاہیے کہ وہ چوتھے کے اہل کو پوری دیت دیں ایک ثلث اپنے حصے کا اور جو ثلث دوسروں سے پایا ہے۔ جب رسولؐ اللہ نے یہ فیصلہ سنا تو فرمایا علیؑ نے اس بارے میں وہی فیصلہ کیا جو خدا عرش پر کرتا۔

(۵)

ایک دیوار کچھ لوگوں پر گر پڑی اور وہ دب کر مر گئے۔ مرنے والوں میں ایک کنیز اور ایک آزاد عورت بھی تھی اور اس آزاد عورت کا ایک لڑکا آزاد مرد سے تھا اور کنیز سے ایک لڑکا غلام سے تھا۔ ان دونوں بچوں کے حُر و مملوک میں امتیاز دشوار تھا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے دونوں لڑکوں پر قرعہ ڈالا جس کے نام حریت کا قرعہ نکلا اس کو حر سمجھا گیا اور دوسرے کو مملوک اور دونوں بچوں کے عبد و مولا کی میراث کا حکم دیا گیا۔

(۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ دو شخص ایک گائے کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے آئے کہ اس نے ایک گدھے کو مار ڈالا ہے امیرالمومنینؑ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس گائے نے اگر گدھے کو اس کے تھان پر جا کر مارا ہے کہ گائے کے مالک کو گدھے کی قیمت دینی چاہیے اور اگر یہ گدھا خود اس جگہ پہنچا تھا جہاں گائے تھی تو گائے کے مالک پر کوئی تاوان نہیں۔ رسولؐ اللہ

نے سُن کر فرمایا بے شک یہی حکم ہے۔

(۷)

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ابی کعب نے رسول اللہؐ کے سامنے وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (سورہ لقمان ۲۰/۲۱) یہ آیت پڑھی۔ آنحضرتؐ نے ابوبکر و عمر عثمان و عبیدہ اور عبدالرحمٰن سے جو اس وقت موجود تھے پوچھا بتاؤ وہ کون سی پہلی نعمت ہے جو خدا نے تم کو عطا کی اور اس کی وجہ سے تم کو آزمایا۔ وہ سب سوچنے لگے کہ کھانا بتائیں یا لباس یا اہل و عیال جب اس غور و تامل میں کچھ دیر گزری تو حضرت علیؑ سے فرمایا اب تم بتاؤ عرض کی خدا نے مجھ کو پیدا کیا حالانکہ میں کوئی چیز نہ تھا پھر مجھ پر یہ احسان کیا کہ زندہ رکھا مُردہ نہ بنایا۔ مجھ کو مناسب ترکیب کے ساتھ اچھی صورت عطا فرمائی صاحب غور و فکر حافظہ بنایا ہے بے وقوف اور سہو کرنے والا نہ بنایا مجھ کو شعور عطا کیا جس کے ذریعے سے میں ہر چیز کو جانتا ہوں میرے اندر ایک سراج منیر قرار دیا اپنے دین کی ہدایت کی اور مجھ کو اپنی راہ سے گمراہ نہ کیا آزاد بنایا غلام نہ بنایا۔ میرے لیے دنیا کی ہر شے کو مسخر بنایا۔ پھر مرد بنایا عورت نہ بنایا۔ رسول اللہؐ ہر فقرہ پر فرماتے جاتے تھے۔ سچ ہے۔ پھر حضرت علیؑ نے کہا دنیا کی نعمتوں کا اگر شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے یہ سن کر رسول اللہؐ نے کہا اے ابوالحسن یہ علم و حکمت مبارک ہو۔ تم میرے علم کے وارث ہو اور میرے بعد میری امت میں ان کے اختلاف کے وقت خیر اور حدیث کے بیان کرنے والے ہو۔

وہ قضایا جو امیرالمومنینؑ نے عہد خلیفہ اوّل میں فیصل فرمائے

(۸)

خلیفہ اوّل نے ایک شراب خوار پر حد جاری کرنی چاہی اس نے کہا میں نے شراب پی ضرور ہے مگر مجھے اس کی حرمت کا علم نہیں تھا یہ سن کر ابوبکرؓ نے امیرالمومنینؑ کو بلایا اور کہا اس کا فیصلہ آپ کیجئے آپ نے فرمایا دو مسلمان ثقیوں کو حکم دیں کہ وہ مہاجرین و انصار کے جلسوں میں جا کر دریافت کریں کہ کسی نے ان میں سے اس کے سامنے تحریم خمر کی آیت پڑھی ہے یا رسول اللہؐ کا قول بیان کیا ہے اگر وہ گواہی دیدیں تو ضرور حد جاری کی جائے ورنہ اس کو چھوڑ دیا جائے جب ایسا کیا گیا تو معلوم ہوا وہ سچا ہے۔

(۹)

ایک شخص نے خلیفہ اوّل سے سوال کیا، کیا کوئی صورت ایسی ہو سکتی ہے کہ ایک شخص نے باکرہ عورت سے صبح کو تزویج کی اور شام

کو اس سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا اور عورت ابن و اُم کی میراث پا لیں گے انہوں نے کہا یہ ممکن ہی نہیں۔ پھر اس نے امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسئلہ بیان کیا آپ نے فرمایا ممکن تو ہے اس کی صورت یہ ہوگی کہ اس شخص کی ایک کنیز تھی جو پہلے اس سے حاملہ ہو چکی تھی پھر اس نے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا شام کو یہ عورت بچہ جنی تو وہ شخص مر گیا۔ تو اب لڑکا اور عورت ابن و ام کی میراث پا سکتے ہیں۔

توضیح :۔ سائل کا منشا یہ تھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک عورت سے صبح کو عقد کرے اور شام کو عورت بچہ جنے پھر اس شخص کے مرنے کے بعد بحکم شرع بیٹا بھی میراث میں اپنا حصہ پائے اور ماں بھی حالانکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا اس شخص کا نہیں کیونکہ بعد تزویج شام ہی کو پیدا ہو گیا لیکن دوسرے کا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس نے باکرہ سے تزویج کی تھی یعنی وہ عورت کسی دوسرے کے پاس گئی ہی نہ تھی اس کا جواب حضرتؑ نے یہ دیا کہ عورت اس کی کنیز تھی اور حالت کنیزی ہی میں اس سے حاملہ ہوئی اس کے بعد اپنی زوجیت میں لے لیا، اسی روز لڑکا پیدا ہوا۔ اور وہ خود مر گیا چونکہ یہ لڑکا اسی کا تھا اور کنیز زوجیت میں آگئی تھی لہذا وہ دونوں میراث کے مستحق ہوئے۔

(۱۰)

ایک شخص دوسرے آدمی کو پکڑے ہوئے امیرالمومنین کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یہ شخص کہتا ہے کہ اس نے خواب میں میری ماں کے ساتھ زنا کیا پس اس کو سزا دیجئے فرمایا اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ پر حد جاری کر کیونکہ خواب مثل سایہ کے ہے لیکن میں اس لیے اس کو سزا دوں گا کہ آئندہ اس قسم کی باتیں کر کے لوگوں کی دل آزاری نہ کرے۔

(۱۱)

ابو بصیر نے امام حسینؑ سے نقل کیا ہے کہ عہد اوّل میں کچھ لوگوں نے ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرائی لیکن وہ گر گئی دوسری بار بنائی وہ پھر گر گئی اسی طرح کئی بار ایسا ہوا وہ لوگ خلیفہ اوّل کے پاس آئے اور یہ حال بیان کیا انہوں نے کہا میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا علیؑ سے پوچھو وہ امیرالمومنینؑ کے پاس آئے آپ نے فرمایا قبلہ کی جانب داہنی طرف تھوڑی سی زمین کھودو وہاں دو قبریں نکلیں گی ان پر لکھا ہوگا أنا رضوی واختي حباء میں ہوں رضوی اور میری بہن حبا، یہ دونوں ایسی حالت میں مرے تھے کہ کسی وقت بھی ذات واحد میں انہوں نے شرک کو روا نہ رکھا تھا پس ان دو لاشوں کو غسل و کفن دے کر نماز پڑھو اور دفن کرو اور پھر شوق سے وہاں مسجد بناؤ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور مسجد بن گئی۔

(۱۲)

ایک بار دو نصرانیوں نے سوال کیا کہ حُب و بغض میں کیا فرق ہے حالانکہ منبع ان کا ایک ہے اسی طرح رویائے صادقہ اور کاذبہ میں کیا فرق ہے حالانکہ معدن ان کا بھی ایک ہے۔ حضرت نے فرمایا پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ خداوند عالم نے خلقت اجسام سے پہلے دو ہزار برس ارواح کو پیدا کیا اور ان کو ہوا میں جگہ دی پس جس کو انہوں نے وہاں پہچان لیا ہے یہاں بھی

پہچانتے ہیں اور جن سے وہاں کراہت کی ان کو یہاں بھی بُرا سمجھتے ہیں دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا نے روح کو خلق فرمایا اور اس پر ایک سلطان قرار دیا اور وہ سلطان نفس ہے۔ جب آدمی سوتا ہے تو روح نکل جاتی ہے اور سلطان باقی رہ جاتا ہے ایسی صورت میں گروہ ملائک اور گروہ جنات اس کی طرف سے گزرتا ہے پس رویائے صادقہ ملائکہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور رویائے کاذبہ جنوں کی طرف سے پھر ان لوگوں نے حفظ و نسیان کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو ان کے قلب پر ایک پردہ بھی ڈال دیا جب کوئی بات دل پر گزرتی ہے اور وہ پردہ کھلا ہوا نہیں ہوتا تو آدمی بھول جاتا ہے۔ یہ جواب سن کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔

(۱۳)

کسی نے خلیفہ اول سے پوچھا کیا مطلب ہے اس قول خدا کا وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا (سورہ عبس ۸۰/۳۱) انہوں نے کہا کہ تو میں جانتا ہوں لیکن اب کے معنی مجھے معلوم نہیں۔ پھر یہی سوال سائل نے امیر المومنینؑ سے کیا۔ فرمایا اب گھاس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر ان نعمات کا ذکر کیا ہے جو اس نے انسان اور حیوان کے لیے غذا قرار دی ہیں اور ان کی حیات کا باعث ہیں

(۱۴)

بادشاہ روم کا ایک سفیر خلیفہ اول کے پاس آیا اور کہا اگر آپ وصی رسول ہیں تو میرے اس سوال کا جواب دیں۔ وہ کون شخص ہے جو نہ جنت کی خواہش کرتا ہے اور نہ دوزخ سے خوف کھاتا ہے نہ خدا سے ڈرتا ہے نہ رکوع و سجود بجالاتا ہے مُردہ اور خون کو کھاتا ہے جس چیز کو دیکھا نہیں اس کی گواہی دیتا ہے۔ فتنہ کو دوست رکھتا ہے حق سے بغض رکھتا ہے ابوبکرؓ نے خموشی اختیار کی ہے عمرؓ نے کہا یہ تو کفر ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ایسا شخص اولیاء خدا سے ہے کیونکہ نہ وہ جنت کی آرزو رکھتا ہے اور نہ دوزخ سے ڈرتا ہے بلکہ خدا سے ڈرتا ہے یعنی نہ وہ طمع جنت میں عبادت کرتا ہے اور نہ خوفِ دوزخ سے بلکہ خدا کو مستحق عبادت جان کر عبادت کرتا ہے وہ خدا سے نہیں ڈرتا یعنی اس کے ظلم سے نہیں ڈرتا کیونکہ ظلم کا اس سے تعلق ہی نہیں۔ نماز جنازہ میں رکوع و سجود نہیں کرتا ٹڈی اور مچھلی کھاتا ہے اور جگر کھاتا ہے جو درحقیقت خون ہے مال اور اولاد کو دوست رکھتا ہے اور یہی فتنہ ہیں۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (سورہ الانفال ۸/۲۸) اور جنت و نار کی گواہی دیتا ہے جنہیں اس نے دیکھا نہیں اور موت سے کراہت کرتا ہے حالانکہ وہ حق ہے۔

(۱۵)

ایک شخص نے امیر المومنینؑ سے حسب ذیل سوالات کیے۔

س :۔ وہ کون دو جماد چیزیں ہیں جنہوں نے کلام کیا۔

ج :۔ آسمان و زمین۔

س :۔ وہ کون دو چیزیں ہیں جو گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں مگر مخلوق نہیں دیکھتی۔

ج :۔ رات اور دن ۔

س :۔ وہ کون سا پانی ہے جو نہ زمین پر ہے نہ آسمان پر ۔

ج :۔ جو حضرت سلیمان نے بلقیس کے لیے بھیجا (یہ گھوڑوں کا پسینہ تھا جو انہیں دوڑا کر لیا گیا تھا)

س :۔ وہ کون ہے جو بلا روح کے سانس لیتا ہے ۔

ج :۔ صبح ۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (سورہ التکویر ۱۸/۸۱)

س :۔ وہ کون سی شے ہے جو اپنے صاحب کے ساتھ چلی ۔

ج :۔ وہ مچھلی جس نے حضرت یونس کو نگلا تھا ۔

وہ قضایا جو عہد خلیفہ ثانی میں امیر المومنینؑ نے فیصل فرمائے

ایک لڑکا خلیفہ ثانی کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں میرے باپ نے کوفہ میں وفات پائی ہے اس کا جتنا مال آپ کے پاس بطور امانت جمع ہے وہ مہربانی فرما کر مجھے دے دیجئے ۔ خلیفہ ثانی نے اس کو ڈانٹ کر کہا میں تجھ کو نہیں جانتا اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو باہر نکال دیں وہ روتا ہوا امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا آپ نے بعض اصحاب کو ساتھ لیا اور فرمایا اے لڑکے تو مجھے اپنے باپ کی قبر پر لے چل جب وہاں پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ یہ قبر کھولو اور اس کی ایک ہڈی میرے پاس لاؤ اس لڑکے سے کہا اس ہڈی کو سونگھو جوں ہی اس نے سونگھا دونوں نتھنوں سے خون گرنے لگا ۔ حضرت نے فرمایا بیشک یہ لڑکا اسی کا ہے ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا یہ ممکن نہیں کہ اس ہڈی کو سونگھنے سے کسی اور کے نتھنوں سے بھی خون گرے فرمایا اس کا امتحان ابھی ہو جاتا ہے تمام حاضرین کو اس ہڈی کے سونگھنے کا حکم دیا گیا مگر کسی کی ناک سے خون نہ نکلا دوسری بار پھر اسی لڑکے کو وہ ہڈی سنگھائی گئی اب کی بار بہ نسبت سابق کے اور زیادہ خون نکلا اب سب حیران ہو گئے اور یہ اقرار کرنا پڑا کہ یہ لڑکا اسی میت کا ہے اور اس کا مال خلیفہ ثانی کو دینا پڑا ۔

(۱۷)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت تصفیہ کے لیے آئے مرد کا کہنا تھا کہ یہ عورت زانیہ ہے اور عورت کہتی تھی تو مجھ سے زیادہ زانی ہے ۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ ان دونوں کے کوڑے لگائے جائیں امیر المومنینؑ کا اتفاقاً ادھر سے گزر ہوا یہ واقعہ سن کر آپ نے فرمایا اے عمر اس عورت پر دو حدیں جاری کر دو ۔ ایک اس لیے کہ اس نے اپنے زانیہ ہونے کا اقرار خود کیا دوسرے اس

نے اپنے مرد پر زنا کی تہمت لگائی۔

(۱۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عقبہ بن ابی عقبہ مرا تو امیرالمومنین علیہ السلام بھی مع اپنے چند اصحاب کے اس کے جنازہ پر تشریف لے گئے۔ ایک شخص سے جو اس وقت وہاں موجود تھا آپ نے فرمایا کہ عقبہ کے مرنے سے تیری عورت تجھ پر حرام ہو گئی اب اس سے مقاربت نہ کرنا عمرؓ نے کہا یا علیؑ یوں تو تمام ہی قضایا آپ کے عجیب ہوتے ہیں مگر اس کا نمبر تو سب سے بڑھ گیا یہ کیسے ممکن ہے کہ مرے کوئی اور دوسرے کی زوجہ اس پر حرام ہو جائے۔ فرمایا سنو یہ عقبہ کا غلام ہے اس نے ایک آزاد عورت سے تزویج کر لی ہے اور اس عورت کو عقبہ کی کچھ میراث ملی ہے جس میں اس غلام کا بھی حصہ ہے پس جبکہ عورت کے شوہر کا حصہ اس کی غلامی میں آگیا تو اس پر اسی قدر حصہ بہ حیثیت غلام ہونے کے حرام ہو گیا جب تک وہ عورت اس کو آزاد کر کے دوبارہ تزویج نہ کرے مقاربت حرام ہوگی۔

(۱۹)

روض الجنان میں منقول ہے کہ ایک بار عمر بن الخطاب کے پاس چالیس عورتیں جمع ہو کر آئیں اور کہا کیا وجہ ہے کہ مردوں کو عقد دوامی، عقد متعہ اور کنیزیں وغیرہ سب کچھ رکھنے کی اجازت ہے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مردوں کو صرف حصہ شہوت کا ملا ہے اور عورتوں کو دس حصہ انہوں نے ان عورتوں سے کہا تم علیؑ کے پاس جاؤ اور یہ سوال کرو وہ آئیں تو آپ نے حکم فرمایا ان میں سے ہر ایک، ایک ایک شیشی میں پانی بھر لائے اور ایک ظرف میں ڈلے جب انہوں نے ایسا کیا تو آپ نے فرمایا اپنا اپنا پانی شناخت کرو انہوں نے کہا ہم کیسے کر سکتے ہیں فرمایا بس یہی وجہ ہے کہ عورت کے لیے ایک سے زیادہ شوہر کی بیک وقت اجازت نہیں دی گئی ورنہ اولاد میں تفرقہ پڑ جاتا اور نسب و میراث باطل ہو جاتے یہ کیونکر پتہ چلتا کہ کس کی اولاد ہے عمرؓ نے کہا یا علیؑ آپ کے بعد مجھے زندہ نہ رکھے۔

(۲۰)

ایک عورت نے اصحاب کے مجمع میں آ کر کہا کیا حکم ہے اس لڑکی کے بارے میں جو صاحب شوہر ہے مگر اپنے باپ سے دوسرے شوہر کے لیے درخواست کرتی ہے۔ سب نے کہا اس کے لیے ہرگز جائز نہیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا کہ پہلے تو اپنا شوہر میرے سامنے پیش کر تب اس کا جواب دوں گا اس نے اپنے شوہر کو پیش کیا حضرت نے اس مرد سے کہا تو اس عورت کو طلاق دیدے وہ راضی ہو گیا اور کوئی حجت پیش نہ کی لوگوں نے کہا یا علیؑ یہ کیا بات تھی فرمایا یہ شخص نامرد ہے لوگوں نے اس کی تصدیق چاہی اس نے اقرار کیا۔ پھر امیرالمومنینؑ نے بغیر انقضائے عدہ دوسرے شخص سے اس عورت کا عقد کر دیا۔

(۲۱)

ایک شوہر دار عورت نے ایک چھوٹے سے لڑکے سے فعل بد کیا۔ عمرؓ نے حکم دیا اسے سنگسار کر دیا جائے امیرالمومنینؑ نے فرمایا

اس پر رجم واجب نہیں بلکہ حد لگائی جائے کیونکہ مجبور کرنے والا مدرک نہیں ۔

(۲۲)

ایک شخص یمنی نے جو صاحب زوجہ تھا مدینہ میں کسی عورت سے زنا کیا خلیفہ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا جناب امیر نے فرمایا اس پر رجم واجب نہیں کیونکہ یہ اپنے اہل سے غائب ہے اور اس کے اہل دور دراز مقام پر ہیں اس پر حد لگاؤ عمر نے کہا خدا مجھے باقی نہ رکھے کسی ایسی دشواری کے لیے جہاں علی نہ ہوں ۔

(۲۳)

خلیفہ ثانی کے پاس دو لڑکے لائے گئے جن میں سے ایک مر چکا تھا انہوں نے حکم دیا کہ تلوار سے دونوں کو جدا کیا جائے امیرالمومنین ؑ نے فرمایا مردے کے جسم کو قطع نہیں کیا جاتا اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس مردہ کو زمین کھود کر داب دیا جائے اور زندہ لڑکا اوپر رہے ۔ تین چار روز میں مردہ سڑ کر علیحدہ ہو جائے گا اور زندہ باقی رہ جائے گا ۔

(۲۴)

حضرت عمرؓ نے پانچ شخصوں کو علت زنا میں رجم کا حکم دیا امیرالمومنین ؑ نے فرمایا ایسا نہ کرو سب کی حالت ایک سی نہیں ۔ اس کے بعد آپ نے ایک کو قتل کرایا ۔ دوسرے کو سنگسار ۔ تیسرے پر حد جاری کی چوتھے پر نصف حد یعنی پچاس کوڑے اور پانچویں کو تعزیر دی عمرؓ نے کہا یا علیؑ سب کا گناہ برابر تھا آپ نے سزائیں مختلف کیوں رکھیں ۔

فرمایا پہلا شخص ذمی تھا اس نے زن مسلمہ سے زنا کیا لہذا اپنے ذمہ سے خارج ہو گیا ۔ دوسرا محصن یعنی عورت دار تھا ایسی حالت میں اس نے زنا کیا اس لیے سنگسار کیا گیا تیسرا غیر محصن تھا اس لیے اس پر حد جاری ہوئی ۔ چوتھا غلام تھا اس لیے نصف حد جاری کی گئی پانچواں مجنون تھا اس کو تعزیر دی گئی ۔ عمرؓ نے کہا زندہ نہ رہوں میں اس امت میں جہاں اے علیؑ آپ نہ ہوں ۔

(۲۵)

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک عورت اور ایک لڑکا پیش کیا گیا ۔ لڑکا کہتا تھا یہ میری ماں ہے اس نے نو مہینے مجھے اپنے بطن میں رکھا ہے دو برس مجھے اپنا دودھ پلایا ہے اب یہ میری ولایت سے انکار کرتی ہے اور گھر سے نکال رہی ہے اور کہتی ہے کہ میں تجھ کو جانتی ہی نہیں ۔ پھر عورت کو اس کے چار بھائیوں نے پیش کیا اور چالیس قسموں کے ساتھ اس کی گواہی دی کہ یہ لڑکا جھوٹا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو تمام خاندان میں رسوا کرے کیونکہ یہ عورت ابھی تک کنواری ہے ۔

عمرؓ نے حکم دیا کہ اس لڑکے پر حد جاری کی جائے ۔ اس لڑکے نے امیرالمومنین ؑ سے فریاد کی یا علیؑ آپ میرے اور ماں کے درمیان فیصلہ کیجئے آپ رسول اللہؐ کی جگہ پر بیٹھے ہیں اور فرمایا ان چاروں کو بلاؤ وہ لوگ آئے تو کہا میں تمہاری بہن کے بارے میں جو فیصلہ کروں گا تم اسے مانو گے انہوں نے اقرار کیا آپ نے فرمایا میں اس معاملہ میں خدا اور حاضرین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس

عورت کی تزویج اس لڑکے سے کردی اور چار سو درہم اس کا مہر مقرر کر دیا یہ مقدار میں اپنے پاس سے دیتا ہوں قنبر سے فرمایا کہ چار سو درہم لے آؤ یہ فیصلہ سن کر وہ عورت چلائی الامان الامان ۔
اے وصی رسول خدا کی قسم یہ میرا لڑکا ہے میرے بھائیوں نے خود میری شادی کی تھی اور یہ میرے ہی بطن سے ہے لیکن میرے بھائی اس کو دوست نہیں رکھتے اور اس کے باپ کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اس لیے میری ابنیت سے انکار کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنا ہم خیال ہونے پر مجبور کیا میں نے ان کے خوف سے انکار کیا ہے یہ کہہ کر اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ لیا اور چلی گئی تب عمر نے کہا لولا علی لہلک عمر۔

(۲۶)

ایک حاملہ عورت بعلت زنا حضرت عمرؓ کے سامنے لائی گئی انہوں نے اس کے رجم کا حکم دیا امیرالمومنینؑ کا گزر اس طرف سے ہوا فرمایا اے عمرؓ کیا کر تم کیا اس کے ساتھ بچے کو بھی مار ڈالنے کا ارادہ ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورہ الانعام ۶/۱۶۴) دکوئی بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ انہوں نے کہا پھر کیا کروں فرمایا اس کو وضع حمل تک مہلت دو جب بچہ پیدا ہو جائے اور کوئی اس کا کفیل بن جائے تب اس پر حد جاری کرو اتفاقاً جب وہ عورت بچہ جنی تو مر گئی ۔ عمر نے کہا لولا علی لہلک عمر۔

(۲۷)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک چور لایا گیا انہوں نے حکم دیا اس کا ہاتھ قلم کرو۔ دوسری بار پھر لایا گیا حکم دیا اس کا پیر کاٹ دو تیسری بار پھر پیش ہوا انہوں نے حکم دیا دوسرا ہاتھ بھی قطع کر دو جناب امیر نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ ہاتھ پیر قطع ہو چکے اب اسے قید کرو۔

(۲۸)

ایک بار حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا میں جانتا ہوں کہ تو نہ کسی کو نقصان دیتا ہے اور نہ فائدہ اگر میں رسول اللہؐ کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو ہرگز تجھے بوسہ نہ دیتا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے عمر تمہارا خیال غلط ہے۔ یہ نقصان بھی دیتا ہے اور نفع بھی پوچھا کیسے فرمایا جب خدا نے ذریت رسول سے میثاق لیا تو ان کے لیے ایک تحریر کھول کر پتھر کا اس کو لقمہ بنا دیا پس یہ روز قیامت مومن کی وفا کے ساتھ اور کافر کی انکار کے ساتھ گواہی دے گا۔ دیکھا گیا کہ وقت اسلام لوگ یہی کہا کرتے تھے ۔ اللھم ایمانا بك و تصدیقا بکتابك و وفاء بعھدك، اے عمرؓ یاد رکھو رسول اللہ نے کوئی کام نہیں کیا اور کسی سنت کو رائج نہیں کیا مگر حکم خدا سے ۔

(۲۹)

ایک سیاہ لڑکا حضرت عمرؓ کے سامنے لایا گیا جس کا باپ اس کی ولایت سے انکار کرتا تھا پس انہوں نے اس کو سزا دینی چاہی

امیرالمومنینؑ نے کہا صبر کرو آپ نے اس سے پوچھا کیا تو نے اس کی ماں کے ساتھ حالتِ حیض میں مقاربت نہیں کی تھی اس نے کہا ضرور کی تھی فرمایا اسی وجہ سے خدا نے اس کا منہ سیاہ کر دیا جا یہ لڑکا تیرا ہی ہے۔ تب عمرؓ نے کہا لولا علی لهلك عمر

(۳۰)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک بار عمرؓ منیٰ میں تھے ایک اعرابی کچھ اونٹ لیے ہوئے آیا جن کے اوپر ہودج تھے انس کہتے ہیں مجھ سے حضرت عمرؓ نے کہا معلوم کرو کہ یہ اپنے اونٹ فروخت کرنا چاہتا ہے اس نے کہا ہاں پس چودہ اونٹ عمرؓ نے خرید لیے اور مجھ سے کہا اپنے اونٹ ان اونٹوں سے جدا کر لو۔ عرب نے کہا مجھے ان کے پالان اور ہودج تو جدا کر لینے دیجئے عمرؓ نے کہا میں نے تو مع ان کے خریدا ہے اعرابی نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

غرض یہ قضیہ حضرت علیؑ کے سامنے آیا آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ نے پالان و ہودج کی شرط کر لی تھی انہوں نے کہا شرط تو نہیں کی تھی حضرت علیؑ نے فرمایا تو اس اعرابی کا کہنا ٹھیک ہے آپ کو صرف اونٹ لینے چاہئیں۔

(۳۱)

ایک بار خلیفہ ثانی کے پاس کچھ مال تقسیم ہونے کے لیے آیا۔ لوگوں پر تقسیم کرنے کے بعد اس میں سے تھوڑا سا بچ رہا پوچھا اب اس کا کیا ہو لوگوں نے کہا یہ آپ لے لیجئے۔ اگر یہ تقسیم کیا گیا تو لوگوں کو بہت تھوڑا تھوڑا ملے گا اس سے بہتر ہے کہ آپ ہی کے پاس رہ جائے انہوں نے قبول کر لیا۔ جناب امیر نے فرمایا ایسا نہ کرو اس کو بھی تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ یہ مسلمانوں کا مشترکہ مال ہے تمہیں اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں جو مقدار بھی ہو حصہ رسد دینی چاہیے۔

(۳۲)

ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا میں نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق حالت شرک میں دی اور دو طلاقیں حالتِ اسلام میں آیا طلاق بائن ہو گئی یا نہیں۔ عمرؓ یہ سن کر ساکت ہو گئے اور کہا اس کا جواب علیؑ سے پوچھو۔ حضرت نے فرمایا اسلام اس کو باطل کرنے والا ہے جو اس سے پہلے تھا لہذا بحالت اسلام ایک طلاق اور اس کو دینی چاہیے۔

(۳۳)

ایک غلام امیرالمومنینؑ کے پاس لایا گیا تھا جس نے اپنے آقا کو قتل کر ڈالا تھا حضرت نے غلام سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا میرے آقا نے بجبر مجھ سے فعل بد کیا۔ حضرت نے مقتول سے پوچھا کیا تم نے اپنے ولی کو دفن کر دیا انہوں نے کہا ہاں پوچھا کتنی دیر ہوئی کہا ابھی ابھی آپ نے خلیفہ ثانی سے فرمایا اس لڑکے کو تین روز حراست میں رکھو پھر اولیائے مقتول سے کہا تین روز بعد میرے پاس آنا جب تین روز گزر گئے تو آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اب قبر کھود کر مردے کو باہر نکالو۔ جب قبر کھودی گئی تو میت اس میں موجود نہ تھی۔ حضرت نے فرمایا اللہ اکبر رسول اللہؐ نے سچ فرمایا ہے کہ جو شخص میری امت میں قوم لوط کا سا عمل کرے گا اور اس حالت میں مر جائے گا تو قبر کے اندر تین روز سے زیادہ نہ ٹھہرے گا زمین اس کی لاش کو قوم لوط کے ہلکین کی طرف پھینک

دے گی۔

(۳۴)

عمرو بن حماد ناقل ہے کہ حاجیوں کا ایک گروہ شام کی طرف سے آرہا تھا راستہ میں ان لوگوں نے دراں حالیکہ احرام باندھے ہوئے تھے۔ ایک شتر مرغ کے گھونسلے سے پانچ انڈے نکالے اور بھون کر کھالیے۔ پھر خیال آیا کہ غلطی کی جو حالت احرام میں ایسا کیا۔ مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ سے یہ حال بیان کیا انہوں نے کہا اصحاب رسول کی ایک جماعت سے یہ سوال کرو جب ان لوگوں سے پوچھا گیا تو سب نے جدا جدا جواب دیا تا اینکہ معاملہ امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچا آپ نے فرمایا ان لوگوں کو چاہیے کہ پانچ اونٹنیوں کو گابھن کرائیں اور جو بچے پیدا ہوں ان کو راہِ خدا میں دے دیں عمرؓ نے کہا اے ابوالحسن کبھی اونٹنیوں کا حمل ضائع بھی ہو جاتا ہے فرمایا انڈے بھی تو گندے ہو جاتے ہیں۔

(۳۵)

ایک شخص میثم نامی لشکر میں تھا جب اپنے گھر آیا تو چھ ماہ بعد اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے حضرت عمرؓ سے یہ واقعہ بیان کرکے کہا یہ لڑکا میرا نہیں ہے عمرؓ نے عورت کو بلا کر رجم کا حکم دیا امیر المومنینؑ نے فرمایا چھ ماہ کا بچہ بھی ہو سکتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (سورہ الاحقاف ۴۶/۱۵) یعنی حمل اور دودھ بڑھائی کا زمانہ تین ماہ ہے اور پھر فرماتا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (سورہ البقرہ ۲/۲۳۳) مائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے ۲۴ ماہ دودھ پلائیں لہذا حمل و رضاع کا زمانہ تیس ماہ ہوتا ہے چھ ماہ بعد ولادت ہونے پر تعجب کیا ہے۔ یہ سن کر عمرؓ نے کہا

لولا علي لهلك عمر

توضیح :۔ اقل مدت بچہ کے زندہ پیدا ہونے کی بایں طور کہ نطفہ رحم میں چالیس روز باقی رہتا ہے پھر چالیس دن علقہ پھر چالیس دن مضغہ اور چالیس روز تک صورت اختیار کرتا ہے۔ بیس روز تک روح حلول کرتی ہے پس یہ چھ ماہ ہو گئے۔

(۳۶)

ایک شخص نے کسی کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا مقتول کا باپ قاتل کو لے کر عمرؓ کے پاس آیا انہوں نے قتل کا حکم دیا جلاد نے دو تلواریں ماریں اور یہ خیال کیا کہ وہ مر گیا لیکن رمق جان باقی رہ گئی تھی لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے اور اس کا علاج شروع کیا گیا چھ ماہ بعد زخم بالکل اچھے ہو گئے۔ مقتول کا باپ پھر اس کو پکڑ کے حضرت عمرؓ کے پاس لے آیا۔ انہوں نے پھر قتل کا حکم دے دیا امیر المومنینؑ کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا یہ حکم غلط ہے انہوں نے کہا غلط کیوں ہے النفس بالنفس جان کا بدلہ جان۔ فرمایا تم نے اس کو قتل کرا دیا تھا مگر وہ زندہ رہ گیا تو کیا اب دوبارہ قتل کرنا چاہتے ہو انہوں نے کہا پھر آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت نے مقتول کے باپ سے کہا کیا یہ ایک بار قتل نہیں کیا گیا اس نے کہا ضرور کیا گیا۔ تو کیا میرے لڑکے کا خون رائیگاں گیا فرمایا نہیں لیکن شرعی حکم یہ

یہ چاہتا ہے کہ تجھے اس شخص کے حوالے کیا جائے تاکہ پہلے وہ تجھ سے اس کا قصاص لے جو تو اس کے ساتھ کر چکا ہے اس کے بعد تو اپنے لڑکے کے جرم میں اسے قتل کر ڈالنا اور آگاہ ہو کہ اس کا قصاص جو تیرے اوپر ہے وہ تیری موت ہے اور اس قصاص کا دینا ضروری ہے یہ سن کر وہ شخص حیران ہو گیا اور کہنے لگا میں اپنے بیٹے کے خون سے درگزرا وہ مجھے قصاص سے معافی دے غرض دونوں کے درمیان ایک کاغذ پر تحریر ہو گئی جب عمرؓ نے یہ فیصلہ سنا تو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار میں تیرا شکر گزار ہوں کہ علیؑ ہمارے درمیان ہیں اے علیؑ تم اہل بیت پر رحمت ہو پھر کہا لولا علی لھلك عمر۔

(۳۷)

قدامہ ابن مسطعون نے شراب پی حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کدھر خیال ہے میرے اوپر حد واجب نہیں کیونکہ خدا قرآن میں فرماتا ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا (سورہ المائدہ ۹۳) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لیے کوئی چیز کھانے پینے میں گناہ نہیں عمرؓ نے حد کو روک دیا جب امیر المومنینؑ کو خبر پہنچی تو فرمایا قدامہ اس آیت کا اہل نہیں نہ ان لوگوں میں سے جو ایمان لانے والے ہیں ایسے لوگ کبھی حرام کو حلال کرتے قدامہ سے کہو کہ توبہ کرے ورنہ اس پر حد جاری کرو کیونکہ وہ ملت سے خارج ہو گیا چنانچہ اس پر حد جاری کی گئی۔

(۳۸)

ایک مجنونہ عورت کے ساتھ ایک شخص نے بدکاری کی اور لوگ اس واقعہ کے گواہ بھی تھے کہ یہ فعل عورت کے اصرار سے ہوا عمرؓ نے اس عورت کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس عورت کو چھوڑ دو کیا تمہیں خبر نہیں کہ یہ فلاں قبیلہ کی دیوانی ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ رفع القلم عن المجنون حتی یفیق (مجنون اس وقت تک مرفوع القلم ہے جب تک کہ وہ اچھا نہ ہو۔

(۳۹)

دو عورتیں ایک لڑکے کے لیے جھگڑا کرتی ہوئی حضرت عمرؓ کے پاس آئیں ہر ایک کہتی تھی کہ یہ لڑکا میرا ہے عمرؓ سے اس کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا اور ان سے کہا تم علیؑ کے پاس جاؤ امیر المومنینؑ نے ان عورتوں کو بہت کچھ سمجھایا جب کسی طرح نہ مانیں تو حکم دیا کہ ایک آرے سے اس لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے نصف نصف ہر ایک کو دیدو۔ یہ سن کر جو اس لڑکے کی حقیقی ماں تھی بے قرار ہو گئی۔ اور کہا اے ابوالحسن میں اس لڑکے سے باز آئی اس عورت کو ہی بچہ دے دیجئے۔ حضرت نے فرمایا یہ لڑکا اسی عورت کا ہے چنانچہ وہ اس کے حوالے کیا گیا۔ پھر دوسری عورت نے بھی تصدیق کر دی۔

(۴۰)

ایک بار دو کنیزیں ایک لڑکے اور لڑکی میں جھگڑا کرتی ہوئی آئیں۔ عمرؓ نے کہا علیؑ کو بلاؤ۔ حضرت تشریف لائے تو یہ قضیہ آپ سے بیان کیا گیا۔ فرمایا دو شیشیاں منگواؤ اور ان کو وزن کر کے ان کنیزوں کو دو کہ اپنا اپنا دودھ اس میں بھریں جب وہ شیشیاں

بھری ہوئی آئیں تو آپ نے فرمایا کہ اب ان کو پھر وزن کرو جس کی شیشی بھاری ہو اس کا لڑکا ہے اور جس کی ہلکی ہو اس کی لڑکی ہے۔ عمرؓ نے کہا یہ فیصلہ آپ نے کہاں سے فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (سورہ النساء ۴/۱۱) مرد کے لیے عورت سے دوگنا حصہ ہے۔

(۴۱)

ایک عورت نے انڈے کی سفیدی اپنی سوتن کے بستر پر ڈال دی اور شوہر سے کہا رات اس کے پاس کوئی غیر مرد سویا تھا جب اس کا فرش دیکھا گیا تو سفیدی کا دھبہ موجود تھا۔ شوہر نے یہ قصہ عمرؓ سے بیان کیا انہوں نے اس عورت کو سزا دینے کا ارادہ کیا حضرت علیؑ نے فرمایا جلدی نہ کرو مجھے حقیقتِ حال معلوم کرنے دو آپ نے فرمایا کھولتا ہوا پانی لاؤ اور اس کپڑے پر ڈالو جب ڈالا گیا تو وہ سفیدی گرمی پا کر سمٹ گئی آپ نے اسے کپڑے پر سے اٹھا کر اس عورت کی طرف پھینک دیا اور فرمایا یہ تمہارا مکر ہے اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (سورہ یوسف ۱۲/۲۸) شوہر سے کہا اس عورت کو اپنے گھر لے جا اس پر یہ تہمت لگائی گئی ہے اور اس دوسری عورت پر حد جاری کی۔

(۴۲)

ایک بار عمرؓ نے لباس کعبہ اُتارنے کا ارادہ کیا امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن رسول پر نازل ہوا اور اس اموال کی چار قسمیں بتائی ہیں اوّل اموال مسلمین جس کو ورثہ میں تقسیم کیا جاتا ہے دوسرے مال غنیمت جو مستحقین پر تقسیم ہو جاتا ہے تیسرے خمس اس کے لیے بھی خدا نے ایک محل قرار دیا ہے چوتھے صدقات اس کے لیے بھی ایک خاص محل ہے اور لباس کعبہ کے لیے بھی اس نے ایک مقام قرار دیا ہے عمرؓ تم یہ بخوبی جانتے ہو کہ نہ خدا کو نسیان ہے نہ کوئی جگہ اس پر مخفی ہے پس تم کو چاہیے جہاں اس کو خدا اور اس کے رسول نے قرار دیا ہے وہیں رہنے دو۔ یہ سن کر انہوں نے کہا اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر رسوا ہو جاتا۔

(۴۳)

ایک مرتبہ مجوسیوں کے متعلق عمر نے کہا کہ یہ لوگ نہ یہودی ہیں نہ نصرانی نہ ان کے پاس کوئی کتاب ہے امیرالمومنینؑ نے فرمایا نہیں ان کے پاس کوئی کتاب تھی لیکن وہ اٹھا لی گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا ایک بادشاہ تھا جس نے نشہ کی حالت میں اپنی لڑکی سے مقاربت کی اور بعض کہتے ہیں کہ بہن سے ایسا فعل کیا۔ جب نشہ سے افاقہ ہوا تو کہا اس سے برأت کی کیا صورت ہو۔ ارکین سلطنت نے مشورہ دیا کہ تمام اہل مملکت کو جمع کر کے کہہ دے کہ میرے نزدیک یہ حلال ہے اور ان کو مجبور کر کہ وہ بھی رواج دیں جب سب لوگ جمع ہو گئے اور یہ علت کا فتویٰ سنایا گیا تو لوگوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر زمین میں ایک گڑھا کھدوایا اور اس میں آگ روشن کرا کے حکم دیا کہ جو انکار کرے اس کو اس میں ڈال دو اور جو قبول کرے اسے چھوڑ دو اس رسم بد کے رائج ہونے کی وجہ سے کتاب خدا ان کے درمیان سے اٹھ گئی۔

(۴۴)

ایک بوڑھے کھوسٹ نے ایک عورت سے تزویج کی اور حالت جماع میں عورت کے سینہ پر مر کر رہ گیا اس عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا متوفی کی اولاد نے خلیفہ ثانی کے دربار میں دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا زنا کا ہے عمرؓ نے اس عورت کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ جب امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کس روز تزویج ہوئی تھی اور کس روز زفاف ہوا اور اس کے جماع کی کیا صورت تھی انہوں نے کہا ہمیں نہیں معلوم فرمایا عورت کو بلاؤ وہ مع لڑکے کے حاضر ہوئی حضرت نے اس کے ہم سن چند لڑکے اور بلائے اور ان سے کہا تم کھیلو جب وہ دونوں خوب کھیل میں مصروف ہوگئے تو پھر حضرت نے زور سے ایک چیخ کیا سب لڑکے تو بے تکان کھڑے ہوگئے مگر وہ ہتیلیاں ٹیک کر کھڑا ہوا آپ نے اس لڑکے کو اور اس کے باپ کے ورثا کو بلایا اور کہا یہ لڑکا اس مرد ضعیف کا ہے میں نے ایک ہاتھوں پر تکیہ کرنے سے اس کے باپ کے ضعف کو سمجھ لیا پھر آپ نے اس کے باپ کے بھائیوں پر حد جاری کی۔

(۴۵)

ایک عورت کے متعلق چند لوگوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے جو اس کا شوہر نہ تھا اس نے مجامعت کی۔ عمرؓ نے رجم کا حکم دیا۔ اس عورت نے اپنا رُخ آسمان کی طرف کیا اور کہا پروردگارا تو خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں یہ سن کر عمرؓ کو غصہ آگیا اور کہا تو گواہوں کو جھٹلاتی ہے جب امیرالمومنینؑ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ اس عورت سے واقعہ تو معلوم کرو۔ اس نے کہا میرے شوہر کے ایک اونٹنی تھی اس کو لے کر میں صحرا کی طرف چلی میرا ہمسایہ خلیفہ بھی میرے ساتھ چلا جب وہاں میرا پانی ختم ہوگیا اور میری اونٹنی دودھ بھی نہ دیتی تھی تو میں نے خلیفہ سے پانی مانگا اس نے انکار کیا اور کہا جب تک تو مجھے اپنے نفس پر قابو نہ دے گی میں پانی ہرگز نہ دوں گا میں نے کہا ممکن نہیں لیکن جب میری جان نکلنے لگی تو میں مجبور ہوگئی اور اس فعل کی مرتکب ہوئی حضرت نے فرمایا اے عمرؓ اسے چھوڑ دو یہ مضطر اور مجبور تھی اور خدا فرماتا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ (سورہ المائدہ ۵/۳)۔

(۴۶)

دو شخصوں نے ایک عورت کے پاس کچھ امانت رکھی اور کہا جب تک ہم دونوں شخص مل کر نہ آئیں ایک شخص کو ہرگز نہ دینا کچھ روز بعد ان میں سے ایک آیا اور کہنے لگا کہ وہ امانت مجھے دیدے میرا ساتھی مر گیا۔ اس عورت نے انکار کیا لیکن جب جھگڑا بڑھا تو اس نے مجبوراً وہ امانت اس کے سپرد کر دی کچھ عرصہ کے بعد دوسرا آیا اور امانت طلب کی۔ اس نے کہا میں یہ نہیں مانتا اور عورت کو پکڑ کر خلیفہ ثانی کے سامنے لایا انہوں نے عورت سے کہا تو ضامن ہے وہ عورت جناب امیر علیہ السلام کے پاس آئی اور فریاد کی حضرت نے اس شخص سے فرمایا جب تم نے یہ شرط کر لی ہے کہ جب تک ہم دونوں ساتھ نہ آئیں یہ امانت نہ دینا اب تو کیسے طلب کر رہا ہے جا اور اپنے رفیق کو لے کر آ تاکہ تیرے بعد وہ اسی صورت سے امانت طلب نہ کرے اور شرط کے ساتھ ادا بھی ہو جائے یہ سن کر

وہ خاموش ہو گیا بعد کو معلوم ہوا کہ از راہ مکر وہ عورت سے مال حاصل کرنا چاہتا تھا۔

(۴۷)

ابو صبرہ کا بیان ہے کہ دو آدمی حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کنیز کی طلاق کے بارے میں سوال کیا۔ عمرؓ نے اس کا جواب ایک کھلی پیشانی والے شخص سے طلب کیا اس نے کہا دو مرتبہ۔ عمرؓ نے کہا دو مرتبہ ان میں سے ایک نے کہا اے عمر ہم آپ کے پاس آئے تھے اور آپ کو امیرالمومنین سمجھ کر ایک کنیز کی طلاق کا مسئلہ پوچھا تھا آپ اس کا جواب دوسروں سے پوچھ کر دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ولئے ہو تجھ پر تمہیں معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں یہ علی بن ابی طالب ہیں جن کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر آسمان و زمین ایک پلے میں رکھے جائیں اور علیؑ کا ایمان ایک پلہ میں تو علیؑ کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔

وہ قضایا جو حضرت علیؑ نے عہد ثالث میں فیصل فرمائے

(۴۸)

ایک عورت سے ایک بوڑھے نے عقد کیا جب وہ حاملہ ہوئی تو شیخ نے کہا یہ حمل میرا نہیں ہے میں نے دخول نہیں کیا عثمانؓ نے اس عورت سے پوچھا تیرا ازالۂ بکارت کیا گیا کہا نہیں پس اس پر حد جاری کرنے کا حکم لگایا گیا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا سنو عورت کے دو سوراخ ہوتے ہیں ایک حیض کا اور دوسرا بول کا۔ شاید کہ شیخ نے مقام بول پر عضو تناسل رکھا ہو اور منی بہہ کر سوراخ حیض میں چلی گئی ہو جس سے یہ حاملہ ہو گئی ہو۔ چنانچہ جب شیخ سے معلوم کیا گیا تو اس نے کہا بیشک میں نے دخول نہیں کیا لیکن مقام بول پر انزال ضرور ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا پس یہ حمل اسی شخص کا ہے اگر اس سے انکار کرے تو مستحق سزا ہے۔

(۴۹)

ایک عورت خلیفہ ثالث کے سامنے پیش ہوئی جس کے بچہ عقد سے چھ ماہ بعد پیدا ہوا خلیفہ نے رجم کا حکم دیا امیرالمومنینؑ نے فرمایا تم کتاب خدا کے حکم کو کیوں باطل کرتے ہو خدا فرماتا ہے۔ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (سورہ الاحقاف ۴۶/۱۵) پھر فرماتا ہے۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ (سورہ البقرہ ۲/۲۳۳) پس دو سال شیر خواری کے ہوئے اور چھ ماہ حمل کے۔

(۵۰)

ایک شخص کی ایک کنیز تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر اس شخص نے اسے معزول کر کے اپنے غلام سے نکاح کر دیا اور خود مر گیا اب کنیز اپنے لڑکے کی ملک ہو گئی اور لڑکا اس کے شوہر کا مالک ہو گیا کیونکہ وہ اس کے باپ کا غلام تھا پھر یہ لڑکا بھی مر گیا اب اس کنیز نے اپنے لڑکے کی میراث پائی جس میں یہ غلام بھی تھا جو اس کا شوہر ہے یہ جھگڑا عثمانؓ کے پاس آیا عورت کہتی تھی یہ میرا غلام ہے اور وہ کہتا تھا یہ میری زوجہ ہے۔ عثمانؓ سے اس کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اس عورت سے پوچھو اس شخص نے میراث میں آنے کے بعد تیرے ساتھ مجامعت تو نہیں کی اس نے کہا نہیں فرمایا ایسی حالت میں وطی کرتا تو ضرور سزا دیتا۔ عورت سے فرمایا جا یہ تیرا غلام ہے چاہے آزاد کر یا رکھ یا بیچ ڈال۔

(۵۱)

ایک زن مکاتبہ نے حالت کتابت میں زنا کیا درآنحالیکہ اس کے تین حصے آزاد ہو چکے تھے اس کی بابت امیر المومنینؑ سے دریافت کیا فرمایا اس کو دونوں طریقوں سے سزا دینی چاہیے۔ کچھ بطریق رقیت (کنیزی) اور کچھ بطریق حریت (آزادی) زید بن ثابت نے کہا کیوں؟ بطریق رقیت ہی سزا دینی چاہیے۔ امیر المومنینؑ نے کہا ایسا کیوں کیا جائے جبکہ تین حصے اس کے آزاد ہو چکے ہیں اور حریت کا حصہ رقیت سے زیادہ ہے۔ زید نے کہا اگر ایسا ہے تو میراث میں بھی حساب حریت ہونا چاہیے۔ فرمایا ضرور۔

(۵۲)

ایک شخص کی دو بی بیاں تھیں ایک انصاریہ دوسری ہاشمیہ انصاریہ کو اس نے طلاق دی اور کچھ مدت کے بعد مر گیا پس انصاریہ نے بغرض حصول میراث دعویٰ کیا کہ شوہر کی موت اس کے عدہ طلاق میں واقع ہوئی اور اس کے گواہ بھی پیش ہوئے عثمانؓ نے اس قضیئے کو امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا اس سے اس بات کا حلف لو کہ شوہر کی وفات سے پہلے تین طہر ختم نہ ہوئے تھے اگر قسم کھالے تو میراث دیدی جائے ورنہ نہیں یہ سُن کر عثمانؓ نے زن ہاشمیہ سے کہا یہ فیصلہ تیرے ہی ابن عم کا ہے اس نے کہا میں اس پر راضی ہوں وہ قسم کھالے لیکن زن انصاریہ نے قسم نہ کھائی اور میراث چھوڑ دی۔

(۵۳)

ایک شخص کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی اس کی زوجہ نے یہ خیال کر کے کہ مبادا یہ اس کے ساتھ شادی کرے ایک روز کچھ عورتوں کو بلایا اور اس لڑکی کو ان سے پکڑوا کر اپنی انگلی سے اس کا ازالہ بکارت کر دیا اور جب شوہر آیا تو اس بے گناہ پر فحش کی تہمت لگائی اور ان ہی عورتوں کو گواہ بنایا جب یہ قضیہ امیر المومنینؑ کے پاس پہنچا تو حضرت نے گواہ طلب کیے۔ اس عورت نے ان ہی عورتوں کو پیش کر دیا۔ حضرت نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور سامنے رکھ کر اس عورت کو بلایا پہلے تو بہت کچھ سمجھایا لیکن جب وہ اپنے قول سے نہ ہٹی تو اس کو سامنے سے ہٹا دیا اور ایک گواہ کو طلب کیا اور حضرت دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ جب وہ عورت آئی تو فرمایا تو مجھ کو پہچانتی ہے میں علی بن ابی طالب ہوں اور یہ میری تلوار ہے اس شخص کی عورت نے جو کہا وہ کہا اب میں تجھ کو امان دیتا ہوں

اگر تو نے سچ بیان نہ کیا تو اسی تلوار سے سر اڑا دوں گا۔ اس نے کہا سچ پر امان ملے گی۔ فرمایا ضرور۔ اس نے کہا اے امیر المومنینؑ یہ واقعہ بالکل غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ اس عورت نے لڑکی کے حسن و جمال کو دیکھ کر یہ خوف کیا کہ شاید اس کا شوہر عقد کرے اس لیے اس نے لڑکی کو شراب پلائی اور ہم کو بلا کر کہا اس کو پکڑ لو۔ پھر اس نے انگلی سے افضا کر دیا۔ حضرت نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے بعد دانیال نبی کے گواہوں میں افتراق پیدا کیا۔ پس حضرت نے اس پر قاذف یعنی تہمت لگانے والوں کی حد جاری کی اور ان سب پر عصر قرار دیا۔ عصر بالضم اس مہر کو کہتے ہیں جو شیبۂ وطی پر واجب ہوتا ہے اور عصران کا چار سو درہم تھا اس عورت سے فرمایا اب تو اپنے شوہر سے ہاتھ اٹھا لے۔ اس کے شوہر نے اسے طلاق دے کر جاریہ سے تزویج کر لی۔

لوگوں نے پوچھا یا علیؑ دانیال کا قصہ بیان فرمائیے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا اس کے دو قاضی تھے اور ان دونوں کا ایک دوست تھا جو نہایت صالح اور پرہیزگار تھا اور اس کی عورت نہایت حسینہ و جمیلہ تھی اتفاقاً بادشاہ نے اس کو کسی مہم پر بھیجا اس نے دونوں قاضیوں سے کہا کہ اتنے عرصے کے لیے میری عورت کی نگرانی کرتے رہیے۔ جب وہ چلا گیا اور وہ دونوں قاضی اس کے گھر پر گئے تو عورت کا حسن و جمال دیکھ کر اس کے عشق میں مبتلا ہو گئے اور فعل بد کے خواہشمند ہوئے۔ عورت نے انکار کیا انہوں نے کہا ہم بادشاہ سے کہیں گے کہ تو نے زنا کیا ہے اور پھر ہم تجھے سنگسار کریں گے۔ عورت نے کہا جو تمہارا جی چاہے کرو مجھے یہ امر منظور نہیں ہے۔ پس دونوں بادشاہ کے پاس گئے اور اس عورت پر تہمت لگائی۔ بادشاہ نے اس کو ایک امر عظیم خیال کر کے وزیر سے مشورہ کیا۔ وزیر نے کہا دیکھیے میں اس کے لیے ایک تدبیر کرتا ہوں۔ وزیر یہ کہہ کر شہر میں گشت کرنے کے لیے نکلا اتفاق سے اس کا گزر چند لڑکوں کی طرف سے ہوا۔ جس میں حضرت دانیال بھی تھے۔ ان سب لڑکوں کو حضرت دانیال نے پکار کر کہا اے لڑکو میں تمہارا بادشاہ بنتا ہوں اور فلاں لڑکے تو زن عابدہ بن جا اور فلاں فلاں لڑکے دو قاضی بنیں جو اس پر گواہی دینے والے ہوں پھر سب لڑکوں نے مٹی جمع کر کے ایک تلوار بنائی اور دانیال نے سب لڑکوں سے کہا تم فلاں فلاں جگہ بیٹھو جس لڑکے کو ہم بلائیں وہ آئے پھر ایک لڑکے کو دو لڑکوں میں سے جو قاضی بنے تھے بلا کر کہا سچ سچ واقعہ بیان کرو ورنہ میں اس تلوار سے تمہارا سر اڑا دوں گا اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اس عورت نے بدفعلی کی ہے پوچھا کب اس نے کہا فلاں روز پوچھا کس کے ساتھ کہا فلاں شخص کے ساتھ پوچھا کہاں۔ کہا فلاں جگہ۔ دانیال نے کہا اب تم جاؤ اور فلاں شخص کو بھیجو جب وہ آیا تو یہی سوالات اس سے کیے دونوں کے بیان میں اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت دانیال نے فرمایا لوگو یہ دونوں جھوٹے ہیں اے فلاں لوگوں میں جا کر ندا کر دے کہ ان دونوں نے جھوٹ بولا ہے پھر فرمایا ان دونوں کو حاضر کرو میں ان لوگوں کو قتل کروں گا یہ سن کر وزیر بادشاہ نے دونوں قاضیوں کو بلا کر اظہار لیے چونکہ دونوں جھوٹے ثابت ہوئے لہٰذا ان دونوں کو قتل کرا دیا۔

وہ قضایا جو امیر المومنینؑ نے اپنے عہد حکومت میں فیصلے فرمائے

(۵۴)

جنگ بصرہ کے بعد امیر المومنینؑ ایک سمت جا رہے تھے راستہ میں ایک عورت اور ایک لڑکا مرا ہوا دیکھا۔ دریافت فرمایا یہ کیا معاملہ ہے لوگوں نے کہا یہ حاملہ تھی جنگ کی سختی دیکھی تو ڈر کر مر گئی حضرت نے پوچھا ان دونوں میں پہلے کون مرا انہوں نے کہا کہ لڑکا پس آپ نے عورت کے شوہر کو بلایا اور لڑکے کی طرف سے اس کو دو ثلث دیت کا وارث بنایا اور ماں کو ایک ثلث کا پھر شوہر کو زن میت کی اس دیت میں سے جو لڑکے سے ملی تھی نصف کا مالک بنایا اور باقی میں سے میّت کے قرابت داروں کو وارث بنایا پھر شوہر کو اس عورت کی دیت سے نصف کا مالک بنایا اور وہ دو ہزار پانچسو درہم تھے اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ سوائے اس مردہ کے اور کوئی لڑکا اس عورت کے نہ تھا یہ تمام دیت حضرت کے حکم کے مطابق بیت المال بصرہ سے دی گئی۔

(۵۵)

امیر المومنینؑ کے سامنے ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس نے کسی شخص کو خطاءً قتل کر ڈالا تھا حضرت نے اس سے پوچھا تیرے اہل قبیلہ اور قرابت دار لوگ کہاں ہیں۔ کہا میرے قرابت دار موصل میں ہیں۔ حضرت نے اس کی بابت تحقیق کی لیکن کوئی وہاں نہ تھا اس نے کہا میرے عزیز موصل میں ہیں آپ نے حاکم موصل کو لکھا کہ فلاں بن فلاں نے جس کا حلیہ ایسا ایسا ہے ایک مسلمان کو خطاءً قتل کر دیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں اہل موصل سے ہوں وہاں میرے قرابت دار اور اہل بیت ہیں پس میں اس کو مع اپنے رسول فلاں بن فلاں کے جس کا حلیہ ایسا ایسا ہے روانہ کرتا ہوں جب یہ دونوں تیرے پاس پہنچیں اور تو میرا خط پڑھے تو اس کی تحقیق کرنا اور قرابت داروں کا حال معلوم کرنا۔ اگر موصل میں مسلمان قرابت دار ہوں تو ان کو وہاں جمع کرنا اور جو ان میں سے ایسے ہوں کہ موافق کتاب اللہ کے بغیر کسی مانع کے اس کی میراث ان کو پہنچتی ہو اور وہ لوگ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قرابت دار ہوں تو جو باپ کے قرابت دار ہوں ان سے دو ثلث اور جو ماں کے قرابت دار ہوں ان سے ایک ثلث دیت طلب کر اور اگر باپ کے قرابت دار نہ ہوں تو دیت کو ماں کے قرابت داروں پر تقسیم کر اور اس دیت کو ان سے تین برس کے درمیان قسطیں کر کے لے اور اگر نہ ماں کی طرف کا کوئی قرابتدار ہو اور نہ باپ کی طرف کا تو اس دیت کو اہل موصل میں سے ان لوگوں پر تقسیم کریں جن میں یہ شخص پیدا ہوا ہے اور نشو و نما پائی ہے لیکن اس میں ان کا کوئی غیر اہل سے داخل نہ کرنا چاہیے پس ان لوگوں سے بھی دیت لینے کے لیے تین سال مقرر کرنا اور ہر سال کے لیے ایک حصہ معین کر دینا اور اس کا اگر موصل میں کوئی قرابتدار

ہو ہی نہیں اور نہ اہل ہوں تو اس دیت کو میری طرف مع رسول کے لوٹا دینا میں اس کا ولی اور دیت ادا کرنے والا ہوں تاکہ ایک مرد مسلم کا خون رائیگاں نہ ہو۔

(۵۶)

عدی بن حاتم نے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ صفین میں جب معاویہ اور حضرت علیؑ کے درمیان جنگ شروع ہوئی تو آپ نے باآواز بلند اپنے اصحاب کو سنایا قسم خدا کی میں ضرور معاویہ اور اس کے اصحاب کو قتل کروں گا پھر حضرت علیؑ نے ہلکی آواز سے کہا انشاء اللہ میں حضرت کے قریب تھا۔ عرض کی یا امیرالمومنین آپ نے اس کام کے لیے قسم کھائی تھی اور پھر اس کا استثنا بھی کر دیا۔ فرمایا الحرب خدعۃ میں مومنوں کے نزدیک صادق القول ہوں میرا ارادہ یہ ہے کہ اپنے اصحاب کو جنگ پر برانگیختہ کر دوں تاکہ وہ سستی نہ کریں لیکن کچھ لوگ ان میں طمع والے بھی ہیں پس میں نے ان کو سمجھایا کہ وہ آج کے بعد اس سے نفع اٹھائیں گے انشاء اللہ۔

(۵۷)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دے چنانچہ اس نے قتل کر دیا یہ قضیہ حضرتؑ کے پاس آیا آپ نے فرمایا کسی شخص کا غلام مثل اس کے کوڑے یا تلوار کے ہوتا ہے پس سید کو قتل کیا جائے اور غلام کو قید میں رکھا جائے پھر معلوم ہوا کہ تین شخص شریک تھے ایک نے اس کو پکڑا اور دوسرے نے قتل کیا تیسرا کھڑا دیکھتا رہا تب حضرت نے یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص کھڑا دیکھتا رہا اس کی آنکھیں نکال لی جائیں اور جس شخص نے پکڑا تھا وہ مدت العمر قید میں رکھا جائے اور جس نے قتل کیا تھا اس کو قتل کیا جائے۔

(۵۸)

عہد امیرالمومنینؑ میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس کے دو سر تھے اور دو سینے۔ حضرت سے سوال کیا گیا کہ اس کو میراث کیسے دی جائے آپ نے فرمایا کہ اس کو سلا دو اور پھر اس پر صیحہ کرو اگر اس کے جسم کے دونوں حصے ایک بار ہی جاگ جائیں تو پھر میراث ایک ہی ہوگی۔ اگر ایک حصہ جاگ جائے اور ایک باقی رہے تو دو میراثیں ہوں گی۔

(۵۹)

خلیفہ ثالث کے سامنے ایک ایسا شخص لایا گیا جس کے دو سر تھے، دو منہ، دو ناکیں دو قبل دو دبر چار ٹانگیں اور ایک بدن خلیفہ نے تمام اصحاب کو جمع کر کے اس کی بابت دریافت کیا مگر کوئی جواب نہ دیا گیا۔ جب امیرالمومنینؑ کے عہد میں وہ شخص پیش ہوا تو آپ نے فرمایا اگر سوتے وقت اس کی چاروں آنکھیں بند ہو جائیں اور دونوں نتھنوں سے خراٹے لیتا ہے تب تو ایک بدن ہے اور اگر بعض کھلی رہتی ہیں اور بعض بند ہو جاتی ہیں اور صرف ایک ہی منہ سے خراٹے لیتا ہے تو دو بدن ہیں۔

اسی طرح ایک بچہ اور اسی صورت کا حضرت کے سامنے پیش ہوا۔ اس کے متعلق فرمایا کہ اُسے خوب کھلاؤ پلاؤ اگر یہ

دونوں اعضا سے بول کرے اور دو مقاموں سے براز تو ایک بدن ہے۔

(۶۰)

ایک شخص امیرالمومنینؑ کے پاس آیا کہ میں نے مری ہوئی مرغی کو دیا یا تو اس میں سے ایک انڈا نکلا میں اس کو کھا سکتا ہوں یا نہیں۔ فرمایا نہیں عرض کی اگر اس انڈے کا بچہ نکلوا دوں تو فرمایا تب اسے کھا سکتے ہو اس نے کہا یہ کیسے فرمایا یہ زندہ مردے سے نکلا ہے اور وہ مردہ مردے سے۔

(۶۱)

ایک شخص نے ایک شخص کی لڑکی کو جو زن عربیہ سے تھی پیغام دیا اور لڑکی کے باپ نے نکاح کر دیا لیکن شوہر کے یہاں بنت عربیہ کے بجائے بنت عجمیہ کو بھیج دیا۔ جب شوہر کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی وہ نہیں ہے جس کے لیے پیغام دیا گیا تھا تو وہ معاویہ کے پاس گیا اور یہ قضیہ بیان کیا کہا اس کا فیصلہ علیؑ سے بہتر کوئی نہ کر سکے گا۔ چنانچہ یہ قضیہ امیرالمومنینؑ کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ لڑکی کے باپ کو چاہیے کہ بنت عربیہ کے اس مہر سے جو اس کے شوہر نے قرار دیا بنت عجمیہ کے لیے بہ سبب حلت فرج سامان خریدے یہی اس کا مہر ہوا اور اس شخص کو حکم دیا کہ اس لڑکی کو مس نہ کرے تا اینکہ اس کا عدہ ختم نہ ہو جائے اور اس فعل کی سزا میں باپ کو کوڑے لگائے جائیں۔

(۶۲)

جب امیرالمومنین علیہ السلام نے تلی کھانے سے منع کیا تو ایک قصاب نے کہا یا علیؑ جگر اور طحال میں کیا فرق ہے جو آپ نے ایک کے کھانے سے روکا اور دوسرے سے نہ روکا فرمایا تو اس بات کو کیا جان سکتا ہے۔ ایک پانی کا ظرف لے آ میں ابھی اس کا فرق بنائے دیتا ہوں وہ قصاب جگر و تلی و طشت لے آیا فرمایا دونوں کو چاک کر کے پانی میں ڈال دو پس تھوڑی دیر بعد جگر تو سفید ہو گیا اور اس میں سے کوئی شے کم نہ ہوئی لیکن تلی سفید نہ ہوئی اور تمام خون ہو کر بہہ گئی صرف پوست اور رگیں باقی رہ گئیں فرمایا دیکھ فرق یہ ہے کہ یہ گوشت ہے اور یہ خون۔

(۶۳)

ایک عورت قاضی شریح کے پاس لائی گئی اور اس نے اظہار کیا کہ بعض چیزیں مجھ میں علامات مرد سے ہیں اور بعض علامات زن سے دونوں مقامات سے ایک ساتھ ہی پیشاب کرتی ہوں اور ایک ساتھ ہی منقطع ہو جاتا ہے۔ شریح نے یہ سن کر تعجب کیا اس نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میرے شوہر نے مجھ سے مجامعت کی اور میں اس سے حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہوا اور میں نے ایک جاریہ سے جماع کیا وہ مجھ سے حاملہ ہو گئی۔ شریح حیران ہو کر رہ گیا اور اس کو ساتھ لے کر امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آیا اور جو کچھ اس عورت نے بیان کیا تھا امیرالمومنینؑ سے بیان کیا۔ حضرت نے اس عورت سے فرمایا تیرا شوہر کون ہے کہا فلاں شخص فرمایا اس کو بلاؤ جب وہ حاضر ہوا تو اس نے عورت کے کلام کی تصدیق کی۔ آپ نے فرمایا ہم

تمہارے کہنے پر یقین نہیں کر سکتے قنبر سے فرمایا چار عورتوں کے ساتھ اس عورت کو ایک علیٰحدہ مقام پر لے جاؤ اور اس کی پسلیاں شمار کرو اس کے شوہر نے کہا میں اس کو مس کرنے کی اجازت نہ مرد کو دوں گا اور نہ عورت کو پس حضرت نے دینار خصی سے فرمایا کہ اس کے جسم پر کپڑا باندھ دے اور قنبر سے فرمایا اب جاؤ۔ اور اس کی پسلیوں کو شمار کرو۔ معلوم ہوا کہ داہنی جانب آٹھ ہیں اور بائیں جانب سات۔ حضرت نے فرمایا یہ مرد ہے اس کو مردانہ لباس پہناؤ۔ اس مرد نے کہا اے امیرالمومنینؑ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور مجھ سے اس کے لڑکا پیدا ہو چکا ہے آپ اس کو مردوں میں شامل کئے دیتے ہیں فرمایا میں نے اس کے بارہ میں وہی حکم کیا ہے جو خدا کا حکم ہے کیونکہ خدا نے حوّا کو آدم کی آخری بائیں پسلی سے پیدا کیا ہے پس مرد کی ایک پسلی کم ہوتی ہے اور عورت کی پوری۔

(۶۴)

ابن الحمرا لجعلی کہتا ہے کہ میں ایک روز معاویہ کے پاس تھا کہ دو شخص ایک کپڑے پر جھگڑا کرتے ہوئے آئے ایک کہتا تھا میرا ہے اور اس پر گواہ بھی رکھتا ہے دوسرا کہتا تھا میرا ہے میں نے بازار سے خریدا ہے بیچنے والے کو میں نہیں جانتا معاویہ نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کیا فیصلہ کروں۔ راوی کہتا ہے میں نے معاویہ سے کہا میں ایک دن حضرت علیؑ کے پاس تھا انہوں نے اسی قسم کا ایک قضیہ فیصل فرمایا تھا اور کپڑا اس شخص کو دلایا تھا جس کے گواہ تھے اور دوسرے سے کہا تو بائع کو لا معاویہ نے یہ سن کر اس قضیہ کو اسی طرح فیصل کیا۔

(۶۵)

ایک مرتبہ امیرالمومنینؑ کے سامنے ایک غلام پیش کیا گیا جس نے ایک حر کو قتل کر ڈالا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کو اولیائے مقتول کے پاس لے جاؤ جب وہ آیا تو انہوں نے معاف کر دیا۔ لوگوں نے کہا اب تو آزاد ہو گیا اس لیے کہ تو واجب القتل تھا۔ مگر اولیائے مقتول نے خون معاف کر دیا گویا تجھ کو آزاد کر دیا۔ حضرت نے فرمایا یہ آزاد نہیں ہے اس کو اس کے موالی کی طرف رد کر دو۔

(۶۶)

جابر بن عبداللہ بن یحییٰ کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا امیرالمومنینؑ میں نے اپنی عورت سے اپنی منی کو روکا تھا مگر وہ حاملہ ہو گئی ہے فرمایا تو یہ قسم کھا کہ تو نے مجامعت کر کے قبل پیشاب کرنے کے دوسری مرتبہ تو اس سے جماع نہیں کیا۔ اس نے کہا ایسا تو ضرور ہوا ہے فرمایا بس تو لڑکا تیرا ہی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پہلی مرتبہ کے جماع کی منی کا بقیہ دوسری مرتبہ کے جماع میں خارج ہو گیا ہو۔

(۶۷)

ایک شخص نے دریافت کیا کیا علت ہے اس بارے میں کہ نماز کپڑے ہی پہن کر ادا کی جائے فرمایا جب انسان نماز پڑھتا

ہے تو اس کا جسم اور کپڑے اور ہر وہ شے جو اس کے گرد ہوتی ہے تسبیح کرتی ہے پھر فرمایا آگاہ ہو کہ فرض کیا خدا نے ایمان کو تاکہ شرک سے طہارت ہو جائے اور نماز کو واجب کیا تاکہ کبر سے بچے اور زکوٰۃ کو واجب کیا تاکہ رزق کی زیادتی کا سبب ہو روزہ اہلِ حق کے خلوص کی آزمائش ہے۔ حج تقویت دین ہے جہاد میں سلامتی ہے امر بالمعروف میں مصلحت عوام۔ نہی عن المنکر احمقوں کے لیے زرہ۔ صلہ رحم باعث زیادتی جمعیت ہے۔ قصاص حفاظت دماء ہے۔ اقامت حدود سے اظہار عظمت محارم ترک شرابِ سے حفاظت عقل۔ اجتناب سرقہ میں قیام۔ عفت ترک زنا میں تحقیق نسب ترک لواط میں کثرت النسل۔ ترک کذب میں عظمت صدق۔ صلح میں خوف سے امان امانت میں نظام امت اور اطاعت میں تعظیم سلطان مقصود ہے۔

(۶۸)

کسی نے دریافت کیا وقوفِ حل کا کیا سبب ہے حرم میں کیوں نہیں جاتے فرمایا اس لیے کہ کعبہ بیت خدا ہے اور حرم دار خدا ہے جب آنے والے داخلے کا قصد کرتے ہیں تو دروازہ پر ان کو روکا جاتا ہے تاکہ اندر آنے کے لیے تضرع و زاری کریں۔ عرض کی مشعر الحرام حرم میں کیوں ہوا فرمایا اس لیے کہ جب ان کو داخل ہونے کا اذن دیا جائے تو حجاب ثانی پر کھڑے ہوں اور اپنی تضرع کو زیادہ کریں تاکہ قریب آنے کا اذن دیا جائے پھر جب وہ ارکان حج ادا کر لیں اور گناہوں سے پاک ہو جائیں اور خدا کے اور ان کے درمیان کے حجاب اُٹھ جائیں تو پھر زیارت کی اجازت دی جائے۔

(۶۹)

ایک شخص نے پوچھا ایام تشریق کے روزے کیوں حرام کر دیئے گئے فرمایا اس لیے کہ ان دنوں لوگ زوار خدا ہو کر اس کی ضیافت میں ہوتے ہیں پس ضیافت کرنے والے کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ اس کے مہمان روزہ رکھیں۔ پوچھا خانہ کعبہ کے پردوں سے چمٹنے کا کیوں حکم ہے فرمایا اس کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی شخص کسی کا قصور کرے اور اس سے امید میں تضرع و زاری سے لپٹے کہ وہ اس کے گناہ کو معاف کر دے۔

(۷۰)

امیر المومنین علیہ السلام نے ایک جوان کو دیکھا کہ رو رہا ہے سبب دریافت کیا تو کہا میرے باپ نے چند لوگوں کی ہمراہی میں بہت کچھ سامان کے ساتھ سفر کیا تھا سب لوگ لوٹ آئے مگر میرا باپ نہ لوٹا۔ حضرت نے فرمایا اس بارے میں حضرت داؤد کا سا فیصلہ میں کروں گا آپ نے ان سب لوگوں کو جو اس کے باپ کے ساتھ گئے تھے بلایا اور کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ جو کچھ تم نے اس جوان کے ساتھ کیا ہے میں اسکو نہیں جانتا اچھا تم سب فلاں مقام پر بیٹھ جاؤ۔ اور تم میں سے ایک ایک میرے پاس آؤ۔ ایک شخص کو بلایا گیا آپ نے فرمایا جو کچھ میں پوچھوں اس کا جواب آہستہ سے دینا۔ پھر حضرت نے اس سے جاتے، اُترنے، سال مہینہ دن اور اس شخص کی بیماری، موت، غسل و کفن نماز اور دفن اور مقام قبر کے متعلق سوال کیا اور عبداللہ بن رافع کو جوابات لکھنے کا حکم دیا۔ جب اس کا بیان ختم ہوا تو حضرت نے زور سے تکبیر کہی۔ یہ آواز سن کر اس شخص کے ساتھیوں نے جانا کہ حضرت کو سچا واقعہ

معلوم ہوگیا اب حضرت نے دوسرے کو بلایا اور یہی سوالات کیے اس نے پہلے کے بیان سے اختلاف کیا۔ حضرت نے تکبیر کہی اور تیسرے کو بلایا۔ پھر چوتھے کو پہلے تو بہت کچھ نصیحت کی پھر ڈرایا۔ پس انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اس کو قتل کیا اور اس کا کُل مال لے لیا ہے اور فلاں مقام پر قریب کوفہ دفن کیا ہے یہ سن کر حضرت نے ان سے فرمایا اب جو سچا واقعہ ہے بیان کرو ورنہ میں سزا دوں گا جو اصلی بات تھی وہ مجھ پر ظاہر ہوگئی ہے۔ سب نے اپنے اپنے جرم کا اقرار کیا حضرت نے حکم دیا کہ اس کا کل مال واپس دو۔ اس کے بعد مقتول کے فرزند نے ان کو معاف کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا یا امیرالمومنینؑ داؤد کا فیصلہ کیا تھا۔ فرمایا حضرت داؤد ایک روز کچھ لڑکوں کی طرف سے گزرے۔ جو کھیل رہے تھے انہوں نے ایک لڑکے کو مات الدین کہہ کر پکارا۔ حضرت داؤد نے اس لڑکے سے پوچھا یہ تیرا نام کس نے رکھا ہے اس نے کہا میری ماں نے فرمایا مجھے اپنی ماں کے پاس لے چل اس عورت سے پوچھا کہ تیرے لڑکے کا کیا نام ہے اس نے کہا مات الدین فرمایا یہ نام کیوں رکھا اس نے کہا کہ اس کے باپ نے چند لوگوں کے ساتھ سفر کیا تھا اور میں حاملہ تھی۔ وہ گروہ تو لوٹ آیا مگر میرا شوہر نہ لوٹا جب میں نے اس کی بابت سوال کیا تو کہا کہ وہ مرگیا۔ میں نے پوچھا اس کا مال کہاں ہے انہوں نے کہا کہ اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ میں نے پوچھا کوئی وصیت کی تھی کہا ہاں اس نے کہا تھا کہ میری بی بی سے کہہ دینا کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام مات الدین رکھنا اس لیے میں نے یہ نام رکھا ہے۔ حضرت داؤد نے کہا تو ان لوگوں کو پہچانتی ہے کہا ضرور فرمایا میرے ساتھ ان کے پاس چل جب وہ لوگ حضرت داؤد کے سامنے آئے تو آپ نے اسی طرح فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ خون ان پر ثابت ہوا اور مال ان کے پاس سے نکلا فرمایا آج سے اس لڑکے کو عاش الدین کہہ کر پکارنا۔

(۷۱)

چھ آدمی فرات میں پیر رہے تھے کہ ایک ان میں سے ڈوب گیا دو آدمی تو یہ کہتے تھے کہ ان تین نے ڈبویا ہے اور تین کہتے تھے ان دو نے حضرت نے اس کی دیت کے پانچ حصے کر کے موافق شہادت پر تین حصے قائم کیے اور تین پر دو

(۷۲)

ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ بھیجا اتفاقاً وہ دونوں راستہ میں لڑ پڑے لڑکے نے غلام کو مارا غلام نے اس کو گالیاں دیں اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ لڑکا اس کا غلام ہے۔ جب یہ قضیہ امیرالمومنینؑ کے پاس پہنچا تو قنبر سے فرمایا دیوار میں دو سوراخ کرو۔ اور ان دونوں سے کہو کہ اپنے اپنے سر سوراخوں سے باہر نکالیں پھر فرمایا اے قنبر رسول اللہؐ کی تلوار اٹھالا۔ جب قنبر لے کر آئے تو فرمایا بڑھ کر غلام کا سر کاٹ لے۔ جو غلام تھا اس نے اپنا سر اندر کی طرف کھینچ لیا اور اسی طرح رہا پس حضرت نے غلام کو سزا دی اور اس کے مولا کی طرف لوٹا دیا اور فرمایا اب ایسا کیا تو تیرا ہاتھ کاٹ دوں گا۔

(۷۳)

عہد امیرالمومنینؑ میں ایک شخص نے انصار کی عورت سے تزویج کی جب رات آئی تو عورت نے کسی یار کو گھر میں چھپایا

اور شوہر کے داخل ہونے پر اس کو اشارہ کیا دونوں میں مقابلہ ہوا۔ شوہر نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر وہ عورت جھپٹی اور شوہر کو مار ڈالا۔ حضرت نے فیصلہ فرمایا کہ عورت بالعوض اپنے دوست کے تو دیت دے۔ اور شوہر کے خون کے عوض اس کو قتل کیا جائے۔

(۷۴)

ایک شخص نے مرتے دم اپنے دوست کو دس ہزار درہم سونپے اور وصیت کی کہ جب تمہاری ملاقات میرے لڑکے سے ہو تو اس میں سے جو چاہو اس کو دیدینا جب اس سے ملاقات ہوئی تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا تم اس لڑکے کو کتنا دو گے اس نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا اب اس کو نو ہزار درہم دو اور ایک ہزار خود لو کیونکہ جو تم نے چاہا وہ نو ہزار درہم ہیں۔

(۷۵)

تین شخص ایک اونٹ میں حصہ دار تھے دو شریکوں نے تیسرے سے کہا کہ ہم فلاں ضرورت سے جاتے ہیں تم اس کی حفاظت کرنا کچھ دیر بعد کسی ضرورت سے اسے بھی باہر جانے کی ضرورت ہوئی۔ لہذا اس اونٹ کے پیروں میں رسی باندھ دی اور چلا گیا۔ جب وہ دونوں شریک واپس آئے تو انہوں نے وہ پیر کھول دیئے اور کسی کام میں مشغول ہو گئے۔ اونٹ دو پیروں سے لنگڑاتا چل رہا تھا ایک کنوئیں میں جا گرا اور اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں پس ان دونوں شریکوں نے اس کو نحر کیا اور گوشت فروخت کر ڈالا۔ جب وہ تیسرا شریک لوٹا تو کہا تم نے اسے کیوں کھولا تھا اور اگر کھولا تھا تو حفاظت بھی کی ہوتی۔ چنانچہ یہ تصفیہ امیرالمومنینؑ کے پاس آیا فرمایا دونوں شریکوں کو لازم ہے کہ دو ثلث اس شخص کو دیں کیونکہ اس معاملہ میں اس سے کوتاہی نہیں ہوئی۔ پس اونٹ کی چربی جو دو ثلث تھی اس کو دے دی گئی اور اس کا ایک ثلث ان دونوں میں تقسیم کیا گیا۔

(۷۶)

ایک عورت کسی شخص کی کنیز سے بہت مشابہ تھی وہ اس کے فرش پر رات کو جا کر سو گئی اور اس شخص نے اس سے مجامعت کی۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا مرد پر پوشیدہ طور سے حد جاری کی جائے اور عورت پر ظاہر بظاہر۔

(۷۷)

دو شخص ایک شخص کی بابت اس پر گواہ تھے کہ اس نے ایک زرہ چرائی ہے وہ شخص کہتا تھا تم اس پر حلف کرو اور یہ بھی کہتا تھا کہ اگر رسولؐ زندہ ہوتے تو میرے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیتے پوچھا گیا کیوں۔ کہا خدا ان کو خبر دیتا کہ میں بے قصور ہوں جناب امیرؑ نے ان دونوں گواہوں کو بلایا اور فرمایا خدا سے ڈرو اور ظلم سے اس کا ہاتھ نہ کاٹو وہ کسی طرح نہ مانے تب حضرت نے کہا اچھا دونوں قسم کھاؤ۔ جب دونوں نے قسم کھائی تو فرمایا تم میں سے ایک شخص اس کو پکڑے اور دوسرا ہاتھ کاٹے

وہ لوگ اس ارادے سے آگے بڑھے مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر لوگوں کی بھیڑ میں غائب ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا اگر کوئی ان کو پکڑ لائے تو میں سزا دوں گا یہ اپنے دعوے میں کاذب تھے۔

(۷۸)

ایک بار امیرالمومنینؑ کے سامنے دو شخص پیش کیے گیے۔ جنہوں نے مال خدا میں سرقہ کیا تھا ایک ان میں سے غلام تھا مال خدا سے اور دوسرا غلام تھا ذمیوں کے حصے سے۔ حضرت نے کہا اس غلام پر جو مال خدا سے ہے کوئی حد نہیں۔ کیونکہ بعض مال خدا نے بعض مال خدا کو کھا لیا لیکن دوسرے پر شدید حد جاری کی گئی پس اس کے ہاتھ قطع کیے گئے۔

(۷۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب عقبہ بن عامر جہنی مرا تو بہت کچھ مال و مویشی اور غلام وغیرہ چھوڑے ان غلاموں میں دو غلام تھے ایک کا نام سالم تھا دوسرے کا میمون ان کے وارث اس کے چچا کے بیٹے ہوئے جنہوں نے ان دونوں کو آزاد کر دیا۔ ایک عورت امیرالمومنینؑ کے پاس آئی اور کہا میں عقبہ کی زوجہ ہوں اور اس کے چچا زاد بھائی اس سے انکار کرتے ہیں اور اس کی گواہی سالم اور میمون نے دی پھر اس عورت نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ حاملہ ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کا حصہ میراث جدا کر کے رکھو اگر اس کے لڑکا پیدا ہو تو اس کو اور اس کے لڑکے کو کچھ نہ دیا جائے گا کیونکہ اس حالت میں ان کے دو غلاموں کی گواہی ہو گی۔ اس کے بعد کہ اگر یہ لڑکا عقبہ ہی کا ہو گا تو یہ غلام عقبہ کے چچا کے بیٹوں کے پاس نہ جائیں گے بلکہ اس مولود کے حصے میں آئیں گے اور بنی اعمام کا آزاد کرنا فضول ہو گا اور یہ دونوں بدستور غلام رہیں گے اور دو غلاموں کی گواہی کافی نہ ہو گی اور اگر اس کے بچہ پیدا نہ ہوا تو عورت کو چوتھائی حصہ ملے گا کیونکہ اس صورت میں اس کی زوجیت کی گواہی دو چیزوں کی طرف سے ہو گی یعنی سالم اور میمون۔ جن کو آزاد کر دیا ہے اس شخص نے جو مستحق میراث تھا یعنی عقبہ کے اعمام۔

(۸۰)

بادشاہ روم نے ایک مرتبہ معاویہ سے چند سوالات کیے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ لاشے کیا چیز ہے۔ معاویہ اس کے جواب میں متردد ہوا۔ عمرو عاص نے رائے دی کہ عمدہ گھوڑا علیؑ کے لشکر میں فروخت کے لیے بھیج دے اور لے جانے والے سے کہہ دے کہ جب قیمت دریافت کریں تو لاشے کہہ دے شاید اس صورت میں یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ جب وہ گھوڑا لے کر امیرالمومنینؑ کے پاس پہنچا تو آپ نے قنبر سے فرمایا اس گھوڑے کی قیمت معلوم کرو۔ اس نے کہا لاشے ہے فرمایا اے قنبر اس گھوڑے کو اس سے لے لو اس نے کہا مجھے لاشے تو دیجئے۔ فرمایا میرے ساتھ چل صحرا میں جا کر بالو کی طرف اشارہ کیا اور کہا اسے اٹھا لے یہی لاشے ہے اس نے کہا ثبوت فرمایا خدا فرماتا ہے كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا (سورہ النور ۲۴/۳۹) کافروں کے اعمال کی مثال جنگل کی ریت کی سی ہے جسے پیاسا پانی گمان کرتا ہے جب اس کے

پاس جاتا ہے تو لاشے پاتا ہے (یعنی کچھ بھی نہیں ۔

(۸۱)

ایک بار بادشاہ روم نے معاویہ کو لکھا کہ اگر تم میرے چند سوالوں کا جواب دیدو گے تو میں تم کو خراج دوں گا ورنہ تم کو ادا کرنا ہوگا۔ معاویہ سے ان سوالات کا جواب نہ بن پڑا اور حضرت علی علیہ السلام سے جوابات حاصل کر کے روانہ کئے

س :۔ سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی شے جنبش میں آئی ۔

ج :۔ نخل (درخت کھجور)

س :۔ اہل ارض کے لیے وقت غرق باعث امان کیا چیز ہے ؟

ج :۔ قوس قزح جب تک وہ آسمان پر دیکھی جائے ۔

س :۔ وہ کون سے دروازے ہیں جو خدا نے ایک قوم کے لیے کھولے اور پھر بند کر دیئے اور اب کبھی نہ کھلیں گے ۔

ج :۔ کہکشاں ۔

جب یہ جوابات بادشاہ روم نے سنے تو کہا یہ جوابات سوائے بیت نبوت اور کسی گھر سے نہیں نکل سکتے ۔

(۸۲)

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ سے دریا کے جزر و مد کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا دریاؤں پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کو رومان کہا جاتا ہے جب یہ اپنا قدم دریا میں رکھ دیتا ہے تو بڑھ جاتا ہے اور جب نکال لیتا ہے تو کم ہو جاتا ہے ۔

(۸۳)

ایک شخص نے امیر المومنینؑ سے حسب ذیل سوالات کیے ۔

سوال :۔ پانی کا مزا کیا ہے ؟

جواب :۔ زندگی کا مزہ ۔

سوال :۔ مشرق و مغرب میں کتنا فرق ہے ۔

جواب :۔ سورج کی ایک دن کی راہ ۔

سوال :۔ وہ کون دو بھائی تھے جو ایک دن پیدا ہوئے اور ایک دن میں ہی مرے مگر ان میں سے ایک کی عمر ایک سو پچاس سال تھی اور دوسرے کی پچاس کی ۔

جواب :۔ عزیر اور عزیرہ ۔ عزیر کو خدا نے سو برس مُردہ رکھنے کے بعد زندہ کیا ۔

سوال :۔ وہ کون سی چیز ہے جس پر سورج چمکا ہے ایک بار ۔

جواب :۔ وہ راستہ جو دریائے نیل میں اسرائیل کے لیے بنایا گیا تھا۔
سوال :۔ وہ کون انسان ہے جو کھاتا ہے مگر بول و براز نہیں کرتا۔
جواب :۔ جنین (جو بچہ شکم مادر میں ہو)
سوال :۔ وہ کون سی شے ہے جس نے پیا تو زندہ تھی اور کھایا تو مردہ ہوگئی۔
جواب :۔ وہ عصائے موسیٰ تھا جب تک شجر کا جز و تھا اس کا عرق پیتا رہا جب عصائے موسیٰ بنا تو جادوگروں کی رسیوں کو کھایا۔
سوال :۔ وہ کون سی زمین ہے جو ایام طوفان میں بلند رہی۔
جواب :۔ زمین کعبہ۔
سوال :۔ وہ کون ہے جس پر جھوٹ بولا گیا حالانکہ نہ از قسم جن ہے نہ از قسم انس۔
جواب :۔ وہ بھیڑیا جس پر برادران یوسف نے جھوٹ بولا تھا۔
سوال :۔ وہ کون ہے جس پر وحی ہوئی حالانکہ نہ وہ انسان ہے نہ جن۔
جواب :۔ شہد کی مکھی۔ وَاَوۡحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحۡلِ (۱۶/۶۸)
سوال :۔ وہ کون پاک زمین ہے جس پہ نماز جائز نہیں۔
جواب :۔ پشت کعبہ۔
سوال :۔ وہ کون رسول ہے جو نہ انسان ہے نہ جن ہے نہ فرشتہ۔
جواب :۔ ہدہد سلیمان۔
سوال :۔ وہ کون مبعوث ہے جو نہ انسان ہے نہ جن نہ فرشتہ۔
جواب :۔ غراب (کوا) جسے خدا نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ قابیل کو قبر کھودنا بتائے۔
سوال :۔ وہ کون دو نفس ہیں جنہیں باوجود ساتھ رہنے کے قرابت و موافقت نہیں۔
جواب :۔ یونس اور مچھلی۔
سوال :۔ قیامت کب ہوگی۔
جواب :۔ جب مومنینؑ حاضر ہوں گے اور پوری مدت ہو جائے گی۔

(۸۴)

ابن عباس سے منقول ہے کہ دو یہودیوں نے ایک بار آنحضرتؐ سے پوچھا وہ کون ایک ہے جس کے لیے دوسرا نہیں وہ کون دوسرا ہے جس کے لیے تیسرا نہیں اسی طرح سو تک دریافت کیا حضرت نے حسب ذیل جوابات دیئے۔

ایک جس کے لیے دوسرا نہیں خدا ہے

دو۔ آدم وحوا

تین۔ جبریل ومیکال واسرافیل کیونکہ یہ ملائکہ وحی ہیں۔

چار۔ توریت وزبور وانجیل وقرآن

پانچ۔ نماز پنجگانہ جس کو خدا نے صرف ہمارے نبی اور ان کی اُمت پر فرض کیا ان سے پہلے کسی نبی یا اُمت کے لیے نماز پنجگانہ نہ تھی۔

چھ۔ خدا نے زمین وآسمان چھ دن میں پیدا کیے۔

سات۔ سات آسمان۔

آٹھ۔ آٹھ فرشتے حاملان عرش۔

نو۔ آیات تسع موسیٰ۔

دس۔ عشرہ کاملہ۔

گیارہ۔ وہ ستارے جنہیں یوسف نے خواب میں سجدہ کرتے دیکھا تھا۔

بارہ۔ بارہ مہینے۔

تیرہ۔ حضرت یوسف کا خواب میں گیارہ ستاروں اور چاند سورج کو سجدہ کرتے دیکھا تھا۔

چودہ۔ سے مراد حضرت یوسف کے ماں باپ اور بھائی ہیں۔

پندرہ سے مراد وہ سب کتابیں جو آسمان سے نازل ہوئیں۔

سولہ سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو گرد عرش ہیں۔

سترہ سے مراد وہ خدا کے نام ہیں جو مابین دوزخ وجنت لکھے ہوئے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو آگ آسمان وزمین کو جلا دیتی۔

اٹھارہ۔ وہ پردے نور کے جو عرش وکرسی کے درمیان ہیں۔

انیس۔ وہ ملائکہ جو خازن جہنم ہیں۔

بیس۔ وہ دن جن میں حضرت داؤد کے لیے لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔

اکیس وبائیس وہ [illegible] جن میں نوح کی کشتی کو قرار ہوا۔

تئیس وہ تاریخ جس میں عیسیٰ اور بنی اسرائیل پر مائدہ نازل ہوا اور حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔

چوبیس۔ جس میں خدا نے بصارت یعقوب کو رد کیا۔

پچیس۔ خدا نے موسیٰ سے کلام کیا۔

چھبیس۔ جس میں حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔

ستائیس۔ ۲۷ سال کی عمر میں خدا نے ادریس کا رفع کیا۔

اٹھائیس۔ مدّت قیام حضرت یونس بطن ماہی میں

انتیس اور تیس۔ وہ راتیں جن میں حضرت موسیٰ سے وعدہ کیا گیا تھا۔

چالیس۔ ان راتوں کی پوری میعاد۔

پچاس۔ پچاس ہزار برس روز قیامت کی مقدار۔

ساٹھ: بلا وجہ روزہ رکھنے کا کفارہ۔

ستر۔ وہ ستر آدمی جن کا انتخاب موسیٰ نے طور پر لے جانے کو کیا تھا۔

اسّی۔ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً (سورہ نور ۴/۲۴) (اسّی کوڑے مارو۔)

نوے۔ تسع وتسعون نعجہ

سو۔ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔ (سورہ نور ۲/۲۴)

یہ جوابات سن کر یہودی مشرف باسلام ہوئے۔

~~~~~
~~~~~

(۴)

قصہ یوم غدیر

واحدی نے اسباب نزول القرآن میں اپنی اسناد کے ساتھ ابوسعید خدری سے اور ابوبکر شیرازی نے فیما نزل من القرآن فی امیرالمومنین میں باسناد ابن عباس اور مرزبانی نے اپنی کتاب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) روز غدیر خم حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابن جریج۔ عطا۔ ثوری۔ ثعلبی وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت فضیلت علی بن ابی طالب میں نازل ہوئی ہے۔

ابراہیم ثقفی نے حذری سے اور بریدہ اسلمی اور محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت روز غدیر علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ فضیلت علیؑ کے بارے میں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسولؐ خدا نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کلبی نے اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ یہ آیت علیؑ کے بارے میں ہے۔ رسولؐ اللہ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ خدا کا یا ایہا الرسول فرمانے میں پانچ باتیں ہیں۔ کرامت حکایت عزل۔ عصمت اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ علیؑ کی امامت کا اعلان کریں۔ حضرت نے قوم کی تکذیب کے خیال سے توقف فرمایا پس آیہ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (سورہ الکہف ۶/۱۸) نازل ہوا تب آپ نے قوم کو حکم دیا کہ وہ علیؑ کی امارت کو تسلیم کریں اس کے چند روز بعد آیہ یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) نازل ہوا اور ما سے اشارہ ہے شب معراج میں اس قول باری کی طرف فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (سورہ النجم ۵۳/۱۰) جب اس کا وقت آیا تو آیہ بلغ کا نزول ہوا یعنی شب معراج علیؑ کے متعلق جو کہا گیا تھا اس کی اب تبلیغ کرو۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ نے ان آیات کو بیان فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۱) سے مراد ہے کیا ہم نے تم کو تمہارے وصی کے متعلق نہیں بنا دیا ہم نے ان کو تمہارا ناصر بنایا اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرنے والا۔ اَلَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۳) جن دشمنوں کی دشمنی نے تمہاری کمر توڑ دی تھی اور علیؑ کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جو ہدایت یافتہ ہیں اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۴) یعنی تمہارا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہے

(۸۵)

ایک سائل نے امیرالمومنین علیہ السلام سے حسب ذیل سوالات کیے۔

سوال :۔ وہ کون مذکر و مونث ہیں جن میں ہر ایک کے لیے اس کا صاحب موجود ہے مگر زندہ نہیں۔

جواب :۔ شمس و قمر و عربی زبان میں شمس مونث ہے اور قمر مذکر۔

سوال :۔ وہ کون سا نور ہے جو چاند سے ہے نہ سورج سے نہ کسی چراغ سے۔

جواب : وہ عمود نور ہے جو وادی تیہ میں حضرت موسیٰ کے لیے بھیجا تھا۔

سوال :۔ وہ کون سی ساعت ہے جس کا شمار نہ دن میں ہے نہ رات میں۔

جواب :۔ قبل طلوع شمس۔

سوال :۔ وہ کون ہے جس کا بیٹا باپ سے بڑا ہے۔

جواب :۔ وہ عزیر ہیں جن کو خدا نے سو برس مردہ رکھا اور پھر مبعوث کیا جب وہ چالیس برس کے تھے تو ان کا بیٹا ایک سو دس برس کا تھا۔

سوال :۔ وہ کون ہے جس کے لیے باپ نہیں۔

جواب :۔ حضرت عیسیٰ

سوال :۔ وہ کون ہے جس کے لیے قبلہ نہیں۔

جواب :۔ آدم علیہ السلام۔

(۸۶)

ایک بار امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا **کیف اصبحت** (آپ نے کس حال میں صبح کی) فرمایا در انحالیکہ میں صدیق اکبر ہوں۔ فاروق اعظم ہوں۔ وصی خیرالبشر ہوں۔ میں اوّل ہوں۔ میں آخر ہوں۔ میں ظاہر ہوں میں باطن ہوں۔ میں ہر شے کا جاننے والا ہوں۔ وصی خیرالبشر ہوں۔ میں عین اللہ ہوں میں جنب اللہ ہوں۔ میں امین اللہ ہوں ہم سے خدا کی عبادت سیکھی ہے۔ ہم خدا کی طرف سے زمین و آسمان کے خازن ہیں میں مارتا ہوں میں زندہ ہوں جو مرنے والا نہیں یہ سن کر سائل نے تعجب کیا اور اس کے متعلق توضیح چاہی۔

فرمایا اوّل ہوں یعنی سب سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لایا۔ آخر ہوں جس نے پیدا ہو کر چہرۂ رسول پر نظر ڈالی۔ ظاہر ہوں یعنی اسلام کا ظاہر کرنے والا ہوں۔ باطن ہوں یعنی **بطین من العلم** ہوں ہر شے کو جانتا ہوں یعنی جو کچھ خدا نے اپنے نبی کو خبر دی انہوں نے مجھے ان سے آگاہ کر دیا۔ عین اللہ ہوں یعنی خدا کی آنکھ ہوں مومنین و کافرین پر جنب اللہ ہوں یعنی روز قیامت ہر نفس کہے گا حسرت سے **مافرطت في جنب الله** پس جس نے میرے بارے میں تفریط کی ہو گی وہ خسارہ میں رہے گا

اور جس طرح محمد خاتم النبیین ہیں میں خاتم الوصیین ہوں اور خازن ارض اللہ ہوں اس لیے کہ میں ان سب باتوں کا جاننے والا جو رسول اللہ پر نازل ہوئی ہیں۔ زندہ کرنے والا سنت رسول کا اور مُردہ کرنے والا ہوں بدعت کا۔ میں زندہ ہوں کہ نہیں مروں گا موافق قول باری تعالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (سورہ آل عمران ۱۶۹/۳)

اسی طرح ایک بار حضرت نے فرمایا میں نے زمین کو بچھایا میں نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو چشموں سے نکالا اور نہروں کو بہایا درختوں کو لگایا اور پھلوں کو کھلایا بادلوں کو پیدا کیا۔ رعد کو گرجایا بجلی کو چمکایا۔ سورج کو روشن کیا چاند کو طلوع کیا نجوم کو نصب کیا بحر زاخر ہوں میں نے زمین کے پہاڑوں کو ساکن کیا۔ میں نے پانی میں کشتیاں چلائیں میں جنب اللہ ہوں میں قلب اللہ ہوں میں کلمۃ اللہ ہوں اور وہ دروازہ ہوں جس کے بارے میں ہے ادخلوا الباب سجداً اغفر لکم خطایاکم وازید المحسنین

میرے ساتھ اور میرے ہاتھوں پر قیامت قائم ہوگی میں اوّل ہوں میں ظاہر و باطن ہوں اور ہر شے کو جانتا ہوں امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کلمات کی تشریح اس طرح فرمائی ہے میں نے زمین کو بچھایا یعنی میں اور میری ذرّیت سکون ارض کا باعث ہیں میں نے پہاڑوں کو قائم کیا یعنی میری ذرّیت کے ائمہ ایسے مضبوط پہاڑ ہیں جن سے زمین قائم ہے۔ دریا بہانے سے مراد دریائے علم ہے جو قلب امیرالمومنینؑ سے جاری ہوئے اور ان کی زبان سے پھوٹ نکلے اور ان سے ایسی نہریں نکلیں جنہوں نے پیاسوں کو سیراب کیا اور درخت لگانے سے مراد ذریت طیبہ ہے۔ پھل کھلانے سے مراد نیک اعمال ہیں۔ بادلوں کے پیدا کرنے سے مراد سایہ ہے اس شخص کے لیے جو سایہ چاہے ان سے تمسک کرنے کے لیے قطروں کے برسانے سے مراد حیات و رحمت ہے آواز رعد سے مراد وہ چیز ہے جو از قسم حکمت سنی جائے اور بجلی سے یہ مراد ہے کہ ہم سے بشر روشنی حاصل کرتے ہیں سورج چمکانے سے یہ مراد ہے کہ ہم سے ایک ایسا نور قائم ہے جو عالم پر روشنی ڈالتا ہے طلوع قمر سے مراد میری ذرّیت سے مہدی علیہ السلام ہیں نصب نجوم سے مراد یہ ہے کہ لوگ ہم سے ہدایت پاتے ہیں اور ہمارے نور سے روشنی چاہتے ہیں اور کشتیاں چلانے سے مراد وہ آئمہ ہیں جو میری ذریت سے ہیں اور پہاڑوں کے ساکن کرنے سے مراد ہے فتنوں کا فرو کرنا اور اصول ضلالت کا مٹانا اور جنب اللہ قلب اللہ اور کلمۃ اللہ سے مراد ہے سراج سر الٰہی ہونا اور میرے پر قیامت ہوگی سے مراد ہے رجعت خدا قبل قیامت مدد کرے گا ان مومنینؑ کی جو میری ذرّیت سے ہوں گے۔

امامت علی علیہ السلام پر نصوص

(۱)

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (سورہ المائدہ ۵۵/۵)

بے شک تمہارے ولی اللہ اور اس کے رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی جب انہوں نے حالت رکوع میں انگوٹھی دی۔ مفسرین ہیں حسب ذیل لوگوں نے اس کو حضرت علیؑ کی شان میں لکھا ہے۔

تعلبی۔ ماوردی۔ قیشری۔ قزدینی۔ رازی۔ نیشاپوری۔ فلکی۔ طوسی۔ طبری۔

حسب ذیل راویوں سے سدی۔ مجاہد حسن۔ اعمش۔ عتبہ بن الحکیم۔ غالب بن عبداللہ۔ قیس بن ربیع۔ عبایہ الربعی عبداللہ بن عباس، ابوذر غفاری۔

مفسرین کے علاوہ حسب ذیل علماء نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔

ابن البیع نے معرفت اصول الحدیث عبداللہ و عبیداللہ بن عمر ابن ابی طالب سے۔

واحدی نے فضائل الصحابہ میں حمید الطویل سے انس سے۔

سلمان بن احمد نے معجم الاوسط میں عمار سے ابوبکر بیہقی نے اپنے مصنف میں محمد الفصال نے تفسیر میں اور روضہ میں عبداللہ بن سلام سے ابو صالح۔ شعبی۔ مجاہد اور زرارہ بن اعین نے محمد بن علی سے نطنزی نے خصائص میں ابن عباس سے ابانہ نے فلکی سے اس نے جابر انصاری سے ناصح تمیمی اور ابن عباس سے کلبی نے الفاظ مختلف مگر معانی متفقہ کے ساتھ اسباب النزول میں واحدی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ آیا اور کہا ہماری قوم نے جب یہ معلوم کیا کہ ہم اسلام لائے ہیں تو ہم سے ترک تعلق کیا۔ کلام کرنا چھوڑ دیا۔ مجالست اور مناکحت ترک کر دی۔ بس یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت رسول خدا مسجد کی طرف آئے تو ایک سائل سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تجھے کسی نے کچھ دیا۔ اس نے کہا ہاں ایک چاندی کی انگوٹھی دی اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کی دی۔ پوچھا کس نے دی اس نے کہا اس رکوع کرنے والے نے۔

تفسیر ثعلبی میں ابوذر سے مروی ہے کہ ایک سائل نے کہا خداوندا گواہ رہنا کہ مسجد رسول میں، میں نے سوال کیا لیکن کسی نے کچھ نہ دیا اور اس وقت علی علیہ السلام رکوع میں تھے پس اپنے داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے اشارہ کیا۔ سائل آیا اور انگوٹھی اتار لی۔ یہ آنحضرت صلعم کا چشم دید واقعہ ہے۔ جب آنحضرت اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو آسمان کی طرف رُخ کر کے فرمایا خداوندا میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا تھا رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (سورہ طٰہٰ ۲۰/۲۵) تو تو نے قرآن میں یہ آیت نازل کی قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا (سورہ القصص ۲۸/۳۵) خداوندا میں محمد تیرا نبی اور تیرا صفی ہوں خداوندا میرے سینے کو کشادہ کر دے اور میرے امر کو آسان کر دے اور میرا وزیر میرے اہل سے میرے بھائی علی کو بنا دے اور میری پشت کو اس سے قوی کر دے۔

ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا یہ کلام تمام نہ ہوا کہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد پڑھ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

(سورہ المائدہ ۵/۵۵)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ مسلمان ہوگیا ان میں عبداللہ بن سلام۔ السید۔ ثعلبہ بنیامین بن سلام اور ابن صوریا بھی تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ۔ موسیٰ کے وصی یوشع بن نون تھے۔ پس آپ کا وصی آپ کے بعد کون ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کھڑے ہو وہ حضرت کے ساتھ مسجد میں آئے۔ سائل مسجد سے نکل رہا تھا فرمایا تجھے کسی نے کچھ دیا۔ اس نے کہا انگوٹھی دی ہے۔ پوچھا کس نے اس نے کہا اس شخص نے جو نماز پڑھ رہا ہے فرمایا کس حالت میں دی ہے۔ اس نے کہا رکوع میں۔ پس آنحضرتؐ نے صدائے تکبیر بلند کی۔ اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین مسجد نے پھر حضرت نے فرمایا میرے بعد علی تمہارا ولی ہے۔ انہوں نے کہا ہم راضی ہیں۔ اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے محمدؐ کے نبی ہونے اور علیؑ کے ولی ہونے پر پھر خدا نے یہ آیت نازل کی وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (سورہ المائدہ ۵/۵۶)

کتاب ابوبکر شیرازی میں ہے کہ جب علیؑ نے اشارہ کیا تو سائل نے انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے لے لی اور ان کے حق میں دعا کی۔ پس اللہ نے مباہات کی ملائکہ پر علیؑ کے بارے میں اور فرمایا اے میرے ملائکہ کیا تم میرے اس بندے کو نہیں دیکھتے جس کا جسم عبادت میں ہے اور قلب معلق ہے میرے نزدیک وہ اپنے مال کو تصدق کرتا ہے۔ میری رضا کی خواہش میں، میں تمہیں گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں اس سے راضی ہوں اور اس کی اولاد سے اور پھر جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

المصباح میں ہے کہ آپ نے زکوٰۃ دی تھی ۲۴ ذی الحجہ کو اور بروایت ابوذر نماز ظہر میں اور ایک روایت میں ہے کہ نافلۂ ظہر تھی۔

امالی بن بابویہ میں ہے کہ عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں نے بحالت رکوع میں چالیس انگوٹھیاں دیں لیکن میرے بارے میں وہ چیز نازل نہ ہوئی جو علیؑ کے بارے میں ہوئی۔

اسباب النزول میں واحدی سے مروی ہے کہ آیہ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورہ المائدہ ۵/۵۶) میں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد علیؑ ہیں اور فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ (سورہ المائدہ ۵/۵۶) سے مراد ہیں تابعین اللہ و رسول اور هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (سورہ المائدہ ۵/۵۶) سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام بندوں پر غالب ہیں پس یہی صورت آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ (سورہ المائدہ ۵/۵۲) میں خدا و رسول اور علیؑ کے ولی ہونے کی ہے۔

الحساب میں ہے آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (سورہ المائدہ ۵/۵۵) ہم عدد ہے ان الفاظ کے محمد رسول اللہ و بعدہ علی المرتضیٰ ابن ابی طالب و عترتہٖ کے ہر ایک کے اعداد ۳۵۸۰ ہیں۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ اصحاب رسول جمع ہوئے۔ مسجد مدینہ میں اور آپس میں کہنے لگے تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ ایک نے کہا اگر ہم اس آیت سے انکار کرتے ہیں تو گویا سب سے انکار ہوگا اور اگر اس پر ایمان لائیں تو یہ ہمارے لیے ذلت ہے کیونکہ علیؑ کو ہم پر مسلط کیا جا رہا ہے اور لوگوں نے کہا

ہم جان چکے ہیں کہ محمد اپنے قول میں سچے ہیں لیکن ہم علیؑ کی اطاعت نہ کریں گے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَہَا یعنی ولایت محمد اَکْثَرُھُمُ الْکٰفِرُوْنَ (سورہ النحل ۱۶/۸۳) یعنی ولایت علی اس آیت سے ولایت و حکومت امیرالمومنین سا ئر امت پر واضح ہے اور عصمت بھی ثابت ہے کیونکہ اس کے بغیر حکومت ہو نہیں سکتی کیونکہ جائز الخطا آدمی مطاع مطلق نہیں ہو سکتا۔

اس کی دلیل کہ لفظ ولی اس آیت میں مفید اولویت ہے مبرد نے اپنی کتاب العبارۃ عن صفات اللہ میں یہ بیان کی ہے کہ ولی بمعنی اولے ہے رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے۔ أيما امرأة نكحت بغير إذن وليها ومنه اولياء الدم وفلان ولي امر الرعية : یعنی عورت کا ولی اور قصاص کا ولی اور امور رعایا کا ولی وہی ہوتا ہے جو اولیٰ بالتصرف ہو حال رکوع میں زکوٰۃ دینا مخصوص ہے امیرالمومنینؑ ہی سے۔ عام نماز پڑھنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں کا اس سے تعلق نہیں کیونکہ کسی نے حالت رکوع میں زکوٰۃ نہیں دی اور لفظ انما کلمہ حصر ہے جو غیر کے ادخال کو روکتا ہے رہا صیغہ جمع کا استعمال شخص واحد کے لیے تو قرآن میں ایسا اور جگہ بھی ہے جیسے ذیلی آیات میں۔

قَالَ لَہُمُ النَّاسُ (جمع برائے شخص واحد) اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ (سورہ آل عمران ۱۷۳/۳) اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ (سورہ الحجرات ۴/۴۹) یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ (سورہ المنافقون ۸/۶۳) وغیرہ۔

(۲)

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی

ابو جعفر ابن بابویہ نے بطرق کثیرہ جو بیبر سے اس نے ضحاک سے اس نے ابو ہارون عبدی سے اس نے ربیعہ سعدی سے اس نے ابو اسحٰق فزاری سے اس نے امام جعفر صادقؑ سے انہوں نے اپنے آبائے طاہرین سے اور سب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کو مرض الموت لاحق ہوا تو اپنے اصحاب اور اہل بیت کو جمع کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے بعد آپ کا قائم مقام کون ہوگا۔ حضرت نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔ دوسرے دن پھر لوگوں نے یہی سوال کیا اور آپ خاموش رہے۔ تیسرے دن پھر یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کل کے دن ایک ستارہ آسمان سے میرے ایک صحابی کے گھر میں اترے گا۔ پس وہی میرے بعد میرا جانشین ہوگا۔ جب چوتھا روز ہوا تو سب حضرت کے حجرہ میں جا کر ستارے کے اترنے کا انتظار کرنے لگے۔ پس آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی تمام دنیا پر غالب تھی۔ وہ حجرۂ علیؑ پر آ ترا۔ ان لوگوں نے کہا معاذ اللہ آنحضرتؐ اپنے ابن عم کی محبت میں گمراہ ہو گئے اس پر آیہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورہ النجم

۴ و ۲/۵۲) نازل ہوئی اور ایک روایت میں ہے اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ (سورہ البقرہ ۲/۸۷) نازل ہوئی۔

تاریخ خطیب۔ بلاذری۔ حلیہ ابونعیم۔ ابانۃ العکبری میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت فاطمہ سے ان کی شادی کے روز فرمایا میں نے تمہاری تزویج ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا میں لوگوں کا سردار اور آخرت میں صالحین سے ہوگا۔ اے فاطمہؑ جب اللہ نے ارادہ کیا کہ تمہاری تزویج علی سے کرے تو اللہ نے جبریل کو حکم دیا کہ صفوف ملائکہ میں خطبہ پڑھے اور خازن جنت کو حکم دیا کہ وہ جنت کے حلے ملائکہ پر نچھاور کرے پس جس نے پایا وہ قیامت تک دیگر ملائکہ پر فخر کرے گا ام سلمہ سے مروی ہے کہ فاطمہ علیہا السلام زنان عرب سے فخریہ کہا کرتی تھیں میں وہ ہوں جس کی شادی کا خطبہ جبریل نے پڑھا۔

تاریخ بغداد اور شرف المصطفٰے اور شرح کافی میں عبداللہ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے علیؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم دنیا و آخرت میں سردار ہو تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

حلیۃ الاولیا۔ فضائل سمعانی۔ کتاب الطبرانی اور نطنزی میں امام حسن سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ سید العرب کو بلاؤ یعنی علی علیہ السلام کو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا آپ سید العرب نہیں ہیں فرمایا میں سید اولاد آدم ہوں اور علی سید العرب ہیں۔

جب علیؑ آئے تو آپ نے انصار کو بلا کر فرمایا اے معاشر انصار یہ علی ہے اگر تم اس سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے انہوں نے کہا بہت اچھا فرمایا یہ علی ہے اس سے محبت کرو مجھ سے محبت کے لیے اور اس کا اکرام کرو میری عزت کے لیے جو کچھ میں نے کہا یہ خدا کا حکم ہے مجھے جبریل نے پہنچایا ہے ایک روایت میں ہے کہ عائشہؓ نے پوچھا سید کون ہے فرمایا جس کی اطاعت خدا نے میری اطاعت کی طرح فرض کردی ہے۔

ابوحنیفہ نے باسناد فاختہ ام ہانی روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے علی علیہ السلام سے فرمایا تم لوگوں کے سردار ہو دنیا اور آخرت میں۔

حلیہ شعبی ہے کہ علی علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا میرے لیے مرحبا اے سید المرسلین و امام المتقین اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا میں سید النبیین ہوں اور علیؑ سید الوصیین ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے علی تم سید ابن السید اور اخو السید ہو۔

---

(۲)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (سورہ النساء ۴/۵۹)۔

(اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو)

اس آیت کے بارے میں اُمت کے دو قول ہیں۔

(۱) اولوالامر سے مراد ہمارے ائمہ اثنا عشر ہیں۔

(۲) امرائے سرایا مراد ہیں۔

ان میں سے جب ایک امر ثابت ہو جائے گا تو دوسرا باطل قرار پائے گا۔

ہمارا استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں اولی الامر کی اطاعت مطلقہ کا اسی طرح کا حکم ہے جس طرح خدا و رسول کی اطاعت کا کیوں کہ عطف ہے اطاعت رسول پر اگر اطاعت رسول اور اطاعت اولی الامر میں کوئی اختلاف ہوتا تو ایک اطیعوا کے تحت میں دونوں کا ذکر نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کو الگ الگ بیان کرتا اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ائمہ اثنا عشر کی امامت ثابت ہوئی۔ آنحضرتؐ کے بعد اس قسم کی اطاعت سوائے امام دوسرے کے لیے واجب نہیں اور جب وجوب اطاعت اولی الامر عوام کے لیے ثابت ہو گیا تو لامحالہ ان کی عصمت بھی ثابت ہو گئی ورنہ لازم آئے گا کہ خدا غیر معصوم کی اطاعت واجب کر کے امر قبیح میں بھی ان کی اطاعت کا حکم دے کیونکہ اطاعت کے تحت میں امر قبیح اور غیر قبیح دونوں آتے ہیں غیر معصوم سے صدور امر قبیح لازم اور اس صورت میں مطلق اطاعت باطل لہٰذا امرائے سرایا اولی الامر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کے لیے عصمت ثابت نہیں۔

بعض نے کہا ہے اولی الامر سے مراد علماء ہیں اوّل تو اس مراد میں اختلاف پھر ان کی بعض اطاعت میں عصیان۔ اگر ایک امر میں اطاعت ہوگی تو دوسرے امر میں معصیت اور اللہ ایسا حکم نہیں دے رہا بلکہ اس کا حکم مطلق اطاعت ہے۔ پھر اللہ نے اولی الامر کی صفت علم سے بیان کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ (سورہ النساء ۴/۸۲) اس سے معلوم ہوا کہ خوف کا تعلق امراء سے ہے اور استنباط کا علماء سے اور یہ دونوں جمع نہیں ہوتے مگر امیر عالم میں۔

شعبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اولی الامر سے مراد امرائے سرایا ہیں اور ان کے اوّل علیؑ ہیں۔

حسن بن صالح نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا اولی الامر کے متعلق فرمایا وہ ائمہ اہل بیت ہیں۔

تفسیر مجاہد میں ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب کہ رسولؐ اللہ نے آپ کو مدینہ میں چھوڑا تھا تو حضرت علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑا ہے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰ کے نزدیک تھی۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا تھا تم میری قوم میں میرے خلیفہ ہو اور ان کی اصلاح کرو حضرت نے فرمایا واللہ دولی الامر تم میں علی بن طالب ہیں خدا نے ان کو امر اُمت کا والی بنایا ہے اور اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس کی مخالفت سے روکا ہے۔ ابانہ فلکی میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی جبکہ ابو بردہ نے علی کی شکایت رسول سے کی۔

حدیث انت مني بمنزلة هارون من موسى إلا النبوة کو صحیح بخاری اور مسلم دونوں میں بیان کیا گیا ہے

اور نطنزی نے خصائص میں نقل کیا ہے کہ ایک مرد سائنی نے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا ہاں میرے بارے میں رسولؐ اللہ نے یہ فرمایا ہے۔

اس حدیث کی روایت کے متعلق احمد بن محمد بن سعد نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کو تمام امت میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس نے لکھا ہے کہ یہ حدیث آنحضرتؐ نے کئی بار ارشاد فرمائی ہے ان میں سے ایک موقعہ وہ ہے جبکہ غزوہ تبوک کی روانگی کے وقت آنحضرتؐ نے مدینہ میں حضرت کو اپنا خلیفہ بنایا کیونکہ تبوک دور دراز مقام تھا اور آنحضرتؐ کو یہ معلوم تھا کہ وہاں جنگ نہ ہوگی آپ چالیس ہزار کا لشکر لے کر چلے تھے اور مدینہ میں علیؑ اکیلے تھے آپ کے علاوہ جو تھے وہ منافق تھے یا عورتیں چونکہ اندیشہ تھا کہ منافق کوئی فتنہ برپا نہ کریں لہذا ان کی سرکوبی کے لیے علیؑ کو مدینہ میں رکھنا ضروری سمجھا گیا علی علیہ السلام کی شجاعت کی ایک بین دلیل یہ بھی ہے۔

جب آنحضرتؐ مقام جرف پر پہنچے تو حضرت ان سے جا ملے اور عرض کی یا نبی اللہ منافقین نے مجھ پر طعنہ زنی کی کہ رسول نے تم کو حقیر اور غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا فرمایا وہ جھوٹے ہیں میں نے تمہیں اپنا جانشین بنایا ہے یہ سن کر حضرت علیؑ خوش ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم اپنے اہل میں اور میرے اہل میں میرے ۔ انشین ہو کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہاری منزلت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی مگر.. یہ کہ میرے بعد نبی نہیں اگر ہوتا تو تم ہوتے پس علیؑ لوٹ آئے۔

خطیب نے التاریخ میں عبدالملک عکبری نے فضائل میں ابوبکر بن ملک ابن الفلاح ـ علی بن الجعد نے اپنی احادیث میں ابن الفیاض نے شرح الاخبار میں عماد بن مالک سے اس نے سعید سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس حدیث سے دلیل یہ لائی گئی کہ جس طرح مراتب فضیلت میں ہارون موسیٰ کے تالی تھے اسی طرح امیرالمومنین علیہ السلام تالی نبی ہیں ـ سوائے رتبۂ نبوت کے جس کا استثنا کر دیا گیا ہے پس یہ دلیل قطعی ہے اس پر کہ حضرت علی افضل صحابہ ہیں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر کیا امیرالمومنینؑ کے لیے تمام ان منازل کو جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھیں سوائے نبوت کے اور منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ وہ ان کے خلیفہ تھے ان کی قوم پر اور ان پر مفترض الطاعہ تھے اور ان کے بعد ان کے مقام کے حقدار تھے اس سے امامت امیرالمومنینؑ اور ان کی عصمت ثابت ہے کیونکہ اطاعت مطلقہ اس کی مقتضی ہے کہ حضرت علیؑ سے صدور امر قبیح محال تھا چونکہ ہارون کے لیے امر نبوت کا بھی اثبات تھا لہذا اس حدیث میں اس کا استثنا کر دیا گیا اس کے علاوہ جتنی فضیلتیں اور ہیں ان سب میں اشتراک باقی رہا۔ حضرت کی اس حدیث کا صاف مطلب یہ ہے کہ اے علیؑ تم میرے بعد اسی طرح میرے خلیفہ ہو جس طرح موسیٰ کی حیات میں ہارون ان کے جانشین تھے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو اس حدیث سے مخالفین کا یہ مطلب نکالنا یہ خلافت صرف آنحضرتؐ کی زندگی سے مختص تھی درست نہیں کیونکہ آخری جملہ یہ بتاتا ہے کہ اگر نبوت آنحضرتؐ کے بعد ہوتی تو علیؑ نبی ہوتے اور چونکہ نبوت آپ کے بعد نہیں لہذا ثابت ہوا کہ حضرت علیؑ آپ کے بھائی وزیر خلیفہ ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ نے اپنی دعا میں کہا تھا وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ (سورہ طہ ۲۰/۲۹) اور حضرت موسیٰ کا یہ کہنا اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ (سورہ الاعراف ۷/۱۴۲) بھی اسی کی دلیل ہے۔

(۴)

قصہ یومِ غدیر

واحدی نے اسباب نزول القرآن میں اپنی اسناد کے ساتھ ابوسعید خدری سے اور ابوبکر شیرازی نے فیما نزل من القرآن فی امیرالمومنین میں با اسناد ابن عباس اور مرزبانی نے اپنی کتاب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ۚ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ۚ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) روز غدیر خم حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابن جریح۔ عطا۔ ثوری۔ ثعلبی وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت فضیلت علی بن ابی طالب میں نازل ہوئی ہے۔

ابراہیم ثقفی نے حذری سے اور بریدہ اسلمی اور محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت روز غدیر علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ فضیلت علیؑ کے بارے میں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسولؐ خدا نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کلبی نے اپنی اسناد سے لکھا ہے کہ یہ آیت علیؑ کے بارے میں ہے۔ رسولؐ اللہ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ خدا کا یا ایہا الرسول فرمانے میں پانچ باتیں ہیں۔ کرامت حکایت عزل۔ عصمت اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ علیؑ کی امامت کا اعلان کریں۔ حضرت نے قوم کی تکذیب کے خیال سے توقف فرمایا پس آیہ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ (سورہ الکہف ۱۸/۶) نازل ہوا تب آپ نے قوم کو حکم دیا کہ وہ علیؑ کی امارت کو تسلیم کریں اس کے چند روز بعد آیہ یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) نازل ہوا اور ما سے اشارہ ہے شب معراج میں اس قول باری کی طرف فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (سورہ النجم ۵۳/۱۰) جب اس کا وقت آیا تو آیہ بلّغ کا نزول ہوا یعنی شب معراج علیؑ کے متعلق جو کہا گیا تھا اس کی اب تبلیغ کرو۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ نے ان آیات کو بیان فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۱) سے مراد ہے کیا ہم نے تم کو تمہارے وصی کے متعلق نہیں بنا دیا ہم نے ان کو تمہارا ناصر بنایا اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرنے والا۔ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۳) جن دشمنوں کی دشمنی نے تمہاری کمر توڑ دی تھی اور علیؑ کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جو ہدایت یافتہ ہیں اور وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۴) یعنی تمہارا ذکر میرے ذکر کے ساتھ ہے

پس جب تم دنیا سے رخصت ہونے لگو تو علیؑ کو اپنا جانشین بناؤ۔

عبدالسلام بن صالح نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے آیہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۱) کے متعلق فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد کیا میں نے تمہارا وصی علیؑ کو نہیں بنایا اور علیؑ کی وجہ سے مقاتل کفار کا بوجھ تم سے نہیں ہٹایا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ الم نشرح ۹۴/۴) یعنی اپنے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بلند کیا اور ابی حاتم رازی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (سورہ الم نشرح ۹۴/۷) سے مراد یہ ہے کہ جب تم اکمال شریعت سے فارغ ہو تو علیؑ کو امام بناؤ۔

ابو سعید خدری اور جابر انصاری سے مروی ہے کہ جب آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (سورہ المائدہ ۵/۳) نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر اکمال الدین اور اتمام نعمت پر اور میری رسالت سے خدا کے راضی ہونے پر اور علی بن ابی طالب کی ولایت پر میرے بعد اس کی روایت کی نطنزی نے خصائص میں۔

عیاشی نے صادق آل محمدؐ سے روایت کی ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (سورہ المائدہ ۵/۳) یعنی کمال دین ہوا حافظ دین کے قیام سے اور وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (سورہ المائدہ ۵/۳) ہماری ولایت سے اور وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورہ المائدہ ۵/۳) یعنی ہمارے امر کو نفس کا تسلیم کرنا۔

امام محمد باقرؑ اور جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیت یوم غدیر نازل ہوئی۔ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر ایسا دن ہم میں ہوتا تو ہم اس کو عید کا دن قرار دیتے اور اس سے زیادہ عید کامل کا دن اور کون سا ہو سکتا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرتؐ اکیاسی دن زندہ رہے۔ سدی سے مروی ہے اس آیت کے بعد خدا نے کوئی آیت نہ حلال کے بارے میں نازل کی نہ حرام کے بارے میں۔ رسول نے ذی الحجہ و محرم میں حج کیا۔

اور مروی ہے کہ جب آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ (سورہ المائدہ ۵/۵۶) نازل ہوئی تو خدا نے حکم دیا کہ ولایت علیؑ کا اعلان کرو چونکہ حضرت یہ جانتے تھے کہ لوگوں کے دلوں میں علی کی طرف سے بغض بھرا ہوا ہے لہذا آپ اس اعلان کے کرنے میں گرفتہ خاطر تھے لہذا یہ آیت نازل ہوئی يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (سورہ المائدہ ۵/۶۷) پھر یہ آیت نازل ہوئی اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (سورہ الاحزاب ۳۳/۹) پھر آیۂ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (سورہ المائدہ ۵/۳) نازل ہوئی اور اس میں پانچ بشارتیں ہیں اکمال دین۔ اتمام نعمت۔ رضائے رحمٰن۔ اہانت شیطان اور خوف منکرین جیسا کہ فرماتا ہے اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ (سورہ المائدہ ۵/۳) اور عید مومنین جیسا کہ حدیث میں ہے الغدیر عید الله الا کبر اور ابن عباس سے مروی ہے کہ اس دن پانچ عیدیں جمع ہو گئیں۔ عید جمعہ۔ عید غدیر۔ عید یہود و نصاریٰ و مجوس اس سے پہلے کوئی دن ایسا نہیں سنا گیا۔

اس حدیث میں تو تمام علماء کا اتفاق ہے البتہ تاویل میں اختلاف ہے ذکر کیا اس حدیث کا حسب ذیل علماء نے۔ محمد ابن

اسحاق ۔ مسلم[2] بن حجاج ۔ احمد بلاذری[3] ۔ ابونعیم[4] اصفہانی ۔ ابوالحسن[5] دارقطنی ۔ ابوبکر[6] بن مردویہ ۔ ابن[7] شاہین ۔ ابوبکر[8] باقلانی ۔ ابوالمعالی[9] الجوینی ۔ ابواسحٰق[10] ثعلبی ۔ ابوسعید[11] خرکوشی ۔ ابوالمظفر[12] سمعانی ۔ ابوبکر[13] ابن شیبہ ۔ علی بن[14] الجعد ۔ شعبہ[15] ۔ اعمش[16] ۔ ابن عباس[17] ابن[18] الثلاج ۔ شعبی[19] ۔ زہری[20] ۔ ابن البیع[21] ۔ ابن ماجہ[22] ۔ ابن عبدربہ[23] ۔ الکانی[24] ۔ ابو یعلی[25] موصلی ۔ احمد[26] حنبل (۴۰ طریقے سے روایت کی ہے)۔ ابن[27] بطہ (۲۳ طریقے سے) ابن جریر[28] طبری (ستر سے زائد طریق سے) ابوالعباس[29] ابن عقدہ نے (ایک سو پانچ طریق) ابوالجعالی[30] نے ۱۲۵ طریقے سے علی ابن ہلال مہلبی نے ایک مستقل کتاب حدیث غدیر پر لکھی ہے۔ احمد بن[31] سعد نے کتاب من روی غدیر خم کے نام سے لکھی ۔ مسعود[32] سجزی نے اس حدیث کے روات جمع کئے ہیں۔ منصور اللاتی الرازی نے اپنی کتاب میں حروف تہجی کے سلسلے[33] اس حدیث کے راویوں کے نام لکھے ہیں ۔

صاحب کافی نے لکھا ہے کہ قصہ غدیر کے بیان کرنے والے جن کو قاضی ابوبکر جعابی نے لکھا ہے یہ ہیں ۔

ابوبکر ۔ عمر ۔ عثمان ۔ علیؑ ۔ طلحہ ۔ زبیر ۔ حسنؑ ۔ حسینؑ ۔ عبداللہ ابن عباس ۔ عبداللہ بن جعفر ۔ عباس بن عبدالمطلب ابوقتادہ ۔ زید بن ارقم ۔ جریر بن حمید ۔ عدی بن حاتم ۔ عبیداللہ بن انیس ۔ براء بن عازب ۔ ابوایوب ۔ ابوبرزہ اسلمی ۔ سہل ابن حنیف ۔ سمرہ بن جندب ۔ ابوالہیثم ۔ عبداللہ بن ثابت ۔ سعد بن عبادہ ۔ سلمہ بن الاکوع ۔ ابوسعید خدری ۔ عقبہ ابن عامر ابورافع ۔ کعب بن عجرہ ۔ حذیفہ بن الیمان ۔ ابومسعود بدری ۔ حذیفہ بن اسد ۔ زید بن ثابت خزیمہ بن ثابت حباب بن عتبہ ۔ جندب بن سفیان ۔ عمر بن ابی سلمہ ۔ قیس بن سعد ۔ عبادہ بن صامت ۔ ابوزینب ۔ ابولیلیٰ ۔ عبداللہ بن ربیعہ ۔ اسامہ بن زید ۔ سعد بن جنادہ ۔ جناب بن سمرہ ۔ یعلی بن مرہ ۔ ابن قدامہ انصاری ۔ ناجیہ بن عمیرہ ابوکاہل ۔ خالد بن الولید ۔ حسان بن ثابت ۔ نعمان بن عجلان ابورفاعہ ۔ عمرو بن الحمق ۔ عبداللہ بن یعمر ۔ مالک ابن الحویرث ۔ ابوالحمراء ۔ ضمرہ بن الحبیب ۔ وحشی بن حرب ۔ عروہ بن ابی جعد عامر بن النمیری ۔ بشیر بن عبدالمنذر ۔ رفاعہ بن عبدالمنذر ۔ ثابت بن ودیعہ ۔ عمرو بن حریث ۔ قیس بن عاصم ۔ عبدالاعلیٰ بن عدی عثمان بن حنیف ۔ ابی بن کعب ۔

عورتوں میں فاطمہ زہرا ۔ عائشہ ۔ ام سلمہ ۔ ام ہانی ۔ فاطمہ بنت حمزہ ۔

صاحب الجمہرہ نے خا میم کی لغات میں لکھا ہے خم ایک مقام ہے جہاں نبی نے نص کیا خلافت علی پر ۔ عمرو بن ربیعہ نے اس کا ذکر کیا مفاخرت علی میں اور حسان نے ذکر کیا اپنے اشعار میں ۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے یوم غدیر خم فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ ایک ہزار تین سو کے مجمع میں ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا لوگوں کے حقوق دو گواہوں سے دیدیئے جاتے ہیں لیکن امیرالمومنین علیہ السلام کا حق نہ دیا گیا روز غدیر خم دس ہزار کی شہادت پر ۔

مقام غدیر خم وادی اراک میں ہے مدینہ سے دس فرسخ پر اور جحفہ سے چار میل دور متصل حجرات خمس دوحات عظام سے ۔

۱۸ ذی الحجہ کو آنحضرتؐ مقام غدیر پر پہنچے تو حکم فرمایا کہ نماز کے لیے ندا دی جائے۔ جب لوگ جمع ہوئے تو فرمایا بتاؤ کون ہے جو تمہارے نفسوں سے اولیٰ ہے سب نے کہا اللہ اور اس کا رسول۔ تب آپ نے فرمایا خدا گواہ رہنا پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے یوم الدار اپنے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کیا تم میں کوئی ہے جس کے لیے رسول اللہؐ نے فرمایا ہو من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ سب نے اس کا اعتراف کیا اور وہ جمہور صحابہ تھے۔

اور صاحب نے خطبے میں کہا کون ہے ایسا جلیل القدر جس کی کفالت رسول نے بچپن میں کی ہو اس کو پالا پوسا ہو علم اور حکمت کی غذا دی ہو اپنے کاندھے پر سوار کیا ہو۔ اپنی مسجد میں اس کو اپنا سہیم بنایا ہو۔ اور جگہ دی ہو اور روز غدیر خم اس کو بلند کر کے فرمایا ہو۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ، وعاد من عاداہ

فضائل احمد و احادیث ابوبکر بن مالک و ابانہ بن لبطہ اور کشف الثعلبی میں براء سے روایت ہے کہ ہم پہنچے رسول اللہؐ کے ساتھ غدیر خم میں حجۃ الوداع کے بعد ندا دی گئی سب کو جمع ہونے کے لیے اور آنحضرتؐ تھے دو درختوں کے نیچے پس علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں تمام مومنین کے نفسوں سے بہتر نہیں ہوں سب نے کہا بے شک یا رسول اللہؐ پھر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی بھی مولا ہے خداوندا جو اسے دوست رکھے اسے تو بھی دوست رکھ اور جو اسے دشمن رکھے اسے تو بھی دشمن رکھ۔ حضرت عمرؓ نے بڑھ کر علی علیہ السلام سے کہا مبارک ہو مبارک ہو اے علی بن ابی طالب کہ آپ ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔

اور ایک خبر میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے مبارک باد دو کہ خدا نے مجھے مخصوص کیا نبوت کے لیے اور علیؑ کو امامت کے لیے اس پر عمر بن الخطاب نے کہا طوبی لك یا أبا الحسن اصبحت مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنة۔

خرکوشی نے شرف المصطفیٰ میں براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ اس کے بعد عمرؓ نے کہا مبارک ہو مبارک ہو اے علی بن ابی طالب کہ آپ میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔

معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ جب آنحضرتؐ نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو ایک مرد عدوی نے کہا خدا کی قسم خدا نے اس کا حکم نہیں دیا یہ دروغگوئی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ (سورہ الحاقہ ۴۴/۶۹) اور ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ کو ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو ایک شخص نے کہا اس کی آنکھوں کو دیکھو اس طرح گردش کر رہی ہیں گویا (معاذ اللہ) مجنوں کی آنکھیں گھومتی ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

وَيَقُولُونَ اِنَّهٗ لَمَجۡنُوۡنٌ ۔ (سورہ القلم ۶۸/۵۱)

عمر بن یزید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا اِنَّمَآ اَعِظُكُمۡ بِوَاحِدَةٍ (سورہ سبا ۳۴/۴۶) فرمایا یہ ولایت کے متعلق ہے راوی کہتا ہے میں نے پوچھا یہ کیسے فرمایا جب رسول اللہ نے فرمایا من کنت مولاہ فعلي مولاہ تو لوگوں کو شک لاحق ہوا اور کہنے لگے محمد ہم کو ہر وقت ایک امر جدید کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اب انہوں نے ہماری گردنیں اپنے اہل بیت کے ہاتھوں میں دینی شروع کر دیں۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّمَآ اَعِظُكُمۡ بِوَاحِدَةٍ (سورہ سبا ۳۴/۴۶) فرمایا میں نے تم تک وہی پہنچایا ہے جو خدا نے تم پر فرض کیا ہے۔

تنزیہ میں ہے کہ جب حضرت رسول خدا نے علیؑ کو امام بنایا تو قریش کے کچھ لوگ آپ کے پاس آکر کہنے لگے یا رسول اللہ جو لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں وہ اس پر راضی نہیں کہ آپ کے لیے رسالت ہو اور امامت آپ کے ابن عم کے لیے اگر آپ اپنے ارادے سے باز آئیں تو بہتر ہوگا حضرت نے فرمایا میں نے اپنی رائے سے کچھ نہیں کیا بلکہ خدا نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور مجھ پر اس کا اعلان فرض کیا ہے انہوں نے کہا اگر آپ کو امر الٰہی کے خلاف کرنے میں خوف ہے تو پھر ایسا کیجئے کہ قریش کے ایک شخص کو خلافت میں علیؑ کا شریک بنا دیجئے اس سے لوگوں کو تسکین ہو جائے گی۔ اور مخالفت کا دروازہ بند ہو جائے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (سورہ الزمر ۳۹/۶۵)

عبد العظیم الحسنی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بنی عدی کے ایک شخص نے کہا کہ میرے پاس قریش کے لوگ جمع ہوئے ہیں اور ہم سب رسول اللہؐ کے پاس آئے ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہم نے بتوں کی عبادت ترک کر دی اور آپ کا اتباع کیا پس آپ ہم کو ولایت علیؑ میں شریک کیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ (سورہ الزمر ۳۹/۶۵) اس شخص نے کہا یہ جواب سن کر میرے دل پر گرانی ہوئی اور میں وہاں سے اٹھ کر چلا ناگاہ مجھے ایک سوار ملا جو فرس اشقر پر سوار تھا اور زرد عمامہ باندھے تھا اس سے مشک کی سی خوشبو آ رہی تھی اس نے کہا اے شخص محمد نے ایک ایسی گرہ باندھی ہے جس کو نہیں کھولے گا مگر کافر یا منافق پس میں رسول اللہؐ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کر کے پوچھا آپ اس سوار کو جانتے ہیں فرمایا وہ جبریل تھے جنہوں نے عقد ولایت کے متعلق بیان کیا پس اگر تم نے اسے کھولا یا شک کیا تو روز قیامت میں تمہارا دشمن ہوں گا۔

امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ جب رسول نے نصب امام کیا تو ابن ہند کھڑا ہو گیا انگڑائی لیتا ہوا اور اس طرح کہتا ہوا۔ واللہ اس بارے میں ہم محمد کی تصدیق نہ کریں گے۔ اور ولایت علیؑ کا اقرار ہم سے ممکن نہیں پس یہ آیت نازل ہوئی۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى (سورہ القیٰمۃ ۷۵/۳۱) رسول اللہ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ جبریل نے کہا لا تحرك به لسانك لتعجل به ۔ پس حضرت خاموش ہو گئے۔

ابو الحسن ماضی نے بیان کیا کہ جب رسول اللہؐ نے ولایت علیؑ کی دعوت دی تو لوگوں نے تہمت لگائی اور آپ کے پاس سے اٹھ

گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا (سورہ الجن ۷۲/۲۱)

ابو عبیدہ و ثعلبی۔ نقاش و سفیان بن عینہ۔ رازی و قزوینی۔ نیشاپوری و طوسی نے اپنی اپنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہؐ نے غدیر خم میں تبلیغ امامت کی اور یہ خبر شہروں میں پہنچی تو حارث بن لغمان فہری اور ایک روایت میں ہے کہ جب ابو عبیدہ بن النضر بن الحارث بن کلدہ العبیدری آیا اور اس نے کہا کہ اے محمد آپ نے ہم کو توحید و رسالت کی گواہی کا حکم دیا ہم نے مان لیا پھر نماز روزہ حج و زکوٰۃ کا حکم دیا ہم نے قبول کیا آپ اس پر راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے ابن عم کو ہم پر مسلط کیا اور کہا من كنت مولاه فعلي مولاه پس یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے۔ فرمایا خدا کی طرف سے ہے یہ سن کر حارث یہ کہتا ہوا اپنی سواری کی طرف بڑھا اگر محمد سچ کہتے ہیں تو میرے اوپر آسمان سے پتھر گرا اور دناک عذاب میں مبتلا کر اس کے ساتھ ہی ایک پتھر اس کے سر پر گرا جو اس کی دُبر سے نکل گیا اور اس کو قتل کر دیا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (سورہ المعارج ۷۰/۱)

مروی ہے کہ جب حضرت غدیر خم سے واپس ہوئے تو قریش کے لوگ اس واقعہ پر افسوس کرنے لگے ان کی طرف سے ایک گروہ گزری ایک نے کہا کاش محمد ہمارے اوپر گروہ کو حکمران و امیر بنا دیتے۔ ابو ذر نے یہ سنا تو رسول اللہؐ سے بیان کیا آپ نے ان کو بلایا اور ان کا قول بیان کیا۔ انہوں نے انکار کیا اور قسم کھائی پس یہ آیت نازل ہوئی۔ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا (سورہ التوبہ ۹/۷۴)۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ روز قیامت ان لوگوں کی امام گروہ ہوگی پس دیکھو تم ان لوگوں میں سے نہ ہونا خدا فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۷۱)

من كنت مولاه میں لفظ مولا کے معنی اولی بالتدبیر و التصرف ہیں اور فرض اطاعت ہے پہلے حضرت نے فرمایا الست أولى بكم من انفسكم اس صورت میں اگر مولا کے کوئی دوسرے معنی لیے جائیں تو یہ حضرت کے کلام میں عیب ہوگا لیکن جب ایسا نہیں تو لامحالہ امام ہی معنی ہوں گے پھر حضرت کا اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فرمانا دلیل ہے اس کی کہ موالات دوستان خدا کو قرار دیا ہے اور ان کے دشمنوں کے لیے خذلان اور خدا سے یہ دعا کی کہ وہ ان کے دشمن کو دشمن رکھے یہ دلیل عصمت بھی ہے کیونکہ ولایت مطلقہ غیر معصوم کے لیے نہیں ہو سکتی۔

امالی ابو عبد اللہ نیشاپوری اور امالی ابو جعفر طوسی ایک حدیث امام رضا علیہ السلام سے بیان کی گئی ہے کہ آپ نے اپنے آباء طاہرین سے نقل کیا ہے کہ یوم غدیر کی خوشی بہ نسبت اہل زمین کے اہل آسمان میں زیادہ ہوتی ہے، جنت میں ایک قصر ہے جس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے ایک سونے کی اور اس میں ایک لاکھ سُرخ قبے ہیں اور ایک لاکھ خیمے یاقوت کے زمین مشک کی ہے اور اس میں چار نہریں ہیں پانی۔ دودھ۔ شہد اور شراب طہور کی اور ان کے گرد میووں سے لدے درخت ہوں گے اور ان درختوں پر خوش نما چڑیاں ہوں گی جن کے بدن موتیوں کے ہوں گے اور بازو یاقوت کے قسم قسم کی آوازوں سے

نغمہ زن ہوں گے روز غدیر اہل سموات اس قصر میں جمع ہوں گے اور اللہ کی تسبیح و تقدیس کریں گے۔ یہ طیور اڑ کر پانی پر آ ئیں گے پھر مشک و عنبر لوٹیں گے۔ جب ملائکہ جمع ہوں گے تو یہ اڑ کر مشک و عنبران پر چھڑکیں گے اور ملائکہ اس دن جناب فاطمہؑ کے نچھاور کو یہ ہدیہ ایک دوسرے کو دیں گے آخر روز اپنے اپنے مقام پر واپس ہوں گے۔

مصباح المتہجد کے خطبہ غدیریہ میں ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ یہ یوم عظیم الشان ہے اس میں کشادگی ہے۔ رفع آلام ہے صحت حجج ہے یوم الیضاح و انصاح ہے یوم کمال دین یوم عہد المتعہود، یوم شاہد و مشہود یوم اظہار عقود ہے نفاق و حجود سے حقائق ایمان کے بیان کا دن ہے۔ شیطان کی ناکامی کا دن ہے یوم برہان ہے یہ وہ یوم الفصل ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ یوم ارشاد ہے یہ یوم دلیل ہے یہ یوم ابداء و اخفاء الصدور اور مضمرات الامور ہے یہ یوم نصوص ہے اہل خصوص پر۔ یہ یوم شیث ادریس و یوشع و شمعون ہے۔

(۵)

خاصف النعل

صحیح ترمذی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے گروہ قریش تم اپنی حرکتوں سے باز آؤ۔ ورنہ میں تم پر ایسے شخص کو مسلط کر دوں گا جو تمہاری گردنیں اڑا دے گا اور اللہ نے اس کے قلب کا ایمان کے بارے میں امتحان لے لیا ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہے فرمایا خاصف النعل۔ آنحضرتؐ نے اپنا جوتا ٹانکنے کے لیے علیؑ کو دیا تھا۔

خطیب نے تاریخ میں سمعانی نے فضائل میں لکھا ہے کہ اے گروہ قریش تم باز نہ آؤ گے یہاں تک کہ اللہ مسلط کرے تم پر ایسے شخص کو جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں خدا نے امتحان لے لیا ہے۔

ابن بطہ نے اس حدیث خاصف النعل کو سات طریقے سے بیان کیا ہے منجملہ ان کے ایک روایت ابوسعید خدری کی ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا تم میں وہ شخص ہے جو تاویل قرآن پر اسی طرح مقاتلہ کرے گا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر کیا ہے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ کیا وہ میں ہوں فرمایا نہیں وہ خاصف النعل ہے ہم دوڑے کہ دیکھیں وہ کون ہے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ علیؑ رسول اللہؐ کا جوتا ٹانک رہے ہیں۔

خطیب نے اپنی اسناد سے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اسے درست کرو۔ اس کے بعد فرمایا تم لوگوں میں وہ شخص بھی ہے جو تاویل قرآن پر اسی طرح قتال کرے گا۔ جس طرح میں نے تنزیل پر کی ہے میں یہ سن کر نکلا کہ دیکھوں وہ کون ہے۔ میں نے دیکھا کہ علیؑ رسول کا جوتا ٹانک رہے ہیں۔

(۶)

الوصی والولی

یہ جائز نہ تھا کہ حضرت رسولؐ خدا اپنا وصی معین کیے بغیر دنیا سے رخصت ہوجاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (سورہ البقرہ ۱۸۰/ ۲) اور آنحضرتؐ نے فرمایا من مات بغیر وصیة مات میتة جاهلیة۔ (جو کوئی بغیر وصیت مرگیا وہ کفر کی موت مرا۔ تمام انبیاء نے مرتے وقت اپنا وصی بنایا پس اس کی اقتدا لازم ہے۔

سفیان ثوری نے منصور سے اس نے مجاہد سے اس نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے سنا کہ میرا وصی وخلیفہ اور میرے ورثا میں سب سے بہتر اور میرے وعدوں کا پورا کرنے والا اور میرے قرض کا ادا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

طبری نے جناب سلمان سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے کہا ہر نبی کا ایک وصی ہوتا آیا ہے۔ پس آپ کا وصی کون ہے فرمایا میرا وصی وخلیفہ میرے اہل بیت میں اور میرے بعد میرے ورثا میں سب سے بہتر میرے قرض کا ادا کرنے والا اور وعدوں کو پورا کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

مطیر بن خالد نے انس اور قیس بن ماناسے اور عبادہ بن عبداللہ سے اس نے جناب سلمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے سلمان تم نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ میری اُمت میں میرا وصی کون ہوگا تو کیا تم نہیں جانتے کہ موسیٰ نے کس کے لیے وصیت کی تھی میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے فرمایا انہوں نے وصیت کی تھی یوشع کے لیے کیونکہ وہ ان کی اُمت میں سب سے زیادہ عالم تھے اور میرا وصی اور میرے بعد میری اُمت میں سب سے زیادہ عالم علی بن ابی طالب ہے احمد بن حنبل نے بھی فضائل الصحابہ میں یہی نقل کیا ہے۔

ابو رافع سے مروی ہے کہ جس روز رسولؐ اللہ نے وفات پائی تو حضرت پر غشی طاری تھی میں نے حضرت کے قدم بوسہ دینے کے لیے پکڑ لیے اور رونے لگا حضرت نے آنکھ کھولی میں نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کے بعد میرا اور میرے بچوں کا کون ہوگا۔ حضرت نے فرمایا میرے بعد میرا وصی صالح المومنین ہے۔

زید بن ثابت نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ابوذر حضرت علیؑ سے ملے تو کہا میں آپ کی ولایت اور وصایت کی گواہی دیتا ہوں ایسی ہی روایت ابن مردویہ نے سلمان و مقداد و عمار سے کی ہے۔

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جبریل نے علیؑ کی طرف دیکھ کر رسولؐ اللہ سے کہا یہ آپ کے وصی ہیں۔ اعمش نے

عبا یہ سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جبریل نے رسولؐ خدا سے فرمایا علیؑ تمام اوصیا سے بہتر ہیں۔

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی پیدا کیے ہیں میں خدا کے نزدیک سب سے اکرم ہوں ولا فخر اور اللہ نے اتنے ہی وصی پیدا کیے اور علیؑ ان میں سب میں افضل ہیں۔

مسعودی نے عمر بن زیاد باہلی سے روایت کی ہے اس نے شریک بن فضیل بن سلمہ سے اس نے ام ہانی بنت ابوطالب سے کہ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ میرا بھائی دعلی مجھے اذیت دیتا ہے فرمایا علیؑ مومن کو ہرگز اذیت نہیں دے گا اے ام ہانی خدا نے اس کی طبیعت میری بنائی ہے وہ روئے زمین پر بھی امیر ہے اور آسمان پر بھی امیر ہے خدا نے ہر نبی کا وصی بنایا ہے شیث وصی آدم تھے، یوشع وصی موسیٰ، آصف وصی سلیمان، شمعون وصی عیسیٰ اور علی میرا وصی ہے اور وہ خیر الاوصیا ہے دنیا و آخرت میں، میں صاحب شفاعت ہوں اور روز قیامت علی میرا داعی وہ موذی ہوگا حلیۃ میں ابو نعیم نے اور طبری نے ولایہ میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے انس اس دروازے سے داخل ہونے والا امیر المومنین، سید المرسلین قائد الغر المحجلین، خاتم الوصیین ہے۔

انس کہتے ہیں میں نے دعا کی اس وقت انصار میں سے کسی کو بھیج دے۔ ناگاہ علیؑ آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے انس یہ کون ہیں میں نے کہا علیؑ ہیں۔ حضرت خوش ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے معانقہ کیا اور اپنے دامن سے ان کے چہرے کا پسینہ پونچھا۔ علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ آج آپ نے میرے ساتھ وہ کیا جو اس سے پہلے نہ کیا تھا۔ فرمایا کون سی چیز مجھے ایسا کرنے سے روکتی ہے درانحالیکہ تم میری طرف سے تبلیغ کرو گے میری آواز ان کو سناؤ گے اور میرے بعد جو لوگوں میں اختلاف ہوگا اس کو ظاہر کرو گے۔

صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نبی کے ایسے بھائی ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے بلایا تو لبیک کہی اور سب سے پہلے تصدیق نبوت کی اور ان کی ہر موقع پر مدد کی اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ دین کے ستون کو مضبوط کیا اور مشرکوں کو شکست دی اور رسوا کیا اور شب ہجرت فرش رسول پر سوئے اور ہمیشہ ان کی حمایت کی اور جس نے آنحضرتؐ سے عداوت کی اسے ذلیل کیا آنحضرتؐ کو غسل دیا ان کے قرض کو ادا کیا اور جو جو وصیتیں تھیں ان کو پورا کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے عباس اے عم رسول میری وصیت کو قبول کرو میرے وعدہ کو پورا کرو میرے قرض کو ادا کرو۔ عباس نے کہا یا رسولؐ اللہ تمہارا چچا بوڑھا ہے اور صاحب عیال کثیر ہے آپ صاحب سخاوکرم ہیں اور آپ کے جو وعدے ہیں ان کو میں پورا نہیں کر سکوں گا اسی اثنا میں حضرت علیؑ آ گئے۔ آپ نے ان سے بھی یہی فرمایا۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے میں اسے ضرور پورا کروں گا پس حضرت نے قریب بلا کر سینہ سے لگایا اور اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر دی کہ اسے اپنے ہاتھ میں پہنو اور اپنی تلوار اور زرہ دی۔ مروی ہے کہ یہ تلوار اور زرہ جبریل آسمان سے لائے تھے جو حضرت علی علیہ السلام کو عطا فرمائیں اور اپنی سواری کا خچر اور اس کی زین عطا کی اور فرمایا انہیں اپنے گھر لے جاؤ۔

ابن عبدربہ نے عقد میں بلکہ تمام امت نے ابورافع سے روایت کی ہے کہ عباس نے علی علیہ السلام سے نزاع کیا

آنحضرتؐ کی چادر، تلوار، اور فرس کے متعلق اور یہ تصفیہ ابو بکرؓ کے سامنے پیش ہوا۔ انہوں نے عباس سے کہا تم کہاں تھے جب آنحضرتؐ نے تمام بنی عبدالمطلب کو جن میں تم بھی تھے جمع کر کے فرمایا تھا کون ہے کہ میرا بوجھ بانٹے اور میرے اہل میں میرا وصی اور خلیفہ ہو۔ میرے وعدوں کو پورا کرے میرے قرض کو ادا کرے۔ عباس نے کہا تمہیں کس نے اس جگہ بٹھایا۔ تم علیؑ کو مجھ پر فوقیت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا اے بنی عبدالمطلب تم دونوں آپس میں جھگڑ رہے جاؤ۔

ہارون رشید سے ایک متکلم نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ہشام ابن الحکم (صحابی امام جعفر صادقؑ) سے اس کا اقرار کراؤں کہ علی علیہ السلام ظالم تھے۔ اس نے کہا اگر تو نے ایسا کیا تو اتنا انعام تجھے دوں گا۔ الغرض ہشام کو بلایا گیا۔ متکلم نے کہا اے ابو محمد تمام لوگوں نے روایت کی ہے کہ علیؑ نے ابو بکرؓ کے سامنے عباس سے نزاع کیا، چادر، تلوار اور گھوڑے کے متعلق انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ متکلم نے کہا کہ بتاؤ ان میں سے ظالم کون تھا۔ ہشام یہ سوال سن کر پریشان ہوئے۔ اگر کہتے ہیں عباس ظالم تھے تو ہارون گردن مار دے گا۔ آخر ایک بات ذہن میں آگئی۔ کہنے لگے دونوں میں کوئی بھی ظالم نہ تھا۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے ہشام نے کہا ایسے ہی جیسے دو فرشتے جھگڑا کرتے داؤدؑ کے پاس آئے تھے۔ ان دونوں میں کوئی بھی ظالم نہ تھا۔ ان کا ارادہ صرف حکم پر آگاہی دینا تھا۔ اسی طرح ان دونوں کا معاملہ بھی حضرت ابو بکرؓ کی قوت فیصلہ کا ظاہر کرنا تھا۔

(۶)

امیر المومنینؑ وزیر و امین ہیں

ثقات کی ایک جماعت نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں آیہ یا ایھا الذین آمنوا نازل ہوا ہے علیؑ ان کے امیر و سردار ہیں اس لیے کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے احمد بن حنبل ابن لبطوطہ نے عکرمہ اور ابن عباس سے یہی روایت کی ہے۔

صحیفۃ الرضا میں ہے کہ جہاں قرآن میں یا ایھا الذین آمنوا ہے وہ ہمارے حق میں ہے۔ اور توریت میں یا ایھا الناس، ہم ہیں کیونکہ انہوں نے اسلام میں سبقت کی ہے۔ پس اللہ نے ان کا نام امیر المومنینؑ ۸۹ جگہ ذکر کیا ہے اور قیامت تک ان کو سید المخاطبین قرار دیا۔

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ کو سلام کرو امیر المومنینؑ کہہ کر۔

محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ (سورہ القیمۃ ۱۵/۷۵) اس

شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کو رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ علیؑ کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کیا کرو۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوگیا تو اس نے حکم رسول کی خلاف ورزی کی ہے۔

ہمارے علماء نے روایت کی ہے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ کے پاس آئے تو فرمایا جاؤ امیرالمومنین کو سلام کرو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی زندگی میں وہ امیرالمومنین ہیں۔ فرمایا ہاں میری زندگی میں اسی طرح جب عمرؓ آئے تو ان سے کہا سبیعی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا امیرالمومنین کون ہے۔ فرمایا علی پوچھا کیا اللہ اور اس کے رسول نے ایسا حکم دیا ہے۔ فرمایا ہاں۔

ابراہیم ثقفی نے عبداللہ بن جبلہ کنعانی سے اُس نے ذریح محاربی سے اُس نے ثمالی سے اس نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت ہوئی تو بریدہ شام میں تھے۔ جب آئے تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا تھا کہ تم بھول گئے کہ خدا اور اس کے رسول کی طرف سے علی کو امیرالمومنین کہہ کر سلام واجب کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا اے بریدہ تم غائب تھے اور ہم موجود تھے۔ اللہ ایک امر کے بعد دوسرا امر کیا ہی کرتا ہے۔ اللہ نے حکومت اور نبوت دونوں کو ایک جگہ گھر میں جمع نہیں کیا۔

ثقفی اور سری ابن عبداللہ نے اپنی اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ عمران بن الحصین اور ابو بریدہ نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا کہ تم اس روز موجود تھے جب امیرالمومنین کہہ کر سلام کیا گیا تھا وہ دن آپ کو یاد ہے یا بھول گئے انہوں نے کہا یاد ہے۔ بریدہ نے کہا کہ کسی مسلمان کو سزاوار ہے کہ وہ علیؑ پر حکومت کرے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نبوت اور امامت ایک گھر میں جمع نہیں ہوسکتیں بریدہ نے یہ آیت پڑھی اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا (سورہ النساء ۴/۵۴) اور کہا کہ آلِ ابراہیم میں خدا نے نبوت اور سلطنت دونوں جمع کر دی تھیں اس پر عمرؓ کو غصہ آیا اور غصہ مرتے دم تک ان سے دور نہ ہوا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا نے ام سلمہ سے فرمایا سنو اور گواہ رہنا کہ علی امیرالمومنین اور سیدالوصیین ہیں۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں آنحضرتؐ کے پاس وضو کے لیے پانی لایا۔ حضرت نے فرمایا اے انس اس دروازہ سے وہ شخص داخل ہونے والا ہے جو امیرالمومنین، سیدالمرسلین، قائدالغرالمحجلین اور خاتم الوصیین ہے۔ انس کہتے ہیں اس کے بعد علی داخل ہوئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علی خدمت رسول میں آئے اور کہا السلام عليك يا رسول حضرت نے فرمایا وعليك السلام يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته۔ حضرت علیؑ نے کہا آپ اپنی زندگی میں مجھے امیرالمومنین کہتے ہیں۔ فرمایا بحکم خدا یہ نام جبرئیل نے رکھا ہے۔ اور آئے تھا کہ میں زندہ ہوں اے علی میں اور جبرئیل کل بات کر رہے تھے تم ہماری طرف سے گزرے اور ہم پر سلام نہ کیا۔ جبرئیل نے کہا کیا وجہ ہے کہ امیرالمومنین نے ہم پر سلام نہ کیا اگر کرتے تو ہم خوش

ہوتے اور جواب سلام دیئے۔

ابن المخلد نے علی علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا آپ کا سر دحیہ کلبی کی گود میں ہے میں نے سلام کیا دحیہ کلبی نے جواب دیا۔ وعلیکم السلام یا امیرالمؤمنین ویا فارس المسلمین، ویا قائد الغر المحجلین، وقاتل الناکثین، والقاسطین، والمارقین، وقال امام المتقین!

پھر مجھ سے کہا اب اپنے نبی کا سر اپنی گود میں لیجئے آپ اس سے زیادہ حقدار ہیں۔ پس جب میں نے رسول کا سر اپنی آغوش میں لیا تو رسول اللہ نے آنکھیں کھول کر مجھ سے پوچھا اے علی تم کس سے بات چیت کر رہے تھے میں نے کہا دحیہ سے اور سارا حال بیان کیا۔ فرمایا اے علی وہ دحیہ نہ تھے بلکہ جبریل تھے وہ اس لیے آئے تھے کہ تمہیں بتا دیں کہ اللہ نے تمہارے نام یہ رکھے ہیں

مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے امیرالمومنین سے فرمایا تم پر تقدم نہ کرے گا مگر کافر اہل سموات تم کو امیرالمومنین پکارتے ہیں۔

امیرالمومنین کا لفظ سوائے حضرت علی علیہ السلام اور کسی امام کے لیے نہیں بولا جاتا ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ کو یا امیرالمومنین کہا۔ فرمایا ٹھہر جا اس نام سے کوئی راضی نہ ہو گا سوائے اُس کے جو جہل کی بلا میں مبتلا ہو۔

کافی کلینی میں جابر جعفی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ امیرالمومنین نام کب رکھا گیا تو آپ کی ولایت سے انکار نہ کرتے میں نے کہا کہ یہ ارشاد ہو کہ یہ نام کب سے ہے فرمایا جب بنی آدم کے اصلاب سے ان کی ذریات کو نکالا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا۔ خدا نے کہا کیا میں تمہارا رب نہیں، محمد میرے رسول نہیں اور علی امیرالمومنین نہیں۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں تین جگہ لکھا ہے کہ روز حدیبیہ حضور نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ نیکوں کا امیر ہے یہ کافروں کا قاتل ہے جس نے اس کی مدد کی وہ کامیاب ہے اور جس نے اس کو ذلیل کرنا چاہا وہ ناکام اور رسوا ہے۔

احمد نے سند الانصار میں بریدہ اور براء سے روایت کی ہے کہ حضرت نے یمن کی طرف دو لشکر بھیجے ایک حضرت علیؑ کی ماتحتی میں اور دوسرا خالد کی ماتحتی میں اور فرمایا جب دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو دونوں کے سردار علیؑ ہوں گے اور جب الگ الگ ہوں تو ہر ایک اپنی جگہ فوج کا سردار ہے۔ حضرت رسولؐ خدا نے امیرالمومنین علیہ السلام پر کبھی کسی کو سردار نہیں بنایا۔

ابوبکر شیرازی نے فیما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین۔ میں لکھا ہے کہ توریت میں ہے اے موسیٰ میں نے تم کو انتخاب کیا تمہارا وزیر تمہارے بھائی ہارون کو بنایا جو باپ اور ماں دونوں طرف سے تمہارا بھائی ہے اسی طرح محمد کے لیے ان کے بھائی ایلیا کو بنایا وہ ان کا بھائی وزیر وصی اور خلیفہ ہے خوش خبری ہو تم دونوں کے لیے دو بھائی ہونے کی اور خوش خبری ہو آخر زمانے کے دونوں بھائیوں کو ایلیا ابو السبطین حسینؑ و حسنؑ اور تیسرے محسن ہیں جس طرح ہارون کے بنین

فرزند تھے۔ شبر و شبیر و شبر۔

ابونعیم اصفہانی نے منقبۃ المطہرین اور وفیما نزل من القرآن فی امیر المؤمنین میں اور خصائص علویہ میں نطنزی سے جس کی روایت کی گئی ہے ابن عباس سے کہ ہم مکہ میں تھے کہ آنحضرت نے علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر نماز پڑھ کر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا خدا وندا موسیٰ بن عمران نے تجھ سے سوال کیا تھا میں محمد تیرا نبی سوال کرتا ہوں میرے سینے کو کشادہ کر دے میرے امر کو آسان کر دے۔ میری زبان کی بستگی کھول تاکہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے اہل سے میرا وزیر میرے بھائی علی کو بنا دے اور میری پشت کو اس کی وجہ سے مضبوط کر دے اور میرے امر میں شریک بنا دے ابن عباس کہتے ہیں میں نے ایک منادی کو کہتے سُنا کہ اے جو تم نے مانگا تھا مل گیا

ابن عباس سے مروی ہے میں نے اسما بنت عمیس کو کہتے سُنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا خدا وندا میں وہی کہتا ہوں جو موسیٰ بن عمران نے کہا تھا۔ اللہم اجعل لي وزيراً من اهلي يكون لي صهراً وختنا۔

حضرت علی علیہ السلام خدا و رسول کے نزدیک احب خلق تھے

اس کے ثبوت میں کہ حضرت علیؑ احب خلق تھے ایک تو حدیث طیر ہے۔ حضرت نے فرمایا تھا خدا وندا کسی ایسے کو بھیج جو تیرے نزدیک احب خلق ہو۔ دوسرے روز خیبر میں فرمایا لاعطین الرایۃ رجلاً غداً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔ تیسرے مرض الموت میں یہ فرمانا کہ میرے خلیل کو بلاؤ اور وہ حضرت علیؑ تھے نہ کہ وہ لوگ جو بلائے گئے اور واپس ہوئے جب حضرت علیؑ کا احب خلق ہونا ثابت ہو گیا تو پھر کسی کو ان پر تقدم کیسا خدا فرماتا ہے۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي (سورہ آل عمران ۳/۳۲)۔

ابانہ ابن بطہ اور فضائل احمد میں عکرمہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ قرآن میں اصحاب محمد پر جا بجا عتاب ہے سوائے علیؑ کے ہر جگہ ان کا ذکر خیر کے ساتھ ہے اصحاب پر عتاب کی چند آیتیں یہ ہیں وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ (سورہ آل عمران ۳/۱۲۲) لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ (سورہ التوبہ ۹/۲۵) إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ (سورہ آل عمران ۳/۱۵۳)

بخاری میں ہے کہ رسول اللہؐ علیؑ سے راضی مرے اور یہ بھی مذکور ہے کہ وہ سب لوگوں سے بہتر تھے۔ انہوں نے کبھی کسی

جنگ میں کوتاہی نہیں کی اور ان کے غیر کے لیے یہ بات ثابت نہیں۔

خدا فرماتا ہے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورہ آل عمران ۳/۶۸) حضرت رسول خدا نے فرمایا علیؑ دین ابراہیم پر ہیں اور ان کے طریقہ پر اور سب لوگوں سے بہتر ان کے شیعہ ہیں۔

عبداللہ بن جبیر نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میرے بعد علیؑ سب لوگوں سے بہتر ہیں۔

سعودی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ میری امت میں سب سے افضل ہیں۔

(۸)

علی علیہ السلام حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَهو الحق (سورہ الرعد ۱۳/۳۶) سے مراد علیؑ ہیں اور قرأت ابن مسعود میں یہ آیت یوں ہے۔ والذي انزل عليك الكتاب هو الحق ومن يؤمن (یعنی اس پر ایمان لانے والے علی ابن ابی طالب اور احزاب میں بعض نے انکار کیا بعض آیات کا اور تاویل کی ان آیات کی جو علیؑ اور آل محمد کے بارے میں ہے۔ یہ لوگ بعض پر ایمان لائے اور مشرکوں نے کل سے انکار کر دیا۔ آیہ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ (سورہ الرعد ۱۳/۱۹) کے متعلق ابن عباس نے کہا کہ وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آیہ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ (سورہ النساء ۴/۱۷۰) سے مراد علیؑ کی ولایت ہے اور اگر اس ولایت سے انکار کرو (تو اللہ کو اس کی پروا نہیں اس کے حکم کے ماننے والے آسمان و زمین ہیں) فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (سورۃ الکہف ۱۸/۲۹) میں مراد ہے۔ ایمان لانا ولایت علیؑ پر اور انکار کرنا اس سے۔

آیہ یستنبئونك أحق هو (یعنی اے محمد لوگ تم سے علیؑ کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ دو خدا کی قسم وہ میرا وصی ہے۔ آیہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (سورہ آل عمران ۳/۷۱) سے مراد علیؑ ہیں کہ جو کچھ تم جانتے ہو کیوں چھپاتے ہو۔

زید بن علی سے مروی ہے آیۃ فمن یھدی الی الحق احق ان یتبع (سورہ یونس ۳۵/۱۰) ابن عباس سے مروی ہے وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (سورہ العصر ۱۰۳/۱-۲) سے مراد ہے ابوجہل اور اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورہ العصر ۱۰۳/۳) سے مراد ہے ذکر علیؑ اور سلمان۔

ابی بن کعب نے کہا ہے کہ سورہ والعصر نازل ہوا امیرالمومنین اور ان کے دشمنوں کے بارے میں بیان اس کا یہ ہے کہ إلا الذین آمنوا سے مراد وہی ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا (سورہ المائدہ ۵/۵۵) میں ہے اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد وہی ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ (سورہ لقمان ۳۱/۴) وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (سورہ العصر ۱۰۳/۳) سے مراد وہی ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ (سورہ البقرہ ۲/۱۷۷) ابن عباس سے مروی ہے کہ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورہ العصر ۱۰۳/۳) سے مراد ہیں علی ابن ابی طالب۔ تفسیر امالی میں ہے کہ آیت طٰسٓمّٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ (سورہ الشعراء ۲۶/۱) میں جن آیات کا ذکر ہے ان میں سے یہ ہے کہ آخرالزماں میں منادی آسمان سے ندا کرے گا۔ آگاہ ہو حق علیؑ اور اس کے شیعوں کے ساتھ ہے۔

ابوذر سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا۔ علي مع الحق والحق معه وعلي لسانه والحق يدور حيث ما دار علي.

محمد بن ابی بکر نے ام المومنین عائشہ کو یوم جمل مخاطب کیا مگر انہوں نے کلام نہ کیا۔ میں ہوں محمد نے کہا میں خدائے واحد کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ کہتی تھیں علیؑ سے تمسک کرو میں نے رسول اللہ سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ الحق مع علي وعلي مع الحق لا يفترقان حتى يردا علي الحوض انہوں نے کہا بیشک میں نے یہ سنا ہے۔

عبداللہ اور محمد پسران بدیل عائشہ کے پاس آئے اور قسم دے کر پوچھا اس حدیث رسول کے متعلق تو انہوں نے اقرار کیا۔ سمعانی نے فضائل الصحابہ میں کہا ہے رسول اللہ نے فرمایا علي مع الحق والحق مع علي الخبر.

اعتقاد اہل السنہ میں سعد ابن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا علي مع الحق والحق مع علي والحق يدور حيث ما دار علي۔ عبداللہ بن عبداللہ حلیف بنی امیہ نے بیان کیا کہ معاویہ نے سعد سے کہا تو ہی وہ ہے جو ہمارے حق کو نہیں پہچانتا اور ہمارے غیر کے باطل کا اقرار کرتا ہے اس بارے میں دونوں کے درمیان دیر تک گفتگو ہوئی سعد نے یہ حدیث بیان کی الحق مع علي وعلي مع الحق۔ معاویہ نے کہا یہ حدیث تجھ سے کس نے بیان کی۔ اس نے کہا ام سلمہ نے الغرض دونوں ام سلمہ کے پاس آئے انہوں نے کہا یہ حدیث رسول نے میرے گھر میں بیان کی۔

خطیب نے اپنی تاریخ میں ثابت غلام ابوذر سے روایت ہے کہ میں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کو روتے پایا اور یہ کہتے ہوئے کہ میں نے سنا ہے علي مع الحق والحق مع علي ولن يفترقا حتى يردا علي الحوض

القیامۃ

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ میں نے امیر المومنین سے سنا ہلاکت ہو اس کے لیے جو میری معرفت سے جاہل ہو اور میرا حق نہ پہچانے۔ آگاہ ہو میرا حق اللہ کا حق ہے اور اللہ کا حق میرا حق ہے۔

معتزلہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے فضیلت علیؑ پر اور امامیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے عصمت اور وجوب اقتدا لازم ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے علیؑ کے ساتھ ہونے کو علی الاطلاق بیان فرمایا ہے۔ لہذا تبیع کا صدور کسی وقت ممکن نہیں۔

(۹)

امیر المومنینؑ کا خلیفہ و امام و وارث ہونا

تفسیر ابو عبیدہ اور علی بن الحرب الطائی میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ خلفاء چار ہیں اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (سورہ البقرہ ۲/۳۰) یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (سورہ ص ۳۸/۲۶) ہارون جیسا کہ موسیٰ نے کہا ہے۔ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ (سورہ الاعراف ۷/۱۴۲) علی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورہ النور ۲۴/۵۵) (یعنی علیؑ) لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ (سورہ النور ۲۴/۵۵) (یعنی آدم و داؤد و ہارون) وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ (سورہ النور ۲۴/۵۵) (یعنی اسلام) وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (سورہ النور ۲۴/۵۵) یعنی اہل مکہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ (سورہ النور ۲۴/۵۵) (یعنی ولایت سے انکار) فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورہ النور ۲۴/۵۵) یعنی خدا و رسول کے گناہگار۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جو مجھے رابع الخلفاء کہے اس پر اللہ کی لعنت۔ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ روز قیامت ایک منادی ندا دے گا کہاں ہے اللہ کے خلیفہ اس کی زمین پر داؤد کھڑے ہوں گے آواز آئے گی تم مراد نہیں ہو تب امیر المومنینؑ کھڑے ہوں گے۔ پھر ایک آواز آئے گی اے اہل محشر یہ علی ابن ابی طالب اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اس کی زمین پر اور اس کی حجت ہیں اس کے بندوں پر اور دنیا میں جو ان کی نور سے متعلق رہا آج اس کے نور سے لوگ نجات پائیں گے۔

کتاب ابوبکر ابن مردویہ اور محمد سمعانی میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ میں خدمت رسول میں حاضر ہوا تو آپ کو گہرے سانس لیتے ہوئے پایا میں نے کہا یا رسول اللہ کیا حال ہے فرمایا میری موت کا وقت قریب ہے میں نے کہا پھر کس کو اپنا جانشین بنائیے۔ فرمایا بھلا کس کو میں نے کہا ابوبکر کو خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت نے ایک سرد آہ بھری۔ میں نے عرض کی آج حضورؐ کا یہ کیا

حال ہے۔ فرمایا میری موت کا وقت قریب ہے میں نے کہا پھر کسی کو اپنا جانشین بنائیے۔ فرمایا کس کو میں نے کہا عمرؓ کو حضرت پھر خاموش ہوگئے۔ تیسری بار پھر آہ کی میں نے پھر عرض کیا حضورؐ کسی کو اپنا جانشین بنائیے فرمایا کس کو میں نے کہا علیؓ کو یہ سن کر حضرت نے فرمایا خدا کی قسم اگر لوگوں نے ان کی اطاعت کی تو سب کے سب جنت میں جائیں گے۔ ہارون نے حضرت علیؑ کو خلیفہ کہنے سے منع کیا ابو معاویہ ضریر نے کہا بنی تیم نے اپنے کو ہم سے خلیفہ کہلوایا بنی امیہ نے کہلوایا اے بنی ہاشم خلافت میں تمہارا حصہ کہاں ہے اور واللہ یہ حصہ نہیں ہے سوائے علیؑ کے ہارون یہ سن کر چپ ہوگیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۞ (سورہ یٰسین ۱۲/۳۶) نازل ہوئی تو دو شخصوں نے پوچھا کیا امام مبین سے توریت مراد ہے فرمایا نہیں، پوچھا کیا انجیل مراد ہے فرمایا نہیں پھر انہوں نے کہا قرآن مراد ہے فرمایا نہیں اسی اثنا میں امیرالمومنینؑ آگئے یہ ہے وہ امام جس میں خدا نے ہر شے کا احصار کر دیا ہے۔ یعنی بقول تعالیٰ وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (سورہ الفرقان ۷۴/۲۵) آپ امام المتقین ہیں نہ کہ آپ کا غیر اور جنت متقیوں ہی کے لیے ہے۔

معجم طبرانی میں اور اخبار اہل بیت میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ شب معراج میں تین چیزیں خدا نے علیؑ کے بارے میں فرمائیں۔ امام المتقین۔ سید المرسلین۔ قائد الغر المحجلین۔

ابو الصلت اہوازی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تم سید الوصیین امام المتقین اور قائد الغر المحجلین ہو یعسوب الدین ہو۔

یوسف قطان نے اپنی تفسیر میں سعید بن جبیر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ بلائے گا ائمہ ہدیٰ مصابیح الدجیٰ اعلام التقیٰ امیرالمومنینؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو پھر ان سے کہے گا صراط سے تم اور تمہارے شیعہ گزرو اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو پھر بدکاروں کو بلائے گا یزید بھی ان میں ہوگا خدا اس سے کہے گا اپنے ساتھیوں کو لے کر دوزخ میں لے جا۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا۔ تمام لوگ اپنے اپنے امام زمانہ اور اپنی آسمانی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلائے جائیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت ہر قوم ان لوگوں کے ساتھ بلائی جائے گی جن کو وہ دوست رکھتی ہوگی۔ ہم مضطر ہوں گے رسول کی طرف اور تم مضطر ہوگے ہماری طرف ہم تمہیں جنت میں لے جائیں گے۔

حافظ ابو یعلی نے شریک بن عبداللہ سے اس نے ابو بریدہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہر نبی کا وصی و وارث ہوتا ہے میرے وصی و وارث علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا یا رسول اللہ میں آپ سے میراث میں پاؤں گا فرمایا مجھ سے قبل جو انبیاء نے وراثت میں چھوڑا ہے اور وہ اللہ کی کتاب اور انبیاء کی سنت ہے۔ اے علیؑ تم علم اولین و آخرین کے وارث ہو۔

(۱۰)

حضرت علیؑ بعد نبی خیر الخلق ہیں

ابن مجاہد نے تاریخ میں طبری نے الولایہ میں۔ دیلمی نے فردوس میں احمد نے الفضائل میں اعمش نے ابو وائل عطیہ اور عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: علي خير البشر فمن ابى فقد كفر ومن: رضى فقد شكر۔

ابو الزبیر اور عطیہ عوفی نے جابر کو دیکھا کہ عصا لیے ہوئے مدینہ کے کوچوں میں گھوم رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے گروہ انصار اپنے بچوں کے دل میں محبت علیؑ ڈالو۔ جو انکار کرے اس کی ماں کی شان دیکھنی چاہیے۔

الدارمی نے باسناد خود اصبغ سے اور انہوں نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب انہوں نے خیر البشر والی حدیث بیان کی تو کسی نے کہا پھر ہم ان سے لڑیں کیوں۔ انہوں نے کہا ہم اپنی خوشی سے نہیں لڑے بلکہ طلحہ و زبیر نے آمادہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کہا امر قضا و قدر غالب ہے۔

جابر اور حذیفہ نے کہا علی خیر البشر ہیں اس میں شک نہیں کرے گا مگر کافر۔ یہ حدیث گیارہ طریق سے نقل ہوئی ہے تاریخ طبری میں ہے کہ مامون نے ظاہر کیا اپنا عقیدہ خلق قرآن اور تفضیل علی بن ابی طالب کے متعلق اور بیان کیا کہ وہ رسول خداؐ کے بعد افضل الناس ہیں یہ خیال اس نے ربیع الاول ۲۱۲ھ میں ظاہر کیا فرقہ معتزلہ کے بغدادیوں اور بصریوں نے یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ علیؑ بعد رسول افضل خلق ہیں۔

ابو بکر ہذلی نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم کیجیے کہ اللہ اس کے ذریعے سے مجھے نفع دے فرمایا احسان کر یہ نفع دے گا تجھ کو دنیا و آخرت میں ناگاہ علی علیہ السلام تشریف لے آئے عرض کی یا رسول اللہؐ فاطمہؑ آپ کو بلاتی ہیں فرمایا اچھا اس شخص نے پوچھا یہ کون ہیں فرمایا یہ وہ ہیں جن کے بارے میں خدا کہتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (سورہ البینۃ ۹۸/۷)

ابو بردہ۔ ابن عباس اور ابن شرحبیل اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (سورہ البینۃ ۹۸/۷) تم اور تمہارے شیعہ ہیں میری اور تمہاری وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جب لوگ محشور ہوں گے تو تم اور تمہارے شیعہ اس طرح آئیں گے کہ ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔

ابو نعیم اصفہانی نے "ما نزل من القرآن فى علي" (سورہ البینۃ ۹۸/۷) میں باسناد خود نقل کیا ہے کہ حضرت

علی علیہ السلام نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں ہمارا قیاس لوگوں پر نہیں کیا جاتا ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ آج علیؑ نے ایسا کہا ہے انہوں نے کہا سچ تو کہا ہے کیا وصی نبی کی ذات ایسی نہیں کہ ان پر لوگوں کا قیاس نہیں کیا جاتا۔ سنو علیؑ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ (سورہ البیّنۃ ۷/۹۸)

جناب جابر سے مروی ہے کہ جب علیؑ آتے تو اصحاب رسول کہتے خیر البریّہ آئے۔

بلاذری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ عطیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ علیؑ کے بارے میں کچھ بتاؤ انہوں نے کہا وہ بعد رسول خیر الناس ہیں۔ ابن عبدوس ہمدانی اور خطیب خوارزمی نے جناب سلمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرے بعد بہترین خلق علی بن ابی طالب ہیں۔

تاریخ الخطیب میں اعمش سے اس نے عدی سے اس نے زر سے اس نے عبید اللہ سے اور اس نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے علیؑ کو خیر البشر نہ کہا اس نے کفر کیا اور علقمہ نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ مردوں میں سب سے بہتر علیؑ ہیں۔ جوانوں میں حسنؑ اور حسینؑ اور عورتوں میں فاطمہ بنت محمد۔

مسروق نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا کہ بدترین خلق وہ ہے جو بہترین خلق کو قتل کرے گا جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ اقرب ہے مصالحت امام حسنؑ کے بعد سعد بن ابی وقاص معاویہ کے پاس گیا معاویہ نے کہا مرحبا ہو اس کے لیے جو حق کو نہ پہچانتے ہوئے بھی اس کا اتباع کرتا ہے اور نہ باطل کو سمجھ کر اس سے پرہیز کرتا ہے۔ سعد نے کہا جو کچھ میں نے علیؑ کے بارے میں سنا ہے اس سے تجھے آگاہ کر دوں۔ آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمایا تو بہترین آدمیوں سے ہے از روئے باپ اور شوہر۔

سلمان سے مروی ہے کہ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر علیؑ ہیں۔

طالقانی نے ولید بن مسلم سے اس نے حنظل بن ابو سفیان سے اس نے شہر بن جوشب سے روایت کی ہے کہ جب عمر نے وظائف مرتب کئے تو اس میں حسنؑ و حسینؑ کا وظیفہ اپنے فرزند عبد اللہ سے زیادہ رکھا اس نے باپ سے شکایت کی کہ آپ نے ان کو مجھ پر فوقیت دی۔ انہوں نے کہا چپ رہ ان کا باپ تیرے باپ سے اور ان کی ماں تیری ماں سے بہتر ہے۔

(۱۱)

علیؑ علیہ السلام سبیل صراطِ مستقیم اور وسیلہ ہیں

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے آیۂ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ

(سورہ الرعد ۱۳/۳۲) کی تفسیر میں فرمایا کَفَرُوْا سے مراد ہیں بنی امیہ اور سبیل اللہ سے مراد ہے ولایت علی۔

ابو حمزہ اور زرارہ بن اعین نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آیہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (سورہ یوسف ۱۲/۱۰۸) یعنی علی علیہ السلام۔

ہارون بن جہم اور جابر سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے آیہ فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ (سورہ مومن ۷/۴۰) میں تابوا سے مراد ہے بنی امیہ رو گردانی اور وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ سے مراد ہیں وہ لوگ جو ولایت علی پر ایمان لائے اور سبیل سے مراد علیؑ۔

ابو برزہ اسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے آیہ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (سورہ الانعام ۶/۱۵۲) کے متعلق فرمایا میں نے اللہ سے سوال کیا کہ اپنی سبیل علیؑ کو قرار دے پس خدا نے ایسا ہی کیا۔

ابوالحسن الماضی نے آیہ منافقون کی اس آیت کے متعلق ۔ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورہ المجادلہ ۵۸/۱۶) کہا ہے کہ سبیل سے مراد وصی رسول علی علیہ السلام ہیں اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورہ المجادلہ ۵۸/۱۵) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا (سورہ المنافقون ۶۳/۳) یعنی رسالت پر ایمان لائے اور ولایت وصی سے انکار کر دیا اور جب ان سے کہا گیا کہ ولایت علی کو مان لو تاکہ رسول تمہارے لیے استغفار کریں تو سر جھکا لیتے ہیں اور یہ مغرور متکبر رو گردانی کرتے ہیں۔

ابوذر سے مروی ہے کہ آیہ وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ (سورہ مومن ۴۰/۷) کی تفسیر میں حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ مراد ہے سبیل علی اور آیہ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (سورہ الحجر ۱۵/۷۶) کے متعلق حدیث میں ہے کہ علیؑ کا راستہ ہے حدیث میں ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ایک ان میں سے ناجی ہوگا باقی سب ناری وہ ناجی فرقہ پیروان علیؑ کا ہے

تفسیر وکیع بن جراح میں سفیان ثوری سے سدی سے مجاہد عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (سورہ فاتحہ ۱/۵) سے مراد یہ ہے کہ لوگو خدا سے دعا کرو کہ مجھے محبت نبی اور ان کے اہل بیت کی ہدایت کر۔

تفسیر ثعلبی اور کتاب شاہین میں مسلم بن حیان اور بریدہ سے منقول ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (سورہ فاتحہ ۱/۵) سے مراد صراط محمد و آل محمد ہے۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ صراط مستقیم سے مراد اللہ کا وہ دین ہے جو کہ جبرئیل محمد پر لے کر آئے اور اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورہ فاتحہ ۱/۶) سے مراد یہ ہے کہ جن کو تو نے دین اسلام اور ولایت علی کی ہدایت کی مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہود و نصاریٰ اور وہ شک کرنے والے جنہوں نے امامت امیرالمومنین کو نہ پہچانا اور گمراہ ہو گئے۔ ابو جعفر رازی نے آیہ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ (سورہ زخرف ۴۳/۴) کے متعلق کہا ہے کہ ام الکتاب سورہ فاتحہ ہے اور

اس میں علی حکیم کا ذکر صراط مستقیم کے ساتھ موجود ہے۔

اعمش نے ابن عباس سے روایت کی ہے آیہ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ (سورہ طہٰ ۱۳۵/۲۰) صراط سوی سے مراد ہے محمد اور ان کے اہل بیت اور جو ہدایت پانے والے ہیں وہ اصحاب محمد ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖ أَهْدٰى (سورہ الملک ۶۷/۲۲) (اعدائے آل محمد) أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (سورہ الملک ۲۲/۶۷) یعنی سلمان و ابوذر و مقداد و عمار وغیرہ اصحاب امیر المومنین۔ آیہ أَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا (سورہ الانعام ۶/۱۵۳) یعنی قرآن و آل محمد۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ (سورہ البقرہ ۲/۲۱۳) سے مراد ولایت امیر المومنینؑ ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت کے سامنے علیؑ تھے اور ایک داہنی طرف تھا اور ایک بائیں طرف فرمایا داہنے اور بائیں دونوں طرف گمراہ کن ہیں اور طریق مستوی یہ جادہ ہے اور علیؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا هذا صراط مستقیم فاتبعوہ

حسن سے مروی ہے کہ ایک روز ابن مسعود وعظ کر رہے تھے کسی نے کہا صراط مستقیم کیا ہے انہوں نے کہا ایک طرف اس کی سمت ہے اور دوسری طرف محمد و آل محمد۔

(۱۲)

حضرت علیؑ حبل اللہ عروۃ الوثقیٰ صالح المومنین اذن داعیہ اور نبأ العظیم ہیں

امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوْا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (سورہ آل عمران ۱۱۲/۳) کی تفسیر میں فرمایا کہ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ سے مراد علیؑ ہیں۔

آیہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (سورہ آل عمران ۳/۱۰۲) کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ حبل اللہ ہم ہیں۔ محمد بن علی عنبری نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے آیہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ (سورہ آل عمران ۳/۱۰۳) کے متعلق رسولؐ اللہ سے سوال کیا آپ نے علی کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے اعرابی یہ ہے حبل اللہ اس سے تمسک کر اس نے حضرت علی کے گرد

طواف کر کے کہا خداوندا گواہ رہنا میں نے تیری حبل سے تمسک کر لیا۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ ایک ایسے شخص کو دیکھ کر خوش ہو جو اہل جنت سے ہے تو اس کو چاہیے اس کے (علی) چہرہ پر نظر کرے۔

سفیان بن عینیہ نے زہری سے اس نے انس سے اس آیت کے متعلق وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ (سورہ لقمان ۳۱/۲۲) بیان کیا ہے کہ یہ علیؑ کے بارے میں ہے وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو ذات باری کی طرف خلوص سے متوجہ ہوئے وہ محسن ہیں اللہ کے فرماں بردار ہیں خدا کی مضبوط رسی یعنی لا إله إلا الله کو پکڑے ہوئے ہیں اور اللہ کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان نسوی میں ہے کہ سورہ تحریم کی اس آیت میں إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ التحریم ۶۶/۴) سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

بخاری ابو یعلی موصلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا ازواج میں شورہ لینے والی دو بی بیاں کون تھیں انہوں نے کہا حفصہ اور عائشہ ثعلبی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔

ابو نعیم اصفہانی نے اسماء بنت عمیس سے اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا علی میرے بعد باب الہدیٰ ہے اور میرے رب کی طرف بلانے والا ہے اور وہ صالح المومنین ہے اور اس سے اچھا قول کس کا ہوگا جو اللہ کی طرف بلانے والا ہو۔

امیر المومنین علیہ السلام نے بر سر منبر فرمایا کہ خیر البشر محمد مصطفیٰ کا بھائی ہوں نسل بنی ہاشم سے ہوں بناء عظیم ہوں اور صالح المومنین ہوں۔

ابو نعیم نے حلیۃ اولیا میں روایت کی ہے عمر بن ابی طالب سے انہوں نے اپنے باپ سے۔ واحدی نے اسباب نزول القرآن میں بریدہ سے اور ابو القاسم بن حبیب نے اپنی تفسیر میں زر بن حبیش سے اس نے علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول نے مجھے سینے سے لگا کر فرمایا خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اپنے قریب رکھوں اور جو میں کہوں وہ تم سنو اور یاد رکھو۔

نطنزی نے خصائص میں لکھا ہے کہ آیہ وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ (سورہ الحاقہ ۶۹/۱۲) حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔

اور محاضرات راغب اصفہانی میں ہے کہ أُذُنٌ وَاعِيَةٌ (سورہ الحاقہ ۶۹/۱۲) یہ علیؑ کا کان ہے۔

کلینی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ علیؑ نے جو کچھ سنا اسے

بھولے نہیں۔

تفسیر القشیری میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ علیؑ کو ایسا کان دے کہ جو سنیں اسے یاد رکھیں۔

تفسیر القطان میں وکیع سے سفیان و سدی و علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ صخرا بن حرب حضرت رسول خدا سے کہنے لگا کہ آپ کا یہ امر رسالت و ولایت ہماری طرف آئے گا یا کسی اور کی طرف فرمایا یہ اس کی طرف جائے گا جس کو مجھ سے وہی نسبت ہوگی جو ہارون کو موسیٰ سے تھی پس یہ آیت نازل ہوئی۔ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۝ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۝ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ (سورہ النبا ۷۸ تا ۴/۱) یعنی تمہارے بعد خلافت علی حق ہے۔ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ (سورہ النبا ۷۸/۵) یعنی ولایت و خلافت کو پہچان لیں گے اس کے متعلق ان سے قبر میں سوال کیا جائے گا پس کوئی میت نہ باقی رہے گی مشرق میں یا مغرب میں خشکی میں ہو یا تری میں مگر موت منکر و نکیر ولایت امیر المومنینؑ کے متعلق قبر میں ضرور سوال کریں گے سب سے پوچھیں گے من ربک وما دینك ومن نبيك ومن امامك ۔

علقمہ سے مروی ہے کہ یوم صفین لشکر شام سے نکلا۔ بدن پر ہتھیار سر پر قرآن اور سورۂ نبا پڑھتا ہوا امیر المومنینؑ نے اس سے پوچھا تو جانتا ہے کہ نبا عظیم کیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا وہ نبا عظیم میں ہوں جس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہو میری ولایت کو تم نے تسلیم نہیں کیا اور بعض نے قبول کر کے انکار کر دیا۔ تم اپنی بغاوت کی وجہ سے ہلاک ہوئے یوم غدیر جو تم کو بتایا گیا ہے روز قیامت اس کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا اس کے بعد آپ نے تلوار مار کر اس کے سر اور ہاتھوں کو قطع کر دیا۔

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا خدا کے نزدیک مجھ سے بڑی کوئی خبر نہیں اور مروی ہے کہ یوم احد جب لوگ رسول کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو علیؑ آنحضرتؐ کے سامنے سے دشمنوں کو ہٹاتے تھے جبرئیل داہنی طرف سے اور میکائیل بائیں جانب سے پس نازل ہوئی۔ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ۝ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ سورہ ص ۳۸/۶۷ و ۶۸)

(۱۲)

حضرت علی علیہ السلام نور ہدایت اور ہادی ہیں

واحدی نے الوسیط اور اسباب النزول میں عطا سے روایت کی ہے کہ آیۂ أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ (سورہ الزمر ۳۹/۲۲) کے متعلق بیان کیا فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ (سورہ الزمر ۳۹/۲۲) یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ علیؑ اور حمزہ کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (سورہ الحدید ۵۷/۹) سے مراد

مراد ہے کفر سے ایمان کی طرف لے جانا یعنی ولایت علیؑ کی طرف۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جن لوگوں نے ولایت علیؑ سے انکار کیا ان کا ولی طاغوت ہے یہ آیت ان کے اعدا کے متعلق ہے جنہوں نے اپنے تابعین کو نور سے (یعنی ولایت علیؑ) سے نکال کر کفر و نفاق کی تاریکی میں ڈال دیا ان ہی کی شان میں ہے

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (سورہ الصف ۸/۶۱) ابوالحسن ماضی نے کہا وہ ارادہ کرتے ہیں کہ ولایت علی کو ختم کر دیں لیکن اللہ نور امامت کا مکمل کرنے والا ہے۔

مالک ابن انس نے ابن شہاب سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیات میں اعمٰی سے مراد ابوجہل اور بصیر سے مراد حضرت علیؑ۔ ظلمات سے مراد ابوجہل اور نور سے مراد علیؑ۔ ظل سے مراد ظل امیر المومنین جنت میں اور حرور سے مراد جہنم وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ (سورہ فاطر ۲۲/۳۵) میں احیاء سے مراد علیؑ و حمزہ و جعفر ہیں اور حسنؑ و حسینؑ فاطمہ خدیجہ ہیں اور اموات سے مراد کفار مکہ ہیں۔

شیرویہ دیلمی اور ابوالفضل حسینی نے حماد بن ثابت سے اس نے علید بن عمیر لیثی سے اس نے عثمان بن عفان سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے کہا اللہ نے ملائکہ کو نور وجہ علی سے پیدا کیا۔

ابوبکر شیرازی نے اپنی کتاب میں ابو صالح نے اپنی تفسیر میں مقاتل ضحاک اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ذالك الكتاب سے مراد قرآن اور یہ وہ حصہ ہے جس کا وعدہ خدا نے موسیٰ اور عیسیٰ سے کیا تھا کہ آخر زمانہ میں وہ کتاب محمد پر نازل کی جائے گی۔

لَا رَيْبَ فِيهِ (سورہ البقرہ ۲/۲) سے یہ مراد ہے کہ اس کے کلام خدا ہونے میں شک نہیں هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (سورہ البقرہ ۲/۲) سے مراد یہ ہے کہ بیتیاں (دنذیر) ہے متقیوں کے لیے جن میں اول علی بن ابی طالب ہیں جنہوں نے آن واحد کے لیے بھی شرک نہیں کیا اور خالصاً اللہ کی عبادت کی وہ اور ان کے شیعہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

سورۂ بقر میں آلم اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے پھر چار آیتیں مومنین کی تعریف میں ہیں دو کافرین سے متعلق ہیں اور تیرہ منافقوں کے بارے میں۔

ابوالحسن ماضی نے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ (سورہ التوبہ ۹/۳۳) وارد ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو اپنے وصی کی ولایت کے لیے بھیجا اور ولایت سے مراد دین حق ہے اور لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (سورہ التوبہ ۹/۳۳) سے مراد ہے تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ وقت ظہور امام عصر علیہ السلام اور وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ (سورہ الصف ۸/۶۱) سے مراد ہے ولایت قائمؑ ۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ سے مراد یہ ہے کہ ولایت علی کو چاہے کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔

ابوالورد نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آیہ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ (سورہ محمد ۳۲/۴۷) میں ہدایت سے مراد ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

زمخشری نے کشاف میں اور الکافی شرح حجج اہل سنت میں لکھا ہے کہ حجاج نے حسن سے ابوتراب کے بارے میں پوچھا تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا اللہ نے ان کو ہدایت یافتہ بنایا تھا اس نے کہا اس کی دلیل انہوں نے کہا اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ (سورہ البقرہ ۲/۱۴۳) إلا على الذين هدى الله پس علیؑ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جن کی ہدایت اللہ نے اپنے رسول کے ساتھ کی۔

احمد بن محمد بن سعید نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ الرعد ۱۳/۷) یہ امیرالمومنینؑ کے بارے میں نازل ہوئی یہی قول ابن عباس، ضحاک اور زجاج کا ہے۔

حسکانی نے شواہد التنزیل میں مرزبانی نے ما نزل من القرآن فی امیرالمومنین میں لکھا ہے کہ ابوبرزہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا کہ رسول نے علی کو سینہ سے لگا کر کہا اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ (سورہ الرعد ۱۳/۷) پھر صدر علی پر ہاتھ رکھ کر کہا وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ الرعد ۱۳/۷) پھر فرمایا۔ انت منار الانام وراية الهدى وامين القرآن۔

شیرویہ نے فردوس میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا انا المنذر والهادي علي ( ) یعنی میں عذاب سے ڈرانے والا ہوں اور اے علی تم ہدایت کرنے والے ہو اے علیؑ ہدایت پانے والے تم سے ہدایت پائیں گے۔

ثعلبی نے الکشف میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسولؐ خدا نے اپنا ہاتھ علی کے سینہ پر رکھ کر کہا میں منذر ہوں اور یہ ہادی ہیں۔

ابوہریرہ نے بھی یہی حدیث بیان کی ہے۔ از روئے حساب اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ (سورہ الرعد ۱۳/۷) اور خاتم الانبیاء نجی محمد المصطفیٰ دونوں کے اعداد برابر ہیں یعنی ایک ہزار پانچ سو ۳۵، اسی طرح وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ الرعد ۱۳/۷) اور علی ولده بعده کے اعداد برابر ہیں یعنی دو سو بیالیس۔

ابومعاویہ ضریر نے اعمش سے اس نے مجاہد اور ابن عباس سے اس آیت کو وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (سورہ الاعراف ۷/۱۸۱) تفسیر میں کہا ہے امت سے مراد امت محمد یعنی یہدون بالحق یعنی آنحضرتؐ کے بعد حق کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (سورہ الاعراف ۷/۱۸۱) یعنی زمانہ خلافت میں عدل کریں گے اور امت کے معنی امر خیر میں مشہور کے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے ان ابراهيم كان امة يعني علماً في الخير

(۱۳) علی علیہ السلام شاہد و شہید ہیں

طبری۔ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا آیہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (سورہ ہود ۱۱/۱۷) میں شاہد منہ سے مراد میں ہوں نطنزی نے خصائص میں بھی یہی لکھا ہے۔ انس نے بھی یہی روایت کی ہے۔ اور کہا ہے علی واللہ رسول کی زبان تھے۔

ابن الکوا نے امیر المومنین سے پوچھا آپ کی شان میں کیا نازل ہوا ہے فرمایا شَاهِدٌ مِّنْهُ (سورہ ہود ۱۱/۱۷) بہت سے راویوں نے یہ روایت کی ہے ثعلبی حماد بن سلمہ اور خطیب وغیرہ نے شاہد کی تفسیر علیؑ بیان کی ہے۔

از روئے اعداد اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (سورہ ہود ۱۱/۱۷) اس کے ہم وزن ہے — رسول الله سيد الانبياء احمد الامين ان میں سے ہر ایک کے اعداد ۱۷ ہیں اور (سورہ ہود ۱۱/۱۷) کے ہم وزن علی بن ابی طالب شاهد برّ زكي ولي۔ ان میں سے ہر ایک کے اعداد ۸۶۲ ہیں۔

ابن مسعود نے اس آیت کی قرأت یوں کی ہے أفمن اوتي علم من ربه ويتلوه شاهد منه علی شاہد نبی ہیں امت پر آنحضرتؐ کے بعد اور یہ ضروری ہے کہ شاہد نبی اعدل خلق ہو پس ان پر دوسرے کو کیسے مقدم کیا جائے۔

آیہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا (سورہ النساء ۴/۴۱) یعنی انبیاء گواہ ہیں اپنی اپنی امت کے اور ہمارے نبی گواہ ہیں انبیاء پر اور علی گواہ نبی ہیں پھر وہ گواہ ہیں اپنے نفس کے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳)

سلیم بن قیس ہلالی نے حضرت امیر المومنین سے نقل کیا ہے کہ آیہ شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ میں خدا کی مراد ہم ہیں پس رسول ہم پر گواہ ہیں اور ہم خدا کی تمام مخلوق پر گواہ ہیں اور روئے زمین پر اس کی حجت ہیں ہم ہی وہ ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (سورہ البقرہ ۲/۱۴۳)۔

مالک بن انس نے سمی بن ابی صالح اس آیت کے متعلق وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورہ النساء ۴/۶۹) کے متعلق ہے۔ شہدا یعنی علیؑ و جعفر و حمزہ اور حسنؑ و حسینؑ اور سادات شہدا اور صالحین سے مراد ہیں سلمان و ابوذر و مقداد و عمار

بلال و جناب ادر احسن اولئك رفيقا (سورہ النساء ۶۹/۴) یعنی جنت میں رفیق ہوں گے کفی بالله علیما (سورہ النساء ۶۹/۴) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ منزل علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ایک ہے اور ان کی اور رسول کی منزل بھی ایک ہے۔

ابو عبیدہ سے غریب الحدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ نے امیرالمومنین سے فرمایا۔ جنت میں تمہارے لیے ایک گھر ہوگا اور تم ذوقرن ہوگے (پیشانی پر نشان تابندہ)۔

عبید ابن عقل اور ابوطفیل سے مروی ہے کہ امیرالمومنین نے فرمایا۔ ذوالقرنین ایک بادشاہ عادل تھے خدا ان کو دوست رکھتا تھا۔ خدا نے ان کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو نصیحت کریں اور خدا کے عذاب سے ان کو ڈرائیں انہوں نے ذوالقرنین کے ایک قرن پر ضرب لگائی تلوار سے وہ اپنی قوم سے ایک مدت تک غائب رہے پھر بحکم خدا اس قوم کو دعوت دی پھر انہوں نے سر پر تلوار ماری جس سے ذو نشان بن گئے جو قرن کہلائے اسی طرح حضرت علیؑ کے سر پر دو بار ضرب لگی ایک بار خندق میں دوسری بار ابن ملجم نے سرانور پر ضرب لگائی۔

مروی ہے کہ حضرت علی فرماتے تھے میں سکندر ذوالقرنین کی مثل ہوں۔ یہ دلیل ہے حضرت کی سیادت پر کیونکہ ذوالقرنین کی طرح آپ بھی صاحب حکومت اور اپنے اہل زمانہ سے افضل تھے ثعلب نے کہا بڑا وصف حضرت کا یہ ہے کہ آپ کے دونوں صاحبزادے جوانان جنت کے سردار ہیں گویا جنت کی دونوں کھونٹیں آپ دبائے ہوئے ہیں اسلام کی ابتدا اور انتہا بھی آپ ہی ہیں کیونکہ آپ پہلے امام ہیں اور آپ کے فرزند امام مہدیؑ آخری امام ہیں۔

ایک اعرابی نے آنحضرتؐ کے دروازہ پر ندا کی آپ (دھاری) دار ردا اوڑھے ہوئے نکلے اس نے کہا آپ نوجوانوں کی طرح نکلے۔ فرمایا ہاں اے اعرابی میں جوان اور جوان کا بیٹا اور جوان کا بھائی اس نے کہا یہ کیسے فرمایا تو نے یہ آیت نہیں سنی۔ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (سورہ الانبیاء ۶۰/۲۱) پس ابراہیمؑ کا فرزند ہوں۔ ابن جوان کا بھائی ہونا تو روز احد ایک منادی نے ندا دی لا سيف إلا ذو الفقار، ولا فتى إلا علي یہ علی میرے بھائی ہیں۔

۲ حضرت علیؑ صدیق فاروق صدق اور صادق ہیں

آیہ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ (سورہ الحدید ۱۹/۵۷)۔ ابن عباس نے کہا اس

امت کے صدیق علی بن ابی طالب ہیں وہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہے وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (سورہ الحدید ۵۷/۱۹) سے مراد علیؑ و حمزہ اور جعفر ہیں وہ صدیقین ہیں اور رسولوں کے گواہ ہیں ان کی امتوں پر لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ (سورہ الحدید ۵۷/۱۹) بنا بر تصدیق نبوت اور صراط پر ان کا نور ہوگا۔

آیہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ (محمدؐ) وَالصِّدِّيْقِيْنَ (علیؑ) وَالشُّهَدَآءِ (سورہ النساء ۴/۶۹) (علیؑ، حمزہ اور جعفر حسنؑ اور حسینؑ) انبیاء تمام صدیق ہوتے ہیں ہر صدیق نبی نہیں ہوتا اور امیر المومنین صدیق بھی تھے۔

شہید و صالح بھی ہر صدیق صالح ہوتا ہے لیکن ہر صالح کے لیے صدیق ہونا لازم نہیں۔ سابق آیات میں جو اوصاف بیان ہوئے ہیں نبوت کے سوا وہ سب علیؑ میں موجود تھے یعنی صدیق و شہید و صالح۔

ابوذر نے جب لوگوں کے سامنے امیر المومنین کے اوصاف بیان کیے تو انہوں نے جھٹلایا۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ابوذر سے زیادہ سچے آدمی پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا۔ اسی اثناء میں حضرت علیؑ بھی آگئے آپ نے فرمایا یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔

ابن لبطہ نے ابانہ میں۔ احمد نے خصائل میں۔ شیرویہ نے فردوس میں داؤد بن بلال سے نقل کیا ہے کہ صدیق تین ہیں۔ علی بن ابی طالب و حبیب نجار اور مومن آل فرعون حزقیل اور علی بن ابی طالب ان سب سے افضل ہیں اور امیر المومنین نے بار بار فرمایا۔ انا الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم ۔

ابن عباس نے حضرت رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا علیؑ اس امت کے صدیق اکبر ہیں فاروق ہیں محدث ہیں وہ اس امت کے ہارون ہیں یوشع ہیں آصف ہیں شمعون ہیں باب حطہ ہیں سفینۂ نجات ہیں۔ طالوت ہیں ذوالقرنین ہیں عبداللہ بن سلام نے اسلام لانے سے پہلے حضرت رسول خداؐ سے پوچھا علیؑ کا نام آپ کے نزدیک کیا فرمایا صدیق اکبر عبداللہ نے کہا اشہد ان لا إله إلا الله واشهد ان محمداً رسول اللہ ہم نے توریت میں پڑھا ہے محمد نبی الرحمہ و علی مقیم الحجہ ہیں۔

ابوذر نے فرمایا میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ انہوں نے علیؑ کے متعلق فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور یہ وہ ہے جو روز قیامت سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرے گا۔ یہ صدیق اکبر ہے یہ وہ فاروق ہے جو فرق کرتا ہے حق و باطل کے درمیان۔

ابولیلیٰ غفاری سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا میرے بعد فتنے برپا ہوں گے تم اس وقت علیؑ کے ساتھ رہنا کیونکہ وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے اور شیرویہ نے فردوس میں روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ فاروق بین الجنۃ والنار ہیں۔

علمائے اہل بیت نے آیہ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورہ الزمر ۳۹/۳۳) کی تفسیر میں فرمایا وہ علیؑ ہیں۔

بطریق عامہ سدّی ابن عباس اور مجاہد وغیرہ سے منقول ہے۔ جَآءَ بِالصِّدْقِ (سورہ الزمر ۳۹/۳۳)۔ رسول اللہ ہیں وَصَدَّقَ بِهٖٓ (سورہ الزمر ۳۹/۳۳) امیرالمومنین۔

آیہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ (سورہ الزمر ۳۹/۳۲) میں صدق سے مراد ولایت اہل بیت ہے۔ اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا صدق سے مراد محمدؐ اور علیؑ دونوں ہیں۔

کلبی اور ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورہ التوبہ ۹/۱۱۹) سے مراد ہے علیؑ کے ساتھ ہو جاؤ۔

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں جابر سے یہی روایت کی ہے۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب ابن سفیان میں ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے صحابہ سے فرمایا خدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور محمدؐ اور ان کے اہل بیت کے ساتھ ہو جاؤ۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہم صادقین عترت رسول ہیں میں دنیا و آخرت میں رسول کا بھائی ہوں۔

اور یہ بھی تفسیر ہے کہ صادقین سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا ذکر اللہ نے اس آیت میں کیا ہے رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۳) حضرت علیؑ نے فرمایا یہ آیت ہماری شان میں ہے۔

متکلمین نے کہا ہے کہ امامت علیؑ کی دلیل آیہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورہ التوبہ ۹/۱۱۹) ہے کیونکہ ان میں وہ صفات موجود ہیں جو صادقین میں ہونی چاہییں۔ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (سورہ البقرہ ۲/۱۷۷) پس علیؑ اولیٰ بالامامۃ ہیں اپنے غیر سے کیونکہ وہ کسی جنگ میں کبھی بھاگے نہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ آیہ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (سورہ مریم ۱۹/۹۶) کے متعلق کہا کہ کوئی مسلم ایسا نہیں جس کے دل میں علیؑ کی محبت نہ ہو ابو نعیم اصفہانی۔ ابو الفضل شیبانی اور ابن بطہ عکبری نے محمد حنفیہ اور امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ اس کے دل میں علیؑ اور ان کے اہل بیت کی محبت نہ ہو۔

براء ابن عازب سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے جناب امیر سے کہا کہ خداوندا میرے لیے اپنے نزدیک ایک عہد قرار دے اور قلوب مومنین میں میری محبت کو جگہ دے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ (سورہ مریم ۱۹/۹۶)

حضرت علیؑ ایمان و اسلام و دین و سنت و سلام و قول ہیں

آیہ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ (سورہ التوبہ ۹/۲۲) کے متعلق ابوحمزہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایمان ولایت علی بن ابی طالب ہے۔

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی اور اس کے اصحاب نے امیرالمومنینؑ سے تملق کی باتیں کیں۔ اے عبداللہ اللہ سے ڈر اور منافق مت بن۔ منافق خدا کی بدترین مخلوق ہے اس نے کہا اے ابوالحسن ٹھہریئے بیشک ہمارا ایمان تمہارا ہی جیسا ہے۔ یہ کہہ کر لوگ چلے گئے علیحدہ جا کر عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے دیکھا میں نے کیسا چکمہ دیا انہوں نے بڑی تعریف کی اس پر یہ آیہ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا (سورہ البقرہ ۲/۱۴) نازل ہوا۔

محمد حنفیہ سے مروی ہے کہ آیہ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (سورہ البقرہ ۲/۱۴) سے مراد یہ ہے کہ وہ علیؑ اور اصحاب علی کا استہزا کرتے تھے اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (سورہ البقرہ ۲/۱۵) مطلب یہ ہے کہ روز قیامت اللہ ان کو اس دل لگی کا بدلا دے گا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ روز قیامت جب خدا پل صراط سے گزرنے کا حکم دے گا تو مومنین اس پر سے گزرتے ہوئے جنّت میں چلے جائیں گے اور منافقین دوزخ میں گرتے جائیں گے۔ خدا مالک (داروغہ جہنّم) کو حکم دے گا کہ ان سے استہزا کریں مالک جہنّم کا ایک دروازہ جنّت کی طرف کھولے گا اور ندا دے گا اے گروہ منافقین ادھر آؤ اور جہنّم سے جنّت کی طرف چلو وہ خوش خوش حمد خدا کرتے جب اس دروازہ پر پہنچیں گے تو مالک اس کو بند کر دے گا اور دوسرا جنت کا دروازہ کھول کر کہے گا ادھر سے داخل ہو وہ خوش خوش ادھر کو دوڑیں گے۔ جب قریب پہنچیں گے تو مالک پھر بند کر دے گا۔ اور ابدالآباد تک یوں ہی مذاق اُڑاتا رہے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (سورہ آل عمران ۳/۱۹) سے مراد ہے علی بن ابی طالب کی ولایت کو تسلیم کرنا۔

امام محمد باقر اور امام محمد جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا آیہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ (سورہ الذّٰریٰت ۶ و ۵۱/۵) سے مراد علی بن ابیطالب ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ (سورہ التین ۹۵/۷) سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً (سورہ البقرہ ۲/۲۰۸) سے مراد یہ ہے کہ ولایت علی میں

داخل ہو جاؤ اور وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ (سورہ البقرہ ۲/۱۶۸) سے مراد یہ ہے کہ ان کے غیر کی پیروی نہ کرو۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیہ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ (سورہ الذٰریات ۵۱/۸) یعنی امر ولایت علی اور آیہ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ (سورہ القصص ۲۸/۵۱) سے مراد ہے امام الی امام۔

حضرت علیؑ حجّت خدا ہیں

ذکر خدا اور آیت خدا اور فضل و رحمت و نعمتِ خدا ہیں

تاریخ خطیب اور الاعن والمحن میں انس سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا اور کہا یہ اللہ کی حجت ہیں اس کی مخلوق پر۔

فردوس دیلمی میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میں اور علیؑ خدا کی حجت ہیں اس کے بندوں پر۔

ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آیہ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (سورہ طٰہٰ ۲۰/۱۲۴) کی تفسیر یہ ہے جس نے ولایت علی کو ترک کیا اللہ نے اسے اندھا بنا دیا اور ہدایت سے بہرا بنا دیا تھا۔

وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ (سورہ طٰہٰ ۲۰/۱۲۴) یعنی جس نے ولایت علی سے انکار کیا تو دنیا میں دل کا اندھا ہوا اور آخرت میں بصیرت سے اندھا۔ وہ حیرت سے کہے گا کہ خدایا تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا میں تو بینا تھا اس طرح کی اور بھی آیات ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی اللہ کا ذکر ہیں اور علی نبی کا ذکر ہیں۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا آیہ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ الانبیاء ۲۱/۷) میں اہل ذکر ہم ہیں۔ ابانہ ابوالعباس فلکی میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا رسول ذکر ہیں اور ہم ان کے اہل اور ہم ہی راسخون فی العلم ہیں ہم منادی الہدیٰ اعلام التقی ہیں ہمارے لیے مثالیں دی جاتی ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا کو تمام نبیوں اور وصیوں کا علم اور قیامت تک جو ہونے والا ہے اس کا علم دیا گیا تھا اور ان ہی سے حضرت علیؑ کو ملا تھا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (سورہ الزمر ۳۹/۵۷) اس شخص کا قول ہے جو ولایت علیؑ کے متعلق ایسا کہے گا خدا اس سے کہے گا میری آیات تیرے پاس آئیں تو نے انہیں جھٹلایا اور غرور کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا خدا کی کوئی آیت مجھ سے بزرگ نہیں۔

ابوالجارود نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آیہ وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ (سورہ ہود ۱۱/۳) سے مراد ہیں علی بن ابی طالب۔

فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے کہ آیہ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ (سورہ المائدہ ۵/۵۴) اور آیہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (سورہ النساء ۴/۳۲) حضرت رسول خدا اور حضرت علیؑ کی شان میں ہے۔

تاریخ بغداد میں ہے کہ سدی اور کلبی نے ابوصالح اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی فضل خدا اور علی رحمت خدا ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فضل خدا علیؑ اور رحمت خدا فاطمہؑ ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول کی رسالت کا اقرار فضل خدا ہے اور علیؑ کی ولایت کا اقرار رحمت خدا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیہ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ (سورہ الفتح ۴۸/۲۵) میں رحمت سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ (سورہ النحل ۱۶/۸۳) سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے ولایت علی کی معرفت حاصل کی لیکن آپ کی وفات کے بعد منکر ہو گئے۔

مجاہد نے آیہ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا (سورہ ابراہیم ۱۴/۲۸) میں مراد ہیں بنی امیہ جنہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ سے کفر کیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ علیؑ کی محبت میں محمد دیوانے ہو گئے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۝ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝ بِأَييِّكُمُ الْمَفْتُونُ ۝ (سورہ القلم ۱ تا ۵)

تفسیر وکیع میں ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ آیہ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (سورہ الضحیٰ ۹۳/۶) سے مراد یہ ہے کہ تمہیں ابو طالب کی پناہ میں دیا تاکہ وہ تمہاری حفاظت کریں وَوَجَدَكَ ضَالًّا (سورہ الضحیٰ ۹۳/۷) سے مراد یہ ہے کہ تمہیں ایک گمراہ قوم میں پایا۔ پس ان کو تمہارے ذریعے سے توحید کی طرف ہدایت کی اور وَوَجَدَكَ عَائِلًا (سورہ الضحیٰ ۹۳/۸) سے مراد یہ ہے کہ تم کو مال خدیجہ کی وجہ سے غنی بنا دیا وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورہ الضحیٰ ۹۳/۱۱) یعنی لوگوں سے وہ احسانات بیان کرو جو انہوں نے تم پر کئے ہیں اور فضائل علیؑ بیان کرو تاکہ لوگ ان کی ولایت کے معتقد ہوں اور یوم غدیر آیہ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (سورہ المائدہ ۵/۳) نازل ہوئی۔

حضرت علیؑ رضوان احسان جنت فطرت دابۃ الارض

قبلہ لقبیہ لسر ساعۃ ہیں

آیہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (سورہ محمد ۲۸/۴۷) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ (سورہ محمد ۲۸/۴۷) سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے علیؑ کو ناپسند کیا حالانکہ خدا نے حکم دیا تھا ان کی ولایت کا یوم بدر وحنین اور یوم بطن نخلہ یوم ترویہ۔ یوم عرفہ پندرہ آیتیں اس سلسلہ میں نازل ہوئیں۔

ابن زاذان اور ابوداؤد سبیعی نے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین نے فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا (سورہ النحل ۸۹/۲۷) میں حسنہ سے مراد ہماری محبت ہے اور وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا (سورہ الانعام ۱۶۰/۶) میں سیئہ سے مراد ہمارا بغض ہے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ نیکی بتاؤں جس کا کرنے والا داخل جنت ہوگا اور وہ بدی بتاؤں جس کا کرنے والا اوندھے منہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا اور اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا ضرور بتلائیے فرمایا وہ نیکی ہماری محبت ہے اور وہ بدی ہمارا بغض ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا حسنہ ولایت علیؑ اور ان کی محبت ہے اور سیئہ ان سے عداوت و بغض رکھنا ہے عداوت کی حالت میں کوئی عمل مقبول نہ ہوگا آیہ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا (سورہ الشوریٰ ۲۳/۴۲) سے مراد مودت علیؑ ہے۔ ثعلبی نے ابن عباس سے بھی یہی روایت کی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ آیہ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (سورہ الروم ۳۰/۳۰) سے مراد یہ ہے کہ اللہ ایک ہے محمد رسول اللہ ہیں اور علیؑ امیرالمومنین ہیں۔

ایک شخص نے رسول اللہؐ سے کہا کیا لا إله إلا الله کا کہنے والا مومن نہیں فرمایا ہمارے دشمن یہود و نصاریٰ سے ملحق ہوں گے تم جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک مجھ سے محبت نہ کرو اور جھوٹا ہے وہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اور علیؑ سے بغض رکھتا ہے۔

امالی طوسی وقمی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے روایت کی ہے اپنے آبائے طاہرین سے کہ جبریل نے رسول سے کہا۔ خدا فرماتا ہے ولایت علی بن ابی طالب میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ میں داخل ہوا اس نے امان پائی میرے عذاب سے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا اس پر جنت واجب ہوئی لیکن کچھ شرطوں کے ساتھ اور میں ان میں سے ایک شرط ہوں۔

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ دابۃ الارض سے مراد علیؑ ہیں جو لوگوں سے کلام کریں گے۔

ابوبرزہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ علیؑ کے بارے میں خدا نے مجھ سے عہد لیا اس کا کہ وہ رایت الہدیٰ ہیں۔ منار الایمان ہیں۔ امام الاولیا ہیں اور میرے اطاعت کرنے والوں کا نور ہیں۔

علی بن حاتم نے کتاب الاخبار میں ابوالفرج بن شاذان سے روایت کی کہ آیہ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ (سورہ الفرقان ۱۱/۲۵) سے مراد ہے کہ انہوں نے ولایت علی کو جھٹلایا۔

آیہ يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (سورہ البقرہ ۱۸۵/۲) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یسر سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور عسر سے مراد فلاں اور فلاں۔ علی مقدم ہیں حسب ونسب۔ علم وادب وایمان وحرب میں اور بلحاظ ماں اور باپ۔

حضرت علیؑ انسان رجل رجال عبد وعباد اور والد ہیں

تفسیر اہل بیت میں ہے کہ آیہ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (سورہ الدہر ۱/۷۶) میں انسان سے مراد علی علیہ السلام ہیں یعنی انسان پر کوئی وقت ایسا نہیں آیا مگر یہ کہ وہ شے مذکور تھا اور کیسے مذکور نہ ہوتا در آنحالیکہ اس کا نام ساق عرش پر لکھا تھا اور باب جنت پر بھی اور دلیل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ (سورہ الدہر ۲/۷۶) یہ تو ظاہر ہے کہ خلقت آدم نطفہ سے نہیں ہوئی۔ پس یہ اور کوئی انسان ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا آیہ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ (سورہ المدثر ۵۴/۷۴) میں مراد ائمہ کرام ہیں اور قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ (سورہ عبس ۱۷/۸۰) میں انسان سے مراد امیر المومنین ہیں۔

ابوالحسن ماضی نے فرمایا ولایت علی تذکرہ ہے تمام عالم کے متقیوں کے لیے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ جھٹلانے والے ہیں اور وجود علی کافروں کے لیے حسرت ہے اور ان کی ولایت حق الیقین ہے۔

حاکم حسکانی نے لکھا ہے کہ آیہ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ (سورہ الزمر ۲۹/۳۹) ذایک آدمی صرف ایک ہی کے لیے ہو) کے متعلق امیرالمومنین نے فرمایا وہ میں ہوں جو رسول ہی کے لیے ہوں۔ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت سے مراد ہم اہل بیت ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ (سورہ الاعراف ۴۶/۷) بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے امیرالمومنین سے فرمایا انت اخي وصاحبي اور امیرالمومنین نے فرمایا۔ انا عبد الله واخو رسول الله وانا الصديق الاكبر والفاروق الاعظم لا يقوله غيري إلا كذاب اور آپ نے از روئے فخر اپنے کو عبد اللہ کہا جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کفى لي فخراً ان اكون لك عبداً۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا (سورہ الاحقاف ۴۶/۱۵) کی تفسیر میں فرمایا والدین سے مراد رسول اور علی ہیں۔

سالم جعفی نے امام محمد باقرؑ سے اور ابان بن تغلب نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ والد ان ہوں اور علیؑ ہیں اور آیہ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (سورہ لقمان ۳۱/۱۴) کی تفسیر میں بھی یہی وارد ہوا ہے۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا میں اور علی اس امت کے باپ ہیں میں اور علی اس امت کے مولا ہیں۔

آیہ لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ (سورہ البلد ۹۰/۱تا۳) کے متعلق امیرالمومنین نے فرمایا ما ولد سے مراد آئمہ ہیں۔

ثعلبی نے ربیع المذکرین میں اور خرکوشی نے شرف النبی میں عمار و جابر و ابوایوب سے اور فردوس دیلمی میں اور امالی طوسی میں ابو صلت سے اور انہوں نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا علیؑ کا حق امت پر وہی ہے جو باپ کا حق بیٹے پر۔

کتاب خصائص میں انس سے مروی ہے کہ حق علی مسلمانوں پر وہی ہے جو باپ کا حق اولاد پر۔

مفردات ابو القاسم راغب میں ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا اے علی میں اور تم اس اُمت کے باپ ہیں اور ہمارا حق لوگوں پر ان کے ماں باپ سے زیادہ ہے اگر وہ ہماری اطاعت کریں گے تو ہم ان کو آتش جہنم سے بچا لیں گے اور ان کو غلامی سے نکال کر احرار اخیار کے حلقہ میں لے آئیں گے۔

وجہ تسمیہ علیؑ و مرتضیٰ و حیدر و ابوتراب وغیرہ

مصنف فرماتے ہیں کہ مصحف ابن مسعود میں میں نے ۸ جگہ اسم علی علیہ السلام دیکھا اور کتاب کافی میں دس جگہ مع تفصیل ابوبصیر سے مروی ہے کہ آیہ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (سورہ الاحزاب ۷۱/۳۳) سے مراد ہے ولایت علی اور ائمہ۔

ابوبصیر نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آیہ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (سورہ الملک ۲۹/۶۷) یعنی لوگوں سے کہا جائے گا۔ اے گروہ دروغگو جب تمہارے پاس میرے رب کی رسالت علی اور دیگر آئمہ کے بارے میں آئی تھی، تو تم نے کیوں نہ مانا۔ ابوبصیر سے یہ بھی مروی ہے کہ آیہ۔ سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِّلْكَافِرِينَ (سورہ المعارج ۱/۷۰) سے مراد یہ ہے کہ ولایت علی سے انکار کرنے والے کے عذاب کو کوئی نہیں ہٹا سکتا۔

عمار بن مروان سے مروی ہے کہ آیہ یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا علی عبدنا کے بعد تھا۔ فی علی نوراً مبیناً

جابر سے منقول ہے کہ آیہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی بن ابی طالب فأتوا بسورۃ من مثلہ۔ تھا۔

ابوحمزہ نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جبریل اوپر والی آیت کو یوں ہی لے کر نازل ہوئے تھے اکثر لوگوں نے ولایت علی کو ماننے سے انکار کر دیا جس کی بابت یہ آیت نازل ہوئی۔ ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ فی علی لکان خیراً لھم یہ آیت یوں ہی لے کر آئے تھے اور یہ آیت یوں تھی قل جاء الحق من ربکم فی ولایۃ علی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین لآل محمد ناراً میں آل محمد داخل تھا۔

یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ یا ایھا الناس قد جائکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فآمنوا خیر لکم وان تکفروا بولایۃ علی فان للہ ما فی السموات والارض۔

اور یہ آیت یوں تھی۔ انا نحن نزلنا علیک القرآن بولایۃ علی تنزیلا

اور یہ آیت یوں تھی وإذا قیل لھم ما ذا انزل ربکم فی علی قالوا اساطیر الاولین

اور یہ آیت یوں تھی۔ والذین کفروا بولایۃ علی بن ابی طالب اولیاؤھم الطاغوت

اور یہ آیت یوں تھی ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات فی علی بن ابی طالب،
یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك فی علی وان لم تفعل عذبتك عذابا الیما

تہذیب و مصباح اور دعائے غدیر میں ہے واشہد ان الامام الہادی الرشید أمیر المؤمنین الذی ذکرته فی کتابك فقلت: وانه فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم۔

ایک دن خلیفہ ثانی نے حضرت رسول خدا سے کہا آپ علیؑ سے کہا کرتے ہیں انت منی بمنزلة هارون من موسی لیکن ہارون کا ذکر تو قرآن میں ہے مگر علی کا نہیں فرمایا کیا تم نے نہیں سُنا۔ هذا صراط علی مستقیم۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک بصری سے جب یہ آیت سنی تو پوچھا صراط مستقیم کیا ہے کہا علی کا راستہ اور ان کا دین جو سیدھا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَہُمۡ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَہُمۡ ۝ (سورہ الغاشیہ ۲۶،۲۵/۸۸) کے متعلق فرمایا یہ رجوع ہماری طرف ہوگی اور حساب لینے والے ہم ہوں گے۔

ابوبصیر نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے لیے آخر زمانہ میں ایک سچی زبان کو مانگا تھا پس خدا نے فرمایا وجعلنا لهم لسان صدق علیا (سورہ مریم ۱۹/۵۰) یعنی علی بن ابی طالب۔

مروی ہے کہ اولاد آدم میں سے کسی کا نام علی نہیں رکھا گیا ہاں عرب یہ ضرور کہا کرتے تھے کہ یہ میرا بیٹا علو کا ارادہ کرتا ہے لیکن علی نام نہ ہوتا تھا۔

ابن حماد شاعر کہتا ہے ؎

سلام علی احمد المرسل سلام علی الفاضل المفضل
سلام علی من علا فی العلی نساه رب علی علی

سلام ہو احمد مرسل پر سلام ہو اور سلام ہو سب سے زیادہ فضیلت والے پر سلام ہو اس پر جو علو مرتبت میں سب سے بلند ہے اور جس کا نام ربِ علا نے علی رکھا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ علی نام اس لیے ہوا کہ لڑائی میں ان کا مرتبہ سب سے بلند رہتا تھا آیہ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ (سورہ آل عمران ۳/۱۳۹) اس کی موید ہے اور بعض کے نزدیک یہ وجہ ہے کہ علی اس شہسوار کو کہتے ہیں جو بڑا جری ہو۔

بعض نے یہ وجہ بتائی ہے کہ ان کی تزویج اعلیٰ سموات میں ہوئی اور چونکہ خلق خدا میں یہ مرتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا لہذا علی نام رکھا گیا۔

بعض نے یہ وجہ بتائی کہ شانۂ رسول پر چونکہ بلند ہوئے لہذا یہ نام ہوا اور یہ مرتبہ سوائے امیرالمومنین اور کسی کو حاصل ہی نہ ہوا ؎

انا مولی لعلي وعلي لي ولي — بابي امم علي بابي ذکر علي

بعض نے کہا ہے کہ چونکہ علم و سخاوت و زہد۔ حسب و نسب وغیرہ میں آپ کو سب پر فضیلت تھی لہذا علی نام ہوا۔

مروی ہے کہ حضرت علی کا نام مرتضیٰ اس لیے ہوا کہ جبرئیل امین نے نازل ہو کر حضرت رسولؐ خدا سے کہا اے محمدؐ! خدا نے علی کو (مرتضیٰ (انتخاب کیا) فاطمہؑ کے لیے اور فاطمہؑ کا انتخاب کیا علی کے لیے۔

ابن عباس نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ حضرت علی چونکہ ہر معاملہ میں مرضی الہیٰ کا لحاظ رکھتے تھے لہذا یہ نام ہوا۔

اور حیدر کے متعلق جابر جعفی نے کہا اس کے معنی ہیں ہر شئے کو گہری نظر سے دیکھنے والا اور یہ شیر ببر کے معنی بھی ہیں جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام خود فرماتے ہیں ؎

انا الذي سمتني امي حيدرة — ضرغام آجام وليث قسورة

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب سلمان طلحہ عبدری کے مقابلے سے گھبرانے لگے تو امیرالمومنینؑ اس کے مقابلے کو نکلے۔ اس نے کہا تم کون ہو آپ نے فرمایا انا القضم انا علي بن ابي طالب ۔ (گردن توڑنے والا۔)

کتاب ما نزل فی اعداء آل میں ہے کہ آیہ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ (سورہ الفرقان ۲۵/۲۷) کی تفسیر میں ہے کہ وہ مخصوص ظالم کہے گا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ۝ (سورہ النساء ۴/۴۰) یعنی ابوتراب کے شیعوں میں سے ہوتا۔

ابن بابویہ نے علل الشرائع میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب کافر اس ثواب و کرامت کو دیکھے گا جو خدا نے شیعیان علی کو عطا فرمائی ہوگی تو حسرت سے کہے گا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ۝ (سورہ النساء ۴/۴۰) یعنی میں بھی شیعیان ابوتراب میں ہوتا۔

بخاری، مسلم، طبری، ابن السبیع ابو نعیم ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ معاویہ نے سہل بن سعد سے کہا علی پر لعن کرو۔ انہوں نے انکار کیا اس نے کہا اچھا علی کی بجائے ابوتراب کہہ کر لعن کرو انہوں نے کہا یہ نام رسول اللہؐ نے رکھا ہے اور یہ نام آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھا اور یہ نام خود رسول اللہ نے رکھا ہے۔ جب آپ کو سجدہ الہیٰ میں پایا درانحالیکہ آپ کا چہرہ خاک آلود تھا۔

علل الشرائع میں قمی سے نقل کیا گیا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے امیرالمومنین کو اس حال میں پایا کہ جسم خاک آلودہ تھا تو فرمایا اے ابوتراب شقی ترین ہے وہ شخص جو تمہاری اس داڑھی کو تمہارے سر کے خون سے خضاب کرے گا پھر آپ کا

ہاتھ پکڑ کر فرمایا تم میرے بھائی میرے وزیر اور میرے خلیفہ ہو میرے اہل میں اور امام حسن سے منقول ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اللہ مباہات کرتا ہے تمہارے اس عمل سے ملائکہ پر اور زمین گواہی دے گی روز قیامت۔

آپ کا نام اصلع (جس کی چاند پر بال نہیں) بھی تھا۔ علل الشرائع میں ہے کہ خدا جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے مقدم سر سے بال ہٹا دیتا ہے۔

مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا انا سیف الله على اعدائه و رحمته على اوليائه جب تک حضرت رسول خدا زندہ رہے حضرت کو ابالحسن یا ابالحسین کہہ کر اور امام حسین یا ابالحسن کہہ کر پکارتے لیکن جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو دونوں صاحبزادوں نے یا ابا تا کہنا شروع کیا۔

نطنزی نے خصائص میں لکھا ہے کہ داؤد ابن سلیمان نے کہا میں نے ایک مرد شیخ کو بغلہ پر سوار دیکھا جسے لوگ گھیرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا هذا شاهانشاه العرب هذا علي بن أبي طالب۔

غزوات میں حضرت علیؑ کی جانبازیاں

حضرت علیؑ کے جہاد دو قسم کے ہیں ایک وہ جو آنحضرتؐ کی زندگی میں ہوئے دوسرے حضرت کی وفات کے بعد عہد رسالت میں کوئی جنگ نہیں ہوئی کہ حضرت علی اس میں شریک نہ ہوں۔

جنگِ بدر

صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں ہے کہ جنگ بدر میں تین مومنوں کا مقابلہ تین کافروں سے ہوا۔ حمزہ کا ولید سے عبیدہ کا عتبہ سے اور علی کا شیبہ سے اور ان تینوں نے اپنے مقابل آنے والوں کو قتل کیا۔

بخاری میں ہے کہ ابوذر نے فرمایا آیہ هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا (سورہ الحج ۲۲/۱۹) بخدا ان ہی تینوں کی شان میں ہے۔ قیس بن عبادہ۔ سفیان ثوری۔ اعمش۔ سعید بن جبیر اور ابن سے مروی ہے کہ آیہ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ عتبہ۔ شیبہ اور ولید کے بارے میں ہے اور آیہ اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ (سورہ الحج ۲۲/۱۴) علی اور حمزہ اور عبیدہ کے بارے میں ہے۔

تفسیر ابو یوسف لسوی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیہ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (سورہ الانفال ۸/۶۴) یہ نازل ہوئی علی و حمزہ اور عبیدہ کے بارے میں اور نطنزی نے خصائص میں روایت کی ہے

کہ یہ علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

مورخ محمد ابن اسحٰق اور صاحب اغانی نے لکھا ہے کہ روز بدر فوج کا علم حضرت علی کے ہاتھ میں تھا۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو کفار کی طرف سے عتبہ شیبہ اور ولید نکلے اور پکار کر کہا اے محمد قریش میں سے جو ہمارے کفو ہوں ہم سے لڑنے کے لیے بھیجئے۔ حضرت نے حمزہ۔ عبیدہ اور علی کو ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ عبیدہ نے حملہ عتبہ پر کیا اور اس کے سر پر ایک کاری ضرب لگائی، اس نے پلٹ کر عبیدہ کی ساق پر تلوار ماری نتیجے میں دونوں خاک پر تڑپنے لگے اور شیبہ نے حمزہ پر حملہ کیا اور دیر تک چوٹیں چلتی رہیں۔ ولید نے علیؑ پر حملہ کیا آپ نے اس کے شانے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اس کی بغل سے نکل گئی۔

ابانۃ الفلکی میں ہے کہ حمزہ نے شیبہ کو اور علی نے ولید اور عتبہ دونوں کو قتل کیا البتہ عبیدہ اس معرکہ میں کام آئے۔ مجمع البیان میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ۲۷ دشمنوں کو اور ارشاد میں ہے کہ ۳۵ کافروں کو داصل جہنم کیا۔ واقعہ غدیر کو بیان کرتے ہوئے امیرالمومنین نے فرمایا ہم نے روز بدر ستر مشرکین کو قتل کیا اور ستر کو قید۔

مورخ ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ جو مشرکین بدر میں قتل ہوئے ان میں سے اکثر کے قتل کرنے والے علی علیہ السلام ہیں مرزبانی نے کتاب اشعار الملوک والخلفا میں نقل کیا ہے۔ علی اشجع العرب تھے انہوں نے یوم بدر حملہ کر کے لشکر کفار کو پراگندہ کیا۔

جنگ اُحد

ابن عباس سے مروی ہے کہ آیہ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ (سورہ آل عمران ۱۵۴/۳) حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

کتاب شیرازی میں سفیان ثوری نے واصل سے اس نے امام حسن سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابلیس نے لشکر اسلام کے درمیان ندا کی کہ محمد قتل ہو گئے اور اپنے پیادہ اور سوار وہاں لے آیا واللہ امیرالمومنینؑ نے ان کو قتل کیا۔

تاریخ طبری اغانی اصفہانی میں ہے کہ روز احد لشکر کفار کے علمدار طلحہ بن عبداللہ عبدری تھا اس نے پکار کر کہا اے اصحاب محمد تمہارا عقیدہ تو یہ ہے کہ ہم میں سے جو تمہاری تلواروں سے مارا جائے گا وہ جہنم میں جائے گا اور تم میں سے جو ہماری تلواروں سے قتل ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔ پس آؤ مجھ سے جنگ کرو یہ سن کر حضرت علی اس کی طرف بڑھے اور پہلے ہی وار میں اس کا پیر کاٹ دیا ایسا گھبرایا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی اور ابن عباس وکلبی نے کہا کہ آپ نے اس کے سر پر وار کیا اس نے کہا اے ابن عم خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ مجھ پر رحم کرو۔ حضرت نے اسے چھوڑ دیا لیکن وہ زخموں کی تاب نہ لا کر مر گیا اس کے بعد حضرت

نے کفار پر حملہ کیا اور آٹھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ لشکر کفار کا علمدار صواب عبد حبشی تھا۔ حضرت نے اس کا داہنا ہاتھ قلم کیا اس نے علم کو بائیں ہاتھ میں لے لیا آپ نے وہ ہاتھ بھی قلم کر دیا اس نے دونوں کٹے ہاتھوں کے درمیان علم کو روک لیا آپ نے اس کے سر پر وار کیا جس سے اس کا علم گر گیا۔

زید ابن وہب نے ابن مسعود سے پوچھا اُحد میں دشمن کو شکست دینے والے کیا علی وابودجانہ تھے اور سہل ابن حنیف تھے انہوں نے کہا صرف علی۔ البتہ حملہ کرنے والے چودہ آدمی تھے۔ عاصم بن ثابت، ابودجانہ، مصعب ابن عمیر، عبداللہ ابن جحش شماس بن عثمان، مقداد وطلحہ وسعد اور باقی انصار تھے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں آنحضرتؐ کے سامنے کفار سے جنگ کر رہا تھا پلٹ کر دیکھا تو حضرت نظر نہ آئے۔ میں نے دل میں کہا حضرت بھاگ تو سکتے نہیں لہٰذا میں نے مقتولوں میں دیکھا وہاں بھی نظر نہ آئے پس میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا اور ارادہ کر لیا کہ اب میں برابر قتال کیے جاؤں گا یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں میں نے کفار پر پے در پے حملہ کیا اور ان کو پراگندہ کر چھوڑا ناگاہ رسول اللہؐ غشی کی حالت میں زمین پر پڑے تھے میں حضرت کے پاس آیا تو فرمایا اے علیؑ لوگوں کا کیا حال ہے میں نے کہا لوگ کافر ہو گئے اور دشمن سے ڈر کر بھاگ گئے اور آپ کو دشمن کے حوالے کر گئے۔

تاریخ طبری۔ آغانی اصفہانی۔ مغازی ابن اسحٰق اور اخبار ابو رافع میں ہے کہ دشمن کی جماعت پر نظر کر کے حضرت نے فرمایا اے علی ان پر حملہ کر دلپس حضرت نے حملہ کر کے ان سب کو پراگندہ کر دیا اور عمرو بن عبداللہ جمحی کو قتل کر دیا پھر حضرت نے دوسری جماعت پر نظر ڈالی اور حملہ کا حکم دیا حضرت علیؑ نے حملہ کر کے ان کو بھی مار بھگایا اور ان کے سردار شیبہ عامری کو قتل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ تیسرے گروہ پر حملہ کر کے ہاشم بن ابیہ مخزومی کو قتل کیا۔

جبریل نے کہا یا رسول اللہ یہ ہے ہمدردی۔ حضرت نے فرمایا کیوں نہ ہو علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں جبریل نے کہا اور میں تم دونوں سے ہوں پس لوگوں نے یہ آواز سنی لا سیف إلا ذو الفقار ولا فتی إلا علي احد میں ایک ثلث مسلمان زخمی ہوئے ایک ثلث مقتول اور ایک ثلث شکست کھا کر بھاگ گئے۔

تفسیر قیشری اور طبری میں ہے کہ انس بن نضر نے حضرت عمرؓ اور طلحہ کو کچھ لوگوں کے ساتھ ایک جگہ دیکھا ان سے کہا تم یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا محمد رسول اللہؐ تو قتل ہو گئے۔ میں نے کہا پھر ان کے بعد تم جی کر کیا کرو گے کھڑے ہو جاؤ اور اس دین پر مر جاؤ جس پر رسول اللہؐ مرے ہیں پھر وہ لشکر کفار کے سامنے آئے اور لڑ کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

مروی ہے کہ ابوسفیان نے جب حضرت رسول خداؐ کو زمین پر گرا ہوا پایا تو اس کو فال نیک سمجھا اور لوگوں کو آنحضرتؐ پر حملہ کرنے کے لیے ابھارا۔ حضرت علیؑ نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دی اور حضرت رسول خداؐ کو اٹھا کر کوہ احد کے پاس لائے اور حضور ندا دے رہے تھے اے مسلمانو رسول خداؐ کی طرف پلٹ آؤ۔ لوگ حضرت علیؑ کی شجاعت کی تعریفیں کرنے لگے جب لڑتے لڑتے

حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضرت رسولؐ خدا نے وہ تلوار دی جس کا نام ذوالفقار ہے اسی سے آپ نے اس قوم کو شکست دی۔

مروی ہے کہ جب کفار واپس ہوتے ہوئے مقام روحا میں پہنچے تو انہوں نے کہا تمہارا ستیاناس ہو تم نے محمد کو کیوں نہ قتل کیا پلٹ کر جاؤ اور قتل کرو۔ چنانچہ وہ لوگ پلٹے حضرت رسولؐ خدا نے یہ خبر سن کر حضرت علیؑ کو ان کے پیچھے بھیجا۔ جس منزل پر وہ پہنچے حضرت علیؑ وہیں ان کی سرکوبی کرتے خدا نے یہ آیت نازل کی اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ (سورہ آل عمران ۳/۱۷۲) ابورافع سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ کے زخموں پر آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ملا اور ان کے حق دعا کی اور پھر مشرکین کے مقابلے کو بھیجا۔

جنگ خیبر

ابوکریب اور محمد بن یحییٰ نے اپنی اپنی امالی میں محمد بن اسحاق اور عمادی نے اپنے مغازی میں نطنزی اور بلاذری نے اپنی اپنی تاریخوں میں ثعلبی اور واحدی نے اپنی اپنی تفسیر میں اور احمد حنبل اور ابو یعلی موصلی نے اپنی اپنی مسند میں احمد سمعانی اور ابوالسعادات نے فضائل میں ابونعیم نے حلیہ میں ابوبکر بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔ ترمذی نے جامع میں ابن ماجہ نے سنن میں۔ ابن بطہ نے ابانہ میں ۱۷ طریق سے عبداللہ ابن عباس سے عبداللہ بن عمر سہل بن سعد سلمہ بن اکوع بریدہ اسلمی عمران بن الحصین عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ۔ ابوسعید خدری۔ جابر ابن عبداللہ انصاری۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ روز خیبر جب مرحب لڑنے کے لیے نکلا تو آنحضرتؐ نے ابوبکر کو مہاجرین کے لشکر کا علم بردار بنا کر بھیجا علم کا پھریرا سفید تھا وہ پلٹ آئے اور ساتھ ایک وہ اپنے ساتھیوں کو بزدل بتاتے تھے اور ساتھی ان کو اس کے بعد حضرت عمر کو بھیجا یہی صورت ان کے لیے پیش آئی آخر حضرت نے فرمایا لاعطين الراية غداً رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله كراراً غير فرار يأخذها عنوة۔ اور ایک روایت میں ہے یأخذها بحقها اور ایک روایت میں ہے۔ حتى يفتح الله على يديه: ۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ اس روایت کے متعلق لوگ تمام رات بات چیت کرتے رہے کہ دیکھیے کس خوش نصیب کو ملے۔ صبح ہوتے ہی سب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو یہ امید تھی کہ مجھ ہی کو ملے گا۔

حضرت نے فرمایا أين علي بن أبي طالب (کہاں ہیں میرے بھائی علی) کسی نے کہا وہ تو درد چشم میں مبتلا ہیں۔ حضرت نے کسی کو بھیج کر انہیں بلوایا اور آنکھ میں لعاب دہن لگایا اور خدا سے دعا کی وہ تکلیف فوراً دور ہو گئی پس حضرت نے آپ کو علم عطا فرمایا۔

طبری اور ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ جب حضرت نے کل علم دینے کے لیے فرمایا تھا تو قریش آپس میں کہنے لگے علم بھے بچ کر کہاں جائے گا۔ کیونکہ علی کی آنکھیں پر آشوب ہیں انہیں تو اپنے پیر تلے کی زمین بھی دکھائی نہیں دیتی جب صبح ہوئی اور رسولؐ نے فرمایا علی کہاں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ ان کی تو آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ فرمایا ان کو بلاؤ۔ حضرت علیؑ اس طرح آئے کہ آپ کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور سلمہ بن اکوع ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

اور بروایت ابوسعید خدری حضرت نے ابوذر و سلمان کو بھیجا کہ لے آئیں چنانچہ وہ ہاتھ پکڑ کر لائے۔ حضرت نے ان کا سر اپنے زانو پر رکھا اور اپنا لعاب دہن آپ کی آنکھوں پر لگایا آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے گویا کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی یہ علم لو اور جا کر لڑو۔ جبریل تمہارے ساتھ ہیں اللہ کی نصرت تمہارے آگے ہے اور قوم یہود کے لوگوں پر تمہارا رعب بیٹھا ہوا ہے۔ سنو اے علی انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ جو شخص ان کی سرکوبی کرے گا اس کا نام ایسا ہوگا جب ان کا سامنا ہو تو کہنا میں علی ہوں انشاء اللہ وہ ضرور رسوا ہوں گے۔

فضائل سمعانی میں ہے کہ سلمہ نے بیان کیا امیرالمومنین رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے اور اپنا علم پتھر کی ایک چٹان میں گاڑ دیا جو قلعہ کے نیچے تھی۔ ایک یہودی مقابل آ کر کہنے لگا تم کون ہو فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے اپنی قوم سے کہا تم مغلوب ہو گئے جیسا کہ کتاب موسیٰ نے خبر دی ہے۔

ابن بطہ نے سعد و جابر و سلمہ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین رجز خوانی کرتے ہوئے جب میدان میں آئے تو لشکر یہود سے مرحب نکل کر آیا اس کے سر پر ایک خود تھا جس کو مجری پتھر میں سوراخ کر کے بنایا گیا تھا انڈے کی شکل میں اس نے جوش میں یہ رجز پڑھا۔

قد علمت خيبر اني مرحب   شاك سلاحي بطل مجرب
اطعن احيانا وحينا اضرب   اذا الليوث اقبلت تلتهب

اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں میں ہتھیاروں سے اچھی طرح سجا ہوا ہوں اور تجربہ کار بہادر ہوں میں جب نیزے مارتا ہوں اور تلوار چلاتا ہوں تو شیران بیشہ تڑپ اٹھتے ہیں۔

امیرالمومنین نے جواب میں فرمایا۔

انا الذي سمتني امي حيدرة   ضرغام آجام وليث قسورة
على الأعادي مثل ريح صرصرة   اكيلكم بالسيف كيل السندرة

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ میں بیشوں کا رہنے والا غضبناک شیر ہوں۔
میں دشمنوں پر اس طرح چھا جاتا ہوں جس طرح آندھی آتی ہے اور میں تم کو اچھی طرح قتل کروں گا۔
مرحب یہ سن کر مقابلے سے ہٹا کیونکہ اس کی ماں نے بتا دیا تھا کہ تیرا قاتل حیدر ہوگا۔ شیطان نے سامنے آ کر کہا یہ

وہ حیدر نہیں ایک نام کے بہت سے ہوتے ہیں یہ سن کر وہ پلٹا حضرت علیؑ نے ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ پتھر اور خود کاٹ کر سر میں گھس گئی۔ طبری وغیرہ میں ہے کہ حضرت کی اس ضربت کی آواز تمام لشکر نے سنی۔ مرحب کے قتل ہوتے ہی فتح ہو گئی علیؑ اس کا سر لے کر خدمت رسول میں آئے (سنن ابن ماجہ)

سمعانی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا سے شکایت کی ایک یہودی نے میرے بھائی کو مار ڈالا۔ حضرت نے جناب امیر کو علم دیکر بھیجا جس کے بعد فتح ہوئی۔ حضرت نے اس انصاری کے بھائی کے قاتل کو پکڑ کر اس کے حوالے کر دیا اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔

واقدی نے لکھا ہے کہ یہودیوں کے تمام قلعوں میں مسلمان داخل ہو گئے۔ ان قلعوں کے نام یہ ہیں قموص۔ ناعم سلالم وطیخ حصص مصعب بن معاذ وغنم۔ خیبر میں جو مال غنیمت ہاتھ آیا اس کا نصف حضرت علی کا تھا اور نصف تمام صحابہ کا۔

قتادہ ابن عباس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جبریل نے نازل ہو کر آنحضرتؐ سے کہا کہ مجھے خدا نے علیؑ کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کوئی پتھر اہل خیبر کی طرف انہیں پھینکا گیا مگر وہ میں نے پھینکا۔ پس اے محمد غنیمت خیبر سے علیؑ کو دوہرا حصہ دو ایک سہم علی دوسرا سہم جبریل۔

جنگِ احزاب

ابن مسعود اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیہ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۵) نازل ہوئی ہے علیؑ کے بارے میں جب کہ آپ نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا۔

ابونعیم اصفہانی نے ما نزل من القرآن فی امیر المومنین باسناد سفیان ثوری مفسرین کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ آیہ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاۤءَتْكُمْ جُنُوْدٌ (سورہ الاحزاب ۳۳/۹) نازل ہوئی ہے علیؑ کے بارے میں یوم الاحزاب۔

جب سرکار دو عالم نے مشرکین اور کفار کو آمادۂ قتال دیکھا تو آپ نے جناب سلمان کے مشورہ سے خندق کھدوایا۔ اور بچوں اور عورتوں کو محفوظ مقام پر بٹھایا۔ کفار شراب خواری اور رقص و سرور میں تھے اور مسلمان خوف سے ایسی چپ سادھے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی تھیں۔

عمرو ابن عبدود عامری جس کا لقب عماد العرب تھا اور وہ اکیلا ایک ہزار بہادر آزمودوں کی برابر سمجھا جاتا اس کو فارس بلبل بھی کہتے تھے کیونکہ یہ قریشی قافلہ کے ساتھ جب وادی بلبل میں پہنچا تو بنی بکر نے آگھیرا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم سب

ہٹ جاؤ میں بھگت لوں گا وہ ہٹ گئے اور عمرو ان کے مقابل ہوا اور اس طرح لڑا کہ وہ لوگ اس کے قریب نہ آسکے۔

جب عمرو خندق پار کر کے آیا تو اس نے مبارز طلبی کی مسلمانوں میں مقابلہ کی تاب نہ تھی اس سے اس کی جرأت اتنی بڑھی کہ خیمۂ رسول پر نیزہ مار کر کہا اے محمد میرے مقابلے کے لیے کسی کو بھیجو لیکن کسی مسلمان کو اس کے سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے پاس بلایا اور اپنا عمامہ سحاب ان کے سر پر رکھا اور اپنی تلوار عطا فرمائی اور فرمایا جاؤ اس سے لڑو پھر دعا فرمائی خداوندا اس کی مدد کر۔

اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا خرج الایمان کلہ الی الکفر کلہ (آج پورا پورا ایمان پورے کفر کے مقابل جا رہا ہے۔

طبری اور ثعلبی نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ جب میدان میں آئے تو آپ نے عمرو سے فرمایا تو عہد جاہلیت میں کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی مجھ سے تین سوال کرتا ہے تو میں ان میں سے ایک ضرور پورا کرتا ہوں اس نے کہا ہاں۔ فرمایا پہلی بات یہ ہے کہ تو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے اور مسلمان ہو جا اس نے کہا یہ مجھے منظور نہیں فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ جہاں سے آیا ہے واپس جا اس نے کہا یہ بھی ممکن نہیں قریش کی عورتیں مجھ پر طعنہ زنی کریں گی۔ فرمایا تیسری بات یہ ہے کہ میں پیادہ ہوں تو بھی گھوڑے سے اتر آ اس نے کہا یہ منظور ہے چنانچہ وہ اتر آیا اور کہنے لگا مجھے تیری حالت پر رحم آتا ہے میں تجھ جیسے مرد کریم کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ تیرا باپ میرا دوست تھا۔ فرمایا لیکن میں تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں یہ سن کر اسے غصّہ آیا اور حضرت پر حملہ آور ہوا اور ایک ایسی ضرب مقدم راس پر لگائی کہ اس کی تلوار سر اقدس میں بیٹھ گئی آپ نے پھر اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کا ہاتھ بدن سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑا۔

بروایت حذیفہ آپ نے اس کے دونوں پیر کاٹ دیئے اور وہ زمین پر گر پڑا۔

بروایت جابر ایک غبار ایسا بلند ہوا کہ دونوں نظر سے اوجھل ہو گئے اس کے بعد جناب امیر کی آواز تکبیر سنائی دی عمرو کے ساتھی خندق پھاند پھاند کر بھاگے دوبارہ حضرت علیؑ کی ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ گھبرا کر خندق میں جا گرے۔

بروایت طبری مسلمانوں نے جب نوفل کو خندق میں گرتے دیکھا تو اس پر پتھر برسانے لگے۔ اس نے کہا یہ تو کوئی دلیری کی بات نہیں حوصلہ ہے تو مجھ سے آکر لڑو۔ یہ سن کر حضرت علیؑ خندق میں اترے اور اس کی ہنسلی پر ایسا نیزہ مارا کہ اس کا قصہ ختم ہوا پھر منبہ بن عثمان عبدری پر آپ نے وار کیا وہ بھاگا اور مکہ میں جا کر مر گیا۔ اسی طرح اور رکئی کو نہ تیغ کیا۔

مروی ہے کہ جب حضرت علی عمرو کا سر لے کر لشکر اسلام کی طرف پلٹے تو حضرت ابوبکر نے استقبال کیا اور حضرت علیؑ کے سر پر بوسہ دیا اور مہاجرین و انصار نے کہا ہم جب تک زندہ ہیں آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

واقدی خطیب خوارزمی عبدالرحمن سعدی نے باسناد خود بہرام ابن حکیم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے جد

سے روایت کی ہے کہ جب علی علیہ السلام عمرو سے لڑنے کے لیے نکلے تو حضرت رسول خدا نے فرمایا علیؑ کی جنگ عمرو بن عبدود کے ساتھ افضل ہے میری اُمت کے عمل سے روز قیامت تک۔

ابوبکر ابن عیاش نے کہا جو ضرب علیؑ کی عمرو کے سر پر پڑی وہ اسلام میں سب سے زیادہ تھی اور جو ضرب عمرو کی علیؑ کے سر پر پڑی وہ سب سے زیادہ منحوس تھی کیونکہ ابن ملجم کی ضرب اسی جگہ پڑی تھی۔

غزوۂ ذات السلاسل

سلاسل ایک چشمہ کا نام ہے، ابو القاسم بن شبلی او کیسل اور ابو الفتح عفار نے اپنی اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق سے اور مقاتل و زجاج و وکیع و ثوری و سدی و ابو صالح و ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس غزوے کے لیے حضرت رسول خدا نے سات سو مجاہدوں کے ساتھ حضرت ابوبکر کو بھیجا جب اس وادی میں پہنچے تو وہ لوگ مقابلے کے لیے نکلے اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر کے مسلمانوں کو شکست دی۔ جب یہ لوگ واپس آئے تو حضرت صلعم نے حضرت عمر کی سرکردگی میں لشکر بھیجا وہ بھی ناکام واپس آئے پھر عمرو عاص نے کہا یا رسول اللہ میں جانتا ہوں لڑائی کا نام دھوکا ہے میں کسی چال سے ان کو شکست دیدوں گا یہ بھی گئے اور اپنی عیاری کی زنبیل خالی کر کے واپس آگئے ایک روایت میں ہے کہ خالد کو بھیجا جب وہ بھی ہارے مارے لوٹ آئے تو پھر حضرت علیؑ کو بلایا اور کرار غیر فرار کو حصول فتح کے لیے روانہ کیا اور مسجد احزاب تک آپ ان کے ساتھ گئے۔ مسلمان راہ کی دوری اور منزلوں کی سختی سے جی چھوڑ بیٹھے تھے رات میں چلتے تھے اور دن میں کسی جگہ چھپ رہتے۔ حضرت علیؑ جس طرح بنا ان کو لیے ہی چلے گئے یہاں تک کہ اس وادی کے کنارے پر پہنچے آپ نے حکم دیا کہ گھوڑوں سے اترو اور فلاں مقام پر جا بیٹھو اور آپ ان سے الگ ایک طرف چلے گئے اور بروایتے عمر نے کہا اس لڑکے نے ہمیں مروایا اس وادی میں بہ کثرت سانپ اور زہریلے کیڑے اور درندے ہیں درندے ہم کو اور ہمارے چوپاؤں کو کھا جائیں گے سانپ ہم کو اور چوپاؤں کو ڈسیں گے اور دشمن کو جب ہماری خبر ملے گی تو آئے گا اور ہمیں قتل کر دے گا۔ اس بارے میں علیؑ سے بات کرو اس وادی سے گزر جاؤ پس پہلے ابوبکرؓ نے اس بارے میں کلام کیا آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر عمرؓ نے بات چیت کی آپ نے جواب نہ دیا تب عمرو عاص نے کہا ہم اپنی جانیں ضائع کرنی نہیں چاہتے چلو اس وادی کو پار کر جاؤ لیکن مسلمانوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

اور روایات اہل بیت میں ہے کہ ان کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا الغرض صبح ہوئی تو حضرت نے فرمایا خدا تم میں برکت عطا فرمائے اور آپ پہاڑ پر چڑھے جب نیچے اُترے اور اس قوم کے مقابل آئے تو فرمایا اپنے گھوڑوں کو چھوڑ دو۔ جب گھوڑوں نے گھوڑیوں کی بو سونگھی تو ہنہنائے اس قوم نے جب گھوڑوں کی آواز سنی تو بھاگ کھڑے ہوئے۔

بروایت مقاتل و زجاج حضرت علیؑ نے ان سے فرمایا میں رسول اللہ کا بیامبر ہوں تم سے کہتا ہوں لا إلہ إلا اللہ

محمد رسول اللہ کہو ورنہ میں تلوار سے تمہاری گردنیں اڑا دوں گا انہوں نے کہا آپ بھی چپ چاپ ایسے چلے جائیے جیسے آپ سے پہلے تین اور چلے گئے۔ حضرت نے فرمایا میں بے نیل و مرام جانے والا نہیں میں علی بن ابی طالب ہوں یہ سن کر وہ پریشان ہوئے اور ان میں سے سات سردار جنگجو حضرت علیؑ کے پاس آئے اور صلح کے جویا ہوئے فرمایا سنو دو میں سے ایک بات کرنا ہوگی یا اسلام یا جنگ انہوں نے جنگ کو پسند کیا اور ایک ایک مقابلے کو آنے لگا۔ سب سے زیادہ طاقتور سعد بن مالک عجلی آخر میں آیا۔ یہ صاحب قلعہ تھا امیر المومنینؑ نے باری باری ان سب کو قتل کر کے اس قوم کو شکست دی بعض قلعہ میں جا چھپے بعض طالب امن ہوئے اور بعض مسلمان ہو گئے اور اپنے خزانوں کی کنجیاں حضرت علیؑ کے سپرد کر دیں۔

ام سلمہ فرماتی ہیں حضرت قیلولہ کی نیم خوابی سے یکایک چونکے میں نے کہا خیر تو ہے فرمایا جبریل نے مجھے فتح کی خبر دی ہے اور یہ سورت نازل ہوئی۔ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (سورہ العٰدیٰت ۱/۱۰۰)

آنحضرتؐ نے یہ خوش خبری اپنے اصحاب کو سنائی اور حکم دیا کہ حضرت علیؑ کے استقبال کو جائیں اور حضورؐ خود سب سے آگے آگے جا رہے تھے۔ جب حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو گھوڑے سے اتر پڑے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا سوار ہو جاؤ اللہ اور اس کا رسول تم سے راضی ہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؑ خوشی سے رو پڑے رسول خداؐ نے فرمایا اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تمہارے بارے میں میری امت کے کچھ لوگ وہی کہنے لگیں گے جو نصاریٰ عیسیٰؑ کے بارے میں کہتے ہیں تو میں تمہارے متعلق کچھ کہتا۔

غزوۂ حُنین

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ (سورہ التوبۃ ۹/۲۶) میں مومنین سے مراد ہیں حضرت علیؑ اور آٹھ دیگر بنی ہاشم۔

ابن قتیبہ نے المعارف میں اور ثعلبی نے الکشف میں لکھا ہے کہ یوم حنین آنحضرت کے ساتھ جو لوگ ثابت قدم رہے۔ علیؑ، عباس فضل ابن عباس، ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب اور نوفل اور ربیعہ ابوسفیان بن الحارث کے بھائی۔ عبداللہ بن زبیر اور عتبہ و معتب پسران ابولہب ایمن غلام رسول۔ عباس داہنی طرف تھے اور فضل بائیں طرف اور ابوسفیان آپ کی زین کا کنارہ پکڑے ہوئے تھے باقی آپ کے گرد تھے حضرت علی علیہ السلام آگے آگے تلوار لے کر چل رہے تھے انصار خاص کر اس معرکہ میں میدان چھوڑ بھاگے۔ ابوجرول نے گھات سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ کا اونٹ سرخ منہ والا تھا اور آپ کے ہاتھ میں سیاہ علم تھا جو سامنے آتا تھا آپ اس کو قتل کر دیتے تھے۔

غزواتِ مختلفہ

غزوۂ طائف میں آنحضرتؐ نے کئی روز محاصرہ جاری رکھا اور حضرت علیؑ کو کچھ سواروں کے ساتھ بھیجا کہ جو سامنے آئے اسے کچل دیں اور ہر بُت کو توڑ ڈالیں، ان کا مقابلہ ہوا ایک گروہ سے ان کا سب سے بڑا شہسوار نکلا اور مبارز طلبی کی حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کوئی ہے اس کے مقابلے کے لیے جائے کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلا حضرت علیؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ میں جاتا ہوں چنانچہ مقابلہ ہوتے ہی اس کو قتل کر دیا اور آگے بڑھ کر بتوں کو توڑنا شروع کیا ناگاہ اپنے قلعہ سے نافع بن عیلان بن مغیث نکلا حضرت علیؑ نے سرزمین دیج پر قتل کر کے اس کی قوم کو شکست دی۔

روز فتح مکہ اسد بن غویلم جو قاتل العرب کہا جاتا تھا لڑنے کو نکلا آنحضرتؐ نے فرمایا کون ہے جو اس مشرک کو قتل کرے اور اس کے عوض جنّت حاصل کرے اور میرے بعد امامت اس کے لیے ہو پس علی علیہ السلام نے اسے قتل کیا۔

بنی نضیر کے ایک گروہ کو جو خیمۂ رسول پر تیر برسا رہے تھے حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کی طرف بھیجا اور فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ جاؤ انہوں نے علی علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگے قاتل عمرو آ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا شکر ہے اس اللہ کا جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور شرک کا قلع قمع کیا۔ ان کا محاصرہ کر لیا گیا یہاں تک کہ وہ سعد بن معاذ کو حکم بنانے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے ان میں سے دس کو قتل کیا اور بنی مصطلق میں مالک اور اس کے بیٹے کو۔

تاریخ طبری میں ہے کہ جب بنی ہوازن کو شکست ہوئی تو ان کا رایت ذوالخمار کے پاس تھا جب امیرالمومنینؑ نے اس کو قتل کیا تو عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ نے اس علم کو اٹھایا حضرت نے اسے بھی قتل کیا۔

عمرو بن معدیکرب عرب کا نامور جنگجو تھا لوگ اس کا نام سن کر کانپتے تھے امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کی گردن میں رومال ڈال کر کھینچا اور زمین پر دے پٹکا یہاں تک کہ وہ اسلام لایا۔

جنگِ جمل

آیہ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ○ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

(سورہ البقرہ ۱۲ ۱۱/۲) اس سے مراد اہل بصرہ ہیں جنگ جمل میں شریک ہو کر قتل ہوئے اور امیرالمومنینؑ نے یوم بصرہ

یہ آیت پڑھی۔ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○ (سورہ التوبہ ۹/۱۲) پھر فرمایا کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے عہد لیا اور فرمایا اے علیؑ تم قتال کرو گے، گروہ ناکثین اور گروہ قاسطین اور گروہ مارقین سے اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○ (سورہ التوبہ ۹/۱۲)

عمار و حذیفہ ابن عباس اور امام محمد باقر اور جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ آیہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ (سورہ المائدہ ۵/۵۴) حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یوم بصرہ حضرت علیؑ نے اس کو بیان کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے چونکہ خدا یہ جانتا تھا کہ جنگ جمل واقع ہو گی لہذا ازواج نبی کے متعلق یہ آیت اس نے نازل کر دی وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳) اور یہ بھی فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۰) علی علیہ السلام کے متعلق جنگ کرنا تھی۔

شعبہ، شعبی، اعثم، ابن مردویہ اور خطیب خوارزمی نے اپنی اپنی کتابوں میں ابن عباس، مسعود، حذیفہ، قتادہ قبیل قیس ابن حازم، ام سلمہ، میمونہ، سالم بن ابی جعد کی اسناد سے لکھا ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے ازواج کے سامنے اپنی ایک بی بی کے خروج کا ذکر فرمایا اس پر جناب عائشہؓ ہنسیں۔ حضرت نے فرمایا دیکھو اے حمیرا وہ تم نہ ہونا پھر حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تم اس کے معاملے میں صاحب حکومت ہو تو اس کے ساتھ نرمی کرنا۔

مقام سرف میں جناب عائشہ کو اطلاع ملی کہ عثمان قتل ہو گئے اور لوگوں نے علیؑ کی بیعت کر لی تو وہ فوراً مکہ واپس آ گئیں تاکہ انجام امر کو دیکھیں طلحہ و زبیر عبداللہ بن عامر بن کریز بھی وہاں پہنچ گئے اور سب نے علی علیہ السلام سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ اور عبداللہ بن عمر کو امامت کے لیے انتخاب کیا انہوں نے کہا کیا آپ لوگ مجھے علیؑ کے دانتوں اور پنجوں میں ڈالنا چاہتے ہیں آخر انہوں نے یعلی بن منبہ کو اس خدمت پر رکھا اور ۶۰ ہزار دینار اس کو قرض دیئے۔ عائشہؓ نے ام سلمہؓ سے بھی خروج کی خواہش کی انہوں نے انکار کیا پھر حفصہؓ سے یہی خواہش کی انہوں نے منظور کر لی اور عائشہ جنگ کا ارادہ کر کے مکہ سے بصرہ کو روانہ ہوگئیں جب چشمۂ حواب پر پہنچیں تو کتے بھونکے عائشہؓ نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون مجھے لوٹا دو میں نے رسول اللہؐ کو اپنی ازواج سے کہتے سنا ہے تم میں سے کون وہ ہے جس پر حوآب کے کتے بھونکیں گے اور ماوردی کی روایت میں ہے تم میں سے کون سی صاحب جمل ہو گی جو خروج کرے گی اور حوآب کے کتے اس پر بھونکیں گے اور اس کے داہنے بائیں خلق کثیر قتل ہو گی اور قتل کے قریب پہنچ کر نجات پائے گی۔

جب عائشہؓ مقام حزیبہ میں پہنچیں تو عثمان بن حنیف نے مقابل ہو کر جنگ کی آخر صلح اس شرط کے ساتھ قرار پائی کہ حضرت علیؑ کے آنے تک عثمان دار الامارہ بیت المال اور مسجد کا مالک رہے گا۔ طلحہ نے خلوت میں کہا واللہ جب علیؑ بصرہ

پہنچیں گے تو سب کی گردنیں پکڑیں گے پس طے پایا کہ رات کی تاریکی میں عثمان پر حملہ کیا جائے چنانچہ جب عثمان بن حنیف نماز عشاء پڑھ رہے تھے ان پر حملہ کر دیا گیا اور پچاس آدمیوں کو قتل کیا گیا اور ان کو گرفتار کر کے ان کی داڑھی کے بال نوچے گئے اور ان کا سر مونڈا گیا اور قید کر دیا گیا جب سہل بن حنیف کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے طلحہ و زبیر کو لکھا کہ اگر تم نے میرے بھائی کو رہا نہ کیا تو میں تمہارے قریب ترین لوگوں سے یہی سلوک کروں گا۔ انہوں نے خائف ہو کر عثمان کو چھوڑ دیا۔ پھر طلحہ و زبیر نے عبداللہ بن زبیر کو بیت المال پر قبضہ کے لیے بھیجا انہوں نے ابو سالمہ زلمی کو مع پچاس آدمیوں کے قتل کیا اسی سلسلہ میں جناب عائشہؓ نے احنف کو بلایا انہوں نے آنے سے انکار کر دیا اور بصرہ سے باہر چلے گئے۔

امیرالمومنینؑ نے سہل بن حنیف کو مدینہ کا حاکم بنایا اور قثم ابن عباس کو مکہ کا اور چھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے پہلے ربذہ پہنچے پھر ذی قار آئے اور امام حسن اور عمار کو کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کے نام ایک خط لکھا اور اس میں قتل عثمان اور طلحہ و زبیر اور عائشہؓ کے حالات سے آگاہی دیتے ہوئے لکھا کہ فتنہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا لہذا اپنے امیر کی مدد کے لیے جلد آؤ اور اپنے دشمن کے شر کو دفع کرو۔

جب یہ خط کوفہ پہنچا تو ابو موسیٰ اشعری نے کہا اے اہل کوفہ اللہ سے ڈرو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو بے شک خدا رحم کرنے والا ہے اور پھر یہ آیت پڑھی۔ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ (سورہ النساء ۴/۹۳) عمار نے کہا چپ ہو جاؤ ابو موسیٰ نے کہا لوگو یہ خط میرے پاس عائشہ کا آیا ہے وہ مجھے حکم دیتی ہیں کہ میں اہل کوفہ کو روک دوں پس تم نہ ہمارے موافق ہو اور نہ ہمارے خلاف تاکہ ان کے درمیان کوئی بہتر صورت پیدا ہو جائے۔

جناب عمار نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا لیکن وہ کھڑی ہو گئیں اور گھر سے نکل پڑیں اور ہم کو خدا نے فتنے کے مٹانے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے اس کے لیے ہم بیٹھ جائیں زید بن صوحان اور مالک اشتر اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہو گئے اور ان کو ڈرایا اور زید بن صوحان نے یہ آیت تلاوت کی الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (سورہ العنکبوت ۲و۱/۲۹) پھر فرمایا لوگو! امیرالمومنینؑ کے حکم کی تعمیل کرو اور سب کے سب ان کی خدمت میں حاضر ہو تاکہ تم امر حق کو پالو۔ پھر کہا یہ عم رسول ہیں تم سب پر ان کی اطاعت فرض ہے۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہماری دعوت کو قبول کرو اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے اس کے دور کرنے میں ہماری مدد کرو یہ سن کر قعقاع بن عمر۔ ہند بن عمر۔ میثم ابن شہاب، زید بن صوحان، مسیب بن نجبہ، یزید بن قیس حجر بن عدی۔ ابن مخدوج اور مالک اشتر وغیرہ سرداران قبائل مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور نو ہزار آدمیوں نے حضرت علیؑ کا استقبال کیا ایک فرسخ سے حضرت نے فرمایا مرحبا اے اہل کوفہ اے گروہ اسلام اے مرکز دین اور شیعیان بصرہ میں سے قبیلہ ربیعہ کے ۳ ہزار آدمی لشکر امیرالمومنینؑ میں شامل ہوئے احنف بن قیس نے پیغام بھیجا اگر آپ فرمائیں

تو میں دو سو سوار لے کر حاضرِ خدمت ہو جاؤں ورنہ آپ سے جُدا رہ کر بنی سعد کے ساتھ چھ ہزار تلواروں کو آپ سے روکے رہوں آپ نے دوسری صورت پسند فرمائی۔

اعثم کوفی نے الفتوح میں لکھا ہے کہ امیر المومنینؑ نے طلحہ و زبیر کو لکھا میں نے لوگوں کی طرف جانے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ لوگ میری طرف خود آئے میں نے ان سے بیعت نہیں لی انہوں نے بیعت لینے پر مجھے مجبور کیا۔ تم دونوں ان ہی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے میری بیعت کا ارادہ کیا اور سب کچھ اقرار کے بعد اب تم نے یہ ڈھونگ رچایا ہے اور مجھ پر خروج کیا ہے۔

بلاذری نے لکھا ہے جب حضرت علیؑ نے ان کا یہ قول سُنا کہ ہم نے تو تلوار کے خوف سے مجبوراً بیعت کی تھی تو حضرت نے فرمایا کہ خدا ان دونوں کو اپنی رحمت سے دور رکھے اور آتشِ دوزخ سے نجات نہ دے۔

حضرت عائشہؓ کو لکھا آپ حکم خدا و رسول کے خلاف اپنے گھر سے نکلیں ایک ایسے امر کی خواہش میں جس کو تم نے خود وضع کیا ہے اور جس کے متعلق تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان اصلاح ہے۔ مجھے بتاؤ کیا عورتوں کے لیے لشکروں کی قیادت اور اصلاح بین الناس کی ذمہ داری شرعاً عاید کی گئی ہے۔ آپ خود عثمان کا قصاص لینے نکلی ہیں حالانکہ عثمان بنی امیہ کے ایک فرد تھے اور تم بنی تیم بن مرہ کی ایک عورت ہو اپنی عمر کی قسم جس نے تم پر یہ بلا نازل کی ہے اور عصبیت پر اُبھارا ہے وہ تمہارے نزدیک قاتلان عثمان سے زیادہ گنہگار ہے تمہیں غصہ نہیں آیا بلکہ بہ تکلف تمہیں غصہ میں لایا گیا ہے اور تم ہیجان میں نہ تھیں بلکہ تمہیں ہیجان میں لایا گیا ہے۔ اے عائشہ خدا سے ڈرو اور اپنے گھر کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنے پردے کو باقی رکھو انہوں نے اس کا کوئی معقول جواب نہ دیا۔

ابن کوا اور قیس بن عباد نے امیر المومنین سے طلحہ و زبیر سے قتال کرنے کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا ان دونوں نے حجاز میں میری بیعت کی اور عراق میں توڑ دی پس اس نکث بیعت کے الزام میں، میں نے قتال کو ان سے حلال جانا۔

تاریخ طبری اور بلاذری میں ہے کہ حضرت امام حسنؑ کے سامنے طلحہ و زبیر کے بصرہ پہنچنے کا ذکر آیا فرمایا سبحان اللہ کیسے بے وقوف لوگ ہیں بصرہ والے یہ نہ کہا کہ عثمان کا قاتل اور کون ہے۔

تاریخ طبری۔ یونس نحوی نے بیان کیا میں نے علیؑ و طلحہ و زبیر کے معاملہ میں غور کیا اگر وہ اس دعوے میں صادق تھے علیؑ نے عثمان کو قتل کیا تو عثمان سزاوار ہلاکت تھے اگر ان دونوں نے جھوٹ بولا تو دونوں سزاوار ہلاکت ہیں۔

مروی ہے کہ امیر المومنین نے زید بن صوحان اور عبداللہ ابن عباس کو جناب عائشہؓ کے سمجھانے کے لیے بھیجا اور ڈرانے کے لیے بھی تو انہوں نے جواب دیا مجھ میں علیؑ سے حجت کرنے کی طاقت نہیں ابن عباس نے کہا ام المومنینؓ جب مخلوق کے مقابل آپ دلائل پیش کرنے سے عاجز ہیں تو خالق کے سامنے کیا ہوگا۔

جمل انساب الاشراف میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے روز جمعہ ۱۰ ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ ہجری میں اپنے لشکر کی تنظیم کی میمنہ پر اشتر اور سعید ابن قیس کو رکھا۔ میسرہ پر عمار اور شریح بن ہانی کو قلب میں محمد بن ابی بکر اور عدی بن حاتم

کو بازو پر زیاد بن کعب اور حجر بن عدی کو کمین میں عمرو بن الحمق اور جندب ابن زہیر کو اور اس کے پاس رجاد یا ابو قتادہ انصاری کو اور محمد حنفیہ کو علم دیا صبح سے ظہر کی نماز تک آپ نے جنگ کو ملتوی رکھا لوگوں کو دعوت حق دیتے رہے آپ نے عائشہؓ سے فرمایا اللہ نے تم کو گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے اللہ سے ڈرو اور مدینہ واپس جاؤ اور طلحہ و زبیر سے فرمایا تمہاری عورتیں تو پردہ میں رہیں اور زوجۂ رسول کو تم گھر سے نکال لائے اور تم نے چاہا کہ لوگ ان سے متنفر ہوں اور کہتے ہو ہم طلب خون عثمان کرتے ہیں۔ حضرت کے سمجھانے کا کوئی اثر نہ ہوا اور جناب عائشہؓ نے اپنے بدن پر زرہ سجائی اور اپنے ہودج پر لوہے کی تختیاں لگائیں اور ہودج پر بھی ایک لوہے کی زرہ لپیٹی گئی یہی ہودج اہل بصرہ کا جھنڈا تھا اور یہ جس اونٹ پر رکھا گیا اس کا نام عسکر تھا۔

ابن مردویہ نے کتاب الفضائل میں آٹھ طریقے سے لکھا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے زبیر سے کہا کہ کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم ایک دن مدینہ میں مجھ سے بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہؐ اپنے گھر سے نکلے اور تمہیں میرے ساتھ دیکھا اور تم مسکرا رہے تھے حضرت نے تم سے کہا کیا تم علیؑ کو دوست رکھتے ہو تم نے کہا تھا کہ کیوں نہ دوست رکھوں ایسے شخص کو کہ اس کے اور میرے درمیان از روئے نسب اور محبت فی اللہ اور کوئی نہیں۔ حضرت نے فرمایا تھا تم عنقریب ان سے لڑوگے اور تم ظالم قرار پاؤگے تم نے کہا تھا میں اس عمل سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے زبیر تم از روئے ظلم قتال کروگے اور تیرے شانہ پر ضرب لگے گی۔ زبیر نے کہا یہ واقعہ تو صحیح ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تو کیا تم مجھ سے لڑنے آئے ہو انہوں نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑو تم نے میری بیعت بغرض اطاعت کی تھی اب تم مجھ سے لڑنے آئے ہو آگے دیکھئے کیا ہو۔ زبیر نے کہا واللہ میں مقاتلہ نہ کروں گا۔

حلیۃ الاولیا میں ہے کہ عبدالرحمٰن ابی لیلےٰ نے کہا کہ زبیر جب اپنے بیٹے سے ملے تو اس نے کہا نہ لڑنا کھلی بزدلی ہے انہوں نے کہا صاحبزادے دنیا جانتی ہے کہ میں بزدل نہیں ہوں لیکن علیؑ نے ایسی بات یاد دلائی جو میں نے رسول اللہؐ سے سنی تھی لہذا میں نے حلف کر لیا ہے کہ میں علیؑ سے مقاتلہ نہ کروں گا اس نے کہا اچھا تو فلاں غلام آزاد کرکے آپ کی قسم کا کفارہ دیدوں گا۔

مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا میں علیؑ کی تلواروں سے ڈرتی ہوں میں کیا بڑے بڑے بہادر ڈرتے ہیں۔

الغرض زبیر آمادۂ حرب ہوئے امیرالمومنینؑ نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہ اس پر غلبہ شیطان ہے پھر اپنے لشکر والوں سے کہا اللہ کو یاد کرو اور کثرت کلام سے بچو۔

عائشہؓ نے جب حضرت علیؑ کو صفوں کے درمیان جولانی کرتے دیکھا تو کہنے لگیں ان کی طرف دیکھو ان کے عمل کی وہی صورت ہے جو یوم بدر عمل رسول کی تھی۔ حضرت علیؑ نے عائشہؓ سے فرمایا دیکھو تم بہت جلد اپنے اس عمل پر نادم ہو جاؤ گی۔ جب اہل جمل

نے آتش حرب کو روشن کیا تو امیرالمومنینؑ نے فرمایا خدا وندا میں نے ان کو سمجھایا ڈرایا لیکن یہ نہیں مانتے پس ان کی حالت پر گواہ رہنا پھر آپ نے قرآن لیا اور فرمایا کوئی آیہ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (سورہ الحجرات ۹/۴۹) ان کو پڑھ کر سنائے۔

مسلم مجاشعی نے کہا امیرالمومنینؑ یہ کام میں انجام دوں گا۔ حضرت نے فرمایا تمہیں قتل کی دھمکی دی جائے گی انہوں نے کہا راہ خدا میں مجھے اس کی پرواہ نہیں پس قرآن لے کر اصحاب جمل کے سامنے آئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا انہوں نے ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے اور بعد کو قتل کر ڈالا۔

جب نوبت بانیجا رسید تو آپ نے فرمایا اب جنگ ضروری ہوگئی اور محمد حنفیہ کے ہاتھ میں اپنی فوج کا علم دے کر کہا یا بني تزول الجبال ولا تزل عض ناجذك أعر الله جمجمتك تد في الارض قدميك ارم ببصرك اقصى القوم وغض بصرك واعلم ان النصر من الله (بیٹا پہاڑ جگہ سے ہٹ جائیں مگر تم نہ ہٹنا دانت پر دانت جمائے رہنا زمین میں اپنے قدم میخوں کی طرح گاڑ دینا اور قوم کی آخری صف پر نظر جمائے رہنا اور اپنی نظر کو خیرگی سے بچانا اور یہ جان لے کہ نصرت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

محمد حنفیہ ابھی آگے نہ بڑھنے پائے تھے کہ ہر طرف سے تیر بارانی کا لوگوں میں شور ہوا۔ حضرت نے محمد حنفیہ سے فرمایا بیٹا اب آگے بڑھو اور دشمنوں پر ایسے وار کرو کہ یاد رکھیں پھر مالک اشتر کو حکم دیا کہ حملہ کریں چنانچہ وہ بڑھے اور ہلال بن وکیع کو جو میمنہ لشکر کا سردار تھا قتل کیا پھر عبداللہ بن شربی میدان میں آیا اور نعرہ مارا کہ علیؑ میدان میں نکل کر آئیں میں ان سے لڑنا چاہتا ہوں یہ سن کر علیؑ مقابل آئے اور ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کیا پھر بنو ضبہ جنگ کرنے نکلے امیرالمومنینؑ نے ان کو بھی تہ تیغ کیا عمرو بن یثربی نکلا تو جناب عمار نے اس کو واصل جہنم کیا اس کے بھائی کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

عبداللہ بن خلف خزاعی بصرہ میں جس کے گھر عائشہؓ ٹھہری تھیں میدان میں آکر حضرت علیؑ سے کہنے لگا کیا تم مجھ سے جنگ کروگے؟ فرمایا اس سے زیادہ مکرہ وہ چیز کیا ہوسکتی ہے کہ میں تجھ سے جنگ کروں لیکن اے ابن خلف تیرے لیے راحت قتل ہی میں ہوگی تو جانتا ہے میں کون ہوں اس نے کہا اے فرزند ابو طالب اس فخر و مباہات کو چھوڑ دو حضرت علیؑ نے یہ سن کر پہلے ہی وار میں اس کا کام تمام کیا اس کے بعد مازن الضبی مقابلہ کو نکلا اور عبداللہ بن ہشل کی تلوار کا لقمہ بنا۔

بلاذری میں ہے کہ مروان بن حکم کہتا تھا خدا کی قسم میں آج کے بعد خون عثمان کا بدلہ نہ لوں گا۔ اس نے طلحہ کے ایک تیر مارا جو اس کے گھٹنے میں لگا ابان بن عثمان سے اس نے کہا تیرے باپ کے قاتلوں میں سے ایک تو میں نے ختم کر دیا۔

معارف بن قتیبہ میں ہے کہ یوم جمل مروان نے طلحہ کو تیر مار کر قتل کر دیا۔

امیرالمومنینؑ نے بنی عتبہ پر حملہ کیا اس وقت ان کا یہ حال تھا جیسے آندھی میں راکھ اڑتی ہے۔ زبیر جب جنگ سے منہ پھیر کر چلے تو عمرو بن جرموز نے پیچھا کیا اور ان کا سر کاٹ کر امیرالمومنینؑ کے پاس لے آئے۔

لوگوں نے جناب عائشہؓ سے کہا کہ طلحہ و زبیر دونوں قتل ہو گئے اور عبداللہ بن عامر علیؑ کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا پس علیؑ سے صلح کر لیجئے مگر وہ کیوں مانتیں حضرت علی علیہ السلام کو جب پتہ چلا کہ عائشہ بغیر لڑے نہ رہیں گی تو فرمایا إنا لله و إنا اليه راجعون پس ایک ایک جنگ کے لیے نکلنا شروع ہو گیا پہلے وہ ناقہ کی مہار پکڑتے تھے تاکہ دشمنوں کو ناقہ کے پاس نہ آنے دیں یہاں تک کہ اٹھانوے آدمی اس صورت سے قتل کیے گئے۔

پھر کعب ابن سودن ازدی غراتا ہوا نکلا اشتر نے اس کا سارا غرور خاک میں ملا کر داخل جہنم کیا۔

ابن حیفر کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا اشتر نے اس کا قصہ بھی کوتاہ کیا۔

عبداللہ بن زبیر نکلے تو اشتر نے نیزہ مار کر زمین پر گرا دیا اور سینہ پر چڑھ کر قتل کرنا چاہا۔ عبداللہ نے غل مچایا اور کہا مجھے مالک دونوں کو قتل کر دو۔ مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو پس ہر طرف سے لوگ جمع ہونے لگے مالک نے چھوڑ دیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے جب لوگوں نے مالک کو سوار دیکھا اپنے اپنے مقام پر لوٹ گئے ایک شخص نے محمد حنفیہ پر حملہ کیا محمد نے جوابی حملہ میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب اسود بن النجری سلمی نے حملہ کیا تو اس کو عمرو بن الحمق نے قتل کر دیا۔ جابر براز دی نے حملہ کیا تو اس کو محمد بن ابوبکر نے قتل کیا۔ عوف القیبنی کو محمد حنفیہ نے لبشر الضبی کو عمار نے فی النار کیا۔

عائشہؓ بلند آواز سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں لوگو صبر سے کام لو احرار صبر ہی کرتے ہیں۔

ام المومنین کے ہودج پر اتنے تیر پڑے جیسے گدھ کے بازو یا سائی کے بدن پر کانٹے امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اس ہودج کے سوا تم سے کوئی نہیں لڑ رہا اس اونٹ کے پیر کاٹ دو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ شیطان ہے اور آپ نے محمد بن ابی بکر سے فرمایا جب اونٹ بے ہو جائے تو تم فوراً اپنی بہن کے پاس پہنچ جانا اور ان کا پردہ کر لینا جب اونٹ بے ہو گیا اور ہودج گرا تو حضرت علیؑ اس کے قریب آئے اور نیزہ ہودج پر مار کر کہا اے عائشہ کیا رسول نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے کہا اے ابالحسن تم نے فتح پالی اب احسان کرو۔ آپ نے محمد بن ابی بکر سے فرمایا یہ تمہاری بہن ہے لہذا تمہارے سوا کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ محمد کہتے ہیں میں نے کہا یہ تم نے اپنے نفس کے ساتھ کیا کیا۔ خدا کی نافرمانی کی اپنا پردہ چاک کیا اپنی حرمت مباح کی اور قتل کے لیے آمادہ ہوئیں۔

الغرض محمد ان کو عبداللہ بن خلف خزاعی کے گھر لے گئے وہاں جا کر کہا میں تجھے قسم دیتی ہوں کہ عبداللہ بن زبیر کو تلاش کر کے بتا کہ وہ مر گیا یا زخمی ہے۔ یہ سن کر محمد تلاش ابن زبیر میں لشکرگاہ میں آئے اور اسے زندہ پا کر کہا اے مشئوم اہل بیت اٹھ اور اس کو ساتھ لے کر عائشہؓ کے پاس آئے وہ انہیں دیکھ کر روئیں اور چلائیں اور محمد بن ابوبکر سے کہنے لگیں اے میرے بھائی علیؑ سے

اسے پناہ دلاؤ محمد سے کہا امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آئے اور جان بخشنے کی درخواست کی حضرت نے فرمایا میں نے اسے بھی امان دی ہے اور تمام لوگوں کو امان دی۔

جمل کا واقعہ مقام حزبیہ میں واقع ہوا بعد ظہر شروع ہوا اور شام کے بعد ختم ہوا۔ امیرالمومنینؑ کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے۔ جن میں اسّی بدری تھے اور ۲۵ وہ تھے جنہوں نے تحت شجر بیعت کی تھی اور باقی اصحاب میں ۱۵۰۰ تھے اور عائشہؓ کے ساتھ تیس ہزار تھے جن میں سات سو مکہ والے تھے قتادہ نے بتایا کہ جنگ جمل میں بیس ہزار آدمی قتل ہوا کلبی نے کہا اصحاب علی سے ایک ہزار پیادے اور ستر سوار قتل ہوئے جن میں زید بن صوحان۔ ہند الجملی ابو عبداللہ عبدی اور عبداللہ بن رقیہ بھی تھے۔

ابو مخنف اور کلبی نے روایت کی ہے کہ اصحاب جمل میں بنی ازد سے چار ہزار قتل ہوئے اور بنی عدی اور ان کے غلام نوے بنی بکر ابن وائل سے آٹھ سو اور بنی حنظلہ سے نوسو بنی ناجیہ سے چار سو اور باقی مخلوط لوگوں میں سے آٹھ ہزار نوسو دس قتل ہوئے قریشیوں میں طلحہ اور زبیر عبداللہ بن غناب بن اسید وعبداللہ بن الحکیم بن الخرام عبداللہ بن شافع بن طلحہ محمد بن طلحہ عبداللہ بن ابی خلف الجمعی عبدالرحمٰن بن معد اور عبداللہ بن معد۔

جمل کو پے کرنے والے امیرالمومنین تھے اور بعض کا قول ہے مسلم بن عدنان تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص انصاری تھا۔

جنگِ صفین

آیہ فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (سورہ البقرہ ۱۹۳/۲) کے متعلق سدّی نے کہا یہ جمل وصفین دونوں لڑائیوں کے متعلق ہے۔ خدا نے اصحاب صفین کا نام ظالمین رکھا ہے، پھر یہ بھی کہا اللہ تعالیٰ ان متقیوں کے ساتھ ہے جنہوں نے نصرت علیؑ کی اور حق امیرالمومنین اور ان کے اصحاب کے ساتھ ہے۔

آیہ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ (سورہ الفتح ۱۶/۴۸) کے متعلق بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ اہل صفین کے متعلق ہے اس لیے کہ آنحضرتؐ نے ان اعراب کے متعلق جنہوں نے حدیبیہ میں تخلف کیا اور خیبر کا ارادہ کیا تھا یہ آیت سنائی تھی قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ۔ (سورہ الفتح ۱۵/۴۸)

آیہ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (سورہ الزمر ۳۱/۳۹) کے متعلق ابو سعید اور عبداللہ بن عمر نے کہا ہے ہم کہا کرتے تھے جب ہمارا رب ہمارا نبی اور ہمارا دین ایک ہے تو اس خصومت کا ہم سے کیا تعلق لیکن جنگ صفین میں جب تلواروں سے ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تب یہ بات سمجھ میں آئی۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب آپ معاویہ سے جنگ کر رہے تھے تو فرمایا قاتلوا أئمة الکفر انہم لا ایمان لہم لعلہم ینتہون (ان آئمہ کفر سے لڑو ان کے عہد و پیمان بے معنی ہیں تاکہ یہ لوگ اپنے عمل بد سے باز آئیں) یعنی یہی لوگ اس آیت کے مصداق ہیں اور ابن مسعود نے کہا ائمہ کفر معاویہ اور عمرو عاص ہیں۔

جب امیرالمومنین جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو مقام رحبہ میں منزل کی ۲ ماہ رجب کو یہ خطبہ پڑھا۔

حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے اپنے ولی کی نصرت کی اور اس کے دشمن کو ذلیل کیا اور اپنے سچے اور حق پسند بندہ کو عزت دی اور باطل پرست کو جو نکث بیعت کرنے والا تھا ذلیل و خوار کیا اس کے بعد آپ نے اشعث بن قیس کو آذربیجان سے احنف بن قیس کو بصرہ سے جریر بن عبداللہ بجلی کو ہمدان سے بلایا یہ سب کے سب حضرت علیؑ کے پاس آئے۔ جریر نے معاویہ سے ملاقات کی اور اس کو اطاعت امیرالمومنینؑ کی طرف بلایا۔ معاویہ سوچ بچار میں پڑا۔ پھر لوگوں کے درمیان تقریر کی لوگو تم خلیفہ عمرؓ اور خلیفہ عثمانؓ کو جانتے ہو۔ عثمانؓ مظلوم قتل ہوگئے میں ان کا ولی اور ابن عم ہوں اور ان کے قصاص لینے کا سب سے زیادہ حق دار۔ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے سب نے کہا ہم بھی ان کے خون کے طلب گار ہیں۔ پھر عمرو عاص کو بلا کر مصر کی گورنری کا لالچ دیا۔ پس عمرو نے بار بار علیؑ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اس کے غلام وردان نے کہا سوچو آخرت علیؑ کے ساتھ ہے اور دنیا معاویہ کے ساتھ یہ حال دیکھ کر جریر پلٹ آئے۔

اس کے بعد معاویہ نے اہل مدینہ کے نام خط لکھا کہ عثمان قتل ہوگئے مظلوم اور علیؑ نے پناہ دی اس کے قاتلوں کو اس کا بدلہ لینا ہمارے لیے ضروری ہے میں نے اس معاملہ میں مسلمانوں سے شوری کیا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت شوریٰ قرار دیا تھا پس جنگ کے لیے اٹھو اللہ تم پر رحم کرے۔

ابومسلم خولانی معاویہ کا ایک خط امیرالمومنینؑ کے نام بھی لایا تھا جس میں لکھا تھا کہ اللہ کی طرف سے نصیحت کرنے والا اس کا خلیفہ ہے پھر خلیفہ کا خلیفہ پھر تیسرا خلیفہ تھا جو ظلم سے قتل کر دیا گیا سب نے حسد کیا اور بغاوت کی اور آپ نے اپنے ابن عم پر ظلم کیا اور وہ اس کے مستحق تھے کہ ایسا نہ کیا جاتا قرابت کی بناء پر اور ان کے فضل کے لحاظ سے آپ نے قطع رحم کیا اور ان کی اچھائی کو برائی میں بدلا تم نے ان سے عداوت کو ظاہر کیا اور کدورت کو دل میں رکھا لوگوں کو ان کے خلاف ابھارا تمہارے سامنے انہوں نے تمہارے ہی محلہ میں ان کو قتل کیا تم نے ان کی فریاد سنی لیکن نہ قول سے مدد کی اور نہ فعل سے جب خولانی پہنچا اور معاویہ کا خط پڑھ کر لوگوں کو سنایا تو انہوں نے کہا ہم سب قاتل ہیں اور ان کے افعال کو ناپسند کرنے والے۔

امیرالمومنینؑ نے جواب میں لکھا تو نے قاتلان عثمان کو چھپایا ہے تجھے لازم ہے کہ جس طرح اور لوگ میری بیعت میں داخل ہیں تو بھی داخل ہو پھر قوم محاکمہ کرے گی تیرے اور لوگوں کے بارے میں کتاب اور سنت کے مطابق لیکن جو تو نے ارادہ کیا ہے یہ بچہ کا دودھ سے فریب دینا ہے۔ اپنی جان کی قسم میں تیری بدخواہشوں کو سمجھ رہا ہوں۔ تیری عقل کا مجھے اندازہ ہے تو اچھی طرح جانتا ہے کہ تو ان طلقا کی اولاد ہے جن کے لیے خلافت جائز نہیں اس کے بعد حضرت نے مقابلہ کی تیاری کی۔

ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ ابن حازم اور ابو وائل نے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے لوگوں سے فرمایا کہ لوگو! بقیۃ الاحزاب اور اولیائے شیطان سے لڑنے کو نکلو اور اس سے لڑنے کو چلو جو کہتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول نے جھوٹ بولا ہے۔

ایک شخص شام سے امیرالمومنینؑ کے پاس آیا آپ نے اس سے وہاں کا حال پوچھا اس نے کہا شام میں لوگ قاتلان عثمان پر لعنت کرتے ہیں اور ان کی قمیص پر روتے ہیں امیرالمومنینؑ نے فرمایا عثمان کی قمیص یوسف کی قمیص جیسی ہے اس پر رونا اولاد یعقوب کا سا رونا ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ معاویہ نے امیرالمومنینؑ کو لکھا کاش قیامت آجاتی اور آپ حق کو سمجھ لیتے پہچان لیتے امیرالمومنینؑ نے جواب دیا۔ یستعجل بها الذين لا يؤمنون بها ۔ الآية ۔

عبداللہ بن ابو رافع سے مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے معاویہ کو لکھا میری بیعت پر خاص و عام جمع ہو چکے ہیں ولی کے مستحق ہیں وہ مومنین جو مہاجرین اولین اور اہل بدر میں سے سابق الاحسان ہیں نہ کہ تو جو طلیق بن طلیق اور لعین ابن لعین ہے اور بت پرست ابن بت پرست ہے تیرے لیے نہ ہجرت ثابت ہے نہ سبقت اور نہ کوئی منقبت و فضیلت تیرا باپ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے خدا و رسول سے جنگ کی۔ خدا نے اپنے بندہ کی مدد کی اور اپنے وعدہ کو پورا کیا اور احزاب کو شکست دی اور آخر میں یہ شعر لکھا ہے

أ لم تر قومي إذ دعاهم أخــوهم   أجابوا و إن يغضب على القوم يغضب

کیا تو نے میری قوم کو نہیں دیکھا کہ جب ان کے بھائی نے ان کو بلایا تو لبیک کہی اور جس قوم پر وہ غضبناک ہوئے وہ بھی ہوئے۔

معاویہ نے ایک خط میں لکھا اے علیؑ اللہ سے ڈرو اور حسد کو چھوڑ دو کہ یہ فائدہ پہنچانے والا نہیں اور اپنے پہلے ہی قدم پر فساد برپا نہ کرو۔ اعمال کی خوبی کا دارومدار ان کے انجام پر ہوتا ہے اور باطل کا ارادہ نہ کرو اس کے حق میں جس کے لیے حق نہ رہے اگر تم نے ایسا کیا تو اپنے ہی حق میں بُرا کرو گے۔

حضرت نے جواب میں لکھا کہ میری نصیحت تمہیں فائدہ دے گی اس شخص کو جس کے لیے کلمہ عذاب ثابت ہے جو عذاب سے خوف کرنے والا نہیں اور نہیں امید کرتا اللہ سے وفا کی اور نہیں ڈرتا اس کے عذاب سے یہی تیری حالت ہے کیا تو اپنی اس ضلالت و حیرت و جہالت پر خدائے عزوجل کو نگہبان نہیں پاتا۔ آخر میں تحریر فرمایا اے معاویہ جان لے کہ میں ابوالحسن ہوں تیرے ماموں عتبہ تیرے چچا شیبہ اور تیرے بھائی حنظلہ کا قتل کرنے والا ہوں وہ نہ بدر ان کا خون میرے ہاتھوں سے بہایا گیا وہی تلوار اب بھی میرے ہاتھ میں ہے جو دشمن کے قلب میں در آئے گی کبھی تو نے بنی عبدالمطلب کو دشمن سے منہ پھیرتے اور تلواروں سے ڈرتے پایا ہے کچھ دنوں ٹھہر جا تیرا بھی نتیجہ وہی ہوگا جو جمل والوں کا ہوا جسے تو تلاش کر رہا ہے وہ پھر تجھے تلاش کرے گا اور جس سے تو دور رہنا چاہتا ہے وہ تجھ سے قریب ہو جائے گا۔ میں گروہ مہاجرین و انصار اور تابعین کے ساتھ آرہا ہوں جن کے حملے بڑے سخت ہیں

جن کے سینے سے چمکتے ہوئے ہیں اور جو موت کو ازار کی طرح پہنے ہوئے ہیں ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب لقائے رب ہے ان کے ساتھ ہاشمی تلواریں ہوں گی جن کی مار کو اپنے بھائی ماموں اور نانا کے معاملے میں اچھی طرح سمجھ ہوئے ہے اور اب ظالموں سے دور نہیں ہیں۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا میں نے جنگ کی ناکثین (طلحہ و زبیر) سے اور اب کروں گا قاسطین سے (معاویہ) اور عنقریب کروں گا مارقین (خوارج) سے۔

جب صفین میں بازار کارزار گرم ہوا تو امیرالمومنینؑ فرس رسول پر سوار ہوئے اور نوّے ہزار فوج سے مقابلہ کے لیے سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ نو سو انصار تھے آٹھ سو مہاجرین اور عبدالرحمن ابن لیلیٰ نے کہا کہ ۷ آدمی اہل بدر ... تھے ایک سو تیس تھے۔ اور معاویہ ۱۲۰ ہزار فوج لے کر نکلا آگے ان کے ساتھ مروان تھا جو گردن میں عثمان کی تلوار لٹکائے ہوئے تھا۔ لشکر ماہ محرم میں صفین میں پہنچا اور پانی کے گھاٹ پر قابض ہو گیا اور لشکر امیرالمومنینؑ پر پانی بند کر دیا۔ حضرت علیؑ نے شیث بن ربعی اور صعصعہ بن صوحان کو بھیجا کہ وہ نرمی سے سمجھائیں انہوں نے کہا تم نے عثمان کو پیاسا قتل کیا ہے تب حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ اپنی تلواریں ان کے خون سے سیراب کر کے اپنی پیاس بجھاؤ موت کا آنا مقہور زندگی میں زیادہ بہتر ہے تمہاری مدت سے جو قاہرین کی صورت میں ہو۔

سترہ ہزار مجاہدوں نے ایک دل ہو کر جو شامیوں پر حملہ کیا تو ان سب کو تتر بتر کر دیا اور پھر حضرت علیؑ نے حکم دیا ان لوگوں پر پانی بند نہ کیا جائے آپ کا نزول صفین میں ذی الحجہ ۳۶ھ ہجری میں ہوا۔

جب معاویہ حملہ آور ہوا تو اشتر آگے بڑھے اور صالح بن شیر ذغلی۔ مالک ابن ادہم زیاد بن عبید کنانی زامل بن عبید خزاعی اور مالک ابن روضنہ الجمحی کو قتل کیا اور نیزہ مارا اشعث نے شرجیل بن السمط اور ابو اعور سلمی کے۔

لشکر معاویہ سے جوشب ذوالظلیم اور ذوالکلاع یہ درخواست کرتے کہ اس رات کی ہمیں مہلت دو انہوں نے منظور کیا پھر حضرت علیؑ نے سعید بن قیس ہمدانی بشیر بن عمرو انصاری کو بھیجا تاکہ وہ حق کی طرف دعوت دیں لیکن وہ ناکام واپس آئے پھر شبث بن ربعی ریاحی عدی بن حاتم طائیؓ۔ یزید بن قیس ارحبی اور زیاد بن حفص کو بھیجا۔ معاویہ نے کہا لڑائی ایسی صورت میں بند ہو سکتی ہے کہ قاتلان عثمان کو ہمارے سپرد کر دو تاکہ ہم ان کو قتل کریں پھر عمر کی طرح خلافت کی بنا ہم شوریٰ پر رکھیں گے

ذی الحجہ میں لڑائی ہوتی رہی محرم میں بند رہی جب صفر کا چاند نمودار ہوا ۳۷ھ ہجری میں تو حضرت علیؑ نے اپنے لشکریوں کو یوں ترتیب دیا میمنہ پر حسنؑ و حسینؑ عبداللہ بن جعفر اور مسلم بن عقیل۔ میسرہ پر محمد حنفیہ۔ محمد بن ابی بکر ہاشم بن عتبہ المرقال اور قلب میں عبداللہ بن عباس۔ عباس بن ربیعہ بن الحارث۔ اشتر اور اشعث جناح پر سعد بن قیس ہمدانی عبداللہ بن بدیل ورقہ خزاعی۔ رفاعہ بن شداد بجلی۔ عدی بن حاتم کمین پر عمار یاسر۔ عمرو بن الحمق، عامر بن واثلہ اور قبیصہ بن جابر اسدی۔

اور معاویہ نے میمنہ پر ذوالکلاع حمیری اور حوشب ذی الظلیم کو رکھا اور میسرہ پر عمرو عاص اور حبیب بن مسلمہ اور قلب میں ضحاک بن قیس فہری کو عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو، ساقہ پر بسر بن ارطاۃ فہری کو جناح پر عبداللہ بن سعدہ فزاری کو کمین میں ابوعور سلمی اور حابس بن سعد طائی کو۔

جنگ کا آغاز

امیرالمومنینؑ نے معاویہ کے پاس پیغام بھیجا کہ مسلمانوں کی خونریزی سے کیا فائدہ میں اور تم دونوں میدان میں نکل کر نمٹ لیں تاکہ یہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے معاویہ میں کہاں دم تھا کہ علیؑ کے سامنے آتا۔

اس جنگ میں چالیس رن پڑے اور ہر بار اہل عراق غالب رہے۔ سب سے مقابلہ مالک اشتر اور حبیب بن مسلمہ کا ہوا۔ دوسرا مرقال اور ابوالاعور سلمی کا، تیسرا عمار اور عمرو عاص کا چوتھا محمد بن حنفیہ اور عبیداللہ بن عمر کا پانچویں عبداللہ بن عباس اور ولید بن عقبہ کا، چھٹے سعد بن قیس اور ذوالکلاع کا چالیس روز یہ برابر ہوتا رہا، آخری واقعہ لیلۃ الہریر کا تھا جو عون بن عوف اور علقمہ کے درمیان ہوا۔ جب احمر غلام عثمان نکلا تو اس کے مقابلے کو کیسان غلام امیرالمومنین نکلا احمر نے اس کو قتل کر دیا امیرالمومنینؑ کو جب پتہ چلا تو فرمایا خدا مجھے قتل کرے اگر میں تجھے قتل نہ کروں آپ نے اس کی زرہ کو کاٹ کر زمین پر گرا دیا اور میدان میں گھوڑا دوڑانے لگے معاویہ نے اپنے غلام حریث کو بھیجا کہ کسی حیلے سے علیؑ کو قتل کر دے حضرت نے ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر کے ہوا میں اڑا دیا اور پھر آپ گردش کرنے لگے۔

جب عمرو عاص رجز پڑھتا نکلا تو اس کے مقابلہ میں ہاشم نے رجز پڑھنا شروع کر دیا اور ایسی ضرب لگائی کہ بھاگ کھڑا ہوا جب عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید لڑتے آیا تو اشتر اس کے مقابلہ کو نکلے ایک ہی وار کی تاب نہ لا کر یہ کہتا ہوا بھاگا خون عثمان نے ہمیں فنا کر دیا۔ معاویہ نے کہا صبر کر کھیل میں ایسی چوٹیں آیا ہی کرتی ہیں اس کے بعد اس نے ہمدان کو اشارہ کیا وہ گرجتا ہوا میدان میں آیا تو اس کے مقابلہ کو سعید بن قیس نکلے اور ایسا حملہ کیا کہ منہ چھپا کر بھاگا۔

جب ابوالطفیل کنعانی آیا تو امیرالمومنینؑ خود میدان میں تشریف لائے اور اس کو قتل کیا پھر معاویہ نے ذوالکلاع کو بنی ہمدان کی طرف بھیجا رات کو دونوں کے درمیان جنگ جاری رہی پھر اہل شام شکست کھا گئے اسی طرح ایک دوسرے کے مقابل آتے رہے اور قتل ہوتے رہے۔

اہل عراق سے قتل ہونے والے یہ ہیں عمیر بن حلیبہ محاربی بکر بن ہوزہ نخعی اور اس کا بیٹا حیان۔ سعید بن نعیم ایاز بن قیس۔ جب امیرالمومنین حملہ کرتے تھے تو اہل شام ٹڈیوں کی طرح بکھر جاتے تھے۔ اشتر کی جنگ غضب کی تھی جو سامنے آیا بے قتل کیے نہ چھوڑتے جب معاویہ نے یہ حال دیکھا تو عمرو عاص کو چار سو سواروں کے ساتھ اشتر کے مقابلہ کو بھیجا۔ انہوں نے دو سو نخعی

اور مذحجی جوان اپنے ساتھ لیے اور مقابلے کو نکلے۔ اشتر نے جب حملہ کیا تو ان کا نیزہ عمرو عاص کی قربوس پر پڑا اور ٹوٹ گیا عمرو خاک پر گرا اور اس کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اس نے پناہ مانگی۔

اصبغ بن نباتہ کا رجز سن کر معاویہ اپنے مقام سے اٹھا اور کبیر اسدی کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ معاویہ ایک ٹیلہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اصبغ کبر کو قتل کر کے معاویہ کی طرف دوڑے تاکہ اس کا بھی کام تمام کریں اہل شام یہ دیکھ کر بچانے کو بڑھے اصبغ انہیں مارتے کاٹتے چلے گئے۔

عبدالرحمن بن خالد بن ولید نکلا تو حارثہ بن قدامہ سعدی نے اس کو واصل جہنم کیا۔ بنو ہمدان نے شامیوں کی کثیر جماعت کو قتل کیا اسی لیے معاویہ کہا کرتا تھا بنو همدان اعداء عثمان۔

خالد سدوسی نے میدان میں نعرہ مارا کون ہے جو موت پر مجھ سے بیعت کرے اس کو جواب دینے کے لیے نو ہزار بڑھے اور شدید کارزار کے بعد وہ معاویہ کے خیمے تک پہنچ گئے۔ معاویہ نکل کر بھاگا لوگوں نے اس کا خیمہ لوٹ لیا معاویہ نے خالد کے پاس آدمی بھیجا کہ جس وقت تو فتح پائے گا خراسان کی حکومت تجھے دیدوں گا لیکن اس کی ہمت جنگ کرنے کی نہ ہوئی اس کی بزدلی پر اس کے ساتھیوں نے اس کے منہ پر تھوکا۔

انصار نے مل کر ایک زبردست حملہ کیا جس میں ذوالکلاع اور ذوی نطلیم کام آئے جن کے قتل ہونے پر شامی فوج میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ عبیداللہ بن عمر نے میدان میں آکر محمد حنفیہ کو بلایا وہ چلے تو امیرالمومنینؑ نے روک لیا اور عبداللہ بن سوار کو بھیج کر قتل کرا دیا۔ معاویہ نے سترعلم برداروں کو ایک بار بڑھنے کا حکم دیا۔ جناب عمار مقابلہ کو نکلے اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے بہادر تھے اس روز کے معرکے میں اصحاب معاویہ سے سات سو اور اصحاب علیؑ سے دو سو آدمی کام آئے اور اہل ہمدان کے ساتھ خود امیرالمومنینؑ بھی لڑنے نکلے اس سے اہل ہمدان نے برکت حاصل کی اور دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔

جب عرار ابن ادھم میدان میں آیا تو اس نے عباس بن ربیعہ بن الحارث ابن عبدالمطلب کو مقابلے کے لیے بلایا۔ وہ میدان میں آئے اور اس کو قتل کیا اس کے بعد امیرالمومنینؑ نے ان کو مبارزت سے روک لیا معاویہ نے اعلان کیا کہ جو عباس کو قتل کرے گا جو مانگے گا دوں گا۔ دو شخص لخمی قبیلہ کے نکلے ان میں سے ایک نے مقابلے کو بلایا انہوں نے فرمایا اگر میرے سردار نے اجازت دی تو لڑوں گا اس کے بعد امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے امیرالمومنینؑ ابھی ان کے فرس کی درستی میں تھے کہ دشمن نے بآواز بلند کہا تمہارے سردار نے اجازت دیدی۔؟ حضرت علیؑ نے یہ آیت پڑھی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا (سورہ الحج ۲۲/۳۹) پس عباس میدان میں آئے اور ان دونوں کو باری باری قتل کر دیا۔

جب معاویہ کے لشکر میں خوف و ہراس پھیلا تو ابو اعور سلمی نے جوش دلانے کے لیے کہنا شروع کیا ہے اہل شام اپنے کو فرار سے بچاؤ کیونکہ یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ اہل عراق کی جو فتنہ و نفاق میں سرکوبی کرو۔ یہ سن کر سعید بن قیس۔ عدی بن حاتم اور اشعث نکلے فوج شام سے تین ہزار سے زائد قتل ہوئے اور باقی شکست کھا کر بھاگے۔

جب کعب بن جعیل شاعر معاویہ لڑنے آیا تو نجاشی علی علیہ السلام کا شاعر لڑنے کو نکلا۔

عبداللہ بن جعفر ایک ہزار جاں بازوں کو لے کر نکلے اور خلق کثیر کو قتل کیا یہاں تک کہ عمرو عاص نے زیاد کی اولیس قرنی دو تلواریں حمائل کیے ہوئے اور ترکش تیروں سے بھرے ہوئے امیرالمومنینؑ کے پاس آئے اور سلام کرکے جنگ کے لیے روانہ ہوئے اپنے ساتھ قبیلہ ربیعہ کے کچھ لوگ لیے جنگ کی اور اسی روز شہید ہوئے امیرالمومنینؑ نے ان پر نماز پڑھی۔ ان کے بعد عمار یاسر لڑنے کو نکلے اور کچھ دیر جنگ کے بعد وہ بھی شہید ہوگئے ان کے بعد امیرالمومنینؑ میدان میں آئے اور معاویہ کو بلاکر فرمایا کیوں مسلمانوں کا خون کرا رہے ہو آؤ تم اور میں جنگ کریں جو غالب ہو حکومت اس پر قرار پائے یہ سن کر معاویہ سکتہ میں آگیا اور کوئی جواب نہ دیا اس کے بعد امیرالمومنینؑ نے اس کے میمنہ پر حملہ کیا اور اس کو پسپا کرکے میسرہ کی طرف بڑھے اس کو بھی مار بھگایا پھر قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور ایک جماعت کثیر کو واصل جہنم کیا۔ عمرو عاص مقابلہ کو نکلا آپ نے اس پر حملہ کیا وہ خائف ہوکر بھاگا امیرالمومنینؑ نے نیزہ مارا وہ زمین پر چت گرا اور اس نے اپنی شرم گاہ کو کھول دیا۔

امیرالمومنینؑ کی حیا اس کی متقاضی نہ ہوئی کہ ایسی حالت میں قتل کریں۔ معاویہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

الحمد لله الذي عافاك　　　واحمد استك الذي وقالك

تعریف اس خدا کی جس نے تجھے بچایا　　　اور تعریف تیری کون کی جس نے تیری حفاظت کی

اس کے بعد بسر ابن ارطاۃ نکلا امیرالمومنینؑ نے جب اس پر حملہ کیا تو وہ بھی چت لیٹ گیا اور اپنی شرمگاہ کھول دی حضرت نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا وائے ہو تم پر اے اہل شام کیا تم کو شرم نہیں آتی یہ مخنثوں کا سا معاملہ کرتے ہوئے یہ داؤ تم کو مخنثوں کے سردار عمرو عاص نے سکھایا ہے مردی ہے کہ جنگ میں جان بچانے کی یہ تدبیر اس نے اپنے دادا سے سیکھی تھی۔

معاویہ نے جب امیرالمومنینؑ کی جنگ کا یہ حال دیکھا تو مکر و فریب سے کام لیا تو عمرو عاص کو ربیعہ کے لوگوں کے پاس بھیجا اس نے جاکر ان سے کہا تم ابن عباس کو یہ شعر لکھ کر بھیجو۔

طال البلاء فما ندري له اس　　　بعد الاله سوى رفق ابن عباس

مصیبت طول پکڑ گئی اب کوئی امید نہیں رہی　　　سوائے خدا کے بعد ابن عباس کی ہمدردی کے

ابن عباس نے جواب میں لکھا۔

اے عمرو یہ فریب اور مکاری تجھ ہی کو مبارک رہے ترک ہدایت کے بعد اب امید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اب تو تیری گردن پر نیزہ کا دھرآنا لازم ہے ہم حملہ کریں اور تو بھاگ زمین پر یا سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ۔

معاویہ نے ابن عباس کو لکھا قریش میں اب چھ آدمی باقی رہ گئے ہیں میں اور عمرو شام میں اور سعد اور ابن عمر حجاز

ہیں اور علیؑ اور تم عراق میں اور علیؑ سب کے لیے ایک آفت عظیم ہیں اگر عثمان کے بعد تمہاری بیعت ہو جاتی تو ہمیں بڑا سکون حاصل ہوتا۔ ابن عباس نے جواب دیا۔

تم ابن عباس کو دھوکے سے صلح کی طرف بلا رہے ہو اور جب تک تم مرو گے حیلہ بازی ہی کرتے رہو گے۔

پھر اس نے حضرت علیؑ کو لکھا اگر میں جانتا کہ جنگ اس حد کو پہنچ جائے گی تو اس کو چھیڑا نہ جاتا اگر ہماری عقلیں مغلوب نہیں ہیں تو موقع ہاتھ سے نہیں گیا گزشتہ را صلوات دآئندہ را احتیاط۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ ملک شام میرے قبضے میں رہنے دیں اور مجھ سے اطاعت و بیعت کے طلبگار نہ ہوں آپ نے انکار کر دیا پس اب کچھ نہیں گیا جو میری خواہش کل تھی وہ آج بھی ہے بقا کی اُمید جیسے آپ کرتے ہیں میں بھی کرتا ہوں اور آپ بھی موت سے ایسا ہی ڈرتے ہیں جیسا میں ڈرتا ہوں آتش جنگ میں بہت سے اجسام پگھل گئے۔ بہت سی جانیں ضائع ہوئیں ہم تم بنو عبد مناف ہیں بعض کو بعض پر فضیلت نہیں کہ عزیز اس سے ذلیل ہوں اور آزاد غلام بنیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ تیرا یہ کہنا کہ لڑائی نے عرب کو کھالیا تو جنہوں نے حق کو کھالیا تو ان کا ٹھکانہ آگ کے سوا کہاں ہے اب رہا تیرا شام پر قابض رہنا تو جس امر کو تجھے دنیا میں نے کل گوارا نہ کیا وہ آج بھی گوارا نہیں رہا خوف و رضا میں ہمارا برابر ہونا تو کبھی شک میں نہیں پڑا اس امر میں جس کا مجھے یقین ہے اور یاد رکھ اہل شام دنیا پر اس سے زیادہ حریص ہیں جتنے اہل عراق آخرت پر ہیں اور تیرا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ ہم بنو عبد مناف ہیں اور ایسے ہی آپ امیہ ہاشم جیسا نہ تھا۔ اور نہ حرب عبد المطلب جیسا اور نہ ابوسفیان ابو طالب جیسا۔ طلیق مہاجر جیسا نہیں ہو سکتا اور نہ صریح لصیق کی مانند اور نہ محق مضل کی طرح اور نہ مومن دغل کی مانند ہم میں نبوت کی وہ فضیلت ہے جس نے عزّت والوں کو ذلیل کر دیا اور ذلیل مومنوں کو عزّت دار بنا دیا۔ آزادوں نے ہماری بیعت کی۔

معاویہ نے ابن خدیج کندی کو حکم دیا کہ وہ اشعث اور نعمان بن بشیر کو اور قیس بن سعد کو صلح کے بارے میں لکھے۔ پھر عمرو عتبہ حبیب بن مسلمہ اور ضحاک ابن قیس کو امیر المومنینؑ کے پاس بھیجا۔ جب یہ لوگ آئے تو آپ نے فرمایا میں تم کو کتاب خدا اور سنت نبی کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر تم نے قبول کر لیا تو تم نے رشد و خیر کو حاصل کر لیا اور اگر انکار کیا تو تم کو خدا سے بعد کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا انہوں نے کہا ہم نے سمجھ لیا ہے کہ آپ ہم سے برگشتہ ہیں پس بہتر ہے کہ ہم آپ کے لیے عراق کو خالی کر دیں اور آپ ہمارے لیے شام کو مخصوص کر دیں حضرت نے فرمایا میں قتال کے سوا چارۂ کار نہیں پاتا یا جو خدا نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے اس سے انکار کر دوں یہ ممکن نہیں۔

اس کے بعد اشتر نے میدان میں آکر کہا کہ لشکر کی صفوں کو درست کر لو۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا لوگو تم میں کون ہے جو آج کی تجارت سے فائدہ حاصل کرے آگاہ ہو کر عورتوں کا خضاب حنا ہے اور مردوں کا خضاب خون ہے اور امور کے انجام پر نظر کرنے کے لیے صبر بہتر ہے۔ آگاہ ہو کہ یہ بدر و احد کے کینے اور جاہلیت کی عداوتیں ان لوگوں سے ظاہر ہو رہی ہیں ائمہ کفر کو قتل کرو

ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں تاکہ یہ لوگ اپنی حرکات سے باز آئیں۔

اس کے بعد آپ نے سترہ ہزار مجاہدوں کے ساتھ حملہ کیا اور دشمن کی صفوں کو توڑ کر رکھ دیا۔ معاویہ نے عمرو سے کہا آج صبر اور کل فخر۔ عمرو نے کہا اے معاویہ یہ سچ ہے لیکن موت حق ہے اور زندگی باطل اگر علیؑ نے اپنے اصحاب کے ساتھ ایک حملہ اور کر دیا تو بس ہلاکت ہی ہلاکت ہے امیرالمومنینؑ نے اپنے لشکریوں سے فرمایا اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو انتظار کیا ہے یہ سن کر ابوالہیثم بن التیہان رجز پڑھتے ہوئے نکلے اور قتال میں مصروف ہوئے۔ یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے پھر خزیمہ بن ثابت نکلے اور قتال کے بعد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے پھر عدی نکلے اور جب تک آپ کی ایک آنکھ نہ جاتی رہی برابر جنگ کرتے رہے اس کے بعد مالک اشتر نکلے انہوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ داخل ہوئے واقعہ خمیس میں اور وہ لیلۃ الہریر ہے لشکر معاویہ کے چاروں طرف اصحاب امیرالمومنینؑ ڈھول بجا بجا کر کہتے تھے کہ علی منصور من اللہ ہیں اور امیرالمومنینؑ آسمان کی طرف اپنا سر بار بار اٹھا کر فرماتے تھے خداوندا! تیری طرف میں نے قدم اٹھائے ہیں اور تیری طرف دلوں کو مائل کیا ہے تیری طرف ہاتھوں کو بڑھایا اور گردنوں کو بلند کیا ہے اور تجھ سے حاجتوں کو طلب کیا ہے اور تیری طرف اپنی آنکھوں کو لگایا ہے۔ خداوندا ہم کو اس قوم کے مقابل فتح دے۔ اور تو بہترین فتح دینے والا ہے۔

اس کے بعد آپ نے پے در پے حملے کیے صبح کو شمار کیا گیا تو حضرت کے لشکر والے چار ہزار قتل ہوئے اور معاویہ کے لشکر کے ۳۲ ہزار لوگوں نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا معاویہ تو نے تمام عرب کو ہلاک کرا یا۔ اب معاویہ نے گھبرا کر عمرو عاص سے کہا کوئی تدبیر کر اس نے نیزوں پر قرآن بلند کیے۔ قتادہ کا بیان ہے کہ لشکر معاویہ سے ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ ہر مقتول پر ایک ایک لکڑی کھڑی کر کے لکڑیوں کو شمار کیا تھا۔

حکمین اور خوارج

آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (سورہ الحج ۱۱/۲۲) کے متعلق مروی ہے کہ یہ ابوموسیٰ اور عمرو عاص کے متعلق ہے۔

ابن مردویہ نے سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ شاطی فرات پر میں ابوموسیٰ کے ساتھ تھا میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا کہ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا اور یہ اختلاف جب تک رہا کہ انہوں نے دو گمراہ حکم مقرر کیے جس نے ان کی پیروی کی گمراہ ہو گیا پس تم بھی اختلاف سے الگ نہ ہو گے یہاں تک کہ مقرر کرو گے دو حکم گمراہ کرنے والے جو اپنے ہر ایک پیرو کو گمراہ کر دیں گے۔ ابوموسیٰ نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں ان میں سے کوئی ایک ہونے سے اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی قمیص اتار کر کہا میں اس

اسی طرح الگ رہوں گا جس طرح اس قمیص سے الگ ہوں۔ جب لیلۃ الہریر کا واقعہ پیش آیا تو لوگ چلائے اے معاویہ تو نے عرب کو ہلاک کر دیا معاویہ نے کہا اے عمرو اب تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو ہم بھاگ جائیں یا طالب امان ہوں اس نے کہا ہم قرآن نیزوں پر بلند کرتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کریں گے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ (سورہ آل عمران ۳/۲۳) پس یہ حکم اگر انہوں نے مان لیا تو جنگ ختم اور ہم ان سے ایک وقت کے لیے معاہدہ کر لیں گے اگر انہوں نے انکار کیا اور قتال کو جاری رکھا تو ہم نے شوکت دین کو بے آب کر دیا اور ان میں پھوٹ ڈال دی قرآن بلند کر کے کہنا شروع کیا ہم نہ مشرک ہیں نہ تم اور نہ اہل رُدہ میں سے ہیں۔ اگر تم نے ہماری بات مان لی تو اس میں بقا ہے دونوں فریق کی اور شہروں کی اور اگر نہ مانا تو دونوں کی موت ہے اور ہر بلا کے لیے ایک مدت ہوتی ہے

یہ سن کر مسعر بن فدکی زید بن حصین طائی اور اشعث بن قیس کندی نے کہنا شروع کیا اس قوم کی بات کو جو کتاب اللہ کی طرف بلا رہی ہے قبول کر لیجئے امیر المومنینؑ نے فرمایا والئے ہو تم پر انہوں نے جو قرآن بلند کیا ہے تو دھوکہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں جب تم نے غلبہ پایا تو انہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا۔

خالد بن معمر سدوسی نے کہا اے امیر المومنینؑ ہمارے لیے احب امور وہ ہے جسے ہم برداشت کر سکیں۔ اس کے بعد بیس ہزار آدمی یہ کہتے ہوئے آئے یا علیؑ کتاب خدا کو قبول کر لیجئے جس کی طرف آپ کو بلایا جا رہا ہے ورنہ ہم آپ کو دشمن کے ہاتھوں میں دے دیں گے اور ہم آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو لوگوں نے عثمانؓ کے ساتھ کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا میری بات گرہ میں باندھو میں تم کو قتال کا حکم دیتا ہوں اگر تم نہیں مانتے تو جو تمہارا دل چاہے وہ کرو۔ انہوں نے کہا آپ اشتر کو واپس بلائیے مجبور ہو کر حضرت نے یزید بن ہانی سبیعی کو بلانے بھیجا اشتر نے کہا میں امید کرتا ہوں تھوڑی دیر میں فتح ہوئی جاتی ہے۔ جلدی مجھے نہ بلائیے اور قتال سختی برتئے۔

انہوں نے کہا آپ ہی نے اس کو جنگ کے لیے بھیجا ہے آپ ہی تاکیدی حکم کے ساتھ بلائیے ورنہ ہم آپ کو معزول کر دیں گے آپ نے یزید بن ہانی سے فرمایا تم پھر جاؤ اور اشتر سے کہو ہماری طرف جلد آؤ فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اشتر یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے اے اہل عراق اے ذلت و رسوائی کے مالکو جب تم اس قوم پر غالب آئے اور انہوں نے یہ جان لیا کہ تم ان پر فتح پانے والے ہو تو انہوں نے تم کو دھوکہ دینے کے لیے قرآن نیزوں پر بلند کر دیئے انہوں نے کہا ہم نے اس قوم سے راہِ خدا میں قتال کیا تھا۔ اشتر نے کہا کہ گھڑی بھر کی مہلت دو فتح قریب آ لگی ہے اور مجھے کامیابی کا یقین ہے انہوں نے کہا نہیں ہم مہلت نہ دیں گے اشتر نے کہا اتنی مہلت تو دو کہ میں ایک بار وہاں تک جا کر پلٹ آؤں وہ بولے ہم نہ تمہاری اطاعت کریں گے اور نہ تمہارے صاحب کی۔ ہم مصاحف کو نیزوں پر دیکھ رہے ہیں اور ہمیں ان کی طرف بلایا جا رہا ہے اشتر نے کہا واللہ تم دھوکہ کھا گئے۔ تم کو لڑائی بند کرنے کی طرف بلایا گیا اور تم نے دعوت کو قبول کر لیا یہ سن کر بکر ابن وائل کی ایک جماعت کہنے لگی اے امیر المومنین اگر آپ نے اس قوم کی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم آپ کی خلافت سے انکار کر دیں اور اگر قبول کر لیا تو ہم بھی آپ کی

اطاعت میں رہیں گے۔

حضرت نے فرمایا ہم کتاب اللہ کے احکام کو قبول کرنے کے لیے زیادہ احق ہیں رہے معاویہ، عمرو، ابن ابی معیط حبیب بن مسلمہ، ابن ابی سرح اور ضحاک ابن قیس تو یہ لوگ اصحاب دین وقرآن سے نہیں ہیں میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں میں نے ان کی صحبت اطفال ورجال دونوں حالتوں میں رکھی ہے۔

الغرض اہل شام نے کہا کہ ہم نے اپنی طرف سے عمروعاص کو حکم قرار دیا۔ اور اشعث، ابن کوا، مسعر ابن فدکی اور زید طائی نے کہا ہم نے ابوموسیٰ کو بنایا امیرالمومنینؑ نے فرمایا تم نے اول امر میں نافرمانی کی پس اب تو عدول حکمی نہ کرو انہوں نے کہا ابوموسیٰ ہم کو بچانا چاہتا ہے اس چیز سے جو ہم پہ آپڑی ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ مرد ثقہ نہیں ہے وہ مجھ سے الگ ہوا اور اس نے لوگوں کو ذلیل کیا پھر مجھ سے بھاگا ایک ماہ کے لیے میں نے اس کو امان دی ابن عباس اس سے بہتر ہے انہوں نے کہا وہ اور آپ ایک ہیں ہم ان کو کیسے تسلیم کرلیں فرمایا اچھا اشتر سہی۔ اشعث نے کہا کیا عرب میں اشتر کے سوا کسی اور نے یہ آگ بھڑکائی ہے۔ کیا ہم اشتر کے تحت حکم ہو جائیں۔

اعمش نے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام یوم صفین کف افسوس مل کر کہتے تھے کس قدر عجیب بات ہے کہ لوگ میری نافرمانی کریں اور معاویہ کی اطاعت آخر آپ نے ان سے فرمایا تو کیا تم ابوموسیٰ کے سوا اور کسی کو پسند کرتے انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا اچھا اگر تم نے ابوموسیٰ کو منتخب کیا ہے تو اس کی پشت پر نگاہ رکھنا۔

الغرض جب دونوں طرف کے لوگ جمع ہوئے تو صلحنامے کے کاتب حضرت علیؑ کی طرف سے عبداللہ ابورافع تھے اور معاویہ کی طرف سے عمیر ابن عباد کلبی۔

عبیداللہ نے لکھا یہ صلحنامہ ہے امیرالمومنین علی بن ابی طالب اور معاویہ کے درمیان۔ عمروعاص نے کہا یہ نہیں بلکہ ان کا اور ان کے باپ کا نام لکھو وہ تمہارے امیر ہیں ہمارے نہیں۔ احنف نے کہا امیر کا لفظ مت مٹاؤ یہ عزت اللہ کی طرف سے ہے امیرالمومنین نے فرمایا اللہ اکبر سنت سنت کے ساتھ اور مثل مثل کے ساتھ ہے بے شک یوم حدیبیہ میں کاتب تھا تو یہ ہی واقعہ رسول کے ساتھ ہوا تھا۔ جس کی صورت یہ تھی (مسند احمد حنبل) کہ رسول نے مجھے حکم دیا بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کا سہیل بن عمرو نے کہا یہ تحریر تمہارے اور ہمارے درمیان ہے پس اس طرح شروع کیجیے کہ ہم بھی اس پر عقیدہ رکھتے ہوں باسمك اللهم لکھیے حضرت رسولؐ خدا نے اس کے محو کرنے کا حکم دیا اور باسمك اللهم لکھا گیا اس کے بعد تحریر ہوا یہ وہ ہے جس پر محمد رسولؐ اللہ نے صلح کی اور سہیل بن عمرو اور اہل مکہ نے سہیل سے کہا اگر ہم نے لفظ رسولؐ اللہ منظور کر لیا تو گویا آپ کی نبوت کو تسلیم کر لیا۔ حضرت نے فرمایا اسے بھی مٹا دو اے علی۔ حضرت علیؑ نے انکار کیا تو رسولؐ اللہ نے خود مٹا دیا اور یہ لکھا گیا یہ وہ ہے جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے اور اہل مکہ نے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ (سورہ الاحزاب ۲۱/۳۳)۔

محمد ابن اسحٰق نے بریدہ ابن سفیان سے اس نے محمد بن کعب سے روایت کی ہے حضرت رسول خدا نے امیرالمومنین سے کہا یہی صورت تمہارے لیے پیش آنے والی ہے اور ماوردی نے اعلام النبوہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا تھا یہ صورت یوم الحکمین پیش آئے گی۔

عمرو عاص نے کہا سبحان اللہ آپ ہم کو کفار سے مشابہت دے رہے ہیں حالانکہ ہم مومن ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے نابغہ کے بیٹے کیا تو مشرکین کا سردار نہ تھا کیا تو مومنین کا دشمن نہ تھا کیا تو ارباب ضلالت کا سردار نہ تھا پس اس کے بعد لکھا گیا کہ یہ دونوں (عمرو عاص اور ابو موسیٰ) حکم کریں کتاب خدا کے موافق۔ اس کے بعد دونوں گروہ اپنے مقام پر چلے گئے اور ایک سال بعد دومۃ الجندل میں جمع ہونا طے پایا۔

جب دونوں فریق جمع ہوئے تو عمرو عاص نے ابو موسیٰ سے کہا تم زیادہ سزاوار اس امر کے ہو کہ اس اُمت میں سے کسی کو حکومت کے لیے نامزد کرو پس اس کا نام لو میں اس کا زیادہ مستحق ہوں کہ جو تمہارا نامزد ہو اس کی بیعت کروں نہ یہ کہ تم میری بیعت کرو۔ ابو موسیٰ نے کہا میں عبداللہ بن عمر کو نامزد کرتا ہوں عمرو نے کہا میں معاویہ کو نامزد کرتا ہوں ایک روایت میں ہے کہ عمرو نے کہا علیؑ اور معاویہ دونوں ظالم ہیں علیؑ نے تو قاتلان عثمان کو پناہ دی اور معاویہ نے ان کو ذلیل کیا۔ ہم ان دونوں کو معزول کرتے ہیں اور عبداللہ بن عمر کی بیعت کرتے ہیں کیونکہ وہ مرد زاہد ہیں اور جنگ سے علیحدہ رہے ہیں ابو موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے عمرو نے کہا میں نے معاویہ کو معزول کیا تم چاہو تو علیؑ کو الگ کر دو۔ اس وقت یا کل کو دوشنبہ کے دن۔

دوسرے دن یہ دونوں لوگوں کے مجمع میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم دونوں اس پر متفق ہیں عمرو سے ابو موسیٰ نے کہا آپ سبقت کیجئے اور لوگوں کے سامنے اپنے صاحب کی معزولی کا اعلان کیجئے۔ اس نے کہا سبحان اللہ میں آپ پر کیسے سبقت کر سکتا ہوں آپ کا مرتبہ مجھ سے زیادہ ہے آپ سن میں بھی بڑے ہیں اسلام اور ہجرت میں بھی مجھ سے مقدم ہیں آپ کو رسول اللہ نے یمن کی طرف وفد میں بھیجا تھا اور حضرت ابوبکر نے تقسیم غنائم کا کام آپ کے سپرد کیا تھا اور حضرت عمرؓ نے حاکم عراق بنایا تھا آپ ہی سبقت کیجئے۔ ابو موسیٰ اس چکمہ میں آگیا اور کہنے لگا لوگو ہم نے اس معاملہ میں اچھی طرح غور کر لیا ہے اصلاح اُمت کے لیے یہی بہتر سمجھا ہے کہ ان دونوں کو حکومت سے معزول کر دیا جائے میں علیؑ اور معاویہ کو اس طرح معزول کرتا ہوں جس طرح یہ انگوٹھی اپنی انگلی سے نکالے لیتا ہوں۔

عمرو عاص نے کہا تم اپنے صاحب کو معزول کر دیا لیکن میں معاویہ کو برقرار رکھتا ہوں جس طرح یہ انگوٹھی میں اپنی انگلی میں پہنے لیتا ہوں۔

تفسیر تیشری اور ابانہ عکبری میں سفیان سے اس نے اعمش سے اس نے سلمہ سے اس نے کہیل سے اس نے ابو طفیل سے روایت کی ہے کہ ابن الکوا نے امیرالمومنینؑ سے اس آیت کے متعلق پوچھا قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا

(سورہ الکہف ۱۸/۱۰۳) فرمایا اہل غرور یہ ہیں پھر فرمایا اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (سورہ الکہف ۱۸/۱۰۴) سے مراد ہے علیؑ کے ساتھ قتال اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ○ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا (سورہ الکہف ۱۸/۱۰۵ و ۱۰۶) یعنی ولایت علیؑ سے جن لوگوں نے انکار کیا اور آیات قرآن و رسالت محمدیہ کا مذاق اڑایا اور آنحضرتؐ کے اس قول کو الا من كنت مولاه فعلي مولاه کو تسلیم نہ کیا وہ اس کے مصداق ہیں۔

تفسیر الثعلبی میں ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آیہ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ (سورہ آل عمران ۳/۱۰۶) سے مراد خوارج ہیں۔

بخاری، مسلم، طبری اور ثعلبی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ذوالخویصرہ تمیمی نے حضرت رسول خدا سے کہا کہ آپ سب کے ساتھ یکساں انصاف کیجئے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ عمر نے کہا اجازت دیجئے تو میں اس کی گردن ماردوں فرمایا چھوڑ دو اس کے ساتھ اس کے اور اصحاب بھی مارے جائیں گے۔

مسند ابو یعلی موصلی اور ابانہ ابن بطہ اور عقد ابن عبدربہ اندلسی اور حلیہ ابو نعیم اصفہانی اور زینت ابو حاتم رازی میں ہے کہ ذوالخویصرہ کے متعلق لوگوں نے رسول اللہؐ سے بیان کیا کہ وہ کثیر العبادت ہے۔ حضرت نے فرمایا میں اس کو نہیں پہچانتا اتفاقاً وہ ادھر سے گزرا لوگوں نے کہا وہ یہ ہے حضرت نے فرمایا میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان شیطانی نشان پاتا ہوں جب وہ پاس آیا تو آپ نے فرمایا کیا میں بتاؤں کہ تو دل میں کیا خیال کر کے ہمارے پاس آیا ہے اس نے کہا بتایئے۔ فرمایا یہ خیال ہے کہ قوم میں میری مثل کوئی نہیں اس نے کہا ٹھیک ہے اس کے بعد وہ مسجد میں آیا اور نماز پڑھنے لگا آنحضرتؐ نے فرمایا کون ہے کہ اس کو جاکر قتل کردے حضرت ابوبکر اٹھے کہ یہ کام میں کروں گا۔ جب مسجد میں پہنچے تو اس کو رکوع میں دیکھا اور لا الٰہ الا اللہ کہتے سنا انہوں نے دل میں کہا میں ایسے آدمی کو کیوں قتل کروں جو توحید باری کا قائل ہے اور نماز پڑھ رہا ہے لہٰذا واپس آگئے۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا بیٹھو تم اس کام کے اہل نہیں پھر حضرت علیؑ سے فرمایا تم جاؤ تم ہی اس کے قاتل ہو حضرت علیؑ گئے تو اسے مسجد میں نہ پایا واپس آگئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر یہ اس وقت قتل ہو جاتا تو اول و آخر فتنہ ختم ہو جاتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا یہ شیطان کا پہلا سینگ ہے جو میری امت میں ظاہر ہوگا۔ اگر تم اسے قتل کردیتے تو میرے بعد میری امت میں دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے۔

انس بن مالک نے کہا خدا نے یہ آیت نازل کی ثَانِیَ عِطْفِهٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّنُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ ○ (سورہ الحج ۲۲/۹) یعنی علیؑ کے ساتھ قتال کی بدولت۔

جب امیر المومنین علیہ السلام کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ کے پاس زرعہ بن البرزح الطائی آیا اور اس کے ساتھ

حرقہ بن زہیر تمیمی ذوالثدیہ بھی تھا دونوں نے کہا لا حکم إلا لله کے ہوتے ہوئے پھر آپ نے حکم کا فیصلہ کیوں منظور کیا حضرت نے یہ سن کر فرمایا کلمۃ حق یراد بہا باطل (بات تو سچی ہے مگر اس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے) حرقوص نے کہا کہ آپ اپنے گناہ سے توبہ کیجئے اور ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے کو چلیے ہم مرتے دم تک اس سے لڑیں گے۔ حضرت نے فرمایا میں نے تو چاہا تھا کہ تم میرے ساتھ لڑو مگر تم نے میری نافرمانی کی اس لیے ہمارے اور قوم کے درمیان تحریر ہوئی اور شرطیں مقرر ہوئیں اور معاہدے ہوئے خدا فرماتا ہے وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ (سورہ النحل ۱۶/۹۱) اس نے کہا یہ ایسا گناہ آپ سے سرزد ہوا ہے کہ آپ کو توبہ کرنا لازم ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ گناہ نہیں تھا بلکہ تمہاری رائے کی کمزوری اور ضعف کا تصور تھا میں نے تم کو منع کیا تھا مگر تم باز نہ آئے۔ ابن کوا نے کہا اب ہمیں یہ ثابت ہوگیا کہ امام آپ نہیں اگر ہوتے تو اس غلطی کی طرف رجوع نہ کرتے حضرت نے فرمایا وائے ہو تمہارے اوپر یوم حدیبیہ معاہدہ تو رسول اللہ نے بھی اہل مکہ سے کیا وہ یہ کہہ کر امیرالمومنینؑ سے جدا ہوگئے لا حکم إلا لله ولا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق یہ لوگ ۱۲ ہزار کی تعداد میں اہل کوفہ و بصرہ سے تھے ان کے منادی نے ندا دی امیر القتال ہمارا شیث ابن ربعی ہے اور امیر الصلوٰۃ عبداللہ بن الکوا امر شوریٰ بعد فتح ہوگا اللہ کی بیعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر ہے انہوں نے جناب بن الارت کو جو امیرالمومنین کی طرف سے نہروان کے حاکم تھے قتل کر ڈالا۔

امیرالمومنینؑ نے ابن عباس کو یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ وہ کس ارادے سے جمع ہوئے ہیں ابن عباس جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا وائے ہو اے ابن عباس تم نے بھی اپنے رب سے اسی طرح کفر کیا جس طرح تمہارے صاحب علی بن ابی طالب نے کیا۔

ان کا خطیب عتاب ابن اعمور ثعلبی نکلا تو ابن عباس نے کہا یہ بتاؤ کہ اسلام کی بنیاد کس نے رکھی ہے اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے انہوں نے پوچھا نبی نے امور اسلام کا حکم دیا یا نہیں اور اس کی حدود میں داخل ہوئے یا نہیں اس نے کہا ضرور ہوئے پوچھا نبی دارالاسلام میں باقی ہیں یا رحلت کر گئے۔ اس نے کہا رحلت کر گئے۔

ابن عباس : امور شرع بھی ان کے ساتھ گئے۔ خطیب :۔ نہیں وہ باقی ہیں۔

ابن عباس :۔ کیا ان کے بعد اس عمارت کا آباد کرنے والا رہا یا نہیں۔

خطیب :۔ ہاں باقی رہے ذریت و صحابہ۔

ابن عباس :۔ انہوں نے آباد کیا یا برباد کیا۔ خطیب :۔ خراب کیا۔

ابن عباس :۔ خراب کرنے والی ذریت تھی یا امت۔ خطیب ۔ اُمت۔

ابن عباس :۔ تم ذریت سے ہو یا امت سے خطیب ۔ امت سے۔

ابن عباس ۔ جب تم نے اُمت ہو کر دارالاسلام کو خراب کیا تو تمہیں جنت کی امید کیوں ہے؟

الغرض دونوں کے درمیان دیر تک گفتگو ہوتی رہی امیرالمومنین سو آدمی لے کر آئے جب ان کے مقابل پہنچے تو ابن کوا بھی سو آدمی لے کر آیا۔ حضرت نے فرمایا میں قسم دے کر پوچھتا ہوں جب انہوں نے مصاحف بلند کیے تو تم نے کہا ہم کتاب اللہ کو قبول کرتے ہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ اس قوم کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ جب تم نے میری بات نہ مانی تو میں نے حکمین سے شرط کی کہ وہ اسی چیز کو زندہ کریں جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اور اسے ماریں جسے قرآن نے مارا ہے۔ پس اگر وہ دونوں موافق قرآن حکم کرتے تو ہمارے لیے مخالفت کی کوئی وجہ نہ تھی اور جب ایسا نہ کیا ہم ان سے بری ہیں۔

انہوں نے کہا کہ خون کے معاملات میں لوگوں کو حکم بنانا آپ کے نزدیک عدل ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم نے لوگوں کو حکم نہیں بنایا تھا بلکہ قرآن کو بنایا تھا اور قرآن لکھا ہوا ہے بین الدفتین وہ خود نہیں بولتا لوگ اس کا مفہوم ادا کرتے ہیں انہوں نے کہا آپ یہ بتائیے آپ نے یہ اپنے اور ان کے درمیان مدت کیوں معین کی فرمایا اس لیے کہ جاہلوں کو علم ہو جائے اور عالم پر ثابت ہو اور اس لیے کہ شاید اس مدت میں اس اُمت کی اصلاح ہو جائے اور ان کے درمیان جو گفتگو ہو اس سے بعض لوگ ہماری طرف رجوع کریں۔

جب وہ لوگ راہِ راست پر نہ آئے تو آپ نے اپنا علَم ابو ایوب انصاری کو دیا۔ انہوں نے ندا دی جو اس علم کے نیچے آ جائے گا یا جماعت سے الگ ہو جائے گا اس کے لیے امان ہے۔ پس ان میں سے ۸ ہزار آدمی پلٹ آئے امیرالمومنینؑ نے حکم دیا کہ ان کو جدا رکھا جائے ایک امتیازی نشان کے ساتھ ہو اور پھر نہروان کا قصد کیا اور ایک تحریر عبداللہ بن عقب کے ہاتھ ان کے پاس بھیجی اور اس میں لکھا سعید وہ ہے جس کی رعیت بھی سعید ہو جائے اور شقی وہ ہے جس سے اس کی رعیت بھی شقی ہو جائے۔ نیک آدمی وہ ہے جو اپنے نفس سے ان میں بہتر ہو اور صاحبِ شرد وہ ہے جو بلحاظ اپنے نفس کے صاحب شر ہو اللہ کے اور کسی کے درمیان قرابت نہیں اور ہر نفس اپنے کیے ہوئے میں گرو ہے۔ حضرت نے ہر چند ان پر مہربانی کرنی چاہی مگر وہ اطاعت پر راضی نہ ہوئے اور پکار کر کہنے لگے علیؑ اور ان کے اصحاب سے مخاطبہ ترک کرو اور جنت میں جانے کی جلدی کرو اور انہوں نے الرواح الرواح الی الجنة کہنا شروع کیا امیرالمومنینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کوئی ہم میں سے پیش قدمی نہ کرے۔

سب سے پہلے خوارج میں سے اخنس طائی نکلا امیرالمومنین نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کیا۔ پھر عبداللہ بن وہب نکلا حضرت نے اسے بھی قتل کیا۔

اس کے بعد الوضاح ابن اوضاح ایک جانب سے اور اس کا چچازاد بھائی حرقوص دوسری طرف سے نکلا۔ آپ نے الوضاح کو قتل کر کے حرقوص کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اس کو کاٹ دیا اور وہ زمین پر گر پڑا اس کے مرتے ہی خارجی اس طرح تباہ ہوئے جیسے تیز آندھی میں راکھ یہ واقعہ ۹ رصفر ۳۸ھ کا ہے۔

امیرالمومنین نے فرمایا مخدج کو مقتولوں میں تلاش کرو لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔ حضرت نے فرمایا ہر طرف دیکھو ایک نے کہا

وہ مقتولوں میں نہیں ہے فرمایا واللہ میں نے جھوٹ نہیں بولا میرے پاس رسول کا بغلہ (خچر) لاؤ آپ اس پر سوار ہوئے اور مقتولوں میں تلاش کیا پھر فرمایا ڈھونڈو وہ یہیں ہے اس کو مقتولوں کے نیچے سے نکالا گیا۔ پس حضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

تاریخ قمی میں ہے کہ یہ شخص سیاہ فام تھا اور اس کے بدن پر بال تھے۔ ہاتھ لنجا تھا اور ایک پستان عورتوں کی سی تھی اور اس پر ایسے موٹے موٹے بال تھے جیسے چوہے کی دم۔ مسند موصلی میں ہے وہ حبشی اونٹ جیسا تھا اس کے کندھے پر عورت کی چھاتی جیسا غدود تھا۔ حضرت نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے۔

ابو داؤد اور ابن بطہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے پوچھا کوئی اس کو پہچانتا ہے۔ کسی نے نہ پہچانا ایک نے کہا میں نے اس کو حیرہ میں دیکھا تھا میں نے پوچھا تو کہاں جاتا ہے اس نے کوفہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا میرا وہاں کوئی جاننے والا نہیں حضرت نے فرمایا وہ از قسم جن ہے اور ایک روایت میں ہے از قسم شیطان ہے۔

مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ صفین سے لوٹے تو لوگوں نے امر حکمین پر غور کیا کسی نے کہا امیرالمومنین نے اپنے اہلبیت میں سے کسی کو کیوں نہ گفتگو کرنے کے لیے معین کیا۔ آپ نے حضرت امام حسنؑ سے فرمایا تم عبداللہ بن قیس اور عمرو عاص کے متعلق لوگوں کو بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا ان دونوں کو اس لیے بھیجا گیا تھا کہ کتاب اللہ کے مطابق حکم کریں گے لیکن انہوں نے حکم کیا خواہش نفسانی کے مطابق اور جو ایسا ہوا اس کو حکم نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ محکوم علیہ ہے اور بڑی غلطی کی عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ) نے کہ اپنی رائے ظاہر کی عبداللہ ابن عمر کے متعلق۔ اس نے غلطی کی تین باتوں کے بارے میں اوّل یہ کہ حضرت عمر عبداللہ کی خصلتوں سے خوش نہ تھے اسی لیے انہوں نے کہیں کی حکومت ان کو نہ دی پھر مہاجرین و انصار نے ان پر اجماع نہ کیا۔ حکومت تو اللہ کا ایک فرض ہے رسول اللہؐ نے خود سعد کو بنی قریظہ کے معاملہ میں حکم بنایا تھا انہوں نے جو حکم خدا تھا اس کے مطابق فیصلہ کیا رسول اللہؐ نے ان کو حکم جاری کیا اگر وہ حکم خدا کے خلاف حکم دیتے تو آنحضرتؐ اس کو کبھی نہ مانتے۔

اس کے بعد امیرالمومنینؑ نے عبداللہ بن عباس سے فرمایا اب کچھ تم ان کو سمجھاؤ انہوں نے کہا لوگوں حق کے لیے کچھ اہل ہوتے ہیں جو اس تک پہنچتے ہیں، کچھ لوگ اس پر راضی ہوتے ہیں اور کچھ نفرت کرتے ہیں ابو موسیٰ کو بھیجا گیا تھا تاکہ وہ خلافت والوں کو ہدایت کی طرف لائے اور عمرو عاص کو بھیجا گیا تھا ضلالت کی طرف سے تاکہ وہ ہدایت کو ضلالت میں بدل دے۔ جب دونوں ملے تو ابو موسیٰ ہدایت سے ہٹ گیا اور عمرو ضلالت پر ثابت قدم رہا واللہ اگر دونوں کتاب خدا کے مطابق حکم کرتے تو ٹھیک تھا لیکن انہوں نے اس کے خلاف کیا اور اگر وہ حکم کرتے اس رائے کے مطابق جس پر انہوں نے اتفاق کیا تھا تو یہ ایک غلط بات پر اتفاق ہوتا اور اگر وہ حکم کرتے بلحاظ اس کے جس کی طرف سے وہ بھیجے گئے تو ابو موسیٰ کے امام علیؑ تھے اور عمرو کا امام معاویہ تھا لیکن انہوں نے جنگ کو روکا اور زندگی کو محبوب رکھا۔

پھر عبداللہ بن جعفر نے فرمایا لوگو اس معاملہ میں تم کو علیؑ کی طرف نظر رکھنی چاہیے تھی نہ کہ ان کے غیر کی طرف تم عبداللہ بن قیس کو بیچ میں لے آئے اور تم نے کہا ہم تو اس کے سوا اور کسی پر راضی نہ ہوں گے تم بھی اس کو مانو قسم خدا کی ہم اس کے علم اور ضعف رائے کو جانتے تھے اور ہمیں اس سے کوئی امید حق فیصلہ کرنے کی نہ تھی تو کیا انہوں نے اہل عراق کی تباہی اور اہل شام کی بہتری کا سامان نہیں کیا۔ کیا انہوں نے حق علی کو نہیں مار کیا معاویہ کی باطل پرستی کو زندہ نہیں کیا لیکن حق افسوں گروں کے منتروں اور شیطان کی پھونکوں سے نہیں جاتا میں آج بھی اسی طرح علیؑ کے ساتھ ہوں جس طرح کل تھا۔

اس کے بعد امیرالمومنینؑ نے بلند آواز سے خطبہ پڑھا اور فرمایا لوگو جہاد کے لیے تیار ہو جاؤ میں نے آج جنگ کا ارادہ کیا ہے پس جو اللہ کی طرف جانا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ نکل کر آئے۔

حضرت نے امام حسینؑ کو دس ہزار پر سوار بنایا اور قیس ابن سعد کو دس ہزار پر اور ابوایوب کو دس ہزار پر اور اس کے علاوہ اور لوگوں کی ماتحتی میں بھی کچھ لوگ دیئے اور وہ صفین کی طرف پھر جانا چاہتے تھے کہ ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت علیؑ کی بیعت کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ صلعم کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا آپ امیرالمومنین ہیں اور آنحضرتؐ کے بعد سب سے زیادہ احق و اولیٰ آپ ہی ہیں آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم بیعت کریں واللہ ہم آپ کے حکم پر جان دیدیں گے۔ حضرت نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو کل میرے پاس حلق راس کر کے آؤ پس سلمان و ابوذر و مقداد کے اور کسی نے ایسا نہ کیا۔ دوسری بار لوگ پھر آئے اور وہی باتیں کیں اور آپ نے پھر وہی جواب دیا پس تین کے سوا اور کسی نے تعمیل نہ کی اس کا ذکر ابوجعفر طوسی نے کتاب اخبار الرجال میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد سب نے ارتداد کیا سوائے سلمان و ابوذر و مقداد کے معرفۃ الرجال کشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پھر خلق کیا۔ ابوسنان و عمار و اشتر و ابوعمرہ نے پس یہ سات ہو گئے۔

جمل انساب الاشراف میں ہے جب عثمان مقتول ہوئے تو لوگ حضرت علیؑ کے پاس بیعت کو آئے اور حضرت کا ہاتھ کھینچا آپ نے رد کا چند بار ایسا ہوا یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔

تمام تاریخوں میں ہے کہ سب سے پہلے بیعت کرنے والے طلحہ تھے جن کی انگلی یوم احد میں کٹ جانے سے ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ ایک اعرابی نے دیکھا تو کہا اس بیعت کی ابتدا دستِ مشلول سے ہوئی ہے فال نیک نہیں اس کے بعد لوگوں نے مسجد میں آپ سے بیعت کی۔

مروی ہے کہ جب آپ کی بیعت ہو چکی تو مغیرہ بن شعبہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا معاویہ صاحب اثر ہے اور آپ سے پہلوں نے اسے شام کا حاکم بنایا ہے لہذا آپ بھی اس کی حکومت برقرار رکھیں تاکہ امر اسلام رونق پذیر ہو بعد میں اگر آپ چاہیں تو اسے معزول کر دیں امیرالمومنین نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا تو کیا خدا مجھ سے اس کی ظالمانہ حکومت کے متعلق باز پرس نہ کرے گا۔

حضرت علیؑ کا مزاح

روز فتح مکہ آپ کو خبر ملی کہ خانہ ام ہانی میں حارث بن ہشام۔ قیس بن سایب اور کچھ لوگ مخزوم کے پناہ گزیں ہیں آپ ہتھیار لگائے وہاں پہنچے آواز دی کہ جن کو تم نے پناہ دی ہے ان کو نکالو وہ لوگ خوف سے پیلے پڑ گئے۔ ام ہانی نکل کر آئیں اور وہ حضرت کو نہ پہچانیں کہنے لگیں اے بندۂ خدا میں اُم ہانی رسول کی چچا زاد بہن ہوں اور امیر المومنین کی بھی بہن ہوں میرے گھر سے واپس جاؤ۔ حضرت نے کہا ان کو نکالو انہوں نے کہا میں تیری شکایت رسول اللہؐ سے کروں گی پس آپ نے خود سر سے اُتار لیا اب ام ہانی نے پہچانا بھائی سے لپٹ گئیں کہنے لگیں میں نے قسم کھائی ہے کہ رسول اللہؐ سے شکایت کروں گی فرمایا تم رسول کے پاس جاؤ اور شکایت کرو تاکہ قسم سے بری ہو جاؤ وہ آنحضرتؐ کے پاس آئیں حضرت نے کہا تم علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو علیؑ نے خدا اور رسول کے دشمنوں کو ڈرایا اللہ کے نزدیک علیؑ کی سعی مشکور ہے اور میں نے پناہ دی ان لوگوں کو جن کو ام ہانی نے پناہ دی گویا علیؑ نے ان کو پناہ دی۔

ایک شخص نے اپنے کسی عزیز کے متعلق حضرت سے پوچھا آپ نے فرمایا کل رات اس کا توفی واقع ہوا۔ یہ سن کر آپ نے یہ آیت پڑھی اَللّٰہُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا (سورہ الزمر ۴۲/۳۹) یعنی توفی نوم میں بھی واقع ہوتا ہے۔

ایک شخص کو آپ نے دیکھا کہ بکرے کے گلے میں اپنا عمامہ باندھے ہوئے آپ کے پاس آیا فرمایا ہم تین میں ایک بیوقوف ہے لیکن میں اور بکرا نہیں۔

ایک شخص نے شکایت کی کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ رات خواب میں میری ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہے فرمایا تو اس کے سایہ پر حد جاری کر۔

بکر بن وائل کے ایک شخص نے کہا آپ نے انصاف سے تقسیم نہیں کیا اور نہ رعایا کے درمیان عدل کیا فرمایا جو کچھ لشکر میں تھا وہ تو تقسیم کر دیا البتہ اموال و نساء و اولاد کو میں نے چھوڑ دیا (یہ جنگ جمل کی تقسیم کے متعلق ہے)

حضرت علیؑ کے مناقب متعلق بآخرت

حضرت علیؑ کی محبت

وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً (سورہ التوبہ ۱۶/۹) یہ امیر المومنینؑ کے بارے

میں ہے۔

تفسیر ثعلبی اور سدی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آیہ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا (سورہ الشوریٰ ۴۲/۲۳) میں مراد مودت آل محمد علیہم السلام ہے۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا حسنہ سے مراد محبت اہل بیت علیہم السلام ہے۔

ابو تراب نے حدائق میں اور خوارزمی نے اربعین میں انس سے۔ دیلمی نے فردوس میں معاذ سے اور ایک جماعت نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا حب علي بن أبي طالب حسنة لا تضر معها سيئة و بغضه سيئة لا تنفع معها حسنة (علیؑ کی محبت ایسی نیکی ہے کہ اس کے ہوتے کوئی بدی نقصان نہیں پہنچاتی اور ان سے بغض ایسی بدی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی)

کتاب ابن مردویہ میں زید بن علی سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

فرمایا حضرت رسول خدا نے امیرالمومنین سے اگر کوئی بندہ اتنی مدت عبادت کرے جتنے دن نوح اپنی قوم میں ٹھہرے یعنی ڈھائی ہزار برس اور اس کے کوہ احد کی برابر سونا ہو اور وہ اس کو راہ خدا میں خرچ کر دے اور اس کی عمر اتنی طولانی ہو کہ وہ ایک ہزار حج پا پیادہ بجا لائے اور صفا و مروہ کے درمیان مظلوم قتل ہو لیکن اے علیؑ اگر اس کے دل میں تیری محبت نہیں تو بوئے جنت نہ سونگھے گا اور اس میں داخل نہ ہوگا۔

تاریخ نسائی اور شرف المصطفیٰ میں ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا اگر کوئی رکن و مقام کے درمیان ہزارہا سال عبادت کرے اور تم سے اے علی محبت نہ رکھتا ہو اور ہم اہل بیت کا دوست نہ ہو تو خدا اس کو اوندھے منہ جہنم میں دھکیل دے گا۔

حسان بن سدیر نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس کے دل میں محبت علیؑ ہو اس کا اگر کوئی قدم پھسلے گا تو خدا اس کو قائم کر دے گا۔

الفردوس اور رسالہ القوامیہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا محبت علیؑ گناہوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

کتاب خطیب خوارزمی اور شیرویہ دیلمی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا جبریل میرے پاس ایک سبز کاغذ لائے اس پر بقلم سفید لکھا ہوا تھا میں نے محبت علیؑ کو اپنی مخلوق پر فرض کر دیا ہے پس میرا یہ حکم لوگوں تک پہنچا دو۔

معجم طبرانی میں ہے کہ حضرت فاطمہؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا بے شک اللہ تم پر مباہات کرتا ہے اور علیؑ پر خاص کر میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا میں اپنی قوم کو خوف زدہ کرنے نہیں آیا اور نہ اپنے قرابت داروں سے رعایت کرنے جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ پورا پورا سعید وہ ہے جو علیؑ کو ان کی زندگی میں اور بعد موت دوست رکھے اور پورا پورا شقی وہ ہے جو ان کو زندگی میں

اور بعد موت دشمن رکھے۔

حذیفہ یمانی نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ نے مخلوق پر پانچ چیزیں فرض کی ہیں ان میں سے تم چار کو لوگے اور ایک کو چھوڑ دوگے لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں فرمایا نماز، روزہ زکوٰۃ اور خمس اور پانچویں جو تم چھوڑ دوگے وہ ولایت علیؑ ہے انہوں نے پوچھا کیا وہ واجب ہے فرمایا ہاں۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا تم میں کون ہے جو صائم النہار اور قائم الیل ہے اور قرآن کو رات میں ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ یہ سن کر کچھ لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ ایک مرد فارسی ہے گروہ قریش ہم پر فخر کرنا چاہتا ہے وہ اپنے ان دعووں میں جھوٹا ہے۔ حضرت نے فرمایا ٹھہرو اے فلاں سلمان کی مثل تم میں کون ہے وہ لقمان حکمت ہے اس سے پوچھو وہ بتائے گا اس نے کہا اے سلمان میں اکثر ایام میں تم کو کھاتے اور راتوں کو سوتے دیکھا ہے اور اکثر ایام میں خاموش دیکھا ہے۔ سلمان نے کہا ایسا نہیں ہے جیسا تم نے سمجھا ہے بلکہ صورت یہ ہے کہ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں اور اللہ فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (سورہ الانعام ۱۶۰/۶) جو ایک نیکی کرے گا اس کو دس گنا ثواب ملے گا اور میں ماہ رجب و شعبان کو رمضان سے ملاتا ہوں پس یہ صوم الدہر ہے اور میں نے رسول سے سنا ہے جو رات کو با طہارت سویا گویا اس نے تمام رات عبادت کی میں ایسا ہی کرتا ہوں اور میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ حضرت علیؑ سے فرمایا تمہاری مثال میری امت میں قل ھو اللہ احد کی سی ہے کہ جس نے ایک بار پڑھا گویا تہائی قرآن پڑھ لیا اور جس نے دو بار پڑھا اس نے دو تہائی قرآن ختم کیا اور جس نے تین بار پڑھا اس نے پورا قرآن ختم کر لیا۔ اسی طرح اے علی جس نے تمہیں زبان سے دوست رکھا اس کا ایک ثلث ایمان کامل ہوا اور جس نے زبان اور دل سے دوست رکھا اس کا دو ثلث ایمان کامل ہوا اور جس نے زبان اور دل سے دوست رکھا اور ہاتھوں سے تمہاری مدد کی اس کا ایمان کامل ہوا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اے علی اگر زمین تمہیں اتنا ہی دوست رکھتے جتنا اہل آسمان تو خدا کسی کو دوزخ میں نہ ڈالتا اور میں سورہ قل ھو اللہ احد تین بار پڑھتا ہوں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک یہودی حضرت علیؑ سے شدید محبت رکھتا تھا وہ بغیر مسلمان ہوئے مر گیا۔ خدا نے رسول کو خبر دی کہ جنت میں تو اس کا کوئی حصہ نہیں لیکن آتش جہنم کی تیزی اس پر کم کر دی جائے گی۔

فردوس دیلمی میں ابو صالح سے مروی ہے کہ جب ابن عباس کی وفات کا وقت قریب آیا تو کہا خداوندا میں محبت علیؑ کے ذریعے سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔

حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ یحییٰ بن کثیر حضرمی نے بیان کیا میں نے خواب میں زبید بن الحارث الشامی کو دیکھا میں نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے اس نے کہا رحمت خدا شامل حال ہے میں نے پوچھا کس عمل کی بدولت اس نے کہا نماز اور محبت علی۔

مروی ہے کہ جبریل نے کہا یا رسول اللہ خدا فرماتا ہے کہ محمد میری رحمت کا نبی ہے اور علیؑ میری حجت کا قائم کرنے والا ہے

اس کے دوست کو میں معذب نہ کروں گا اگرچہ وہ میری نافرمانی کرے اور اس کے دشمن پر رحم نہ کروں گا اگرچہ میری اطاعت کرے۔

حلیۃ الاولیا۔ فضائل احمد اور خصائص نطنزی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جو میری طرح زندہ رہنا اور میری طرح مرنا چاہتا ہے اور جنت خلد میں جس کا وعدہ خدا نے کیا ہے رہنے کا خواہش مند ہے اس کو چاہیے کہ علیؑ سے اور ان کے بعد ہونے والے اوصیا سے محبت کرے وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔

شریک بن عبداللہ نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ علیؑ جنت کی ایک شاخ ہیں جس نے ان سے تمسک کیا وہ اہل جنت سے ہے۔

ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ خدا نے ایک نور کی چھڑی پیدا کی ہے اور اس کو عرش کے درمیان آویزاں کیا ہے اس کو نہیں پا سکتا کوئی سوائے علیؑ اور ان کے دوستوں اور شیعوں کے اور ان ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ارکان عرش تک کوئی نہیں پہنچ سکتا مگر علیؑ اور ان کے دوست۔

زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جو تمسک چاہتا ہے اس سرسبز شاخ سے جس کو اللہ نے جنت عدن میں اپنے ید قدرت سے لگایا ہے اس کو چاہیئے کہ علیؑ سے محبت کرے۔

زمخشری نے ربیع الابرار میں جناب عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ علیؑ کی طرف دیکھتے تھے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اور ابانہ میں ابن بطہ نے معاذ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ علیؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

عمارؓ معاذ اور عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

خرکوشی نے شرف النبی میں لکھا ہے کہ ابوذر نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ نظر کرنا علیؑ کی طرف عبادت ہے اور ان کے والدین کی طرف رافت اور رحمت دیکھنا عبادت ہے قرآن کو دیکھنا عبادت کعبہ کو دیکھنا عبادت۔

ابوذر سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اس امت میں علیؑ کی مثال کعبہ کی ہے جس کی طرف دیکھنا عبادت اور اس کا حج کرنا عبادت ہے علیؑ کی طرف دیکھنا خدا کی عبادت ہے۔

ذکر اطاعت و عصیان علیؑ

زیاد بن منذر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آیہ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (سورہ الانفال ۸/۲۴) دعوت علیؑ کی طرف بلانا ہے۔

ابان بن عثمان نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آیہ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ (سورہ المزمل ۷۳/۱۱) میں مراد ہیں،

ولایت علی کی تکذیب کرنے والے۔

مجاہد نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

سمعانی نے فضائل صحابہ میں ابوذر سے روایت کی ہے علیؑ کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا کہ علیؑ کی مخالفت نہ کرو ورنہ کافر ہو جاؤ گے اور دوسروں کو ان پر تفضیلت نہ دو ورنہ مرتد ہو جاؤ گے۔

البذار اور ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے علیؑ سے جدائی اختیار کی اس نے مجھ سے جدائی اختیار کی اور جس نے مجھ سے جدائی اختیار کی اس نے خدا سے جدائی اختیار کی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ جس نے تمہاری مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی اور جس نے میری مخالفت کی اس نے خدا کی مخالفت کی۔

ابو طالب ہروی نے علقمہ اور ابو ایوب سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے عمار سے کہا میرے بعد فتنہ برپا ہوگا آپس میں تلوار چلے گی اور ایک دوسرے کو قتل کرے گا اور بعض بعض سے براءت حاصل کرے گا جب یہ حال ہو تم علیؑ کا ساتھ دینا اگر سب ایک وادی کی طرف جائیں تو تم سب الگ ہو کر علیؑ والی وادی میں چلنا اے علیؑ تمہیں راہِ ہدایت سے نہ ہٹائے گا اے عمار علیؑ کی اطاعت میری اطاعت اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے روایت کی ہے کہ جب آیہ الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ سورہ العنکبوت ۲۹/۱و۲) نازل ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ یہ فتنہ کیا ہے اے علیؑ تم پر مصیبت آئے گی تم سے لوگ خصومت کریں گے پس تم اس کے لیے تیار رہو۔

جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب میرے بعد لوگ فلاں کو اپنا والی بنا لیں گے عرض کی یہ میری تلوار ہے اس سے میں ان کی خبر لوں گا آنحضرتؐ نے فرمایا لڑنے سے بہتر تمہارے لیے صبر ہوگا فرمایا اگر صبر بہتر ہے تو میں صبر کروں گا۔ پھر حضرت نے فرمایا اے علیؑ اس وقت کیا کرو گے جب لوگ تمہاری بیعت کر کے توڑ دیں گے یہ سن کر حضرت علیؑ خاموش ہوئے حضورؐ نے فرمایا اب تلوار سے کام لینا۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ قیس بن سعد نے کہا حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کے سامنے حکومت کے معاملے میں سب سے پہلا شکایت کرنے والا میں ہوں گا۔

کتاب احمد بن عبداللہ موذن میں ابو معاویہ عزیز سے اس نے اعمش سے اس نے ابوہریرہ اور ابن عباس سے اور تفسیر ابن جریج اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ○ (سورہ والتین ۹۵/۸) کی تفسیر

میں حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ روزِ قیامت علیؑ حجابِ عظمت سے ہنستے ہوئے نکلیں گے اور بارگاہِ باری میں عرض کریں گے میرے معاملہ میں اے احکم الحاکمین انصاف کر۔

علیؑ روزِ قیامت اپنے دشمنوں کو داخل جہنم کریں گے اور اپنے اہل بیت اصحاب اور شیعوں کی شفاعت کریں گے ان اخبار سے آپ کی اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

حضرت علیؑ سے بغض

جناب جابر سے مروی ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (سورہ النحل ۱۶/۲۲) کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ولایت علی سے انکار کیا اور آیہ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (سورہ الحجر ۹۵/۱۵) کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ ولایت علیؑ کا استہزا کرتے تھے اور کہتے کہ یہ محمدؐ کی اہل ہیں منتخب ہیں اور آنکھوں سے حقارت آمیز اشارے کرتے تھے آیہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورہ آل عمران ۳/۳۱) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں مراد ہے اتباع رسول ولایت علیؑ کے قبول کرنے میں۔

ابن بطہ نے بانہ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علی میری اُمت اگر تم سے بغض رکھے گی تو خدا ان لوگوں کو اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیگا

عطیہ ابن سعید نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس نے اہل بیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔

ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جو من زعم انه پر ایمان لایا اور علیؑ سے بغض رکھا وہ جھوٹا ہے مومن نہیں اور یہ فرمایا جو اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا علیؑ سے بغض رکھتا ہوگا وہ یہودی ہے۔

ابن عباس ام سلمہ اور سلمان سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا جھوٹا ہے وہ جو مجھے دوست رکھتا ہے اور علیؑ سے بغض۔

آیہ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ (سورہ البقرہ ۲/۸۷) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا فرمایا جس کو لوگوں کا دل نہیں چاہتا تھا وہ محبت علیؑ ہے اور حق کو جھٹلایا اور قتل کیا وہ آل محمدؐ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا رسولؐ اللہ نے لوگوں کو ولایت علیؑ کی طرف بلایا قوم نے اس کو ناپسند کیا اور چہ میگوئیاں کیں پس خدا نے یہ آیت نازل کی۔ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ○ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ (سورہ الجن ۲۲،۲۱/۷۲) ان عصيته فيما امرني به الآيات. (سورہ الجن ۲۲،۲۱/۷۲) اے رسول کہہ دو میں

نہ تمہارے نقصان پر قادر ہوں اور نہ نفع پر) اور کہہ دو خدا نے مجھے جس امر کا حکم دیا ہے اگر میں اس میں خدا کی نافرمانی کروں تو کوئی ہرگز مجھے خدا کے عذاب سے پناہ نہ دے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیہ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (سورہ طہ ۲۰/۱۳۰) میں یہ تعلیم ہے کہ ولایت علیؑ کے بارے میں جو لوگ چہ می گوئیاں کر رہے ہیں اے رسول ان پر صبر کرو۔

ابن بطہ نے (چھ طریق سے) ابن ماجہ، ترمذی، بخاری، احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ہواؤں کو چلایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھ سے (علیؑ سے) نہ محبت کرے گا مگر مومن اور نہ بغض رکھے گا مگر منافق۔ اور بہت سی کتابوں میں بھی یہ حدیث نقل ہوئی ہے۔

کتاب ابراہیم ثقفی میں انس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مومن تم سے بغض نہ رکھے گا اور منافق محبت نہ کریگا اگر تم نہ ہوتے تو یہ حزب اللہ کی پہچان نہ ہوتی۔

رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ تمہاری محبت تقویٰ اور ایمان ہے اور تمہارا بغض کفر و نفاق۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورہ العنکبوت ۲۹/۱۱) یعنی ولایت علی کو جانیں گے۔ وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ (سورہ العنکبوت ۲۹/۱۱) یعنی جن لوگوں نے انکار علیؑ کیا ان کو بھی بتا دیا جائے گا۔

اور رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومنوں کی پہچان نہ ہوتی۔

بلاذری، ترمذی اور سمعانی میں ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ ہم منافقوں کو بغض علیؑ سے پہچانتے۔

یہی روایت ابانہ عکبری۔ کتاب ابن عقدہ اور فضائل احمد میں جابر اور ابو سعید خدری سے منقول ہے۔

ابو بکر مردویہ نے احمد بن محمد بن صباح نیشاپوری سے اس نے عبداللہ بن احمد حنبل سے اس نے احمد سے روایت کی کہ میں نے شافعی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے انس سے سنا کہ انہوں نے کہا ہم نے حرامی کو نہیں پہچانا مگر بغض علیؑ سے۔

انس کہتے ہیں بعد جنگ خیبر ایک شخص اپنے لڑکے کو کاندھے پر سوار کئے حضرت علیؑ کی طرف آیا اور ان پر نظر کر کے انگلی کے اشارہ کے ساتھ کہا کیا تو ان کو دوست رکھتا ہے میں نے کہا اگر یہ نعم کہہ دے تو اسے قبول کرو ورنہ اسے زمین پر دے پٹک۔

سروی نے عربیین میں لکھا ہے کہ عبادہ بن صامت نے کہا ہم اپنی اولاد کا حال محبت علیؑ سے جان لیتے تھے۔ اگر یہ دیکھتے کہ اس میں محبت علیؑ نہیں تو سمجھ لیتے کہ اس میں رشد و صلاحیت نہیں۔

طبری میں اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا تین آدمی مجھ سے محبت نہیں رکھیں گے ایک ولد الزنا دوسرے منافق تیسرے حیضی بچہ۔

عبادہ بن یعقوب نے یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے

علیؑ نہیں بغض و عداوت رکھے گا تم سے مگر کافر و منافق یا ولدالزنا۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو گمان کرے کہ مجھے دوست رکھتا ہے اور تم سے عداوت رکھتا ہے۔

حضرت علیؑ کو اذیت دینا

واحدی نے اسباب النزول میں اور مقاتل بن سلیمان اور ابوالقاسم قیشری نے اپنی اپنی تفسیروں میں آیہ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (سورہ احزاب ۳۳/۵۸) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ علیؑ کے بارہ میں ہے منافقوں میں سے ایک حضرت کو ستاتا بدگوئی کرتا اور آپ کو جھٹلایا کرتا تھا اور مقاتل کی روایت میں ہے کہ مومنین و مومنات سے مراد علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۸) کا مطلب یہ ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ کے ستانے والوں کو یہ سزا دی جائے گی کہ جہنم میں ان کے اجسام میں خارش پیدا ہوگی وہ اتنا کھجائیں گے کہ ان کے ناخن گھس جائیں گے۔ پھر بھی وہ کھجائیں گے یہاں تک کہ ان کی کھالیں پھٹ جائیں گی پھر کھجائیں گے یہاں تک کہ ہڈیاں نمودار ہو جائیں گی اور وہ کہیں گے یہ کیسا عذاب ہم پر نازل ہوا ہے فرشتے ان سے کہیں گے اے گروہ اشقیا یہ تم کو بغض آلِ محمدؐ کی سزا دی جا رہی ہے۔

تفسیر ضحاک اور مقاتل میں ابن عباس سے یہ آیہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۷) کی شانِ نزول میں کہا ہے کہ جب منافقوں نے کہا کہ محمدؐ تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے اہل بیت کی زبانوں کی پوجا کریں تو یہ آیت نازل ہوئی جس کا آخری جزو یہ ہے لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۷) (فی جہنم) اور تفاسیر کثیرہ میں ہے کہ یہ آیت بھی حضرت علیؑ کے دشمنوں کے بارے میں ہے لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا (سورہ الاحزاب ۶۰/۳۳) (یعنی خدا ان کو ہلاک کرے گا) ملعونین اینما ثقفوا یعنی تمہارے بعد اے محمد یہ پکڑے جائیں گے اور قتل کیے جائیں گے چنانچہ ان کو امیرالمومنین نے قتل کیا پھر خدا فرماتا ہے سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ (سورہ الاحزاب ۳۸/۳۳) یعنی یہ آئمہ کفر ان ہی لوگوں کی طرح ہیں جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی تھی پس خدا نے موسیٰ کو ان کے الزاموں سے بری کیا۔

محمد بن عبداللہ انصاری اور جابر انصاری سے ابو نصر کی کتاب الفضائل میں اور نطنزی نے خصائص میں جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا میں علیؑ کو اذیت دیتا تھا تو رسولؐ اللہ نے کہا اے عمرؓ تم نے مجھے اذیت دی ہے میں نے کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں رسول کو اذیت دینے سے فرمایا علیؑ کی اذیت میری اذیت ہے۔

عکبری نے ابانہ میں سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ میں دو اور شخصوں کے ساتھ مسجد میں تھا ہم علیؑ کی مذمت کر رہے تھے رسول اللہؐ غضبناک ہمارے پاس آئے اور فرمایا تمہارا میرا کیا معاملہ ہے جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

الحاکم الحافظ نے امالی میں ابوسعید واعظ نے شرف المصطفیٰ میں نطنزی نے خصائص میں زید بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی بن الحسینؑ نے مجھ سے بیان کیا حسینؑ بن علیؑ نے ان سے بیان کیا حضرت علیؑ نے کہ جس نے ابوالحسن کو ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ستایا اور جس نے اللہ کو ستایا اس پر خدا و تمام اہل سموات و ارض کی لعنت۔

ترمذی نے جامع میں ابونعیم نے حلیہ میں بخاری نے صحیح میں موصلی نے مسند میں احمد نے فضائل میں خطیب نے اربعین میں عمران بن حصین، ابن عباس اور بریدہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن بریدہ اسلمی نے رسول اللہؐ سے مال غنیمت کے سلسلہ میں حضرت علیؑ کی شکایت کی آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ داہنی جانب پھر بائیں جانب اور پشت کی طرف آئے آپ اعراض فرماتے رہے پھر انہوں نے سامنے کھڑے ہو کر شکایت کی حضرت کو غصہ آیا اور چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور فرمایا اے بریدہ تجھے کیا ہو گیا کہ آج تو خدا کے رسول کو اذیت دے رہا ہے کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی - اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۷) (جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی دنیا و آخرت میں ان پر خدا کی لعنت اور ان کے لیے دردناک عذاب مہیا کیا گیا ہے) کیا تجھے معلوم نہیں کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے خدا کو اذیت دی تو اللہ پر لازم ہے کہ اسے نارِ جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کرے۔ اے بریدہ تو زیادہ جانتا ہے یا اللہ کیا لوح محفوظ کے پڑھنے والے زیادہ عالم ہیں یا تو ملک الارحام زیادہ عالم ہیں یا تو اے بریدہ تو زیادہ عالم ہے یا علیؑ کی حفاظت کرنے والے فرشتے اس نے کہا وہی زیادہ عالم ہیں فرمایا جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ کرام کاتبین نے جب سے علی پیدا ہوئے ہیں ان کی کوئی خطا نہیں لکھی آگاہ ہو علیؑ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے ہر مومن کے ولی ہیں۔

حضرت علیؑ کے حاسد

آیہ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ (سورہ الزمر ۳۹/۶۰) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے ولایت علیؑ کا انکار کیا اور آیہ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ (سورہ البقرہ ۲/۱۶۷) کے متعلق فرمایا وہ لوگ عند الموت سخت عذاب دیکھیں گے ان سے مراد وہ اصحاب صحیفہ ہیں جنہوں نے مخالفت علیؑ کے متعلق تحریر لکھی تھی وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (سورہ البقرہ ۲/۱۶۷) (یہ جہنم سے

نکلیں گے نہیں) اللہ تعالٰی ان اصحاب صحیفہ کے دلوں کا حال جانتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً (سورہ الملک ۶۷/۲۷) کے متعلق فرمایا جب یہ حاسد لوگ روز قیامت علیؑ کی قربت و منزلت دیکھیں گے تو ان کافروں کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے اور ولایت علیؑ کے بارے میں جو فروگزاشت ہوئی ہوگی اس پر حسرت سے اپنے ہاتھ کاٹیں گے۔

ابوالفتح رازی نے روض الجنان میں ابن عباس سے یہ آیہ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (سورہ النساء ۴/۵۴) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہ رسول اللہ اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے

ابو علی طبرسی نے مجمع البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد نبی اور ان کی آل ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ فضل سے مراد اس آیت میں آنحضرتؐ کی نبوت اور علیؑ کی امامت ہے۔

ابن سیرین نے انس سے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے علیؑ سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا اس نے کفر کیا اور ایک حدیث میں ہے جس نے مجھ سے حسد کیا وہ داخل جہنم ہوا۔

ابو زید نحوی نے خلیل ابن احمد سے پوچھا اصحاب محمد کی اولاد ایسی ہے جیسے ایک ماں کی اولاد اور علیؑ ان میں دب کر رہ گئے ہیں انہوں نے کہا وہ از روئے اسلام ان سے مقدم ہیں اور از روئے شرف برتر ہیں اور از روئے علم فائق ہیں اور از روئے حلم مرجح ہیں اور رسول اللہ سے قریب تر رہتے ہیں مسلمانوں کے درمیان ان کا ایک مقام خاص ہے ان کا نور سب کے نور پر غالب ہے اور ہر شئیہ صافی پر ان کا غلبہ ہے اور لوگ اپنے اشکال پر زیادہ مائل ہیں۔

یوم صفین کسی نے امیرالمومنین سے پوچھا امر خلافت سے قوم نے آپ کو کیوں ہٹایا حالانکہ آپ کتاب و سنت کے سب سے زیادہ عالم ہیں فرمایا دولت و حکومت کی حرص بعض لوگوں پر غالب آئی اور بعض نے اسے برا سمجھا اور سب سے اچھا حکم اللہ کا ہے اور سب کے سردار محمدؐ ہیں۔

امام محمد باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ (سورہ الرعد ۱۳/۱۹) (یعنی علیؑ) كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى (سورہ الرعد ۱۳/۱۹) (یعنی ان کے دشمن) اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورہ الرعد ۱۳/۱۹) (یعنی وہ آئمہ جن کے قلوب میں ایمان کا تخم بویا گیا۔

رسول اللہ نے اصحاب سے فرمایا تم میں کون ہے کہ میری وصیت قبول کرے اور اس امر رسالت میں میرا وزیر ہو میرے قرض کو ادا کرے میرے وعدوں کو پورا کرے اور میرا قائم مقام بنے۔ دو آدمیوں نے سلمان سے کہا محمد کیا کہہ رہے ہیں امیرالمومنین نے جب حضورؐ سے یہ کلمات سنے تو کھڑے ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے سینہ سے لگا لیا اور فرمایا بے شک اے علیؑ تم اس کے اہل ہو خدا نے یہ آیت نازل کی۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ (سورہ الانعام ۶/۲۵) وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (سورہ التوبہ ۹/۸۷)

آیہ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ (سورہ ہود ۵/۱۱) کے متعلق امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا جب یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی تو لوگوں کے سینے تنگی کرنے لگے تاکہ وہ رسول کی بات نہ سنیں اور آنحضرتؐ سے چھپنے لگتے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب رسول فضائل علیؑ بیان کرتے یا اس آیت کو پڑھتے جو ان کی شان میں نازل ہوئی تو کپڑے جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے خدا فرماتا ہے يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (سورہ ہود ۵/۱۱)

جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے جو لوگ ولایت علیؑ کے منکر تھے ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چیز تمہیں جہنم کی طرف لے جا رہی ہے

شعبی نے کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا علیؑ کے بارے میں کیا کریں اگر ہم ان سے محبت کرتے ہیں تو فقیر ہوئے جاتے ہیں اور بغض رکھتے ہیں تو کافر بنتے ہیں۔

نظام نے کہا علی متکلم کے لیے مصیبت بن گئے ہیں اگر حق تعریف ادا کرتا ہے تو غالی کہلاتا ہے اور حق سے گھٹاتا ہے تو برا کرتا ہے یہ منزل دقیقۃ الوزن ہے عادۃ الشان مگر حاذق الدین کے لیے۔

ابو الغیلان نے علی بن مبہم سے کہا تو علیؑ سے اس لیے بغض رکھتا ہے کہ وہ فاعل و مفعول کو قتل کرتے تھے تو ان میں سے ایک ہے اس نے کہا اور تو مخنث ہے

علیؑ پر ظلم کرنے والے اور قتال کرنے والے

شوہانی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عطائے مکی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (سورہ الحجر ۲/۱۵) کے متعلق پوچھا فرمایا روز قیامت منادی ندا کرے گا آگاہ ہو جنت میں نہ داخل ہوگا مگر مسلم یعنی ولایت علی کو قبول کرنے والا۔ اسی کے متعلق یہ آیت ہے اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ الفرقان ۸/۲۵) یعنی جنہوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کیا وَرَاَوُا الْعَذَابَ (سورہ البقرہ ۱۶۶/۲) یعنی ولایت علی سے انکار کا خواب هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ (سورہ الشوریٰ ۴۴/۴۲) یعنی وہ کہیں گے اگر ہم دنیا کی طرف لوٹا دیئے جائیں تو ضرور علیؑ کو دوست رکھیں گے پھر خدا فرماتا ہے وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (سورہ الشوریٰ ۴۴/۴۲) یعنی ان کی ارواح کو جہنم کے سامنے کیا جائے گا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ (سورہ الشوریٰ ۴۵/۴۲) یعنی وہ بڑی عاجزی اور ذلت کے ساتھ علیؑ کی طرف دیکھتے ہوں گے مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۚ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (سورہ الشوریٰ ۴۵/۴۲) یعنی آل محمدؐ پر ایمان والے کہیں گے کہ آل محمد کے حق کو غصب کرنے والے اب دردناک عذاب میں ہیں۔

حکانی نے شواہد التنزیل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیہ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً (سورہ الانفال ۸/۲۵) نازل ہوئی تو حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد علی کے اوپر ظلم کیا تو اس نے میری اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کی نبوت سے انکار کیا اور کتاب ابو عبداللہ محمد بن سراج میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جس نے میری اس مجلس میں علیؑ پر ظلم کیا اس نے میری اور تمام انبیاء کی نبوت سے انکار کیا۔

مروی ہے کہ حضرت علیؑ کی عیادت کے لیے حضرت رسولؐ خدا تشریف لائے حضرت عمرؓ بھی ساتھ تھے انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ اس مرض سے اچھے ہوتے نظر نہیں آتے حضرت نے فرمایا اے عمرؓ خدا کی قسم اس وقت تک نہ مریں گے جب تک غیظ میں نہ بھر لیں گے اور لوگوں کا عذر نہ دیکھ لیں اور میرے بعد لوگوں کے مظالم پر صبر نہ کر لیں۔

تاریخ بغداد اور کتاب ابراہیم ثقفی میں ابو ادریس سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا میری اُمت عنقریب تم سے غدر کرے گی اور حارث بن الحصین سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے علی میرے بعد تم پر یہ مصیبتیں نازل ہوں گی میں نے کہا میرے پاس دو دھاری تلوار ہے میں قتل ہونا اور ذلیل ہونا گوارا نہ کروں گا فرمایا اے علی صبر سے کام لینا۔ میں نے کہا اچھا میں صبر ہی کروں گا۔ زیدیہ معتزلہ میں سے نظام و بشر مرجیہ میں سے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور بشر وغیرہ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ بعد رسول علیؑ کو لڑائیوں میں بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور یقیناً ان کا قاتل غلطی پر تھا۔

ابو بکر باقلانی اور ابن ادریس نے کہا ہے کہ جس نے امر خلافت میں علیؑ سے تنازع کیا وہ باغی تھا۔

تلخیص شافی میں ہے کہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ جس نے امیرالمومنینؑ سے حرب کی وہ کافر ہے اور دلیل یہ ہے کہ جس نے ان سے جنگ کی اس نے ان کی امامت سے انکار کیا اور اس کو اپنے سے دفع کیا اور دفع امامت کفر ہے جیسے دفع نبوت کفر ہے کیونکہ ان دونوں سے جہالت ایک ہی حد میں ہے اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے من مات ولم يعرف إمام زمانه مات ميتة جاهلية (جو بغیر معرفت امام مرگیا وہ کفر کی موت مرا کیونکہ جاہلیت کی موت کفر کی موت ہے اور حضرت نے یہ بھی فرمایا اللهم وال من والاه وعاد من عاداه اور بالاتفاق کسی کی عداوت سوائے فاسق کے واجب نہیں ہوتی اور جس نے ان سے حرب کی گویا ان کا خون حلال سمجھا اور مومن کے خون کا حلال سمجھنا کفر ہے بالاجماع اور وہ کہیں زیادہ عظیم ہے ایک جرعہ شراب پینے سے جو بالاتفاق کفر ہے۔ پھر امام کا خون بہانا اس سے بڑھ کر تو گناہ ہی نہیں ہو سکتا۔ مخالف و موالف سب نے یہ رسول کی حدیث نقل کی ہے کہ حضرت علیؑ سے فرمایا حربك حربي وسلمك سلمي (تیری لڑائی میری لڑائی اور تیری صلح میری صلح ہے یعنی تیری حرب کے احکام مثل میری حرب کے ہیں۔ اور دونوں سے لڑنا یکساں ہے اور یہ معلوم ہے کہ نبی سے حرب کرنا کفر ہے پس اسی طرح علیؑ سے جنگ کرنا کفر ہے۔

ابو موسیٰ نے اپنی جامع میں سمعانی نے اپنی کتاب ابن ماجہ نے سنن میں۔ احمد نے مسند اور فضائل میں ابن بطہ نے ابانہ میں شیرویہ نے فردوس میں سدی نے تفسیر میں زید بن ارقم سے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابو ہریرہ سے ابوالمجاف نے مسلم بن

صحیح سے اور ان سب نے رسولؐ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا، میری لڑائی اس سے ہے جو تم سے لڑے اور صلح اس سے ہے جو تم سے صلح کرے ابن مسعود نے بھی یہی روایت کی ہے۔

خرکوشی نے لوامع میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جس نے پہلے مجھ سے قتال کیا اور دوبارہ میرے اہل بیت سے تو یہ لوگ شیعیان دجال سے ہیں۔

ابو یعلی موصلی۔ الخطیب التاریخی اور ابوبکر مردویہ نے بطرق کثیرہ علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے قتال کا ناکثین و قاسطین و مارقین سے۔

مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے عمار کے متعلق فرمایا کہ تم کو فرقہ باغی قتل کرے گا لوگوں نے کہنا شروع کیا علیؑ کے مخالفوں کی پہچان عمار سے ہوگی۔ حضرت کو یہ سن کر غصہ آیا فرمایا علیؑ کے سبب یہ فخر نہیں کہ عمار ان کے ساتھ قتل ہوں گے بلکہ عمار کے لئے ہے وہ علیؑ کے ساتھ ہو کر قتل ہوں گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ علیؑ سے لڑنے والوں کا جرم رسول سے لڑنے والوں سے زیادہ تھا کسی نے پوچھا یہ کیسے فرمایا رسول سے لڑنے والے جاہلیت کے لوگ تھے اور علیؑ سے لڑنے والے قاریان قرآن تھے اور اہل فضل کو پہچاننے والے تھے انہوں نے بعد بصیرت ایسا کیا۔

عبدوس بن عبداللہ ہمدانی نے ابوبکر بن فورک اصفہانی نے شیرویہ دیلمی موافق خوارزمی اور ابوبکر مردویہ نے اپنی اپنی کتابوں میں ابوسعید خدری سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت علیؑ نے پوچھا یا رسولؐ اللہ میں اس قوم سے کس بات پر لڑوں فرمایا احداث فی الدین پر اے علیؑ حق تمہارے ساتھ ہے اور تم حق کے ساتھ ہو عرض کی مجھے پروا نہیں حمایت حق میں کوئی بلا بھی میرے اوپر آئے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا میں تنزیل قرآن پر جنگ کروں گا اور علیؑ اس کی تاویل پر۔

علیؑ کے حق پر ہونے کی دلیل یہ آیت ہے۔ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ ۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ (سورہ الحجرات ۴۹/۹) اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں قتال کریں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پس ان میں سے ایک اگر دوسرے پر بغاوت کرے تو بغاوت کرنے والے کو قتل کر دو تاکہ امر خدا کی طرف رجوع کریں۔ پس باغی وہ ہے جو امام پر خروج کرے ایسی صورت میں امام پر جنگ کرنا اہل بغی سے اسی طرح لازم ہے جیسے مشرکین سے رہا لفظ کا اطلاق ان پر تو ان کا ایمان صرف زبانی اقرار تھا نہ کہ قلبی۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے کسی نے کہا تمہارے جد نے کہا ہے اخواننا بغوا علینا (ہمارے بھائیوں نے بغاوت کی۔ پھر وہ کافر کیسے ہو گئے۔ فرمایا کیا تم نے کتاب اللہ میں یہ آیت نہیں پڑھی وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (سورہ الاعراف ۷/۶۵) پس وہ ان ہی کی مثل تھے اللہ نے ہود کو نجات دی اور عاد کو تیز و تند آندھی سے ہلاک کیا۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ کسی نے امیرالمومنین سے کہا ہم ان لوگوں کو کیا نام رکھیں جن کا خدا ہمارا خدا ایک رسول ایک نماز ایک حج ایک۔ فرمایا تم ان کا وہی نام رکھو جو اللہ نے اپنی کتاب میں رکھا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ (سورہ البقرہ ۲/۲۵۳)

جب اختلاف پیدا ہوا تو ہم بہ سبب خدا و رسول اور کتاب و حق سے تعلق رکھنے کے اتباع کے زیادہ مستحق تھے۔

امام محمد باقرؑ اور جعفر صادق علیہما السلام نے آیہ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ (سورہ الزخرف ۴۳/۴۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ہم تمہیں مکہ سے مدینہ کی طرف لے جائیں گے اور علی کے معاملہ میں ان سے انتقام لیں گے۔

نطنزی نے خصائص میں صفوانی نے الاحن والمحن میں سدی الکلبی۔ عطا ابن عباس۔ اعمش اور جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

دشمنان علیؑ کے ایمان کا اندازہ جنگ صفین میں اچھی طرح ہوگیا لیلۃ الہریر کے دفعے میں لشکر شام نے نہ ظہر و عصر کی نماز پڑھی اور نہ مغرب و عشا کی البتہ تکبیریں بلند کرتے رہے برخلاف اس کے علی علیہ السلام کا عمل غالب آنے کے بعد یہ رہا کہ بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کیا۔ زخمیوں کو مارا نہیں ان کی اہل و عیال کو قید نہ کیا اور مناکحت اور میراث سے روکا نہیں۔

علی علیہ السلام سے بغض کا سبب

امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا علیؑ سے قریش سے دشمنی کا سبب کیا ہے فرمایا انہوں نے ان کے پہلوں کو دوزخ میں بھیجا اور بعد والوں کی گردن میں شرم و عار کا طوق ڈال دیا۔

کشی نے معرفۃ الرجال میں لکھا ہے کہ احمد حنبل کی عداوت کا سبب یہ تھا کہ اس کے دادا ذوالثدیہ کو امیرالمومنین نے جنگ نہروان میں قتل کیا تھا۔

اصمغ بن منظر جد اصمعی کا ہاتھ چوری میں امیرالمومنینؑ نے قطع کیا تھا یہ سبب اصمعی کی عداوت کا تھا۔

حضرت علی علیہ السّلام پر سَب

تفسیر تیشری وغیرہ میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا علی کو گالی نہ دو کیونکہ وہ فنا فی اللہ ہے۔

سند موصلی میں ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا اے لوگو تمہاری زندگی میں وہ (معاویہ) رسولؐ اللہ کو گالیاں دیتا ہے اور تم سنتے ہو انہوں نے کہا یہ کیسے؟ فرمایا کیا وہ علیؑ اور محبان علی کو گالیاں نہیں دیتا؟ کیا رسولؐ اللہ علیؑ کو دوست نہ رکھتے

طبری نے الولایہ میں اور عکبری نے ابانہ میں لکھا ہے کہ ابن عباس کچھ لوگوں کی طرف سے گزرے جو علی علیہ السلام پر سَب کر رہے تھے انہوں نے کہا کیا تم اللہ کو گالیاں دے رہے ہو انہوں نے کہا نہیں تو ابن عباس نے کہا تم میں کون کون رسولؐ اللہ کو گالیاں دے رہا ہے انہوں نے کہا کوئی نہیں۔ فرمایا تم کیا علیؑ کو گالیاں دے رہے ہو وہ بولے ہاں ابن عباس نے کہا سنو میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے کہ جس نے علیؑ کو گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔ اور جس نے اللہ کا گالی دی اس نے کفر کیا۔

سَب امیر المومنین کے متعلق یہ ثابت ہے کہ معاویہ نے بر سرِ منبر لعن کا حکم دیا ابن عباس نے اس کے متعلق گفتگو کی اس نے کہا یہ امر دین ہے میں اس کو ترک نہیں کروں گا وہ رسول اللہ پر ظلم کرواتے (معاذ اللہ) ابوبکر کو شتم کرنے والے عمرؓ کو عیب لگانے والے اور عثمانؓ کو رسوا کرنے والے تھے۔ ابن عباس نے کہا تم ان پر بر سرِ منبر سَب کرتے ہو درانحالیکہ وہ اپنی تلوار سے اس حکومت کے بنانے والے تھے اس نے کہا میں اس چیز کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ بوڑھے سب کرتے کرتے مرجائیں اور بچے بوڑھے ہوجائیں۔

یہ رسم بد عمر بن عبدالعزیز کے وقت تک جاری رہی انہوں نے خطبوں میں لعن کو ہٹا کر اس کی جگہ یہ الفاظ رکھے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی (سورہ النحل ۱۶/۹۰) اس پر عمرو بن شعیب نے کہا دلئے ہو اس امت پر جس نے جمعہ کو تو قائم رکھا اور لعنت کو ترک کیا اور سنت کو مٹایا۔

اغانی میں ہے کہ جب سفاح کی سلطنت قائم ہوئی تو احمد بن یوسف نے کہا آپ اجازت دیں کہ جس طرح معاویہ نے علیؑ پر بر سرِ منبر لعن کرائی ہم اسی طرح اس پر کریں اس نے اجازت نہ دی۔

حضرت علیؑ کے درجات قیامت میں

زریق نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (سورہ یونس ۱۰/۶۴)

کے متعلق روایت کی ہے کہ عندالموت محمدؐ اور علیؑ کو جنت کی بشارت دی جائے گی۔

فضل بن یسار نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ حرام ہے کسی روح پر کہ وہ اپنے جسد سے اس وقت تک مفارقت کرے جب تک محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کو نہ دیکھے۔

روایت کی ہے کہ جب ہمارا کوئی دوست مرتا ہے تو وہ بقدر اپنی محبت کے مجھ کو دیکھتا ہے اور جو ہمارا دشمن مرتا ہے وہ بقدر اپنی کراہت کے دیکھتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا اس میت کے متعلق عندالموت جس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں فرمایا یہ اس وقت ہوتا ہے جب رسول اللہؐ کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

سید حمیری کے متعلق ہے جب وہ حالت احتضار میں تھے تو ان کے چہرہ پر ایک کالا داغ پیدا ہوا جس نے بڑھ کر ان کے تمام چہرہ کو گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر جو شیعہ وہاں تھے غمناک ہوئے اور ان کی پیشانیوں سے آثار شماتت ظاہر ہوئے اس کے بعد ایک روشنی پیدا ہوئی اور ان کا چہرہ نورانی ہوگیا رد امیرالمومنین کے پاس آنے کی علامت تھی اور آثار ضحک ظاہر ہوئے اور انہوں نے کہا أشهد أن لا إله إلا الله حقاً حقا ، وأشهد ان محمداً رسول الله صدقا صدقا وأشهد أن عليا ولي الله رفقا رفقا اس کے بعد انہوں نے آنکھیں بند کرلیں گویا ان کی روح ایک چراغ تھی جو بجھ گیا۔

سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا اور اور صیا ہر جانکنی والے کو کیسے مشاہدہ کرسکتے ہیں درانحالیکہ ان کا ایک جسم ہوتا ہے وہ جہات مختلفہ میں پہنچ کیسے سکتا ہے انہوں نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والا حالت احتضار میں ان کی ولایت یا انحراف کا ثمرہ دیکھتا ہے ان کا محب اس حالت میں وہ آثار دیکھتا ہے جو اس کے اہل جنت ہونے کی دلیل ہوتے ہیں

کتاب شیرازی میں ابوہریرہ اور ابوسلمہ سے آیہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (سورہ ابراہیم ۱۴/۲۷) کے متعلق روایت ہے کہ قول ثابت سے مراد لا إله إلا الله محمد رسول الله کا اقرار ہے حیات دنیا میں پوچھا اور آخرت میں تو آنحضرتؐ نے فرمایا قبر میں دو فرشتے داخل ہوتے ہیں ترش رو اور سخت مزاج وہ اپنے دانتوں سے قبر کو کھودتے ہیں ان کی آوازیں رعد جیسی ہوتی ہیں اور آنکھیں کوندنے والی بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کوڑا ہوتا ہے جس میں تین سو ساٹھ گرہیں ہوتی ہیں اور ہر گرہ میں تین سو ساٹھ حلقے ہر حلقے کا وزن دنیا کے لوہے کے برابر اگر تمام اہل سموات و ارض اسے اٹھانا چاہیں تو قادر نہ ہوں گے اور وہ ان کے ہاتھ میں مچھر کے پر سے زیادہ ہلکا ہوگا وہ قبر میں داخل ہو کر میت کو اٹھائیں بٹھائیں گے اور اس سے پوچھیں گے تیرا رب کون ہے مومن کہے گا میرا رب اللہ ہے پھر پوچھیں گے تیرا نبی کون ہے مومن جواب دیگا محمدؐ میرے نبی ہیں۔ پھر پوچھیں گے تیرا قبلہ کیا ہے وہ کہے گا کعبہ پھر کہیں گے تیرا امام کون ہے وہ کہے گا علی بن ابی طالب وہ کہیں گے تو نے سچ بتایا اور مومن نہ ہوگا اس پر عذاب نازل کریں گے خدا کی ولایت علی کا سوال صراط بھی ہوگا اور روز حساب بھی ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مرد مومن کہے گا قرآن میرا امام ہے اور میں نے قرآن سے ولایت علی کو پایا۔

عبدالرزاق نے معمر بن قتادہ سے اس نے اس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ سے آیہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (سورہ النمل ۸۹/۲۷) کے متعلق سوال کیا فرمایا اے انس روز قیامت میں پہلا شخص ہوں گا زمین جس سے شق ہوگی میں نکلوں گا درانحالیکہ جبریل لباس جنت مجھے پہنائے ہوں گے ہر حلہ کا طول مشرق سے مغرب تک ہوگا۔ اور میرے سر پر تاج کرامت رکھیں گے اور ردائے جمال میرے شانوں پر ہوگی اور مجھے براق پر سوار کریں گے اور مجھے لواء الحمد دیں گے جس کا طول سو سال کی راہ ہوگا اس میں تین سو ساٹھ حلے ریشم سفید کے ہوں گے ان پر لکھا ہوگا لا إله إلا الله محمد رسول الله علي بن أبي طالب ولي الله

میں اس کو اپنے ہاتھ میں لوں گا اور اپنے داہنے بائیں دیکھوں گا پس میں رو کر کہوں گا اے جبریل میرے اہل بیت اور اصحاب کا کیا حال ہے وہ کہیں گے اے محمد خدا نے آج کے دن اہل ارض میں سے آپ کو زندہ کیا ہے پس دیکھو آپ کے بعد کس طرح آپ کے بیت اور اصحاب کو زندہ کرتا ہے اس کے بعد سب سے پہلے اپنی قبر سے امیرالمومنین نکلیں گے جن کو جبریل جنت کے حلے پہنائیں گے اور ان کے سر پر تاج وقار رکھیں گے اور ردائے کرامت دوش پر ڈالیں گے اور ان کو میرے ناقہ غضبا پر سوار کریں گے اور لواء الحمد ان کو عطا کریں گے پھر وہ میرے پاس آئیں گے اور ہم سب زیر عرش جمع ہوں گے۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا سب سے پہلے روز قیامت میرے پاس آنے والوں میں علی بن ابی طالب ہوں گے جو سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور تاریخ بغداد میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرنے والے علیؑ ہوں گے۔

حلیہ الاولیاء میں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے علیؑ سے پانچ چیزیں متعلق کی ہیں اوّل یہ کہ وہ میری شرمگاہ کو چھپائیں گے میرے قرض کو ادا کریں گے قیامت کے طولانی دن میں ان پر تکیہ کروں گا حوض کوثر پر وہ میرے مددگار ہوں گے۔ مجھے ان کی طرف سے یہ خوف نہیں کہ وہ ایمان کے بعد کافر ہو جائیں گے۔

آیہ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ (سورہ الدہر ۲۱/۷۶) کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے ابراہیم روز قیامت لباس خلعت سے آراستہ ہوں گے اور میں صفوت سے اور علیؑ میرے اور ابراہیم کے درمیان جنت سے مزین ہو کر جنت کی طرف چلیں گے یہی روایت سعید بن جبیر سے مروی ہے۔

ابن عباس نے آیہ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (سورہ التحریم ۸/۶۶) کے متعلق بیان کیا کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (سورہ التحریم ۸/۶۶) سے مراد علی ہیں اور ان کے اصحاب۔

خرکوشی نے شرف المصطفٰے میں نافان سے اور انہوں نے علی بن ابی طالب سے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس سے خوش نہیں کہ روز قیامت اوّل حضرت ابراہیم کو بلایا جائے گا وہ عرش کے داہنی طرف کھڑے ہوں گے اور لباس

پہنایا جائے گا پھر مجھے بلا کر لباس پہنائیں گے پھر تمہیں بلا کر پہنائیں گے۔

جبرئیل نے خبر دی رسول اللہؐ کو تم منبر پر خطبہ میں کہو گے کہ روز قیامت لواء الحمد کے حامل علیؑ ہوں گے یہ سن کر لوگ تمہارے پاس سے اُٹھ کھڑے ہوں اور از راہ استہزاء آپس میں کہیں گے ابھی ابھی رسول اللہؐ نے کیا کہا گویا انہوں نے سنا ہی نہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب پر مہر لگی ہوئی ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ سے آیہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (سورہ الفتح ۴۸/۲۹) کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ روز قیامت نور کا ایک جھنڈا بنایا جائے گا اور ایک منادی ندا دے گا سید المومنین اور بعد بعثت اس کے ساتھ ایمان لانیوالے کھڑے ہو جائیں گے پس لواء ابیض نورانی ان کو جائے گا ان کے نیچے تمام مہاجرین و انصار جو سابقین اوّلین میں ہوں گے جمع ہوں گے ان کا غیر نہ ہوگا پھر وہ منبر نور پر بیٹھیں گے۔

کتاب المنتہی فی الکمال میں ابن طبا طبا نے لکھا ہے کہ آدم اور ان کے پاس رہنے والے روز قیامت میرے لواء کے نیچے ہوں گے جب خدا بندوں کے درمیان حکم کرے گا تو امیرالمومنین لواء کو اٹھائیں گے اور وہ جنت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ پر سوار ہوں گے۔ ایک منادی ندا کرے گا لا إله إلا الله محمد رسول الله اور لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوں۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ روز قیامت آپ کا لواء کون اٹھائے گا فرمایا وہی جو دنیا میں اس کو اٹھایا کرتا تھا یعنی علی ابن ابو طالبؑ۔

اربعین میں خطیب نے الفضائل میں احمد نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا روز قیامت آدم اور ان کی تمام اولاد میرے رایت کے سایہ میں ہوگی جس کا طول ایک ہزار سال کی راہ ہوگی اس کی سنان یاقوت سرخ کی ہوگی اور لکڑی براق چاندی کی ہوگی اس کا نیچے حصہ سبز موتی کا ہوگا اس کی تین ڈوریاں ہوں گی ایک مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف اور تیسری وسط دنیا میں ان پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔ پہلی بسم الله الرحمن الرحيم دوسری الحمد لله رب العالمين تیسری لا إله إلا الله محمد رسول الله اور ہر سطر کا طول ایک ہزار سال کی راہ ہوگا اور عرض بھی ایک ہزار سال کی راہ کا اور علی میرے لواء کے حامل ہوں گے حسنؑ ان کے داہنی طرف ہوں گے اور حسینؑ بائیں طرف وہ کھڑے ہوں گے میرے اور ابراہیم کے درمیان ظل عرش میں ان کو جنت کا حلۂ سبز پہنایا جائے گا پھر ایک منادی تحت عرش ندا دے گا کیا اچھے ہیں تمہارے باپ ابراہیم اور اے رسول کیا اچھے ہیں تمہارے بھائی علیؑ۔

روایت کی ہے ابو الرضی الحسنی راوندی نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو جبرئیل میرے پاس آئیں گے اور ان کے ساتھ لواء حمد ہوگا اور اس کے ستر پھریرے ہوں گے ہر شقہ آفتاب و ماہتاب سے بڑا ہوگا اور میں رضوان کی

کرسیوں میں سے ایک کرسی پر ہوں گا اور منبر قدس کے ایک منبر کو میں علیؑ کو دوں گا حضرت عمرؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ اتنے بڑے لواء کو کیسے اٹھائیں گے فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کو جبریل کی سی قوت عطا فرمائے گا اور آدم کا سا نور رضوان کا سا علم یوسف کا سا جمال۔

ابوالعلاء ہمدانی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا نبیوں اور صدیقوں کے سامنے سب سے پہلے جو شخص داخل جنت ہوگا وہ علی بن ابی طالب ہوں گے ابو دجانہ نے پوچھا کیا آپ نے ہمیں یہ خبر نہیں دی کہ جب تک آپ داخل جنت نہ ہولیں گے انبیاء پر داخلہ جنت حرام ہوگا اور جب تک آپ کی امت نہ داخل ہوے گی اور امتوں پر داخلہ حرام ہوگا، فرمایا ہاں لیکن تم نے یہ نہ سمجھا کہ لواء حمد کا حامل ان کے آگے آگے ہوگا اور علی لواء الحمدؑ اٹھانے والے ہوں گے میرے سامنے وہ اس کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے اور میں ان کے پیچھے پیچھے ہوں گا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علیؑ جنت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ پر سوار ہو کر آئیں گے اور لواء الحمد ان کے ہاتھ میں ہوگا اہل محشر ان کو دیکھ کر کہیں گے یہ کوئی ملک مقرب ہے یا نبی مرسل ایک منادی ندا دے گا کہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابی طالب ہیں۔

آخرت میں حضرت علیؑ کے مراکب و مراقی

آیہ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ (سورہ الدہر ۲۱/۷۶) کے متعلق رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ روز قیامت تمہارے سر پر نورانی تاج رکھا جائے گا کہ تمام اہل محشر کی آنکھیں چندھیا جائیں گی اور ایک منادی ندا کرے گا کہاں ہیں محمد رسولؐ اللہ کے جانشین میں کہوں گا یہ ہیں پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ داخل ہوئے وہ کہ تیرے دوستوں کے لیے جنت ہے اور تیرے دشمن کے لیے دوزخ تو قسیم الجنۃ والنار ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی طرف سے ندا آئے گی اے گروہ خلائق یہ علی بن ابی طالب روئے زمین پر اللہ کے خلیفہ اور اس کے بندوں پر اس کی حجت ہیں جو دار دنیا میں ان کی حبل سے تعلق رکھتا ہوگا اس کو آج بھی ان کی حبل سے تعلق ہوگا وہ ان کے نور سے نور حاصل کرے گا اور جنات کے درجات علا میں ان کے پیچھے ہوگا۔

مفسر ثعلبی نے آیہ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (سورہ الحجر ۱۵/۴۷) کے ضمن میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ ہمارے بارے میں ہے مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ (سورہ الکہف ۱۸/۲۱) بھی ہمارے ہی متعلق ہے۔

طبری اور خرکوشی نے اپنی اپنی کتابوں میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جب قیامت ہوگی تو یمین عرش یاقوت سرخ کا ایک قبہ نصب ہوگا اور یسار عرش حضرت ابراہیم کے لیے قبہ خضراء نصب ہوگا اور ہم دونوں کے درمیان علیؑ کا قبہ سفید

موتی کا ہوگا بس تمہارا کیا گمان ہے دو غلیلوں کے حبیب کے متعلق ۔

ابوالحسن دارقطنی ابونعیم اصفہانی نے صحیح اور حلیہ میں انس سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا روز قیامت میرے لیے ایک منبر نصب ہوگا جس کا طول تیس میل ہوگا پھر بطنان عرش سے ایک منادی ندا دے گا کہاں ہیں محمد میں جواب دوں گا پھر مجھ سے کہا جائے گا اس منبر پر چڑھو میں اس کی اوپر کی سیڑھی پر ہوں گا ۔ پھر ندا آئے گی کہاں ہیں علی ابن ابی طالب وہ میرے قریب والی سیڑھی پر ہوں گے اس وقت لوگ جانیں گے کہ محمد سید المرسلین ہیں اور علیؑ سید الوصیین ہیں ۔ ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کون ہے جو اس کے بعد علیؑ سے بغض رکھے گا حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا قریش میں سے اس سے بغض نہ رکھے گا مگر ثقفی اور انصار میں سے بغض نہ رکھے گا مگر یہودی اور عرب میں سے بغض نہ رکھے گا مگر زنا زادہ اور باقی لوگوں میں بغض نہ رکھے گا مگر شقی اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ یہ بھی فرمایا عورتوں میں بغض نہ رکھے گی مگر زانیہ ۔

عبداللہ بن حکیم بن جبیر نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے کہا کیا ہم جنت میں بھی آپ کو اسی طرح دیکھیں گے جیسے اب دیکھتے ہیں فرمایا ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور وہ وہ ہوتا ہے جو اس کی امت میں سب سے پہلے اس پر ایمان لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورہ النساء ۴/۷۰)

کسی نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آپ کے اور علیؑ کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا فرمایا جتنا انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے درمیان بلکہ اس سے بھی کم میں ایک تخت پر ہوں گا جو نور عرش سے ہوگا اور علیؑ کرسی پر ہوں گے جو نور کرسی سے ہوگی کوئی نہ جان سکے گا کہ ہم میں خدا سے زیادہ قریب ہے کون ۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا قیامت میں ہمارے سوا کوئی دوسرا سوار ہی نہ ہوگا میں دابۃ اللہ براق پر سوار ہوں گا میرے بھائی صالح ناقۃ اللہ پر ۔ میرے چچا حمزہ میرے ناقہ غضبا پر میرے بھائی علی بن ابی طالب جنت کے ناقوں میں ایک ناقہ پر ان کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا ۔ عرش کے سامنے وہ ندا کریں گے لا إله إلا الله محمد رسول الله لوگ کہیں گے نہیں ہے یہ مگر کوئی ملک مقرب مجھ سے پوچھیں گے یہ کوئی رسول ہے یا حامل عرش الٰہی ہے ۔ بطنان عرش سے ایک فرشتہ ندا دے گا یہ نہ ملک مقرب ہے نہ نبی مرسل یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہیں ۔ اس کو خطیب نے اپنی تاریخ میں ابوہریرہ سے اور ابوجعفر طوسی نے اپنی امالی میں اپنی اسناد کے ساتھ ہارون رشید سے اس نے مہدی سے اس نے منصور سے اس نے محمد بن علی سے اس نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے ۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا (سورہ الدہر ۵ و ۷۶/۶) اور قولہ تعالیٰ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ (سورہ الدہر ۷۶/۱۵) کی تفسیر میں حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ علیؑ سب سے پہلے سلسبیل و زنجبیل سے پئیں گے اور علیؑ اور ان کے شیعوں کے لیے

خدا کی طرف سے ایسا مکان ملے گا جس پر اوّلین و آخرین غبطہ کریں گے۔

جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے علی یمین عرش نور کے کچھ منبر ہوں گے اور نور کے کچھ دسترخوان ہوں گے روز قیامت تم اور تمہارے شیعہ ان منبروں پر کھائیں گے اور پئیں گے اور سب لوگ موقف میں بیٹھے ہوئے دیکھتے ہوں گے۔

تفسیر ابو صالح میں ہے کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ (سورہ المطففین ۲۳ و ۲۲/۸۳) کی تفسیر میں ابن عباس نے فرمایا کہ یہ علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور حمزہ و جعفر کے بارے میں اور ان کی فضیلت لوگوں پر ظاہر ہے۔

زجاج و مقاتل و کلبی و ضحاک و سدّی و قیشری و ثعلبی نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ چند مسلمانوں کے ساتھ جیسے سلمان و ابوذر و مقداد و بلال و جناب صہیب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلے ان سے ابوجہل اور چند منافقوں نے مذاق کیا قہقہے لگائے اور طعن آمیز اشارے کئے اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے آج تو ہم نے اس اصلع (علیؑ) کا خوب مذاق اڑایا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ (سورہ المطففین ۲۹/۸۳) یعنی ابوجہل اور اس کے اصحاب یہ لوگ جہنم سے حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں کو جنت کے تختوں پر بیٹھا دیکھیں گے۔

اصبغ ابن نباتہ نے امیرالمومنین سے یہ آیہ وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ کے متعلق پوچھا تو فرمایا وہ رجال ہم ہیں جو مابین جنت و نار صراط پر ہوں گے پس جو کوئی ہم کو پہچانتا ہوگا اور ہم اس کو پہچانتے ہوں گے وہ داخل جنت ہوگا اور جو ایسا نہ ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ صراط پر ایک بلند مقام ہوگا جس پر عباس و حمزہ و علی و جعفر ہوں گے یہ اپنے محبوں کو چہروں کے نور سے پہچان لیں گے اور اپنے دشمنوں کو چہروں کی سیاہی سے۔

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ تم اور تمہارے اوصیا جو تمہاری نسل سے ہوں گے جنت و نار کے درمیان اعراف اللہ میں تم کو پہچانے بغیر کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا بشرطیکہ تم بھی اس کو پہچانتے ہو اور تمہارا منکر داخل نار ہوگا۔

سفیان بن مصعب عبدی نے امام جعفر صادق سے پوچھا اس آیت کے متعلق تو آپ نے فرمایا وہ بارہ اوصیا ہیں۔ آل محمد سے جس نے ان کو نہ پہچانا اس نے خدا کو نہ پہچانا اور یہ اوصیا اپنی پیشانیوں کے نور سے پہچانے جائیں گے۔

عامتہ المسلمین کا یہ کہنا کہ اعراف کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جو نہ مستحق جنت ہوں گے نہ مستحق نار غلط ہے خدا نے دو ہی منزلیں قرار دی ہیں ایک ثواب کی دوسری عقاب کی پس اصحاب اعراف کی تیسری حالت اور کون سی ہوگی خدا نے خبر دی ہے کہ محمد و آل محمد لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔

ابان بن عیاش نے انس سے اور ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا سے آیہ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (سورہ الرعد ۲۹/۱۳) کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا یہ علیؑ کے بارے میں ہے اور طوبیٰ ایک درخت

ہے جس کی جڑ علیؑ کے گھر میں اور اس کی شاخ ہوگی اور حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جنت میں میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہوگا۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے عمر سے فرمایا جنّت میں ایک درخت ہے جس کی شاخ جنت کے ہر قصر اور ہر گھر میں ہوگی اس درخت کی جڑ میرے گھر میں ہوگی اور علیؑ کے گھر میں۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوگا کہ درخت ایک اور اس کی جڑ دو جگہ فرمایا علیؑ کا اور میرا گھر ایک ہی ہوگا۔

حضرت علیؑ اور حمایت اولیا

تفسیر علی بن ابراہیم میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیہ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ (سورہ الاعراف ۴۴/۷) میں ندا دینے والے امیرالمومنین ہوں گے۔ محمد حنفیہ سے مروی ہے کہ امیرالمومنین نے فرمایا وہ موذن میں ہوں۔

ابن عباس نے فرمایا کہ علیؑ کی شان میں ایک آیت ہے جس کو لوگوں نے نہیں سمجھا ہے۔ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ (سورہ الاعراف ۴۴/۷) یقول ألا لعنة الله على الذين كذبوا یعنی جنہوں نے میری ولایت کی تکذیب کی اور میرے حق کو خفیف بنا دیا ان پر لعن۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے خطبہ الافتخار میں فرمایا ہے وأنا أذان الله فی الدنیا ومؤذنه فی الآخرة دنیا میں سورۂ برأت کے متعلق ہے وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (سورہ التوبہ ۳/۹) اور آخرت کے متعلق ہے فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ (سورہ الاعراف ۴۴/۷) جس طرح وہ دنیا میں رسول اللہؐ کے منادی ان کے دشمنوں پر تھے اسی طرح وہ آخرت میں ان کے دشمنوں پر ندا کرنے والے ہوں گے۔

زرارہ نے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آیہ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا (سورہ الملک ۲۷/۶۷) حضرت علیؑ کی شان میں ہے اور ان کے اصحاب کی شان میں جو اپنے عمل میں علیؑ کے نقش قدم پر چلے جب دشمنان علیؑ ان کو قابل غبطہ منازل پر دیکھیں گے تو ان کے رنگ فق ہو جائیں گے اس وقت ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہیں کہ جن کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ آیہ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ (سورہ الانبیاء ۱۰۳/۲۱) کے متعلق رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یوم الحساب ایک ناقہ دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جہاں چاہو جاؤ اگر وہ چاہیں گے تو موقف حساب میں جائیں گے اور اگر چاہیں گے تو جہنم کے کنارے جا کر لوگوں کو دیکھیں گے اگر چاہیں گے تو داخل جنت ہوں گے۔ خازن نار کہے گا اے شخص

تو کون ہے آیا نبی ہے یا وصی نبی۔ آپ فرمائیں گے میں شبیہ محمد ہوں اور ان کے اہل بیت میں سے وہ کہے گا ایسا ہی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو مجھے دوست رکھتا ہے اور میری ذرّیت کو تو جب وہ قبر سے نکلے گا تو جبریل اس کے پاس آئیں گے اور اس کو ہر پُر ہول مقام سے گزرنے کی اجازت دیں گے۔

تاریخ بغداد میں سفیان ثوری نے منصور بن معتمر سے اس نے اپنی دادی اس نے جناب عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا یا علیؑ تمہارے فخر کے لیے یہ کافی ہے کہ تمہارے دوست کو نہ عندالموت حسرت ہوگی نہ قبر میں وحشت اور نہ روز قیامت کا خوف۔

امالی طوسی میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ خدا کی طرف سے ایک ٹپکا مجھے ملے گا تم میرے ٹپکے کو پکڑے ہوگے اور تمہاری ذرّیت تمہارے ٹپکے کو پکڑے ہوگی اور تمہارے شیعہ ان کے ٹپکے کو۔

آیہ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (سورہ الدہر ۱۱/۷۶) کے متعلق زید بن علی اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت جب لوگ محشور ہوں گے تو علی کا چہرہ کوکب دری کی طرح چمکتا ہوگا اور رسول اللہ نے فرمایا کہ علیؑ جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے اہل دنیا کے لیے صبح کا ستارہ۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر سب لوگ محبت علیؑ رکھتے ہوتے تو خدا دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ آتش جہنم سب سے غضبناک دشمنان علیؑ پر ہوگی۔

نکات و لطائف

اللہ نے علیؑ کو اپنے نفس کی طرف نسبت دی

اللہ	علی
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (سورہ البقرہ ۲/۲۵۵)	وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۵۰)
هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (سورہ الانعام ۶/۱۴) (وہ کھانا دیتا ہے خود نہیں کھاتا)	وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۸) وہ مسکینوں یتیموں اور محتاجوں کو کھانا دیتے ہیں۔
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (سورہ البقرہ ۲/۲۵۵) اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند)	اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ (سورہ الزمر ۳۹/۹) یعنی وہ تمام رات عبادت کرتا ہے

الله	علیؑ
وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ الرعد ۱۳/۱۶) (وہ ایک ہے اور سب پر غالب ہے)	اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ (سورہ سبا ۳۴/۴۶) (میں نصیحت کرتا ہوں تم کو ایک کی (رسول اللہ قریش تم سے نصیحت حاصل کریں گے)
اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ (سورہ آل عمران ۳/۲۶) (اے رسول کہدو اے خدا تو مالک الملک ہے)	وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۲۰) (یعنی وہاں وہ نعمتیں اور ملک کبیر کو دیکھیں گے
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (سورہ المائدہ ۵/۵۴) (وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے)	عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا (سورہ الدہر ۷۶/۸) (یعنی وہ محبت خدا میں مسکین ویتیم و اسیر کو کھانا دیتے ہیں) روز خیبر رسول اللہ نے فرمایا یحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله
يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ (سورہ النحل ۱۶/۵۰) (وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔	اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا (سورہ الدہر ۷۶/۱۰) (ہم اپنے رب سے ڈرتے ہیں) رسول اللہ نے فرمایا من كنت مولاه اور آیہ
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورہ البقرہ ۲/۲۵۷) (اللہ ایمان والوں کا ولی ہے)	اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (سورہ المائدہ ۵/۵۵)

اس نے اپنے ناموں سے ان کو بھی یاد فرمایا ہے جیسے الوارث، والنور، والهادي، والهدى، والشاهد والشهيد، والعزيز، والودود، والعلى، والولي، والفاضل، والعالم، والحق، والعدل، والصادق، والمبين، والمؤمن والعظيم. وغیرہ پندرہ جگہ اپنے نبی کا ثانی اور اپنے نفس کا ثالث قرار دیا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ المنٰفقون ۶۳/۸) (عزت)	(ولایت) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (سورہ المائدہ ۵/۵۵)
(رویت) وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (سورہ التوبہ ۹/۱۰۵)	(صلوٰت) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۶)
(اذیت) اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (سورہ الاحزاب ۳۳/۵۷)	(اطاعت) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورہ النساء ۴/۵۹)
(عصیان) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ (سورہ النساء ۴/۱۴)	(ایمان) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا (سورہ التغابن ۶۴/۸)
(موالات) فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ التحریم ۶۶/۴) اپنے لیے فرماتا ہے	(شہادت) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ (سورہ آل عمران ۳/۱۸)
اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (سورہ الحج ۲۲/۵۴)	نبی کے لیے اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

علیؑ	اللہ
(سورہ الشوریٰ ۴۲/۵۲) علیؑ کے لیے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ الرعد ۱۳/۷) نبی کے لیے اِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ (سورہ الشوریٰ ۴۲/۵۲)	اپنے لیے كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (سورہ الرعد ۱۳/۴۳)
علیؑ کے لیے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ الرعد ۱۳/۷) نبی کے لیے وَجِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ (سورہ النحل ۱۶/۸۹) علی کے لیے وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (سورہ ہود ۱۱/۱۷)	اپنے لیے وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ (سورہ الاعراف ۷/۸۷)
نبی کے لیے حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (سورہ النساء ۴/۶۵) علی کے لیے اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُكُمُ (سورہ البقرہ ۲/۸۷) (بولایت علیؑ)	اپنے لیے صَدَقَ اللّٰهُ (سورہ الفتح ۴۸/۲۷)
نبی کے لیے وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (سورہ الزمر ۳۹/۳۳) علی کے لیے رِجَالٌ صَدَقُوْا (سورہ الاحزاب ۳۳/۲۳) نبی کے لیے جَآءَ الْحَقُّ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۱) علی کے لیے وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ (سورہ المومنون ۲۳/۷۱)	اپنے لیے بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ (سورہ لقمان ۳۱/۳۰)
نبی کے لیے اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ (سورہ الحجر ۱۵/۸۹) علی کے لیے كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (سورہ یٰسین ۳۶/۱۲)	اپنے لیے اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ (سورہ النور ۲۴/۲۵)
نبی کے لیے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورہ الاحزاب ۳۳/۶) علی کے لیے اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ (سورہ آل عمران ۳/۶۸)	اپنے لیے فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا (سورہ النساء ۴/۱۳۵)
نبی کے لیے اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورہ البقرہ ۲/۱۶۵) علی کے لیے اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ (سورہ الفتح ۴۸/۲۹)	اپنے لیے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ (سورہ البروج ۸۵/۱۲)

اللہ	علیؑ
اپنے لیے اَلسَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ (سورہ الحشر ۲۳/۵۹)	نبی کے لیے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ (سورہ البقرہ ۲/۲۸۵) علی کے لیے صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ التحریم ۴/۶۶)
اپنے لیے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	نبی کے لیے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورہ الانبیاء ۱۰۷/۲۱) علی کے لیے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ (سورہ یونس ۵۸/۱۰)
اپنے لیے مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (سورہ الزمر ۱/۳۹)	نبی کے لیے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ (سورہ التوبہ ۱۲۸/۹) علی کے لیے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ (سورہ آل عمران ۲۶/۳)
اپنے لیے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (سورہ البقرہ ۲۵۵/۲)	نبی کے لیے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورہ القلم ۴/۶۸) علی کے لیے عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ (سورۂ النبا ۲-۱/۷۸)
اپنے لیے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ النور ۳۵/۲۴)	نبی کے لیے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (سورہ المائدہ ۱۵/۵) علی کے لیے وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ (سورہ الاعراف ۱۵۷/۷)

اللہ نے جو نام اپنی کتب کے رکھے ہیں وہی نام علیؑ کے رکھے ہیں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى (سورہ المائدہ ۴۴/۵)	علی کے لیے لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ؏ (سورہ الرعد ۷/۱۱)
قرآن کے لیے فِيْهِ هُدًى (سورہ البقرہ ۲/۲)	جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ (سورہ الشوریٰ ۵۲/۴۲)
نبیوں کے لیے يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ (سورہ المائدہ ۴۴/۵)	علی کے لیے لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ (سورہ الزخرف ۴/۵۳)
صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى (سورہ الاعلیٰ ۱۹/۸۷)	علی کے لیے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (سورہ البقرہ ۲/۲) علی کتاب اکبر ہیں۔
قرآن میں ہے هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ (سورہ الجاثیہ ۲۰/۴۵)	علی کے لیے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ (سورہ یوسف ۱۰۸/۱۲)
قرآن میں ہے يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (سورہ البقرہ ۱۲۱/۲)	علی کے لیے وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (سورہ ہود ۱۷/۱۱)

اللہ	علیؑ
قرآن میں ہے هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ (سورہ آل عمران ۱۳۸/۳)	علی کے لیے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (سورہ ہود ۱۷/۱۱)
قرآن میں ہے هُدًى وَّبُشْرٰى (سورہ البقرہ ۹۷/۲)	علی کے لیے ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى (سورہ یونس ۶۴/۱۰)
قرآن میں ہے سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا (سورہ المزمل ۵/۷۳)	علی کے لیے اني تارك فيكم الثقلين
قرآن میں ہے وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ (سورہ الزخرف ۴۴/۴۳)	علی کے لیے مَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ (سورہ یونس /۱۰)
قرآن میں ہے فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (سورہ الانعام ۱۴۹/۶)	اور علی علیہ السلام نے فرمایا أنا حجة الله أنا خليفة الله ۔
قرآن میں ہے نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (سورہ الحجر ۹/۱۵)	اور علی کے لیے ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ (سورہ النحل ۴۴/۱۶)
قرآن میں ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ (سورہ البقرہ ۲۸۳/۲)	علی کے لیے ہے قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورہ الرعد ۴۳/۱۳)
قرآن میں ہے جَآءَ بِالصِّدْقِ (سورہ الزمر ۳۳/۳۹)	علی کے لیے ہے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورہ التوبہ ۱۱۹/۹)
" تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ یوسف ۱۱۱/۱۲)	" اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (سورہ الطارق ۱۳/۸۶)
" وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (سورہ الکہف ۱/۱۸)	" ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (سورہ التوبہ ۳۶/۹)
اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (سورہ الزمر ۲۳/۳۹)	" مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ (سورہ الانعام ۱۶۰/۶)
" قَالُوْا خَيْرًا (سورہ النحل ۳۰/۱۶)	" اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ (سورہ البینۃ ۷/۹۸)
" مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (سورہ لقمان ۲۷/۳۱)	" وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً (سورہ الزخرف ۲۸/۴۳)
" هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (سورہ البقرہ ۲/۲)	" وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى (سورہ القصص ۵۷/۲۸)

" یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ (سورہ یٰسین ۳۶/۲) " وَاِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ

یعنی بلاغت میں عالی ہیں اور تمام کتابوں کے عالم (سورہ الزخرف ۴۳/۴)

" اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ (سورہ الزخرف ۴۳/۵) علی کے لیے ہے فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّکْرِ (سورہ النحل ۱۶/۴۳)

" وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (سورہ الانعام ۶/۵۹) وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳)

انبیاء سے مساوات

آدم

علی	آدم
و أنا مدینة العلم و علي بابها	(علم) وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا (سورہ البقرہ ۲/۳۱)
تزویج علی جنت میں ہوئی۔	تزویج آدم جنت میں ہوئی۔
علیؑ پر ذوالفقار	آدم پر لوہا نازل ہوا علی پر تلوار۔
علی ابوالعلومین	آدم ابوالآدمیین ہیں۔
اور علی خدا کا شکر گزار ہوا وَکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۲۲)	آدم کو خدا نے صاحب عزم نہ پایا وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (سورہ طہٰ ۲۰/۱۱۵)
علیؑ کا ارتضا ہوا۔	آدم کا اجتبا ہوا۔
علیؑ بھی خلیفہ خدا ہیں انی رابع الخلفاء	آدم خلیفۃ اللہ ہیں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (سورہ البقرہ ۲/۳۰)

آدمؑ	علیؑ
آدم تراب سے ہیں فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ (سورہ الحج ۵/۲۲)	علی ابوتراب ہیں بقول نبی
آدم نے وقت خلقت چھینک لی تو الحمد للہ کہا	علیؑ نے پیدا ہوتے ہی زمین پر سجدہ کیا اور حمد خدا کی
آدم مکہ اور طائف کے درمیان پیدا ہوئے	علیؑ کعبہ میں پیدا ہوئے
آدم کے متعلق ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ (سورہ آل عمران ۳/۳۳)	علیؑ کے لیے اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (سورہ آل عمران ۳/۳۳)
کل انبیا صلب آدم سے ہیں۔	کل اوصیائے نبی صلب علیؑ سے
آدم کو ملائکہ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا۔	علیؑ کا جنازہ ملائکہ نے کندھوں پر اٹھایا۔
اولاد آدم آدمی کہلائی	اولاد علی علوی
اللہ نے ملائکہ کو سجدہ آدم کا حکم دیا	اور علیؑ کے لیے حکم دیا لوگ ان کی طرف آئیں رسولؐ اللہ نے فرمایا اے علیؑ تمہاری مثال کعبہ کی سی ہے لوگ اس کے پاس آتے ہیں وہ کسی کے پاس نہیں جاتا۔
آدم نے گیہوں کے چند دانوں کے لیے جنت کو بیچ دیا۔	اور علیؑ نے قرص نان دیکر خرید لیا وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۱۲)
آدم کو جو اسماء تعلیم دیئے گئے وہ علیؑ اور اولاد علیؑ کے نام تھے	

رسولؐ اللہ نے فرمایا روز قیامت آدم اپنے بیٹے شیث پر فخر کریں گے اور میں علی ابن ابی طالب پر۔

ادریس

ادریس	علیؑ
ادریس نے اپنی وفات کے بعد طعام جنت کھایا	علیؑ نے اپنی زندگی میں کئی بار طعام جنت کھایا۔
ادریس اس لیے کہلائے کہ کتب آسمانی کا درس دیا۔	علیؑ وہ ہیں جن کے پاس قرآن جیسی کتاب کا علم ہے۔
ادریس خط کے واضع ہیں۔	علیؑ نحو کلام کے واضع ہیں۔

نوح

نوح	علیؑ
نوح میثاق لیے جانے والے انبیا میں سے ہیں	رسولؐ اللہ نے فرمایا میرا اور میرے بارہ اوصیا کا میثاق انبیا سے لیا گیا
نوح کی عمر طولانی تھی	حضرت علیؑ کے فرزند قائم آل محمد کی عمر ان سے زیادہ۔

نوح شیخ المرسلین ہیں	علیؑ شیخ الائمہ ہیں۔
نوح سے لوگوں نے کہا یٰنُوۡحُ قَدۡ جٰدَلۡتَنَا (سورہ ہود ۱۱/۳۲)	علیؑ اس محاجہ میں شریک فَمَنۡ حَآجَّكَ فِيۡهِ (سورہ آل عمران ۳/۶۱)
نوح کے لیے تنور سے پانی نکلا۔	علیؑ کے گھر میں ستارا اترا وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى (سورہ النجم ۵۳/۱)
نوح کے لیے آسمان سے پانی برائے عذاب قوم برسا۔	علیؑ کے لیے زمین سے پانی قوم کے لیے رحمت بن کر نکلا۔
قرآن میں نوح کا ذکر ۴۲ جگہ ہے۔	علیؑ کے امیر المومنین ہونے کا ذکر ۸۹ جگہ ہے۔
کثرت نوحہ و زہد کی وجہ سے نوح کا نام نوح ہوا۔	علیؑ کا نام قانت ہوا اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ (سورہ الزمر ۳۹/۹) اور شکور نام رکھا گیا۔
	اور علیؑ کا نام خدا نے اپنے نام پر رکھا وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۵۰)
قوم نوح کو نافرمانی کی سزا میں خدا نے ہلاک کیا	اعداء علیؑ اپنی ناصبیت کی وجہ سے مستحق جہنم ہوئے۔
نوح کے اہل اور تابعین کو طوفان سے نجات ملی۔	علیؑ کے تابعین کو نار جہنم سے نجات ہے، اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ مَفَازًا (سورہ النباء ۷۸/۳۱)
نوح آدم ثانی ہیں۔	علیؑ ابوالائمہ و سادات ہیں۔
نوح کے لیے ہے۔ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا (سورہ ہود ۱۱/۴۸)	علیؑ کے لیے ہے سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلۡ يَاسِيۡنَ (سورہ الصفٰت ۳۷/۱۳۰)
سفینہ نوح طوفان میں پانی پر رہا۔	اور علیؑ کے لیے ہے وَحَمَلۡنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ (سورہ القمر ۵۴/۱۳)
کشتی نوح ذریعہ نجات تھی۔	اور رسول نے فرمایا مثل أهل بيتي كسفينة نوح

ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق

(ابراہیم)

اجتبا۔ وَاجْتَبَیْنٰھُمْ وَھَدَیْنٰھُمْ (سورہ الانعام ۶/۸۷)	اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ (سورہ آل عمران ۳/۳۳)
ہدایت وَھَدَیْنٰھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سورہ الانعام ۶/۸۷)	وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (سورہ الرعد ۱۳/۷)
حسنہ۔ وَاٰتَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً (سورہ النحل ۱۶/۱۲۲)	مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ (سورہ الانعام ۶/۱۶۰)
برکت۔ وَبٰرَکْنَا عَلَیْہِ (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۱۱۳)	وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ (سورہ ہود ۱۱/۷۳)
بشارت۔ وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۱۱۲)	وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا (سورہ الفرقان ۲۵/۵۴)
سلام۔ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۱۰۹)	سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ (سورہ الصّٰفّٰت ۳۷/۱۳۰)
خلت۔ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا (سورہ النساء ۴/۱۲۵)	اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ (سورہ المائدہ ۵/۵۵)
ثنائے حسن ۔ وَجَعَلْنَا لَھُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا (سورہ مریم ۱۹/۵۰)	وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ (سورہ الحدید ۵۷/۱۹)
مقام ۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی (سورہ البقرہ ۲/۱۲۵)	ھو أول من صلی مع رسول اللہ
امامت۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴)	وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (سورہ یٰسین ۳۶/۱۲)
ان کے بنائے کعبہ کو لوگوں کے لیے جائے ثواب قرار دیا۔ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً (سورہ البقرہ ۲/۱۲۵)	حب علیؑ کو ایمان قرار دیا گیا۔
طہارت کعبہ کا حکم ۔ وَطَھِّرْ بَیْتِیَ (سورہ الحج ۲۲/۲۶)	اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳)

ملوک روم نسل ابراہیم سے ہیں۔

۱۲ ائمہ اثنا عشر صلب علیؑ سے ہیں۔

خدا نے ابراہیم کی تعریف کی اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا (سورہ النحل ۱۲۰/ــــ)

علیؑ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں ہیں۔

کیونکہ وہ اپنے زمانہ میں اکیلے توحید پرست تھے۔

ابراہیم کو خدا نے امت قانت فرمایا۔

علیؑ بھی امت قانت ہیں اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ (سورہ الزمر ۳۹/۹)

ابراہیم کے لیے فرمایا كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا (سورہ آل عمران ۳/۶۷)

علٰى مِلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ (سورہ الانعام ۶/۱۶۱)

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ (سورہ النحل ۱۶/۱۲۱)

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ (سورہ آل عمران ۳/۱۹۱)

الَّذِیْ وَفّٰۤی (سورہ النجم ۵۳/۳۷)

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (سورہ الدہر ۷۶/۷)

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (سورہ البقرہ ۲/۱۳۰)

صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ التحریم ۶۶/۴)

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ (سورہ ہود ۷۵/۱۱)

يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ (سورہ الزمر ۳۹/۹)

ابراہیم موذن حج تھے وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ (سورہ الحج ۲۲/۲۷)

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ (سورہ التوبہ ۹/۳)

ابراہیم فارق امت فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورہ مریم ۱۹/۴۸) خدا نے ان کی نسل سے ستر ہزار نبی پیدا کئے۔

علی فارق قریش ہیں خدا نے ان کو تمام قریش پر فضیلت دی۔ اور ان کی نسل کو طیب و طاہر بنایا۔

قوم ابراہیم نے ان سے عداوت کی فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْۤ (سورہ الشعراء ۲۶/۷۷)

قریش نے علیؑ سے عداوت کی جن کو تلوار سے ہلاک کیا گیا۔

ابراہیم نے کہا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ (سورہ الصٰفٰت ۳۷/۱۰۶)

علیؑ کی ابتلا ابراہیم سے زیادہ تھی۔

ابراہیم کے متعلق ان کی قوم نے کہا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ (سورہ الصٰفٰت ۳۷/۹۷)

علیؑ نے وادی جن میں جہاں آگ کے شعلے بلند تھے جنوں سے جنگ کی۔

نار دنیا ابراہیم پر سرد ہوئی يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا (سورہ الانبیاء ۲۱/۶۹)

نار آخرت علیؑ کے محبوں پر سرد ہوگی یہاں تک کہ جہنم کہے گا گزر جا اے مومن کہ تیری آگ نے میرے شعلوں کو بجھا دیا۔

محبت ابراہیم کی طرف خلق کو بلایا گیا فَمَنْ تَبِعَنِی فَاِنَّہٗ مِنِّی (سورہ ابراہیم ۱۴/۳۶)	لوگوں کو محبت علیؑ کی دعوت دی گئی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ (سورہ آل عمران ۳/۶۸)
ابراہیم ملائکہ سے ڈرے	علیؑ نے ان سے کلام کیا۔
تمام انبیا نسل ابراہیم سے ہیں مِلَّةَ اَبِيْكُمْ (سورہ الحج ۲۲/۷۸)	تمام اوصیا نسل علیؑ سے ہیں۔
ابراہیم نے کعبہ کی بنیاد رکھی۔	علیؑ نے اسلام کی مدد کی اور کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔
ابراہیم نے بتوں کو توڑا جن میں سب سے بڑا افلون تھا۔	علیؑ نے ۳۶۰ بتوں کو توڑا جن میں سب سے بڑا ہبل تھا۔
ابتلائے ابراہیم بقربانی ولد	ابوطالب کا شعب میں ہر رات علیؑ کو فرش رسول پر سلانا اور آنحضرتؐ کا شب ہجرت اپنے فرش پر علیؑ کو سلانا۔

ان دونوں فدیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اکثر باپ کی شفقت بیٹے کو ذبح نہیں کرنے دیتی اور علیؑ کو یقین تھا کہ کفار سے رحم کی امید نہیں کی جا سکتی اسمٰعیل کو گمان قوی تھا کہ ان کے باپ (ابراہیم) کا امتحان اطاعت میں ہے پس ان کے خوف کا ایک بڑا حصہ زائل ہو گیا تھا اور سلامتی کی امید تھی برخلاف اس کے علیؑ کا خوف بدون امید تھا اور ان کا معاملہ وحی سے متعلق تھا جس کی اطاعت ان پر واجب تھی۔

ابراہیم کا ذکر قرآن میں ۷۵ مقام پر ہے جس کا آغاز وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ (سورہ البقرہ ۲/۱۲۴) سے ہے اور آخر صحف ابراہیم و موسیٰ ہے اور علیؑ کی تعریف میں ربع قرآن ہے۔

یعقوبؑ و یوسفؑ

یعقوب کے بارہ بیٹے تھے جن میں سب سے زیادہ محبوب یوسف اور بنیامین تھے۔	حضرت علیؑ کے سترہ بیٹے تھے جن میں زیادہ محبوب حسنؑ و حسینؑ تھے۔
ان کی اصغر اولاد بھی تھے نبوت ان کو اور ان کی اولاد کو ملی یوسف تاریک کنوئیں میں ڈالے گئے۔	حسینؑ علیؑ کے چھوٹے بیٹے اولاد فاطمہؑ میں تھے امامت ان کی نسل میں چلی۔ علیؑ کے محبوب بیٹے حسینؑ ذبح کیے گئے۔
یعقوب فراق یوسف میں مبتلا ہوئے۔	علی مصیبت ذبح حسینؑ میں
یعقوب کے لیے بیت الاحزان تھا۔	آل نبی کے لیے کربلا۔
یعقوب کی بصارت اپنے بیٹے کی قمیص سے لوٹی۔	اور علیؑ کے پاس وہ قمیص تھی جس کا سوت فاطمہؑ نے کاتا تھا اور

جس کو معرکہ جنگ میں پہن کر اپنے نفس کو بچاتے تھے۔

یعقوب سے بھیڑیئے نے کلام کیا اور کہا کہ انبیا کا گوشت ہم پر حرام ہے۔

یعقوب کے بارہ۱۲ بیٹے تھے ان میں نافرمان تھے اور فرماں بردار بھی۔

علیؑ سے منبر پر اژدہے نے کلام کیا اور بھیڑیئے اور شیر نے کلام کیا۔

علیؑ کے گیارہ۱۱ بیٹے تھے معصوم و مطہر۔

یوسفؑ

یوسف کے لیے رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ (سورہ یوسف ۱۰۱/۱۲)

یوسف کے بھائیوں نے جب یوسف پر باپ کی انتہائی شفقت دیکھی تو حسد کیا۔

اور یوسف کے بھائیوں نے زبان سے کہا اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ (سورہ یوسف ۱۲/۱۱)

اور باطن ان سے دشمنی رکھتے تھے اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (سورہ یوسف ۱۲/۷۰) اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ (سورہ یوسف ۱۲/۷۹)

اسی وجہ سے ان کے متعلق ہے۔

یوسف کے لیے ہے أيها الصديق (سورہ یوسف ۱۲/۴۶)

یوسف کے بھائی ظاہر میں موافق تھے باطن میں مخالف یوسف کے بھائیوں نے باپ سے تو کہا إنا له لحافظون (سورہ یوسف ۱۲/۱۲) لیکن ان پر مصیبت نازل کی۔

یعقوب نے یوسف کو بطور امانت ان کے بھائیوں کو دیا تھا۔

علیؑ کے لیے ہے وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۲۰)

مسلمانوں نے علیؑ پر رسول کی شفقت دیکھ کر حسد کیا اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (سورہ النساء ۴/۵۴)

علیؑ سے بھی لوگ بظاہر اظہار محبت کرتے تھے اور باطن ان کے دشمن تھے۔

علیؑ نے فرمایا أنا الصديق الأكبر

یہی حال علیؑ کے ساتھ منافقوں کا تھا۔

منافقوں نے رسول کے سامنے تو کہا علیؑ ہمارے مولا ہیں اور آنحضرتؐ کے بعد ان پر ظلم کیا۔

رسول نے فرمایا تھا إني تارك فيكم الثقلين

حضرت رسول خدا نے اپنے اہل بیت پر آنیوالے مصائب پر نظر کرکے

یعقوب نے کہا وا أسفا علی یوسف (سورہ یوسف ۴۸/۱۲)
یوسف کو خدا نے جوانی میں حکم و علم دیا۔
بھوکا یوسف کو دیکھ کر سیر ہو جاتا تھا۔
یوسف نے اپنی مدح کی اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (سورہ یوسف ۵۵/۱۲)
ایک ماہ کی راہ سے یعقوب نے یوسف کی بو سونگھ لی۔

فرمایا ما اوذی نبی مثل ما اوذیت
علیؑ کو بچپن میں صاحب علم و حکمت کہا۔
علیؑ نے ملائکہ کو وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ (سورہ الدہر ۸/۷۶)
اور مومن علیؑ کو دیکھ کر نجات آخرت حاصل کرتا تھا۔
علیؑ کی مدح خدا نے کی وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ
(سورہ الدہر ۸/۷۶)
علیؑ کا شیعہ جنت کی خوشبو سات آسمان کے مافوق سونگھ لے گا۔
فَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (سورہ الواقعہ ۸۸/۵۶)

یوسف سے متعلق چار دعوے تھے یعقوب نے کہا یا بنی لا تقصص رؤیاک (سورہ یوسف ۵/۱۲) ملک عزیز نے کہا عسی أن ینفعنا أو نتخذہ (سورہ یوسف ۲۱/۱۲) ان کے بھائیوں نے چرایا وشروہ بثمن بخس (سورہ یوسف ۲۰/۱۲) زلیخا نے معشوق بنایا قد شغفها حبا (سورہ یوسف ۳۰/۱۲)
یوسف کا نام ہوا ولد۔ اخ۔ عبد۔ معشوق۔

علیؑ کے لیے رسول نے کہا اخی دشمنوں کے متعلق ہے یہ آیت۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ (سورہ الصف ۸/۶۱) شیعہ امامیہ کو ان سے انتہائی عقیدت ہے (ان ایمان سے تصدیق کی) رِجَالٌ صَدَقُوْا (سورہ الاحزاب ۲۳/۳۳) علیؑ کو غالیوں نے خدا کہا خارجیوں نے کافر، مرجیہ فرقے نے مؤخر، شیعوں نے معصوم و مطہر۔

یوسف پر آٹھ طرح سے نظر پڑی یعقوب نے محبت سے نتیجہ میں لقائے یوسف سے محروم ہوئے۔ مالک ابن زعیر نے حرمت سے پس وہ بادشاہ ہو گیا اَکْرِمِیْ مَثْوٰىهُ (سورہ یوسف ۲۱/۱۲) عزیز نے نبوت سے اس سے حفاظت میں ہے۔ زلیخا نے شہوت سے نظر کی۔ مومنوں نے بلحاظ نبوت اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ (سورہ یوسف ۴۶/۱۲)

علیؑ کو مختلف نظروں سے لوگوں نے دیکھا۔ کافروں نے عداوت سے، منافقوں نے حسد سے، رسول اللہ نے وصیت و امامت سے پس ان کے داماد و لشکر کے علمدار بنے، سلمان و مقداد نے شفقت سے پس وہ خواص صحابہ میں قرار پائے۔ نواصب نے حقارت سے دیکھا وہ گمراہ ہوئے غالیوں نے غلو سے لہٰذا وہ ارباب ضلال سے ہوئے ملاحدہ نے کذب سے شیعوں نے دیانت سے لہٰذا وہ مقربین سے قرار پائے۔

موسیٰ

موسیٰ نے دشمن خدا فرعون کی آغوش میں پرورش پائی۔

موسیٰ فرزند عمران ہیں ۔

خدا نے موسیٰ کو بچپن میں فرعون سے اور بڑھاپے میں دریا سے بچایا۔

موسیٰ کے لیے دریائے نیل شگافتہ ہوا ۔

موسیٰ نے اپنا عصا دریا پہ مارا تو فرمایا اے مینڈکو نکلو بس وہ نکل آئیں ۔

موسیٰ کے لیے ٹڈیوں اور جوؤں کو مسخر کیا گیا ۔

موسیٰ کے لیے نو معجزات باہرہ تھے ۔

خدا نے دعائے موسیٰ سے قوم کو زندہ کیا ۔

اللہ نے اپنی کتاب میں موسیٰ کا ذکر ۱۳۰ جگہ کیا ہے ۔

موسیٰ کے لیے خدا نے فرمایا قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا (سورہ مریم ۱۹/۵۲)

موسیٰ کے لیے فرمایا كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (سورہ النساء ۴/۱۶۴)

موسیٰ کے حکم سے زمین نے فرعون کو نگل لیا ۔

موسیٰ نے کہا قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ (سورہ طٰہٰ ۲۵، ۲۶/۲۰) وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ○ هٰرُوْنَ اَخِي (سورہ طٰہٰ ۲۹، ۳۰/۲۰) پھر ہارون سے فرمایا اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ (سورہ الاعراف ۷/۱۴۲) خدا نے ان کی دعا قبول کی ۔ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى (سورہ طٰہٰ ۲۰/۳۶) ۔

علیؑ نے آغوش حبیب خدا میں ۔

علیؑ آل عمران اسم ابوطالب عمران تھا ۔

علیؑ کو بچپن میں سانپ سے (جسے آپ نے مار ڈالا تھا) اور بڑے ہونے پر دریائے فرات سے جب آپ اسے پار کر رہے تھے ۔

اور علیؑ کے اشارہ سے نہروان میں جو سوکھا پڑا تھا پانی جاری ہوا۔

علیؑ کی اطاعت سانپ اور اژدہے نے کی اور یہ بہت خوفناک امر تھا ۔

علیؑ کے لیے نہروان کی مچھلیوں کو جنہوں نے سلام کیا ۔

علیؑ صاحب معجزات کثیرہ تھے ۔

اور علیؑ کی دعا سے سام ابن نوح اور اصحاب کہف زندہ ہوئے

اور علیؑ کا تین سو جگہ

اور علیؑ کے لیے فرمایا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ○ (سورہ مریم ۱۹/۵۰)

اور علیؑ کو اللہ نے تعلیم دی اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ (سورہ الرحمٰن ۱ تا ۳/۵۵)

علیؑ نے اعدائے خدا کو ہلاک کیا ۔

رسول اللہؐ نے شب معراج علیؑ سے فرمایا اخلفنی تم میری قائم مقامی کرو اور فرمایا أنت مني بمنزلة هارون من موسی اور رسول اللہؐ نے اپنا وزیر علی کو بنانے کی دعا کی ۔

موسیٰ کو اللہ نے پتھر سے پانی نکال کر سیراب کیا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا (سورہ البقرہ ۲/۶۰)	علیؑ کو علوم الٰہیہ کے گیارہ چشمے دیئے۔
خدا نے موسیٰ پر من و سلویٰ نازل کیا۔	علیؑ کو رسول نے جنت کے سیب دانا رونا انگور وغیرہ دیئے۔
موسیٰ و ہارون اور اس کے کثیر لشکر سے لڑے اور ان پر فتح پائی۔	محمد و علی نے یہود و نصاریٰ مجوس و مشرکین اور زنادقہ سے جنگ کی اور کامیاب ہوئے۔
خدا نے موسیٰ اور ہارون کے دشمنوں کو غرق کیا اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا۔	محمد و علی کے دشمنوں کو خدا جہنم میں ڈالے گا القيا في جهنم كل كفار عنيد (سورہ ق ۲۴/۵۱)
موسیٰ کے دشمن کو برص ہوا۔	علیؑ کے دشمن کو برص ہوا۔ انس نے کہا یہ علیؑ کی بددعا کا اثر ہے
موسیٰ جوانی میں سانپ سے ڈر گئے خُذْهَا وَلَا تَخَفْ (سورہ طٰہٰ ۲۱/۲۰)۔	علیؑ نے بچپن میں کلۂ اژدر چیر ڈالا اسی لیے حیدر نام ہوا۔
موسیٰ اور ہارون دشمنوں سے خائف ہوئے۔ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا (سورہ طٰہٰ ۴۶/۲۰) اور یہ خوف استہزا قوم سے تھا۔	محمد و علی خائف نہیں ہوئے۔
موسیٰ اپنے عصا سے ڈر گئے خُذْهَا وَلَا تَخَفْ (سورہ طٰہٰ ۲۱/۲۰) موسیٰ کے لیے عصا تھا۔	علیؑ اژدہے سے نہ ڈرے اور اس سے کلام کیا۔ علیؑ کے لیے تلوار
موسیٰ کے عصا میں وہ کرامت تھی کہ جادوگر عاجز آ گئے۔	علیؑ کی ذوالفقار میں یہ اعجاز تھا کہ کفار عاجز آ گئے۔
عصائے موسیٰ کی چار حالتیں تھیں۔ عصا تھا حرکت کرتا تھا۔ بڑا ہو جاتا تھا فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ (سورہ الاعراف ۱۰۷/۷) نگل جاتا تھا۔ هِيَ تَلْقَفُ (سورہ الاعراف ۱۱۷/۷)	ذوالفقار علیؑ کی بھی چار حالتیں تھیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔
عصائے موسیٰ خدا نے شعیب کو دیا اور شعیب نے موسیٰ کو۔	خدا نے ذوالفقار محمد کو دی اور محمد نے علیؑ کو۔
عصائے بادام تلخ کا تھا۔	شجر طوبیٰ علیؑ و فاطمہؑ کے گھر میں ہوگا۔
عصائے موسیٰ کے دو سر تھے۔	ذوالفقار بھی آگے سے دو حصوں میں تھی۔
موسیٰ کو ان کی والدہ نے گرم تنور میں رکھ دیا۔	علیؑ کو آغوش رسول میں جگہ ملی۔
موسیٰ کی ابتلا فرعون سے ہوئی۔	علیؑ کی ابتلا فراعنہ سے۔
موسیٰ کے بارہ اسباط۔	علیؑ کے صلب سے گیارہ امام۔

موسیٰ سے کہا گیا۔ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ (سورہ طہٰ ۲۰/۱۲)	علیؑ نے دوشِ رسول پر قدم رکھا۔
موسیٰ کے زیرِ قدم حجر تھا۔	علیؑ کے زیرِ قدم دوشِ رسول
موسیٰ کا ارتفاع طور پر ہوا۔	علیؑ کا ارتفاع دوشِ رسول پر
موسیٰ کو خدا نے اپنی محبت دی۔	علیؑ کی محبت اپنی مخلوق پر فرض کی اور ان کی محبت کو تمیز حق و باطل قرار دیا۔
موسیٰ سے خدا نے کہا میں نے تمہیں اپنے لیے انتخاب کیا۔	علیؑ کے لیے کہا وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ (سورہ القصص ۲۸/۶۸)
موسیٰ سے کہا وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (سورہ طہٰ ۲۰/۴۱)	علیؑ کے لیے کہا إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ (سورہ المائدہ ۵/۵۵)
موسیٰ کے لیے کہا إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا (سورہ مریم ۱۹/۵۱)	علیؑ کے لیے کہا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ (سورۃ الدہر ۷۶/۹)
موسیٰ کے لیے فتا یوشع ابن نون تھے۔	محمد کے فتیٰ علیؑ تھے ولا فتى إلا علي
موسیٰ کے لیے ہارون کے بیٹے شبر و شبیر تھے۔	علیؑ کے حسنؑ و حسینؑ تھے۔
ولایت موسیٰ اولاد ہارون میں گئی۔	اور ولایت محمدی اولاد علیؑ میں۔
قوم موسیٰ نے ہارون کو چھوڑا اور بچھڑے کو پوجا۔	لوگوں نے علیؑ کو چھوڑا اور بنی امیہ کو پوجا۔
موسیٰ ساقی بنات شعیب ہوئے۔	علیؑ روز قیامت ساقی مومنین ہوں گے۔
موسیٰ نے جب وارد مدین ہوئے تو راس البئر سے وہ پتھر ہٹایا جسے چالیس آدمی ہٹا سکتے۔	علیؑ نے چشمہ راحوما سے پتھر ہٹایا جسے آدمی ہٹا سکتے۔

مساوات علیؑ ہارون و یوشع و لوط سے

آنحضرت صلعم نے فرمایا یوم بیعت عشیرہ و یوم احد اور یوم تبوک یاعلي أنت مني بمنزلة هارون من موسى پس مومنین علی سے ایسی ہی محبت کرتے تھے جیسی اصحاب ہارون ہارون سے۔

ہارون سے زیادہ محبوب موسیٰ کے نزدیک کوئی نہ تھا۔	علیؑ سے زیادہ محبوب رسول کے نزدیک کوئی نہ تھا۔

تو اس نے کہا تمہاری رسالت کا گواہ کون ہے انہوں نے ہارون کی طرف اشارہ کر کے کہا اس سے پوچھ۔ ہارون نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سچے ہیں اور تیری طرف خدا کے رسول بن کر آئے ہیں۔

اسی طرح رسول کی نبوت کے سب سے پہلے گواہ علیؑ تھے۔
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ (سورہ الرعد ۴۳/۱۳)

موسیٰ کے پہلے مصدق ہارون تھے۔

محمد کے پہلے مصدق علیؑ تھے

ہارون کے بیٹوں کے نام شبیر و شبّر و مشبّر تھے۔

علیؑ کے فرزندان کے ہم نام حسن و حسین و محسن۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول صلی اللہ نے فرمایا یا علی أنت مني بمنزلة یوشع بن نون من موسیٰ تھے۔

ایوب اصبر الانبیاء تھے۔

علیؑ اصبر الاوصیاء۔

صبر ایوب تین سال کی مصیبتوں میں تھا۔

علیؑ نے رسول کے ساتھ تین سال شعب ابوطالب میں مصیبت میں گزارے اور تیس سال بعد رسول۔

صبر ایوب کے متعلق ہے وَجَدْنٰهُ صَابِرًا (سورہ ص ۴۴/۳۸)
ایوب نے کہا اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (سورہ یوسف ۸۶/۱۲)

علیؑ کے لیے جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا (سورہ الدہر ۱۲/۷۶)
علیؑ کے لیے ہے۔ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ (سورہ البقرہ ۱۵۶/۲)
اور وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ (سورہ البقرہ ۱۷۷/۲)

لوط کا ذکر قرآن میں ۲۶ جگہ ہے۔

علیؑ کا ذکر اس سے زیادہ مواضع میں ہے۔

مساوات علیؑ ایوب و جرجیس و ذکریا و یحییٰ سے

ایوب نے کہا مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ (سورہ ص ۴۲/۳۸)
ایوب سے خدا نے کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ (سورہ ص ۴۲/۳۸)
ایوب کے لیے ہے وَجَدْنٰهُ صَابِرًا (سورہ ص ۴۴/۳۸)

علیؑ کو نواصب اور شیاطین الانس سے تکلیف پہنچی۔

علیؑ کے لیے وادی بلقع میں بھی ہوا۔
علیؑ کے لیے ہے وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا (سورہ الدہر ۱۲/۷۶)

جرجیس نے صبر کیا محن میں۔

علیؑ نے صبر کیا محن و فتن میں۔

جرجیس کی حق بات کو لوگوں نے قبول نہ کیا اور وہ قتل کردیئے گئے۔	علیؑ حق پر تھے حق کے لیے حق پر قتل ہوئے۔
جرجیس طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے۔	علیؑ کو بھی لڑائیوں میں بڑے مصائب کا سامنا ہوا۔
جرجیس نے بُت توڑے۔	علیؑ نے صرف کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت توڑے۔
اعدائے جرجیس کو خدا نے عذاب نار میں مبتلا کیا۔	علیؑ کے دشمنوں کو بھی جہنم نصیب ہوگا۔
یونس عذاب نہ آنے سے غضبناک ہوکر چل دیئے۔	علیؑ ہر محاربہ میں ثابت قدم رہے۔
یونس کو مچھلی نے نگل لیا۔	علیؑ پر مچھلی نے سلام کیا۔ فرق ہے میان غالب ومغلوب۔
یونس کی مذمت ان کی قوم نے کی اور ان کو دشت میں تنہا چھوڑ دیا۔	علیؑ کو بھی ان کی قوم نے چھوڑا اور ایک ہزار مہینے ان پر لعن کی۔
یونس کے لیے کدو کا درخت اگایا۔	علیؑ کو جنت کے میوے کھلائے گئے۔
یونس کو ایک ہزار یا اس سے کچھ زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔	علیؑ امام انس وجن ہوئے۔
یونس نے ایسی جگہ تسبیح الہٰی کی جہاں کسی نے نہ کی۔	علیؑ اس جگہ پیدا ہوئے جہاں نہ ان سے پہلے کوئی پیدا ہوا اور نہ بعد۔
ذکریا کو محراب میں ولادت یحییٰ کی بشارت دی گئی۔	علیؑ کو حسنؑ وحسینؑ کی بشارت دی گئی۔
ذکریا نے ذریت طیبہ کے لیے دُعا کی۔	رسولؐ سے سوال کیا گیا ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ (سورہ آل عمران ۳/۳۴)
زوجہ عمران (مادر مریم) نے نذر کی إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي	علیؑ کے بارے میں ہے يُوفُونَ بِالنَّذْرِ (سورہ الدہر ۷۶/۷)
(سورہ آل عمران ۳/۳۵)	علیؑ کی بی بی کے بارے میں ہے نِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱)
خدا نے دعائے ذکریا کو قبول کیا رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا	اور علیؑ کے بارے میں ہے فاستجاب لهم ربهم
(سورہ الانبیاء ۲۱/۸۹)	(سورہ آل عمران ۳/۹۵)
ذکریا درخت کے اندر آرے سے چیرے گئے۔	علیؑ محراب میں شہید ہوئے۔
یحییٰ کا سر کاٹ کر طشت میں رکھا گیا۔	حسینؑ کو کربلا میں ذبح کیا گیا اور ان کا سر بھی طشت میں رکھا گیا۔
مادر مریم نے کہا إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا	حضرت رسولخداؐ نے حسنؑ وحسینؑ کے لیے کہا اعیذ کما من
(سورہ آل عمران ۳/۳۶)	شر السامة والهامة ومن شر كل عين لامة
ذکریا واعظ بنی اسرائیل اور کافل مریم تھے۔	علیؑ مفتی امت اور کافل فاطمہ تھے۔

یحیٰ بچپن میں بولے۔

یحیٰ نے کہا اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ (سورہ مریم ۱۹/۳۱)

یحیٰ نے کہا السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ (سورہ مریم ۱۹/۳۳)

یحیٰ نے کہا بَرًّۢا بِوَالِدَیۡہِ (سورہ مریم ۱۹/۱۴)

یحیٰ کی والدہ بتول تھیں۔

یحیٰ نے پیدا ہو کر اقرار ربوبیت کیا تاکہ لوگ ان کی ربوبیت کا اقرار نہ کریں۔

علیؑ بچپن میں بولے۔

علیؑ نے نماز پڑھی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دی۔

علیؑ کے لیے سلام علیٰ آل یٰسین ہے۔

علیؑ کے لیے ہے اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ (سورہ الدہر ۷۶/۵)

علیؑ کی زوجہ بتول تھیں۔

علیؑ نے کعبہ میں پیدا ہوتے ہی اقرار عبدیت کیا تاکہ غالیوں کا عقیدہ باطل ہو۔

مساوات علیؑ داؤد و طالوت سلیمان سے

داؤد خلیفہ خدا تھے۔

داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔

داؤد نے جالوت کو پتھر سے قتل کیا۔

داؤد بقیہ آل موسیٰ و ہارون تھے۔

داؤد کو حکومت ملی۔

داؤد قضایا کا فیصلہ فرماتے تھے۔

داؤد نے کہا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیۡرٍ (سورہ النمل ۲۷/۱۵)

داؤد کے متعلق خدا فرماتا ہے وَالطَّیۡرَ مَحۡشُوۡرَۃً ؕ کُلٌّ لَّہٗۤ اَوَّابٌ (سورہ ص ۳۸/۱۹) اور یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَالطَّیۡرَ (سورہ سبا ۳۴/۱۰)

داؤد کو علم منطق الطیر دیا گیا۔

داؤد کو حکم اور فصل خطاب دیا گیا اٰتَیۡنٰہُ الۡحِکۡمَۃَ وَ فَصۡلَ الۡخِطَابِ (سورہ ص ۳۸/۲۰)

علیؑ خلیفہ خدا تھے۔

علیؑ نے مرحب و عمرو کو قتل کیا۔

علیؑ نے ذوالفقار سے کفار کو قتل کیا۔

علیؑ اور ان کی اولاد کے لیے بقیۃ اللہ خیر لکم (سورہ ہود ۱۱/۸۶)

علیؑ کو بھی حکومت ملی۔

علیؑ کے متعلق رسول نے فرمایا۔ اقضاکم علی

علیؑ کے لیے ہے فَضَّلَ اللّٰہُ الۡمُجٰہِدِیۡنَ (سورہ النساء ۴/۹۵)

علیؑ جب سنگریزوں پر تسبیح کرتے تھے تو وہ آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

علیؑ سے پرندے ہوا میں کلام کرتے تھے۔

اور علیؑ کے لیے وَمَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳)

داؤد کے لیے ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْاَيْدِ
(سورہ ص ۱۷/۳۸)
داؤد خطیب الانبیاء تھے ۔
نبی نے جب طالوت کے متعلق خبر دی بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا
(سورہ البقرہ ۲۴۷/۲)
تو انہوں نے کہا وہ کیسے بادشاہ ہوگا حالانکہ وہ کوئی مالدار نہیں ہم اس سے زیادہ حق دار ہیں ۔
طالوت کے بارہ میں ہے وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ
(سورہ البقرہ ۲۴۷/۲)
طالوت کے لیے ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ (سورہ البقرہ ۲۴۷/۲)

طالوت کے لشکری بنو اسرائیل جالوت کی جنگ میں جب پیاسے ہوئے تو طالوت نے کہا خدا نے اس نہر کے ذریعہ سے تمہارا امتحان لیا ہے (یہ نہر فلسطین تھی) پس جس نے اس سے پیا وہ مجھ سے نہیں ہے لیکن اس پر بھی سوائے تھوڑے سے لوگوں کے انہوں نے پی لیا۔ نہ پینے والے منجملہ تیس ہزار کے صرف چار سو یا تین سو تھے ۔ طالوت نے کہا جب پانی کے معاملہ میں تم نے میری اطاعت نہ کی تو جنگ میں کیا کروگے پس انہیں پیچھے چھوڑ دیا ۔

جالوت نے بعیت داؤد کو برباد کرنے کا ارادہ کیا پس داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور ملک کے مالک ہوگئے ۔
سلیمان نے حکومت کی انگوٹھی مانگی ۔

سلیمان نے کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا (سورہ ص ۳۵/۳۸)
سلیمان نے ایسا ملک مانگا جو ان کے بعد کسی کو نہ ملے ۔

علیؑ کے لیے ہے اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ
(سورہ الانفال ۶۲/۸)
علیؑ کو فصل الخطاب دیا گیا ۔
یہی صورت علیؑ کے لیے ہوئی جب رسول نے ان کو اپنا قائم مقام بنایا جب لوگوں نے خلافت علیؑ پر ناک بھوں چڑھائی تو حضرت نے فرمایا علي مع الحق والحق مع علي

علی اعلم و اشجع اُمت تھے ۔

علیؑ کے لیے وفضلنا آل عمران على العالمين
(سورہ آل عمران ۳۳/۳)
حضرت علیؑ کے پاس لوگ آئے اور کہا ہاتھ بڑھائیے تاکہ ہم آپ سے بیعت کریں فرمایا اگر تم سچے ہو تو کل سر منڈا کر آؤ سوائے چند کے اور کوئی نہ آیا ۔

اعدائے علیؑ نے حضرت کو مغلوب کرنا چاہا آپ نے ان کو قتل کیا اور امامت آپ کے اور آپ کی اولاد کے لیے باقی رہی ۔
علیؑ نے حکومت کی انگوٹھی بحالت رکوع سائل کو دیدی ۔
ید علیا کو ید سفلی سے کیا نسبت سلیمان سائل تھے علی معطی ۔
علیؑ نے کہا یا صفراء یا بیضاء غري غيري
علیؑ کو خدا نے ملک باقی دیا نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا
(سورہ الدہر ۲۰/۷۶)

سلیمان نے جب خاتم الملک کا سوال کیا تو خدا نے عطا کیا۔ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ (سورہ السبا ۱۲/۳۴)

علیؑ کو خدا نے سیادت دنیا بخشی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ (سورہ المائدہ ۵/۵۵)

یعنی ولایت مطلقہ اور ملک حقیقی اذا رأیت ثم رأیت

سلیمان کو علم منطق الطیر دیا۔ انہوں نے ہدہد اور چیونٹی کی بولی سمجھی۔

بروایت جابر حضرت علیؑ نے ایک پرندے سے کہا احسنت الطیر

سلیمان کے لیے کہا گیا کہ شام کے وقت ان کے سامنے خوبصورت گھوڑے پیش ہوئے جو ایک ہزار گھوڑے غنیمت سے ملے تھے ان کے دیکھنے میں مستحبات قضا ہو گئے تو خدا نے سورج کو پلٹا دیا۔

علیؑ کے لیے ردشمس کئی بار ہوا۔

سلیمان کے لیے خدا نے ہوا کو مسخر کیا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ (سورہ ص ۳۶/۳۸)

علیؑ چاہ ذات العلم میں ہوا پر غالب ہوئے جب اصحاب کہف کی ملاقات کو گئے تو ہوا ان کے حکم کی تابع تھی۔

سلیمان کے لیے لشکر جن وانس وطیر کو تابع کیا گیا۔

اور علیؑ کی تلوار نے جن وانس کو مسخر کیا۔

سلیمان کے لیے کہا گیا عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (سورہ النمل ۱۶/۲۷)

علیؑ کے لیے ہے كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (سورہ یٰسین ۱۲/۳۶)

سلیمان نے لوگوں کی دعوت کی اور نہ کر سکے۔

علیؑ کی ضیافت مقبول ہوئی وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ (سورۃ الدہر ۸/۷۶)

سلیمان کی تزویج بلقیس سے بزور ہوئی۔

اور علیؑ کی تزویج فاطمہ سے بہ لطف۔

صالح کا نام لوگوں نے صالح رکھا۔

اور علیؑ کا نام صالح المومنین خدا نے رکھا۔

صالح کے لیے پہاڑ سے ایک ناقہ نکلا۔

علیؑ کے لیے سو۔

حضرت علیؑ کی مساوات عیسیٰ سے

خدا نے عیسیٰ کو روح سے پیدا کیا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا (سورہ الانبیاء ۹۱/۲۱)

علیؑ کو نور سے

والدۂ عیسٰی وقت ولادت بیت خدا سے نکل گیئں ۔	علیؑ کی ماں وقت ولادت کعبہ میں داخل ہوئیں ۔
عیسٰی نے توریت وانجیل بطن میں پڑھی ۔	علیؑ بطن مادر میں کلام کرتے تھے بت اُن کے سامنے سرنگوں ہو گئے ۔
عیسٰی نے مہد میں لوگوں سے کلام کیا ۔	علیؑ نے بعد ولادت نبی سے کلام کیا ۔
عیسٰی نے کہا اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ (سورہ مریم ۱۹/۳۰) (سب سے پہلے یہ کلام انہوں نے کیا)	علیؑ نے کہا أنا عبد الله وأخو رسول الله
عیسٰی پر مائدہ نازل ہوا ۔	اور علیؑ کے لیے کئی بار جنت سے کھانے آئے ۔
عیسٰی کے لیے یُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ (سورہ آل عمران ۳/۴۸)	علیؑ کے لیے ہے مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ ۝ (سورہ الرعد ۱۳/۴۳)
عیسٰی کو مخصوص کیا خط سے یعنی خط کے دس اجزا ہیں ان میں نو عیسٰی کے لیے ہیں اور ایک تمام دنیا کے لیے ۔	علیؑ کو علم کے نو حصے ملے اور ایک حصہ میں سب شریک ہیں
عیسٰی مجذوم اور مبروص کو اچھا کر دیتے تھے ۔	علیؑ دنیا میں طبیب قلوب تھے اور عقبٰی میں باعث نجات ۔
عیسٰی نے باذن اللہ مردوں کو زندہ کیا ۔	علیؑ نے باذن اللہ سام بن نوح اور اصحاب کہف کو زندہ کیا ۔
عیسٰی کے لیے کہا گیا بِکَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی (سورہ آل عمران ۳/۴۵)	علیؑ کے لیے ہے یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ (سورہ یونس ۱۰/۸۲)
عیسٰی کے لیے ہے وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ (سورہ مریم ۹/۳۱)	علیؑ کے لیے سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (سورہ الفتح ۴۸/۲۹) ہے ۔
عیسٰی کے لیے ہے وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا (سورہ مریم ۱۹/۳۱) حالانکہ زکوٰۃ ان پر واجب نہ تھی ۔	علیؑ کے لیے یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رٰکِعُوْنَ (سورہ المائدہ ۵/۵۵) اور زکوٰۃ ان پر واجب نہ تھی ۔
عیسٰی کے لیے ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (سورہ الصف ۶۱/۶)	علیؑ آنحضرتؐ کے ناصر و وصی و داماد ابن عم اور بھائی تھے ۔
اموات نے عیسٰی سے کلام کیا ۔	مُردوں نے علیؑ سے کلام کیا ۔
خدا نے عیسٰی کو یہود سے بچایا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (سورہ النساء ۴/۱۵۷)	علیؑ کو فرش رسول پر مشرکین سے بچایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ (سورہ البقرہ ۲/۲۰۷)
عیسٰی کی مدد روح القدس نے کی وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ	محمد و علی کی مدد فرشتوں سے کی وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ

الْقُدُسِ (سورہ البقرہ ۸۷/۲)

تَرَوْهَا۔ سورہ التوبہ ۴۰/۹)

عیسیٰ چھ ماہ کے تھے کہ ان کی ماں نے ایک معلم کے سپرد کیا کہ وہ توریت ان کو سنائے۔

علیؑ نے کہا لو ثنيت لي الوسادة یعنی ان کو چاروں کتابوں کا پورا پورا علم تھا۔

خدا نے دعائے عیسیٰ سے مردوں کو زندہ کیا۔

ذکر علیؑ سے مُردہ دلوں کو زندہ کیا۔

معلم نے عیسیٰ سے کہا لکھو ابجد۔ انہوں نے کہا اس کے معنی کیا ہیں۔ اس نے جھڑک کر کہا نہیں اس سے کیا غرض فرمایا میں تم سے اس کی تفسیر بیان کر دوں گا۔

علیؑ نقطہ بائے بسم اللہ اور ان کے سینہ میں علوم اوّلین و آخرین ہیں۔

عیسیٰ لڑکوں کو ان کے گھر کے ذخیرہ کی خبر دیتے تھے اور وہ اپنی ماؤں سے مطالبہ کرتے تھے۔

علیؑ بھی غیب کی خبریں بیان کرتے تھے۔

مریم نے عیسیٰ کو ایک رنگریز کے سپرد کیا اس نے ان کو بتایا کہ یہ رنگ سرخ ہے یہ زرد ہے یہ کالا ہے حضرت عیسیٰ نے ایک برتن میں ان سب کو ملا دیا۔ رنگریز نے غصہ ہو کر کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا غم نہ کر جس رنگ کا کپڑا چاہیے اسی سے نکال دوں گا اس نے کہا میں تمہاری استادی کے قابل نہیں

صحبت رسول میں بہت سے لوگ ملے جلے تھے۔ مومن۔ منافق۔ مؤلفۃ القلوب۔ ضعیف الایمان۔ علیؑ ان سب کو پہچانتے تھے اور جس رنگ کے آدمی کو کہو بتا دیتے تھے۔

عیسیٰ زاہد و فقیر تھے۔

کسی نے رسول سے پوچھا ازہد و افقر الناس کون ہے فرمایا میرا وصی میرا ابن عم میرا بھائی علیؑ میرا حیدر۔ میرا کرار میری صمصام۔ میرا شیر۔ اللہ کا شیر۔

عیسیٰ کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا یعقوبیہ نے کہا کہ وہ اللہ ہے نسطوری نے کہا ابن اللہ ہے۔ اسرائیل نے کہا ثین میں تیسرا ہے۔ یہود نے کہا جھوٹا اور ساحر ہے مسلمانوں نے کہا وہ رسول ہیں۔

علیؑ کے بارے میں بھی امّت نے اختلاف کیا۔ غالیوں نے کہا وہ معبود ہیں خارجیوں نے کہا وہ کافر ہیں۔ مرجیہ نے کہا وہ موخر ہیں۔ شیعہ نے کہا وہ مقدم ہیں۔

حضرت رسولؐ خدا نے ایک دن فرمایا اس دروازہ سے وہ شخص داخل ہوگا جو عیسیٰ سے خلق میں زیادہ مشابہ ہوگا پس علیؑ داخل ہوئے لوگوں نے اس کا مضحکہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ (سورہ الزخرف ۵۷/۴۳)

مسند موصلی میں ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ سے کہا تمہاری مثال عیسیٰ کی سی ہے کہ یہود نے دشمنی میں ان کی ماں پر تہمت

نگائی اور نصاریٰ نے انتہائی محبت میں ان کے مرتبے سے ان کو بڑھایا۔

مساوات علیؑ نبی سے

نبی صاحب کتاب ہیں	علیؑ صاحب سیف وقلم
نبی کے لیے شق القمر ہوا	علیؑ کے لیے انشقاق النہروان
نبی کی نبوت کا اقرار تمام انبیاء پر واجب ہوا اور شب معراج حضرت رسولخداؐ کو امام الانبیا بنایا گیا۔	علیؑ کو لیلۃ الفراش اور روز غدیر امام الاوصیا بنایا گیا۔
نبی براق پر سوار ہوئے۔	علیؑ دوش احمد مختار پر۔
رسول کے لیے کہا گیا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ التوبہ ۹/۱۲۸)	علیؑ کی شان میں ہے وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ (سورہ مریم ۱۹/۵۰)
نبی کے لیے ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (سورہ الفتح ۴۸/۲)	علیؑ کے لیے ہے فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ (سورہ الدہر ۷۶/۱۱)
رسول کی قسم کھائی وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى (سورہ الضحیٰ ۹۳/۱)	علیؑ کی قسم کھائی وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورہ الفجر)
رسول کے لیے اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ (سورہ النساء ۴/۵۴)	علیؑ کے لیے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ (سورہ البقرہ ۲/۲۰۷)
" اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ النور ۲۴/۳۵)	" يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ (سورہ التوبہ ۹/۳۲)
" وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورہ الانبیاء ۲۱/۱۰۷) فیہ ذکراً رسولا	" وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ (سورہ النحل ۱۶/۴۴)
رسول کے لیے عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ (سورہ الاعراف ۷/۶۳)	" رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ (سورہ النور ۲۴/۳۷)
" ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (سورہ النجم ۵۳/۸)	علیؑ کے لیے علی سے مشابہ صورت معراج میں دیکھی۔
" علامت نبوت دونوں کندھوں کے درمیان تھی۔	" علامت شجاعت دونوں کلائیوں میں۔
ملائکہ یوم بدر رسول کی مدد کو آئے۔	جبرئیل معرکہ جنگ میں داہنی طرف ہوتے تھے اور میکائیل بائیں طرف اور ملک الموت آگے آگے۔

رسولؐ اللہ کو خدا نے کافۃ الناس کی طرف بھیجا۔ — علیؑ تمام خلق کے امام ہیں۔

نبی اکرم عناصر تھے۔ — علیؑ ان کے جزو تھے۔

نبی کے متعلق ہے هُوَ اُذُنٌ (سورہ التوبہ ۹/۶۱) — علیؑ کے لیے ہے وَتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (سورہ الحاقہ ۶۹/۱۲)

نبی نے فرمایا أنا خاتم الأنبياء وأنت يا علي خاتم الأولياء.

نبی نے فرمایا پانچ چیزیں خدا نے مجھ کو دیں پانچ علیؑ کو۔

۱۔ جوامع الکلم مجھے دیا جوامع الکلام علی کو — ۲۔ مجھے کوثر دیا۔ علی کو سلسبیل۔

۳۔ مجھے نبی بنایا علی کو وصی — ۴۔ مجھے وحی دی۔ علی کو الہام

۵۔ مجھے معراج ملی۔ علیؑ کے لیے ابواب سماوات کھولے گئے۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا علیؑ کے بارے میں نو باتیں ہیں تین دنیا میں تین آخرت میں دو کی مجھے ان سے امید ایک کے بارے میں خوف۔ دنیا کی تین یہ ہیں وہ میری شرمگاہ کے ساتر ہیں دوسرے اہل ہیں میرے امر کو قائم کرنے والے ہیں تیسرے میرے وصی ہیں۔ آخرت سے متعلق تین یہ ہیں مجھے روز قیامت لواء الحمد دیا جائے گا میں وہ علیؑ کو دوں گا دوسرے مقام شفاعت میں میں ان پر اعتماد کروں گا۔ تیسرے مفاتیح میں وہ میرے مددگار ہوں گے۔ جن دو میں ان سے امید رکھتا ہوں وہ میرے بعد نہ گمراہ ہوں گے نہ کافر اور جس بات کا خوف ہے وہ یہ ہے کہ قریش میرے بعد ان سے غدر کریں گے۔

خرکوشی نے شرف المصطفےٰ میں اور ابوالحسن بن مہرویہ قزوینی نے یہ روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم کو تین چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھے نہیں ملیں تم کو جیسا خسر ملا تم کو فاطمہؑ جیسی بی بی ملی۔ تم کو حسنؑ و حسینؑ جیسے فرزند ملے۔

حضرت علیؑ کی مساوات تمام انبیاءؑ سے

اللہ نے سات آدمیوں کو ملک دیا ہے۔ ملک اللہ بیر یوسف کو دیا۔ ملک حکم و نبوت ابراہیم کو فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا (سورہ النساء ۴/۵۴) ملک عزت و قدرت و قوت داؤد کو۔ ملک ریاست طالوت کو قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا (سورہ البقرہ ۲/۲۴۷)۔ کنوز ذوالقرنین کو اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ (سورہ الکہف ۱۸/۸۴) ملک دنیا سلیمان کو رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا (سورہ ص ۳۸/۳۵) ملک آخرت علیؑ کو وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۲۰)۔

اللہ نے پانچ کو صدیق کہا ہے۔ یوسف ۔ اَیُّهَا الصِّدِّيْقُ (سورہ یوسف ۱۲/۴۶) ادریس کو اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا (سورہ مریم ۱۹/۵۶) اسمٰعیل کو اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (سورہ مریم ۱۹/۵۴) مریم کو اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ (سورہ المائدہ ۵/۸۵) علیؑ کو وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ (سورہ الزمر ۳۹/۳۳) اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ (سورہ الحدید ۵۷/۱۹)۔

یوسف کے بھائیوں نے اوّل دشمنی کی پھر ان کے تابعدار بن گئے۔ ان کے باپ ان سے محبت کرتے تھے۔ ان کو یوسف کی طرف سے بشارت مل گئی۔ ادریس کی قوم نے عداوت کی خدا نے ان کا رنج کر لیا۔ ابراہیم سے نمرود نے عداوت کی سے ہلاک کر دیا گیا بلاد محبت کرتی تھیں ان کو ولادت فرزند کی بشارت دی گئی۔ یہود نے مریم سے عداوت کی ان پر لعن ہوئی زکریا محبت کرتے تھے انہیں ولادت فرزند کی بشارت دی گئی۔ علی سے نواصب نے عداوت کی دنیا و آخرت میں مستحق لعن ہوئے۔

پانچ آدمی خوشنودیٔ خدا کے لیے اپنی قوم سے جدا ہوئے۔ نوح۔ ہود۔ ابراہیم۔ محمدؐ اور علیؑ۔

پانچ آدمیوں نے پانچ چیزیں محراب میں پائیں۔ بعد موت سلیمان نے ایک سال کے لیے ملک مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ (سورہ السبا ۳۴/۱۴)

داؤد نے فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ (سورہ ص ۳۸/۲۴)	مریم نے طعام جنت کا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (سورہ آل عمران ۳/۳۷)
زکریا نے بشارت یحییٰ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (سورہ آل عمران ۳/۳۹)	علیؑ نے ولایت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ (سورہ المائدہ ۵/۵۴)
مساوات ہے نوح سے شکر میں اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۳)	علیؑ کے لیے لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۹)
صبر میں ایوب سے اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا (سورہ ص ۳۸/۴۴)	وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا (سورہ الدہر ۷۶/۱۲)
ملک میں سلیمان سے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا (سورہ ص ۳۸/۳۵)	علیؑ کے لیے ہے مُلْكًا كَبِيْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۲۰)
یحییٰ سے بر میں بَرًّا بِوَالِدَيْهِ (سورہ مریم ۱۹/۱۴)	اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ (سورہ الدہر ۷۶/۵)
وفا میں ابراہیم سے وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (سورہ النجم ۵۳/۳۷)	علیؑ کے لیے ہے يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (سورہ الدہر ۷۶/۷)
اخلاص میں موسیٰ سے اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا (سورہ مریم ۱۹/۵۱)	اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ (سورہ دہر ۷۶/۹)

زکوٰۃ میں عیسیٰ سے وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ (سورہ مریم ۱۹/۳۱) علیؑ کے لیے یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ (سورہ المائدہ ۵/۵۵)

امن میں محمد سے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ (سورہ الفتح ۲/۴۸) علیؑ کے لیے ہے فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ (سورہ دہر ۱۱/۷۶)

خوف میں ملائکہ سے یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ (سورہ النحل ۵۰/۱۶) علیؑ کے لیے ہے اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا (سورہ دہر ۱۰/۷۶)

جود میں خدا سے یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (سورہ الانعام ۱۴/۶) اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللّٰہِ (سورہ دہر ۹/۷۶)

پانچ فضیلتیں جو پانچ انبیا میں ہیں وہ سب علیؑ میں جمع ہیں۔

ضیافت ابراہیم۔ تکلم موسیٰ۔ ملکیت یوسف۔ قتل زکریا و یحیٰ۔ حیائے محمد۔ علیؑ نے کھانا دیا تو آیہ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ (سورہ دہر ۸/۷۶) نازل ہوئی۔ علیؑ سے کلام کیا جن نے۔ شیر نے بھیڑیے نے طیر نے۔ اور مصداق وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا (سورہ الفرقان ۵۴/۲۵) اور محراب عبادت میں قتل ہوئے۔

یونس بطن حوت میں محبوس ہوئے فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ (سورہ الانبیاء ۸۷/۲۱) یوسف کنویں میں گرائے گئے موسیٰ تابوت میں رکھے گئے۔ نوح سفینہ پر سوار ہوئے علیؑ سفینہ کے منظوم ہیں۔

چار چیزیں ایسی ہیں جن سے انبیا تک نے خوف کھایا۔ شیطان۔ سانپ۔ قتل اور بھوک بیان اس کا یہ ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ (سورہ المومنون ۹۷/۲۳) اَوْجَسَ مِنْھُمْ خِیْفَةً (سورہ ہود ۷۰/۱۱) اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْھُمْ نَفْسًا (سورہ القصص ۳۳/۲۸) قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا (سورہ الکہف ۶۲/۱۸)

علی علیہ السلام نے شیطان سے جنگ کی۔ اژدھے سے کلام کیا۔ کفار کو قتل کیا۔ بھوک میں اپنا کھانا دوسروں کو دے دیا۔

خدا نے پانچ نور پانچ جگہ رکھے جس کے نتیجہ میں پانچ چیزیں برآمد ہوئیں۔ عارض ابراہیم میں اپنا نور ودیعت کیا جس کا ثمر رحمت تھا۔ یوسف کے چہرہ میں جس کا ثمرہ محبت تھا۔ موسیٰ کے ہاتھ میں جس کا ثمرہ معجزہ تھا۔ جبین محمد میں جس کا ثمرہ ہیبت تھا علی کے ہاتھ میں جس کا ثمرہ اسلام تھا ھُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ الانفال ۶۲/۸)

احمد حنبل نے اور عبدالرزاق نے ابوہریرہ سے ابن بطہ نے ابانہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا جو آدم کو علم میں نوح کو فہم میں موسیٰ کو مناجات میں اور ادریس کو کمال و جمال میں دیکھنا چاہے اس کو چاہیے اس آنے والے کی طرف دیکھے لوگوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ علیؑ تھے۔ انس نے یوں بیان کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جو ابراہیم کو خلت میں یحییٰ کو زہد

میں موسیٰ کو بطش میں دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھے اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جو یوسف کو جمال میں ابراہیم کو سخاوت میں سلیمان کو بہجت میں داؤد کو قوت میں اسے چاہیے علیؑ کو دیکھے۔

نطنزی نے خصائص میں نقل کیا ہے کہ اشجع سے مروی ہے میں نے علیؑ کو کہتے سنا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے علیؑ تمہارا نام ان انبیاء کے دفتر میں ہے جن پر وحی نہیں ہوتی تھی۔

موسیٰ کے بارے میں ہے وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ الاعراف ۷/۱۴۵) اس میں لفظ من تبعیضیہ ہے یعنی بعض چیزوں کا ذکر۔ اور حضرت عیسیٰ کے بارہ میں ہے لِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ (سورہ الزخرف ۴۳/۶۳) اس میں لفظ بعض ہے اور علیؑ کے بارے میں ہے۔ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (سورہ یسین ۳۶/۱۲)

جبریل نے خاتم مانگی علیؑ نے دیدی۔ میکائیل نے طعام مانگا علیؑ نے دیدیا۔ رسولخداؐ نے روح مانگی فدا کردی اللہ نے سرا و علانیۃ خیرات چاہی دیدی۔

فردوس دیلمی میں ہے کہ جابر سے منقول ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر روز علیؑ پر ملائکہ کے مقابل مباہات کرتا ہے وہ کہتے ہیں مبارک ہو مبارک ہو آپ کے واسطے اے علیؑ۔ جبریل نے کہا میں تم دونوں سے ہوں اے محمدؐ اور نبی نے کہا أَنْفُسَنَا وَ أَنْفُسَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱) اور جبریل نے کہا نہیں ہے ہمارے لیے مگر مقام معلوم۔ مقام علیؑ جو دوش نبی ہے افضل ہے۔

جبریل آنحضرتؐ کے پاس چشم زدن میں ساتوں آسمان اور ساتوں حجابوں کو طے کر کے پہنچے اور علیؑ نے اپنی جگہ رہ کر نبی کو معراج میں اعلیٰ مقام پر دیکھ لیا۔

مفردات

علیؑ اوّل ہاشمی ہیں جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں۔

سب سے پہلے ایمان لائے۔

سب سے پہلے نبی سے تعلیم حاصل کی۔

بعد نبی سب سے پہلے بغلہ پر سوار ہوئے۔

نبی نے آخر میں علیؑ سے مواخات کی۔

کعبہ میں ان کے سوا کوئی پیدا نہ ہوا۔

سب سے پہلے جہاد کیا۔

سب سے پہلے تصنیف کی۔

علیؑ آخر الاوصیا ہیں۔

نبی سب سے آخر میں علیؑ سے جدا ہوئے

سب سے آخر میں تبر رسول سے نکلے۔

نوادر دنیا سے ہاروت و ماروت ہیں ملائکہ میں۔ بنی آدم میں عزیز۔ بڑھاپے کی اولاد میں سارہ۔ بے باپ کے پیدا ہونے میں عیسیٰ۔ بچپن کی گویائی میں یحییٰ اور عیسیٰ۔ کلام میں قرآن۔ شجاعت میں علیؑ۔

عجائب میں۔ اصحاب کہف کا کتا۔ عزیز کا گدھا۔ سامری کا بچھڑا۔ صالح کا ناقہ۔ اسمٰعیل کا مینڈھا۔ یونس کی مچھلی۔ سلیمان کا ہدہد اور چیونٹی۔ نوح کا کوا، اوس بن انہان کا بھیڑیا۔ علیؑ کی تلوار۔

خدا نے احسان کیا مومنوں پر تین چیزوں سے بنفسہ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا (سورہ الحجرات ۱۷/۴۹) نبی سے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا (سورہ آل عمران ۱۶۴/۳) علیؑ سے قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ (سورہ یونس ۵۸/۱۰)

خدا نے چھ چیزوں کا نام رحمت رکھا ہے۔ فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ (سورہ الروم ۵۰/۳۰) بارش وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ (سورہ النساء ۸۳/۴) توفیق يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ (سورہ الدہر ۳۱/۷۶) اسلام۔ وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً (سورہ ہود ۶۳/۱۱) ایمان۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً (سورہ الانبیاء ۱۰۷/۲۱) نبی قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ (سورہ یونس ۵۸/۱۰) (علیؑ)

خدا نے علیؑ کے حرکات و سکنات کی مدح فرمائی ہے۔ نماز إِلَّا الْمُصَلِّينَ (سورہ المعارج ۲۲/۷۰) قنوت أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ (سورہ الزمر ۹/۳۹) صوم وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا (سورہ الدہر ۱۲/۷۶) زکوٰۃ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ (سورہ المائدہ ۵۵/۵) صدقہ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ (سورہ البقرہ ۲۷۴/۲) حج وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (سورہ التوبہ ۳/۹)۔ جہاد۔ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ (سورہ التوبہ ۱۹/۹) صبر الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ (سورہ البقرہ ۱۵۶/۲) دعا الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ (سورہ آل عمران ۱۹۱/۳) وفا يُوفُونَ بِالنَّذْرِ (سورہ الدہر ۷/۷۶) ضیافت إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ (سورہ الدہر ۹/۷۶) تواضع إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (سورہ فاطر ۲۸/۳۵) صدق۔ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورہ التوبہ ۱۱۹/۹) پاکیزگی نسل وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ (سورہ الشعراء ۲۱۹/۲۶) ان کی اولاد کے لیے إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ (سورہ الاحزاب ۳۳/۳۳) ایمان وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ (سورہ الواقعہ ۱۰/۵۶) علم وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۞ (سورہ الرعد ۴۳/۱۳)

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا اے علی خدا کو جیسا چاہیے نہیں پہچانا مگر میں نے اور تم نے اور تم کو نہیں پہچانا حق پہچاننے کا مگر اللہ نے اور میں نے اور مجھے نہیں پہچانا مگر اللہ نے اور تم نے۔

اور رسول اللہ نے فرمایا علیؑ آسمانوں میں ایسے ہیں جیسے دن میں سورج زمین پر اور آسمان دنیا میں اس طرح ہیں جیسے رات میں چاند زمین پر اور یہ بھی فرمایا کہ علیؑ کی مثال کعبہ کی سی ہے کہ لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں وہ کسی کی زیارت نہیں کرتا یا چاند کی مثال ہے کہ جب وہ نکلتا ہے تو ظلمت دور ہو جاتی ہے یا سورج کی مانند کہ اس کے طلوع ہونے سے دنیا روشن

ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم میری رسالت کی تبلیغ کرو گے انہوں نے کہا کیا آپ نے تبلیغ نہیں کی فرمایا کیوں نہیں کی لیکن تم میری طرف سے تاویل کتاب کی تبلیغ کرو گے۔

علیؑ جانشین رسول ہوئے شب ہجرت اور یوم تبوک حفظا دیا اور تخویف اعدا کے لیے اور یہ ان کی امامت کی دلیل ہے رسول نے فرمایا تمہاری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی منزلت موسیٰ کے نزدیک تھی۔ دن میں بھی ان کے قائم مقام ہوئے اور رات کو بھی ان کی جگہ پر سوئے۔

رسول اللہ نے ان کو مقدم کو مواخات میں مباہلہ میں اور غدیر میں اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں ہم مقدم ہیں ابتدا میں اور موخر ہیں انتہا میں۔

لوگوں نے ان کے حق کو غصب کیا خدا نے اس کے بدلہ میں جنت دی وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً (سورہ الدہر ۷۶/۱۲) لوگوں نے ملک دنیا سے علیحدہ رکھا اللہ نے ان کو آخرت کا ملک دیا۔ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (سورہ الدہر ۷۶/۲۰) ایک گردنان راہِ خدا میں دیا۔ خدا نے اس کے بدلہ میں اٹھارہ آیتیں دیں (سورہ دہر) محبت خدا میں کھانا دیا خدا نے ان کی محبت لوگوں پر واجب کی رضائے الٰہی کے لیے اپنے نفس کو صرف کیا خدا نے ان کی مرضی کو اپنی مرضی بنایا ان کو خیر البریہ قرار دیا۔

پانی دو قسم کا ہے طاہر اور نجس علیؑ کے لیے آب طاہر ہے وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا (سورہ الفرقان ۲۵/۵۴) اور ان کے دشمنوں کو نجس قرار دیا۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (سورہ التوبہ ۹/۲۸)

آغانی میں ہے کہ ابراہیم بن مہدی علیؑ سے سخت عداوت رکھتا تھا ایک روز مامون سے کہنے لگا کہ ایک رات میں نے علیؑ کو خواب میں دیکھا میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ایک پل پر پہنچے علیؑ نے مجھے آگے بڑھنے کو کہا میں نے انہیں پکڑ کے کہا تم دعویٰ حکومت کرتے ہو اپنی زوجہ کے حق کی وجہ سے حالانکہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں انہوں نے نہایت عمدہ جواب دیا مامون نے پوچھا کیا اس نے کہا سلاماً سلاماً۔ مامون نے کہا واللہ انہوں نے بڑا بلیغ جواب دیا۔ انہوں نے تجھے جاہل سمجھ کر قابل جواب نہ سمجھا۔ اس نے کہا کیسے؟ مامون نے کہا خدا فرماتا ہے اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (سورہ الفرقان ۲۵/۶۳)

حریری نے درۃ الغواص میں لکھا ہے کہ شریک ابن عبداللہ نخعی نے فضائل علیؑ بیان کیے ایک اموی نے کہا کیا علیؑ جیسے شخص کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اچھے آدمی ہیں اس نے کہا خدا نے ایوب کے بارے میں کہا ہے اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ (سورہ ص ۳۸/۴۴) سلیمان کے بارے میں کہا ہے وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ (سورہ ص ۳۸/۳۰) تو اگر علیؑ کو نعم العبد کہا جائے تو تو کیوں خفا ہوتا ہے کیا یہ اوصاف ان میں نہ تھے۔

ابوبکر ہردی شطرنج کھیل رہا تھا جبلی نے اس سے پوچھا نبی کے بعد امام کون تھا اس نے شاہ شطرنج اور چار پیادے رکھ

کر کہا یہ نبی اور یہ چار اس کے خلفا ہیں جبلی نے اس شخص کے متعلق جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا پوچھا یہ تمہارا بیٹا ہے اس نے کہا میرے کوئی بیٹا نہیں صرف ایک بیٹی ہے اس نے کہا تو یہ داماد ہے۔ کہا نہیں۔ ایک نیک آدمی ہے جبلی نے کہا تو یہ تمہارے کنبہ میں تمہارا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے یا ان میں سب سے زیادہ بہادر ہے یا ان میں سب سے زیادہ زاہد ہے اس نے کہا بلکہ مرد نیک ہے جبلی نے کہا پھر اس کو پہلو میں بٹھانے سے کیا فائدہ۔

حضرت علیؑ کے اسما و القاب

صاحب کتاب الانوار نے لکھا ہے کہ کتاب اللہ میں علیؑ کے تین سو نام ہیں اور اخبار و احادیث میں تو شمار ہی نہیں۔

اہل آسمان میں شمساطیل	اہل ارض میں جمائیل	لوح میں قنسوم	قلم میں منصوم	عرش پر معین
رضوان کے لیے امین	حور العین کے لیے اصب	صحف ابراہیم میں خربیل	عبرانی میں بلقیاطیس	سریانی میں شروحیل
توریت میں ایلیا	زبور میں اریا	انجیل میں بریا	صحف میں حجر العین	قرآن میں علیؑ
عندالنبی ناصر	عرب میں ملیا	ہند میں کبکرا	روم میں بطرلیس	ارمن میں فریق
صقلاب میں نیرون	فرس میں خیروفیل نیروز	ترک میں تیزادغیل	عندالخزر بریں	عندالنبط کریا
عندالدیلم بنی	عندالزنج حتین	عندالحبشہ تبریک	عندالفلاسفہ یوشع	عندالکنہ بوی
عندالجن جبین	عندالشیاطین بدمر	عندالشرکین الموت الاحمر	عندالمومنین السحابۃ البیضاء	انکے والد کا رکھا نام حرب

ماں کا رکھا نام حیدر یا احمد

متوکل نے زید مجنون سے حضرت علیؑ کے متعلق پوچھا انہوں نے حروف تہجی کے حساب سے فرمایا۔

الآمر عن الله بالعدل والاحسان ، الباقر علوم الاديان ، التالي سور القرآن ، الثاقب لحجاب الشيطان ، الجامع أحكام القرآن ، الحاكم بين الانس والجان . الخلي من كل زور وبهتان ، الدليل لمن طلب البيان . الذاكر ربه فى السر والاعلان ، الراهب ربه فى الليالي اذا اشتد الظلام ، الزايد الراجح بلا نقصان ، الساتر لعورات النسوان ، الشاكر لما أولى الواحد المنان . الصابر يوم الضرب والطعان ، الضارب بحسامه رؤوس الاقران ، الطالب بحق الله غير متوان ولا خوان ، للظاهر على أهل الكفر والطغيان ، العالي علمه على أهل الزمان ، الغالب بنصر الله للشجعان ، الفالق للرؤوس والأبدان ، القوي الشديد الأركان ، الكامل الراجح بلا نقصان

، اللازم لأوامر الرحمن ، المزوج بخير النسوان ، النامي ذكره في القرآن ، الولي لمن والاه بالايمان ، الهادي إلى الحق لمن طلب البيان ، اليسير السهل لمن طلبه بالاحسان

حضرت علیؑ کے القاب مطابق حروف تہجی

(همزه)

سيد النجباء ، ونور الاصفياء ، وهادي الاولياء ، وقبلة الرحماء ، وقدوة الاوصياء وإمام الانقياء ، وأمير الامراء ، وأمين الامناء ، وثمال الضعفاء ، وغصة الاعداء ، ومرشد العلماء ، ومفقه الفقهاء ، وأعلم القراء ، وأقضى ذوي القضاء ، وأبلغ البلغاء ، وأخطب الخطباء ، وأنطق الفصحاء ، ومجيز الشعراء ، وأشهر أهل البطحاء ، والشهيد أبو الشهداء ، وزوج فاطمة الزهراء ، وصاحب الراية واللواء ، ودافع الكرب واللأواء ، ومعز الاولياء ، ومذل الاعداء السابق بالوفاء ، ثاني أهل الكساء ، مضمخ مردة الحروب بالدماء ، الخارج عن بيت المال صفر اليد عن الصفراء والحمراء والبيضاء ، أعلم من فوق رقعة الغبراء ، وتحت أديم السماء ، المستأنس المناجاة في ظلمة الليلة الليلاء ، حجة سيد الانبياء ، مقدم الوصيين والنقباء ، خليفة رب الارض والسماء .

(الألف)

المطهر المجتبى ، المنذر المرتضى ، المأمون المقتدى ، الخطة الكبرى ، العروة الوثقى ، الآية الكبرى الحجة العظمى ، المحنة للورى ، المسبب الاعلى ، المستقيم على الهدى إمام أهل الدنيا ، شقيق النبي المصطفى ، ليث الثرى ، غيث الندى ، حتف العدى ، مفتاح الهدى ، قطب رحى الهدى ، مصباح الدجى ، جوهر النهى ، بحر اللهى ، سعار الوغى ، قطاع الطلى ، شمس الضحى نظير هارون من موسى بدر الدجى ، نجم اهل العبا ، علم الهدى ، الملقب بالمرتضى .

(ب)

كشاف الكرب ، الهاشمي الام والاب ، سيد العرب ، الطعان والضراب ، هازم الأحزاب ،

وقاصم الاصلاب ، مرشد عجم واعراب المكنى بأبي تراب ، كثير المناقب ، رفيع المراتب غالب كل غالب ، على بن ابي طالب ، ليث الغابة . وافضل الصحابة

(ت)

منجز العدات ، قاصم العداة ، المفتاح والنجاة ، المفرج للمشكلات ، السابق بالخيرات ، التالي للآيات . القبلة للسادات ، ولي الخيرات ، كاشف الكربات ، مبين المشكلات ، دافع المعضلات ، صاحب المعجزات ، عين الحياة . سفينة النجاة ، خواض الغمرات ، حامل الالوية والرايات .

(ث)

الثقل ، والثواب ، والثلة .

(ج)

الجاثي ، والجامع ، والجار ، والجوار

(ح)

الحطة ، والحجاب ، والحيدر ، والحاكم ، والحامد ، والحميد ، والحبر ، والحق ، والحبل والحسنة ، والحافظ ، والحليم ، والحكيم ، وحامل لواء الحمد

(خ)

خير البشر ، خير البرية ، وخير الامـة ، وخير الناس ، والخليفة ، والخاصف ، والخازن والخاشع ، والخصم .

(د)

السيد المرشد ، والمنعم المؤيد ، والعالم الزاهد ، والمتقي العابد ، المحمود في المواقف و المشاهد ،

(ذ)

ومن اسمائه : الذكر ، والذاكر ، والذايد ، والذرية ، ذو القربى ، وذو المحن ، وذو النورين

(ر)

الامام الطاهر ، القمر الباهر ، الماء الطاهر ، الفرات الزاخر ، الخير والذكر ، الصديق الأكبر ، الموت الأحمر ، والعذاب الأكبر ، ابو شبير وابو شبر المسمى بحيدر ، الكوكب الأزهر والقمر الأنور ، والطود الأكبر ، والضرغام المصدر ، الطاهر المخير ، صاحب براءة وغديرخم

وراية خيبر ، ساقي وراد الكوثر يوم المحشر ، الايمان المنير ، والليل الستير ، مصداق آيت تطهير
قاتل المنافقين والكفار ، صاحب ذوالفقار كهف الأخيار ، وملجأ الأبرار ، ومنجي الأخيار ،
قمر الأقمار ، ورغم الفجار ، وقسيم الجنة والنار ، سيد المهاجرين والأنصار ، صنو جعفر الطيار
وابن عم النبي المختار ، الكرار غير فرار ، امير البررة ، وقاتل الكفرة ، ودامغ الفجرة ، اخو
رسول الله ووزيره ووصيه ومشيره ، شقيق الخير ، رفيق الطير ، الأول والآخر ، والطاهر ،
والظاهر ، والظهير ، والصابر ، والبشير ، والشاكر .

(ز)

حلاحل الحجاز ، اسد البراز ، الزعيم ، والزاهد ، والزلفى ، والزيتون .

(س)

شمس الشموس ، وانس النفوس ، وقامع الكفرة والمجوس ، ومختار الملك القدوس ، كليم الشمس
محيي النفس ، الثاني من الخمس ، البريء من كل دنس ، خير الناس ، الساجد والسبيل ، والسلم
والسنة ، والسيد .

(ش)

أصلع قريش ، وليث الجيش ،

(ص)

الصادق ، والصديق ، والصابر ، والصفي ، الصالح ،

(ض)

الذايد عن الحوض ، الواصل إلى الروض دابة الأرض

(ط)

الميزان بالقسط ، والجواز على الصراط .

(ظ)

اليد الباسطة والقلب الحافظ .

(ع)

السيد الأورع ، والملجأ والمفزع السجاد الأنزع ، والبطين الأصلع علي ، العالم ، العلم ،

العدل ، العباد ، العابد ، العادل ، العصر ، العزيز

(غ)

الدامغ ، والمتبع المبلغ .

(ف)

السيد الشريف ، الكريم الغطريف ، مخرق الصفوف ، الفارق والفصل ، والفاضل ، والفخر ، والفاخر .

(ق)

الامام الصدق ، الحنيف الحق ، المائل الى الحق ، القائل بالصدق ، القسيم ، والقسم ، والقانت ، وقاضي الدين ، والقاضي ، والقصم والقائم ، والقبلة ، والقوي ، والقيم ، والقليل ، والقول ، والقصر المشيد ، والقدم

(ك)

الكافي ، والكلمة ، والكتاب ، والكوكب ، والكرار ، والكوثر ، والكهف ، والكاشف

(ل)

الامام العادل ، أمير النحل ، خاصف النعل ، الامام الأول ، والوصي الأفضل ، ضرغام يوم الجمل ، زوج البتول ، أخو الرسول ، سيف الله المسلول ، العالم المسؤل ، نور الله الجليل ، ووجهه الجميل ، عالم التوراة والزبور والانجيل ،

(م)

الامام المعصوم ، الشهيد المظلوم ، باب العلوم ، حجة الخصام ، إمام الأنام ، أبو الأعلام ، ساد الأنام ، وكسر الأصنام ، الهادي الى دار السلام ، الداعي الى دين الإسلام الصديق الاكبر في الأنام ، والفاروق الاعظم بين الحلال والحرام ، النبأ العظيم ، الصراط المستقيم ، الفاروق الاعظم ، والامام المحترم ، ماعبد صنما ، ولا استحل محرما ، بحر علم ، ووعاء حكمة وحلم ، بطين من العلم ، منبع العلم ، ومستقر الحلم ،

(ن)

أمير المؤمنين ، وإمام المسلمين ، وسيد الوصيين ، وفارس المسلمين ، وإمام العالمين ، ونور المطيعين ، وراية المهتدين ، وقائد الغر المحجلين ، وحجة الله على العالمين ، وقاتل الناكثين

والقاسطين ، وزوج سيدة نساء العالمين ، ومبيد الشرك والمشركين ، وغيظ المنافقين ، وصالح المؤمنين ، وأول السابقين ، وأفضل المجاهدين ، وخير الوصيين ، وأحسن المجتهدين . وزين العابدين ، ويعسوب المؤمنين ، والدين ، ونفس اليقين ، والحسن الحصين ، والخليفة الامين . والعين المعين ، والروح المكين ، ووارث علم النبيين وحبل الله المتين ، ولسانه الناطق بالحق المبين ، وأفضل الناس بعد رسول الله أجمعين عنوان صحيفة المؤمنين أجل الثقلين ، السابق بالشهادتين ، المتجمل بالسبطين ، ومن ردت له الشمس مرتين ، والد السبطين ، وأبو الحسن والحسين ، مهاجر الهجرتين ، المصلي في القبلتين الضارب بالسيفين ، الطاعن بالرمحين ، السابق بالايمان ، المشهود بالايقان ، المعروف بالاحسان ، المشهور في القران ، صاحب المدينة وموضع السكينة . المشبه بالسفينة . مميت البدعة ، ومحيي السنة ، القائد الى الجنة ، والقائم بالفرض والسنة ، والمهيب في الانس والجنة ،

(و)

سيف النبوة ، وألف الفتوة ، اولو العلم ، اولو اللب ، اولوالوزر . والوسيلة والولد . والوارث .

(ه)

أخو رسول الله وابن عمه ، والخصيص به كان امه ، والذاب عنه كسيفه وسهمه ، وكشاف كربه وغمه ، ومساهمه في طمه وزمه ، مسيط لحمه بلحمه ودمه بدمه ،

(لا)

الإمير ، والأمين ، والايمان ، والامة ، والأمانة ، والأولى ، والافضل والاحسان والآية ، والاذن ، والأذان ، الاسلام ، والانسان ، والايقان .

(ى)

العلي . الوصي ، الولي الهاشمي ، المكي ، المدني ، الأبطحي ، الطالبي ، الرضي ، المرضي الصفي ، الوفي . المهدي ، السخي ، الزكي ، التقي ، النقي ، ولي الله ، وصي رسول الله ، سديد الرأى ، المتقي ، والوني المولي ، والمتوسم والمصلي ، والرعية والراعي ،

احوال امیرالمومنینؑ

ذکر سیف و زرہ و مرکب

آیہ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ (سورہ الحدید ۲۵/۵۷) کے متعلق تفسیر سدی میں ابو صالح اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آدم جنت سے نکلے تو ان کے ساتھ ایک تلوار تھی جو جنت کی چنبیلی کے پتہ سے بنائی گئی تھی۔ آیت کا اگلا حصہ ہے فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ (سورہ الحدید ۲۵/۵۷) آدم اپنے دشمن جن اور شیاطین سے اسی کے ذریعے سے لڑتے تھے اور اس پر لکھا تھا۔ میرے انبیاء ہمیشہ اسی کی مدد سے جنگ کرتے رہیں گے۔ نبی کے بعد دوسرا نبی اور صدیق کے بعد دوسرا صدیق یہاں تک کہ وارث ہوں گے اس کے امیرالمومنینؑ اس سے نبی امی محاربہ کریں گے آیت کا اگلا حصہ یہ ہے مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (سورہ الحدید ۲۵/۵۷) یعنی محمد و علی کو نفع دینے والی ہے یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (سورہ الحج ۲۲/۴۰) یعنی علی کے ذریعے سے کفار کو عذاب دینے والا ہے

ہمارے تمام اصحاب سے مروی ہے کہ مراد اس آیت سے ذوالفقار ہے جو خدا نے نازل کی آسمان سے نبی پر اور انہوں نے عطا کی علی کو۔

امام رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا ذوالفقار کہاں سے آئی تھی۔ فرمایا جبرئیل آسمان سے لے کر اترے تھے اور وہ وہ اب میرے پاس ہے ایک روایت ہے کہ جبرئیل نے کہا یمن میں ایک لوہے کا بت ہے علیؑ گئے اور اس کو توڑ دیا اور اس سے دو تلواریں بنائیں ایک کا نام مخذم ہوا اور دوسری کا ذوالفقار۔

ایک روایت ہے کہ روز بدر اس کو حضرت علیؑ نے عاص بن منبہ سہمی سے چھین کر اسی سے اس کو قتل کیا تھا۔

ایک روایت یہ ہے کہ یہ تلوار ان ہدایا میں شامل تھی جو بلقیس نے سلیمان کو بھیجے تھے۔

ایک روایت ہے منبہ ابن الحجاج سہمی سے لیا تھا۔ غزوہ بنی مطلق میں اور اسی سے اس کو قتل کیا تھا۔ حضرت علیؑ کے بعد امام حسنؑ کے پاس رہی پھر ہر امام کے پاس یکے بعد دیگرے رہتی ہوئی امام مہدی علیہ السلام تک پہنچی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا ذوالفقار نام کیوں ہوا فرمایا اس لیے کہ اس سے جس کسی کو حضرت امیرالمومنینؑ نے مارا وہ دنیا میں زندگی سے اور آخرت میں جنت سے دور رہا۔ کلینی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ذوالفقار نام اس لیے ہوا کہ اس کے درمیان ایک خط طویل تھا جو مہرۂ پشت سے مشابہ تھا۔ اصمعی کا گمان ہے کہ اس میں اٹھارہ فقرے تھے: تاریخ ابو یعقوب میں ہے

[illegible] تھا اور عرض ایک بالشت اور اس کے وسط میں مہر سے تھے۔

ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے جبرئیل کو آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی زریں پر [illegible] لا سیف إلا ذو الفقار ولا فتى إلا علي ارشاد شیخ مفید میں بھی یہی ہے۔ امالی طوسی میں عکرمہ اور [illegible] فضائل الصحابہ میں اور ابن لبطہ نے ابانہ میں لکھا کہ جبرئیل نے یہ یوم بدر کہا۔

[illegible] علیہ السلام سے قیس بن سعد ہمدانی نے حضرت علی علیہ السلام کو معرکہ جنگ میں دو کپڑے پہنے دیکھا تو کہنے لگا اے امیرالمومنین جنگ میں اور یہ صورت فرمایا ہاں اے قیس آگاہ ہو کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جس کے لیے خدا نے دو فرشتے نہ قرار دیئے ہوں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں پہاڑ سے یا کنوئیں میں گرنے سے۔ جب قضا آتی ہے تو یہ دونوں الگ ہو جاتے ہیں۔

مروی ہے کہ حضرت علیؑ کی زرہ میں پشت کا حصہ نہ تھا کسی نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا اگر میں نے دشمن کی طرف سے پیٹھ پھیری ہوتی تو اس کی ضرورت پیش آتی۔

حضرت کا مرکب بغلہ سفید تھا جس کا نام دلدل تھا۔ یہ رسول اللہؐ نے عطا فرمایا تھا اور دلدل نام اس لیے ہوا کہ یوم حنین جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو حضرت نے فرمایا دلدل تو اس نے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیا حضرت نے وہیں یہ بغلہ حضرت علیؑ کو عطا فرما دیا اور گھوڑے سے نیچا تھا کسی نے حضرت علیؑ سے کہا آپ گھوڑے پر کیوں نہیں سوار ہوتے جب کہ بہت سے دشمن آپ کی گھات میں رہتے ہیں فرمایا گھوڑا طلب اور ہرب کے لیے ہوتا ہے میں بھاگنے والے کے پیچھے نہیں جاتا اور سامنے آنے والے سے روگردانی نہیں کرتا۔ پھر مجھے کیا ضرورت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا لا أكر على من فر ولا أفر عمن كر میں بھاگنے والے پر حملہ نہیں کرتا اور جو حملہ کرے اس سے بھاگتا نہیں۔

حضرت علیؑ کا عَلم اور خاتم

[illegible] کسائی نے مبتدا میں لکھا ہے کہ بنی آدم میں سب سے پہلی لڑائی شیث اور قابیل کے درمیان ہوئی اللہ نے ہدیہ بھیجا سفید لباس کا اور ملائکہ نے ان کے لیے ایک سفید جھنڈا بلند کیا اور ملائکہ نے قابیل کو زنجیروں میں جکڑ لیا۔ اور اس کو اٹھا کر سورج کے قریب لے گئے اور وہ ہلاک ہوا اور اس کی اولاد شیث کی غلام قرار پائی۔

ایک خبر میں ہے کہ سب سے پہلے رایت حضرت ابراہیم نے بنایا۔

[illegible] رایت قصی بن کلاب کے ہاتھ میں رہتا تھا پھر عبدالمطلب کے پاس آیا جب حضرت مبعوث ہوئے تو آپ کے پاس آیا۔ آپ نے حضرت علیؑ کو دیا اس زمانہ میں لوا بنی عبدالدار کے پاس رہتا تھا۔ حضرت نے وہ مصعب ابن عمیر کو دیا۔ جنگ اُحد

میں وہ اس کے پاس تھا پھر آپ نے اس سے لے کر علیؑ کو دیا اس طرح رایت اور لواء دونوں علیؑ کو مل گئے یہ دونوں سفید رنگ کے تھے اس کا ذکر طبری نے اپنی تاریخ اور قیشری نے اپنی تفسیر میں کیا ہے ۔

حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم میرے صاحب رایت و لواء ہو دنیا و آخرت میں ۔

تاریخ طبری میں ہے اور بلاذری اور صحیح بخاری اور مسلم میں بھی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جنگ بدر کے لیے جانے کا ارادہ کیا تو حمزہ کو سرخ نشان دیا ۔ بنی امیہ کو سبز اور علی بن ابی طالب کو زرد اور آنحضرتؐ کا رایت سفید تھا یہی وہ رایت ہے جو یوم خیبر حضرت علیؑ کو دیا تھا اور اس کے متعلق فرمایا تھا ۔ لاعطین الرایۃ غداً رجلا اور آنحضرت نے حمزہ، عبید بن الحارث اور سعید ابن ابی وقاص کے لیے سفید لواء بنوائے تھے ۔

ابن کادش نے اپنی کتاب تکذیب العصابۃ العلویۃ فی ادعائہم الامۃ النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے عباس کو دو سفید لباسوں میں دیکھا تو فرمایا کہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی ۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب صفین میں لکھا ہے کہ عمرو عاص نے یوم صفین سیاہ جھنڈے تقسیم کیے تھے ۔

اخبار دمشق میں ابوالحسین محمد بن عبداللہ رازی نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا بنی عباس کے دو رایت ہوں گے ان کا نیچے کا حصہ کفر ہوگا اور اوپر کا حصہ ضلالت اے ثوبان تو ان دونوں کے سائے سے بچا رہنا ۔

ابی ابن کعب نے کہا سیاہ رایات کے لیے اول نصرت تھی ۔ اوسط غدر اور آخر کفر ۔ جس نے ان کی مدد کی وہ ایسا ہے جیسا موسیٰ کے مقابل فرعون کی مدد کی ۔ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب مشرق سے کالے جھنڈے نکلیں گے تو اول فتنہ ہوگا اوسط ہرج اور آخر ضلالت ۔

خاتم ۔ سلمان فارسی سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ۔ یا علی عقیق کی انگوٹھی پہنو مقربین میں سے ہو جاؤ گے پوچھا یا رسولؐ اللہ مقربین کون ہیں فرمایا جبریل و میکائیل پوچھا میں انگوٹھی کیسی پہنوں فرمایا عقیق سرخ کی ۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبریل نے رسولؐ اللہ سے کہا آپ داہنے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی پہنیے اور اپنے ابن عم سے کہیے وہ ایسی ہی پہنیں ۔ حضرت علیؑ نے پوچھا عقیق کیا ہے فرمایا عقیق یمن کا پہاڑ ہے ۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا اپنی جان کی قسم جس کے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہو اور علیؑ کی محبت رکھتا ہو تو آتش جہنم اس کو مس نہ کرے گی ۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ امیرالمومنین کی چار انگوٹھیاں تھیں یاقوت تیر اندازی کے لیے فیروزہ نصرت کے لیے حدید چینی قوت کے لیے عقیق حرز کے لیے ۔

صحیح بخاری اور شمائل ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حضرت علیؑ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور جب انتقال ہوا تو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی تھی ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے جامع البیہقی میں ہے کہ

ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ امام الراغب نے محاضرات میں لکھا ہے کہ نبی اور ان کے اصحاب داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے سب سے پہلے جس نے بائیں ہاتھ میں پہنی وہ معاویہ ہے۔ ابوعبداللہ سلامی سے روایت ہے کہ نبی اور خلفائے اربعہ داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ معاویہ نے بائیں ہاتھ میں پہنی۔ اور اس کی دیکھا دیکھی دوسروں نے ایسا کیا۔ مروانیوں کے زمانہ تک ایسا ہی رہا۔ سفاح نے داہنے ہاتھ میں پہنی۔ رشید کے زمانہ تک یہی حال رہا رشید نے اپنے عہد میں پھر بائیں ہاتھ میں پہن لی۔ لوگوں نے اس کی تقلید کی۔ معاویہ کہا کرتا تھا میں نے علی سے خلافت اس طرح نکال لی جیسے داہنے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر بائیں ہاتھ میں پہن لی۔

جاحظ سے مروی ہے کہ آدم و ادریس و ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و الیاس و لیعقوب و داؤد و سلیمان و یوسف و دانیال و یوشع و ذوالقرنین و یونس و لوط و ہود و شعیب و زکریا و یحییٰ و صالح و عزیز و ایوب و لقمان و عیسیٰ و محمد سب داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق فرمایا جب اللہ نے اپنے نبی پر آیہ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ (سورہ آل عمران ۳/۶۱) نازل کی تو جبریل نے کہا یا رسول اللہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کا بشیر و نذیر نہوں لیکن میں نے اسے اہل بیت علیہ السلام سوائے تمہارے کسی پر فخر نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا اے جبریل تم ہم سے ہو۔ جبریل نے کہا میں تم سے ہوں یا رسول اللہ کوئی بات مجھے ایسی بتایئے جو آپ کی امت کے لیے باعث کشادگی ہو حضرت نے اپنے بائیں ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور فرمایا میں اللہ کا رسول تمہارا اوّل ہوں علی دوسرے ہیں فاطمہ تیسری حسن چوتھے اور حسین پانچویں اور تم چھٹے ہو اے جبریل۔

جبریل نے کہا یا رسول اللہ جو کوئی داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے گا اور آپ کی سنت کا ارادہ کرے گا تو میں جب اسے قیامت میں متحیر دیکھوں گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر آپ تک اور علیؑ تک پہنچا دوں گا۔

حضرت علیؑ کی ازواج و اولاد و اقربا و خدام

آپ کے والد ماجد ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ ماں فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم آپ کے بھائی طالب۔ عقیل جعفر علیؑ ان سب سے چھوٹے تھے۔ اور ہر ایک اپنے بھائی سے دس سال بڑا تھا۔ بالترتیب یہ سب بھائی اسلام لے آئے تھے سوائے طالب سب صاحب اولاد تھے بہن ام ہانی تھیں جن کا نام فاختہ تھا اور جمانہ ماموں حنین ابن اسد ہاشم۔ خالدہ بنت اسد آپ کے ربیب محمد ابن ابی

بکر اور بھانجے جعدہ بن ہبیرہ تھے۔

شیخ مفیدؒ نے ارشاد میں لکھا ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد ۲۷ ہے بعض نے ۲۵ لکھی ہے۔ نسابہ عمری نے شافی میں اور صاحب الانوار نے لکھا ہے کہ لڑکے ۱۵ تھے اور لڑکیاں اٹھارہ تھیں حضرت فاطمہؑ کے بطن سے حسنؑ و حسینؑ اور محسن (جن کا حمل ساقط ہوا) اور زینب کبریٰ اور ام کلثوم کبریٰ جن کی تزویج عمر سے ہوئی (علامہ شہرآشوب نے یہ رائے صاحب شافی اور صاحب الانوار کی لکھی ہے نہ کہ اپنا عقیدہ شیعوں نے اس تزویج کو کسی وقت بھی تسلیم نہیں کیا اس غلط روایت کی تردید میں متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔)

ابو محمد نوبختی نے کتاب الامہ میں لکھا ہے کہ ام کلثوم صغیر السن تھیں اور عمر دخول سے پہلے ہی مر گئے۔ حضرت علیؑ نے بعد ان کا عقد عون بن جعفر سے ان کے بعد محمد بن جعفر سے اور پھر عبداللہ بن جعفر سے کیا۔

یہ سب معاویہ شاہی ٹکسال کے کھوٹے سکے ہیں ایسی روایات نہ عقلاً صحیح ہیں نہ نقلاً)

خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ سے محمد پیدا ہوئے۔

ام البنین بنت خرام بن الخالد کلابیہ سے عبداللہ۔ جعفر اکبر۔ عباس اور عثمان تھے۔

ام حبیب بنت ربیعہ تغلبیہ سے عمر و رقیہ۔

اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے یحییٰ۔ محمد اصغر ایک روایت ہے کہ اسماء سے عون پیدا ہوئے اور محمد اصغر کنیز سے تھے

ام سعید بنت عروہ ابن مسعود ثقفیہ سے۔ نفیسہ۔ زینب صغرا اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

ام شعیب مخزومیہ سے ام الحسن و رملہ۔

ہلاء بنت مسروق نہلشلیہ سے ابوبکر و عبداللہ۔

امامہ بنت ابی العاص بن الربیع سے محمد اوسط ان کی والدہ زینب بنت رسولؐ اللہ تھیں (یہ بھی غلط ہے رسولؐ اللہ کے سوائے فاطمہؑ زہرا کے کوئی اور لڑکی نہ تھی۔ زینب کو بلحاظ ربیبہ رسولؐ اللہ ہونے کے بنت رسول لکھ دیا گیا ہے۔ عرب کا دستور تھا کہ ربیب اور ربیبہ پر بھی ابن و بنت کا اطلاق ہوتا تھا جیسے زید بن حارثہ ابن رسولؐ اللہ کہا جانے لگا تھا)

محیات بنت امراء القیس کلبیہ سے ایک لڑکی پیدا ہو کر مر گئی۔

کنیزوں سے خدیجہ۔ ام ہانی۔ تمیمہ۔ میمونہ اور فاطمہ۔

حضرت کی وفات سے پہلے انتقال ہوا۔ یحییٰ۔ ام کلثوم صغرا۔ زینب صغرا۔ ام الکرام۔ جمانہ۔ امامہ۔ ام سلمہ اور رملہ صغرا کا تزویج کی آپ نے آٹھ بیٹیوں کی زینب کبریٰ کی عبداللہ بن جعفر سے میمونہ کی عقیل بن عبداللہ بن عقیل سے۔ ام کلثوم صغرا کی کثیر ابن عباس بن عبد المطلب سے رملہ کی ابوالہیاج بن ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب سے فاطمہ کی محمد بن عقیل سے۔

یہ بھی کہنا غلط ہے کہ اس خاندان کی لڑکیاں بنی امیہ کے خاندان میں بیاہی گئیں۔ ختر ارقمی نے احکام الشرائع میں لکھا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے اولادِ علیؑ و جعفرؑ کی طرف نظر کر کے فرمایا بناتنا لبنینا و بنونا لبناتنا (ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لیے ہیں اور ہمارے لڑکے ہماری لڑکیوں کے واسطے)

حضرت علیؑ کی اولاد پانچ صاحبزادوں سے چلی۔ حسنؑ حسینؑ۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس اکبر۔ عمر۔

جس طرح حضرت رسولؐ خدا نے جناب خدیجہ کی موجودگی میں نہ کسی آزاد کو زوجہ بنایا نہ کسی کنیز کو اسی طرح حضرت فاطمہؑ کی موجودگی میں حضرت علیؑ نے بھی کسی عورت کو اپنی زوجیت میں نہیں لیا۔

قوت القلوب میں ہے کہ جناب سیدہ کی وفات کے نو دن بعد آپ نے تزویج کی مگر یہ روایت صحیح نہیں معتبر روایت یہ ہے کہ چھ ماہ بعد آپ نے نکاح کیا۔ دس عورتیں کل آپ کی زوجیت میں آئیں۔ آپ کی وفات کے بعد چار بیبیاں زندہ تھیں اسامہ بنت زینب۔ ربیبہ بنی۔ اسما بنت عمیس۔ لیلیٰ تمیمہ اور ام البنین کلابیہ ان میں سے کسی نے آپ کے بعد کسی دوسرے سے تزویج نہیں کی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ازواج نبی اور وصی کے لیے یہ جائز نہیں کہ ان کے بعد کسی اور سے تزویج کریں۔

آپ کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع، سعید بن نمران ہمدانی۔ عبداللہ بن جعفر۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود موذن جویریہ ابن مسہر عبدی۔ ابن النباح۔ ہمدان جن کو حجاج نے قتل کیا۔

غلام۔ ابو نیرزیہ ابنائے ملوک عجم سے تھا۔ بچپن میں رسولؐ اللہ کے پاس آیا مسلمان ہو گیا۔ حضرت کے پاس رہا آپ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؑ کے پاس آیا۔ عبداللہ بن مسعود اس کو بھی آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ کو دے دیا تھا۔ پھر یہ معاویہ کے پاس چلا گیا اور قنبر و میثم ان دونوں کو حجاج نے قتل کیا۔ سعد و نصر یہ دونوں کربلا میں شہید ہوئے۔ احمر صفین میں قتل ہوئے غزوان و ثبیت و میمون بھی غلام تھے۔

خادمہ۔ فضہ۔ زہرا۔ وسلانہ۔

مراکب۔ بغلۃ الشہبا۔ دلدل۔

حضرت علیؑ کا حلیہ اور تواریخ

ابن اسحاق اور ابن شہاب نے حضرت علیؑ کا حلیہ یہ لکھا ہے۔ مضبوط جلد بدن۔ عظیم البطن۔ پتلی پنڈلیاں۔

آپ کے حلیے کے بارہ میں اختلاف ہے کتاب صفین میں جابر بن عبداللہ اور محمد حنفیہ نے یہ حلیہ مبارک بیان کیا ہے۔

میانہ قد۔ کشادہ ابرو بڑی آنکھیں۔ چاند کی طرح چمکتا چہرہ۔ گندمی رنگ۔ سر کے پچھلے حصہ پر تاج کی طرح بال۔ گردن

چاندی کی صراحی کی طرح۔ پیٹ بڑا۔ مضبوط کمر۔ چوڑا سینہ۔ مضبوط ہاتھ۔ بھاری بازو۔ شیر کا سا دبدبہ۔

آپ روز جمعہ ۱۳ رجب کو ۳۰؁ عام الفیل میں کعبہ میں پیدا ہوئے اور مسجد کوفہ میں ۱۹ رمضان شب جمعہ میں وقت صبح عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی کی تلوار سے بحالت سجدہ زخمی ہوئے ابن ملجم کے مددگار وردان بن مجالد شبیب بن بجرہ اشعث بن قیس اور قطام بنت الاخضر تھے جو تلوار سر اقدس پر لگائی گئی تھی وہ زہر میں ڈوبی ہوئی تھی۔

حضرت کی عمر اس وقت ۶۳ سال اور بعض کے نزدیک ۵۶ سال تھی۔ آنحضرتؐ کے ساتھ مکہ میں ۱۳ سال اور مدینہ میں دس سال رہے وقت ہجرت آپ کی عمر ۱۴ سال تھی۔ آنحضرتؐ کی زندگی میں سولہ سال کی عمر سے جنگ کرنا شروع کی اور بڑے بڑے بہادروں کو تہ تیغ کیا۔ ۲۲ سال کی عمر میں قلعۂ خیبر فتح کیا آپ کی مدت امامت تیس سال تھی۔ خلافت ظاہری پانچ سال چند ماہ تھی (حضرت کی عمر کا یہ بیان بھی صحیح نہیں۔)

حضرت نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پوشیدہ رکھی جائے کیونکہ بنی امیہ کی شدید ترین عداوت سے بے ادبی کا خوف تھا۔ محمد بن زید حسنی نے کربلا میں نجف میں عمارت بنوائی اس کے بعد عضدالدولہ نے اس تعمیر میں حصہ لیا۔

حضرت علیؑ کی شہادت

تفسیر وکیع وغیرہ میں ہے کہ روز شہادت امیرالمومنین اسلامی جھنڈا سرنگوں ہو گیا اور رکن ایمان گر پڑا ابن عباس نے کہا علم و فقہ ارض مدینہ سے رخصت ہوئے۔ زمین کا نقصان اس کے علماء کا نقصان ہے اور نیک بندوں کا فقدان اہل ارض کی مصیبت ہے جب عالم نہیں رہتے تو جاہل ان کے سردار بنتے ہیں وہ سوال کرتے ہیں اور جاہل فتویٰ دیتے ہیں۔ بغیر علم نتیجہ میں گمراہی پھیلتی ہے۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا (سورہ الشمس ۹۱/۱۲) اور فرمایا خدا کی قسم میرا سر اور یہ میری داڑھی میرے خون سے خضاب ہوگی۔

مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے علی اشقی اولین ناقہ صالح کا پے کرنے والا ہے اور اشقی آخرین تمہارا قاتل ہے

ابن عباس سے مروی ہے کہ ابن ملجم نسل سے تھا قدار کی جس نے ناقہ صالح کو پے کیا تھا قدار نہ باپ پر جس طرح عاشق ہوا تھا اسی طرح ابن ملجم قطام پر عاشق ہوا۔ ابن ملجم کو لوگوں نے یہ کہتے سنا میں اپنی اس تلوار سے علی کو قتل کروں گا۔ لوگ اس کو پکڑ کر حضرت کے پاس لائے آپ نے اس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا عبدالرحمٰن بن ملجم۔ فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ ایک بات سے مجھے آگاہ کر کیا تیری طرف سے ایک شیخ گزرا تھا جو اپنے عصا پر ٹیکہ کیے ہوئے تھا اور تو دروازہ پر تھا اس نے اپنا عصا تیرے سر پہ مارا اور کہا وائے ہو تجھ پر تو ناقہ ثمود کے پے کرنے والے سے زیادہ شقی ہے اس نے

کہا ہاں یہ صحیح ہے فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب تو بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا تو وہ تجھے ابن راعیۃ الکلاب کہہ کر پکارا کرتے تھے اس نے کہا یہ بھی ٹھیک ہے۔ فرمایا میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ جب تیری ماں تجھ سے حاملہ ہوئی تو وہ حالت حیض میں تھی پھر فرمایا اس کو جانے دو۔

مروی ہے کہ ابن ملجم حضرت کے پاس بیعت کے لیے آیا آپ نے دو مرتبہ لوٹا دیا۔ تیسری بار بیعت کی اور اقرار کیا کہ غداری نہ کرے گا اور بیعت کو نہ توڑے گا اس نے کہا آپ میرے متعلق ایسا خیال نہ کریں فرمایا اے غزوان اس کو اشقر پر سوار کر۔ جب وہ سوار ہوا تو فرمایا۔

اريد حياته ويريد قتلي عذيرك من خليلك من مراد

جا اے ابن ملجم جو کچھ تو نے کہا ہے تو اسے پورا نہیں کریگا۔ خدا کی قسم یہ میرے سر کو خون سے خضاب کرے گا۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت تمام رات جاگتے رہے اور اپنی عادت کے مطابق نماز شب کو برآمد ہوئے ام کلثوم نے بیداری کا سبب پوچھا فرمایا صبح کو میں قتل کیا جاؤں گا موت سے مفر نہیں ہے۔

مروی ہے حضرت اس رات کو جاگے اور بار بار صحن میں آکر آسمان پر نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے واللہ میں جھوٹا نہیں یہ وہی رات ہے جس کا میں نے وعدہ کیا ہے جب صبح کے آثار نمودار ہوئے تو ابن نباح آپ کے پاس آیا اور ندا دی۔ الصلوٰۃ آپ کھڑے ہوئے گھر کی مرغابیوں نے آپ کو دیکھ کر چیخنا شروع کیا آپ نے فرمایا ان کو چیختا چھوڑو اس کے بعد نوحہ کرنا ہے۔

ابو صالح حنفی کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو کہتے سنا کہ میں نے نبی کو خواب میں دیکھا اور میں نے ان مصائب کی شکایت کی جو آپ کی امت سے پہنچے تھے اور میں رو دیا فرمایا اے علی رو مت تم عنقریب میرے پاس ہوگے۔

مروی ہے کہ ام کلثوم سے فرمایا بیٹی میں نے خواب میں رسول اللہؐ کو دیکھا ہے وہ میرے چہرے سے غبار صاف کر کے فرماتے تھے اے علی جو تم پر گزرنی تھی گزر گئی ام کلثوم کہتی ہیں اسی رات حضرت کے سر پر ضربت لگی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں اے علی ہمارے پاس آؤ۔ ہمارے پاس تمہارے لیے بہتری ہے۔

ابو مخنف وغیرہ نے لکھا ہے کہ مکہ میں کچھ خوارج جمع ہوئے اور کہا ہم نے خدا کے لیے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا۔ اگر ہم نے ائمہ ضلال پر قابو پایا تو ہم ان سے شہروں کے لوگوں کو بچا لیں گے عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا میں علیؑ کو ہلاک کروں گا۔ حجاج بن عبداللہ سعدی نے جس کا لقب برک تھا کہا میں معاویہ کے لیے کافی ہوں اور عمرو بن بکر تمیمی نے کہا میں عمرو عاص کا قصہ ختم کر دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ لوگ متفرق ہو گئے ابن ملجم کوفہ آیا اور قطام کے عشق میں مبتلا ہوا۔ اس سے شادی چاہی اس عورت کے باپ اور بھائی کو امیر المومنین نے نہروان میں قتل کیا تھا اس کے سینہ میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اس نے ابن ملجم

سے کہا میرا مہر علی کا سر ہے لیکن تو ان پر قابو نہیں پاسکے گا وہ بڑے بہادر ہیں۔ رہا مال کا مہر اس کی مجھے پرواہ نہیں۔ اس نے کہا میں یہ کام ضرور کردوں گا۔ قطام نے وردان بن مجاہد تیمی کو بلاکر کہا تو ابن ملجم کی اس معاملہ میں مدد کر اور ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ کو اپنا مددگار بنایا ابن ملجم اور شبیب دونوں رات کو قطام کے یہاں سوئے صبح کے قریب ان کو اس نے جگایا اور ان کے سینوں پر ریشمی کپڑا باندھا اور وہ تلواریں لے کر گھات میں آلگے۔ اشعث بن قیس بھی ان کی مدد کو آگیا اور ابن ملجم سے کہا صبح ہوئی اپنے کام سے فراغت حاصل کر۔

حجر ابن عدی کو جب اس کے ارادے کا حال معلوم ہوا تو دوڑے ہوئے امیرالمومنین کے پاس آئے امیرالمومنین جب مسجد میں تشریف لائے تو ابن ملجم نے لپک کر آپ پر وار کیا۔

اور محمد ابن عبداللہ ازدی نے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین مسجد میں آئے تو ندا کی الصلوٰۃ الصلوٰۃ یہ سن کر ابن ملجم کمین گاہ سے نکلا اور یہ کہہ کر سر اقدس پر حملہ کیا حکم اللہ کے لیے ہے اے علیؑ نہ تمہارے لیے ہے نہ تمہارے اصحاب کے لیے ضرب لگتے ہی حضرت علیؑ نے فرمایا۔ فزت ورب الکعبۃ

ایک روایت ہے کہ جب حضرت مشغول نماز ہوئے تو پہلا وار شبیب نے کیا لیکن اس کی تلوار محراب مسجد پر پڑی اور وہ بھاگ کر اپنے گھر میں جا گھسا اس کے چچازاد بھائی نے دیکھا کہ وہ اپنے سینے سے ریشمی کپڑا کھول رہا ہے اس نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے امیرالمومنینؑ کو قتل کیا ہے اس نے کہا ہاں یہ سنتے ہی ازدی نے اس کو قتل کردیا۔

ابن ملجم نے سجدہ کی حالت میں سر اقدس پر ضرب لگائی اور وہاں سے بھاگا ایک مرد ہمدانی نے اس کو پکڑ لیا۔ تیسرا بھاگنے میں کامیاب ہوگیا جب ابن ملجم کو امیرالمومنینؑ کے سامنے لائے تو فرمایا جان کا بدلہ جان ہے اگر میں مرجاؤں تو اسے اسی طرح قتل کردینا جس طرح اس نے مجھے قتل کیا ہے اور اگر میں بچ گیا تو پھر جو مناسب سمجھوں گا کروں گا۔

اور روایت میں ہے کہ فرمایا اگر میں زندہ رہا تو پھر جیسا مناسب ہوگا کروں گا اور اگر ہلاک ہوگیا تو وہ کرنا جو قاتل نبی کے ساتھ کیا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے فرمایا اسے قتل کرنا اور جلا دینا۔

ابن ملجم نے کہا میں نے ہزار روپیہ میں تلوار خریدی تھی اور ایک سو بار زہر میں ڈبوئی ہے میں نے ایسی ضرب لگائی ہے کہ اگر اس کو تمام اہل ارض پر تقسیم کردیتا تو بھی ہلاک ہوجاتے۔

دینوری نے محاسن الجوابات میں لکھا ہے کہ ابن ملجم نے کہا میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ اس تلوار سے شر خلق قتل کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا خدا نے اچھے طریقے سے تیری دُعا قبول کرلی اگر میں مرجاؤں گا تو تیری اسی تلوار سے تو قتل کردیا جائے گا۔

مروی ہے کہ حضرت نے لوگوں سے کہا اسے کھانا پانی دو۔ اور اچھے حال میں رکھو اگر میں بچ گیا تو اپنے خون کا ولی ہوں چاہے اسے معاف کردوں چاہے اس پر حد جاری کردوں اور اگر مرگیا تو تم اسے قتل کردینا۔ پھر اولاد عبدالمطلب کو وصیت

کی کہ مسلمانوں کا خون نہ بہایا جائے اور میرے قاتل کے سوا کسی کو قتل نہ کیا جائے اور اسے مثلہ نہ کیا جائے۔ امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ صبح کی نماز پڑھائیں اور غلام جعدہ ان کے پیچھے کھڑا ہو۔

مروی ہے کہ حضرت علیؑ کے سر پر ضربت اسی رات کو لگی جس رات کو یوشع بن نون کا انتقال ہوا۔

امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ کا انتقال اسی دن ہوا جس دن یحیٰی بن زکریا شہید ہوئے۔

جب امام حسنؑ سریر آرائے سلطنت ہوئے تو آپ نے ابن ملجم کے قتل کا حکم دیا اور ام ہیثم بنت اسود نخعیہ کو اس کی لاش جلانے کے لیے دیدی چنانچہ اس نے اس کو جلا دیا۔

جو شخص معاویہ کے قتل کے ارادے سے گیا تھا اس نے جب معاویہ رکوع میں تھا اس کے چوتڑ پر ضرب لگائی اور تیسرے نے عمرو عاص کے دھوکہ میں خارجہ بن ابی حنیفہ کو قتل کر دیا۔

امام حسن علیہ السلام نے ایک مرثیہ فرمایا ہے۔

أين من كان لعلم ... المصطفى في الناس بابا
أين من كان اذا ... ماقحط الناس سحابا
أين من كان اذا نو ... دي في الحرب أجابا
أين من كان دعا ... ه مستجاباً ومجابا

کہاں ہیں وہ جو علم محمد مصطفیٰؐ کے دروازہ تھے۔
کہاں ہیں وہ جو زمانہ قحط میں لوگوں کے لیے سحاب رحمت تھے۔
کہاں ہیں وہ جب معرکہ جنگ میں پکارا جاتا تھا تو جواب دیتے تھے۔
کہاں ہیں وہ جن کی دعا بارگاہ باری میں قبول تھی۔

مرثیہ از حضرت اثر امروہوی

مسجد ہے سونی زینت منبر کہاں گئے ... سردار اہل بیت پیمبر کہاں گئے
جو شہر علم احمد مرسل کے باب تھے ... وہ رازدان مصحف داور کہاں گئے
ظل سحاب رحمت باری کو کیا ہوا ... الطاف کردگار کے مظہر کہاں گئے
جو شیر کردگار رہے ہر جہاد میں ... وہ دین حق کے ناصر و یاور کہاں گئے
ماتم سرا بنا ہے امام امم کا گھر ... نالہ یہی لبوں پہ ہے حیدر کہاں گئے

یہ شہرِ علم کیسے لحد میں سما گیا — ہادیٔ دین فاتحِ خیبر کہاں گئے
افسردہ دین گلشنِ ایماں اُداس ہے — جو یا نظر سے ساقیٔ کوثر کہاں گئے
حسنین سینہ چاک ہیں زینب ہیں نوحہ گر — ویران کر کے فاطمہؑ کا گھر کہاں گئے
عقدہ کشائے خلق جہاں سے گزر گیا
حق کے ولی وصیٔ پیمبر کہاں گئے

زیارت امیرالمومنینؑ

حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا من زار علیاً بعد وفاته فله الجنة (جس نے علیؑ کی زیارت ان کی وفات کے بعد کی اس کے لیے جنت ہے۔

صادق آل محمدؐ نے فرمایا جس نے زیارت علیؑ ترک کی خدا اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ کیا تم اس کی زیارت نہ کرو گے جس کی زیارت ملائکہ اور انبیا کرتے ہیں۔

زائر امیرالمومنین جب دعا کرتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

زیارت امیرالمومنین صاحب ایمان ترک نہیں کرتا۔

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنی

DVD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com